

فیضانِ سنت اور علمائے اہلسنت پر اعتراضات کا علمی و تحقیقی جائزہ



میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوتِ اسلامی

مؤلفہ

ابو کلیم محمد صدیق

مسلم کتابوی لاہور

میٹھی میٹھی سنّتیں (مکمّل)

اور

دعوتِ اسلامی

مؤلف

ابو کلیم محمد صدّیق

مسلم کتابوی لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد کما صلیت علی سیدنا ابراھیم و علی آل سیدنا ابراھیم انک حمید مجید

نام کتاب ــــــــــ میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوتِ اسلامی (مکمل)

مؤلف ــــــــــ ابوکلیم محمد صدیق

اشاعت ــــــــــ یکم رمضان المبارک ۱۴۲۲ ہجری ۱۷ نومبر ۲۰۰۱ء

صفحات ــــــــــ ۶۸۰

سرِورق ــــــــــ محمد رمضان فیضی

طابع ــــــــــ اشتیاق احمد مشتاق پرنٹرز، لاہور

ناشر ــــــــــ مسلم کتابوی، لاہور

قیمت ــــــــــ /- روپے

ملنے کے پتے

1. مسلم کتابوی دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور ۷۲۲۵۶۰۵
2. مکتبۃ المدینہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور ۷۱۱۵۱۶۸
3. ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور ۷۲۲۱۹۵۳
4. مکتبۃ المدینہ شہید مسجد کھارادر کراچی ۲۲۰۳۳۱۱
5. نعمان اکادمی، ہسپتال روڈ جہانیاں منڈی خانیوال ۲۱۱۲۴۰

انتساب

امیر دعوتِ اسلامی

حضرت مولانا محمد الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ

کے نام

جو شب و روز دین اسلام کی ترویج و اشاعت اور

احیائے سنتِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لئے کوشاں ہیں

۲۰ ستمبر ۱۹۹۹ء / ۱۴۲۰ھ

بفیضانِ کرم



شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا

مفتی محمد اشفاق احمد رضوی مدظلہ

مہتمم مدرسہ غوثیہ جامع العلوم خانیوال



فہرست (حصہ اوّل)

فہرست (حصہ دوم) ۲۸۴

حرفِ اوّل

نحمده و نصلی علی رسوله الكريم

برصغیر پاک و ہند میں مذہبی آزاد خیالی کا دور کب سے شروع ہوا؟

○ -- علامہ ابو الحسن زید فاروقی دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

حضرت مجدد کے زمانے سے ۱۲۴۰ھ تک ہندوستان کے مسلمان دو فرقوں میں بٹے رہے ایک اہل سنت وجماعت، دوسرے شیعہ۔ اب مولانا اسماعیل دہلوی کا ظہور ہوا۔ وہ شاہ ولی اللہ کے پوتے اور شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالعزیز اور شاہ عبدالقادر کے بھتیجے تھے، ان کا میلان محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف ہوا اور نجدی کا رسالہ "ردالاشراک" ان کی نظر سے گزرا اور انہوں نے "تقویۃ الایمان" لکھی۔ اس کتاب سے مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا۔ کوئی غیر مقلد ہوا، کوئی وہابی ہوا کوئی اہل حدیث کہلایا، کسی نے اپنے آپ کو سلفی کہا۔ ائمہ مجتہدین کی جو منزلت اور احترام دل میں تھا وہ ختم ہوا۔ معمولی نوشت وخواند کے افراد امام بننے لگے اور افسوس اس بات کا ہے کہ توحید کی حفاظت کے نام پر بارگاہِ نبوۃ کی تعظیم واحترام میں تقصیرات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ یہ ساری قباحتیں ماہ ربیع الآخر ۱۲۴۰ھ کے بعد سے ظاہر ہونی شروع ہوئی ہیں۔ الخ[1]

○ -- محقق لاہوری سید قلندر علی شاہ سہروردی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

ایک مسلمان کے لیے عقائد کا معاملہ جس قدر اہم ہے اس قدر فی زمانہ اسکی طرف سے عام تعلیم یافتہ طبقے کو ذہول ہو رہا ہے۔ اور "ضرورتِ تقلید" فضولیات میں شمار کی جاتی ہے۔ حالانکہ اسلامی دنیا میں ابتداء سے لے کر گیارہویں صدی ہجری تک کتب تاریخ سے کسی ایسے محدث، مفسر

[1] مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۱۰ طبع لاہور 1984ء / ۱۴۰۴ھ

اور فقیہ کا پتہ نہیں چلتا جو "غیر مقلد" ہو۔ اس عدم تقلید کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں اتباع ہوائے نفس کا دروازہ کھل گیا۔ اور جس نے جو چاہا کہہ دیا۔ چنانچہ اسی بے راہ روی اور نا اہلی و بد لگامی کا یہ نتیجہ ہوا کہ عقائد صحیح اسلامیہ کا جو حضرات اکابر آئمہ قرون ثلاثہ کا شعار تھا، تمام تار و پود بکھر گیا۔ قاعدہ ہے کہ جب عقائد باطلہ سیاہ خانہ عمل میں جاگزیں ہو جائیں تو بزرگانِ سلف کی نسبت سوء ظنی ہو کر دریدہ دہنی تک نوبت پہنچ جاتی ہے اسی عدم تقلید کے باعث فیضانِ روحانی کا یہ کلی سدباب ہو کر بدعقیدگی کی حد ہو چکی ہے۔ الخ [1]

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد میاں نذیر حسین دہلوی کے توسط سے برصغیر پاک و ہند میں غیر مقلدیت نے جنم لیا اور باقاعدہ اس کی ترویج و اشاعت کا سلسلہ شروع ہوا۔

O-- مفتی عزیز الرحمٰن لکھتے ہیں :-

۱۸۵۷ء کے بعد آزاد روشی (غیر مقلدیت) کی وباء نجد سے چل کر ہندوستان میں بھی آگئی جس نے ایک خاص طبقہ کو جنم دیا۔ [2]

----O----

تقلید ائمہ اربعہ خصوصا سراج الائمہ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی تابعی (م ۱۵۰ھ) اور فقہ حنفی کے خلاف تین ضخیم کتابیں منصۂ شہود پر آئیں۔

(۱)... معیار حق (میاں نذیر حسین دہلوی متوفی ۱۳۲۰ھ / ۱۹۳۳ء) [3]

(۲).. جرح علی ابی حنیفہ (مولوی محمد سعید بنارسی متوفی ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء)

(۳).. ظفر المبین (مولوی محی الدین نو مسلم غیر مقلد تاجر کتب لاہور) [4]

ان تینوں کتابوں میں نہایت ہی سوقیانہ اور غلیظ زبان استعمال کی گئی ہم اپنے اس دعویٰ پر "الجرح علی ابی حنیفہ" کے چند اقتباسات نقل کرتے ہیں :-

O---امام صاحب کی پیدائش کی تاریخ میں کسی نے یوں کہا : س - گ ۸۰ھ اور انتقال کی تاریخ یہ ہے۔ "بو کم جہاں پاک" (ص ۳۰)

[1] باعث کون و مکان کا علم غیب ، ص ۷ طبع لاہور (بار اول ۱۹۳۳ء)

[2] امام اعظم ابو حنیفہ ص ۲۰۰ طبع لاہور

[3] تراجم علمائے حدیث ہند ، امام خان نوشہری، ص ۱۳۵، ص ۲۸۸ مطبوعہ فیصل آباد طبع اول

[4] مظہر العلماء تالیف مولوی سید محمد حسین بدایونی (م ۱۹۱۸ء) بحوالہ ماہنامہ جہان رضا لاہور ش ۵۶ جون و جولائی ۱۹۹۶ء ، ص ۳۵

O---ایک لطف یہ کہ جس سال ابو حنیفہ کا انتقال ہوا ۱۵۰ھ میں اسی سال امام شافعی کی پیدائش ہوئی، گویا امام صاحب امام شافعی کے آنے کی خبر معلوم کر کے تشریف لے گئے۔ (ص ۲۹)

O---امام صاحب کی موت و حشر = آخر امام صاحب اسی قید خانہ کی بیرک میں گھلتے گھلتے عدم کے اطمئن پر پہنچ گئے اور دنیا کو خیرباد ان لفظوں میں کہہ گئے۔

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن
بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے (ص ۲۹)

O---امام صاحب ایک حدیث بھی از روئے تحقیق و انصاف نہیں جانتے تھے۔ کیونکہ امام صاحب نے علم حدیث پڑھا ہی نہیں۔ (ص ۲۴)

O---امام صاحب سے کوئی تفسیر آیات احکام وغیرہ کی منقول نہیں امام صاحب نے علم قرآن سیکھا ہی نہیں۔ (ص ۲۳)

O---قرآن و حدیث کی امام صاحب کے نزدیک کچھ قدر نہیں۔ (ص ۲۰)

O---حاصل یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کے مسائل بالکل قرآن و حدیث کے مخالف ہیں۔ (ص ۳۰) [1]

اس کے علاوہ غیر مقلدیت کی تشہیر و اشاعت کے لیے دہلی سے مولوی محمد جونا گڑھی (م ۱۳۶۰ھ) نے "اخبارِ محمدی" اور امرتسر سے مولوی ثناء اللہ (م ۱۹۴۸ء) نے ہفت روزہ "اہل حدیث" کا آغاز کیا۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سے پندرہ روزہ اور ماہانہ رسائل و جرائد کا اجراء کیا گیا۔

-----O----

علمائے احناف کی طرف سے ان تینوں کتابوں کے درج ذیل محققانہ جواب لکھے گئے۔

(۱) انتصار الحق از مولانا ارشاد حسین رام پوری (م ۱۳۱۱ھ) [2]

[1] (نوٹ) یہ تمام اقتباسات "الاقوال الصحیحہ فی جواب الجرح علی ابی حنیفہ" از مولانا پروفیسر نور بخش توکلی سے نقل کئے گئے ہیں۔

[2] مولانا ارشاد حسین فاروقی مجددی 1248ء میں رام پور میں پیدا ہوئے۔ علماء رامپور و لکھنؤ سے پڑھ کر نواب محمد خان مجددی سے تکمیل کی۔ مولانا شاہ احمد سعید مجددی دہلوی (م ۱۲۷۷ھ) کے مرید ہوئے اور خلافت پائی۔ مولانا سید دیدار علی ، مولانا شاہ سلامت اللہ رامپوری ، علامہ ظہور الحسن رام پوری ، مولانا عبد الغفار رامپوری ، مولانا شاہ عنایت اللہ خان اور علامہ شبلی نعمانی آپکے مشہور تلامذہ ہیں۔ ۱۳۱۱ھ میں واصل حق ہوئے۔

(۲) عمدۃ البیان فی اعلان مناقب النعمان از مولانا غلام دستگیر قصوری (م ۱۳۱۵ھ)

(یہ دونوں تصانیف میاں نذیر حسین دہلوی کی کتاب "معیار الحق" کا مدلل اور جامع جواب ہے)

(۳) فتح المبین از مولانا منصور علی مراد آبادی [1]

(مولوی محی الدین غیر مقلد کی کتاب "ظفر المبین" کا رد بلیغ)

(۴) ظفر المقلدین جواب "ظفر المبین" از مولانا غلام دستگیر قصوری (م ۱۳۱۵ھ)

(۵) نصر المقلدین جواب "ظفر المبین" از مولانا احمد علی شاہ بٹالوی (م ۱۹۲۶ء)

(۶) "الاقوال الصحیحہ فی جواب الجرح علیٰ ابی حنیفہ" از مولانا پروفیسر نور بخش توکلی (م ۱۹۴۸ء)

(مولوی محمد سعید بنارسی غیر مقلد کی کتاب "الجرح علیٰ ابی حنیفہ" کا بے مثل محققانہ جواب)

(۷) مدار الحق جواب معیار الحق از مولانا شاہ محمد حنفی (پاک پتن)

"اخبار محمدی" (دہلی) اور ہفت روزہ "اہلحدیث" (امرتسر) کے امام ابو حنیفہ اور فقہ حنفی پر بے جا تنقید کے جواب کے لیے "امرتسر" سے ہفت روزہ "الفقیہ" کا ۱۹۱۸ء میں اجراء ہوا۔ جو ایک مدت تک آسمان حنفیت پر بڑی آب و تاب سے چمکتا رہا۔ اس کے علاوہ اور کئی سنی حنفی ماہانہ اور پندرہ روزہ رسائل و جرائد منظر عام پر آئے۔

----O----

ایسے نازک ترین اور پر فتن دور میں جو علماء احناف بتدریج میدان عمل میں آئے ان میں سے بعض کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) مولانا محمد بن علی نیموی (م ۱۳۲۲ھ) (صاحب آثار السنن)

(۲) مولانا ارشاد حسین رامپوری فاروقی مجددی (م ۱۳۱۱ھ)

(۳) مولانا عبد الحئی لکھنوی (م ۱۳۰۴ھ)

(۴) مولانا منصور علی مراد آبادی

(۵) مولانا فضل رسول عثمانی قادری بدایونی (م ۱۲۸۹ھ)

(۶) مولانا احمد رضا بریلوی قادری (م ۱۳۴۰ھ)

(۷) مولانا پروفیسر محمد نور بخش توکلی (ایم-اے) لاہور (م ۱۳۶۷ھ)

(۸) مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی (م ۱۹۵۱ء)

(۹) مولانا مفتی محمد حفظ آگروی (م ۱۳۷۷ھ)

[1] مولانا منصور علی مراد آبادی مدرس مدرسہ طیبہ حیدر آباد دکن (انڈیا) علمائے حنفیہ میں شہرہ آفاق ہیں۔
(مظہر العلماء از مولوی محمد حسین بدایونی)

(۱۰) مولانا سید دیدار علی شاہ لاہوری (م ۱۹۳۵ء ، ۱۳۵۴ھ)

(۱۱) مولانا غلام قادر بھیروی (م ۱۳۲۶ھ)

(۱۲) مولانا غلام دستگیر قصوری (م ۱۳۱۵ھ)

(۱۳) مولانا احمد علی شاہ بٹالوی (م ۱۳۴۵ھ)

(۱۴) مولانا ظفر الدین بہاری (م ۱۳۸۲ھ)

(۱۵) مولانا احمد سعید مجددی فاروقی (م ۱۲۷۷ھ)

(۱۶) مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی (م ۱۳۵۶ھ)

(۱۷) مولانا نظام الدین ملتانی

(۱۸) مولانا ہدایت اللہ رامپوری (م ۱۳۲۶ھ)

(۱۹) مولانا ابو الخیر شاہ امرتسری

(۲۰) مولانا عبد الصمد سہسوانی (م ۱۳۳۳ھ)

(۲۱) مولانا محمد عالم آسی امرتسری (م ۱۳۶۳ھ)

(۲۲) مولانا خیر الدین دہلوی (م ۱۳۱۶ھ)

(۲۳) مفتی صدر الدین آزردہ دہلوی (م ۱۲۸۵ھ)

(۲۴) مولانا فقیر محمد جہلمی (م ۱۳۳۵ھ)

(۲۵) علامہ ابو البرکات سید احمد لاہوری (م ۱۹۷۸ء)

(۲۶) مولانا محمد عمر اچھروی نقشبندی (م ۱۳۹۱ھ)

(۲۷) مولانا محمد سردار احمد قادری فیصل آبادی (۱۳۸۲ھ)

(۲۸) مولانا حشمت علی خان صاحب لکھنوی (م ۱۳۸۰ھ)

(۲۹) مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی (م ۱۳۶۷ھ)

(۳۰) مولانا حکیم امجد علی قادری رضوی (م ۱۳۶۷ھ)

(۳۱) مولانا قاضی عبد السبحان (م ۱۳۷۷ھ)

(۳۲) مفتی احمد یار خان گجراتی (م ۱۳۹۱ھ)

(۳۳) مولانا عبد الغفور ہزاروی (م ۱۳۹۰ھ)

(۳۴) مولانا خواجہ قمر الدین سیالوی (م ۱۹۸۱ء)

(۳۵) علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی ملتانی (م ۱۹۸۶ء)

(۳۶) قاضی فضل احمد لودھیانوی

(۳۷) علامہ ابو الحسنات قادری (م ۱۳۸۰ھ)

اس کے علاوہ فرقہ غیر مقلد کے رد میں مندرجہ ذیل مشہور کتب منظر عام پر آئیں۔

(۱)	ازالۃ الریب عن حث علم الغیب	قاضی فضل احمد لودھیانوی (مولوی ثناء اللہ سے بحث)
(۲)	اقامۃ البرھان	مولانا قاضی محمد ارشاد الٰہی فیضی
(۳)	انوار آفتاب صداقت	(حصہ اول ، دوم) قاضی فضل احمد لودھیانوی
(۴)	البراہین حنفیہ لدفع الفتنہ النجدیہ	مولانا محمد عالم آسی امرتسری
(۵)	الاصول الاربعہ فی تردید الوہابیہ	مولانا حسن جان سرہندی
(۶)	براہین حنفیہ	علامہ ابوالحسنات لاہور
(۷)	بلوغ المرام	مولانا سلامت اللہ رامپوری
(۸)	پروانہ توحید	مولانا محمد عالم آسی امرتسری
(۹)	تحذیر الحنفیہ	مولانا ابوالبرکات سید احمد لاہوری
(۱۰)	تحفہ دستگیریہ	مولانا غلام دستگیر قصوری
(۱۱)	تحفہ نذیریہ	قاری عبدالرحمٰن انصاری (تقلید کا بیان)
(۱۲)	تعلیم الجاہل جواب تفہیم المسائل	مولانا فیض احمد عثمانی بدایونی (بشیر الدین قنوجی کا رد)
(۱۳)	تمہید فی اثبات تقلید	مولانا عبدالسلام سہسوی
(۱۴)	حفظ المتین	مولانا خیر الدین دہلوی (والد گرامی مولانا ابوالکلام آزاد)
(۱۵)	ذوالفقار حیدری تطع اعناق اصحاب الحدث الامرتسری	مولانا محمد غازی خاں
(۱۶)	رسالہ عدم جواز رفع یدین	مولانا نظام الدین ملتانی
(۱۷)	السیف الصارم لمنکر شان الامام الاعظم	مولانا فقیر محمد جہلمی
(۱۸)	سیف المصطفیٰ علی ادیان الافتراء	مولانا احمد رضا بریلوی (مولوی نذیر حسین دہلوی کی خیانت در نقل عبارت)
(۱۹)	سیف المقلدین	مولانا عبدالجلیل پشاوری
(۲۰)	ضربات الحنفیہ	مولانا محمد عالم آسی امرتسری
(۲۱)	الفتوحات الصمدیہ	پیر مہر علی شاہ گولڑوی
(۲۲)	کتاب المجید فی وجوب التقلید	مولانا ابوالخیر شاہ امرتسری
(۲۳)	مسئلہ تقلید	قاضی غلام محمود ہزاروی
(۲۴)	نماز مدلل	مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی
(۲۵)	اربعین حنفیہ	// // // //
(۲۶)	مقیاس صلوٰۃ	مولانا محمد عمر اچھروی
(۲۷)	جاء الحق	مفتی احمد یار خان گجراتی

(۲۸)	رسالہ عدم فرضیت جمعہ	مولانا جان محمد لاہوری
(۲۹)	رسالہ منتہی المقال	مفتی صدر الدین آزردہ دہلوی۔ (حدیث لاتشد الرحال کا صحیح مفہوم)
(۳۰)	الدلیل القوی علی ترک القراۃ للمقتدی	مولانا احمد علی سہارنپوری
(۳۱)	امام الکلام فیما یتعلق بالقراۃ خلف الامام	مولانا عبدالحئی لکھنوی
(۳۲)	تحفۃ الطلبۃ فی مسح الرقبۃ [1]	مولانا عبدالحئی لکھنوی
(۳۳)	**جامع الشواہد**	**مولانا محدث احمد سورتی**

۲۳ دسمبر ۱۹۲۵ء کو ابن سعود نے جدہ اور حجاز پر مکمل قبضہ کر لیا اور اپنے مقبوضہ جات کا نام "مملکت نجد و حجاز" رکھا۔

۲۲ دسمبر ۱۹۳۲ء کو اس نے اپنے مطلق العنان بادشاہ ہونے کے اعلان کر دیا۔ اور نجد و حجاز پر مشتمل عرب علاقہ کا نام "سعودی عرب" رکھا۔[2]

ابتداء میں یہ مملکت نہایت ہی غریب تھی۔ مگر جب پٹرول وغیرہ دریافت ہوا۔ تو اس کا امیر ترین ممالک میں شمار ہونے لگا۔ پاکستان کے غیر مقلدین نے وقت سے فائدہ اٹھایا اور سعودی عرب جا کر علماء نجد سے نجدی عقائد کی نشر و اشاعت کے لیے امداد کے طالب ہوئے اور ان کی درخواست منظور ہوئی۔ اور پاکستان میں جا بجا مساجد و مدارس سعودی حکومت کی امداد و اعانت سے تعمیر ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

اس کے علاوہ مفت لٹریچر تقسیم کیا گیا جس میں علمائے اہل سنت اور محققین صوفیائے کرام پر کیچڑ اچھالا گیا ہے اور بے سود طعن و تشنیع کی گئی ہے۔ راقم ان کتب سے چند اقتباسات تحریر کرتا ہے۔ جس سے قارئین کرام خود اس نتیجہ پر پہنچ سکیں گے کہ عمل بالحدیث کا دعویٰ کرنے والوں کی اخلاقی حیثیت کیا ہے۔

☆---شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی شافعی علیہ الرحمۃ

آپ قصبہ "اجزم" میں ۱۸۴۹ء میں پیدا ہوئے۔ 8 سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا۔ ۱۲۸۳ھ سے ۱۲۸۹ھ تک جامعہ ازہر (قاہرہ) میں زیر تعلیم رہے۔ تقریباً 31 اساتذہ سے علوم اخذ کئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے جامعہ ازہر میں ایسے ایسے محقق اساتذہ سے استفادہ کیا کہ اگر ان میں

[1] مرآۃ التصانیف ، از مولانا حافظ عبدالستار سعیدی، تذکرہ علماء اہلسنت از مولانا عبدالحکیم شرف قادری وغیرہ

[2] تاریخ نجد و حجاز ص ۴۱۲ طبع لاہور ۱۳۹۸ھ

سے ایک بھی کسی علاقہ یا ملک میں موجود ہو تو وہاں کے رہنے والوں کو جنت کی راہ پر چلانے کے لئے کافی ہو۔ اور تن تنہا تمام علوم میں لوگوں کی ضروریات کو پورا کردے۔ [1]

اب محمود شکری آلوسی غیر مقلد کی عبارت ملاحظہ ہو۔

نبہانی کی جہالت وضلالت اس کے دعویٰ کو جھٹلاتی ہے۔ معقول ومنقول کے علم اس کے پاس کب ہیں؟ جن کی اجازت ملی ہو۔ علوم عقلیہ ونقلیہ تو درکنار کسی ایک علم کا کچھ حصہ بھی اس کو نہیں ملا...... پھر اس کا زہد و ورع اور تقویٰ کہاں ہے؟ اس نے اپنی پوری عمر غیر شرعی قوانین کے مطابق چھوٹے چھوٹے مقدمات طے کرنے میں گزار دی تھی۔ ایسے شخص کو شرم نہیں آتی کہ اپنے آپ کو مسلمان کے چہ جائیکہ صالحین اور باعمل علماء میں شمار کیا جائے۔ وہ تو ہر فضیلت سے عاری اور ہر خوبی سے خالی ہے...... کاش وہ اپنی سند کو رفاعی طریقے سے بھی ذکر کرتا جس کو اس نے اپنے شیخ اور شیطان سے حاصل کیا تھا، جو ہر برائی کا شیخ اور دجالوں کا مقتداء، خبیث ذات و افعال والا ہے۔ بدعتوں کا باپ اور گمراہی کا عنوان ہے۔ [1]

☆---امام جلال الدین سیوطی شافعی (م ٩١١ھ)

٨٤٩ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ وقت کے جید علماء سے فیض اکتساب کیا۔ موصوف تاحیات درس وتدریس، ارشاد و ہدایت اور تصنیف و تالیف میں منہمک رہے۔ سات علوم میں تبحر حاصل تھا۔ 506 تصانیف یادگار چھوڑیں۔ ٩١١ھ میں وفات پائی۔ حضرت شیخ عبدالقادر شاذلی سے روایت ہے کہ امام سیوطی نے نبی اکرم ﷺ کو خواب اور بیداری میں متعدد بار دیکھا، میں نے دریافت کیا کہ کتنی بار آپ نے زیارت کی تو فرمایا (٧٠) ستر اور چندبار۔ اور روایت کی گئی ہے کہ نبی اکرم ﷺ آپکو زیارات میں شیخ السنۃ اور شیخ الحدیث کے خطابات سے مخاطب فرماتے تھے۔ [3]

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام احمد رفاعی روضہ رسول پر حاضر ہوئے اور دو اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ "جب میں دور تھا تو اپنی روح کو اپنا نائب بنا کر بھیجتا تھا۔ جو میری طرف سے زمین کو بوسہ دیتی تھی۔ اب میرا وجود خود حاضر ہے۔ آپ ہاتھ بڑھایئے تاکہ میرے

[1] نابغہ فلسطین، ص ٩ تا 11 طبع لاہور ١٣١٥ھ،

اشرف المؤید لآل محمد (عربی) مطبوعہ مصر ١٣١٨ھ ص ١٢٣

[2] انوار رحمانی ترجمہ غایۃ الامانی ص ٦٠٧ جلد دوم طبع ١٩٩١ء

ناشر: محمد مدنی بن حافظ عبدالغفور رئیس جامعہ العلوم الاثریہ جہلم

[3] مقدمہ الخصائص الصغریٰ (عربی) ص ٢٢ طبع لاہور

ہونٹ اس کو چوم کر سعادت حاصل کر سکیں۔" نبی کریم ﷺ نے اپنا دستِ مبارک کھڑکی سے نکالا تو رفاعی علیہ الرحمۃ نے اسکو بوسہ دیا۔ [1]

اسی واقعہ کو علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ نے "شواہد الحق" اور مولوی "محمد زکریا سہارنپوری" نے "فضائل حج" ص ١٦٦ طبع لاہور میں بھی نقل کیا ہے۔

"محمود شکری آلوسی غیر مقلد" لکھتا ہے۔

"پھر بھی ثقہ لوگوں نے اس کو ذکر نہ کیا بلکہ جھوٹے، گمراہ اور دجال قسم کے لوگوں نے اس کو ذکر کیا ہے۔ [2]

☆---علامہ ابن حجر مکی شافعی علیہ الرحمۃ

٩٠٩ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے قرآن مجید حفظ کیا۔ ٩٢٤ھ میں جامع ازہر میں داخلہ اور اس زمانہ کے نامور علماء سے علوم معقولہ اور منقولہ کی تکمیل کر کے ١٩ برس کی عمر میں سندِ فراغت حاصل کی ٩٣٣ھ میں حجاز گئے، حج کیا پھر کچھ عرصہ حرم میں رہ کر قاہرہ واپس آگئے اور حسبِ دستور درس و تدریس اور تصنیف وتالیف میں مشغول ہوگئے۔

٩٣٧ھ میں جب کسی عالم نے ان کی کتاب "روض مقری" کی شرح کو چرالیا تو دل برداشتہ ہو کر مع اہل وعیال حرم (مکہ معظمہ) ہجرت کر گئے۔ اور تاحیات حرم ہی میں درس دیتے رہے اور تالیف وتصنیف میں مشغول رہے۔

علامہ خفاجی حنفی (م ١٠٦٩ھ) لکھتے ہیں۔

علامہ الدہر خصوصاً الحجاز...... وتوجہت وجوہ الطلب الی قبلہ ان حدث عن الفقہ والحدیث [3]

شیخ نجم الدین غزی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

وہ متاخرین علماء کے معتمد علیہ ہیں اور فتویٰ دینے میں رافعی، نووی اور متاخرین میں قاضی زکریا انصاری کے بعد ان ہی کلام کی طرف مراجعت کی جاتی ہے۔ اور مکہ کے فقیہ، واعظ اور محدث تھے۔ [4]

علامہ شوکانی لکھتے ہیں:-

وہ زاہد تھے...... اور سلف کے طریقہ پر تھے۔ بھلائی کا حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے تھے۔

[1] تنویر الحلک، از امام جلال الدین سیوطی ص ١٢ طبع استنبول (ترکیہ)

[2] انوار رحمانی، محمود شکری، جلد اول ص ٣٤٧ طبع جہلم [3] ریحانۃ الالباء ص ١٦٣

[4] فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ از مولانا عبدالحلیم چشتی ص ٣٣١ طبع کراچی ١٣٨٣ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کنیت پر اعتراض

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی طنزاً لکھتا ہے۔

"قادری صاحب کا پورا نام محترم رہبر شریعت، عمدة الواصلین ، زبدة العارفین، عاشق رسول ،صوفی باصفا، حضرت علامہ ، مجاہد ملت ، امیر دعوت اسلامی ، ابو المعالی ، ابو بلال ، سگ مدینہ (مدینے کا کتا) مولانا الیاس قادری رضوی، دام اقبالہ وغیرہ وغیرہ الخ

الجواب :- قارئین کرام غور فرمائیں کہ مندرجہ بالا عبارت میں وہ کون سے الفاظ ہیں جو ابن لعل دین نجدی کے گلے کا خار بن کر اسے پریشان کر رہے ہیں۔ خواہ مخواہ اوراق سیاہ کرنا جہالت ہے دانشمندی نہیں۔ رہا قادری صاحب کا اپنے نام کے ساتھ ابو المعالی، ابو بلال لکھنا تو یہ کنیت کے الفاظ ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام اور صلحاء امت کا اپنے اسماء کے ساتھ کنیت کا استعمال کرنا ایک حقیقت ثابتہ ہے جس کا انکار سراسر بدبختی ہے۔

ابو القاسم

حدیث نمبر ۱: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع میں تھے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو آواز دی۔ "اے ابو القاسم" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی جانب متوجہ ہوئے۔ اس نے عرض کیا' میں آپ کو مخاطب نہیں کر رہا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا' میرے نام پر نام رکھو' لیکن میری کنیت (ابو القاسم) پر کنیت نہ رکھو۔"

(سنن ابن ماجہ از ابن ماجہ (م ۲۷۳ھ) ج ۲ ص ۱۱۴ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

حدیث نمبر ۲: عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تسموا باسمی ولا تکتنوا بکنیتی فانی انا ابو القاسم۔"

(شرح معانی الآثار از امام ابی جعفر طحاوی (م ۳۱۱ھ) ج ۲ ص ۳۶۶)

یعنی میرے نام پر نام رکھو' لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو' بے شک میں "ابو القاسم" ہوں۔

سگ مدینہ لکھنے پر اعتراض

مولانا محمد الیاس قادری یا ان سے قبل کے افراد نے اپنے آپکو سگ سے جو تشبیہ دی ہے تو صرف اور صرف اس کی صفت وفاداری اور خیر خواہی مالک کو دیکھ کر یہ عجز وانکساری کی ہے۔ یہ مقصد ہر گز نہیں ہے کہ ہم بعینہ کتے ہیں۔

☆...... علامہ کمال الدین دمیری (م ۸۰۸ھ) لکھتے ہیں۔

والکلب: حیوان شدید الریاضة کثیر الوفاء۔ (حیاة الحیوان الکبری ص ۸۷ ج ۲ طبع بیروت)

اور خود قرآن کریم میں "اصحاب کہف" کے کتے کی وفاداری کا تذکرہ موجود ہے۔

انگریزی زبان کا مشہور فقرہ ہے :- **Dog is a faithfull animal**

قارئین کرام! کسی بات کو عام فہم انداز میں بیان کرنے کے لیے تشبیہ دی جاتی ہے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ جس چیز کے ساتھ تشبیہ دی جائے وہ اس کا عین ہے اور ہو بہو اس پر صادق آتی ہے۔

☆...... حافظ ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) کہتے ہیں۔

انہ لا یلزم من تشبیہ الشیء بالشیء مساواتہ لہ' (المنار المنیف ص ۶۰ طبع بیروت)

☆...... حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۸ھ) لکھتے ہیں۔

"تشبیہ اور استعارہ سے مشبہ اور مشبہ بہ سے برابری سمجھنا پرلے درجے کی حماقت (بیوقوفی) ہے۔"

(تحفہ اثنا عشریہ (فارسی) ص ۲۱۳ مطبوعہ لاہور طبع رابع ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء)

☆...... نواب صدیق حسن خان غیر مقلد وہابی لکھتے ہیں۔

حدیث ابو ہریرہ میں دعا کو سلاح مؤمن وستون دین ونور آسمان زمین فرمایا ہے۔ (رواہ الحاکم)

دعا کو اس جگہ تشبیہ دی ہے ہتھیار سے کہ جس طرح ہتھیار سے دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں اسی طرح دعا سے مقابلہ مصیبت کا کیا جاتا ہے یعنی لفظ مقابلہ کی وجہ سے تشبیہ دی ہے یہ نہیں کہ دعا ہتھیار ہے۔ (کتاب الداء والدواء ص ۱۰ طبع لاہور)

☆...... مولانا عبد الرحمن جامی[1] (م ۸۹۸ھ) علیہ الرحمة فرماتے ہیں۔

؎ تاب وصلت کار پاکاں ، من از ایشاں نیستم

چوں سگانم جائے دہ ، در سایہ دیوار خویش

(سراجاً منیراً از میر ابراہیم سیالکوٹی ص ۱۰۲ طبع ۱۹۶۴ء / ۱۳۸۴ھ)

---

[1] مولانا عبد الرحمن جامی علیہ الرحمة :- عمر رضا کحالہ لکھتے ہیں۔ "عبد الرحمن بن احمد بن محمد الشیرازی المشہور بالجامی نور الدین ابو البرکات عالم شارک فی العلوم العقلیہ والنقلیہ الخ"
(معجم المؤلفین ص ۱۲۲ ج ۵ طبع بیروت)

مولانا عبد الحئی لکھنوی حنفی علیہ الرحمة لکھتے ہیں۔ لم یات فی سمر قند مذ قام بناؤہ مثل عبد الرحمن الجامی فی جودة الطبع الخ (فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ ص ۸۷ طبع کراچی)

اسماعیل پاشا بغدادی علیہ الرحمة لکھتے ہیں۔ نور الدین الجامی شیخ الاسلام الہروی الادیب الصوفی الخ (ہدیة العارفین ص ۵۲۴ جلد اول طبع بیروت)

صفحہ نمبر 102 پر ہی میر ابراہیم سیالکوٹی وہابی غیر مقلد لکھتے ہیں۔

"میں اس نسبت (سگ) سے بھی کم تر (چھوٹا کتا) نسبت والا ہوں۔"

☆......خواجہ محمد سیف الدین [1] (۱۰۹۸ھ) بن خواجہ معصوم سرہندی (م ۱۰۷۹ھ) بن حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۵ھ) فرماتے ہیں۔

من کیستم کہ با تو دم دوستی زنم

چندیں سگانِ کوئے تو یک کمتریں

(مقامات خیر، سوانح ابوالخیر شاہ دہلوی
مرتبہ:- ابوزید فاروقی دہلوی)

☆......فخر المشائخ خواجہ غلام فخر الدین اوحدی فاروقی چشتی نظام (م ۱۲۸۸ھ)

پیر و مرشد خواجہ ء خواجگان خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۹ھ)

آرزو دارم کہ برخاک درش چوں اوحدے

جان و دل پیش سگ آں و بر با سازم خدا

(دیوان اوحدی ص ۱۴ طبع جہانیاں منڈی (خانیوال))

☆......مولانا سید محمد اکرام الدین بخاری خلیفہ مجاز مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی (م ۱۳۱۲ھ)

سگِ درگاہِ جیلاں مجھ کو حق کردے تو شاہوں سے

کہوں دنیا کے کتو بادشاہت اس کو کہتے ہیں

(تذکرہ اکابر اہل سنت، از علامہ شرف قادری ص ۷۰ طبع لاہور ۱۳۹۶ھ ۱۹۷۶ء)

---

[1] صاحب حدائق الحنفیہ لکھتے ہیں۔ عالم، فاضل، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ، صاحب کمالات ظاہری و باطنی و کرامات الخ (حدائق الحنفیہ ص ۴۴۳)

آپکے عم محترم خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ نے آپکی ولادت کے وقت ہاتف کی بشارت سنی

سلام علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیا

(علمائے ہند کا شاندار ماضی ص ۳۰۲ جلد اول طبع کراچی ۱۴۱۲ھ)

☆......ان لعل دین کے چچا زاد [1] بھائی مولوی محمد قاسم دیوبندی کہتے ہیں۔

تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے ساتھ پھروں

مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مور و مار

لگے ہے تیرے سگ کو گو میرے نام سے عیب

یہ تیرے نام کا لکھنا مجھے ہے عز و وقار

(قصیدہ بہاریہ از مولوی محمد قاسم بحوالہ فضائل درود شریف، از مولوی محمد زکریا ص ۱۳۴ طبع ملتان)

اعتراض :- مولانا الیاس قادری کے خالو صاحب نے بتایا کہ میں نے مولانا قادری صاحب کے والد صاحب کو دیکھا:- "کہ جب کبھی چارپائی پر بیٹھ کر آپ کے والد صاحب قصیدہ غوثیہ پڑھتے تو چارپائی زمین سے بلند ہو جاتی" (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۳۲)

الجواب: اہلسنت کے نزدیک مقربین بارگاہِ الٰہی سے کرامات کا ظاہر ہونا حق ہے۔ قرآن مجید میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی حضرت آصف بن برخیا کا بطور کرامت تختِ بلقیس اٹھا لانے کا واقعہ موجود ہے۔ مذکورہ واقعہ میں حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے کلمات کو چارپائی پر بیٹھ کر پڑھنے سے اگر چارپائی زمین سے بطور کرامت بلند ہوگی تو اس میں کون سا استحالہ ہے۔

چارپائی کا رقص کرنا

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۴ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک واقعہ میں دیکھا کہ اس مقام پر جہاں حضرت قطب الدین بختیار کاکی کا مزار ہے، حاضر ہوں اور ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا یہ شعر گنگنا رہا ہوں

یاحبیب الالہ خذ بیدی مالعجزی سواک مستندی

اور اس کے ذریعے بارگاہ رسالت میں عرض پرداز ہوں۔ اور حضرت خواجہ اپنے مزار مبارک کی جگہ ایک چارپائی پر تشریف فرما ہیں، آپ پر یہ شعر سننے سے وجد طاری ہوا۔ اور آپ رقص فرمانے لگے۔ حتیٰ کہ وہ چارپائی بھی رقص کرنے لگی اور میں اپنی نغمہ سرائی میں مشغول رہا۔ الخ

(القول الجلی از محمد عاشق پھلتی (اردو) ص ۵۸۸ طبع لاہور)

---

[1] مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں۔ "ہم نے صاف لکھا تھا کہ ہم جانتے ہیں کہ ان دونوں گروہوں (وہابیوں اور دیوبندیوں) میں بھی بعض اوقات نزاع ہو جاتی ہے۔ اس میں اس طرح اشارہ ہے کہ جس طرح چچا زاد سگے بھائیوں میں کبھی کبھی نزاع ہو جاتا ہے۔ (اہل حدیث یکم شعبان ۱۳۳۲ھ امرتسر)

☆...... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

کہ میں نے اپنے والد گرامی سے سنا فرماتے تھے۔ "کہ اصحاب کہف کے نام امان ہیں ڈوبنے اور جلنے اور غارت گری سے۔ اور اس طرح پڑھے: الٰهی بحرمة يمليخا، مكسلمينا الخ

(شفاء العلیل ترجمہ از قول الجمیل (از شاہ ولی اللہ) ص ۱۲۷ طبع کراچی)

اعتراض:- ابن لعل دین مجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

﴿قادری صاحب کی تعلیمی پوزیشن﴾

یہ ایک حقیقت ہے کہ الیاس قادری صاحب نے باقاعدہ طور پر کسی مدرسہ، درس گاہ یا دینی علوم سے واقفیت رکھنے والے کسی ادارے سے تعلیم حاصل نہیں کی اور نہ ہی کسی مدرسہ سے فارغ التحصیل ہیں۔

الجواب:- مولانا محمد الیاس قادری صاحب نے کبھی مفسر، محدث، فقیہہ اور علامہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ وہ ایک صحیح العقیدہ سنی حنفی قادری شیخ طریقت ہیں۔ شیخ یعنی پیر کا محدث، مفسر، مفتی و حاوی صرف و نحو و لغات اور زمانہ موجودہ کی درسی ٹائیٹل یافتہ عالم فاضل، شمس العلماء و قمر العلماء کہلانا یا واقعی ہونا شرط اہم نہیں۔ ہاں اتنا شیخ کے لیے علم کا ہونا ضروری ہے کہ مسائل ضروریہ دینیہ، خواہ اپنے بزرگوں کی صحبت فیض و برکت سے حاصل کیا ہو یا کتب بینی سے حاصل کر کے اپنے مریدوں معتقدوں کو صراطِ مستقیم کی تعلیم حق حق دیتا ہو اور خود بھی صراط مستقیم کا سختی سے پابند ہو۔

(قدیم سنی (ماہنامہ) کلکتہ، محرم الحرام ۱۳۸۱ھ / جولائی 1961ء)

☆...... مولانا احمد رضا بریلوی قادری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"(شیخ طریقت) کو کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلا کسی امداد کے اپنی ضروریات کے مسائل کتاب سے نکال سکے" (ملفوظات حصہ دوم ص 163 طبع لاہور)

☆...... علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتا ہے۔

"اور ولی کے لیے یہ شرط نہیں کہ وہ کتاب و سنت کے علوم میں عالم تحریر اور فاضل متبحر ہو بلکہ اسے کتاب و سنت کا بقدر ضرورت علم کافی ہے۔ یعنی اس قدر کہ وہ اپنے اعتقاد اور عمل کی اصلاح کر سکے اور خود کو جہالت سے بچا سکے۔ (ہدیۃ المہدی (اردو) ص ۱۲۶ طبع فیصل آباد ۱۹۸۶ء)

﴿وہابیوں کے شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کی تعلیمی پوزیشن﴾

☆...... مولانا انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں۔

"اما محمد بن عبد الوهاب النجدى فكانه رجلا بليدا قليل العلم فكان يتسارع الى الحكم الكفر۔" (فیض الباری ص ۱۷۱ جلد اول)

محمد بن عبدالوہاب نجدی نہایت بے وقوف اور کم علم شخص تھا اور مسلمانوں پر کفر کا حکم لوٹانے میں بڑا تیز تھا۔

☆...... علامہ عبدالحفیظ بن عثمان قاری طائفی نے "جلاء القلوب وکشف الکروب" میں لکھا ہے۔

"وقد حرر العلماء الاعلام من اهل اليمن والبلد الحرام فى جواز الاستغاثة جملة رسائل لانهم ابتلوا الغبى الجاهل محمد بن عبد الوهاب۔"

یمن اور مکہ مکرمہ کے علماء اعلام نے استغاثہ کے جواز میں کئی رسالے لکھے ہیں کیوں کہ ان کا پالا غبی اور جاہل محمد بن عبدالوہاب سے پڑا ہے۔ (مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۳۶ طبع لاہور ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء)

(از حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی (فاضل ازہر) دہلوی)

مولوی اسماعیل دہلوی کے پیر کی تعلیمی پوزیشن

ایامِ طفلی میں تحصیل علم سے آپکو کچھ رغبت نہ تھی اور مکتب میں تین چار سال گزارنے کے بعد قرآن مجید کی چند سورتوں کے سوا آپکو کچھ یاد نہ ہوا۔ جب آپ بڑے ہوئے تو چھ ساتھیوں کے ساتھ تلاش روزگار میں لکھنؤ گئے۔ وہاں آپ نے کچھ عرصہ ایک امیر کے پاس کام کیا۔ اس کے بعد آپکو خود بخود علم کا شوق پیدا ہوا اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب سے علم دین حاصل کرنے کے لیے دہلی تشریف لائے۔ شاہ صاحب نے آپکو اکبر آبادی مسجد میں اپنے بھائی شاہ عبدالقادر صاحب کے پاس بھیج دیا۔ وہاں آپ نے کچھ صرف و نحو پڑھی۔ قرآن مجید کا اردو ترجمہ بھی مطالعہ کیا۔ لیکن لکھنے پڑھنے میں کوئی نمایاں ترقی نہ کی۔

(موج کوثر از شیخ محمد اکرام ایم۔اے ص ۱۰ لاہور)

سید محمد شریف گھڑیالوی (سابق امیر جماعت اہلحدیث صوبہ پنجاب) کی علمی پوزیشن

"آپ نے سکول میں صرف دوسری جماعت تک تعلیم پائی۔ جب آپ کچھ لکھنے پڑھنے کے قابل ہو گئے تو آپ کے والد ماجد نے خاندان مشہدی کے ایک بزرگ فارسی کے علامہ چراغ علی صاحب ساکن ہردوروال کلاں ضلع گورداسپور کے سامنے شاگرد بٹھا دیا۔ فارسی کا کامل علم آپ نے اپنے استاد مذکور سے حاصل کیا۔ بعد میں عربی کا علم، تفسیر قرآن اور علم حدیث ذاتی مطالعہ کا نتیجہ تھا۔ یہ علم باقاعدہ کسی استاد سے حاصل نہ کیا تھا۔

(اسلامی شکل و صورت مع حالات محمد شریف گھڑیالوی ص ۳۷ طبع دوم خانیوال ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء)

اعتراض:- ابن لعل دین مجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

﴿الیاس قادری کے متعلق مریدوں کے عقائد﴾

"اس فرقہ کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ لوگوں کے مرنے کے بعد قادری صاحب ان کے کام آتے ہیں۔

☆...... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

کہ میں نے اپنے والد گرامی سے سنا فرماتے تھے۔ "کہ اصحاب کہف کے نام امان ہیں ڈوبنے اور جلنے اور غارت گری سے۔ اور اس طرح پڑھے: الٰہی بحرمۃ یملیخا، مکسلمینا الخ

(شفاء العلیل ترجمہ از قول الجمیل (از شاہ ولی اللہ) ص ۷، ۱۲ طبع کراچی)

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

﴿قادری صاحب کی تعلیمی پوزیشن﴾

یہ ایک حقیقت ہے کہ الیاس قادری صاحب نے باقاعدہ طور پر کسی مدرسہ، درس گاہ یا دینی علوم سے واقفیت رکھنے والے کسی ادارے سے تعلیم حاصل نہیں کی اور نہ ہی کسی مدرسہ سے فارغ التحصیل ہیں۔

الجواب :- مولانا محمد الیاس قادری صاحب نے کبھی مفسر، محدث، فقیہہ اور علامہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ وہ ایک صحیح العقیدہ سنی حنفی قادری شیخ طریقت ہیں۔ شیخ یعنی پیر کا محدث، مفسر، مفتی و حاوی صرف و نحو و لغات اور زمانہ موجودہ کی درسی ٹائیٹل یافتہ عالم فاضل، شمس العلماء و قمر العلماء کہلانا یا واقعی ہونا شرط اہم نہیں۔ ہاں اتنا شیخ کے لیے علم کا ہونا ضروری ہے کہ مسائل ضروریہ دینیہ، خواہ اپنے بزرگوں کی صحبت فیض و برکت سے حاصل کیا ہو یا کتب بینی سے حاصل کر کے اپنے مریدوں معتقدوں کو صراط مستقیم کی تعلیم حق حق دیتا ہو اور خود بھی صراط مستقیم کا سختی سے پابند ہو۔

(قدیم سنی (ماہنامہ) کلکتہ، محرم الحرام ۱۳۸۱ھ / جولائی 1961ء)

☆...... مولانا احمد رضا بریلوی قادری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"(شیخ طریقت) کو کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلا کسی امداد کے اپنی ضروریات کے مسائل کتاب سے نکال سکے" (ملفوظات حصہ دوم ص 163 طبع لاہور)

☆...... علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتا ہے۔

"اور ولی کے لیے یہ شرط نہیں کہ وہ کتاب و سنت کے علوم میں عالم تحریر اور فاضل متبحر ہو بلکہ اسے کتاب و سنت کا بقدر ضرورت علم کافی ہے۔ یعنی اس قدر کہ وہ اپنے اعتقاد اور عمل کی اصلاح کر سکے اور خود کو جہالت سے بچا سکے۔ (ہدیۃ المہدی (اردو) ص ۱۶۶ طبع فیصل آباد ۱۹۸۷ء)

﴿وہابیوں کے شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب کی تعلیمی پوزیشن﴾

☆...... مولانا انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں۔

"اما محمد بن عبد الوہاب النجدی فکانہ رجلا بلیدا قلیل العلم فکان یتسارع الی الحکم الکفر۔" (فیض الباری ص ۱۷۱، جلد اول)

ابن عبد الوہاب نجدی نہایت بے وقوف اور کم علم شخص تھا اور مسلمانوں پر کفر کا حکم لوٹانے میں بڑا تیز تھا۔

☆...... علامہ عبد الحفیظ بن عثمان قاری طائفی نے "جلاء القلوب وکشف الکروب" میں لکھا ہے۔

"وقد حرر العلماء الاعلام من اهل اليمن والبلد الحرام في جواز الاستغاثة جملة رسائل لانهم ابتلوا الغبي الجاهل محمد بن عبد الوهاب۔"

یمن اور مکہ مکرمہ کے علماء اعلام نے استغاثہ کے جواز میں کئی رسالے لکھے ہیں کیوں کہ ان کا پالا غبی اور جاہل محمد بن عبد الوہاب سے پڑا ہے۔ (مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۳۶ طبع لاہور ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء)

(از حضرت مولانا شاہ ابو الحسن زید فاروقی (فاضل ازہر) دہلوی)

مولوی اسماعیل دہلوی کے [1] پیر کی تعلیمی پوزیشن

ایام طفلی میں تحصیل علم سے آپکو کچھ رغبت نہ تھی اور مکتب میں تین چار سال گزارنے کے بعد قرآن مجید کی چند سورتوں کے سوا آپکو کچھ یاد نہ ہوا۔ جب آپ بڑے ہوئے تو چھ ساتھیوں کے ساتھ تلاش روزگار میں لکھنؤ گئے۔ وہاں آپ نے کچھ عرصہ ایک امیر کے پاس کام کیا۔ اس کے بعد آپکو خود بخود علم کا شوق پیدا ہوا اور حضرت شاہ عبد العزیز صاحب سے علم دین حاصل کرنے کے لیے دہلی تشریف لائے۔ شاہ صاحب نے آپکو اکبر آبادی مسجد میں اپنے بھائی شاہ عبد القادر صاحب کے پاس بھیج دیا۔ وہاں آپ نے کچھ صرف و نحو پڑھی۔ قرآن مجید کا اردو ترجمہ بھی مطالعہ کیا۔ لیکن لکھنے پڑھنے میں کوئی نمایاں ترقی نہ کی۔

(موج کوثر از شیخ محمد اکرام ایم۔اے ص ۱۰ لاہور)

سید محمد شریف گھڑیالوی (سابق امیر جماعت اہلحدیث صوبہ پنجاب) کی علمی پوزیشن

"آپ نے سکول میں صرف دوسری جماعت تک تعلیم پائی۔ جب آپ کچھ لکھنے پڑھنے کے قابل ہو گئے تو آپ کے والد ماجد نے خاندان مشہدی کے ایک بزرگ فارسی کے علامہ چراغ علی صاحب ساکن ہر دو وال کلاں ضلع گورداسپور کے سامنے شاگرد بٹھا دیا۔ فارسی کا کامل علم آپ نے اپنے استاد مذکور سے حاصل کیا۔ بعد میں عربی کا علم، تفسیر قرآن اور علم حدیث ذاتی مطالعہ کا نتیجہ تھا۔ یہ علم باقاعدہ کسی استاد سے حاصل نہ کیا تھا۔

(اسلامی شکل و صورت مع حالات محمد شریف گھڑیالوی ص ۳۷ طبع دوم خانیوال ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء)

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

﴿الیاس قادری کے متعلق مریدوں کے عقائد﴾

"اس فرقہ کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ لوگوں کے مرنے کے بعد قادری صاحب ان کے کام آتے ہیں۔

[1] سید احمد

اس لیے وہ فیضان سنت میں لکھتے ہیں۔

"قادری صاحب کے بڑے بھائی ٹرین کے حادثہ میں انتقال کر گئے۔ وہ خواب میں بتاتے ہیں کہ .... قریب تھا کہ ان پر عذاب مسلط ہو جاتا۔ لیکن الیاس بھائی کا کیا ہوا ایصال ثواب میرے اور عذاب کے درمیان آڑ بن گیا۔ کہتے ہیں اللہ کا شکر ہے کہ مرنے کے بعد میرا بھائی الیاس میرے کام آگیا۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا..... ص ٣۴)

الجواب :- مندرجہ بالا واقعہ سے یہ اخذ کرنا کہ قادری صاحب اپنے بھائی کے مرنے کے بعد ان کے کام آئے۔ سراسر کذب بیانی ہے۔ بلکہ قادری صاحب کا کیا ہوا ایصال ثواب ان کی مغفرت کا سبب بنا اور انکے بھائی کا کہنا "اللہ کا شکر ہے کہ مرنے کے بعد میرا بھائی الیاس میرے کام آگیا" اس عبارت میں قادری صاحب کا نام مجازی طور پر استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں اور اسکی بہت سی مثالیں کتاب و سنت میں موجود ہیں۔

مسئلہ ایصال ثواب :- میت کے لیے قرآن پڑھنے سے آیا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

اس میں اختلاف ہے۔ جمہور سلف اور ائمہ مجتہدین ثواب پہنچنے کے قائل ہیں۔

(شرح الصدور ص ٢٥٢ از امام سیوطی طبع کراچی 1969ء)

☆......امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :

"زیارت کرنے والے کیلئے مستحب ہے کہ وہ زیارت کے بعد قرآن پڑھے اور دعا کرے۔ اس پر امام شافعی علیہ الرحمۃ کی تصریح بھی ہے۔ اور ان کے اصحاب بھی اس پر متفق ہیں۔

(شرح مہذب بحوالہ شرح الصدور ص ٢٩٣)

☆......زعفرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ :

"میں نے شافعی سے دریافت کیا کہ قبر کے پاس قرآن پڑھنا کیسا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ حرج نہیں۔

(شرح الصدور ص ٢٩٣)

☆......محدث ابن ابی الدنیا علیہ الرحمۃ (م ٢٨١ھ) فرماتے ہیں کہ :

"اس پر اجماع ہے کہ میت کو دعا کا ثواب پہنچتا ہے۔ اور دعا اس کے حق میں نافع ہوتی ہے۔

(شرح الصدور ص ٢٨٧)

☆......وہابیوں کے مورث اعلیٰ حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں :

"احمد بن یحیٰ کا بیان ہے کہ ہمارے ایک رفیق نے کہا کہ میرا بھائی وصال کر گیا۔ میں نے بھائی کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ قبر میں جانے کے بعد کیا معاملہ پیش آیا۔ اس نے کہا آنے والا میری طرف

آگ کا انگارہ لے کر بڑھا۔ اگر دعا کرنے والا میرے حق میں دعا نہ کرتا تو وہ انگارہ مجھے ہلاک کر دیتا۔

(کتاب الروح ص ٢٧١ (اردو) طبع لاہور 1997ء)

بتائیے! ابن لعل دین صاحب مولانا الیاس قادری کے بھائی کے خواب اور حافظ ابن قیم کی نقل کردہ مذکورہ بالا خواب میں کیا فرق ہے؟

اگر قادری صاحب مورد طعن ہیں تو حافظ ابن قیم بری کیوں......؟

☆......مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد

س= قرآن خوانی مردہ کی طرف سے بخشوانا جائز ہے یا نہیں؟

ج= ....خاکسار کے نزدیک بھی جائز ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص ۵۴۵ طبع بمبئی 1372ھ)

☆......نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد وہابی لکھتے ہیں۔

"ختم برائے میت"

جس کے پاس ختم قرآن یا تہلیل ہو۔ اس سے کہے کہ دس بار قل ہو اللہ احد مع بسم اللہ پڑھے۔ پھر دس بار درود شریف پھر دس بار سبحان اللہ والحمدللہ تا الا باللہ، پھر دس بار اللّٰھم اغفرہ وارحمہ، پھر ہاتھ اٹھا کر سورۃ فاتحہ پڑھ کر بلند آواز سے کہے کہ ثواب ان کلمات طیبات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے اور ثواب ختم قرآن و ختم تہلیل کا فلاں کی روح کو پیش کیا لوگ حلقے کے یوں کہیں :

"ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم" (کتاب الداء والدواء ص ١١٢ طبع لاہور)

اعتراض :- صفحہ نمبر 34 تا 36 پر روئیت مصطفےٰ ﷺ کے متعلق چند خوابوں کا ذکر کر کے خود ساختہ عقائد و نظریات ان سے اخذ کر کے اہل سنت کی طرف منسوب کر کے کذب بیانی کی ہے۔

الجواب :- ان کے جواب میں ہم محققین علماء اسلام کی چند عبارتیں اور اہلسنت کی معتبر و مستند کتب سے چند ایسی ہی خوابوں کا ذکر کرتے ہیں۔ "ھو جوابکم فھو جوابنا"

☆......علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"النظر فی اعمال امته و الاستغفار لھم من السئیات والدعاء بکشف البلاء عنھم والتردد فی اقطار الارض والبرکة فیھا حضور الجنازة من صالحی امته فان ھذا الامور من اشغاله کما وردت بذلک الحدیث و الآثار"

(الحاوی للفتاویٰ ص ١٥٣ جلد ٢ مطبوعہ پاکستان)

"اپنی امت کے اعمال پر نگاہ رکھنا۔ ان کے لیے گناہوں سے استغفار کرنا۔ ان سے دفع بلا کی دعا کرنا،

اطراف زمین میں آنا جانا، اس میں برکت دینا اور اپنی امت میں کوئی صالح آدمی مر جائے تو اس کے جنازہ میں جانا، یہ چیزیں حضور ﷺ کا مشغلہ ہیں۔ جیسے کہ اس میں احادیث اور آثار آئے ہیں۔

☆...... **صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں۔**

" قال الامام الغزالی والرسول علیہ السلام لہ الخیار فی طواف العالم مع ارواح الصحابۃ لقد رآہ کثیر من الاذکیاء۔"

(تفسیر روح البیان ص ۹۹ جلد ۱۰ مطبوعہ الریاض)

"امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں سیر فرمانے کا اپنے صحابہ کی روحوں کے ساتھ اختیار ہے۔ بے شک آپ کو بہت سے اولیاء اللہ نے دیکھا ہے۔

☆...... **حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں۔**

بہت دفعہ لوگوں نے رحمت عالم ﷺ کو مع حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما خواب میں دیکھا ہے۔ کہ ان کی روحوں نے کافروں اور ظالموں کے لشکروں کو شکست دی۔ پھر اس کا ظہور بھی ہوا کہ ٹڈی دل لشکر نہتے کمزور اور تھوڑے سے مسلمانوں سے شکست بھی کھا گیا۔ (کتاب الروح ص ۱۲۶ طبع کراچی)

خواب نمبر 1 :- حضرت سلمٰی سے جو انصار میں سے ایک عورت ہیں۔ روایت ہے کہ حضرت ام سلمٰی کے پاس میں آئی اور وہ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے رونے کا کیا باعث ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں اس حال میں دیکھا کہ آپ کا سر مبارک اور ریش مبارک پر گرد پڑی ہوئی ہے اور آپ رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے رونے کا کیا باعث ہے آپ نے فرمایا میں حسین کے قتل کی جگہ گیا تھا۔ (ترمذی شریف ص ۲۱۸ جلد دوم)

ایک واقعہ :- شاہ عبدالرحیم دہلوی فرماتے ہیں۔

"ایک روز سید عبداللہ اور ان کے استاد صاحب دونوں قرآن مجید کا ورد کر رہے تھے کہ کچھ عرب صورت سبز پوش گروہ در گروہ ظاہر ہوئے۔ ان کے سردار نے مسجد کے قریب کھڑے ہو کر ان قاریوں کی قرأۃ کو سنا اور کہا " بارك الله ادبت من القرآن " اور مراجعت فرمائی۔ ان عزیزوں کی عادت تھی کہ قرآن مجید پڑھتے وقت آنکھیں بند کر لیتے تھے اور کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے جب سورۃ ختم کر لی تو سید عبداللہ سے پوچھا کہ وہ کون لوگ تھے۔ ان کی ہیبت سے میرا دل کانپ اٹھا۔ لیکن قرآن مجید کے احترام کی وجہ سے میں کھڑا نہ ہوا۔ سید عبداللہ نے کہا اس قسم کے لوگ تھے جب ان کا سردار پہنچا تو میں بیٹھا نہ رہ سکا۔ میں نے اٹھ کر انکی تعظیم کی۔ اسی گفتگو میں تھے کہ ایک اور آدمی آیا (اسی وضع کا) اور کہا۔ گذشتہ رات آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے مجمع میں تشریف فرما تھے اور اس حافظ کی جو اس جنگل میں ٹھہرا ہوا ہے، تعریف فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ علی الصبح میں اس سے ملوں گا

اور اس کی قرأۃ سنوں گا۔ آپ تشریف لائے تھے یا نہیں؟ اور اگر تشریف لائے تھے تو کہاں گئے؟ ان دونوں نے جب یہ بات سنی تو دائیں بائیں بھاگے لیکن کوئی نشان نہ ملا۔ راقم الحروف (شاہ ولی اللہ) کا گمان ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ اس واقعہ کے بعد مدت دراز تک اس جنگل سے خوشبو آتی رہی۔

(انفاس العارفین ص 25-24 طبع لاہور)

خواب نمبر 2 :- حضرت ابو عبیدہ بن الجراح جب دمشق کا محاصرہ کیے ہوئے تھے تو قلعہ فتح نہ ہوتا تھا۔ ایک دن عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے۔ خواب میں رسول کریم ﷺ کو دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے "تفتح المدینۃ ان شاء اللہ تعالیٰ فی ہذہ اللیلۃ" اے ابو عبیدہ آج رات شہر فتح ہو جائے گا۔ پھر حضور ﷺ جلد ہی واپس تشریف لے جانے لگے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ جلد واپس جا رہے ہیں۔ کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے حضرت ابو بکر صدیق کے جنازہ میں جانا ہے۔

(فتوح الشام ص ۳۵ جلد اول مطبوعہ مصر)

خواب نمبر 3 :- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مجھے خبر دی شیخ ابو طاہر نے قشاشی سے کہ عرضی لکھی قشاشی نے اپنی کسی حاجت کے لیے بارگاہ نبوی ﷺ میں۔ اس کا مضمون یہ تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ بہت قریب ہیں مجھ سے پایہ، پس طفیل آپ کے قرب کے جو مجھ سے اور میں نہیں دور ہوا، مگر آپ نے میری شفاعت کی اور میری دنیا و آخرت کی سب حاجتیں پوری ہوئیں اور جس نے دوست رکھا ہے۔ آمین۔

پس جب چھ ماہ گزر گئے تو سید محمد بن علوی نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ فرماتے ہیں کہ احمد قشاشی کو ہمارا اسلام کہنا اور شفاعت کی خوش خبری دینا، دوسری رات پھر زیارت نبوی ﷺ سے بہرہ ور ہوئے تو سرکار ابد قرار نے فرمایا ہمارا اسلام احمد قشاشی کو کہنا، اور کہنا کہ تو ہمارا جنت الفردوس میں ہم نشین ہوگا۔

(در الثمین از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ص ۳۵، ۳۶ طبع بار دوم 1970ء لائل پور)

خواب نمبر 4 :- حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ راتوں میں سے ایک رات میں پیاسا تھا کہ ہمارے دوستوں میں سے ایک کو الہام ہوا کہ میرے واسطے ایک برتن دودھ تحفہ کر کے لے آئے۔ میں نے وہ دودھ پی لیا۔ پھر میں باوضو سو رہا تھا تو روح مکرم ﷺ کو دیکھا تو آپ نے اشارہ فرمایا کہ وہ دودھ ہم نے بھیجا تھا اور اس کے دل میں القا کیا تھا کہ تجھے پلائے۔

(در الثمین از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ص ۳۴ طبع بار دوم ۱۹۷۱ء لائل پور)

خواب نمبر 5 :- حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جناب والد گرامی نے بیان فرمایا کہ رمضان شریف میں کہیں جانے کو سوار ہوا تو گرمی و تکلیف مجھے بہت ہوئی۔ پس اس حالت میں مجھے نیند آئی تو زیارت سرکار دو عالم سے مشرف ہوا۔ آپ نے مجھے لذیذ کھانا عطا فرمایا جو چاول اور قند اور گھی سے

تیار ہوا تھا۔ وہ کھایا اور سیر ہوا تو سرد پانی عنایت کیا اسے پیا۔ پیاس دور ہوئی پھر جاگا۔ اس حال میں کہ نہ بھوک تھی نہ پیاس اور ہاتھوں سے زعفران کی خوشبو آ رہی تھی۔ (در الثمین ص ۳۸ طبع لائلپور ۱۹۷۰ء)

خواب نمبر 6 :- حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ ۲۳۳ھ میں یحیٰ بن معین محدث رحمۃ اللہ علیہ بغداد سے حج کے لیے تشریف لے گئے۔ اول مدینہ منورہ پہنچے۔ وہاں کی زیارت سے فارغ ہو کر خانہ کعبہ کا قصد کیا۔ اول منزل میں جو نیند آئی تو ہاتف غیبی نے ندا دی کہ اے ابو زکریا! (آپ کی کنیت تھی) ہماری ہمسائیگی چھوڑ کر کہاں جاتے ہو سمجھ گئے کہ یہ پیغمبر خدا ﷺ کی روح مبارک تھی کہ ان کو اس خلعت فاخرہ کے ساتھ مشرف کیا۔ فوراً واپس ہو کر مدینہ منورہ اقامت فرمائی اور تین دن کے بعد انتقال فرمایا۔ (بستان المحدثین ص ۱۰۸، ۱۰۷ طبع کراچی)

اعتراض :- ابن لعل دین مجدی رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ کا ایک واقعہ "فیضان سنت" سے لکھ کر لکھتے ہیں۔ جبکہ یہ بات عیاں ہے کہ تعارف ہمیشہ کم درجے والا آدمی کسی بڑے رتبے اور مرتبے والے کا کرواتا ہے۔ الخ (میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ص ۳۵)

الجواب :- یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں۔ بلکہ بعض اوقات ایک عظیم شخصیت کسی کم درجہ کے فرد کا تعارف کرا کر اس کی شان و عظمت کو اجاگر کرنا چاہتی ہے۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے

"حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم پر یمن سے ایک شخص آئے گا جس کا نام اویس ہوگا۔ یمن میں اپنی والدہ کے سوا کسی کو نہ چھوڑے گا۔ اسکو برص کی بیماری تھی۔ اس نے اللہ سے دعا کی۔ وہ بیماری ختم ہو گئی ہے۔ صرف ایک دینار یا درہم کی جگہ باقی رہ گئی ہے۔ جو شخص تم میں سے اسکو ملے وہ اپنے لیے بخشش کی اس سے دعا کرائے۔ ایک روایت میں ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ فرماتے تھے۔ تابعین میں بہتر ایک آدمی ہے جس کا نام اویس ہے۔ اس کی والدہ ہے۔ اسکو برص کی بیماری تھی۔ اس کو کہو کہ تمہارے لیے مغفرت کی دعا کرے۔

(رواہ مسلم، مشکوۃ مع ترجمہ اردو ص ۲۸۲ جلد سوم طبع لاہور)

اعتراض :- محمد رسول اللہ ﷺ قادری صاحب کے لکھے ہوئے شعری مجموعے نہ صرف پسند کرتے ہیں، سننے کے مشتاق رہتے ہیں۔ بلکہ قادری صاحب سے فرمائش بھی کرتے ہیں کہ مزید شعر لکھ کر لاؤ اور مجھے سناؤ۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ص ۳۴)

الجواب :- اگر خالق کائنات جل جلالہ نے آپکو نعت گوئی کا ملکہ عطا نہیں فرمایا تو اپنی بد قسمتی کا ماتم کیجئے۔ اور کسی نیک و صالح شخصیت کے کلام کو بارگاہ نبوی ﷺ میں شرف قبولیت حاصل ہو جانا کوئی بعید بات نہیں۔ بلکہ صاحب قصیدہ بردہ شریف امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی مثال ہمارے سامنے

ہے۔ خواہ مخواہ اہل اللہ پر تنقید کرنے سے بجز نامۂ اعمال سیاہ کرنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ درج ذیل احادیث مبارکہ اور واقعات کو پڑھئے:

؎ شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

☆...... **امام بخاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔** ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ انہوں نے حسان بن ثابت سے سنا وہ ابو ہریرہ سے گواہی چاہتے تھے۔ کہتے تھے اے ابو ہریرہ! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے نہیں سنا۔ " اے حسان تو اللہ کے رسول کی طرف سے کفار کو جواب دے۔ الٰہی! روح القدس کے ساتھ اس کی مدد فرما۔" ابو ہریرہ نے کہا بے شک ہاں۔

(صحیح البخاری مع شرح فیوض الباری ص ۱۸۱ جلد اول باب الشعر فی المسجد طبع لاہور)

☆...... **صاحب فیوض الباری لکھتے ہیں:** حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد میں نعتیہ شعر پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گزرے تو آپ نے ٹوکا۔ اس پر حضرت حسان نے زیر بحث حدیث بیان کی اور کہا کہ میں تو حضور ﷺ کے سامنے بھی شعر پڑھتا تھا۔ اور پھر حضرت ابو ہریرہ سے اسکی شہادت بھی دلوائی حضرت حسان بڑے شاعر اور ادیب تھے حضور ﷺ کی حمایت میں کفار کی ہجو فرماتے ترمذی کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ حضرت حسان کے واسطے مسجد میں منبر بچھواتے اور اس پر کھڑے ہو کر حضرت حسان حضور ﷺ کی مدح و ثنا کرتے اور کفار کی ہجو فرماتے۔ حضور علیہ السلام ان کے متعلق فرماتے ہیں: " و جبريل معك " جبریل تمہارے ساتھ ہیں۔ (ابو داؤد) اور کبھی دعا دیتے " اللهم ايده بروح القدس " [عہ] (الٰہی روح القدس کے ساتھ حسان کی مدد فرما)۔

(فیوض الباری فی شرح صحیح البخاری ص ۱۸۱ جلد اول از علامہ محمود احمد [لہ] رضوی طبع لاہور)

[عہ] بخاری صلاۃ ص ۶۸، بدء الخلق ص ۶، ادب ص ۹۱، مسلم فضائل صحابہ ص ۱۵۲-۱۵۱، نسائی مساجد ص ۲۴، مسند احمد ص ۲۲۵ جلد ۵۔

☆...... **امام بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:** " حدثنا محمد بن سلام قال: حدثنا عبدہ قال: اخبرنا هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة رضى الله عنها قالت: استأذن حسان بن ثابت رسول الله ﷺ فى هجاء المشركين الخ " (الادب المفرد ص ۲۲۳ طبع سانگلہ ہل (شیخوپورہ) پاکستان)

[لہ] علامہ کی سند حدیث اس طرح ہے۔ (۱) علامہ سید محمود احمد رضوی۔ (۲) علامہ ابو البرکات سید احمد لاہوری۔ (۳) ابو محمد سید دیدار علی شاہ الوری۔ (۴) شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی۔ (۵) شاہ عبد العزیز محدث دہلوی۔

☆...... **پروفیسر اختر راہی** [1] (وہابی) لکھتے ہیں: قصیدہ بردہ کے بارے میں روایت ہے کہ امام بوصیری (م ۶۹۵ھ) یہ قصیدہ لکھنے سے پہلے فالج میں مبتلا تھے۔ انہوں نے کافی علاج کیا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ آخر حضور ﷺ سے عقیدت و محبت کی خاطر یہ قصیدہ لکھا۔ رات کو سوئے تو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ انہوں نے امام بوصیری کو ایک چادر اوڑھا دی۔ صبح بیدار ہوئے تو اپنے آپ کو تندرست محسوس کیا۔ اس نسبت سے یہ قصیدہ بردہ مشہور ہوا۔

(تذکرہ مصنفین درس نظامی از پروفیسر اختر راہی ص ۳۱۳ طبع لاہور ۱۳۹۸ھ)

☆...... **محمد بن عبید اللہ بن عمرو العتبی کہتے ہیں**: کہ میں مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا تو قبر اطہر پر زیارت کے لئے حاضر ہوا اور حاضری کے بعد وہیں ایک جانب کو بیٹھ گیا۔ اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار بدوانہ صورت حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا کہ یا خیر الرسل ﷺ (اے رسولوں کی بہترین ذات) اللہ جل شانہ نے آپ پر قرآن شریف نازل فرمایا" ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفرو اللہ واستغفرلهم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحيماo (نساء ۶۴) "اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنے نفس پر ظلم کر لیا تھا آپ کے پاس آجاتے اور آکر اللہ تعالیٰ شانہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لئے معافی مانگتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا پاتے" اے اللہ کے رسول میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور اللہ جل شانہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں۔ اور اس میں آپکی شفاعت کا طالب ہوں اس کے بعد وہ بدو رونے لگے اور یہ شعر پڑھے۔

؎ يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ أَعْظُمُه'
فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَم'

ترجمہ :۔"اے بہترین ذات ان سب لوگوں میں جن کی ہڈیاں ہموار زمین میں دفن کی گئیں، کہ ان کی وجہ سے زمین اور ٹیلوں میں بھی عمدگی پھیل گئی"

؎ نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ أَنْتَ سَاكِنُه'
فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَم'

ترجمہ :۔ "میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ مقیم ہیں۔ کہ اس میں عفت ہے۔ اس میں جود ہے۔ اس میں کرم ہے۔" اس کے بعد انہوں نے استغفار کی اور چلے گئے۔ عتبی کہتے ہیں کہ میری آنکھ ذرا لگ گئی تو میں نے نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اس بدو سے کہہ دو کہ میری سفارش سے اللہ جل شانہ نے اس کی مغفرت فرمادی۔

---

[1] جناب راہی صاحب لکھتے ہیں: راقم اپنی وہابیت کے باوجود اسے پڑھتا اور لطف اندوز ہوتا ہے۔
(تذکرہ مصنفین درس نظامی ص ۳۱۴)

(ذکرہ ابن عساکر فی تاریخه و ابن الجوزی فی مثیر العزم و غیرهما باسانیدهم السبکی فی شفاء السقام والمواهب و ذکره الموفق مختصراً) اکثر حضرات نے یہی دو شعر نقل کئے ہیں۔ مگر امام نووی نے اپنی مناسک میں اس کے بعد دو شعر اور نقل کئے ہیں۔

أَنْتَ الشَّفِيْعُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُه'-- عَلَى الصِّرَاطِ إِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَم'

ترجمہ :۔"آپ ایسے سفارشی ہیں جن کی سفارش کے ہم امیدوار ہیں۔ جس وقت کہ پل صراط پر لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے۔"!!!!

وَصَاحِبَاكَ لَا أَنْسَاهُمَا أَبَداً -- مِنِّي السَّلَامُ عَلَيْكُمْ مَا جَرَى الْقَلَم'

اعتراض :۔ ابن لعل دین نجدی نے ص ۳۹ سے ص ۴۱ پر 5 کرامتوں کا ذکر کیا ہے۔ اور حوالہ مجلہ "الدعوۃ" 1994ء لاہور سے دیا ہے۔ جو کہ وہابیہ نجدیہ کا ترجمان ہے۔ محمد الیاس قادری یا کسی دوسرے عالم اہلسنت کی تالیف کا حوالہ نہیں دیا۔ تین کرامتیں تو سراسر الدعوۃ کے ایڈیٹر کا کذب ہے۔ (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) دیگر دو کرامتوں کا جواب کرامتوں سے درج ذیل ہے۔ "ھوجوابکم فھوجولنا"

الجواب :۔﴿ تیسری کرامت: بیک وقت مدینہ اور پاکستان میں دونوں جگہ موجود ہونا۔﴾

اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جس طرح معجزہ نبی سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ ایسے ہی کرامت ولی اللہ سے صدور پذیر ہوتی ہے۔ اور یہ کرامت دراصل نبی کا ہی معجزہ ہوتا ہے۔ اس کی صداقت اور اس کے مذہب کے صحیح ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کے نیک اور پسندیدہ آدمی سے خارقِ عادت باتیں صادر ہوں تو یہ کرامات اولیاء کہلاتی ہیں۔ اور اگر یہ خوارق مردود الطاعۃ کافر و مشرک سے صادر ہوں تو انہیں استدراج کہا جاتا ہے۔

(ماخذ جامع کرامات اولیاء از علامہ نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ)

☆...... کرامات کی بہت سی اقسام ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک قسم ولی اللہ کا ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر حاضر ہونا ہے۔

☆...... **حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔**

اکمل اولیاء اللہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ یہ قدرت عطا فرماتا ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ (مکتوب نمبر ۵۸ جلد دوم ص ۱۱۵)

☆...... **امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ** نے ایک آن میں متعدد جگہوں میں اولیاء کے موجود ہونے پر واقعہ معراج سے استدلال کیا ہے۔ اور پھر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا واقعہ لکھا ہے۔ کہ انہوں نے ایک جمعہ ایک ہی آن میں پچاس جگہ پڑھایا۔ اس کے علاوہ اور بزرگان دین کے واقعات ذکر فرمائے ہیں۔ (درالغواص ص ۱۶۴-۱۶۶)

☆......ابن لعل دین کے چچازاد بھائی مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

"محمد الحضرمی مجذوب، چلانے والے، عجیب وغریب حالات وکرامات ومناقب والے تھے۔

..........آپ ابدال میں سے تھے۔ آپکی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھایا۔ (جمال الاولیاء ص ۱۸۸ مطبوعہ لاہور)

چوتھی کرامت :- ﴿آقا ﷺ کا قادری صاحب کو عبدالقادر جیلانی کے ذریعہ سلام بھیجنا﴾

ایک کرامت یہ بھی بتاتی ہے کہ پیر عبدالقادر جیلانی نبی مکرم ﷺ کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا "جاتے ہوئے کراچی میں الیاس کو میرا سلام کہتے جانا۔"

☆......حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

سید محمد بن علوی نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ احمد قشاشی (م 1071ھ مدفن مدینہ) کو ہمارا اسلام کہنا اور شفاعت کی خوش خبری دینا۔ الخ (درالثمین ص ۴۶ طبع لائل پور 1970ء)

اعتراض :- (الیاس قادری سے پوچھا گیا کہ) آپکا آئیڈیل (Ideal) کون ہے ؟

جواب :- اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان (میرے آئیڈیل ہیں) الخ

(میٹھی میٹھی سنتیں یا بدعتیں..........ص ۴۱)

الجواب :- تمہارا آئیڈیل محمد بن عبدالوہاب نجدی خارجی ہے۔

مولانا محمد الیاس قادری کا آئیڈیل عاشق رسول مولانا احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری ہے۔

اپنا اپنا مقدر ، اپنی اپنی پسند

(وہابیوں کے آئیڈیل کا علمی مقام)

مولانا انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں۔ " اما محمد بن عبد الوهاب النجدی فكانه رجلا بليدا قليل العلم فكان يتسارع الى الحكم بالكفر۔ " (فیض الباری ص ۱۷۱ جلد اول)

"محمد بن عبدالوہاب نجدی نہایت بے وقوف اور کم علم شخص تھا اور مسلمانوں پر کفر کا حکم لوٹانے میں بڑا تیز تھا۔

(مولانا محمد الیاس قادری کے آئیڈیل کا علمی مقام)

مولانا محمد صابر نسیم بستوی لکھتے ہیں کہ شیخ وقت شیر ربانی میاں شیر محمد شرق پوری علیہ الرحمۃ کو خواب میں حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی زیارت ہوئی۔ میاں صاحب نے دریافت کیا۔ حضور! اس وقت دنیا میں آپ کا نائب کون ہے ؟ ارشاد فرمایا "بریلی میں احمد رضا"۔ بیداری کے بعد حضرت قبلہ میاں صاحب جلوہ آرائے بریلی ہوئے اور حضور اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ واپس آکر فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک پردہ سے پیچھے حضور ﷺ بتاتے

ہیں اور احمد رضا بولتے ہیں۔[1] ملک حسن علی جامعی نے بھی اپنی کتاب "حیات جاوید" میں لکھا ہے کہ میاں صاحب قبلہ ایک دفعہ بریلی شریف تشریف لے گئے تھے۔[2]

عارف باللہ، حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب، قبلہ گولڑوی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ میں اعلیٰ حضرت کی زیارت کے لیے بریلی شریف حاضر ہوا تو اعلیٰ حضرت حدیث پڑھا رہے تھے۔ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی حضور پر نور ﷺ کو دیکھ دیکھ کر آپ کی زیارت شریفہ کے انوار کی روشنی میں حدیث پڑھا رہے ہیں۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، مولانا عبد المجتبیٰ ص ۴۱۱ طبع لاہور 1989ء)

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی نے مولانا محمد الیاس قادری کی چند وصیتیں نقل کر کے ان پر بے جا تنقید کی ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا..........ص ۳۷ تا ۳۹)

الجواب :- ہم ان وصیتوں کا سلسلہ وار جواب تحریر کرتے ہیں۔

☆.. وصیت نمبر 1 :- "ممکن ہو تو قبر کے اندرونی تختے پر یاسین شریف، سورۃ ملک شریف ......اور درود تاج شریف...... پڑھ کر دم کر دیا جائے۔"

(۱) قادری صاحب کے الفاظ "ممکن ہو" سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اس فعل کو فرض، واجب اور سنت نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کے نزدیک یہ فعل جائز اور امر مستحسن ہے۔

(۲) کتاب وسنت میں اس فعل کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں۔ اس لیے یہ امر جائز ہوگا۔

مولوی ثناء اللہ کا فتویٰ :-

س : جس جائے نماز پر امام نماز پڑھاتا ہے۔ اگر اس جائے نماز کو علیحدہ فرش پر بچھا کر ہم نماز پڑھ لیں تو کیا ہماری نماز جائز ہے یا نہیں ؟

ج : جائز ہے۔ منع کی کوئی دلیل نہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب تک میں منع نہ کروں منع مت سمجھو۔ (فتاویٰ ثنائیہ ص ۳۲۵ جلد اول طبع بمبئی (انڈیا) 1372ھ)

محشی لکھتے ہیں۔ مولانا کا اشارہ اس حدیث شریف کی طرف ہے۔ "ذرونی ما ترکتم فانما هلک من کان قبلکم بکثرۃ سوالهم اخرجه احمد، مسلم، النسائی و ابن ماجه (ابو سعید شرف الدین)

(فتاویٰ ثنائیہ ص ۳۲۵ جلد اول طبع بمبئی (انڈیا) 1372ھ)

یاد رہے کہ درود تاج فقط ان الفاظ پر مبنی ہے۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّد

اسکے بعد والے الفاظ میں حضور اکرم ﷺ کی مدح و توصیف بیان کی گئی ہے۔

---

[1] محمد صابر نسیم بستوی، اعلیٰ حضرت بریلوی (مجدد اسلام) ص ۱۳۵ طبع لاہور 1976ء

[2] ملک حسن علی جامعی، حیات جاوید مطبوعہ شرق پور ص ۶۴ 1979ء

☆..وصیت نمبر2 :- غسل بارِیش و باعمامہ ،پابند سنت اسلامی بھائی عین سنت کے مطابق دیں۔

خط کشیدہ الفاظ پر تنقید کرنا سراسر بد بختی اور حشر میں خسران کا باعث ہے۔ اور گمراہ فرقہ اہل قرآن کا شیوہ ہے۔

☆..وصیت نمبر3 :-بعد غسل کفن میں میرا چہرہ چھپانے سے قبل پہلے پیشانی پر انگشت شہادت سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھیں۔اسی طرح سینے پر لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ لکھیں۔

☆......علامہ شامی حنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

"یوں بھی ہو سکتا ہے کہ پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھیں اور سینہ پر کلمہ طیبہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ، مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پیشتر کلمہ کی انگلی سے لکھیں۔روشنائی سے نہ لکھیں۔ (رد المحتار)

☆..وصیت نمبر10 :-زہے نصیب سید صاحب تلقین فرماویں۔

اس وصیت میں سادات کرام کی تعظیم کی طرف اشارہ ہے۔جو کہ جزو ایمان ہے۔

☆..وصیت نمبر8 :- چہرہ کی طرف دیوار میں طاق بنا کر اس میں کسی پابند سنت اسلامی بھائی کے ہاتھ سے لکھا ہوا عہد نامہ، شجرہ شریف رکھیں۔

☆...... حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

شجرہ قبر میں رکھنا بزرگوں کا عمل ہے اور اس کا دو طریقہ ہے،اول یہ کہ مردہ کے سینہ پر کفن کے اندر یا کفن کے اوپر رکھیں اور اس طریقہ کو فقہا منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مردہ کے بدن سے خون وریم بہتا ہے۔اور اس سے بزرگوں کے نام کے بارہ میں بے ادبی ہوتی ہے۔ اور دوسرا طریقہ یہ کہ مردہ کے سرہانے قبر میں چھوٹا سا طاق بنالیں اور اس میں شجرہ کا کاغذ رکھ دیں۔

(فتاویٰ عزیزی (اردو) ص ۱۸۱ طبع کراچی 1973ء)

مولوی ثناء اللہ امر تسری غیر مقلد وہابی کا فتویٰ

س : چینی کی رکابی پر جو لوگ عربی وغیرہ لکھ کر بیماروں کو پلاتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں ؟

ج : آیات قرآن کو لکھ کر پلانا بعض صلحاء نے جائز لکھا ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ ص ۵۵۵ جلد اول طبع بمبئی (انڈیا) ۱۳۷۲ھ)

اسی طرح بزرگان دین کا قبروں میں شجرہ رکھنا معمول ہے جیسا کہ فتاویٰ عزیزی میں مرقوم ہے۔اس لیے اس کے جواز میں کوئی شک نہیں۔

☆..وصیت نمبر6اور وصیت نمبر8 کے بقیہ کا تعلق مقام محبت سے ہے۔

ءمن لم یذق حرق الھویٰ -- لم یدر ما جھد البلاء

"جس نے عشق کی سوزش کا مزہ نہیں چکھا ، وہ محبت کی ان کیفیتوں کو کیا جانے "

الغرض زاہد خشک نور باطن اور برکاتِ قلبیہ سے ناواقف اور ظاہری محدثین فہم دقیق اور اسرار شریعت سے محروم ! محبت اور لوازمات محبت کو کیا جانیں۔

☆..صحابہ کرام ، تابعین اور اولیاء کاملین کے چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

☆......حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت :-

آپ کے پاس آنحضرت ﷺ کی چادر ، قمیص ، ازار ، کچھ موئے مبارک اور ناخن موجود تھے۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ مجھے آپکی قمیص ، ازار اور چادر میں کفن دیا جائے اور میری ناک اور منہ اور ان اعضاء میں جن سے سجدہ کیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ کے بال مبارک اور ناخن بھر دیئے جائیں۔الخ

(اسماء الرجال ، مشکوٰۃ شریف ، (عربی۔اردو) از محمد بن عبد اللہ (م ۷۴۳ء) ص ۳۹۸ طبع لاہور)

☆......خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وصیت :-

حضرت ثابت بنانی تابعی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خادم حضرت انس ابن مالک نے مجھ سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال ہے۔ جب میں مر جاؤں تو اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ چنانچہ میں نے حسب وصیت ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور وہ اسی حالت میں دفن کیے گئے۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ از حافظ ابن حجر (م ۸۵۲ھ) ترجمہ = انس بن مالک)

☆......حضرت عمر بن عبد العزیز (ثانی عمر) رضی اللہ عنہ کی وصیت :-

جب حضرت عمر بن عبد العزیز کا وقتِ وفات قریب آیا ، تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال مبارک اور ناخن منگوائے اور وصیت کی کہ یہ میرے کفن میں رکھ دیے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(طبقات ابن سعد ص ۳۰۰ جلد ۵)

☆......صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی وصیت :-

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن انیس کو عرفہ میں خالد بن سفیان ہذلی کے قتل کرنے کے لیے بھیجا۔ حضرت عبد اللہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر لے کر ایک غار میں داخل ہوئے۔ اس غار پر مکڑی نے جالا تن دیا۔ دشمن جو تعاقب میں آئے ، انہوں نے وہاں کچھ نہ پایا اور ناامید ہو کر واپس چلے گئے۔ حضرت عبد اللہ غار سے نکل کر اٹھارہ دن کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور خالد کے سر کو سامنے رکھ کر قصہ بیان کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک میں عصا تھا۔ آپ نے حضرت عبد اللہ کو عطا فرمایا اور یوں ارشاد فرمایا۔ " بہشت میں اس پر ٹیک لگانا "۔ وہ عصا حضرت عبد اللہ کے پاس رہا جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو وصیت کی کہ اس عصا کو میرے کفن

میں رکھ کر میرے ساتھ دفن کر دینا۔ (حقوق مصطفیٰ ص ۵۴ از پروفیسر نور بخش توکلی طبع لاہور 1998ء)

☆...... **محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کی وصیت :-**

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ نے حالت نزع میں نحیف سی آواز میں پاس بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہا کہ وہ سارے قلم اکٹھے کیے جائیں۔ جن سے میں نے تمام عمر شافع محشر محبوب داور ﷺ کی مبارک احادیث لکھی ہیں۔ اور ان کے سروں پر لگی ہوئی روشنائی کھرچ لی جائے۔ جب آپ کے حکم کی تعمیل کی گئی تو اس سیاہی کا ڈھیر لگ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ مرنے کے بعد میری نعش کو غسل دینے کے لیے تیار کردہ پانی میں یہ روشنائی ڈال دینا۔ شاید خدائے رحمان ورحیم اس جسم کو نار جہنم سے نہ جلائے۔ جس پہ اس کے محبوب کی حدیث کی روشنائی کے ذرے لگے ہوں۔

(مقدمہ " الوفا " (اردو) از مولانا محمد علی جامعہ رسولیہ لاہور ص ۶ طبع لاہور)

جناب ابن لعل دین مجدی ذرا ارشاد فرمائیں! کہ

ان نفوس قدسیہ نے مرتے وقت جو وصیتیں فرمائیں ہیں!

وہ سنت ہیں یا بدعت ؟

سنت ہیں تو احادیث نبویہ مرفوعہ صحیحہ سے ثابت کرو ، اگر **بدعت ہیں!**

تو کیا یہ "کل بدعۃ ضلالۃ" میں شامل ہیں یا نہیں؟ اور اسلام میں بدعتی کا کیا حکم ہے؟

☆..وصیت نمبر 9 :- قبر پر اذان دیں۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد وہابی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں :- آیات قرآن کو لکھ کر پلانا بعض صلحاء نے جائز رکھا ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ص ۵۵۵ جلد اول طبع بمبئی (انڈیا) 1372ھ)

حضرت خواجہ خدا بخش چشتی خیر پوری (م ۱۲۵۰ھ) شاگرد رشید شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

"قبر پر اذان دینا میت دفن کرنے کے بعد مختلف فیہ ہے۔ مگر اچھا ہے کہ میت کی قبر پر اذان دی جائے کیونکہ ایک قدیم رواج ہے اور چونکہ اس میں کلمہ پڑھا جاتا ہے اس لیے اس سے عذاب قبر میں تخفیف ہوتی ہے۔ الخ (اولیائے بہاولپور ص ۱۷۸ طبع دوم 1984ء بہاولپور)

☆...... **سید عبدالحئی ندوی رقمطراز ہیں :-**

"الشیخ العالم خدا بخش الجشتی الملتانی احد من کبار المشائخ فی مصرہ ولانشاء بملتان" و قراء العلم علیٰ من بھامن العلماء ثم تصدر بتدریس و درس بمدینۃ العلم "ملتان" اربعین سنۃ " (نزہۃ الخواطر جلد ششم ص ۳۶۸ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد (انڈیا)

☆...... **صاحب تحفۃ الابرار لکھتے ہیں :-**

"آپ کامل ترین خلیفہ حضرت حافظ محمد جمال ملتانی تھے۔ آپ عالم متبحر اور رموز تصوف کے اعلیٰ درجہ کے ماہر تھے۔ الخ " (تحفۃ الابرار جدول ثانی ص ۱۵۲ مطبوعہ مطبع رضوی دہلی بحوالہ اولیائے بہاولپور ص ۱۷۵)

☆..وصیت نمبر 5 :-(انگشت شہادت سے) دل پر یارسول اللہ۔ ناف اور سینے کے درمیانی حصہ کفن پر یاغوث اعظم ، یاامام اعظم ، یاامام احمد رضا ، یاشیخ ضیاء الدین لکھیں۔

☆...... **نواب وحید الزمان غیر مقلد لکھتا ہے۔**

"اور اگر اسے پکارنے والا دور سے پکارے اور اس کی محبت میں وارفتہ ہو۔ جیسے عاشق اپنے معشوق کو حاضر تصور کر کے پکارتا ہے اور پکارنے والا کوفہ میں اور وہ بصرہ میں ہو تو اس سے وہی ظاہر ہوتا جو عوام الناس کہتے ہیں۔ یعنی یارسول اللہ ، یاعلی ، یاغوث تو اس اکیلی ندا سے ان پر شرک کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ الخ

(ہدیۃ المہدی ص ۵۰ طبع فیصل آباد 1978ء)

توجب یارسول اللہ ، یاعلی ، یاغوث کہنا جائز ہے۔ تو کفن پر شہادت کی انگلی سے بغیر سیاہی سے لکھنے میں کونسی قباحت ہے۔

☆..وصیت نمبر 12 :- قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے۔

☆...... **حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔**

"پھول اور خوشبو کی چیز قبر پر رکھنا اس سے ماخذ ہے کہ میت کے لیے کفن میں کافور وغیرہ خوشبو کی چیزیں لگانا شرعاً ثابت ہے۔ اور بعد دفن کے تو میت قبر کے اندر رہتی ہے البتہ یہ چیزیں قبر پر رکھنے سے اس میت کی مشابہت جدید میت کے ساتھ ہوتی ہے۔ تو احتمال ہے کہ خوشبو کی چیزیں قبر پر رکھنے سے میت کو سرور ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ اس حالت میں روح کو خوشبو سے لذت حاصل ہوتی ہے۔ اور روح باقی رہتی ہے۔ اگر وہ حاسہ جس کے ذریعے سے خوشبو روح کو زندگی میں پہنچتی ہے۔ بعد موت کے حالت حیات کے مانند باقی نہیں رہتا۔ لیکن یہ امر قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ شرعاً ثابت ہے۔ کہ میت کو بعد موت لذت اور خوشی معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔ "فیاتیہ روحھا وطیبھا" یعنی پہنچتی ہے میت کو سرد ہوا بہشت کی اور شہداء کے حق میں قرآن میں وارد ہے "یرزقون فارحین" یعنی شہداء کو روزی دی جاتی ہے۔ اور وہ خوش ہوتے ہیں۔ تو اس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ قبر پر خوشبو رکھنے سے میت کو سرور ہو سکتا ہے۔

(فتاویٰ عزیزی (اردو) طبع کراچی ص ۱۵۲ ، ۱۳۹۳ھ / 1973ء)

فتویٰ :- **حضرت مولانا عبدالحئی حنفی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ**

سوال : برگ سبز یا گل (پھول) یا مانند آں بر قبر نہادن سنت ست یا مستحب؟

جواب: بعضے فقہاء این رامستحب نوشتہ اند بدلیل آنکہ آنحضرت ﷺ یکبار بر دو قبر گذشتند کہ صاحب آں دو قبر عذاب کردہ میشوند فرمودہ کہ ایشان عذاب کردہ میشوند فرمودہ کہ ایشاں عذاب کردہ می شوند بر چیزے کہ شاق نبود بر ایشان پس یک جریدۂ نخل طلبیدہ درمیان آں شق کردہ یک یک نصف بر آں دو قبر نہادہ فرمودند "یخفف عنهما العذاب ما لم ییبسا" یعنی مادام کہ خشک نشود بہ برکت تسبیح آن در عذاب صاحب قبر تخفیف خواہد شد۔ (مجموعہ فتاوی، ص ۷۶ جلد ۳ طبع فرنگی محل 1935ء)

☆......علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ہمارے بعض ائمہ متاخرین نے فتویٰ دیا ہے کہ قبروں پر تر شاخیں اور پھول ڈالنا جس کی لوگوں کو عادت ہے۔ یہ سنت ہے۔

(فرائد النور فی جرائد القبور ص ۴۱-۴۰ طبع لاہور 1996ء)

☆.. فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔"ووضع الورد والرياحين على القبور حسن والله اعلم"

☆.. ردالمحتار شرح الدر المختار میں ہے۔"خلاصہ یہ ہے کہ تر شاخیں قبر پر رکھنے یا ڈالنے کا استحباب حدیث سے ثابت ہے اور اسی پر قیاس کیا جائے گا جو ہمارے زمانہ میں آس وغیرہ کی شاخیں ڈالتے ہیں کی عادت ہوگئی ہے۔ (جلد اول باب زیارت القبور)

☆...وصیت نمبر 7 :- جنازے کے جلوس میں سب اسلامی بھائی مل کر امام اہل سنت کا قصیدہ درودیہ "کعبہ کے بدر الدجی تم پہ کروڑوں درود" پڑھیں۔

☆......امام عبدالغنی نابلسی[1] حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بعض مشائخ نے جنازے کے آگے اور پیچھے بلند آواز سے ذکر کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ تاکہ اس سے اس میت اور زندوں کو تلقین ہو اور غافلوں کے دلوں سے غفلت اور سختی اور دنیا کی محبت دور ہو۔ (حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ)

☆......علامہ عبدالوہاب شعرانی[2] علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ جنازے کے ساتھ جانے والے بیہودہ باتیں نہیں چھوڑتے اور دنیاوی حالات میں مشغول ہیں تو مناسب ہے کہ ان کو کلمہ پڑھنے کا حکم دیا جائے۔ کیونکہ یہ کلمہ نہ پڑھنے سے افضل ہے۔ (لواقح الانوار القدسیہ)

☆. بلحاظ زمانہ اب علماء نے ذکر جہر کی بھی اجازت دی ہے۔ (صغیری، درمختار وغیرہما)

☆......علامہ سخاوی[3] فرماتے ہیں۔ "و هي من ابرك الاعمال و افضلها. الخ"

(قول البدیع ص ۱۱۲ طبع سیالکوٹ)

درود شریف بہت بابرکت اعمال اور افضل ترین اعمال میں سے ہے۔ **لہذا:**

بزبان اردو "قصیدہ درودیہ" با آواز بلند پڑھنا جائز اور امر مستحسن ہے۔

[1] نابلسی م ۱۱۴۳ھ ، [2] شعرانی م ۹۷۳ھ ، [3] سخاوی م ۹۰۲ھ

☆..وصیت نمبر 10 :- "زہے نصیب سید صاحب تلقین فرماویں۔"

طبرانی نے کبیر میں اور ابن منده نے ابو امامہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مر جائے اور تم اس پر مٹی ڈال چکو تو کوئی ایک آدمی قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر پکارے، اے فلاں ابن فلانیہ! مردہ یہ بات سنے گا لیکن جواب نہ دے گا۔ پھر دوبارہ اسے ہی پکارے، تو وہ اٹھ کر بیٹھ جائے گا، پھر ایسے ہی پکارے تو کہے گا کہ خدا تجھ پر رحم کرے مجھے ہدایت کی بات بتا۔ لیکن تم اس کی آواز نہ سن سکو گے۔ تو باہر والے کو کہنا چاہیے کہ "وہی کلمہ یاد کرو جو پڑھتے ہوئے تم دنیا سے آئے ہو" یعنی اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله" اور یہ بات کہو کہ میں نے راضی خوشی خدا کو اپنا رب اور محمد ﷺ کو نبی، اور اسلام کو دین اور قرآن کو امام مان لیا۔ (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور ص ۱۰۹-۱۰۸ طبع کراچی 1969ء)

☆..وصیت نمبر 11 :- ہو سکے تو میرے اہل مجلس میری تدفین کے بعد بارہ روز تک اور یہ نہ ہو سکے تو کم از کم بارہ گھنٹے ہی سہی میری قبر پر حلقہ کئے رہیں اور درود اور تلاوت و نعت سے میرا دل بہلاتے رہیں۔

"عن عمرو بن العاص قال لابنه وهو في سياق الموت اذا انا متُّ فلا تصحبني نائحة ولا نار فاذا دفنتموني فشنوا عليَّ التراب شنًا ثم اقيموا حول قبري قدر ما ينحر جزور و يقسم لحمها حتى استانس بكم و اعلم ما ذا اراجع به رسل ربي"

(کتاب الروح ص ۲۱ طبع لاہور 1997ء) (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۱۴۹ طبع ملتان)

"عمرو بن العاص صحابی رضی اللہ عنہ نے وقت نزع اپنے بیٹے سے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو میرے جنازے پر نوحہ خوانی نہ کی جائے اور نہ ہی آگ ہو۔ جب تم مجھے دفن کر لو تو میری قبر کے چاروں طرف اتنی دیر ٹھہرے رہنا جتنی دیر اونٹنی ذبح کرنے اور اس کا گوشت تقسیم کرنے میں لگتی ہے تاکہ میں تم سے مانوس رہوں اور مجھے پتہ چل جائے کہ میرے پروردگار کے قاصد کیا لے کر جاتے ہیں۔"

خدا جانے لوگوں نے اس فعل کو کیوں ترک کر دیا ہے۔ چاہیے کہ اہل اسلام اس کی تعمیل کریں۔ اگر بہت آدمی نہ ٹھہر سکیں بوجہ کسی ضرورت اور کاروبار کے، تو میت کے دوست و آشنا و اقربا میں سے چند آدمی ٹھہریں اور پڑھتے رہیں قرآن اور استغفار وغیرہ۔ اور ایک یا دو گھنٹے کے بعد باری تبدیل کرتے رہیں اور یہی مدعا و مقصد ہے قبلہ قادری صاحب کی وصیت کا۔ نہ کہ بارہ دن یا بارہ گھنٹے لوگ وہیں ٹھہرے رہیں۔

حدیث :- کان النبی ﷺ اذا فرغ من دفن المیت وقف علیٰ قبره وقال استغفروا لاخیکم واسئلوا الله له التثبیت فانه الآن یسئال۔ (ابوداؤد ص ۵۸۲ جلد دوم)

"نبی ﷺ جب دفن میت سے فارغ ہوتے تو اس کی قبر پر ٹھہرتے اور فرماتے کہ مغفرت مانگو اپنے بھائی کی اور دعا کرو کہ اللہ اس کو ثابت اور قائم رکھے جواب دہی میں۔ کیونکہ اب اس سے منکر نکیر کا سوال ہوگا۔"

اعتراض :- ایک بزرگ کا بیان ہے خدا عزوجل کی قسم! میں نے یہ ایمان افروز خواب دیکھا ہے۔ حضور اکرم ﷺ اپنے دست مبارک میں ایک کتاب لیے تشریف لا رہے ہیں۔ دائیں طرف حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور بائیں طرف اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ کونسی کتاب ہے؟ حضور ﷺ نے کتاب دکھاتے ہوئے فرمایا: یہ "فیضان سنت" ہے اور یہ محمد الیاس قادری کی طرف سے میری امت کے لیے تحفہ ہے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ص ۵۱)

الجواب :- کسی مصنف کی کسی تصنیف کا بارگاہ رب العزت میں اور دربار نبوی میں قبول ہو جانا، مصنف کی عظمت ور فعت کی دلیل ہے۔ اور اس قسم کے متعدد واقعات مستند کتب میں پائے جاتے ہیں۔

☆...... حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

"علامہ خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) کے زمانہ کے بزرگوں میں سے کسی نے یہ بیان کیا کہ میں نے ایک دن یہ خواب دیکھا کہ گویا بغداد میں ہم خطیب کی خدمت میں حاضر ہیں اور حسبِ عادت تاریخ بغداد کو ان کے روبرو پڑھنا چاہتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ان کے بائیں طرف شیخ نصر بن ابراہیم مقدسی تشریف رکھتے ہیں اور بائیں طرف ایک اور باہیبت و جلال بزرگ ہیں تو کہا گیا کہ حضور سرور کائنات ﷺ اس تاریخ کو سننے کی غرض سے تشریف لائے ہیں۔ (بستان المحدثین (اردو) ص ۱۱۹ طبع کراچی)

☆...... قاضی عیاض (م ۵۴۴ھ) :- کے برادر زادہ نے ایک روز اپنے چچا کو خواب میں دیکھا کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس خواب کو دیکھنے سے ان پر ایک دہشت سی طاری ہوئی اور تو ہم لاحق ہوا تو ان کے چچا (قاضی عیاض) جو ان کی اس حالت کو تاڑ گئے تھے۔ کہنے لگے اے میرے بھتیجے! میری کتاب "شفاء" کو مضبوط پکڑے رہو اور اس کو اپنے لیے حجت بناؤ۔ (گویا اس کلام میں اشارہ ملتا تھا کہ مجھ کو یہ مرتبہ اسی کتاب کے بدولت ملا ہے۔ (بستان المحدثین (اردو) ص ۲۲۲ طبع کراچی)

☆...... پروفیسر مولانا نور بخش توکلی (م 1948ء) :- کے ایک عزیز چوہدری محمد سلیمان ایڈوکیٹ لائلپور نے اپنے ایک مضمون میں یہ روایت نقل کی ہے کہ مولانا الحاج عبدالحمید لدھیانوی نے خواب میں آپکی وفات کے ایک ماہ بعد آپکو ایک باغ میں سنہری تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو دریافت کیا کہ اس اعزاز کی کیا وجہ ہے؟ مولانا توکلی صاحب نے جواب دیا: "میرے اللہ کو میری کتاب "سیرت رسول عربی" پسند آگئی اور مجھے یہ انعام ملا" (تذکرہ علمائے اہلسنت و جماعت لاہور ص ۲۹۹ طبع لاہور 1975ء)

(تالیف: پیرزادہ اقبال احمد فارقی ایم-اے)

☆...... علامہ سخاوی (م ۹۰۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

کہ مجھ سے شیخ احمد رسلان کے شاگردوں میں سے ایک معتمد نے کہا کہ ان کو نبی کریم ﷺ

کی خواب میں زیارت ہوئی۔ اور حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں یہ کتاب "قول البدیع فی الصلوۃ علی حبیب الشفیع" (جو درود شریف کے بیان میں علامہ سخاوی کی مشہور تالیف ہے) پیش کی گئی۔ حضور ﷺ نے اس کو قبول فرمایا...... جس کی وجہ سے مجھے انتہائی مسرت ہوئی۔ اور میں اللہ کے اور اس کے پاک رسول ﷺ کو طرف سے اس کی قبولیت کی امید رکھتا ہوں۔ اور "انشاء اللہ" دارین میں زیادہ سے زیادہ ثواب کا امیدوار ہوں۔ (فضائل درود شریف از مولانا محمد زکریا صاحب ص ۱۱۱-۱۱۲ طبع ملتان)

اقتباس الانوار

تالیف: شیخ محمد اکرم قدوسی (زمانہ تالیف 1130ھ)

کتاب ہذا کے متعلق بشارت نبوی ﷺ

جب یہ کتاب اختتام کے قریب تھی تو رات کو اس فقیر (محمد اکرم قدوسی) نے عالم رویا میں دیکھا کہ باغ ہائے بہشت میں سے ایک باغ ہے۔ جس کے اندر ایک قبہ ہے جو سرخ زمرد سے بنا ہوا ہے۔ اور اس کے اندر رسول خدا ﷺ مع چار یار اور اولیائے متقدمین و متاخرین تشریف فرما ہیں۔ اور حضرت غوث الثقلین سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی، حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین حسن سنجری، حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج، حضرت سلطان المشائخ نظام الدین بدایونی بندگی شیخ عبدالقدوس گنگوہی، حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی قدس اسرارھم بھی وہاں موجود ہیں۔ اس وقت یہ دعا گو کتاب ھذا ہاتھ میں لیے حاضر ہوا اور حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی قدس سرہ العزیز نے اس فقیر کے ہاتھ سے لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پیش کی اور عرض کیا کہ یہ کتاب ب خلفائے راشدین و آئمہ معصومین، اولیائے متقدمین و متاخرین کے احوال میں لکھی گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے کتاب اپنے ہاتھ میں لے کر دریافت فرمایا کہ اس کا مصنف کہاں ہے۔ اس فقیر نے فوراً آگے بڑھ کر عرض کیا کہ حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تم نے بہت اچھی کتاب لکھی ہے۔ اور اس میں بہت عجیب و غریب احوال و اسرار درج کئے ہیں۔ ہم تمہاری کتاب کو مقبول کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فاتحہ قبولیتِ کتاب پڑھا اور نورِ سبز کی ایک دھاری دار چادر بطور انعام ایں کتاب عطا فرمائی۔ اس کے بعد خلفائے راشدین نے اور حضرت غوث الثقلین، حضرت خواجہ بزرگ اور تمام اولیائے کرام نے جو اس محفل میں حاضر تھے۔ یکے بعد دیگر کتاب ملاحظہ فرمائی۔ اور اس فقیر کو شرف قبولیت بخشا۔ اس کے بعد جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو دیکھا کہ خواب گاہ عطر و عنبر کی خوشبو آرہی تھی اور سارا مکان عطریات "ان ربکم فی ایام دھرکم" سے معطر ہے۔ یہ دیکھ کر فقیر کو بے حد مسرت ہوئی اور دوگانہ شکر حق ادا کیا۔ نیز اس کتاب کا آغاز حضرت غوث الثقلین اور حضرت خواجہ بزرگ رحمہما اللہ کے اشاراتِ باطن سے ہوا۔

(الاقتباس الانوار، مقدمہ مصنف علیہ الرحمۃ ص ۳۰-۲۹ طبع لاہور ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۳ء)

☆......ایک دفعہ محمد بن مروزی مکہ معظمہ میں مقام ابراہیم اور حجر اسود کے مابین سوئے ہوئے تھے۔ تو یہ خواب دیکھا کہ حضور سرور کائنات ﷺ فرماتے ہیں اے ابوزید! کتاب شافعی کا درس کب تک دو گے۔ ہماری کتاب کا درس کیوں نہیں دیتے؟ محمد بن احمد نے سراسیمہ ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ میری جان آپ پر قربان ہو۔ آپ کی کتاب کونسی ہے فرمایا جامع محمد بن اسماعیل (بخاری)۔

(بستان المحدثین (اردو) ص ۱۷۵-۱۷۴ طبع کراچی)

☆......ابو علی زاغوانی کو ان کی وفات کے بعد کسی شخص نے خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ کس عمل سے تمہاری نجات ہوئی۔ تو انہوں نے صحیح مسلم کے چند اجزاء کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان اجزاء کی بدولت۔ (بستان المحدثین (اردو) ص ۱۷۹ طبع کراچی)

☆......حافظ ابو طاہر نے بسند خود حسن بن محمد بن ابراہیم ازدی سے روایت کیا کہ حسین بن محمد نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ فرماتے ہیں۔ جو شخص سنت سے تمسک کرنا چاہے اس کو سنن ابو داؤد پڑھنا چاہیئے۔ (بستان المحدثین (اردو) ص ۱۸۳-۱۸۲ طبع کراچی)

☆......مناوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام غزالی کی کرامتوں میں سے وہ بھی ہے جس کو یافعی نے ابن ملیق سے اور انہوں نے عرشی سے اور انہوں نے مرسی اور انہوں نے شاذلی سے اور انہوں نے شیخ ابن حرازم سے روایت کی ہے کہ آپ اپنے متوسلین پر تشریف لائے اور ہاتھ میں ایک کتاب تھی فرمایا تم اسکو پہچانتے ہو۔ پھر فرمایا کہ یہ احیاء العلوم ہے۔ یہ شیخ غزالی پر طعن کیا کرتے تھے۔ اور احیاء العلوم کو پڑھنے سے منع کیا کرتے تھے۔ پھر ان سب کے سامنے اپنا جسم کھول کر دکھایا۔ وہ کوڑوں سے مارا ہوا تھا۔ اور فرمایا کہ خواب میں میرے پاس امام غزالی آئے اور مجھے حضور ﷺ کی طرف بلایا۔ تب ہم دونوں حضور ﷺ کے سامنے کھڑے ہو گئے تو امام غزالی نے عرض کیا۔ "حضور ﷺ یہ شخص یہ خیال کرتا ہے کہ میں جو کچھ آپکی طرف سے کہتا ہوں وہ حضور نے نہیں فرمایا"۔ حضور ﷺ نے میرے مارنے کا حکم عطا فرمایا اور مجھے پیٹا گیا۔

(جمال الاولیاء ص ۹۳ از مولوی اشرف علی تھانوی طبع لاہور)

ابن لعل دین نجدی کے لیے
لمحہ فکریہ!

خلیفہ ہدایت اللہ صاحب منیجر "رحمۃ للعالمین" کا بیان ہے۔ کہ میرے پاس برما، بنگال، بہاولپور وغیرہ سے کئی ایسے خطوط آئے۔ جن میں یہ مرقوم ہے کہ "رحمۃ للعالمین" بھیج دیجئے۔ کیونکہ ہمیں خواب میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر مجھ سے محبت چاہتے ہو تو "رحمۃ للعالمین" جو قاضی محمد سلیمان نے لکھی ہے۔ پڑھا کرو۔ (کرامات اہلحدیث ص ۲۲ طبع سیالکوٹ)

"ھو جوابکم فھو جوابنا"

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی زیر عنوان :-

"فیضان سنت کی علمی وفنی حیثیت"

فیضان سنت میں اکثر احادیث ضعیف ہیں۔ الخ (میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ص ۴۴-۴۳)

الجواب :- "فیضان سنت" میں بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابو داؤد، مشکوٰۃ، طبرانی، دارمی، کنز العمال، ترہیب وترغیب اور حصن حصین وغیرہ سے بھی احادیث نبویہ نقل کی گئی ہیں۔ خدا جانے ......نظر کیوں نہیں آئیں۔ معلوم ہوا اس میں صحیح ، حسن اور ضعیف احادیث ہیں۔ اور ضعیف حدیث عندالمحدثین فضائل واعمال میں قابل قبول ہیں۔ حوالہ جات ملاحظہ ہوں :

(۱).. موضوعات کبیر ، ملا علی قاری حنفی (م 1014ھ) ص ۶۳ کراچی

(۲).. مرقات شرح مشکوٰۃ، ملا علی قاری حنفی (م 1014ھ) ص ۸۳ جلد دوم طبع ملتان

(۳).. مقدمہ مشکوٰۃ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م 1052ھ) ص ۹ طبع لاہور

(۴).. قوت القلوب، امام ابو طالب محمد بن علی المکی (م 383ھ) ص ۳۶۲ جلد اول

(۵).. مقدمہ ابن صلاح، امام ابی عمرو عثمان بن عبدالرحمٰن (م 642ھ) ص ۴۹ طبع ملتان

(۶).. تدریب الراوی، امام جلال الدین سیوطی (م 911ھ) ص ۲۹۸ جلد اول طبع لاہور

(۷).. کتاب الاذکار، محدث زکریا بن محمد بن احمد شافعی (م 926ھ)

(۸).. مسک الختام شرح بلوغ المرام، نواب صدیق حسن (م 1307ھ) ص ۵۷۲ جلد اول طبع بھوپال ۱۳۰۲ھ

☆...... مولوی ثناءاللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں :-

ضعیف حدیث کے معنی ہیں جس میں صحیح حدیث کی شرائط نہ پائی جائیں۔ وہ کئی قسم کی ہوتی ہے۔ اگر اس کے مقابلہ میں صحیح حدیث نہیں تو اس پر عمل کرنا جائز ہے۔ جیسے کہ نماز کے شروع میں سبحانک اللّٰھم الخ پڑھنے والی حدیث ضعیف ہے۔ مگر عمل ساری امت کا ہے۔

(اہل حدیث امرتسر، ۷ فروری 1933ء، فتاویٰ ثنائیہ ص ۵۶۱ جلد اول طبع بمبئی)

☆......ابن لعل دین نجدی کے لیے لمحہ فکریہ!

صلوٰۃ الرسول مصنفہ مولانا محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد کی ضعیف احادیث ملاحظہ ہوں :

حدیث نمبر 1 :- حضرت انس سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :-

"و من صلاھا اخیر وقتھا ولم یسبغ وضوءھا ولم یتم لھا خشوعھا ولا رکوعھا ولا سجودھا خرجت وھی سوداء مظلمۃ تقول ضیعک اللہ کما ضیعتنی حتی اذا کانت حیث شاء اللہ لفت کما یلف الثوب الخلق ثم ضرب بھا وجھہ" رواہ الطبرانی فی الاوسط (ترغیب و ترہیب)

"جس شخص نے نماز کو اس کا وقت ٹال کر (عمداً اخیر وقت) پڑھا۔ اور اس کا وضو بھی سنوار کر نہ کیا اور دل کو

بھی حاضر نہ رکھا اور رکوع اور سجدہ کو (مع قومہ و جلسہ) خوب تسلی اور اطمینان نے پورا نہ کیا، تو جب وہ نماز رخصت ہوتی ہے تو کالی بھجنگ ہوتی ہے۔ (یعنی نور و برکت سے خالی ہوتی ہے۔) پھر وہ نماز اس نمازی کو کہتی ہے جس طرح تو نے مجھے برباد کیا۔ خدا تعالیٰ اسی طرح تجھے برباد کرے۔ یہاں تک کہ جب تھوڑی سے اونچی ہوتی ہے۔ جس قدر کے اللہ پاک کو منظور۔ پھر اس نماز کو چیتھڑوں میں لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر (فرشتے) مار دیتے ہیں۔ (صلوٰۃ الرسول ص ۳۷-۳۶ طبع لاہور)

اس حدیث کی سند میں عباد بن کثیر ہے۔ جس کے متعلق محدثین فرماتے ہیں۔

قال معین = لیس شئ   قال النسائی = متروک

(میزان الاعتدال ص ۳۷۲ جلد ۲ طبع بیروت ۱۹۶۳ء / ۱۳۸۲ھ)

معلوم ہوا یہ حدیث ضعیف ہے۔

☆...... عبدالرؤف غیر مقلد کا تبصرہ :- یہ طبرانی اوسط کی حدیث ہے۔ حافظ عراقی نے تخریج احیاء العلوم (ص ۱۷۶ جلد اول) میں اسے ضعیف کہا ہے۔ حافظ ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کی سند میں عباد بن کثیر ہے۔ جس کے ضعیف ہونے پر سب کا اجماع ہے۔ (مجمع الزوائد ص ۳۰۲ جلد اول)

(صلوٰۃ الرسول، تخریج و تعلیق عبدالرؤف بن عبدالحنان ص ۵۰ طبع لاہور ۱۴۱۳ھ)

حدیث نمبر 2 :- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من تمسک بسنتی عند الفساد امتی فله اجر مائة شهید" (مشکوٰۃ شریف)

"میری امت کے فتنہ و فساد کے وقت جس شخص نے میری سنت کو مضبوط پکڑا اسکے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔" اس کی سند میں ایک راوی "حسن بن قتیبہ" ہے۔ جس کے متعلق محدثین فرمائے ہیں۔

قال ابو حاتم = ضعیف   قال الازدی = واهی الحدیث

قال عقیلی = کثیر الوهم   قال ذہبی = بل هو هالک

(میزان الاعتدال ص ۵۱۹ جلد اول طبع بیروت)

☆...... عبدالرؤف غیر مقلد کا تبصرہ :- یہ سخت ضعیف حدیث ہے۔ ابو حاتم = ضعیف، عقیلی = کثیر الوہم، ازدی = واھی الحدیث، ذہبی = ہالک۔ اور حلیۃ الاولیاء لابی نعیم میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے مگر اس میں سو شہیدوں کی بجائے ایک شہید کا ذکر ہے۔ یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔ کیونکہ اسکی سند میں ایک راوی محمد بن صالح ہے۔ اور اس کے بارے میں حافظ ہیثمی اور شیخ البانی نے لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ (صلوٰۃ الرسول مع تخریج و تعلیق)

حدیث نمبر 3 :- رسول اللہ ﷺ نے پاک پانی کی پہچان یہ بتائی ہے۔

"ان الماء لا ینجسه شئ الا ما غلب علی ریحه و طعمه و لونه۔" (بلوغ المرام)

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ (اگر نجاست کے گرنے سے) پانی سے بدبو آنے لگے یا اس کا مزا بگڑ جائے یا رنگ تبدیل ہو جائے۔ (یعنی تینوں وصف اکٹھے پائے جائیں) تو وہ پانی ناپاک (ہو جاتا) ہے۔ (صلوٰۃ الرسول ص ۵۳)

یہ حدیث ضعیف ہے۔ قال ابو حاتم = ضعیف (بلوغ المرام ص ۴ کتاب الطہارت)

☆...... عبدالرؤف غیر مقلد کا تبصرہ :- یہ حدیث ضعیف ہے۔ ابو حاتم نے اسے ضعیف کہا ہے۔۔ کہ اس کا مرسل ہونا صحیح ہے۔ (علل الحدیث ص ۴۴ جلد اول) حافظ ابن حجر نے بھی بلوغ المرام میں صراحت کی ہے کہ ابو حاتم نے اسے ضعیف کہا۔ امام نووی نے کہا ہے کہ اس حدیث کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔ (تلخیص الحبیر ص ۱۵ جلد اول) الخ (صلوٰۃ الرسول مع تخریج و تعلیق)

حدیث نمبر 4 :- مولوی محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد لکھتا ہے۔ حدیث شریف میں حضور ﷺ سے ثابت ہے :- "الحمد لله الذی اذهب عنی الاذیٰ و عافانی" (ابن ماجہ)

"سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ جس نے دور کیا مجھ سے پلیدی کو اور عافیت دی مجھے۔"

(صلوٰۃ الرسول ص ۵۵)

یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کی روایت میں اسماعیل بن مسلم البصری ثم المکی ہے۔ جس کے متعلق محدثین فرماتے ہیں۔ قال احمد = منکر الحدیث   قال النسائی = متروک

(میزان الاعتدال ص ۲۴۸ جلد اول طبع بیروت ۱۳۸۲ھ)

☆...... عبدالرؤف غیر مقلد کا تبصرہ :- یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کی سند میں اسماعیل مکی ہے۔ اسے عبداللہ بن مبارک، یحیٰ بن معین اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے ترک کر دیا تھا۔ امام احمد بن حنبل نے اسے منکر الحدیث اور امام نسائی نے متروک الحدیث کہا ہے۔ (الضعفاء للعقیلی ص ۹۱ جلد اول) الخ۔

(صلوٰۃ الرسول مع تخریج و تعلیق)

حدیث نمبر 5 :- سیدنا ابو ہریرہ کی روایت ہے حضور انور ﷺ فرماتے ہیں۔

"تحت کل شعرة جنابة فاغسلوا الشعر والقوا البشرة." (ترمذی۔ ابن ماجہ)

ارشاد ہوتا ہے۔ (جنبی کے) ہر بال کے نیچے جنابت ہے۔ (اس لئے) بالوں کو (خوب) دھوؤ اور بدن کو (اچھی طرح) پاک کرو۔ (صلوٰۃ الرسول ص ۶۶ طبع لاہور)

یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کی سند میں حارث بن وجیہ بصری ہے۔ جس کے متعلق محدثین فرماتے ہیں

قال ابن معین = لیس بشئ   قال ابو حاتم والنسائی = ضعیف

قال البخاری = فی حدیثه بعض المناکیر (میزان الاعتدال ص ۴۴۵ جلد اول طبع بیروت ۱۳۸۲ھ)

☆...... عبدالرؤف غیر مقلد کا تبصرہ :- حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا دار و مدار حارث بن وجیہ پر ہے جو سخت ضعیف ہے۔ اسی طرح امام شافعی، یحیٰ بن معین، بخاری اور دیگر محدثین

نے بھی ضعیف کہا ہے۔ دیکھئے بیہقی (مجموع نووی ص ۲۰۱ جلد اول) (تلخیص لابن حجر ص ۱۴۲ جلد اول)
(صلوٰۃ الرسول مع تخریج و تعلیق)

حدیث نمبر 6 :- اگر انگوٹھی پہنی ہو تو اس کو ہلا لیں۔ (مشکوٰۃ باب سنن الوضو) (صلوٰۃ الرسول ص ۸۲)
اس حدیث کی سند میں معمر بن محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع ہے۔ محدثین فرماتے ہیں:

قال البخاری = منکر الحدیث   قال یحی بن معین = لیس بثقة
(میزان الاعتدال ص ۱۵۷ جلد ۴ طبع بیروت)

☆ **عبدالرؤف غیر مقلد کا تبصرہ** :- ضعیف حدیث ہے.......... دارقطنی نے روایت کرنے کے بعد کہا ہے کہ معمر اور اس کا باپ (محمد) دونوں ضعیف ہیں اور یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ بیہقی نے امام بخاری سے نقل کیا ہے کہ معمر بن محمد منکر الحدیث ہے۔ (صلوٰۃ الرسول مع تخریج و تعلیق)

حدیث نمبر 7 :- "وعن عثمان قال ان رسول اللہ ﷺ توضا ثلثا ثلثا و قال هذا وضوئی و وضوء الانبیاء قبلی و وضوء ابراهیم ۔" (مشکوٰۃ باب سنن الوضوء)
" حضرت عثمان سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے وضو کیا۔ (اور دھوئے اعضاء) تین تین بار۔ اور فرمایا یہ ہے وضو میرا، اور وضو پہلے انبیاء کا اور وضو ابراہیم کا" (صلوٰۃ الرسول ص ۸۷)
صاحب مشکوٰۃ فرماتے ہیں۔ اسے رزین نے روایت کیا ہے "والنووی ضعف الثانی فی شرح مسلم"۔ اور نووی نے اسے شرح مسلم میں ضعیف کہا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷ طبع ملتان)

حدیث نمبر 8 :- حضرت ابی موسیٰ اشعری روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔
"ان رسول اللہ ﷺ توضا و مسح علی الجوربین والنعلین ۔"
"حضور انور ﷺ نے وضو کرتے ہوئے جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا" (صلوٰۃ الرسول ص ۱۰۴)
اسکی سند میں عیسیٰ بن سنانی ہے۔ ضعفہ احمد و ابن معین ، قال ابو حاتم = لیس بالقوی
(میزان الاعتدال ص ۳۱۲ جلد ۳ طبع بیروت)

☆...... **عبدالرؤف غیر مقلد کا تبصرہ** :- امام بیہقی روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ضحاک کا ابو موسیٰ سے سماع ثابت نہیں ہے۔ اور عیسیٰ بن سنان ضعیف ہے۔ عقیلی نے اس حدیث کو عیسیٰ بن سنان کے ترجمہ میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یحیٰ بن معین نے اسے ضعیف کہا ہے۔ عجلی نے عیسیٰ بن سنان کے متعلق " لاباس " بھی کہا ہے۔ (تاریخ الثقات ص ۳۳۳) علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ احمد اور ابن معین نے اسے ضعیف کہا ہے مگر اس کی کمزوری کے باوجود اسکی حدیث لکھنے کے قابل ہے اور بعض نے اسے تھوڑا قوی کہا ہے۔ (المیزان جلد ۳ ص ۳۱۲) حافظ ابن حجر نے اسے لین الحدیث کہا ہے۔
(صلوٰۃ الرسول مع تخریج و تعلیق)

حدیث نمبر 9 :- اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے میری امت پر نماز فرض کی اور قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہو گا۔ (صلوٰۃ الرسول ص ۱۳۶ طبع لاہور)
اسکی سند میں یزید بن ابان الرقاشی ہے۔ محدثین فرماتے ہیں۔

قال احمد = منکر الحدیث   قال النسائی = متروک
قال الدارقطنی = ضعیف (میزان الاعتدال ص ۴۱۸ جلد ۴ طبع بیروت)
لہذا: یہ حدیث ضعیف ہے۔

☆...... **عبدالرؤف غیر مقلد کا تبصرہ** :- یہ حدیث شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ پہلے جملے کا شاہد حدیث ابن عمر ہے اور یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔ دیکھئے ضعیف الجامع (۲۱۳۵)۔ (صلوٰۃ الرسول مع تخریج و تعلیق)

حدیث نمبر 10 :- نمازی شہنشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جو دروازہ کھٹکھٹاتا رہے۔ وہ آخر کھلتا ہی ہے۔ (صلوٰۃ الرسول ص ۱۳۷ طبع لاہور)
اس روایت میں یحیٰ بن صالح اور عمرو بن قیس ہیں جن کے متعلق محدثین فرماتے ہیں۔
"یحی بن صالح روی عن یحی بن بکیر مناکیر قال العقیلی۔" (میزان الاعتدال ص ۳۸۶ جلد ۴ طبع بیروت)
(عمرو بن قیس) قال یحیٰ = لیس بثقة   قال البخاری = منکر الحدیث
ترکه احمد والنسائی و الدارقطنی (میزان الاعتدال ص ۲۱۸ جلد ۳ طبع بیروت)
بعینہ یہی تبصرہ اس حدیث پر عبدالرؤف غیر مقلد نے کیا ہے۔ (صلوٰۃ الرسول مع تخریج و تعلیق)

حدیث نمبر 11 :- نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنا۔
"عن وائل بن حجر قال صلیت مع النبی ﷺ فوضع یده الیمنیٰ علی الیسریٰ علیٰ صدره" (صحیح ابن خزیمہ)
"حضرت وائل بن حجر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر ہاتھ باندھے۔"
اس حدیث کو حافظ ابن حجر شافعی کے علاوہ تین جید غیر مقلد علماء نے نقل کیا ہے۔

☆...... بلوغ المرام ص ۷۳ حصہ اول طبع انڈیا 1344ء از علامہ ابن حجر عسقلانی
☆...... رسول اکرم ﷺ کی نماز ص 67 طبع لاہور 1979ء از مولانا محمد اسماعیل سلفی
☆...... سبل السلام ص 259 جلد اول از نواب صدیق حسن خاں بھوپالی
☆...... صلوٰۃ الرسول ص 188 طبع لاہور از مولانا محمد صادق سیالکوٹی

تعجب ہے! ان لوگوں پر جو ہر معاملہ میں حدیث صحیح مرفوع متصل کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور عمل بالحدیث صحیح کے مدعی ہیں۔ مگر اپنے مطلب کی پا کر کیسی کیسی موضوع، ضعیف روایتیں آنکھیں بند کر کے

بے دھڑک قبول کر لیتے ہیں۔ ہم اس حدیث کو "صحیح ابن خزیمۃ" اور "سنن بیہقی" سے مع سند نقل کر کے ان کی اسناد پر تفصیلی گفتگو کرتے ہیں۔

نمبر 1 ابن خزیمہ کی روایت :-

"اخبرنا ابو طاہر ، نا ابو بکر ، نا ابو موسیٰ ، نا مؤمل ، نا سفیان عن ابن کلیب عن ابیہ عن ابن حجر قال : صلیت مع رسول اللہ ﷺ ووضع یدہ الیمنیٰ علی الیسری علیٰ صدرہ"
(صحیح ابن خزیمۃ ص ۲۴۳ جلد اول از ابی بکر محمد بن اسحاق نیشاپوری م 311ھ)

نمبر 2 سنن بیہقی کی روایت :-

"مؤمل بن اسماعیل عن الثوری عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن وائل انہ رأی النبی ﷺ وضع یمینہ علیٰ شمالہ ثم وضعھما علیٰ صدرہ" (السنن الکبریٰ مع الجواہر النقی ص ۳۰ جلد ۲ طبع بیروت)

ان دونوں روایتوں میں "مؤمل بن اسماعیل" راوی موجود ہے۔ جس کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

(۱) قال ابو حاتم = صدوق کثیر الخطاء (یعنی ابو حاتم نے اسے صدوق کثیر الخطاء کہا ہے۔)

(۲) قال البخاری = منکر الحدیث (یعنی امام بخاری نے اسے منکر الحدیث کہا ہے۔)

(۳) قال ابو داؤد = انہ یہم فی شئ (یعنی امام ابو داؤد نے فرمایا کہ اسے وہم ہو جاتا تھا۔)

(۴) قال علامہ ابن حجر = دفن کتبہ فکان یحدث من حفظہ فکثر خطائہ۔
اس کی کتابیں دفن کی گئیں۔ وہ اپنے حفظ سے حدیث بیان کرتے تھے۔ اس لئے ان سے بہت خطا واقع ہوئی۔

(۵) سلیمان بن حرب= یعنی اہل علم پر واجب ہے کہ اس کی حدیث سے بچتے رہیں۔ کیونکہ یہ شخص ثقات سے منکرات روایت کرتا ہے۔ اور یہ بہت برا ہے۔ اگر ضعفاء سے روایت کرتا تو اسے معذور سمجھتے۔

(۶) قال الساجی=صدوق کثیر الخطاء ولہ اوہام یعنی صدوق ہے مگر وہ کثیر الخطاء ہے اور اسے وہم پڑتے تھے۔

(۷) قال ابن سعد= ثقۃ کثیر الغلط یعنی ثقہ ہے مگر کثیر الغلط ہے۔

(۸) قال الدار قطنی= ثقۃ کثیر الخطاء یعنی ثقہ ہے مگر کثیر الخطاء ہے۔

(۹) قال محمد بن نصر المروزی= المؤمل اذا انفرد لحدیث وجب یتوقف و یثبت فلہ لانہ کان سئ الحفظ کثیر الخطاء . (تہذیب التہذیب ص ۳۸۱ جلد ۱۰ طبع مصر)

مؤمل بن اسماعیل کے متعلق "ابی عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی م 748ھ لکھتے ہیں۔

قال البخاری= منکر الحدیث قال ابو حاتم= صدوق .... کثیر الخطاء

قال ابو زرعہ= فی حدیثہ کثیر الخطاء (میزان الاعتدال ص ۲۲۸ ج ۴ طبع مکہ مکرمہ)

☆ ..... حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی فرماتے ہیں :-

"لکن مؤمل بن اسماعیل فی حدیثہ عن الثوری ضعف" (فتح الباری ص ۱۹۵ ج ۹ طبع بیروت)
کہ مؤمل بن اسماعیل جو ثوری سے روایت کرتے ہیں اس میں ضعف ہے۔ ابن خزیمۃ اور بیہقی کی روایت ابن مؤمل بن اسماعیل ثوری سے روایت کرتا ہے۔ اس لیے یہ حدیث ضعیف ہے۔
(صحیح ابن خزیمۃ ص ۲۴۳ جلد اول، السنن الکبریٰ ص ۳۰ جلد دوم طبع بیروت)

☆ ..... مشہور غیر مقلد محقق ناصر البانی لکھتے ہیں :-

"اسنادہ ضعیف : لان مؤملا و ھو ابن اسماعیل سئ الحفظ"
(صحیح ابن خزیمۃ ص ۲۴۳ جلد اول حاشیہ نمبر ۴۷۹)

☆ ..... مشہور غیر مقلد فاضل عبدالرؤف بن عبدالحنان بن حکیم محمد شرف سندھو لکھتے ہیں۔

" یہ سند ضعیف ہے۔ کیونکہ مؤمل بن اسماعیل سئ الحفظ ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے تقریب (۱/ ۲۹۰) میں کہا۔ ابو زرعہ نے کہا یہ بہت غلطیاں کرتا تھا۔ امام بخاری نے اسے منکر الحدیث کہا ہے۔ ذہبی نے کہا ہے کہ یہ حافظ عالم ہے مگر غلطیاں کرتا ہے۔ (میزان ۴/ ۲۲۸) بیہقی (۲/ ۳۰) بزار (۲۶۸) طبرانی (۲۲/ ۵۰) اور ابن عدی (۶/ ۲۱۶۶) میں وائل ابن حجر کی ایک دوسری سند میں ہے۔ مگر یہ سند بھی ضعیف ہے۔ (صلوٰۃ الرسول مع تخریج و تعلیق ص ۳۴۰ طبع لاہور ۱۴۱۳ھ)

حدیث نمبر 12 :- مولوی محمد صادق سیالکوٹی لکھتے ہیں۔

"فما زالت تلک صلوتہ حتیٰ لقی اللہ تعالیٰ" کہ حضور تا وفات رفع الیدین کرتے رہے۔
(صلوٰۃ الرسول ص ۲۴۱ طبع لاہور)

☆ ..... مولوی عبدالرؤف غیر مقلد لکھتا ہے۔ اس حدیث میں "فمازالت تلک صلوتہ" کا اضافہ سخت ضعیف ہے۔ بلکہ باطل ہے کیونکہ اس کی سند میں دو راوی متہم ہیں۔
(صلوٰۃ الرسول مع... ص ۳۱۴ لاہور)

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

اعتراض :- پندرھویں صدی کی بہترین کتاب، اس فرقہ کے حاملین اس کتاب کو پندرھویں صدی کی بہترین کتاب قرار دیتے ہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ص ۴۸)

الجواب :- بے شک یہ پندرھویں صدی کی بہترین کتاب ہے۔ کیونکہ اس کو بارگاہ نبوی ﷺ سے شرف قبولیت حاصل ہو چکا ہے۔ اگر نزلہ کے مریض کو پھولوں کی خوشبو نہ آئے تو اس میں پھولوں کا کیا قصور ہے۔

اعتراض :- فیضان سنت کو پڑھنے سے ثواب ملتا ہے۔ الیاس قادری اپنی کتاب کو مقبول عام بنانے کے

لیے بڑا درد رکھتے ہیں۔ اس لیے فرما رہے ہیں۔

ہے تجھ سے دعا رب اکبر مقبول ہو فیضان سنت!
ہر مسجد ، ہر گھر میں پڑھ کر اسلامی بھائی سناتا رہے

............روزانہ صرف چند منٹ " فیضان سنت "کا درس دیں یعنی پڑھ کر سنائیں اور ڈھیروں ثواب کمائیں۔الخ (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ص۵۰)

الجواب :-اس میں کونسی قابل اعتراض بات ہے۔ہر مؤلف اپنی تالیف کے اول یا آخر خداوند قدوس سے یہ دعا کرتا ہے۔ کہ اے رب کریم اس سعی کو قبول فرما۔لوگوں کے لیے اسے رشد وہدایت کا سبب بنا۔ مزید تسلی کے لیے ہم غیر مقلد علماء کے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

☆...... "اقامۃ البراہین "از عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کے اردو مترجم صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں۔

"ہم اللہ بلند و قادر سے دعا کرتے ہیں کہ اس رسالہ سے اس کے بندوں کو فائدہ پہنچے۔" وصلی اللہ علیٰ نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔ (نذرونیاز اور دعا کی قبولیت ص۶ ڈیرہ غازی خان)

☆......مولوی محمد صادق غیر مقلد سیالکوٹی لکھتے ہیں۔ "اپنے فضل سے اسے (صلوٰۃ الرسول کو شرف قبول بخش اور مسلمانوں کواس پر عمل کرنے کی سعادت سے بہرہ ور فرما۔ آمین

(صلوٰۃ الرسول ص ۴ طبع لاہور)

☆......" صلوٰۃ الرسول " کتاب اس قابل ہے کہ ہر مسلمان مرد وعورت اس کا مطالعہ کرے اور ہر مسلمان گھرانے میں بالالتزام رہے۔ الخ (روزنامہ ڈان کراچی ۱۲جولائی ۱۹۳۹ء)

☆......" ابن لعل دین مجدی" خود لکھتا ہے۔ "آخر میں تعریف اپنے رب ذوالجلال کی کہ جس نے مجھے یہ کتاب لکھنے کی توفیق بخشی ہے۔ دعا گو ہوں کہ وہ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے جو کہ صرف اس کی رضا کے حصول کے لیے لکھی گئی ہے۔اور دعوتِ اسلامی سے وابستہ بھائیوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ.....الخ (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ص۲۶)

نیک اعمال پر اجر وثواب دینا خداوند قدوس کا کام ہے۔وہ جس قدر چاہے اپنے بندوں کو نواز دے۔ ڈھیروں کیا!اس سے بھی زیادہ دینے پر قادر ہے۔تم کون ہو اس کی عطا پر تنقید کرنے والے۔

حضور پرنور سید عالم ﷺ نے فرمایا! " بلغوا عنی ولو اٰیۃ " میری طرف سے پہنچادو اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔ (مشکوٰۃ ص۳۲)

اعتراض :-ابن لعل دین مجدی نے صفحات نمبر ۵۰، ۵۲، ۵۴، ۵۵ پر فیضان سنت کے درس دینے کے طریقہ پر جاہلانہ اعتراض کیے ہیں۔اور درود شریف "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" کو من گھڑت لکھا ہے۔ الخ (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ص۵۰ تا ۵۵)

الجواب :- 5 مئی 1999ء کو مرکزی جامع مسجد اہلحدیث بلاک نمبر11 خانیوال میں ایک مذہبی جلسہ منعقد ہوا۔ بعد نماز عشاء مسجد میں کرسیاں بچھائی گئیں۔ جن پر علماء کرام اور صدر صاحب تشریف فرما ہوئے۔ پھر اسٹیج سیکرٹری نے اعلان کیا کہ اب آپ کے سامنے فلاں قاری صاحب تلاوت فرمائیں گے۔ تلاوت کے بعد نعت پڑھنے کا اعلان ہوا۔اس کے بعد ٹرن بائی ٹرن علماء کی تقاریر ہوئیں۔اور کافی رات گئے کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ تقریباً تمام ملک میں غیر مقلدین کے جلسوں اور کانفرنسوں میں یہی طریقہ اپنایا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ طریقہ تبلیغ کس حدیث سے ثابت ہے۔حدیث صحیح مرفوع اور صحاح ستہ کی ہو۔اور غیر مقلد علماء کرام تقریر کرتے وقت کہتے ہیں

قال قال رسول اللہ " صلی اللہ علیہ وسلم "یہ درود شریف کیا رسول اللہ کا صحابہ کرام کو سکھانا ثابت ہے؟

☆......بارہ تیرہ سال سے "غیر مقلدین "کا جو سالانہ اجتماع ہوتا ہے۔اور دور دور سے وہابی "مرکز کے" میں جمع ہوتے ہیں۔اس کا ثبوت حدیث سے پیش کرو۔

دور فاروقی میں اسلامی سلطنت تقریباً 24لاکھ مربع میل پر مشتمل تھی۔کیا حضرت عمر نے حج کے اجتماع کے علاوہ کسی دوسرے ملک میں اجتماع کروایا، جب کہ اس وقت تبلیغ دین کی اشد ضرورت تھی۔

کیا یہ سالانہ اجتماع بدعت نہیں؟ اگر بدعت نہیں تو حدیث صحیحہ مرفوعہ سے اس کا جواب

ختم بخاری اور غیر مقلدین رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا اصح ترین مجموعہ "بخاری شریف" کے ختم ہونے پر " دارالحدیث رحمانیہ دہلی " کے علم دوست مہتمم ہر سال اپنی مخصوص مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور رب کے اس خصوصی انعام واحسان کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ اس نے ان کو اپنے مقدس رسول فداہ امی وابی کے مستند اور موثق اقوال وافعال کی تبلیغ وتعلیم کی توفیق اس معتبر اور مقبول کتاب کے ذریعہ عطا فرمائی۔

چنانچہ اس سال بھی جب تعلیمی سال ختم ہوتے ہوئے نصاب مدرسہ کی تکمیل ہو رہی تھی۔ تو یہ مبارک کتاب 19 جمادی الاخریٰ 1360ھ مطابق 15 جولائی 1941ء کو منگل کے دن اپنی سابقہ روایات کے مطابق اختتام پذیر ہوئی۔

☆......ابن لعل دین مجدی بتائیں کہ مندرجہ ذیل طریقہ کار کس حدیث سے ثابت ہے؟

تقریباً ساڑھے آٹھ بجے صبح مدرسہ کا سارا اسٹاف حضرت شیخ الحدیث کی درس گاہ میں جمع ہو گیا۔اور آپ نے کتاب مذکورہ کے آخری باب اور اس کی آخری حدیث پر بسط کے ساتھ، حشو و زوائد سے پاک ایک نہایت پر مغز اور محدثانہ تقریر کی۔دعائے خیر وبرکت کے بعد جب مجلس برخاست ہوئی تو مہتمم صاحب

کی طرف سے تمام حاضرین کی شیرینی سے تواضع کی گئی جو بہت کافی مقدار میں خصوصیت کے ساتھ اس موقع کے لیے تیار کرائی گئی تھی۔ دعا ہے کہ باری تعالیٰ اس قدر شناس اور علم پرور مہتمم پر ہمیشہ اپنی برکتوں اور رحمتوں کی بارش برسائے اور اپنا فضل و کرم ان کے شامل حال رکھے۔ آمین

(محدث دہلی۔ جلد ۹ ش 5 شعبان المعظم 1360ھ مطابق ماہ ستمبر 1941ء)

☆.. **امام بخاری علیہ الرحمۃ کا حدیث لکھنے کا طریقہ!**

لن لعل دین نجدی حدیث سے ثابت کریں؟

دعوت اسلامی کے طریقہ ء تبلیغ پر طعن کرنے والوں سے ہم پوچھتے ہیں کہ تم ہر جگہ کہتے پھرتے ہو کہ فلاں کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا تم کیوں کرتے ہو؟ یہ بدعت ہے۔ اسی طرح جس کام کے لیے قرآن وحدیث میں کوئی دلیل نہ ہو تو کہتے ہو بدعت ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ احادیث نقل کرنے سے پہلے محدثین نے جو طریقہ اختیار کیا ہے اسے کس خانہ میں رکھو گے؟ مثلاً امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب الجامع الصحیح میں کوئی حدیث درج نہیں کی۔ مگر پہلے میں نے غسل کیا اور دو رکعت نفل پڑھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی مقدمہ فتح الباری میں نقل کرتے ہیں " قال البخاری ما کتبت فی کتاب الصحیح حدیثاً الا اغسلت قبل ذٰلک او صلیت رکعتین"

(مقدمہ فتح الباری شرح صحیح البخاری ص ۵ مطبوعہ دہلی)

اب ہم لن لعل دین نجدی سے پوچھتے ہیں کہ امام بخاری کے اس فعل پر کوئی دلیل لاؤ۔ کوئی حدیث پیش کرو۔ جس میں حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ جب میری کوئی حدیث نقل کرو تو دو رکعت نفل پڑھ لیا کرو۔ اب بتاؤ حدیث درج کرنے کا یہ طریقہ کہیں قرآن میں آیا ہو؟ یا کسی حدیث میں آیا ہے؟ معلوم ہوا کہ حدیث درج کرنے کا یہ طریقہ امام بخاری نے اپنی رائے سے اختیار کیا ہے۔ اور جس کام کے لیے قرآن وحدیث میں کوئی دلیل نہ ہو تم کہتے ہو کہ بدعت ہے۔ اب بتاؤ کہ امام بخاری کا یہ عمل کس خانہ میں رکھو گے۔

☆...... **امام مالک کا طریقہ کار** :- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جب حدیث شریف سنانے کے لیے بیٹھتے تو آپ کے لیے ایک چوکی بچھائی جاتی تھی اور آپ عمدہ کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر حجرہ سے باہر نہایت عجز و انکساری کے ساتھ آ کر بیٹھ کر سنتے تھے۔ اور جب تک اس مجلس میں حدیث کا ذکر رہتا تھا۔ مجمر یعنی انگیٹھی میں عود و لوبان ڈالتے رہتے تھے۔ (بستان المحدثین ص ۱۶ طبع کراچی)

لن لعل دین نجدی امام مالک کے اس طریقہ کار پر قرآن وحدیث سے دلیل لائیں۔

ختم برائے میت :- صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں۔ جس کے پاس ختم قرآن یا تہلیل ہو اس سے کہے کہ دس بار قل ھو اللہ مع بسم اللہ پڑھے۔ پھر دس بار درود شریف پر دس بار سبحان اللہ والحمد للہ الخ پھر دس بار اللھم اغفرہ وارحمہ، پھر ہاتھ اٹھا کر سورۃ فاتحہ پڑھ کر آواز بلند سے کہے کہ ثواب ان کلمات کا جو اس

جلسہ میں پڑھے گئے۔ اور ثواب ختم قرآن و ختم تہلیل کا فلاں کی روح کو پیش کیا گیا۔ الخ

تمام دنیا کے غیر مقلدین مل کر اس طریقہ کار کا ثبوت قرآن وحدیث سے پیش کریں۔

یا "نواب صاحب کو بدعتی کہیں"

☆...... **مولوی محمد سلیمان منصور پوری غیر مقلد لکھتے ہیں** :-

"مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے کارنامے آج تک سکھر زمین کو یاد ہیں۔"

"کشمیر میں اشاعت اسلام سید علی ہمدانی اور درویش بلبل کی خدمات کا نتیجہ ہیں"

(رسائل عشرہ از مولوی محمد سلیمان منصور پوری ص ۶۵ طبع سانگلہ ہل 1972ء)

☆...... **حضرت جہانیاں جہاں گشت (م 587ھ)** فرماتے ہیں۔

"جو شخص درج ذیل درود شریف پابندی سے پڑھے وہ دنیا و آخرت کی تمام مصیبتوں سے بے خوف ہو گا۔ اور آخرت میں انشاء اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی ہمسائیگی اختیار کرے گا۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا محمد ن العربی

الصلوٰۃ والسلام علیک یا محمد ن القرشی

الصلوٰۃ والسلام علیک یا محمدن المکی

الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ

الصلوٰۃ و السلام علیک یا حبیب اللہ

(جواہر الاولیاء ص ۲۳۳ مطبوعہ اسلام آباد 1396ھ تالیف سید باقر بن عثمان بخاری)

☆...... **امام الاولیاء سید علی ہمدانی (م 786ھ) علیہ الرحمۃ**

ہر صبح کی نماز کے بعد مختلف 24 صیغوں سے یہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ الخ

(جواہر الاولیاء ص ۳۸۷ طبع اسلام آباد 1396ھ) (الانتباہ فی سلاسل الاولیاء مع اوراد فتحیہ ص ۱۶۵ طبع لائلپور)

☆...... مولوی عبد السلام بستوی غیر مقلد نے درود شریف "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" کو درود شریف تسلیم کیا ہے۔ اور اپنی تالیف "اسلامی تعلیم ص ۸۲۶ طبع لاہور 1986ء" پر اس کو نقل کیا ہے۔

نوٹ: اس درود شریف کے متعلق تفصیلی گفتگو آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض :- لن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

اسلامی بہنیں جمعہ و عیدین کی نماز ہرگز نہ پڑھیں۔

قادری صاحب عورتوں کو عید کی نماز سے سختی سے منع فرما رہے ہیں۔ اور ساتھ جمعۃ المبارک کی

نماز سے بھی روک رہے ہیں۔ کہتے ہیں۔ "اسلامی بہنوں پر واجب بھی نہیں اور انہیں جماعت قائم کرنے،
جماعت میں شامل ہونے کی اجازت بھی نہیں.........اسلامی بہنیں جمعہ کی نماز نہیں پڑھیں گی حسب
معمول ظہر ہی پڑھیں۔ عیدین کی نماز ان پر فرض نہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں.....ص ۶۱)

الجواب :- لن لعل دین نجدی نے "فیضان سنت" کی عبارت نقل کرنے میں خیانت سے کام لیا ہے۔
اور وہ حدیث جسے قادری صاحب نے اپنے دعوئی میں پیش کیا ہے۔ شیر مادر کی طرح ہضم کر گئے ہیں۔ اصل
عبارت ملاحظہ ہو۔ جس سے قارئین کے تمام خدشات دور ہو جائیں گے۔

"اسلامی بہنیں جماعت سے نماز نہیں پڑھ سکتیں۔"

"عید اور جمعہ کے لیے جماعت بھی شرط ہے۔ اور اسلامی بہنوں کو جماعت سے نماز ادا کرنا گناہ ہے۔
لہٰذا ان پر عید کی نماز نہیں ہے۔ اور جمعہ کی بجائے وہ حسب معمول ظہر پڑھیں۔" (فیضان سنت ص ۱۰۰۹)

مریض ، مسافر، عورت، بچے، غلام اور مجنوں کے علاوہ تمام لوگوں پر لازم ہے کہ نماز جمعہ میں شریک
ہوں۔ اور شریک نہ ہونے والے سخت گناہگار ہوں گے۔ حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا: "جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس پر جمعہ کے دن نماز جمعہ فرض ہے۔ سوائے مریض،
مسافر، عورت، بچے اور غلام کے۔ الخ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۲)" اسی طرح عیدین کی نماز بھی عورتوں
پر فرض نہیں۔ اس لئے جب عورتوں پر جمعہ اور عیدین کی نماز فرض نہیں تو انہیں مسجد میں جا کر جماعت
میں شامل ہو کر نماز پڑھنے کا کیا فائدہ۔ بلکہ گناہ گار ہوں گی۔ جس طرح قصر نماز کو پورا پڑھنے والا گنہگار ہوگا۔
پھر قادری صاحب لکھتے ہیں۔ وہ (یعنی عورتیں) پانچوں وقت کی نماز تنہا اپنے گھر ہی میں پڑھیں۔ بلکہ اندر
کے کمرہ میں پڑھیں تو زیادہ بہتر ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے
ہیں: عورت کا دالان (یعنی بڑے کمرے) میں نماز پڑھنا، صحن میں پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور کوٹھڑی میں،
دالان (یعنی بڑے کمرے) سے بہتر ہے۔ (ابوداؤد ص۳ ۲۵ جلد اوّل)

اسی فرمان رسول ﷺ کے تحت قادری صاحب نے لکھا ہے کہ عورتیں پانچوں وقت کی نماز تنہا اپنے گھر
ہی میں پڑھیں۔ بلکہ اندر کے کمرہ میں پڑھیں تو زیادہ بہتر ہے۔

بتائیں ابن لعل دین نجدی صاحب! اس میں قابل اعتراض کونسی بات ہے؟

اعتراض :- اب لاہور میں اور ملک کے دیگر علاقوں میں یہ لوگ خواتین کے ہفت روزہ ایسے پروگرام
منعقد کرتے ہیں۔ جن میں خواتین کو رات وہیں گزارنا ہوتی ہے۔ محرم کے بغیر عورت کا اس

طرح راتیں گزارنا کونسی سنت ہے۔ اور پھر یہ خواتین ہر ہفتے اکیلی ہی گھروں سے آتی ہیں اور اکیلی
ہی محرم کے بغیر واپس جاتی ہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.........ص ۶۰)

الجواب :- پاکستان میں ایسی یونیورسٹیاں، کالجز اور سکولز ہیں جہاں پر مخلوط تعلیم کا انتظام ہے۔ مگر لن لعل
دین نجدی اور اس کے حواریوں نے اس کے خلاف کبھی قلم نہیں اٹھایا اور نہ ہی کبھی احتجاج کیا ہے۔ اگر کبھی
قلم حرکت میں آتا ہے تو فقط "دعوت اسلامی" کے خلاف! کیوں کہ دوسری طرف "صدائے حق"
بلند کرنے سے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔

خط کشیدہ عبارات سراسر دعوت اسلامی پر بہتان عظیم ہے۔ جس کا جواب وہ قیامت کے روز خود
لن لعل دین نجدی ہوگا۔

دعوت اسلامی کے عورتوں کے ہفت روزہ پروگرامز عموماً گھروں یا مساجد سے ملحق مدارس میں
ہوتے ہیں۔ اور اکثر یہ پروگرامز نماز ظہر سے شروع ہو کر نماز عصر سے پہلے ختم ہو جاتے ہیں۔ اور جہاں رات
کو پروگرامز ہوتے ہیں۔ نماز عشاء کے بعد شروع کر کے جلد ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ محلوں یا
گلیوں سے بچیاں اکٹھی ہو کر باپردہ شمولیت کرتی ہیں۔ اور اسی طرح باپردہ اکٹھی ہو کر اپنے گھروں کو واپس
چلی جاتی ہیں۔ اور بعض جگہ اسلامی بھائیوں کی ڈیوٹی لگا دی جاتی ہے۔ کہ وہ کسی مرد کو پروگرام میں مت
آنے دیں۔ اور سالانہ اجتماع میں مستورات کو باپردہ لیجانے اور واپس پہنچانے کا بندوبست ہوتا ہے۔ اور
اس معاملہ میں بڑی احتیاط کی جاتی ہے۔

اعتراض :- لن لعل دین نجدی لکھتا ہے:

"لیجئے یہ فیضان سنت کا صفحہ 300 نکل آیا ہے۔ جس پر اجتماع میں شرکت کا ثواب ہی نہیں۔
بلکہ ثواب کا بھی تعین کر دیا گیا ہے۔ کہ سنتیں سیکھنے، سکھانے کے لیے اجتماع میں شریک ہونا ہزار رکعت
(پڑھنے) سے افضل ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.........ص ۶۰)

الجواب نمبر1 :- نواب صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد وہابی لکھتا ہے :-

"ایک مسئلہ کا سیکھنا سکھانا ہزار رکعت نماز سے تطوعاً بہتر ہے۔"

(مناقب الخلفاء الراشدین از نواب صدیق حسن خان ص ۸۱ طبع 1300ھ)

نواب صدیق حسن خان نے خط کشیدہ عبارت آج سے 120 سال پیشتر لکھی تھی۔ لن لعل دین
نجدی اور اس کے حواری پہلے نواب صاحب کی قبر پر جاکر ماتم کریں پھر قادری صاحب پر اعتراض کریں۔

نمبر2 :- حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"حضور مجلس العالم افضل من صلاة الف ركعة" الخ [1]

(احیاء علوم الدین للامام الغزالی ص ۱۰ جلد اول طبع مصر)

نیز درج ذیل احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

(۱) حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا "اگر تم نکلو اور علم کا ایک باب ہی سیکھ لو تو یہ تمہارے لیے سو رکعت نماز سے بہتر ہے۔" (جامع بیان العلم وفضلہ از عبدالبر اندلسی (م ۴۶۳ھ) ص ۵۹ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا ہی خوش عطیہ ہے اور کیا ہی خوب سوغات ہے حکمت کا بول۔ جسے تم نے سنا اور یاد کر لیا اور پھر مسلمان بھائی سے ملے اور اسے بھی سکھا دیا، ایسا ایک عمل سال بھر کی عبادت کے برابر ہے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ص ۵۷)

اعتراض :- قادری صاحب عورتوں کو نماز پنج گانہ وجمعہ وغیرہ ادا کرنے کے لیے مساجد میں آنے سے روکتے ہیں۔ مگر دعوت اسلامی کے اجتماع میں آنے کی دعوت دیتے ہیں۔ (میٹھی میٹھی...... ص ۶۱، ۶۲)

الجواب :- جب دعوت اسلامی کے مستورات کے پروگرامز مساجد میں ہوتے ہی نہیں تو یہ اعتراض کرنا لغو ہے۔

ہر مرد و عورت پر اتنا علم دین سیکھنا ضروری ہے کہ وہ زندگی میں پیش آنے والے عمومی مسائل سے بخوبی واقف ہو۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "طلب العلم فريضة على كل مسلم" (مشکوٰۃ ص ۳۴ کتاب العلم)

محدث اسحاق بن راہویہ (م ۲۳۸ھ) فرماتے ہیں۔ کہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ وضو، نماز،

---

[1] حاشیہ: محدث ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔ (احیاء علوم الدین ص ۱۰ ج ۱ حاشیہ نمبر ۳)

محدث ابن جوزی نے حضرت عمر کی روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔ جبکہ ہماری روایت کا راوی حضرت ابی ذر ہے۔ اس لیے ہماری پیش کردہ روایت کو موضوع کہنا درست نہیں۔

☆.. علاوہ ازیں "ابن صلاح" اپنی کتاب "علوم الحدیث" میں لکھتے ہیں۔

یعنی جن احادیث کے موضوع ہونے کا ثبوت نہیں ان کو ابن جوزی نے موضوعات میں لکھ دیا ہے۔

☆.. حافظ ابن حجر "فتح الباری" میں لکھتے ہیں۔

ابن جوزی نے تردید احادیث صحیحہ میں اعلیٰ درجہ کی خطا کی ہے۔

☆.. شیخ عبدالحق محدث دہلوی "اسماء الرجال مشکوٰۃ" میں ابن جوزی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔

اگرچہ ابن جوزی کا اپنی کتاب کے بارہ میں حلفی بیان ہے کہ اس کو میں نے بغرض اظہار سنت ورد بدعت میں لکھا ہے۔ مگر رد و قدح میں حد سے تجاوز ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ ابن جوزی اپنے بیان مذکورہ میں سچا نہیں۔

...ج وغیرہ ضروریات دین کا علم حاصل کرنا (ہر مرد، عورت) مسلمان پر لازمی ہے۔

(جامع بیان العلم وفضلہ از عبدالبر اندلسی (م ۴۶۳ھ) ص ۴۳ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

اسی مقصد کے لیے ہفتہ وار یا ماہانہ عورتوں کے لیے دعوت اسلامی کے پروگرامز ہوتے ہیں۔

اس میں ان کو ضروری مسائل سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ اور روزانہ نہیں ہوتے تاکہ ان کو دشواری کا سامنا کرنا پڑے۔ جیسا کہ کتب احادیث میں موجود ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ہر جمعرات کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔ لوگوں نے ہر روز وعظ فرمانے کا مطالبہ کیا تو جواباً ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ تم کو ہر روز درس دے کر تنگ کروں۔ **(بخاری جلد اول ص ۱۱ مترجم طبع لاہور)**

قادری صاحب عورتوں کو مساجد میں پنج گانہ نماز ادا کرنے سے منع کرنے والے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا: "عورت کا دالان میں نماز پڑھنا، صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ اور کوٹھڑی میں دالان سے بہتر" (ابوداود)

اعتراض :- ابن لعل دین لجدی طنزاً درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

اجتماعات کی برکتیں

☆...... اندھے دیکھنے لگ گئے۔ ☆...... اللہ تعالیٰ کو اجتماع کا واسطہ

☆...... السر بھاگ گیا۔ ☆...... گردے کی پتھری چورا چور ہو گئی۔

☆...... امریکہ نہ جائیں ☆...... سوکھی گود ہری ہو گئی

(میٹھی میٹھی.......... ص ۶۴ تا ۶۲)

الجواب :- نواب صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد لکھتا ہے۔

بخاری شریف کا ختم کرنا واسطے شفاء بیمار وحفظ آفات وحوادث زمان کے بطور رقیہ جائز ہے۔ اس میں کسی شخص کا خلاف منجملہ اہل علم کے معلوم نہیں ہے۔ بلکہ منفعت اس کی قرأت وختم واسطے دفع آفات وحصول سلامت کے لیے مجرب ہے۔ ولہذا جب سے یہ کتاب تالیف ہوئی ہے۔ ہر قرن میں اہل علم نے اس کے ساتھ توسل کیا ہے۔.......... حافظ ابن کثیر نے کہا ہے: "كتاب البخاري الصحيح يستسقى بقرأته الغمام واجمع على قبوله وصحة ما فيه اهل الاسلام" ذكره القسطلاني في شرح البخاري

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کتاب "اشعۃ اللمعات" میں لکھا ہے۔

"کہ بسیاری از مشائخ وعلماء وثقات صحیح بخاری را از برائے حصول مرادات وکفایت مہمات وقضائے حاجات ودفع بلیات وکشف کربات وصحت امراض الخ.......... بہر حال باوضو ہو کر منہ طرف قبلے

کے کر کے ساتھ خشوع و خضوع و حضور دل کے خود پڑھے یا کسی اور کو حکم دے خواہ ایک شخص ختم کرے
یا ایک جماعت پڑھے۔ نفع اس کا متیقن ہے۔ وللہ الحمد۔ (کتاب الداء والدواء ص ۱۱۸-۱۱۷ طبع لاہور)
اگر ختم بخاری شریف کی برکت سے مریضوں کو شفاء اور غم زدوں کے غم دور ہو سکتے ہیں۔ تو لامحالہ
دعوت اسلامی کے سالانہ اجتماع جس میں قرآن شریف کی تلاوت ، درود شریف ، درس قرآن و حدیث
اور ذکر الٰہی کیا جاتا ہے۔ کی برکت سے پروردگار عالم مریضوں کو شفاء دے اور سوکھی گودوں کو ہری کر
دے تو وہ قادر مطلق ہے۔

☆...... اللہ تعالیٰ کو اجتماع کا واسطہ :- کیونکہ اجتماع کا تعلق اعمال صالحہ سے ہے اور نیک اعمال کا وسیلہ
پیش کرنا عند الفریقین جائز ہے۔ تو پھر اس پر اعتراض کیسا؟

ابن تیمیہ لکھتا ہے :-

نیک اعمال کے وسیلہ سے سوال کی ایک مثال ان تین اشخاص کا سوال ہے جنہوں نے غار میں پناہ لی
تھی۔ چنانچہ ان میں سے ہر ایک نے اپنے اس عمل عظیم کے حوالہ سے دعا کی جو محض رضائے الٰہی کے
لیے کیا تھا ایک نے والدین کی اطاعت کا حوالہ دیا ، دوسرے نے اپنی پاکدامنی کا ذکر کیا، تیسرے
نے اپنی امانت داری واحسان کا واسطہ دیا۔ الخ (الوسیلہ ص ۱۰۰ طبع لاہور ۱۹۸۴ء)

اعتراض :- ان کا عقیدہ ہے کہ ان کے اجتماع اور جلسہ میں شرکت کرنے والے لوگ بخش دیے جاتے
ہیں۔ ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے کہ "نماز فجر کے بعد سویا تو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ
نے مجھ سے فرمایا "اے نادان! آج رات لانڈھی کے قبرستان میں جو اجتماع ہوا، اس میں جتنے لوگ آخر تک
شریک رہے، ان سب کو بخش دیا گیا۔ اگر تو بھی آخر تک شریک رہتا تو تیری بھی بخشش کر دی جاتی۔"
(میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ص ۶۴)

الجواب :- دعوت اسلامی نے ہرگز یہ دعویٰ نہیں کیا کہ جو لوگ اجتماع میں شامل ہوتے ہیں۔ وہ تمام
بخش دیے جاتے ہیں۔ بلکہ مسلمان کی بخشش کا ذریعہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی
اطاعت و تابعداری ہے۔ ہاں! اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اجتماع میں شمولیت کرنے والوں کو بخش
دے تو وہ قادر مطلق ہے۔

☆...... حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں :-

"ابو جعفر سقاء نے کہا کہ میں نے حضرت بشر حافی علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا اور ان سے دریافت
کیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا، فرمایا مجھ پر لطف و کرم اور رحم فرمایا۔ اور فرمایا! اے بشر! اگر تم

اور میرے لیے آگ کے انگاروں پر بھی سجدہ کرتے تو میں نے جو تمہاری محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دی
ہے۔ اس کا بھی شکر ادا نہ کر پاتے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے آدھی جنت روا فرما دی ہے۔ کہ میں اس میں
جہاں چاہوں آرام سے کھاؤں پیوں اور اس نے میرے جنازے میں جو شریک تھے "سب کی مغفرت کا
وعدہ فرمایا ہے" الخ" (کتاب الروح ص ۵۷-۵۶ طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

☆...... علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

"رسالہ قشیری میں ہے کہ ایک کفن چور تھا۔ ایک عورت کا انتقال ہو گیا۔ وہ اس کے جنازہ کی نماز میں
شامل ہوا تاکہ ساتھ جا کر اس قبر کا پتہ لگائے۔ جب رات ہو گئی تو اس نے بڑھیا کی قبر کو کھودنا شروع کیا تو وہ
عورت بول اٹھی کہ سبحان اللہ! ایک مغفور شخص مغفور عورت کا کفن چراتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری
بھی مغفرت کر دی اور ان تمام لوگوں کی جنہوں نے میرے جنازے کی نماز پڑھی اور تو بھی ان میں شریک
تھا۔ یہ سن کر اس نے فوراً مٹی ڈال دی اور سچے دل سے تائب ہو گیا۔"

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور ص ۱۹۰ طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

(رسالہ قشیریہ از امام ابو القاسم عبد الکریم (م ۴۶۵ھ) ص ۶۶۵ طبع اسلام آباد ۱۹۸۴ء)

☆...... حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ خود تحریر فرماتے ہیں :-

"ایک روز مراقبہ میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں تمہارے
پاس اس لیے آیا ہوں کہ تمہارے لیے ایک اجازت نامہ لکھ دوں جو آج تک کسی کے لیے نہیں لکھا۔ نیز
سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس جنازہ پر تم نماز پڑھ دو گے، اس میت کو بخش دیا جائے گا۔"

(علماء ہند کا شاندار ماضی ص ۲۳۴ جلد اول از محمد میاں طبع کراچی 1991ء)

یاد رہے! کہ اگر کسی فرد یا جماعت کو اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ مغفرت کی بشارت خواب میں دے
دیں تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی عبادت و ریاضت میں مزید جدوجہد شروع کر دے۔ جیسا کہ
درج ذیل احادیث اس معاملہ میں ہماری رہنمائی کرتی ہیں۔

(۱) اخرج ابن المنذر و ابن مردویہ و ابن عساکر عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت لما انزل علی
رسول اللہ ﷺ انا فتحنا لک فتحا مبینا الایۃ اجتہد فی العبادۃ فقیل یا رسول اللہ ﷺ! ما ھذا

لہ صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین اس سے مستثنیٰ ہیں۔ کیونکہ ان کے مناقب و محامد تو خود حضور ﷺ اپنی
احادیث میں ارشاد فرما چکے ہیں۔ واللہ اعلم

الاجتهاد وقد غفرالله لک ما تقدم من ذنبک [1] وما تأخر قال افلا آكون عبدا شكوراً۔

(۲)اخرج ابن عساكر عن ابی حجيفة رضی الله تعالی عنه قال كان النبی ﷺ يقوم حتی تفطر [illegible]

ماه فقيل له أليس قد غفرالله لک من تقدم من ذنبک وما تأخر قال أفلا آكون عبدا شكورا۔

(الدر المنثور ص ۷۰ جلد سادس طبع ایران از امام جلال الدین سیوطیؒ)

اعتراض :۔لن لعل دین نجدی لکھتا ہے۔ "معلوم ہوگیا کہ اِن جھوٹی بشارتوں کو پھیلانے کے عزائم ماسوائے ان چند مقاصد کے کچھ نہیں کہ تحریک سے وابستگان کی گاہے بگاہے جھوٹی بشارتوں کے ذریعے حوصلہ افزائی کی جائے۔الخ" (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ص ۶۸)

الجواب :۔بشارتوں کو جھوٹا کہنا، دعوئ علم غیب ہے۔اور علم غیب ذاتی حق تعالٰی کا خاصہ ہے۔اور عطائی علم غیب حاصل ہونے پر آپکے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ "هاتو برهانكم ان كنتم صادقين" اس لیے یہ محض آپکی دروغ گوئی اور کذب بیانی ہے۔

اعتراض :۔اس فرقہ (دعوت اسلامی) کے افکار ، نظریات و تعلیمات جو کہ کتاب و سنت سے ثابت نہیں کو پھیلانے کے لیے گھروں سے نکلنے والوں کے لیے جہنم کو اُن پر حرام کردیا گیا ہے۔اور فرشتے ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔اور یہ کہ جنت ان کی تلاش میں رہتی ہے۔" (میٹھی میٹھی سنتیں............ص ۷۱)

الجواب :۔اپنے آپ کو کتاب و سنت کا عامل اور دوسرے مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی کہنا یہ کوئی نئی بات نہیں۔بلکہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی دی ہوئی جنم گھٹی کے اثرات ہیں جو کہ نسل در نسل وہابیہ میں منتقل ہوتے آرہے ہیں۔

بے شک اللہ تعالٰی کے دین کو سیکھنے اور سکھانے کے لیے گھروں سے نکلنا ایک کٹھن منزل ہے۔ اور اس کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات برحق ہیں۔ جن کو قادری صاحب نے "فیضان سنت" کے آخری صفحات پر نقل فرمایا ہے۔

نمبر1 :- رحمت عالم ﷺ کا فرمان معظم ہے۔علم دین کی طلب میں جس کے قدم خاک آلود ہوں۔ اللہ عزوجل اس کے جسم کو جہنم پر حرام کردے گا۔اور اللہ عزوجل کے فرشتے اس کے لیے دعا مغفرت

---

[1] حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "آنحضرت ﷺ کبھی کبھی صرف بیان جواز کے لیے ایک امر اولی ترک فرمادیا کرتے تھے۔اور آپ کے لیے یہ ترک اولی کراہت سے پاک تھا۔آپ کو یہ ضرورت بھی محض تبلیغ حکم کی وجہ سے پیش آئی تھی اور ما تقدم من ذنبہ و ما تاخر کے معنی بھی یہی ہیں۔"

(بستان المحدثین ص ۱۸۸ طبع کراچی (اردو)

کریں گے۔الخ (تفسیر کبیر)

نمبر2 :- حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جو شخص علم دین کی تلاش میں ہوگا۔ ...اس کی تلاش میں ہوگی۔الخ (کنزالعمال)

مزید رسول اللہ ﷺ کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا! نیکی کی راہ دکھانے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔

☆...... حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! خدا کے فرشتے آسمان وزمین کی مخلوق حتیٰ کہ اپنے سوراخوں میں چیونٹیاں، حتیٰ کہ سمندر کی مچھلیاں، سبھی نیکی سکھانے والے کے لیے دعا کرتے ہیں۔(جامع بیان العلم وفضلہ ص ۶۰ از علامہ ابن عبدالبر اندلسی (م 463ھ) طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

☆...... نیک بات سکھانے والے پر اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔

(منصب امامت ص ۶۵ طبع لاہور ۱۹۸۸ء از مولوی محمد اسماعیل دہلوی)

☆...... جمیل بن قیس سے مروی ہے کہ ایک شخص مدینے سے چل کر حضرت ابوالدرداء کی خدمت میں دمشق آیا اور ایک حدیث کے بارے میں سوال کیا۔ابوالدرداء نے کہا، تم نہ کسی اور مطلب سے آئے ہو نہ تجارت پیش نظر ہے۔صرف حدیث کی جستجو میں نکلے ہو؟ اس نے عرض کیا! جی ہاں۔واقعہ یہی ہے۔اس پر حضرت نے فرمایا: اگر یہی بات ہے تو خوش ہو جاؤ کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ جو بندہ علم کی تلاش میں نکلتا ہے فرشتے اس کے لیے اپنے پر رکھ دیتے ہیں۔جنت کی ایک راہ اس پر کھل جاتی ہے۔اور یہ کہ عالم کے لیے آسمان وزمان کی تمام مخلوق حتیٰ کہ سمندر کی مچھلیاں بھی مغفرت کی دعا کرتی ہیں۔

(جامع بیان العلم وفضلہ ص ۷۸ از علامہ ابن عبدالبر اندلسی (م ۴۶۳ھ) طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

(منصب امامت از مولوی محمد اسماعیل دہلوی ص ۶۵ طبع لاہور ۱۹۸۸ء)

اعتراض :۔ قادری صاحب لکھتے ہیں :۔

"ایک گھڑی غور فکر کرنا 60 سال کی عبادت سے بہتر ہے۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ص ۷۲)

الجواب :۔ یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ حضور پرنور ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے۔ اس کو امام جلال الدین سیوطی نے " الجامع [1] " میں نقل فرمایا ہے۔

---

[1] ابو الشیخ فی العظمة عن ابی هريرة ۔(من) اور ضعیف حدیث فضائل واعمال میں قابل قبول ہے۔مولوی نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں۔ ضعیف حدیث اعمال میں معتبر ہے۔اور یہ موضوع نہیں ہوتی۔ (فتاویٰ نذیریہ جلد اول ص ۳۰۳ طبع لاہور)

"فکرۃ ساعۃ خیر من عبادۃ ستین سنۃ"

(جامع الصغیر ص ۴۴۳ جلد ۴ طبع بیروت، الموضوعات الکبریٰ ص ۹۷ طبع کراچی از ملا علی قاری حنفی)

اور قول رسول ﷺ پر طنز کرنا بدبختی اور پرویزیت ہے۔

اعتراض :- ابن لعل دین مجدی طنزاً درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے :-

"عاشق رسول گدھا"

جوانوں کو چلہ لگانے کے لیے آمادہ کرنے کے لیے ایک دلچسپ روایت لکھتے ہیں۔

"فتح خیبر کے وقت ایک کالا گدھا بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضر ہوا۔ سرکار نے اس سے فرمایا تیرا نام کیا ہے؟ عرض کی یزید بن شہاب، مزید عرض کرنے لگا "اللہ نے میرے دادا جان کی نسل سے ساٹھ گدھے پیدا کیے اور وہ سب کے سب صرف انبیاء علیہم السلام کی سواری بننے کا شرف حاصل کرتے رہے۔ اپنے دادا جان کی نسل سے میں آخری بچا ہوں اور آپ بھی نبیوں میں آخری ہیں (نعوذ باللہ کیا نسبت ملائی) آپ سے پہلے ایک یہودی کے پاس تھا۔ وہ جب بھی مجھ پر سوار ہونے کی کوشش کرتا میں جان بوجھ کر اس کو گرا دیتا۔ اس پر وہ میری پیٹھ اور پیٹ پر ڈنڈے برساتا۔" سرکار نے فرمایا! اب تیرا نام یعفور ہے۔ سرکار جب کسی کو بلانے کے لیے اسے بھیجتے تو وہ اپنے سر کو اس کے دروازے پر مارتا۔ گھر والا جب باہر آتا تو وہ رسول ﷺ کی طرف اشارہ کرتا کہ سرکار بلا رہے ہیں۔ جب سرور کائنات ﷺ نے ظاہری وفات پائی تو وہ عاشق گدھا غم مصطفیٰ میں بے قرار ہو گیا اور ہجر رسول کی تاب نہ لا کر حضرت سیدنا ابو ہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ کے کنویں میں چھلانگ لگا دی۔ اور فوت ہو گیا۔ (یعنی خود کشی کر لی)۔

اس کے بعد قادری صاحب لوگوں کو بڑے مخصوص انداز میں چلے لگانے پر آمادہ کرنے کے لیے کہتے ہیں : میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ایک بے زبان جانور تو سرکار سے والہانہ عشق رکھتے ہوئے آپکی خدمت کے لیے اپنی زندگی وقف کر دے مگر آہ! ہم صاحب عقل انسان ہونے کے ساتھ ساتھ مسلمان ہو کر بھی عملی طور پر ایک بے زبان جانور سے کس قدر پیچھے ہیں۔ الخ (میٹھی میٹھی...... ص ۷۲-۷۳)

الجواب :- شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے گوش دراز والی روایت کو مدارج النبوۃ ص 1040-41 جلد ۲ میں نقل کیا ہے۔ اور خط کشیدہ الفاظ جن کو لکھ کر ابن لعل دین نے اپنی بدباطنی کا ثبوت دیا ہے۔ حدیث کے الفاظ سے یہ مطلب ہرگز نہیں لیا۔ اس حدیث کو لکھنے کے بعد آپ فرماتے ہیں : بعض ارباب علم حدیث اس حدیث کی صحت میں کلام کرتے ہیں۔ سہیلی نے اس حدیث کو کتاب "التعریف والاعلام" میں

گیا ہے۔ در حقیقت یہ حضور اکرم ﷺ کا معجزہ ہے جو اس چوپایہ میں ظاہر ہوا۔

(مدارج النبوۃ ص ۱۰۴۱ جلد دوم طبع کراچی ۱۹۷۶ء)

پھر قادری صاحب نے اس روایت کو بیان کرنے کے بعد اس پر جو تبصرہ کیا ہے۔ ذرا سوچ سمجھ کر بتائیں کہ اس میں کونسی بات قابل گرفت اور باعث تنقید ہے۔ در حقیقت "دعوت اسلامی" کی ترقی و کامرانی کو دیکھ کر "وہابیت" کے اوسان خطا ہو گئے ہیں۔

ایک ولی اللہ کی کرامت جس سے نبی اکرم ﷺ کے معجزہ کی تصدیق ہوتی ہے :-

رسالہ قشیریہ "باب کرامات الاولیاء" میں کہا گیا ہے۔ کہ میں نے ابو حاتم [1] سجستانی سے سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو نصر سراج سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے حسین بن احمد رازی سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو سلیمان خواص سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں ایک گدھے پر سوار تھا۔ مکھیاں اسے پریشان کر رہی تھیں۔ اور وہ بار بار اپنے سر کو دھنتا تھا اور میں اپنے ہاتھ کی لکڑی سے اسے مارتا تھا۔ اس پر اس نے سر اٹھا کر کہا تم بھی اپنے سر پر مارو۔ تمھیں بھی مارا جائے گا۔ مطلب یہ کہ میری اس مار کے بدلے تم پر مار ہو گی۔

☆...... مدارج النبوۃ ص ۱۰۴۱ جلد دوم طبع کراچی ۱۹۷۶ء (اردو)

☆...... رسالہ قشیریہ ص ۶۳۲ (اردو) از امام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری (م 465ھ) طبع ادارہ تحقیقات اسلامی۔ اسلام آباد ۱۹۸۴ء

اعتراضات :- ابن لعل دین مجدی نے درج ذیل عنوان لکھ کر چند اعتراضات کئے ہیں۔ ہم ان کو سلسلہ وار نقل کرتے ہیں۔

" انچاس کروڑ گنا ثواب کی حقیقت"

اعتراض نمبر 1 :- مندرجہ ذیل دو احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے۔ کہ ان کا تعلق اللہ کی راہ میں (میدان جہاد) میں لڑنے والے مجاہدین سے ہے۔

(۱) حدیث : جس نے اللہ کی راہ میں خرچہ بھیج دیا اور خود ٹھہرا رہا اس کے لیے ہر درہم کے بدلے 700 درہم ہیں اور جو بذات خود اللہ کی راہ میں نکل کر لڑا اور اپنے اوپر اس مال کو خرچ کیا، اس کے لیے ہر درہم کے معاوضے میں سات لاکھ درہم کا ثواب ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے۔ بڑھا دیتا ہے۔

(ابن ماجہ 922)

(۲) حدیث :- اور دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] ابو حاتم سجستانی م 250ھ

یقیناً نماز ، روزہ اور ذکر و دعا (کا ثواب) اللہ کی راہ میں روپیہ خرچ کرنے سے سات سو گنا ہے۔ (الترغیب ۲/۲۶۷)

اعتراض نمبر 2 :- مذکورہ بالا احادیث ضعیف ہیں۔(اوران کے اسماء الرجال پر بحث کی ہے۔)

اعتراض نمبر 3 :- ان احادیث میں جس ثواب کی خوش خبری دی گئی ہے۔اس کا تعلق اللہ کی راہ میں (میدان جہاد میں) لڑنے والوں سے ہے۔اور قادری صاحب ان احادیث مذکورہ کے ثواب کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں گھروں سے نکلنے والے افراد جو تبلیغ دین اور دینی مسائل لوگوں کو سیکھنے سکھانے کے لیے نکلتے ہیں ان پر چسپاں کرتے ہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۷۴ تا ۷۸)

الجواب :- (۱) بے شک ان احادیث مبارکہ میں جس ثواب کی خوش خبری دی گئی ہے۔اس کا تعلق میدان جہاد میں حصہ لینے والوں کے لیے ہے۔

(۲) ضعیف حدیث عندالمحدثین اور خود علماء غیر مقلدین کے نزدیک فضائل واعمال میں قابل قبول ہے۔

☆......علامہ سخاوی (م 902ھ) فرماتے ہیں "الجمہور یعمل بہ فی الفضائل" القول البدیع ص ۲۵۸ طبع سیالکوٹ

☆......موضوعات کبیر، ملا علی قاری حنفی (م 1041ھ) ص ۶۳ طبع کراچی

☆......مرقات شرح مشکوٰۃ، // // // // ص ۸۳ ج ۲ طبع ملتان

☆......مقدمہ ابن صلاح، امام عمرو بن عثمان بن عبدالرحمٰن (م 642ھ) طبع ملتان

☆......تدریب الراوی، امام جلال الدین سیوطی (م 911ھ) ص ۲۹۸ جلد اول طبع لاہور

☆......احادیث ضعیفہ در فضائل اعمال معمول بہااست

(مسک الختام شرح بلوغ المرام ،نواب صدیق حسن خان (م 1307ھ) ص ۲۷۵ جلد اول)

☆......میاں نذیر حسین (غیر مقلد) دہلوی لکھتے ہیں۔ "ضعیف حدیث اعمال میں معتبر ہوتی ہے اور یہ موضوع نہیں ہوتی" (فتاویٰ نذیریہ جلد اول ص ۳۰۳ طبع لاہور)

(۳) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم حاصل کرو ، کیونکہ لوجہ اللہ علم کی تعلیم ، خشیت ہے۔علم کی طلب عبادت ہے۔علم کا مذاکرہ تسبیح، علم کی تلاش جہاد ہے۔بے علموں کو علم سکھانا صدقہ ہے۔الخ [1] (جامع بیان العلم وفضلہ ص ۵۳ از عبدالبر اندلسی م 463ھ)

[1] ابو عمر کہتے ہیں یہ حدیث نہایت عمدہ ہے۔لیکن اس کی اسناد قوی نہیں، [2] یعنی یہ حدیث حسن ہو گی یا ضعیف" اور امام سخاوی فرماتے ہیں۔ "الجمہور یعمل بہ الفضائل" (قول البدیع ص ۲۵۸)

[2] جامع بیان العلم وفضلہ ص ۵۴

☆......حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جاہل مرجانے کے خوف سے جو بندہ طلب علم کے لیے نکلتا ہے۔یا سنت مٹ جانے کے ڈر سے اس کے احیاء کے لیے چلتا ہے تو اس کی مثال غازی کی ہے جو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلتا ہے۔الخ

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

طلب علم میں نکلنے والا واپسی تک جہاد فی سبیل اللہ میں ہے۔

☆......حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جو کوئی علم کے سفر کو جہاد نہیں سمجھتا، اس کی عقل میں نقص ہے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ص ۷۸-۷۹ طبع لاہور (اردو)

(احیاء علوم الدین للامام الغزالی (روایت ابو الدرداء) ص ۱۰ جلد اول طبع مصر)

☆......امام محمد بن یعقوب فیروز آبادی، صاحب قاموس (م 817ھ) فرماتے ہیں جہاد کی چار قسمیں ہیں۔

1- نفس کے ساتھ جہاد — 2- شیطان کے ساتھ جہاد

3- کافروں کے ساتھ جہاد — 4- منافقوں کے ساتھ جہاد

پھر جہاد بالنفس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اس کے چار مراتب ہیں۔

(۱) اسلامی علوم کی تعلیم و تحصیل میں جہاد (۲) اس پر عمل در آمد میں جہاد

(۳) دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں درپیش مصائب پر صبر و شکر (۴) اس کی تبلیغ واشاعت میں جہاد

"اس جہاد کو سرانجام دینے والا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عظیم ہوتا ہے۔"

(سفر سعادت ص ۴۹-۲۴۸ طبع لاہور)

ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں جناب قادری صاحب نے زیر بحث احادیث کے ثواب کو، علم دین سیکھنے سکھانے اور احیاء سنت کے لیے گھروں سے نکلنے والوں پر قیاس کیا ہے۔جن میں صراحتاً موجود ہے:

☆.. علم کی تلاش جہاد ہے۔ ☆..احیاء سنت کے لیے نکلنا جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلنا ہے۔اور جو کوئی علم کے سفر کو جہاد نہیں سمجھتا اس کی عقل میں نقص ہے۔

اس کی تائید حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی درج ذیل عبارت سے ہوتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں۔کہ جو شخص جہاد کے موقعہ پر وقت شب پہرہ پر جاگ رہا ہو تو اس کی حفاظت میں جس قدر لوگ روزے یا نمازیں ادا کر رہے ہیں ان سب کے برابر اس کو ثواب مل رہا ہے۔ (رواہ الطبرانی باسناد جید)

حضرت مجدد الف ثانی حدیث لکھنے کے بعد فرماتے ہیں۔

علماء نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ کسی حاکم کے علاقہ حکومت میں جس قدر لوگ امن اور اطمینان سے خدا کی عبادت کرتے ہیں ان سب کے برابر اس حاکم عادل کو ثواب ملتا ہے۔ جو ان سب کا محافظ بنا ہوا ہے۔ (علمائے ہند کا شاندار ماضی ص ۲۶۶ جلد اول طبع کراچی ۱۴۱۲ھ)

مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر اسلامی ریاست میں جہاد کرنے کے شرائط پائے جائیں اور قاضی وقت اعلان جہاد کردے تو اس وقت چلہ لگانے سے یہ فرض ادا ہو جائے گا۔ نہیں! بلکہ اس وقت میدان جہاد میں شمولیت سے یہ فریضہ ادا ہوگا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من تطهر في بيته ثم اتى مسجد القباء فصل فيه ركعتين كان كاجر العمرة"

☆......نسائی کتاب المساجد ، فصل مسجد قبا ص ۳۷ جلد ۲

☆......ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی مسجد قبا ۱۴۱۲

☆......مسند احمد ص ۴۸۷ جلد ۳

ترجمہ :- جو پاک ہو کر اپنے گھر سے مسجد قبا میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے تو اس کو عمرے کے برابر ثواب ملتا ہے۔" تو اگر کسی نے عمرہ ادا کرنے کی سنت [1] ادا کرنی ہو تو مسجد قبا میں جا کر دو رکعت پڑھنے سے یہ سنت ادا نہ ہوگی۔ بلکہ مقام مخصوصہ سے احرام باندھ کر مسجد حرام میں آکر عمرہ کے ارکان ادا کرنے ہوں گے۔

☆......رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو اشراق کی نماز کی دو رکعت پڑھے تو اسے حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ (ابوداؤد جلد اول)

تو اس حدیث کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ایک مسلمان پر حج فرض ہو جائے اور وہ اشراق کی نماز پڑھ لے تو اس کا حج ادا ہو جائے گا۔ نہیں نہیں! بلکہ حج کی ادائیگی کے لیے مکہ معظمہ پہنچ کر حج کے تمام ارکان ادا کرنے ہوں گے۔

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے :-

"جنت کی گارنٹی"

(میرا مرید کبھی دوزخ نہیں جاسکتا)

آخرت کی کامیابی کا معیار انسان کے اعمال پر ہے۔ جیسے اعمال کرے گا ویسا ہی اس کا ٹھکانا ہوگا۔ اگر

[1] حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

عمرہ سنت ہے واجب نہیں اور ہر سال چند مرتبہ ادا ہو سکتا ہے۔ عمرہ کا وقت تمام سال ہے مگر ایام حج میں مکروہ ہے۔ ایام حج کے روز عرفہ اور روز نحر اور ایام تشریق ہیں۔ الخ (فتاویٰ عزیزی ص ۴۷۸ اردو طبع کراچی ۱۳۹۳ھ)

اعمال صالح ہوں گے تو ٹھکانہ جنت اور اگر اعمال برے ہوں گے تو جہنم۔ اس کے بعد لکھتا ہے :

نمبر 1: قادری صاحب کی تعلیمات اس کے برعکس ہیں۔ وہاں یہ بتایا جارہا ہے کہ جیسا آپ کا دل چاہے ویسے اعمال کریں ، چوری کریں ، ڈاکہ ڈالیں، قتل کریں، فسق و فجور، شراب نوشی، زنا وغیرہ جیسے جرائم جس طرح چاہیں ارتکاب کریں لیکن اگر آپ نے قادری صاحب کی بیعت کرلی ہے تو پھر کسی قسم کا ڈر کرنے کی ضرورت نہیں۔

نمبر 2: عبدالقادر جیلانی نے اللہ تعالیٰ سے 70 مرتبہ وعدہ لیا ہے کہ ان کا مرید دوزخ میں نہیں جائیگا۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۷۹)

الجواب :- مرید کے اوصاف : سید عبدالقادر گیلانی فرماتے ہیں :

مرید کا اعتقاد اول ہی اول اس پر مضبوط کریں کہ گذشتہ بزرگ اور نیکوکار جو اہل سنت گزرے ہیں ان کے طریق پر چلے۔ اور نبیوں اور رسولوں اور صحابہ اور تابعین اور ولیوں اور صدیقوں کا عقیدہ اور طریق اختیار کرے...... قرآن اور حدیث کے ساتھ تمسک کرے اور ان کے موافق جو اوامر و نواہی اصول اور فروع ہیں ان پر عمل کرے۔ اور ان دونوں یعنی قرآن اور حدیث کو اپنے بازو کی قوت قرار دے کیونکہ اس راستہ میں ان دونوں کے ذریعہ سے پرواز کر سکے گا۔ یہ دونوں طریق انسان کو مقصود یعنی پروردگار تک پہنچانے والے ہیں...... اور اگر کوئی آدمی ان باتوں پر راضی نہیں ہوگا اور ان باتوں کے برداشت کرنے پر اپنے نفس کو مضبوط اور ثابت قدم نہیں بنائے گا۔ تو وہ اپنی مراد کو نہیں پہنچے گا۔ .... پس اگر کوئی پوری کامیابی چاہتا ہے۔ اور منزل مقصود پر پہنچنے کا خواستگار ہے تو وہ ان تمام باتوں کا جو ذکر ہوئی ہیں۔ اختیار کرے۔

(غنیۃ الطالبین از شیخ عبدالقادر گیلانی ص ۶۵۸، ۶۶۰ طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

☆......نیز حضرت شیخ سید عبدالقادر گیلانی نے فرمایا:

مریدی في هو اجرهم صيام
و في ظلم الليالي كلألي

ترجمہ :- میرے مرید دن روزہ رکھتے ہیں اور رات کی تاریکی میں تسبیح و تہلیل یا نماز تہجد ادا کرنے سے موتیوں کی طرح چمکتے ہیں۔ (قصیدہ غوثیہ مع شرح اردو ص ۱۷۷ طبع لاہور ۱۳۹۵ھ)

☆......امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری فرماتے ہیں:

" ہر وہ بات جس کا حکم شیخ (اپنے مرید) کو دے اسے اس کی ہرگز مخالفت نہیں کرنی چاہیے۔"

(رسالہ قشیریہ ص ۶۹۳ از امام ابوالقاسم (م ۴۶۵ھ) طبع اسلام آباد ۱۹۸۴ء)

☆...... شیخ شہاب الدین سہروردی (م 632ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

" مرید اپنے تمام چھوٹے بڑے کاموں میں شیخ (پیر) کی ہدایات اور رجحانات کا خیال رکھے۔"

(عوارف المعارف ص ۴۷۳ طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

لہٰذا :- جو اوصاف مرید کے حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی نے فرمائے ہیں۔ اگر وہ ان پر عمل پیرا ہو گا ضرور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جنت میں جائے گا۔ اور اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔ اور اگر ان میں کچھ کوتاہیاں ہوئیں تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ اور اولیاء کاملین کی شفاعت سے معاف فرمادے گا۔ اور جو شخص آپ کی یا کسی اور ولی اللہ کی بیعت کر کے شیخ کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتا وہ مرید کہلانے کا حقدار ہی نہیں۔

☆...... حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی (م 1312ھ) شاگرد رشید حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : "صاحب نسبت سے بیعت کرنا باعث نجات ہے۔ قیامت کے دن جب اس کے حال پر عنایت ہوگی تو اس کا پرتو اس کے مریدوں کو پہنچے گا۔ اور مرید اس کا ہمراہ جنت میں جائیں گے۔ (جدید تذکرہ اولیائے پاک و ہند از ڈاکٹر ظہور الحسن دہلوی ص ۳۹۱ طبع حامد اینڈ کمپنی لاہور)

"نیز لن لعل دین نجدی کا یہ کہنا"

کہ قادری صاحب اپنے مریدوں کو یہ کہتے ہیں۔ آپ کا دل چاہے ویسے ہی عمل کریں۔ چوری کریں ڈاکہ ڈالیں، قتل کریں الخ چونکہ تم نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اس لیے آپکو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اس کے جواب میں ہم بس یہ کہتے ہیں۔ "لعنة الله على الكاذبين"

اعتراض :- لن لعل دین نجدی نے درج ذیل عنوان کے تحت شیخ سید عبدالقادر گیلانی کے چند فرمودات لکھ کر ان پر طعنہ زنی کی ہے۔ اور اپنی بدباطنی کا ثبوت دیا ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں..... ص ۸۲-۸۱)

الجواب :- یہ تمام فرمودات آپ نے بطور تحدیث نعمت ارشاد فرمائے ہیں :-

امام ابوالحسن الشطنوفی (م 703ھ) فرماتے ہیں۔ "خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن شیخ ابی ال... مبارک بن یوسف بطائحی حداوی شافعی نے کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر نے بغداد میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ عبدالرزاق نے اور خبر دی ہم کو دو بڑے شیخوں ابو محمد حسن بن ابی عمران موسیٰ بن احمد قرشی خالدی اور ابوالقاسم محمد بن عبادہ انصاری جیلی نے ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ پیشوا ابوالحسن علی قرشی نے دمشق میں کہا کہ فرمایا شیخ عبدالقادر جیلی نے کہ مجھے ایک کاغذ دیا گیا تھا۔ اس میں میرے اصحاب اور مریدوں کے نام تھے جو قیامت تک ہونے والے ہیں اور مجھ سے کہا گیا کہ سب کو تمہارے لیے بخش دیا گیا

(بہجۃ الاسرار ص ۲۸۸ طبع لاہور ۱۹۹۵)

اور میں نے مالک دوزخ کے داروغہ سے پوچھا کہ کیا تمھارے پاس میرا کوئی مرید ہے؟ اس نے

کہا نہیں۔ مجھے معبود کی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میرا ہاتھ میرے مریدوں پر ایسا ہے جس طرح آسمان کا زمین پر۔ اگر میرا مرید عمدہ نہیں تو میں عمدہ ہوں۔ مجھے اپنے رب کی عزت و جلال کی قسم میرے قدم میرے رب کے سامنے برابر رہیں گے۔ یہاں تک کہ مجھ کو اور تم کو جنت کی طرف لے جائیں گے۔"

(بہجۃ الاسرار ص ۲۸۸ از امام ابوالحسن الشطنوفی[1] م 703ھ)

خالق کائنات جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے :-

"و اما بنعمة ربك فحدث" اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

☆...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : قیامت کے دن میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔ میں پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر پھٹے گی۔ اور میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں جس کی شفاعت قبول ہوگی۔

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۱۱۵ ج ۳ طبع لاہور)

☆...... رسول اکرم ﷺ نے فرمایا : کہ قیامت کے دن سب نبیوں سے بڑھ کر میرے تابعدار ہوں گے اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۱۱۵ ج ۳ طبع لاہور)

☆...... محدث سیدی زروق فاسی (م 899ھ) فرماتے ہیں :

وان كنت في ضيق و كرب و وحشته　　فناد بيا زروق آت بسرعته

اگر تو کسی تنگی، بے چینی اور وحشت میں ہو تو + یا زروق ! کہہ کہ پکار میں فوراً آ موجود ہوں گا۔

(بستان المحدثین ص ۲۰۶ (اردو) طبع کراچی)

☆...... حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں : مجھے رسول اللہ ﷺ نے مراقبہ میں ارشاد فرمایا :

" جس جنازہ پر تم نماز پڑھو گے اس میت کو بخش دیا جائیگا۔"

(علماء ہند کا شاندار ماضی ص ۲۳۴ جلد اول طبع لاہور ۱۴۱۲ھ)

اعتراض :- لن لعل دین نجدی نے مندرجہ ذیل شیخ عبدالقادر جیلانی کی کرامت بعد از وصال لکھ کر اس پہ بے جا تنقید کی ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ص ۸۰)

سگ مدینہ عفی عنہ کے آبائی گاؤں کتیانہ (انڈیا) کا ایک واقعہ کسی نے سنایا تھا کہ وہاں ایک شخص رہا کرتا تھا۔ (کون تھا؟ کوئی پتہ نہیں) جو غوث پاک کا بے حد دیوانہ تھا۔ گیارہویں شریف نہایت ہی احترام سے مناتا تھا۔ اس کا انتقال ہوگیا۔ میت پر چادر ڈالی ہوئی تھی۔ سوگوار جمع تھے کہ اچانک چادر ہٹا کر

---

[1] مولانا عبدالحئی حنفی لکھنوی فرماتے ہیں: "وذكر مؤلف الحصن الحصين محمد بن محمد الجزري في تذكرة القراء ان مؤلف بهجة الاسرار كان من اجله مشائخ مصر وكا ن بينه و بين الشيخ عبدالقادر واسطتان انتهى" (الآثار المرفوعه ص ۶۲ طبع گوجرانوالہ)

دیوانہ اٹھ بیٹھا۔ لوگ گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس نے پکار کر کہا ڈرو مت، سنو تو سہی! لوگ جب قریب آئے تو کہنے لگا۔ "بات دراصل یہ ہے کہ ابھی ابھی میرے گیارہویں والے پیران پیر ...... تشریف لائے تھے۔ انہوں نے مجھے ٹھوکر لگائی اور فرمایا "ہمارا مرید ہو کر بغیر توبہ کے مر گیا۔ اٹھ اور توبہ کر لے۔ لہٰذا مجھ میں روح لوٹ آئی ہے تاکہ میں توبہ کر لوں۔ اتنا کہنے کے بعد دیوانے نے اپنے تمام گناہوں کی توبہ کی اور کلمہ پاک کا ورد کرنے لگا۔ اچانک پھر اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا اور اس کا انتقال ہو گیا۔"

الجواب :- ابن تیمیہ لکھتا ہے۔ ابو بکر ابن ابی الدنیا نے اپنے سلسلہ سے روایت کی ہے کہ حضرت انسؓ نے کہا۔ ہم ایک انصاری کی بیمار پرسی کے لیے گئے۔ جو سخت بیمار تھا۔ ہماری موجودگی ہی میں دم توڑ دیا۔ ہم نے اس پر چادر پھیلا دی اور اس کی عمر رسیدہ ماں سے گھوم کر کہا "اے بی بی! اپنی مصیبت پر صبر کر" اس نے پریشان ہو کر پوچھا کیا میرا بچہ فوت ہو گیا؟ جواب ملا، ہاں! اور زیادہ پریشان ہو کر بولی، کیا تم سچ کہتے ہو؟ ہم نے کہا، ہاں ہاں! اس نے فوراً ہاتھ اٹھائے اور دعا کی،۔ الٰہی! تو جانتا ہے میں اسلام لائی اور تیرے رسول کی طرف ہجرت کر کے آئی تاکہ تو ہر مشکل میں میری دستگیری فرمائے۔ اے میرے آقا! یہ مصیبت مجھ پر نہ ڈال۔ پھر اس نے چادر الٹ دی اور وہ زندہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ ہم نے اس کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر گھر لوٹ آئے۔"

(الوسیلہ از ابن تیمیہ ص ۲۳۹ طبع لاہور ۱۹۸۴ء اردو)

☆...... <u>حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں</u> :- حضرت مجدد الف ثانی سے حضرت خضر کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ زندہ ہیں یا وفات پا گئے ہیں۔ تو وہ بارگاہ الٰہی میں حقیقت حال کے انکشاف کے لیے متوجہ ہوئے۔ تو حضرت مجدد نے دیکھا کہ خضر علیہ السلام ان کے پاس کھڑے ہیں۔ آپ نے ان سے ان کی حقیقت حال دریافت کی تو آپ نے فرمایا : کہ میں اور الیاس زندوں میں سے نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری روحوں کو ایسی قوت بخشی ہے جس سے ہم مجسم ہو جاتے ہیں۔ اور زندوں کے سے کام کرتے ہیں۔ مثلاً جب اللہ تعالیٰ چاہے تو ہم گمراہ کی رہنمائی کرتے ہیں۔ اور مصیبت زدوں کی مدد کرتے ہیں۔ علم لدنی کی تعلیم دیتے ہیں۔ الخ (تفسیر مظہری، پ ۱۵، سورۃ الکہف)

☆...... <u>امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں</u> :-

" حضرت علی کے بعد اولیاء کرام اور اصحاب طرق میں سب سے زیادہ قوی الاثر بزرگ جنہوں نے راہ جذب کو بہ احسن وجوہ طے کر کے نسبت اویسی کی اصل کی طرف رجوع کیا اور اس میں نہایت نہایت کامیابی سے قدم رکھا۔ وہ شیخ عبد القادر جیلانی کی ذات ہے۔ اسی بنا پر آپ کے متعلق کہا گیا ہے کہ

موصوف اپنی قبر میں زندوں کی طرح تصرف [۱] فرماتے ہیں"

(لمعات اردو ترجمہ، تصوف کی حقیقت اور اس کا فلسفہ تاریخ ص ۱۲۷) (ہمعات فارسی ص ۶۱ طبع حیدر آباد ۱۹۶۴ء)

ان تمام شواہد سے ثابت ہوا کہ زیر بحث کرامت حق ہے۔ اور اس پر تنقید کرنا جہالت ہے۔

(کون تھا؟ کوئی پتہ نہیں) کا جواب :

☆...... <u>حافظ ابن قیم لکھتے ہیں</u> :-

"ایک صالح آدمی نے بیان کیا کہ میرا بھائی لقمہ اجل ہو گیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا.... الخ۔

صالح آدمی کون تھا؟ کوئی پتہ نہیں۔ (کتاب الروح ص ۲۷ طبع لاہور)

" ھو جوابکم فھو جوابنا"

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

<u>" کلمہ طیبہ کے متعلق عجیب و غریب عقائد"</u>

مسلمانوں کے عقائد جو کلمہ طیبہ کے متعلق ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ لیکن اس فرقہ کے کلمہ طیبہ کے متعلق بڑے عجیب و غریب خود ساختہ عقائد ہیں۔......... کلمہ طیبہ کے متعلق ان کے عقائد کی صرف تین مثالیں ملاحظہ ہوں۔ پھر فیضان سنت سے تین روایات نقل کی ہیں۔

الجواب نمبر 1 :- قادری صاحب نے فیضان سنت ص ۹۷ تا ۱۰۶ پر کلمہ طیبہ کے فضائل میں بخاری ۔ مسلم۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان۔ حاکم۔ طبرانی ۔ سعادت دارین ۔ تذکرۃ الواعظین اور انیس الواعظین کی روایات نقل کی ہیں۔ جن میں صحیح۔ حسن اور ضعیف تمام قسم کی احادیث موجود ہیں۔ مگر ابن لعل دین نجدی نے تذکرۃ الواعظین، انیس الواعظین اور سعادت دارین کی تین روایات نقل کر کے ان پر تنقید کی ہے۔ اور باقی تمام روایات کو شیر مادر کی طرح ہڑپ کر گئے ہیں۔ اور عوام الناس کو مغالطہ دینے کی ناپاک سعی کی ہے۔ نہ خوف خدا نہ خوف حشر نہ خوف قبر!

نمبر 2 :- ابن لعل دین نجدی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ تینوں روایات موضوع ہیں۔ مگر اپنے اس دعویٰ پر کوئی دلیل قائم نہیں کی۔ اور بغیر دلیل کے دعویٰ رد ہوتا ہے۔

---

[۱] مولوی محمد عبد اللہ غزنوی کہتے ہیں :- ایک دفعہ میں نے شیخ سلیمان تونسہ والے کی زیارت کے لیے کہ اس زمانہ میں چشتیہ کی نسبت میں ان کی بڑی مشہوری تھی۔ اور لوگ وہاں آتے جاتے تھے۔ پختہ ارادہ کیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ مجھ پر خفا ہو گئے۔ اور مجھ کو زمین سے اٹھا لیا۔ اور چاہتے تھے کہ دے ماریں۔ خواجہ محمد معصوم نے سفارش کی اور عرض کیا کہ پھر یہ کسی جگہ نہ جائے گا۔

(سوانح عمری مولوی محمد عبد اللہ الغزنوی از مولوی غلام رسول ص ۲۹ طبع لاہور)

☆..... علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی مصری (م ۸۵۲ھ) حدیث موضوع کے متعلق فرماتے ہیں :

"کان یکون مناقض القرآن او السنة المتواترة او الاجماع القطعی او به صریح العقل حیث لا یقبل شیئ من ذالک التاویل۔ (نخبة الفکر ص ۷۲)

حدیث موضوع درج ذیل باتوں کے خلاف ہوگی۔ ۱-نص قرآن ۲- حدیث متواترہ ۳-اجماع قطعی ۴- صریح عقل ۵-جو قابل تاویل نہ خلاف ہو تو وہ موضوع قرار دی جائے گی۔

زیر بحث روایات میں یہ تمام باتیں نہیں پائی جاتیں۔اس لیے یہ موضوع نہیں بلکہ ضعیف ہیں۔

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتا ہے۔ "احادیث ضعیفہ در فضائل اعمال معمول بہاست"

(مسک الختام شرح بلوغ المرام ص ۷۵ جلد اول طبع بھوپال ۱۳۰۶ھ)

نمبر 3:-ایک آن کے لیے ہم یہ تسلیم کر بھی لیں کہ یہ تینوں روایات موضوع ہیں تو ماتم کیجئے!

امام الوہابیہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی کا جس نے صریح طور پر یہ لکھا ہے :-

"والموضوع لا یثبت شیئاً من الاحکام نعم یوخذ فی الفضائل ما ثبت فضله بغیره تائیداً او تفصیلاً۔" (اصول فقہ ،ص ۱۸ طبع الصدف پبلشر کراچی)

(بحوالہ شرح حیاۃ الانبیاء از امام بیہقی (اردو) از مولانا محمد عباس رضوی طبع لاہور ص ۳۸۶)

ترجمہ :-اور موضوع حدیث سے احکام میں سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوگا۔ہاں! فضائل میں اس کو (حجت) پکڑا جائے گا۔جو فضیلت کہ اس کے غیر کی اور دلیل سے ثابت ہو چکی ہو تو اسکو تائیداً یا تفصیلاً کے طور پر حجت پکڑی جائے گی۔

اعتراض :- ابن لعل دین مجددی نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے دو واقعات لکھ کر ان کو تنقید کا نشانہ بنا کر اپنی بدباطنی پر مہر ثبت کی ہے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا........ص ۹۱ تا ۹۳)

الجواب :- پہلا واقعہ :خواجہ غریب نواز اپنے ایک مرید کے جنازے میں تشریف لے گئے۔جنازہ پڑھا کر اپنے دست مبارک سے قبر میں اتارا........ تدفین کے بعد تقریباً سارے لوگ چلے گئے۔مگر حضور خواجہ غریب نواز اس کی قبر کے قریب تشریف فرما رہے۔اچانک آپ ایک دم غمگین ہوگئے۔کچھ دیر کے بعد آپکی زبان پاک پر " الحمد للہ رب العالمین" جاری ہوا۔اور آپ مطمئن ہو گئے...... استفسار پر فرمایا:

میرے اس مرید پر عذاب قبر کے فرشتے آپہنچے۔جس پر میں پریشان ہو گیا۔اتنے میں میرے مرشد گرامی حضرت خواجہ عثمان ہارونی تشریف لائے اور فرشتوں سے اس کی سفارش کرتے ہوئے فرمایا: "اے فرشتو! یہ بندہ میرے مرید معین الدین کا مرید ہے۔اس کو چھوڑ دو" فرشتے کہنے لگے۔ " یہ بہت ہی

گنہگار شخص تھا۔" ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ غیب سے آواز آئی۔"اے فرشتو!ہم نے عثمان ہارونی کے صدقے معین الدین چشتی کے مرید کو بخش دیا۔" ۶۱

دوسرا واقعہ :-امام ابو الحسن الشطنوفی (م ۷۰۳ھ) فرماتے ہیں کہ خبر دی ہم کو ابو عبد اللہ محمد بن عیسیٰ بن عبد اللہ قیمان بن علی ارزنی رومی حنفی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ جلیل بن شیخ ابو العباس احمد بن علی صرصری نے وہاں پر ۶۲۹ھ میں کہ خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہ میں ایک دن ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔اور آپ یعنی شیخ سید عبدالقادر جیلانی سے کہا گیا کہ اس نے ایک قبر میں سے میت کی آواز سنی ہے کہ چند دن سے مقبرہ باب نواح میں دفن کی گئی تھی۔آپ نے فرمایا کہ زیادتی کرنے والا خسارہ کے زیادہ لائق ہے اور ایک گھڑی سر نیچے کیا۔آپ کو ہیبت نے ڈھانک لیا۔ اور آپ پر وقار نمایاں ہوا۔پھر فرمایا کہ فرشتوں نے مجھ سے کہا کہ اس نے آپ کا چہرہ دیکھا ہے۔اور آپ سے اس کو حسن ظن تھا۔اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب اس پر مہربانی فرمائی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ لوگ اسکی قبر کی طرف گئے مگر اسکے بعد کبھی آواز نہ آئی۔

(بہجۃ الاسرار ص ۲۹۰ طبع لاہور ۱۹۹۵ء)

ان دونوں واقعات میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی کی کرامات کا ذکر ہے۔اور کرامات اولیاء برحق ہیں۔

امام الوہابیہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی لکھتا ہے :-خرق عادت (یعنی کرامات) بیان کی محتاج نہیں۔کیونکہ ہادیان راہ حق جو انبیاء علیہم السلام کے متبع ہیں ان سے خوارق عادت کا ظہور اکثر مشہور ہے۔اور متواتر ہوتا ہے۔لہٰذا بیان کی حاجت نہیں۔ (منصب امامت ص ۸۶ (اردو) طبع لاہور ۱۹۸۸ء)

☆......علامہ ابو القاسم قشیری (م 465ھ) فرماتے ہیں :-اولیاء کی کرامات برحق ہیں اور ان کی کرامات کا قائل ہونا صحیح عقیدہ ہے۔اور اولیاء اللہ کی بہت سی حکایتوں سے کرامات کے برحق ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ (رسالہ قشیریہ ص ۴۸۲ طبع اسلام آباد)

کرامت کے ظہور کی حکمت :- قاضی ابو بکر اشعری (م 403ھ) فرماتے ہیں: کرامت خارق عادت ہوتی ہے۔اور کسی بندے سے اس لیے ظاہر ہوتی ہے۔کہ اس کی خصوصیت اور فضیلت ظاہر ہو جائے۔کبھی تو کرامت ولی کے اختیار اور مطالبہ پر ظاہر ہوتی ہے۔اور کبھی اختیار سے نہیں ہوتی۔اور بعض اوقات بغیر اختیار کے ظاہر ہو جاتی ہے۔ (رسالہ قشیریہ ص ۶۱۷ طبع اسلام آباد)

بعض اولیاء اللہ سے بعد از وصال کرامات کا ظہور ثابت ہے۔ (دیکھیے لمعات، کشف القبور، وغیرہ)

اگر اللہ تعالیٰ کسی ولی اللہ کی دعا یا ان کی ذات کے سبب کسی کو بخش دے تاکہ ان افراد قدسیہ کی خصوصیت اور فضیلت لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔تو آپ کون ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر طعن کرنے والے؟ مگر

قانون الٰہی اپنی جگہ اٹل ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا O

ترجمہ :- بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے فردوس کے باغ میں ان کی مہمانی ہے۔

(سورۃ الکہف پ ۱۶)

حضرت بشر حافی کی کرامت بعد از وصال :- ابو جعفر سقا نے کہا کہ میں نے حضرت بشر حافی کو خواب میں دیکھا.......... تو انہوں نے فرمایا میرے جنازے میں جو شریک تھے۔ سب کی مغفرت کا وعدہ فرمالیا ہے۔ (کتاب الروح از ابن قیم جوزی ص ۵۶ طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

☆...... **حافظ ابن قیم جوزی کا بیان** جس سے ان واقعات کی تائید ہوتی ہے :-

یاد رہے کہ قبر کا عذاب دائمی بھی ہے۔ اور وقتی طور پر بھی۔ دائمی قبر کے عذاب سے وہ قبر کا عذاب مراد ہے۔ جو مرنے کے بعد سے لے کر پہلے صور پھونکے جانے تک قائم رہتا ہے۔

دوسری قسم کا قبر کا عذاب وقتی ہوتا ہے.......... اور اس قسم کا عذاب قبر دعا سے یا صدقہ سے یا استغفار سے یا قرآن کی قرأۃ سے جو کسی عزیز کی طرف سے مردے کو پہنچتی ہے موقوف ہو جاتا ہے۔ الخ (کتاب الروح ص ۱۷۱-۱۷۰ طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

الجواب نمبر 2 :- **حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں** :-

احمد بن یحییٰ کا بیان ہے کہ ہمارے ایک رفیق نے کہا کہ میرا بھائی وصال کر گیا۔ میں نے بھائی کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ قبر میں جانے کے بعد کیا معاملہ پیش آیا۔ اس نے کہا۔ آنے والا میری طرف آگ کا انگارہ لے کر بڑھا اگر دعا کرنے والا میرے حق میں دعا نہ کرتا تو وہ انگارہ مجھے ہلاک کر دیتا۔

عبد اللہ بن نافع کا بیان ہے کہ ایک مدنی نے وفات پائی۔ پھر اسے ایک شخص نے خواب میں دیکھا جیسا کہ وہ دوزخ میں ہے۔ اسے ایسا دیکھ کر صدمہ ہوا۔ پھر کچھ روز بعد اسے خواب میں دیکھا تو جنتی معلوم ہوا۔ دریافت کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں دوزخی ہوں۔ اس نے کہا معاملہ تو ایسا ہی تھا لیکن ہمارے پاس ایک صالح آدمی دفن ہے۔ اس کی سفارش اپنے چالیس ہمسائیوں کے حق میں قبول کر لی گئی۔ ان میں سے ایک میں بھی ہوں۔ (کتاب الروح ص ۱۷۲ طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

"ھو جوابکم فھو جوابنا"

اعتراض :- اس فرقہ (یعنی دعوت اسلامی) کے نزدیک نجات کے لیے نیک اعمال کی قطعاً ضرورت نہیں بلکہ صرف پیر کو دیکھ لینا ہی نجات کی ضمانت ہے۔

الجواب :- قادری صاحب کی کسی تالیف میں یہ عبارت دکھادیں۔ منہ مانگا انعام حاصل کریں۔ ورنہ ہم یہ

کہنے میں حق بجانب ہوں گے۔ "لعنۃ اللہ علی الکاذبین"

اعتراض :- یہ لوگ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے یعنی پیر فقیر وغیرہ کو سجدہ کرنا معیوب نہیں سمجھتے بلکہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کرنے سے بہت زیادہ فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ وہ فائدے کس طرح کے ہیں آپ بھی سن لیں۔

حضرت سیدی سید محمد گیسو دراز قدس سرہ کہ اکابر علماء اور اجلہ سادات میں سے تھے۔ جوانی کی ترنگ میں سادات کی طرح شانوں تک دو گیسو رکھتے تھے۔ ایک بار سر راہ بیٹھے تھے۔ حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کی سواری نکلی۔ انہوں نے اٹھ کر زانوئے مبارک پر بوسہ دیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا: سید فرد ترک، سید اور نیچے بوسہ دو۔ انہوں نے پائے مبارک پر بوسہ دیا۔ سید فرد ترک، (اس سے بھی نیچے بوسہ دو) انہوں نے گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا۔ ایک گیسو رکاب مبارک میں الجھ گیا تھا۔ وہیں الجھا رہا۔ اور رکاب سم تک رہ گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ (اور نیچے بوسہ دو) سید فرد ترک۔ انہوں نے ہٹ کر زمین پر بوسہ دیا۔ گیسو رکاب مبارک سے جدا کر کے تشریف لائے۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ ایسے جلیل سید نے یہ کیا کیا؟ یہ اعتراض حضرت گیسو دراز نے سنا تو فرمایا! "لوگ نہیں جانتے کہ میرے شیخ نے ان بوسوں کے عوض میں کیا عطا فرمایا؟"

جب میں نے زانوئے مبارک پر بوسہ دیا، عالم ناسوت منکشف ہو گیا۔ جب پائے اقدس پر بوسہ دیا عالم ملکوت منکشف ہوا۔ جب گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا عالم جبروت روشن ہوا۔ اور جب زمین پر بوسہ دیا، لاہوت کا انکشاف ہوا۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ص ۹۴)

الجواب :- ابن لعل دین نجدی کا یہ کہنا : "یہ لوگ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے پیر فقیر وغیرہ کو سجدہ کرنا معیوب نہیں سمجھتے۔ الخ" یہ سراسر بہتان اور کذب بیانی ہے۔ اگر موصوف اور اس کے غیر مقلدین حواری یہ عبارت مذہب اہل سنت کی کسی معتبر کتاب سے دکھادیں، منہ مانگا انعام حاصل کریں۔

اہل سنت کا عقیدہ :- مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"مسلمان! اے مسلمان!! شریعت مصطفوی کے تابع فرمان جان اور یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت عز جلالہ کے سوا کسی کے لیے نہیں۔ اس کے غیر کو سجدۂ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مہین و کفر مبین اور سجدۂ تحیت (یعنی سجدہ تعظیمی) حرام و گناہ کبیرہ بالیقین الخ

(حرمت سجدۂ تعظیم از مولانا احمد رضا بریلوی ص ۸ طبع لاہور)

دعویٰ یہ ہے کہ۔ "یہ لوگ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو سجدہ کرنا معیوب نہیں سمجھتے" اور اس پر جو دلیل دی جا رہی ہے۔ اس میں بوسہ کا ذکر ہے۔ علاوہ ازیں حضرت سید محمد گیسو دراز کی حکایت کا تعلق بھی

احوال صوفیاء سے ہے۔ جو شخص سجدہ اور بوسہ میں تمیز نہیں کر سکتا۔ وہ خود جاہل ہے۔ اور جاہل آدمی صوفیاء کے احوال و واقعات کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ اور خصوصاً فرقہ وہابیہ اس راہ سے بالکل بے خبر ہے۔

☆......علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی (م 1067ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :۔

بزرگوں کے کلام کا ان کی مراد کے خلاف مطلب نکال کر مراد لینا سراسر جہالت ہے۔ اس کا کوئی اچھا نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا۔ (سیرت مجدد الف ثانی ص ۳۰۰ از ڈاکٹر محمد مسعود احمد طبع کراچی ۱۹۸۳ء)

☆......علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی (م 1143ھ) فرماتے ہیں :۔

اے بھائیو! پہلی بات تو تم کو یہ معلوم ہونی چاہیے کہ مشائخ طریقت کے نزدیک ان کے مفرد یا مرکب کسی بھی لفظ کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی کہ وہ خاص لغت میں گفتگو فرماتے ہیں۔ ان کے کلام کو اسی لغت خاص پر محمول کیا جانا چاہیے۔ خواہ کلام عربی زبان میں ہو یا کسی دوسری زبان میں۔

(سیرت مجدد الف ثانی ص ۳۰۰ از ڈاکٹر محمد مسعود احمد طبع کراچی ۱۹۸۳ء)

☆......سید محمد گیسودراز بن سید یوسف حسینی چشتی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ :۔

ڈاکٹر محمد حسن لکھتے ہیں : ہندوستان کے اولیاء عظام میں سے تھے۔ اور نصیر الدین محمد چراغ دہلوی کے خلیفہ تھے۔ مشائخ چشت میں ان کا خاص مقام ہے۔ پہلے دہلی میں رہا کرتے تھے پھر اپنے پیر و مرشد کی وفات کے بعد دکن چلے گئے۔ اور وہاں آپ کا سلسلہ رائج ہو گیا۔ 720ھ میں پیدا ہوئے اور ایک سو پانچ سال کی عمر میں 825ھ میں وفات پائی۔ دکن میں شہر کلبر میں دفن ہوئے۔

(ڈاکٹر محمد حسن، ترجمہ رسالہ قشیریہ اردو ص ۴۰-۳۹ طبع اسلام آباد 1984ء)

☆......مولوی محمد سلیمان منصور پوری غیر مقلد لکھتے ہیں :۔

"سلسلہ نظامیہ میں سید محمد گیسودراز وہ بزرگ ہیں جنہوں نے دکن میں ٹھہر کر پونا کو اسلام سے روشناس کرایا۔ (خطبات سلیمانی ص ۱۶۵ (30 مارچ 1929ء بمقام لاہور) طبع لاہور ۱۹۷۲ء)

☆......شیخ عبدالوہاب متقی قادری شاذلی حنفی کی وصیت :۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جب حرمین شریفین سے واپس آنے لگے تو ان کے استاد گرامی نے آپکو چند وصیتیں فرمائیں جن میں سے ایک یہ تھی۔

"اگر تم مشائخ کی کتابوں کا مطالعہ کرو اور ان سے استفادہ کرو تو بہتر اور قابل مبارک ہے لیکن ایک شرط کے ساتھ اور وہ یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے مبہم اور شک میں ڈالنے والی باتوں میں نہ پڑنا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ پھر اگر تم یہ دیکھو کہ اہل طریقت کے کچھ کلمات ظاہر شریعت کے خلاف ہیں۔ تو ان کی تردید کی صورت یہ ہے کہ کبھی تو ان بزرگوں کی طرف ان کلمات کی نسبت سے ہی انکار کر دو۔ اور کبھی ان کی تاویل کر

کے اور ظاہر شریعت و دین حق سے ان کی مطابقت بیان کرو۔ پھر اگر تطبیق و تاویل بآسانی نہ کر سکو تو بہتر ہے کہ اس میں سکوت و خاموشی اختیار کرو"

(فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ ص ۲۲۴ طبع کراچی ۱۳۸۳ھ شارح مولانا عبدالحلیم چشتی)

☆......مولوی عبداللہ غزنوی غیر مقلد کی بات مان لو!

مولانا عبدالجبار غزنوی لکھتے ہیں کہ مولانا عبداللہ غزنوی فرمایا کرتے تھے :

"اہل اللہ کی دوستی قرب کا سبب اور برکات کا موجب اور حلاوت ایمان اور لذت ایمان کا مورث اور درجہ احسان تک پہنچنے کا باعث ہے.......... اور اہل اللہ پر طعن اور جرح کرنے کو خدا کی درگاہ سے مردود ہونے اور محرومی کا سبب سمجھتے تھے۔" (بسوانح عمری مولوی عبداللہ الغزنوی ص ۲۶ طبع لاہور)

اعتراض :۔ ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے :

"دل میری مٹھی میں"

قادری صاحب ثابت کر رہے ہیں کہ انسانوں کے دل اللہ کے قبضے میں نہیں بلکہ عبدالقادر جیلانی کی مٹھی میں ہیں۔ آپ بھی سنیں!

"حضرت سیدنا عمر بن بزاز فرماتے ہیں : ایک روز جمعۃ المبارک کے روز میں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف جا رہا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ حیرت ہے جب بھی میں مرشد کے ساتھ جمعہ کو مسجد کی طرف آتا ہوں تو سلام و مصافحہ کرنے والوں کی بھیڑ بھاڑ سے گزرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مگر آج کوئی نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ میرے دل میں اس خیال کا آنا تھا کہ حضور غوث پاک میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور بس پھر کیا تھا! لوگ لپک لپک کر سرکار بغداد سے مصافحہ کرنے لگے۔ یہاں تک کہ میرے اور مرشد کریم کے درمیان ایک ہجوم حائل ہو گیا۔ میرے دل میں آیا کہ اس سے تو وہی حالت بہتر تھی۔ دل میں یہ خیال آتے ہی آپ نے مجھ سے فرمایا : اے عمر! تم ہی تو ہجوم کے طلبگار تھے۔ تم جانتے نہیں کہ لوگوں کے دل میری مٹھی میں ہیں۔ اگر چاہوں تو اپنی طرف مائل کر لوں اور چاہوں تو دور کر دوں۔

(میٹھی میٹھی سنتیں.......... ص ۹۶-۹۷)

الجواب :۔ مندرجہ بالا واقعہ کا تعلق صوفیاء کے احوال و مقامات سے ہے۔ اور اس سے یہ مطلب اخذ کرنا کہ انسانوں کے دل اللہ تعالیٰ کے قبضے میں نہیں بلکہ عبدالقادر جیلانی کی مٹھی میں ہیں" سراسر جہالت اور بہتان تراشی ہے۔

علم تصوف ایک ایسا علم ہے کہ جس کا تعلق احوال قلبیہ اور کیفیات روحانیہ سے ہے۔ جس طرح صرف انگریزی سے واقف شخص طبیعات و حیاتیات وغیرہ سائنس کے مختلف علوم و فنون پر انگریزی کتابیں

مطالعہ کرنے سے قاصر ہے۔ پھر ان اسرار و معارف پر تنقید کرنا تو تقریباً ناممکن ہے۔ تنقید کا صرف اس کو حق ہے جو ان احوال سے گزرا ہوا ہو۔ (سیرت مجدد الف ثانی ص ۲۸۵ از ڈاکٹر مسعود احمد طبع کراچی 1983)

اگر اللہ تعالیٰ کسی کامل انسان کو کچھ لوگوں کے دلی خطرات پر مطلع کر دے اور دلوں پر اختیار دے دے اور وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ان صلاحیتوں کو بروئے کار لائے۔ تو یہ اس ذات کریم کا اس پر فضل و کرم ہوگا۔ تاکہ اس کی سیادت و کرامت لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور یہ حال و مقام کبھی عارضی اور کبھی مستقل (یعنی وفات تک) ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں اس پر عطائی اور حادث کا اطلاق ہوگا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:- "اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله تعالىٰ"

ترجمہ :- مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

(منصب امامت از مولوی محمد اسماعیل دہلوی ص ۸۸ طبع لاہور 1988ء)

☆...... مولوی محمد اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں :- پس جو کچھ تغیرات و انقلاب اطراف عالم یا بنی آدم میں پیدا ہوتے ہیں۔ کوئی بھی "انبیاء و اولیاء" کی قدرت سے نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی ان میں بذاتہ کسی تصرف کی طاقت ہے۔ بلکہ اللہ رب العزت نے ان کو تصرف عالم کے آثار کی قدرت عطا فرما کر بنی آدم کے کاروبار ان کے سپرد کر دیے ہیں۔ پس یہ بحکم خدا اپنی طاقت صرف کرتے اور گوناگوں تصرفات اور رنگارنگ تغیرات عالم کون میں ظاہر کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ اعتقاد کہ وہ بذاتہٖ متصرف ہیں محض شرک اور کفر ہے۔ الخ

(منصب امامت از مولوی محمد اسماعیل دہلوی ص ۱۱۲ طبع لاہور 1988ء)

معترض کی تینوں پیش کردہ آیات میں اللہ تعالیٰ کے کمال حقیقی ازلی ابدی کا بیان ہے۔ لہٰذا ان آیات کو اولیاء اللہ کے کمال عطائی اور حادث پر چسپاں کر کے اہل اللہ کے مقام و مرتبہ کی نفی کرنا منشاء قرآن کریم کے خلاف ہے۔

جواب نمبر2 :- حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں : ایک نوجوان حضرت جنید بغدادی کے پاس اٹھتا بیٹھتا تھا۔ اور دل کے خیالات بتا دیتا تھا۔ حضرت جنید بغدادی کے ساتھ اس کا تذکرہ ہوا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارے متعلق لوگوں کا اس طرح خیال ہے۔ اس نے آپ سے کہا اپنے دل میں کوئی بات سوچو۔ حضرت جنید نے کہا میں نے اپنے دل میں بات سوچ لی۔ جوان نے آپکے دل کی بات فوراً بتادی۔ حضرت جنید نے کہا یہ غلط ہے۔ اس نے کہا پھر اپنے دل میں سوچیے۔ آپ نے فرمایا : سوچ لی۔ اس نے کہا بات یوں ہے۔ آپ نے فرمایا غلط ہے۔ اس نے کہا پھر سوچیے۔ آپ نے فرمایا : میں نے سوچ لیا۔ اس نے کہا بات یہ ہے۔ آپ نے فرمایا تم نے تین مرتبہ ہی درست بتایا۔ میں تمہاری آزمائش کر رہا تھا۔ کہ تمہاری دلی واردات میں تبدیلی تو نہیں آئی۔

حضرت ابو سعید خراز فرماتے ہیں : کہ ایک مرتبہ میں مسجد حرام میں گیا۔ اتنے میں ایک فقیر آیا جو دو گدڑیاں زیب تن کئے ہوئے تھا۔ اور بھیک کی طلب میں تھا۔ میں نے اس فقیر کو دیکھ کر دل میں خیال کیا یہ لوگوں پر بوجھ ہیں۔ فقیر نے آپ کی طرف دیکھ کر یہ آیت پڑھی : جس کا ترجمہ یہ ہے : "اور یقین کیجئے اللہ تمہارے دلوں کی باتوں سے واقف ہے" لہٰذا اس سے ڈرو۔ حضرت ابو سعید خراز فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سن کر اپنے دل میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کی۔ پھر اس نے یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے۔ "تو اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔"

حضرت عثمان غنی کے پاس ایک صحابی حاضر ہوا۔ جو راہ میں ایک مستور (عورت) کو دیکھ کر آیا اور اس کی خوبصورتی کے بارے میں غور کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ بعض لوگ میرے پاس اس حالت میں آتے ہیں کہ ان کی آنکھوں میں زنا کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ میں نے کہا کیا حضور ﷺ کے بعد بھی وحی جاری ہے فرمایا نہیں! یہ تو سچی فراست ہے۔ اور سچی دلیل اور سچا تبصرہ ہے۔

(کتاب الروح از ابن قیم جوزی ص ۴۲۴ تا ۴۲۶ طبع لاہور 1997ء)

کیا؟ حافظ ابن قیم کے یہ واقعات درج ذیل آیات کے خلاف نہیں ہیں۔ اگر نہیں ہیں تو کیوں؟

"هو جوابكم فهو جوابنا"

(۱) ربكم اعلم بما في نفوسكم (الاسراء: ۲۵)

(۲) ان الله عليم بذات الصدور (آل عمران: ۱۱۹)

(۳) وربك يعلم ماتكن صدورهم وما يعلنون (قصص: ۶۹)

اہل سنت پر تنقید کرنے والو! پہلے اپنے گھر کی خبر لو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ "وہ بات مت کہو جس پر خود عمل پیرا نہیں ہو۔"

اعتراض :- ابن لعل دین مجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے :-

"مصیبتوں میں مجھے پکارو"

سیدنا شیخ ابوالحسن علی خیار نے فرمایا کہ مجھے حضرت شیخ ابوالقاسم نے بتایا کہ انہوں نے سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کو فرماتے سنا :

"جس نے کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کی وہ مصیبت جاتی رہی، جس نے کسی سختی میں میرا نام لیا وہ سختی دور ہوگئی۔ جو میرے وسیلے سے اللہ عز و جل کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرے اس کی حاجت پوری ہو گی۔ جو شخص دو رکعت (نماز) نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل ھو اللہ شریف گیارہ گیارہ بار پڑھے، سلام پھیرنے کے بعد سرکار مدینہ ﷺ پر درود و سلام بھیجے۔ پھر

مطالعہ کرنے سے قاصر ہے۔ پھر ان اسرار و معارف پر تنقید کرنا تو تقریباً ناممکن ہے۔ تنقید کا صرف اُ
حق ہے جو ان احوال سے گزرا ہوا ہو۔ (سیرت مجدد الف ثانی ص ۲۸۵ از ڈاکٹر مسعود احمد طبع کراچی 1983)

اگر اللہ تعالیٰ کسی کامل انسان کو کچھ لوگوں کے دلی خطرات پر مطلع کر دے اور دلوں پر اختیار دے
اور وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ان صلاحیتوں کو بروئے کار لائے۔ تو یہ اس ذات کریم کا اس پر فضل و کرم
ہو گا۔ تاکہ اس کی سیادت و کرامت لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور یہ حال و مقام کبھی عارضی اور کبھی مستقل (تا
وفات تک) ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں اس پر عطائی اور حادث کا اطلاق ہو گا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ "اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله تعالى"
ترجمہ:۔ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

(منصب امامت از مولوی محمد اسماعیل دہلوی ص ۸۸ طبع لاہور 1988ء)

☆...... مولوی محمد اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:۔ پس جو کچھ تغیرات و انقلاب اطراف عالم یا بنی آدم
میں پیدا ہوتے ہیں۔ کوئی بھی "انبیاء و اولیاء" کی قدرت سے نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی ان میں بذاتہ کسی تصرف
کی طاقت ہے۔ بلکہ اللہ رب العزت نے ان کو تصرف عالم کے آثار کی قدرت عطا فرما کر بنی آدم کے کار و بار
ان کے سپرد کر دیے ہیں۔ پس یہ بحکم خدا اپنی طاقت صرف کرتے اور گوناگوں تصرفات اور رنگارنگ
تغیرات عالم کون میں ظاہر کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ اعتقاد کہ وہ بذاتہ متصرف ہیں محض شرک اور کفر ہے۔ الخ

(منصب امامت از مولوی محمد اسماعیل دہلوی ص ۱۱۲ طبع لاہور 1988ء)

معترض کی تینوں پیش کردہ آیات میں اللہ تعالیٰ کے کمال حقیقی ازلی ابدی کا بیان ہے۔ لہٰذا ان آیات
کو اولیاء اللہ کے کمال عطائی اور حادث پر چسپاں کر کے اہل اللہ کے مقام و مرتبہ کی نفی کرنا منشاء قرآن
کریم کے خلاف ہے۔

جواب نمبر 2:۔ حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں: ایک نوجوان حضرت جنید بغدادی کے پاس اٹھتا بیٹھتا
تھا۔ اور دل کے خیالات بتا دیتا تھا۔ حضرت جنید بغدادی کے ساتھ اس کا تذکرہ ہوا۔ آپ نے اس سے
دریافت کیا کہ تمہارے متعلق لوگوں کا اس طرح خیال ہے۔ اس نے آپ سے کہا اپنے دل میں کوئی بات
سوچو۔ حضرت جنید نے کہا میں نے اپنے دل میں بات سوچ لی۔ جوان نے آپکے دل کی بات فوراً بتا دی۔
حضرت جنید نے کہا یہ غلط ہے۔ اس نے کہا پھر اپنے دل میں سوچیے۔ آپ نے فرمایا: سوچ لی۔ اس نے کہا
بات یوں ہے۔ آپ نے فرمایا غلط ہے۔ اس نے کہا پھر سوچیے۔ آپ نے فرمایا: میں نے سوچ لیا۔ اس نے
کہا بات یہ ہے۔ آپ نے فرمایا تم نے تین مرتبہ ہی درست بتایا۔ میں تمہاری آزمائش کر رہا تھا۔ کہ تمہاری
دلی واردات میں تبدیلی تو نہیں آئی۔

حضرت ابو سعید خراز فرماتے ہیں: کہ ایک مرتبہ میں مسجد حرام میں گیا۔ اتنے میں ایک فقیر آیا
[illegible] زیب تن کئے ہوئے تھا۔ اور بھیک کی طلب میں تھا۔ میں نے اس فقیر کو دیکھ کر دل میں خیال
[illegible] لوگوں پر بوجھ ہیں۔ فقیر نے آپ کی طرف دیکھ کر یہ آیت پڑھی: جس کا ترجمہ یہ ہے:
[illegible] اللہ تمہارے دلوں کی باتوں سے واقف ہے" لہٰذا اس سے ڈرو۔ حضرت ابو سعید خراز فرماتے
[illegible] نے یہ سن کر اپنے دل میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کی۔ پھر اس نے یہ آیت پڑھی جس کا
[illegible] "اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔"

حضرت عثمان غنی کے پاس ایک صحابی حاضر ہوا۔ جو راہ میں ایک مستور (عورت) کو دیکھ کر آیا
[illegible] اس کی خوبصورتی کے بارے میں غور کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ بعض لوگ میرے پاس اس حالت
[illegible] ہیں کہ ان کی آنکھوں میں زنا کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ میں نے کہا کیا حضور ﷺ کے بعد بھی وحی جاری
[illegible] نہیں! یہ تو سچی فراست ہے۔ اور سچی دلیل اور سچا تبصرہ ہے۔

(کتاب الروح از ابن قیم جوزی ص ۴۲۴ تا ۴۲۶ طبع لاہور 1997ء)

[illegible] 9 حافظ ابن قیم کے یہ واقعات درج ذیل آیات کے خلاف نہیں ہیں۔ اگر نہیں ہیں تو کیوں؟

"هو جوابكم فهو جوابنا"

(۱) ربکم اعلم بما فی نفوسکم (الاسراء: ۲۵)

(۲) ان اللہ علیم بذات الصدور (آل عمران: ۱۱۹)

(۳) وربک یعلم ماتکن صدورهم وما یعلنون (قصص: ۶۹)

[illegible] سنت پر تنقید کرنے والو! پہلے اپنے گھر کی خبر لو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ "وہ بات مت کہو
[illegible] عمل پیرا نہیں ہو۔"

اعتراض:۔ ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:۔

"مصیبتوں میں مجھے پکارو"

سیدنا شیخ ابو الحسن علی خیار نے فرمایا کہ مجھے حضرت شیخ ابو القاسم نے بتایا کہ
[illegible] سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی کو فرماتے سنا:
"جس نے کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کی وہ مصیبت جاتی رہی، جس نے کسی سختی میں میرا
[illegible] وہ سختی دور ہو گئی۔ جو میرے وسیلے سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرے
[illegible] حاجت پوری ہو گی۔ جو شخص دو رکعت (نماز) نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل
[illegible] اللہ شریف گیارہ گیارہ بار پڑھے، سلام پھیرنے کے بعد سرکار مدینہ ﷺ پر درود و سلام بھیجے۔ پھر

بغداد شریف کی جانب گیارہ قدم چل کر میرا نام پکارے اور اپنی حاجت بیان کرے۔ ان شاء اللہ تعا
حاجت پوری ہوگی۔ (میٹھی میٹھی سنتیں .... ۱۰۳)

الجواب :- **"دعا مانگنے کے طریقے"**

(۱) بلاواسطہ خالق کائنات عزوجل سے دعا کرنا۔

(۲) انبیاء واولیاء کے وسیلہ سے رب العزت سے دعا کرنا۔

اسلام میں ان دونوں طریقوں سے دعا مانگنا جائز ہے۔

دلیل طریقہ نمبر 1 :- رسول اکرم ﷺ یوں دعا فرمایا کرتے تھے :

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ" فَقَوِّنِیْ وَاِنِّیْ ذَلِیْلٌ" فَاَعِزَّنِیْ وَاِنِّیْ فَقِیْرٌ" فَارْزُقْنِیْ

ترجمہ :- اے اللہ! تحقیق میں کمزور ہوں تو مجھ کو قوی کر، اور میں بے سروساماں ہوں مجھے عزت
اور میں محتاج ہوں تو مجھے رزق دے۔ (حصن حصین)

دلیل طریقہ نمبر 2 :- نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کے لیے یوں دعا فرمائی

"اللھم اغفر لامی فاطمہ بنت اسد ولقنھا حجتھا ووسع علیھا مدخلھا بحق نبی
محمد والانبیاء الذین من قبلی فانک ارحم الرحمین ط "

(تکریم المؤمنین بتقویم مناقب الخلفاء الراشدین از نواب صدیق حسن خان طبع بھوپال (انڈیا) ۱۳۰۰ھ)

ف :- یہ خط کشیدہ الفاظ کی دلیل ہے۔

محدث ابن جزری (م ۸۳۳ھ) حصن حصین میں لکھتے ہیں کہ دعا مانگنے کے آداب میں سے
بھی ہے کہ حق تعالیٰ کے دربار میں انبیاء اور صالحین کا وسیلہ پیش کیا جاوے۔

" و یتوسل الی اللہ سبحانہ بانبیائہ والصالحین" (حصن حصین مع شرح ص ۳۷ طبع بیروت)

جواب نمبر 2 :- ابن لعل دین مجدی کی پیش کردہ عبارت کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی م 1052ھ نے
اپنی مشہور زمانہ تالیف "اخبار الاخیار ص ۲۰-۱۹ طبع سکھر" پر نقل کیا ہے۔

اور علامہ امام ابوالحسن الشطنوفی الشافی نے درج ذیل سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

علامہ شطنوفی فرماتے ہیں کہ خبر دی ہم کو ابوالمعالی عبدالرحیم بن مظفر بن مہذب قرشی نے
کہ میں شیخ ابوالحسن نانبائی کے پاس آیا اور اس حکایت کو میں نے ان سے بیان کیا اس نے کہا کہ میں نے
ابوالقاسم عمر بن بزاز سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ میں نے سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی سے سنا..... الخ

(بہجۃ الاسرار از علامہ شطنوفی (م 703ھ) ص ۲۹۴ طبع لاہور ۱۹۹۵ء)

مگر ان دونوں اجلہ علمائے کرام نے اس عبارت پر کوئی جرح و قدح نہیں کی۔ اور انکی خاموشی ا

کے حق ہونے پر دلیل صریح ہے۔

☆..... صاحب ہدیۃ العارفین لکھتے ہیں :

ابوالحسن الشطنوفی الصوفی ولد بمصر الخ (ہدیۃ العارفین ص ۷۱۶ جلد اول دار الفکر طبع ۱۴۰۲ھ)

☆..... مولانا عبدالحئی حنفی لکھتے ہیں :

ان مؤلف بہجۃ الاسرار کان من اجلہ مشائخ مصر الخ (الآثار المرفوعہ ص ۶۲ طبع گوجرانوالہ)

حکیم سید عبدالحئی لکھنوی لکھتے ہیں :- شیخ عبدالحق محدث دہلوی وہ سب سے پہلے محدث
ان کی مساعی سے اہل ہند پر اس کا فیضان عام ہوا۔

(عوارف المعارف فی انواع العلوم والمعارف ص ۱۳۷ طبع دمشق ۱۳۷۷ھ)

نواب صدیق حسن خان قنوجی لکھتے ہیں :- ان کی تمام تالیفات کو بلاد ہند میں شہرت و قبولیت
حاصل ہے اور سب کتابیں مفید اور نافع ہیں۔ (اتحاف النبلاء ص ۳۰۴ مطبوعہ کانپور ۱۲۸۸ھ)

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں :- بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا
بیداری میں روزمرہ ان کو دربار نبوی ﷺ میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی۔ ایسے حضرات
حضوری کہلاتے ہیں۔ ان ہی میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اس
مشرف تھے اور صاحب حضوری تھے۔ (الاضافات الیومیہ ص ۶ طبع تھانہ بھون ۱۹۴۱ء)

اگر مولانا الیاس قادری صاحب زیر بحث عبارت لکھنے پر قابل تنقید ہیں تو!
علامہ شطنوفی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے متعلق کیا حکم ہے؟

کیا یہ! مسلمان تھے یا مشرک یا بدعتی یا گمراہ؟

جواب نمبر3 :- **مسئلہ استمداد اور مسلک اہل سنت :**

کارساز حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے مخلوق میں سے جو بھی کسی کی مدد کرتا ہے۔ وہ بھی دراصل اللہ
تعالیٰ کی امداد ہے۔ بندہ تو اس کی امداد کا مظہر ہے۔ ورنہ اگر کوئی چاہے کہ میں از خود عطائے الٰہی کے
بغیر کسی کی امداد کروں تو یہ ممکن نہیں ہے۔ اور کسی کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا شرک ہے کہ از خود وہ
امداد کر سکتا ہے۔ اور اسے اللہ تعالیٰ کی امداد و عطا کی ضرورت نہیں ہے۔

ہمارے علماء نے تصریح کی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معین اور مددگار حقیقی سمجھنا
خالص ہے مگر کمال قرب الٰہی کے باعث اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کو مظاہر عون الٰہی سمجھنا یقینا
اللہ تعالیٰ کے جو مقرب بندے اس مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ اس کی دی ہوئی قدرت کے باوجود
کے بغیر کوئی کام ان سے سرزد نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اپنے ارادے اور مشیت کو بھی اللہ تعالیٰ کے

ارادے اور مشیت کے تابع کر دیتے ہیں۔

☆...... مولانا احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں: اللہ عزوجل کے دیئے بغیر کوئی ایک حبہ نہیں دے
بلکہ اس کے حکم کے بغیر پلک نہیں ہلا سکتا۔ اور بے شک سب مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے۔ الخ
(احکام شریعت ص ۱۶ تلخیص طبع کراچی)

☆...... علامہ سبکی فرماتے ہیں: جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس ندا کو تشفع، استغاثہ، تجوہ یا توجہ
کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ سب کا مطلب ایک ہی ہے۔ (شفاء السقام)

ولی اللہ کا اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کی مشیت کے تحت کسی کی مشکل حل کر دینا خواہ
تعلق دنیا سے ہو یا دین سے۔ امر واقع ہے۔ اور ولی اللہ کو مجازی طور پر مشکل کشا کہنا روا ہے۔ حق
مجاز کی کئی ایک مثالیں کتاب وسنت میں موجود ہیں۔ مشہور کاملین کے مزارات پر حاضر ہونا اور
ذراہت کریوں دعا کرنا۔ اے اللہ تعالیٰ اس ولی کے وسیلہ سے میرا فلاں کام ہو جائے۔ یا یوں کہنا
اللہ کے پیارے بندے ہیں کہ میرے لیے یہ دعا کریں کہ میرا فلاں کام ہو جائے۔ دونوں طریقو
دعا کرنا جائز ہے۔ بتوں کے رد میں نازل شدہ آیات قرآنی کو انبیاء اور اولیاء پر چسپاں کرنا، خارج
ضلالت وگمراہی ہے۔ اور منشاء قرآن کے خلاف ہے۔

﴿جس نے کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کی وہ مصیبت جاتی رہی (کی تشریح)﴾

ولی اللہ کا مقام : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فر
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہ جس نے میرے ولی سے عداوت کی میرا اس سے اعلان جنگ ہے۔ او
چیزوں کے ذریعے بندہ مجھ سے نزدیک ہوتا ہے ان میں سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک فر
ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میری طرف ہمیشہ نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں
اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھیں
ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔ اور میں اس کے پاؤں
ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے۔ تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ
مانگ کر بری چیز سے بچنا چاہے تو میں اسے ضرور بچاتا ہوں۔
(بخاری جلد ۲، ص ۹۶۳ مجتبائی، مشکوٰۃ، کتاب الدعوات ص ۱۹۷ طبع کراچی)

☆...... علامہ فخر الدین رازی اس حدیث قدسی کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:
اور اسی طرح جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کر لیتا ہے۔ تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے
اللہ تعالیٰ نے "کنت لہ سمعا وبصرا" فرمایا ہے۔ جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع ہو جاتا ہ
دور و نزدیک کی باتوں کو سن لیتا ہے۔ اور جب اللہ کا نور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہے۔ تو دور و نزدیک

ں کو دیکھ لیتا ہے۔ اور جب یہی نور جلال اس کا ہاتھ ہو جائے تو یہ بندہ مشکل اور آسانی دور کرنے اور دور
چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ (تفسیر رازی ص ۹۱ ج ۲۱)

سوال: کیا یہ مقامات اولیاء کرام کو حاصل ہیں یا نہیں؟

جواب: بے شک بعض اولیاء اللہ کو یہ مقامات حاصل ہیں۔ اگر یہ حاصل نہیں ہیں تو کلام الٰہی لغو قرار
ئے گا۔ اور یہ محال ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام ہر قسم کے لغویات سے پاک ومنزہ ہے۔

معلوم ہوا :- جب انسان صفات خداوندی کا مظہر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی صفت سمع کی
لیاں اس کی سمع میں چمکنے لگتی ہیں۔ تو یہ ہر قریب وبعید کی آواز کو سن لیتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی
ت کے نور کے جلوے اس کے ہاتھ پاؤں، دل اور دماغ میں ظاہر ہوں گے تو یہ ہر آسان ہر مشکل
ر دور و نزدیک کی چیزوں پر قادر ہو جائے گا۔

اولیاء اللہ کی قسمیں :

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری فرماتے ہیں:
ماضی میں ہم سے پہلے بھی اولیاء اللہ گزرے ہیں۔ اور آج بھی موجود ہیں اور قیامت تک ہوتے
یں گے......... (ان میں سے بعض لوگوں کی ظاہر اصلاح کرتے ہیں۔) لیکن جو اولیاء اللہ مشکلات کو
حل کرنے والے ہیں اور حل شدہ کو بند کرنے والے ہیں بارگاہ حق تعالیٰ کے لشکری ہیں اور وہ تین سو افراد
ان کو یہ اخیار کہتے ہیں۔ چالیس اور ہیں جن کو ابدال کہتے ہیں اور سات اور ہیں ان کو ابرار کہتے ہیں۔
ر چار اور ہیں ان کو اوتاد کہتے ہیں۔ اور تین اور ہیں ان کو نقباء کہتے ہیں۔ ایک اور ہوتا ہے جسے قطب اور
ث بھی کہتے ہیں......... الخ (کشف المحجوب ص ۲۰۶-۲۰۵ طبع لاہور)

نیز فرماتے ہیں: اولیاء اللہ حق تعالیٰ کی طرف سے مدبران (تدبیر کرنے والے) اور جہان برگزیدہ
حضرات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حاکمان عالم بنا کر اس کا حل وعقد۔ بسط وکشاد ان کے ساتھ وابستہ کیا
جہان کے لیے احکام انہیں کے ارادوں پر موقوف فرمایا ہے۔ (کشف المحجوب ص ۲۱۷ طبع لاہور)

☆...... حضرت سید عبد العزیز دباغ فرماتے ہیں: ہر غوث وقطب جو اصحاب تصرف ہیں جو
صرف بھی کرتے ہیں وہ اللہ ہی کے حکم سے کرتے ہیں۔ الخ (ابریز، ص ۴۱۷ طبع لاہور)

☆...... مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:
جاننا چاہیے کہ اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جن کے متعلق خدمت وارشاد وہدایت واصلاح
ب وتربیت نفوس وتعلیم طرق قرب وقبول عنداللہ ہے اور یہ حضرات اہل ارشاد کہلاتے
...... دوسرے وہ ہیں جن کے متعلق خدمت اصلاح معاش وانتظام امور دنیویہ ودفع بلیات ہے۔

کہ اپنی ہمت باطنی سے باذن الٰہی ان امور کی درستی کرتے ہیں۔ اور یہ حضرات اہل تکوین کہلاتے ہیں۔ ان کو ہمارے عرف میں اہل خدمت کہتے ہیں۔ اور ان میں سے جو اعلیٰ اور اقویٰ وہ دوسروں پر حاکم ہوتا ہے اس کو قطب التکوین کہتے ہیں۔ اور ان کی حالت مثل حضرات ملائکہ علیہم السلام ہوتی ہے۔ "جن مدبرات امر" فرمایا گیا ہے۔ (التکشف ص ۹۳ طبع دہلی)

(مفتاح العلوم شرح مثنوی از مولانا محمد نذیر عرشی۔ دفتر اول حصہ دوم ص ۲۷۴)

☆...... حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے صاحبزادہ خواجہ محمد یحیٰ فرماتے ہیں :

"کہ اہل تصرف (اولیاء کرام) بہت طرح کے ہیں۔ بعض ماذون و مختار ہیں۔ حق تعالیٰ کے اذن سے اور اپنے اختیار سے جب چاہتے ہیں۔ تصرف کرتے ہیں۔

(ارشادات رحیمیہ ، از حضرت شاہ عبد الرحیم دہلوی ص ۴۴ طبع دہلی ۱۳۳۳ھ)

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی کا مقام

☆...... شیخ شہاب الدین سہروردی کے چچا ابو نجیب عبد القاہر فرماتے ہیں :

"کہ میں اس ہستی کا (یعنی عبد القادر) کا احترام کیسے نہ کروں.......... جو موجودہ دور میں عالم التکوین میں منفرد ہیں۔ جن کو میرے ہی قلب پر نہیں بلکہ تمام اولیاء کے قلوب پر تصرف کی ایسی قدرت حاصل ہے کہ جس کے احوال کو چاہیں سلب کر لیں اور جس کے چاہیں بحال رکھیں۔

(قلائد الجواہر، محمد یحیٰ تادفی ص ۲۶۴ طبع کراچی ۱۹۷۸ء)

☆...... حضرت شیخ سنجاوی فرماتے ہیں :-

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی تمام عالم کے سردار اور تمام اولیاء میں منفرد ہیں۔ اور آپ وہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے عالم موجودات میں نظام تکوینی میں تصرف کے اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ (قلائد الجواہر ص ۲۶۳)

☆...... عارف باللہ شیخ ابراہیم غارب فرماتے ہیں :-

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی ہمارے سر تاج، محققین کے شیخ، صدیقین کے امام، عارفین کے محبوب اور سالکین کے پیشوا ہیں۔ (خلاصہ المفاخر از امام یافعیؒ ص ۱۸۰)

ثابت ہوا :- شیخ عبد القادر جیلانی حسنی حسینی ولایت کے دونوں مقامات پر فائز ہیں۔ یعنی اہل ارشاد بھی ہیں اور اہل تکوین بھی۔ اور اہل تکوین کے ذمہ خدمت اصلاح معاش و انتظام امور دنیویہ دفع بلیات ہے۔ جو اپنی ہمت باطنی سے باذن الٰہی ان امور کی درستی کرتے ہیں۔ اور ان کی حالت مثل حضرات ملائکہ ہوتی ہے۔ اور حضرت جیلانی نے بطور تحدیث نعمت اس مقام کو ظاہر بھی فرما دیا ہے۔

لہٰذا ! جب کوئی عقیدت مند صدق دل سے مصائب و آلام میں شیخ عبد القادر جیلانی کو پکارتا ہے

تو اہل صدا سن کر اس کے حق میں دعا گو ہوتے ہیں۔ اور پروردگار عالم اپنے وعدہ کے مطابق "جب میرا مقبول بندہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے۔ تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں" (بخاری) اس غمزدہ کی مصیبت کو رفع فرما دیتا ہے۔ یا حضور سیدنا حضور غوث اعظم اپنی ہمت باطنی سے اللہ تعالیٰ کے اذن سے اور اسکی مشیت سے اس غمزدہ کی فریاد سن کر اسکی مصیبت ٹال دیتے ہیں۔

اور یہی مفہوم ہے۔ آپ کے فرمان عالی کا "جس نے کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کی، وہ مصیبت ٹال دی۔"

"ہمت باطنی کی ایک اور مثال"

ایک دفعہ دوراں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی نقشبندی (م 1313ھ) کے پاس ایک شخص آ رہا تھا۔ راستے میں ندی پڑتی تھی۔ اس کا گھوڑا دلدل میں پھنس گیا۔ جب وہ شخص ڈوبنے لگا تو اس نے آپکو یاد کیا۔ اور آپ کی امداد و استعانت کا طالب ہوا۔ گھوڑا فوراً دلدل سے نکل آیا۔ جب وہ آپکی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ حجرے میں چادر اوڑھے بیٹھے تھے۔ اس شخص کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ : لوگ مجھے تکلیف دیتے ہیں۔ یہ فرما کر اپنی پشت اس شخص کو دکھائی۔ پشت مبارک پر گھوڑے کے چاروں سم کے نشان مع کیچڑ موجود تھے۔

(جدید تذکرہ اولیائے پاک و ہند ص ۳۹۲ از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب طبع لاہور)

صلوٰۃ غوثیہ :

جو شخص دو رکعت (نفل) نماز پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل ہو اللہ شریف گیارہ گیارہ بار پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد سرکار مدینہ ﷺ پر درود و سلام بھیجے۔ پھر بغداد کی جانب گیارہ قدم چل کر میرا نام پکارے اور اپنی حاجت بیان کرے۔ انشاءاللہ تعالیٰ وہ حاجت پوری ہو گی۔

مذکورہ بالا صلوٰۃ غوثیہ میں دو رکعت نفل اور درود و سلام پڑھنے پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کیونکہ کسی حاجت کے موقعہ پر دعا سے قبل دو رکعت نفل ادا کرنا، حضور پرنور ﷺ کی قولی حدیث سے ثابت ہے۔

حضرت عثمان بن حنیف راوی ہیں کہ ایک نابینا صحابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر درخواست کرتے ہیں۔ کہ میرے لیے بینائی کی دعا فرمائی جاوے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، اگر چاہو تو میں تمہارے لیے دعا کرتا ہوں اور چاہو تو صبر کرو اور صبر تمہارے لیے بہتر ہے۔ انہوں نے عرض کیا دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت ادا کرو۔ اور یہ دعا مانگو۔ الخ

☆...... علامہ شوکانی غیر مقلد لکھتے ہیں :- اخرجہ الترمذی و قال حسن صحیح غریب، والنسائی و ابن ماجہ وابن خزیمہ فی صحیحہ والحاکم و قال صحیح علی شرط البخاری و مسلم۔ (تحفۃ الذاکرین ص ۳۷ طبع بیروت)

دعا سے پہلے درود شریف پڑھنا :- حضرت فضالہ کہتے ہیں پھر ایک اور صاحب آئے انہوں
اول اللہ جل شانہ کی حمد کی اور حضور اکرم ﷺ پر درود بھیجا۔ حضور ﷺ نے ان صاحب سے یہ ار
فرمایا : اے نمازی! اب دعا کر تیری دعا قبول ہو گی۔ (رواہ الترمذی و روی ابوداؤد والنسائی نحوہ کذافی المشکوٰ

اصل اختلاف خط کشیدہ عبارت پر ہے۔ جس کو ہم شرح وبسط سے بیان کرتے ہیں۔

☆...... حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

"اذا ضلّ علی احدکم شیٔ و اراد احدکم عونا وھو بارض فلاۃ لیس بہا[1] اح
فلیقل: یا عباداللہ اعینوا، یا عباداللہ اعینوا، یا عباداللہ اعینوا" اخرجہ الطبرانی فی الکبیر۔
(حصن حصین از محدث ابن جزری م ۸۳۳ھ مع تحفۃ الذاکرین علامہ شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ ص ۱۵۵ طبع بیروت)

یعنی جب تم میں سے کسی ایک کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ تم میں سے کوئی ایک زمین پر مدد لینے کا ار
کرے، کوئی اور موجود نہ ہو (یا کوئی مددگار نہ ہو) پس کہو اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو (تین بار)

☆...... نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں :-

امام جزری نے الحصن الحصین میں التزام روایات صحیحہ قویہ کا کیا ہے۔ (کتاب الداء ص ۱۵۴ طبع لاہور)

☆...... ملا علی قاری مکی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

"وذکرہ الجزری فی "الحصن" والتزم ان لا یکون فیہ الا صحیح۔"
(الموضوعات الکبریٰ ص ۳۱۶ طبع کراچی)

نیز اس حدیث کی صحت کے لیے مشاہدات ہی کافی ہیں۔

☆.. نواب صدیق حسن خان اپنا ایک واقعہ لکھتے ہیں : "زندگی میں مجھے بھی ایک مرتبہ ایسا واقعہ پیش آ
ہے۔ ۱۲۷۵ھ کا ذکر ہے۔ میں مرزاپور سے براہ جبل پور بھوپال آ رہا تھا۔ ایک سیلاب سے واسطہ پڑ
بارش کا زمانہ تھا۔ ندی چڑھ آئی۔ اس خیال سے کہ پانی تھوڑا ہے گھوڑا مع سواری اس میں ڈال دیا۔ اس
ڈالنا تھا کہ ندی میں طغیانی آگئی قریب تھا کہ ہم سب اس میں ڈوب جائیں۔ میں گاڑی سے کود کر پانی میں
کود پڑا۔ پانی گاڑی کو بہا لے گیا۔ میں نے فوراً بلند آواز سے تین بار پکارا۔ "اے اللہ کے بندو! میری مد
کرو" بس یہ کہنا تھا کہ گاڑی پانی سے نکل کر ایک اونچے پتھر پر آ کھڑی ہوئی۔ اس موقعہ پر میرے کوچوان
کے سوا وہاں دوسرا شخص کوئی ساتھ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اس بھنور سے ہم
نجات بخشی۔ وللہ الحمد (حیات امام ابن جزری مع حصن حصین "از عبدالحلیم چشتی" ص ۷۵۴ طبع کراچی)

☆.. امام نووی (م ۶۷۶ھ) نے کتاب الاذکار میں اس حدیث کی روایت کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ میں کہ

---

[1] فی نسخۃ: أنیس احد

[..]وں کہ ہمارے بعض اہل علم کبار نے ہمیں یہ حکایت بیان کی کہ وہ خچر پر سوار تھے۔ کہ وہ اچھلنے لگ گیا۔
[..] کہ وہ علماء کبار اس حدیث کو جانتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے فوراً ہی کہہ دیا : "یا عباداللہ اجلسوا"۔ تو فوراً
[..] اللہ پاک نے اس جانور کو روک دیا اور علامہ نووی فرماتے ہیں کہ میں ایک بار ایک قافلے کے ساتھ تھا۔
[..] ایک جانور قابو سے باہر ہوا، کہ لوگ قابو کرنے سے عاجز آگئے۔ میں نے فوراً ہی کلمات کہے تو وہ جانور
[..] کی وجہ سے رک گیا۔ (تحفۃ الذاکرین ص ۱۵۵ از علامہ شوکانی غیر مقلد طبع بیروت)

[..] حدیث کی صحت کے لیے مشاہدہ بھی ایک دلیل ہے۔

☆.. میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد لکھتے ہیں :- کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : کہ جو شخص عاشورہ
کے روز اپنے عیال پر نفقہ میں وسعت کر گیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے رزق میں اس سال کے باقی تمام
دنوں میں وسعت کرے گا۔ سفیان نے کہا کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا ہے۔ پس ایسا ہی پایا ہے۔
(فتاویٰ نذیریہ جلد اول ص ۲۷۶ طبع لاہور ۱۳۹۰ھ)

☆.. علامہ وحید الزمان غیر مقلد نے ہدیۃ المہدی ص ۵۶ طبع فیصل آباد پر "فلینادیا عباداللہ اعینونی" والی
روایت کو نقل کیا ہے۔ اور اس پر کوئی جرح نہیں کی۔

☆.. علامہ عبدالحلیم چشتی لکھتے ہیں :- اس کتاب کی صحت اور قبولیت کی ایک یہ دلیل بھی ہے۔ کہ
یہ کتاب صوفیاء اور علماء کے معمولات میں رہی ہے۔ (حیات امام ابن جزری ص ۵۴۷ طبع کراچی)

☆...... عباداللہ سے کون مراد ہیں ؟

علامہ شوکانی غیر مقلد (م ۱۲۵۰ھ) زیر بحث حدیث کے تحت لکھتے ہیں :-

"وفی الحدیث دلیل علی جواز الاستعانۃ بمن لا یراھم الانسان من عباد اللہ
من الملائکۃ وصالحی الجن "۔ (تحفۃ الذاکرین ص ۱۵۶ طبع بیروت)

☆...... ان للہ تعالیٰ عباداً اختصھم بحوائج الناس یفزع الناس الیھم فی حوائجھم۔"
(الجامع الصغیر، ص ۹۳ جلد اول)

☆.. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں۔
ان کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی حاجت روائی کا منصب عطا فرمایا ہے۔ لوگ اپنی حاجت روائی کے لیے ان کی
طرف رجوع کرتے ہیں۔"

اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اور حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی نے
اس حدیث کو سند کے اعتبار سے حسن کا درجہ دیا ہے۔

حاجت روائی، مشکل کشائی اور دفع بلیات کے لوازمات

اللہ رب العزت جن اولیاء کرام کو مندرجہ بالا عہدہ پر فائز کرتا ہے۔ درج ذیل اس عہدہ کے لوازمات بھی عطا فرماتا ہے:

☆...... کہ وہ دور و نزدیک۔ حیات اور بعد از وفات ہر حالت میں برابر سنے۔

☆...... کہ وہ ہر فریادی کی آواز کو سنے اور زبان کو سمجھے۔ (کیونکہ مخلوق کی مختلف زبانیں ہیں)

☆...... کہ وہ (حاجت روا) ہر وقت ہر ایک محتاج کی سنے۔

☆...... کہ وہ ہر وقت اپنے منصب (حاجت روائی) پر قائم و دائم ہو۔ نیند اور اونگھ اسے محتاجوں سے غافل نہ کرے۔

☆...... کہ وہ اس بات کا محتاج نہ ہو کہ سائل زبان سے ہی اپنی حاجت پیش کرے بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ اس بات کا محتاج نہیں کہ سائل زبانی ہی عرض کرے تو سنتا ہے۔ بلکہ دل کی بات بھی سنتا ہے۔ یہ ہی وصف اس کے نائبوں کو از روئے نیابت حاصل ہونا چاہیے۔ کیونکہ مخلوق میں گونگے بھی ہیں اور بولنے والے بھی۔

اولیاء اللہ کا مقام

حدیث قدسی :- میرا بندہ نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کی قوت سامعہ بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۹۷، بخاری ص ۹۶۳ جلد ۲ مجتبائی)

☆...... امام فخر الدین رازی (م ۶۰۶ھ) اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں :-

"اَلْعَبْدُ اِذَا وَاظَبَ عَلَى الطَّاعَاتِ بَلَغَ اِلَى الْمَقَامِ الَّذِىْ يَقُوْلُ اللّٰهُ كُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَ بَصَرًا فَاِذَا صَارَ نُوْرُ جَلَالِ اللّٰهِ سَمْعًا لَهٗ سَمِعَ الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ وَ اِذَا صَارَ ذَالِكَ النُّوْرُ بَصَرًا لَهٗ رَاَى الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ وَ اِذَا صَارَ ذَالِكَ النُّوْرُ يَدًا لَهٗ قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِى الصَّعْبِ وَالسَّهْلِ وَالْبَعِيْدِ وَالْقَرِيْبِ۔"

ترجمہ :- جب بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے۔ تو وہ اس مقام کو پہنچ جاتا ہے۔ جو اللہ نے فرمایا کہ میں اس کی سمع اور بصر ہوتا ہوں۔ سو جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع بن جاتا ہے۔ تو وہ بندہ قریب و دور سے برابر سنتا ہے۔ جب یہ ہی نور اس کی بصر ہو جاتا ہے تو قریب اور دور سے برابر دیکھتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا یہ ہی نور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے۔ تو وہ خشکی و تری میں قریب و بعید میں تصرف پر برابر قادر

(تفسیر کبیر ص۹۱ جلد ۲۱)

☆...... **حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی (م ۴۲۴ھ)** علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

خدا کے ایسے بندے بھی ہیں کہ جب لحاف اوڑھ کر لیٹ جاتے ہیں تو چاند تاروں کی رفتار تک ان کو نظر آتی رہتی ہے۔ اور ملائکہ بندوں کی نیکی بدی لے کر آسمان پر جاتے ہیں اور وہ بھی ان کو نظر آتے رہتے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تمام حجابات ان کی نگاہوں سے اٹھا لیتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے کچھ بندوں کو وہ قوت عطا کی ہے جو ایک شب و روز میں مکہ پہنچ کر لوٹ بھی آتے ہیں۔ اور بعض ایک لمحہ میں یہ فاصلہ طے کر لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بعض بندوں کو اس مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ جہاں سے وہ تمام مقامات کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ اور بعض بندوں کو وہ مراتب عطا کرتا ہے کہ ان کے ذریعہ لوح محفوظ کا بھی مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

اولیاء کرام کے قلوب مہ و خورشید سے زیادہ منور ہوتے ہیں۔ ...... اللہ تعالیٰ صوفیاء کے قلوب کو نور کی بینائی عطا فرماتا ہے۔ اور اس بینائی میں اس وقت تک اضافہ ہوتا جاتا ہے جب تک کہ وہ بینائی مکمل ذات الٰہی کا (مظہر) نہیں بن جاتی۔

خدا کو پا لینے والا خود باقی نہیں رہتا۔ لیکن وہ فنا بھی نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ایسے اہل مراتب بندے پیدا کیے ہیں۔ جن کے قلوب اس قدر وسیع ہیں کہ مشرق و مغرب کی وسعت بھی ان کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، از علامہ فرید الدین عطار ص ۲۹۷، ۲۹۸، ۳۰۱ طبع کراچی (اردو))

☆...... **حضرت عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-**

میں نے ایک ایسے ولی کو دیکھا جو بہت بڑے مرتبہ پر پہنچا ہوا تھا۔ چنانچہ اسے تمام مخلوقات جاندار و بے جان، وحوش و حشرات، آسمان، ستارے، زمینیں اور جو کچھ زمینوں میں ہے سب کا مشاہدہ حاصل تھا۔ اور تمام کرۂ عالم اس سے مدد لیتا تھا۔ اور ہر ایک کو اسکی ضرورت اور مصلحت کی چیز عطا کرتا۔ بغیر اس کے کہ کوئی ایک اسے دوسرے سے روک رکھے۔ بلکہ جہان کا اوپر کا حصہ اور نچلا حصہ اس کے لیے ایک جیسے تھے۔ (کتاب الابریز ص ۲۶۳ عربی، اردو ترجمہ خزینہ معارف ص ۶۶۸)

☆...... **حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ)** فرماتے ہیں :-

کمال مطلق کو ولی اللہ کے اس مقام سے تعبیر کیا جاتا ہے جس میں ولی کامل کو تمام اشیاء کی حقیقت سے کامل طور پر آگاہی کی جاتی ہے۔ پس وہ ولی ایک ہی وقت میں ربوبیت اور عبودیت کی تمام صفات سے متصف ہوتا ہے۔ (انفاس العارفین فارسی ص ۱۵۱)

☆...... حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں :-

......یہ وہ توحید ہے اور حالت محویت فی الذات ہے جو اولیاء اور ابدال کا خاصہ ہے۔ یہاں بدء تکوینی یعنی خلقت و پیدائش اشیاء کی قوت عطا فرمائی جاتی ہے۔ اور باذن الٰہی اس کے حکم سے عجائب و غرائب ظہور میں آتے ہیں۔ اور خلق خدا کا ملجا و ماویٰ بن جاتا ہے۔ اور اسے انشراح صدر ہوتا ہے۔ اور اس کا ذکر خیر دونوں جہانوں میں بلند ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بعض کتابوں میں اس کا ارشاد موجود ہے کہ اے بنی آدم! میں اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی معبود نہیں، میں جس شے کو کہہ دوں کہ کن (ہوجا) وہ فورا ہو جاتی ہے۔ پس میری وحدانیت میں فنا ہو کر تو بھی جس شے کو کہہ دیگا کہ کن (ہوجا) وہ تیرے اذن سے فورا ہو جائے گی۔

(فتوح الغیب ص ۱۲۸ طبع لاہور (اردو))

بعض اولیاء اللہ کا بطور تحدیث نعمت اپنے حال و مقام کا ظاہر فرمانا

☆...... حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی (م ۴۲۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"خدا تعالیٰ نا تمام چیزیں میرے سامنے کر دی ہیں اور اگر اس کنارے سے اس کنارے تک کسی کی انگلی میں پھانس (کانٹا) چبھ جائے تب مجھے اس کا حال معلوم ہوتا ہے۔......... اور جو انعامات خدا کے میرے اوپر ہیں اگر ان کا انکشاف کر دوں تو روئی کی طرح پوری مخلوق کے قلوب جل اٹھیں۔

(تذکرۃ الاولیاء، از علامہ فرید الدین عطار ص ۲۹۲ طبع کراچی)

نیز فرمایا: تہتر (73) سال تک میں نے اس انداز سے زندگی گزار دی کہ کبھی ایک سجدہ بھی شریعت کے خلاف نہیں کیا۔ اور لمحہ کے لیے بھی نفس کی موافقت نہیں کی اور دنیا میں اس طرح رہا کہ میرا ایک قدم عرش سے تحت الثریٰ تک اور ایک قدم تحت الثریٰ سے عرش تک رہا۔

(تذکرۃ الاولیاء، از علامہ فرید الدین عطار ص ۲۹۳ طبع کراچی)

نیز فرمایا: خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے وہ فکر عطا کی ہے جس کے ذریعہ میں پوری مخلوق کا مشاہدہ کرتا ہوں۔ (ایضا)

نیز فرمایا: خدا تعالیٰ نے مجھ کو وہ جرأت و ہمت عطا کی ہے کہ میں ایک قدم میں ایسے مقام تک پہنچ سکتا ہوں جہاں ملائکہ کی رسائی بھی ممکن نہیں ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، از علامہ فرید الدین عطار ص ۲۹۴ طبع کراچی)

☆...... حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بستان المحدثین میں لکھتے ہیں :-

"حضرت ابو العباس احمد بن احمد بن محمد بن عیسیٰ برلسی زروق فاسی (محدث) (م ۸۹۹ھ) کا ایک قصیدہ ہے۔ جو کہ قصیدہ جیلانیہ (قصیدہ غوثیہ) کی طرز پر ہے۔ جس کے بعض ابیات یہ ہیں۔

انا لمریدی جامع لشتاته + اذا ما سطا جور الزمان بنکبته

وان کنت فی ضیق وکرب ووحشة + فناد بیا زروق آت بسرعته

...میں اپنے مرید کی پریشان حالی کو تسلی دینے والا ہوں۔ جب زمانہ نکبت و ادبار سے اس پر حملہ ... اگر تو کسی تنگی، بے چینی اور وحشت میں ہو تو "یا زروق" کہہ کر پکار میں فورا آ موجود ہوں گا۔

(بستان المحدثین از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (فارسی، اردو) ص ۳۲۲ طبع کراچی ۱۹۸۴ء)

☆...... امام ابوالحسن شطنوفی (م ۷۱۳ھ) فرماتے ہیں :- کہ خبر دی ہم کو ابو المعالی عبد الرحیم بن المظفر بن مہذب قرشی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن ناجائی رحمۃ اللہ علیہ نے اور انہوں نے شیخ ابو الامام عمر بزاز سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے سیدی شیخ عبدالقادر سے سنا۔ فرماتے تھے کہ "جو شخص ... مصیبت میں پکارے تو وہ تکلیف اس سے جاتی رہے گی۔ اور جس تکلیف میں مجھے پکارے تو وہ تکلیف اس کی جاتی رہے گی۔ (یا کھول دوں گا) (بہجۃ الاسرار از علامہ ابوالحسن شطنوفی ص ۲۹۵ (اردو) طبع لاہور ۱۹۹۵ء)

سیدنا غوث اعظم کے مقام حاجت روائی میں اولیائے کرام کی تصدیقات

☆...... شیخ عارف سنجاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :- "حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ تمام عالم کے سردار اور تمام اولیاء میں منفرد ہیں۔ اور آپ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس عالم موجودات اور نظام تکوینی میں تصرف کے اختیارات عطا فرمائے ہیں۔"

(قلائد الجواہر، محمد یحییٰ تادفی علیہ الرحمۃ ص ۲۶۳ طبع کراچی ۱۹۷۸ء)

☆...... حضرت ملا علی قاری حنفی مکی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :- "کہ ابو رضا محمد بن احمد بغدادی المعروف بالمفید نے شیخ ابو سعید علیہ الرحمۃ سے قطب کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: قطب وہ شخص ہے جس پر زمانہ کی ولایت ختم ہو۔ ولایت کے تمام بوجھ اس کی لپیٹ میں ہوتے ہیں۔ اور تمام ... کا انتظام و انصرام آپ کے ذمہ ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا: کہ زمانہ حاضر کا قطب کون ہے؟ آپ نے فرمایا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ" (نزهۃ الخاطر الفاتر از ملا علی قاری ص ۹۶ طبع فیصل آباد)

☆...... حضرت عبداللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :- "شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا جو شخص کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کرتا ہے۔ وہ مصیبت اس سے ہٹالی جاتی ہے۔ اور جو شخص کسی تکلیف میں مجھے میرے نام سے پکارتا ہے۔ وہ تکلیف اس سے اٹھالی جاتی ہے۔ اور جو شخص اپنی کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کے حضور میرا توسل اختیار کرتا ہے۔ وہ حاجت پوری کر دی جاتی ہے۔

(خلاصۃ المفاخر ص ۱۲۲ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء از علامہ یافعی)

☆...... حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں :- "حضور سیدنا غوث اعظم علیہ الرحمۃ نے

فرمایا: جب اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرو اس وقت تم میرے متعلق بارگاہ ایزدی میں سوال کیا کرو۔
کوئی شخص مصائب اور مشکلات میں مجھے پکارتا ہے۔ اس کی مصیبت اور مشکل فوراً دور ہو جاتی ہے۔ اور
شخص مجھے وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے وسیلے سے اس کی مشکل حل کر دیتا ہے۔

(زبدۃ الآثار ص ۱۱۵ طبع لاہور ۱۹۸۳ء از عبدالحق محدث دہلوی)

☆...... <u>شیخ شہاب الدین عمر سہروردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں</u> :-

شیخ عبدالقادر جیلانی بادشاہ طریقت اور موجودات میں تصرف کرنے والے تھے۔ اور منجانب
اللہ آپکو تصرف و کرامتوں کا ہمیشہ اختیار رہا۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ ص ۲۳۹ طبع لاہور)

☆...... <u>حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں</u> :-

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اپنی قبر میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔

(ہمعات فارسی طبع حیدر آباد 1964ء ص ۶۱ ہمعات اردو ص ۱۲۷)

☆...... <u>ایک مشاہدہ</u> :- امام ابوالحسن الشطنوفی الشافعی (م ۷۰۳ھ / ۱۳۰۴ء) فرماتے ہیں :-
خبر دی ہم کو ابوالمعالی عبدالرحیم بن مظفر بن مہذب قرشی نے کہا خبر دی ہم کو حافظ ابو عبداللہ
بن محمود بن نجار بغدادی نے ان کے سامنے بغداد میں پڑھا جاتا تھا۔ اور میں سنتا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ کو
عبداللہ جبائی نے لکھا ہے اور میں نے اس کو اس کے خط سے نقل کر لیا۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں ہمدان میں
ایک مرد سے ملا جو کہ دمشق میں سے تھا۔ جس کو ظریف کہتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ میں شہ قرفلی کو نیشاپور
کے راستے میں یا کہا کہ خوارزم کے راستہ میں ملا۔ اس کے ساتھ چودہ اونٹ شکر کے تھے۔ اس نے کہا کہ
ہم ایسے جنگل میں اترے کہ خوف ناک تھا۔ جس میں کہ بھائی بھائی کے ساتھ خوف کے مارے ٹھہر نہیں
سکتا۔ جب ہم نے شروع رات میں گٹھڑیوں کو اٹھایا تو ہم نے چار اونٹوں کو گم پایا جو کہ لدے ہوئے تھے۔
میں نے ان کو تلاش کیا تو نہ پایا۔ قافلہ تو چل دیا اور میں اپنے اونٹوں کی تلاش کرنے کے لیے قافلہ سے
الگ ہو گیا۔ ساربان نے میری حمایت کی اور میرے ساتھ ٹھہر گیا۔ ہم نے ان کو تلاش کیا لیکن کہیں نہ
پایا۔ اور جب صبح ہوئی تو میں نے شیخ یعنی شیخ محی الدین عبدالقادر کے قول کو ذکر کیا کہ (آپ نے فرمایا تھا)
اگر تو سختی میں پڑے تو مجھ کو پکارنا تو تیری مصیبت جاتی رہے گی۔

تب میں نے کہا کہ اے شیخ عبدالقادر ! میرے اونٹ گم ہو گئے ہیں۔ اے شیخ عبدالقادر !
میرے اونٹ گم ہو گئے۔ پھر میں نے مطلع کی طرف جو دیکھا تو صبح ہو گئی تھی۔ جب روشنی ہو گئی۔ تو میں
نے ایک شخص کو ٹیلے پر دیکھا جس کے سفید کپڑے تھے۔ وہ مجھ کو اپنی آستین سے اشارہ کرتا ہے کہ اوپر
آؤ۔ جب ہم ٹیلے پر چڑھے تو کوئی شخص نظر نہ آیا۔ مگر وہ چاروں اونٹ ٹیلے کے نیچے جنگل میں بیٹھے ہوئے

ہم نے ان کو پکڑ لیا اور قافلہ سے جا ملے۔ (بہجۃ الاسرار ص ۲۹۴ طبع لاہور ۱۹۹۵ء)

<u>مشکل کشائی اور حاجت روائی کی دو صورتیں</u> :-

جب بندہ مصائب و آلام میں صدق دل سے صاحب خدمت ولی اللہ کو پکارتا ہے۔ تو وہ اسکی
... اس کر خداوند قدوس کے دربار میں دعا کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فوراً دعا کو شرف قبولیت بخش کر
مصیبت زدہ کی مشکل حل کر دیتے ہیں۔

یا ولی اللہ اپنی ہمت باطنی و روحانی سے اللہ تعالیٰ کے اذن اور اسکی مشیت کے تحت پکارنے
والے کی حاجت روائی فرماتے ہیں۔

<u>گیارہ قدم بغداد کی طرف چل کر</u> !

سیدنا غوث اعظم علیہ الرحمۃ کے اس کلام کا تعلق صوفیاء کاملین کے کلام سے ہے۔ جس پر نکتہ
... کرنا بدبختی اور خاموشی میں بہتری ہے۔

<u>راہ اعتدال</u> :- جب کسی انسان کو کوئی حاجت ہو تو درج ذیل طریقوں کو بروئے کار لائے۔
اور یہ تینوں طریقے رسول اکرم ﷺ کی احادیث قولی و فعلی سے ثابت ہیں۔

(۱) دو رکعت نفل ادا کرے اور درود شریف پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔

(۲) دو رکعت نفل ادا کرے اور درود شریف پڑھ کر انبیاء و اولیاء کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔

(۳) دو رکعت نفل ادا کرے، درود شریف پڑھے۔ اور صدق دل سے سیدنا غوث اعظم کو پکارے تو وہ
دعا کے ذریعے یا اپنی ہمت باطنی و روحانی سے ذریعہ پکارنے والے کی حاجت روائی فرماتے ہیں۔ اور یہ سب
کچھ اللہ تعالیٰ کے اذن اور مشیت کے تحت ہوتا ہے۔

<u>ایک اور شبہ کا ازالہ</u> :- حدیث یا عباد اللہ اعینوا الخ ضعیف ہے۔

اس حدیث کو امام محمد بن محمد بن سلیمان فاسی مغربی نے مختلف تین سندوں سے (مختلف الفاظ)
کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔

(۱) (عتبه بن غزوان) رفعه : اذا أضل أحدكم شيئا أو أراد أحدكم عونا وهو بأرض
ليس بها أنيس فليقل : يا عباد الله أعينوني ، يا عباد الله أعينوني ، يا عباد الله احبسوا
، فان لله عبادا لا نراهم ، وقد جرب ذالک ، للكبير بضعف.

(۲) (ابن عباس) رفعه : ان لله ملائكة في الأرض سوى الحفظة ، يكتبون مايسقط من
ورق الشجر ، فاذا أصاب أحدكم عرجة بأرض فلاة ، فليناد أعينوني عبادالله .. للبزاز

(۳) (ابن ،) رفعه : اذا انفلتت دابة أحدكم بأرض فلاة ، فليناد يا عباد الله

احبسوا ، یا عباد اللہ اجلسوا ، فان للہ حاضرا فی الارض سیحبسہ .. للموصلی والک[illegible]
بضعف.. (جمع الفوائد من جامع الاصول و مجمع الزوائد ص ۴۵۶ جلد ۲ طبع سمندری ۔ لائل پور)

☆.....امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں :-

"ولو کانت ضعیفة ، ویتقوی بکثرة الطرق ۔" (الموضوعات الکبریٰ ص ۳۰۴ طبع کراچی)

☆.....علامہ شعرانی فرماتے ہیں :-

"او ضعیف قد کثرت طرقہ حتی ارتفع لدرجة الحسن۔" (المیزان ص ۱۷)

☆.....محشی کتاب الاذکار لکھتے ہیں :-

جب کوئی ضعیف حدیث متعدد سندات سے مروی ہو وہ ضعیف نہیں ہوتی بلکہ حسن لغیرہ
ہوتی ہے۔ (کتاب الاذکار ص ۱۳۳ طبع کراچی)

☆.....میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد حدیث من وسع علی عیالہ فی النفقۃ یوم عاشورا. الخ کے
تحت لکھتے ہیں : اس حدیث کو اگرچہ بعض محدثین نے ضعیف اور نا قابل احتجاج اور بعض نے موضوع بتا[یا]
ہے۔ مگر حق بات یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع نہیں ہے۔ اور کثرت طرق کی وجہ سے حسن اور قابل
احتجاج ہے۔

(فتاوی نذیر۔ جلد اول ص ۲۷۶ طبع لاہور ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۱ء)

معلوم ہوا کہ: کثرت طرق ہونے کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف نہی بلکہ حسن ہے۔

اعتراض :- ابن لعل دین مجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے :-

"غیب کی خبریں"

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اور اس کے رسول نے احادیث میں بارہا فرمایا ہے کہ غیب کے
امور اور خبریں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات جانتی ہے۔ لیکن یہ لوگ ہر پیر فقیر کو اور
مجذوب ننگے کو ولی بنا کر اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں لا کر کھڑا کر دیتے ہیں۔ اور دعویٰ کرتے ہیں
کہ یہ لوگ بھی غیب کے امور اور تمام غیبی خبرین جانتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں کھلے لفظوں میں
فرماتے ہیں۔ "کہہ دیجئے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا۔"

پیر الیاس کہتے ہیں : انبیاء علیہم السلام کی تو بڑی شان ہے۔ فیضان انبیاء سے اولیاء کرام بھی
غیب کی خبریں بتا سکتے ہیں۔

اس کے بعد عبد القادر جیلانی کی طرف منسوب کر کے ایک من گھڑت قول لکھا ہے۔ جس
سے ثابت کیا ہے کہ وہ (عبد القادر جیلانی) اللہ کے علاوہ کسی اور کو بھی غیب کی خبریں جاننے والا مانتے
ہیں۔ بلکہ خود بھی غیب کی خبریں جاننے کے دعویدار تھے۔ اور ان کا یہ دعویٰ تھا کہ اگر شریعت نے

[illegible] میں لگام نہ ڈالی ہوتی تو میں تمہیں بتا دیتا کہ تم نے گھر میں کیا کھایا ہے اور کیا رکھا ہے ؟ میں
[illegible] ظاہر باطن کو جانتا ہوں۔ کیونکہ میری نظریں شیشے کی طرح ہیں۔ (میٹھی میٹھی.....ص ۱۰۶،۱۰۵)

جواب نمبر 1 :- " لیکن یہ لوگ ہر پیر فقیر کو اور مجذوب ننگے کو ولی بنا کر اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں
[لا کر کھڑا کر د]یتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ لوگ بھی غیب کے امور اور تمام غیبی خبریں جانتے ہیں۔ الخ"
یہ ابن لعل دین کی الزام تراشی اور دروغ گوئی ہے۔ موصوف نے اہلسنت کی کسی معتبر اور
[مستند] کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔ اور دعویٰ بغیر دلیل کے رد ہے۔ خدا سے ڈرو! کل روز محشر خداوند قدوس
[کو کیا جو]اب دو گے ؟

جواب نمبر 2 :- ابن لعل دین مجدی لکھتا ہے :

"قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والا رض الغیب الا اللہ۔" (نمل : ۶۵)

کہہ دیجئے! اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا۔

[قرآن] کریم میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب ہو کر فرمایا :-

"وانبئکم بما تأ کلون و ما تدخرون فی بیوتکم ط ان فی ذٰلک لاٰیة لکم ان
[کنتم] مؤمنین ۔" (آل عمران ، پ ۳)

[ترجمہ] :- اور بتلاتا ہوں تمہیں جو کچھ تم کھاتے ہو۔ اور جو کچھ تم جمع کر کے رکھتے ہو اپنے گھروں میں۔
[بے شک] ان معجزوں میں (میری صداقت کی) بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر تم ایمان دار ہو۔

کیا ؟ کلام الٰہی میں تضاد ہے ؟

نہیں ہرگز نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہر قسم کے تضاد سے مبرا و پاک ہے۔

ان آیات کا مفہوم یہ ہے۔ کہ

پہلی آیت میں اللہ عزوجل کے علم ، ازلی ابدی ، ذاتی اور لامتناہی کا بیان ہے۔ اور دوسری
[آیت] میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علم حادث ، عطائی اور متناہی کے ذکر ہے۔

اور یہی حضرت سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب ہے ، جو کہ آپ نے بطور
[تحد]یث نعمت فرمایا : تو میں تمہیں بتا دیتا کہ تم نے گھر میں کیا کھایا ہے اور کیا رکھا ہے ؟ الخ

اس میں آپ کے علم حادث ، عطائی اور متناہی کا ذکر ہے۔ اور آپ کی اس کرامت سے حضرت
[عیسیٰ] علیہ السلام کے معجزہ کی تصدیق ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : "ان فی ذالک لاٰیة لکم ان کنتم
[مؤمنین]"۔ بے شک ان معجزوں میں (میری صداقت کی) بڑی نشانی ہے تمہارے لیے اگر تم ایماندار ہو۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان داروں کا یہ وصف بیان فرمایا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے عطائی

،حادث اور متناہی علم غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جو اس کا منکر ہے۔ وہ ایمان دار نہیں۔

جواب نمبر3 :- ابن لعل دین مجدی لکھتا ہے :-

"(قادری صاحب) نے اس کے بعد عبدالقادر جیلانی کی طرف منسوب کر کے ایک گھڑت قول لکھا ہے۔"

اس قول کو من گھڑت کہنا سراسر غلط فہمی اور بغض اولیاء اللہ ہے۔ اس قول کو علامہ ابوالحسن شطنوفی شافعی نے "بہجۃ الاسرار" میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "اخبار الاخیار" نقل کیا ہے۔

"اگر شریعت نے میرے منہ میں لگام نہ ڈالی ہوتی تو میں تمہیں بتادیتا کہ تم نے گھر میں کیا کھایا ہے اور کیا رکھا ہے؟ اور میں تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہوں۔ کیونکہ تم میری نظر میں شیشہ کی طرح ہو"

(اخبار الاخیار، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۴۲ (اردو) طبع کراچی)

اگر! قادری صاحب اس قول کو لکھنے کی وجہ سے باعث تنقید ہیں۔ تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی کیوں نہیں؟ جب کہ جرم ایک ہے...... **جواب دو!**

جواب نمبر4 :-" میں تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہوں کیونکہ تم میری نظر میں شیشے کی طرح ہو۔" کا جواب یہ ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی تصنیف "غنیۃ الطالبین" میں موصوف "اولیاء اللہ کا مقام" بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :-

"اگر کوئی آدمی اپنے پروردگار سے صدق کا طالب ہو تو اللہ جل شانہ اس کے دل کے آئینہ (شیشہ) کو مصفا کر دیتا ہے اور اس کو جلا بخشتا ہے۔ اپنے دل کے صاف آئینہ (شیشہ) میں دنیا و آخرت کی ہر ایک چیز کو مشاہدہ کر لیتا ہے۔" (غنیۃ الطالبین، (اردو) از سید عبدالقادر جیلانی ص ۲۸۷ طبع ۱۳۹۴ھ)

جواب نمبر5 :- "اگر شریعت نے میرے منہ میں لگام نہ ڈالی ہوتی تو...... الخ" کا جواب :

بعض اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ ایسے علوم عطا فرماتا ہے۔ جن کی بابت مخلوق کو بتانا ممنوع ہوتا ہے۔ جیساکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں : کہ میں نے رسول خدا ﷺ سے دو طرف (علم کے) یاد کر لیے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک کو تو میں نے ظاہر کر دیا اور دوسرے کو اگر ظاہر کروں تو یہ بلعوم کاٹ ڈالی جائے۔ (ابو عبداللہ کہتے ہیں۔ کہ بلعوم کھانے کے جانے کی جگہ ہے۔)

(بخاری شریف، کتاب العلم جلد اول ص ۱۳۶-۱۳۷ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

جواب نمبر6 :- قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ (نمل : ۶۵)

"کہہ دیجئے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا"۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے ازلی، ذاتی اور لامتناہی علم غیب کا بیان ہے۔ اور انبیاء و اولیاء کا علم حادث عطائی اور متناہی ہے۔ اس آیت کریمہ سے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے علم غیب کی نفی کرنا تفسیر بالرائے ہے۔ جس کے متعلق بہت سی وعیدات آئی ہیں۔

"مسئلہ علم غیب اور اہل سنت کا عقیدہ"

بنسبت علوم اولین و آخرین آپ ﷺ کا علم اعلیٰ و اکمل ہے۔ اور آخر عمر شریف تک ملکوت سماوی و ارضی و تمام مخلوقات و جملہ اسماء حسنہ و آیات کبریٰ و امور آخرت و اشراط ساعت و احوال سعد و اشقیاء و علم ما کان و ما یکون پر آپ کا علم محیط ہو چکا ہے۔ تمام علوم بشریہ وملکیہ سے آپ کا علم اشمل و اکمل ہے۔ جمیع علوم خمسہ کا علم جس میں خاص وقت قیامت کا علم بھی شامل ہے۔ آپ کو حاصل تھا۔

علم الٰہی اور آپ ﷺ کے علم میں امور ذیل فارق ہیں۔

(۱) علم الٰہی غیر متناہی اور آپ کا علم متناہی ہے۔

(۲) علم الٰہی بلا ذرائع و وسائل ازلی و ابدی ہے۔ اور آپ کا علم بذریعہ وحی، الہام، کشف، منام و حواس و بصیرت مقدسہ حادث ہے۔

(۳) تمام مخلوقات کے علم اور حضور ﷺ کے علم میں وہ نسبت ہے جو قطرے کو سمندر سے یعنی تمام مخلوقات کا علم بمنزلہ قطرہ ہے اور ان کے مقابلہ میں حضور ﷺ کا علم بمنزلہ سمندر ہے۔ اور حضور ﷺ کے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ ایسی بھی نہیں ، جیسی قطرے کو سمندر سے ہوتی ہے۔

(۴) حضور ﷺ کے علم کلی کا یہ مطلب نہیں کہ خدا کا کل علم آپکو حاصل ہے۔ بلکہ مخلوق کا کل علم آپکو عطا کیا گیا اور اس کی تکمیل نزول قرآن کے ضمن میں تدریجاً ہوئی۔

(۵) حضور ﷺ کو (معلوم کرنے کے لیے) توجہ کی ضرورت ہے جبکہ اللہ تعالیٰ توجہ کے محتاج نہیں ہے۔

اعتراض :- ابن لعل دین درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

"مارنے اور زندہ کرنے والے"

صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کا زندوں کو مردہ اور مردوں کو زندہ کرنا، خاصہ ہے۔ یہ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح اعلان فرمایا ہے۔ " واللہ یحی و یمیت " کہ وہی اللہ ہی ہے، جو زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ اور دوسری جگہ خالق ارض و سما فرماتا ہے۔ " و انا لنحن نحی و نمیت و نحن الوارثون " بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہم ہی سب کے وارث ہیں۔ مزید

''وانہ' ھو امات واحیا'' بے شک اللہ ہی مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے۔

لیکن ان لوگوں کے شرکیہ عقیدہ کے مطابق ولیوں کا ایک مشغلہ یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کو زندہ بھی کرتے ہیں اور مارتے بھی ہیں۔ کیونکہ یہ قاصد خداوندی ہیں۔ پیروں فقیروں کے پاس مارنے اور زندہ کرنے کی قوت ہے۔ الخ اس کے بعد چند واقعات احیاء موتیٰ کے نقل کیے ہیں۔ جن میں نبی اکرم ﷺ کے معجزات اور اولیاء اللہ کی کرامات کا ذکر ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا..... ص ۱۰۶ تا ص ۱۱۱)

الجواب :- ابن لعل دین کی پیش کردہ آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفت حقیقی (مارنے اور زندہ کرنے) کا بیان ہے جبکہ بعض انبیاء کرام اور بعض اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے اذن اور اسکی مشیت کے تحت بطور معجزہ اور کرامت زندہ کرتے اور مارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

'' وَ اُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ ج (سورۃ آل عمران پ ۳)

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) اور میں زندہ کرتا ہوں مردے کو اللہ کے حکم سے۔

☆..... **مولوی عبدالسلام بستوی غیر مقلد ،**

سابق شیخ الحدیث مدرسہ دارالحدیث والقرآن دہلوی (التوفی ۱۳۹۴ھ ر ۱۹۷۴ء)

لکھتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزہ دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے، اندھوں کو بینا اور کوڑھوں کو اچھا کر دیا کرتے تھے۔ مٹی کی چڑیا بنا کر پھونک مار کر اڑا دیتے تھے۔...... ہمارے نبی ﷺ کو اس قدر معجزے دیئے گئے تھے۔ کہ ہم ان کو گن بھی نہیں سکتے۔ قریب قریب سب نبیوں کے معجزے آپکو تن تنہا حاصل تھے۔ (یعنی آپکو اللہ تعالیٰ کے اذن سے مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ بھی عطا ہوا تھا)۔ (اسلامی تعلیم ، حصہ ۴، ص ۳۵۴ از مولانا عبدالسلام بستوی، طبع لاہور 1989ء)

☆..... **حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی فرماتے ہیں :-**

کل فضیلة اوتی عیسیٰ علیہ السلام فقد اوتیھا نبینا ﷺ وانھا لم ینکرھا متدبر الخ

ہر وہ فضیلت جو عیسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی گئی وہ نبی کریم ﷺ کو ضرور مرحمت فرمائی گئی۔ یہ ایسی یقینی بات ہے جس کا کوئی دین کی سمجھ رکھنے والا شخص انکار نہیں کر سکتا۔ الخ

(جواہر البحار ص ۲۵۴ جلد اول ، از علامہ نبہانی طبع لاہور ۱۹۷۵ء)

مزید لکھتے ہیں :اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ اس سے بھی عجیب تر واقعہ وہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان کی شان کو بلند فرمایا اور معجزہ بھی ایسا جسے پوری ایک جماعت نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یعنی آپ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بکری کو زندہ کیا تھا۔ نیز یہ معجزہ بھی عجیب ہے کہ آپ کے عہد مبارک

میں ایک انصاری عورت کے لڑکے کو زندہ فرمایا گیا۔ الخ (جواہر البحار، جلد اول ص ۲۶۰ طبع لاہور ۱۹۷۵ء)

☆..... **شیخ سیدنا عبدالقادر گیلانی فرماتے ہیں :-**

کہ رسول مقبول کو وہ تمام معجزے دیئے گئے جو دیگر انبیاء کو دیئے گئے۔ اور ان کے سوا اور بھی دیئے گئے۔ بعض اہل علم نے ہزار تک شمار کیے ہیں۔ .... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ آپ مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ الخ (غنیة الطالبین ص ۱۶۵ طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

☆..... **شیخ عبدالحق محدث دہلوی (التوفی ۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں :-**

اب رہا مردے زندہ کرنے کے معجزات تو بیہقی نے دلائل میں روایت کیا ہے۔ کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک شخص کو اسلام کی دعوت دی۔ اس شخص نے کہا میں اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک آپ میری اس لڑکی کو جو مر چکی ہے زندہ نہ فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے اس کی قبر دکھاؤ...... اس نے قبر دکھادی......... پھر حضور ﷺ نے اس لڑکی کو آواز دی۔ لڑکی نے جواب میں کہا۔ ''لبیک و سعدیک'' (حاضر ہوں، فرمانبردار ہوں) اس کے بعد اور بہت سے واقعات نقل کیے ہیں۔

مزید لکھتے ہیں :اور بعض ایسے کامل ترین اولیاء کرام ہیں جو حضرت حق جل جلالہ کی قدرت کے مظہر ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی متابعت کے شرف سے آپ کے پرتو ہیں ان میں خارق عادات ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسے کے لوگوں نے ایک مرغ کھایا۔ ایک بزرگ نے اس کی ہڈیوں کو جمع فرمایا اور اس پر اپنا دست مبارک رکھ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا نام لیا۔ مرغ زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور چلایا۔ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد اول ص ۳۵۹ ، ۳۶۱ طبع کراچی ۱۹۷۱ء)

دیکھئے! مردے زندہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اس لحاظ سے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے کام کا دعویٰ کیا۔ لیکن آپ آگے فرماتے ہیں '' باذن اللہ'' یعنی میں جو کچھ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے اذن سے کرتا ہوں۔ پس جہاں اذن الٰہی آجائے شرک چلا جاتا ہے اور جہاں اذن گیا توحید بھی گئی۔ یہی اذن الٰہی ہونا یا نہ ہونا توحید اور شرک کا بنیادی نکتہ ہے۔

(خطبات کاظمی علیہ الرحمۃ ص ۵۰ جلد اول طبع علی پور (مظفر گڑھ)

مولوی نذیر حسین دہلوی کا ایک فتویٰ اور اہل سنت وجماعت کی تائید :

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ عقیدہ رکھنا کیسا ہے کہ کوئی بشر کچھ نہیں کر سکتا ہے جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے۔ ایک حضرت جاہل مسلمانوں میں نہایت زور کے ساتھ علی الاعلان عقیدہ مندرجہ بالا کو کہتے ہیں۔ کہ خاص اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ پس سوال یہ ہے کہ اگر ایسا ہی عقیدہ عند الشرع درست اور خاص اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے تو سب کو تسلیم کرنا چاہیے، اور

اگر عندالشرع درست نہیں ہے اور خلاف عقیدہ اہل سنت ہے تو جواب شافی فرمایا جاوے کہ ایسے عقیدے والے کا کیا حکم ہے؟ اور ایسے شخص کے پیچھے نماز بھی ہوگی یا نہیں؟ کیونکہ ناواقف مسلمان گرداب بلا میں مبتلا ہو کر تباہ ہو جاویں گے۔ یہ معاملہ عقائد کا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:- اگر شخص مذکور کا یہ مطلب ہے کہ نفع وضرر حقیقت میں خدا ہی کی جانب سے ہوتا ہے، خدا کے سوا کسی اور میں یہ طاقت نہیں ہے، کہ کسی کو بغیر اذن خدا کے نفع وضرر پہنچاوے، تو یہ عقیدہ بے شک اہل سنت والجماعت کا ہے۔ اور ایسا ہی عقیدہ ہر مسلمان کو رکھنا چاہیے، اس عقیدہ کے حق ہونے پر متعدد آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ صاف اور صریح طور پر دلالت کرتی ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ " قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ " اور اگر شخص مذکور کا یہ مطلب ہے، کہ انسان مجبور محض ہے، اس کو کچھ بھی اختیار نہیں ہے، اس کے حرکات مثل جمادات کے ہیں، تو یہ عقیدہ باطل غلط وباطل ہے، اور یہ عقیدہ فرقہ جبریہ کا ہے، ایسے عقیدہ باطلہ سے ہر مسلمان کو بچنا فرض ہے۔ ایسے عقیدے سے ان آیتوں کا انکار لازم آتا ہے۔ هل تجزون الا ما كنتم تعملون - فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر - جزاء بما كانو يعملون - ایسے عقیدہ باطلہ والے کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز چاہیے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

سید محمد نذیر حسین

(فتاویٰ نذیریہ جلد اول ص ۲۰-۱۹ طبع لاہور ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۱ء)

ایک صحابیہ کا واقعہ اور حضرت ابو طالب

ہدایت کا تخلیق کرنا رب کائنات جل شانہ کا منصب ہے، اور ہدایت محبت کے تحت نہیں بلکہ مشیت خداوندی کے تحت ہے۔ حضرت ابو طالب کے لیے ہدایت نہ ہی تخلیق ہوئی تھی اور نہ ہی مشیت باری تعالیٰ تھی اس لیے وہ ایمان کی نعمت عظمیٰ سے محروم رہے۔ اور حضور ﷺ کا ان کو بار بار دعوت ایمان دینا، ان کے احسان کا بدلہ اور رحمۃ للعالمین ہونے کا اظہار تھا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

صحابیہ کے لیے چونکہ ہدایت تخلیق ہو چکی تھی اور مشیت ایزدی بھی تھی اس لیے ایمان کے حصول کے لیے حضور ﷺ کی ذات اقدس اس کے لیے وسیلہ بن گئی۔

اعتراض:- ابن لعل دین نجدی لکھتا ہے: "یاد رہے! اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت کرنا شرک اکبر کہلاتا ہے۔ مثلاً غیر اللہ کو پکارنا، فوت شدہ یا زندہ غیر موجود سے مدد مانگنا، اس کو ہر کام کرنے پر قادر سمجھنا، اللہ تعالیٰ کے اختیارات کسی بندے کو دے دینا وغیرہ......... اس کے بعد شرک کے رد میں تین آیات قرآنیہ پیش کی ہیں۔

الجواب:- ابن لعل دین اور اس کے ہم مسلک آج تک حقیقت شرک ہی سے ناآشنا ہیں۔ اور خواہ مخواہ

[...] کے مسلمانوں کو مشرک بنانا اپنی زندگی کا حاصل سمجھتے ہیں۔ اور اپنے زعم باطل میں اپنے فرقہ [...] کسی کو مسلمان نہیں گردانتے۔

[...] شرک اور اہل سنت کا مسلک

○- شرک وکفر بلحاظ نتیجہ متحد ہیں۔ دونوں کا مرتکب ابدی عذاب کا مستحق ہے۔ حقیقت شرک یہ [...] غیر خدا کو واجب الوجود، یا مستحق عبادت مانا جائے۔ اور اس کی امارات سے یہ ہے کہ بندگان حق [...] ان قابل عظمت صفات کو جو عام بنی نوع میں مفقود ہیں۔ (مثلاً کشف، استجابت دعا، تاثیر [...] وغیرہ) صفات کو جناب باری تعالیٰ " سبحنہ۔ سبحنہ۔ سبحنہ " کے برابر خیال کیا [...] (نعوذ باللہ)

[...] میں نہایت عجز ونیاز کے افعال ان کے سامنے اسی نیت سے ادا کیے جائیں کہ وہ معاذ اللہ معبود ہیں۔

○- شریعت حقہ شرک کو رفع فرماتی ہے۔ اور صفات عباد و صفات ربوبیت میں مابہ الامتیاز ظاہر فرمانا [...] رسل کا مہتم بالشان مقصد ہے۔

○- خواص عباد کی صفات مذکورہ کو باطل نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ ان کی حقیقت واقعہ کا اظہار ہے۔ [...] کہ صفات ربوبیت کی برتری و تقدس ظاہر ہو۔

○- محبوبیت وشفاعت جو کہ تمام ادیان وشرائع میں خواص بشر کے لیے ثابت کی گئی ہے۔ اس کو ایسا [...] خیال کرنا کہ جس سے عبد خود مختار ہو کر تصرفات الٰہیہ (معاذ اللہ) مزاحمت روک سکے، شرک [...] اور رضائے الٰہی (یعنی مشیت خداوندی کے تحت) اور اس کی اجازت پر موقوف سمجھنا اور اس میں [...] عنایت الٰہیہ کا ظہور جاننا ایمان اور توحید ہے۔

○- ایسا ہی خوارق وکرامات اولیاء اور اشراق باطنی سے ان مغیبات پر بلا ذریعہ عطیہ الٰہی، اس طرح [...] کرنا شرک ہے۔ اور بذریعہ قوائے روحانی جو انبیاء و اولیاء کو حاصل ہوتی ہیں ان امور کا بتعلیم اللہ [...] عطائے الٰہی مظہر تسلیم کرنا عین ایمان ہے۔

ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اپنے عقائد ونظریات کی تشریح کر دی ہے۔ اس کے [...] کوئی خود ساختہ عقائد ہماری طرف منسوب کرے وہ سراسر کذاب ہے۔ اگر غیر اللہ کو مطلق پکارنا [...] شرک ہے تو ابن لعل دین جواب دے۔

[...] صدیق حسن خاں بھوپالی مسلمان تھا یا مشرک

موصوف لکھتے ہیں۔ ۱۲۷۵ھ کا ذکر ہے۔ میں مرزا پور سے براہ جبل پور بھوپال آرہا تھا۔ [...] تالاب سے واسطہ پڑا۔ بارش کا زمانہ تھا۔ ندی چڑھ آئی۔ اس خیال سے کہ پانی تھوڑا ہے گھوڑا مع

سواری اس میں ڈال دیا۔ اس کا ڈالنا تھا کہ ندی میں طغیانی آگئی۔ قریب تھا کہ ہم سب اس میں
جائیں۔ میں گاڑی سے کود کر پانی میں کود پڑا۔ پانی گاڑی کو بہا کر لے گیا۔ میں نے فوراً بلند آواز سے
پکارا اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ بس یہ کہنا تھا کہ گاڑی پانی سے نکل کر ایک اونچے پتھر پر آکر
ہوئی۔ اس موقعہ پر میرے اور کوچوان کے سوا وہاں دوسرا شخص کوئی ساتھ نہ تھا۔ الخ

(حیات امام جزری مع حصن حصین ص ۷۵ طبع کراچی از عبدالحلیم چشتی)

اعتراض :- ابن لعل دین بجدی نے درج ذیل عنوان کے تحت ابوداؤد اور طحاوی کی روایات کے
چند دوسری روایات اور ایک فقہ کی عبارت پر جاہلانہ تنقید کی ہے۔

"جداگانہ تصور نماز" (میٹھی میٹھی سنتیں..... ص ۱۱۳ تا ۱۱۵)

الجواب :- ہم سلسلہ وار تمام اعتراضات کے تحقیقی جوابات پیش کرتے ہیں۔

نمبر1 :- "جداگانہ تصور نماز"

قادری صاحب نے کسی جداگانہ نماز کا تصور پیش نہیں کیا۔ بلکہ آپ اسی نماز کے قائل و عامل
جس کا رب کائنات جل شانہ نے حکم دیا ہے۔ "اقیموا الصلوٰۃ" نماز قائم کرو۔ (القرآن) نماز ہر مسلمان
عاقل بالغ مرد و عورت پر فرض ہے۔ نماز کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر اور سستی و کاہلی سے نہ ادا کرنے
والا گناہ گار ہوگا۔ قادری صاحب درج ذیل ترتیب سے فقہ حنفی کے مطابق 5 وقتہ نماز ادا کرتے ہیں۔

نام نماز	سنت غیر مؤکدہ	سنت مؤکدہ	فرض	سنت مؤکدہ	نفل	وتر	نفل
فجر	*	2 رکعت	2 رکعت	*	*	*	*
ظہر	*	4 رکعت	4 رکعت	2 رکعت	2 رکعت	*	*
عصر	4 رکعت	*	4 رکعت	*	*	*	*
مغرب	*	*	3 رکعت	2 رکعت	2 رکعت	*	*
عشاء	4 رکعت	*	4 رکعت	2 رکعت	2 رکعت	3 رکعت	2 رکعت

اور اسی نماز کی تلقین اپنے مریدین، متعلقین اور معتقدین کو کرتے ہیں۔

نمبر2 :- جو شخص ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ہر ایک حرف کے
جو اسکی زبان سے نکلا ہے۔ پانچ حوریں اور پانچ محل جنت میں عطا فرمائے گا۔ اور قیامت کے دن
اس کے پاس براق کی صورت میں آئے گی۔ جس پر وہ سوار ہو کر پل صراط سے چمکتی ہوئی بجلی کی طرح
جائے گا۔ اور جنت میں داخل ہوگا۔ (فیضان سنت ص ۷۹۹)

O......اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک شہر بنایا ہے جس کا نام مدینۃ الجلال ہے۔ اس میں ایک محل ہے

نام قصر عظمت ہے۔ اس کے اندر ایک مقام ہے جس کا نام بیت الرحمۃ ہے۔ اس کے اندر چار ہزار تخت
ہوئے ہیں۔ ہر تخت پر چار ہزار حوریں ہیں۔...... (یہ اس کے لئے ہے) جو پانچوں وقت کی نمازیں
جماعت پڑھے گا۔ (فیضان سنت)

O..... چاشت کی ایک رکعت کے بدلہ میں آدمی کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (فیضان سنت)

ان تینوں روایات میں نماز پنجگانہ باجماعت پڑھنے اور نماز چاشت ادا کرنے پر ثواب کا تذکرہ ہے۔ اور
رب العزت جل جلالہ جس قدر اپنے بندوں کو ثواب سے نواز دے۔ اس کی شان "کن فیکون" ہے۔
وہ مالک و مختار اور واسع ہے۔ آپ کون ہیں؟ اس کی عطاء و بخشش پر اعتراض کرنے والے۔

☆...... قاضی محمد سلیمان منصورپوری غیر مقلد اللہ تعالیٰ کے اسم " واسع " کے تحت لکھتے ہیں :

"اللہ تعالیٰ واسع ہے۔ اور اسکی جود و عطاء حیطہ اندازہ سے باہر ہے۔ (شرح اسماء الحسنیٰ ص ۹۷ طبع لاہور)

نیز ابن لعل دین ان روایات کو موضوع ثابت نہیں کر سکا۔ تو لا محالہ یہ روایات ضعیف ہیں۔ اور
ضعیف احادیث عند الفریقین فضائل و اعمال میں قبول ہیں۔

O- میاں نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں :-

حدیث ضعیف فضائل میں مقبول ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ص ۳۰۳ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

O- نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد لکھتے ہیں :-

احادیث ضعیفہ در فضائل و اعمال معمول بہا است

(مسک الختام شرح بلوغ المرام ص ۵۷۲ جلد اول طبع بھوپال ۱۳۰۶ھ)

ابن لعل دین نے زیر بحث روایات کو تو ضرب دی ذرا درج ذیل روایات کو بھی ضرب دیں۔

☆...... نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتا ہے :-

"ایک مسئلہ کا سیکھنا سکھانا ہزار رکعت نماز سے تطوعاً بہتر ہے "

(مناقب الخلفاء الراشدین ص ۸۱ طبع ۱۳۰۰ھ)

☆...... قاضی محمد سلیمان منصورپوری لکھتے ہیں :-

حدیث شریف میں ہے۔ (کوئی حوالہ نہیں ، ابن لعل دین کے لیے لمحہ فکریہ)

" سبحان اللہ نصف الایمان والحمد للہ یملاہٗ "

سبحان اللہ کہنے سے میزان عمل آدھی بھر جاتی ہے اور الحمد للہ کا کہنا اسے کے پلڑے کو پورا بھر دیتا

(شرح اسماء الحسنیٰ ص ۱۲۰ طبع لاہور)

الجواب ابن لعل دین ۔ پھر نماز پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ آدھا پلڑا سبحان اللہ کہنے سے بھر گیا۔ اور آدھا

پلڑا الحمد للہ کہنے سے۔

☆...... نیز قاضی صاحب لکھتے ہیں :-

ترمذی میں روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: جو کوئی شخص ایک دن میں ١٠٠ بار یہ وظیفہ کرے ۔اسے دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ سو نیکیاں اس کی لکھی جائیں گی۔ سو بدیاں مٹادی جائیں گی۔اور اس روز اسے شیطان سے حفاظت ہو گی۔اور اس روز اس سے اچھے عمل والا صرف وہی ہو گا جس نے یہ کلمات اس سے زیادہ کہے ہوں گے۔

" لا اله الا الله وحدهٗ لا شريك لهٗ لهُ الملك ولهُ الحمد وهو على كل شئ قدير "

(شرح اسماء الحسنیٰ ص ١٢٧ طبع لاہور)

☆...... مولوی عبد السلام بستوی سابق شیخ الحدیث، دار القرآن والحدیث، دہلی لکھتے ہیں :-

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مکہ پیدل حج کیا۔اور پھر پیدل اپنے گھر واپس آیا تو اس کے ہر قدم کے بدلے میں سات سو نیکیاں ملیں گی۔ہر ایک نیکی حرم کی نیکی کی مثل ہے۔عرض کیا گیا حرم کی نیکی کیا ہے؟ فرمایا ہر نیکی لاکھ نیکی کے برابر ہے۔ (اسلامی تعلیم ، حصہ چھٹا ، ص ٦٧٨ طبع لاہور ١٩٨٩ء)

نمبر2 :- ابن لعل دین طنزاً لکھتا ہے :

"پہاڑ کی چوٹی پر اذان دے کر تنہا نماز پڑھنے والا جنتی ہو جاتا ہے۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ص ١١٣) (فیضان سنت ص ٩٦٢)

☆...... قادری صاحب نے فیضان سنت ص ٩٦٢ پر درج ذیل سرخی لکھ کر

" پہاڑ کی چوٹی پر اذان دے کر تنہا نماز پڑھنے والا جنتی ہو جاتا ہے۔"

اس کی اس طرح کچھ وضاحت کی ہے۔پیارے اسلامی بھائیو! اس حدیث پاک سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ جماعت سے نماز پڑھنے سے تنہا نماز پڑھنا افضل ہے۔ہر گز ایسا نہیں ہے۔یہ فضیلت تو ایسے جنگل ، بیابان اور پہاڑ وغیرہ کے لیے ہے کہ جہاں بندہ تنہا ہو۔اور کوئی ایسی مسجد بھی نہیں کہ اس میں جا کر باجماعت نماز ادا کر سکے۔الخ۔ اور اس کے بعد ابوداؤد اور نسائی کی ایک حدیث بحوالہ مشکوٰۃ نقل کی ہے۔ جس کو ابن لعل دین نے شیر مادر سمجھ کر ہضم کر کے بددیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔ فعل اور قول رسول ﷺ پر طنز کرنا سراسر منافقت ہے۔ جیسا کہ موصوف کے جد اعلیٰ ذوالخویصرہ نے نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں اس جرم کا عملی مظاہرہ کیا تھا۔ بخاری اور مسلم میں حدیث ہے۔

"رسول اکرم ﷺ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ تو ذوالخویصرہ نے کہا: یا رسول عدل کیجئے! حضور ﷺ نے فرمایا: تجھے خرابی ہو۔ میں نہ عدل کروں گا تو عدل کون کرے گا۔ حضرت عمر نے عرض کیا: مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن مار دوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اسے

ہوا دو۔ اس کے اور بھی ہمراہی ہیں۔ کہ تم ان کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر دیکھو گے۔وہ قرآن پڑھیں گے اور ان کے گلوں سے نہ اترے گا۔وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے۔"

حدیث مبارکہ :- حضور ﷺ نے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ! تیرا رب اس بکری کے چرواہے سے بہت خوش ہوتا ہے۔جو پہاڑ کے کسی ٹیکرے کی چوٹی پر اذان پکارتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ (اپنے فرشتوں سے) فرماتا ہے۔کہ میرے اس بندے کو دیکھو! یہ نماز قائم کرتا ہے اور مجھ سے ڈرتا ہے۔بے شک میں نے اپنے اس بندے کو بخش دیا اور اس کو جنت میں داخل کر دیا۔

(رواہ ابوداؤد والنسائی ۔ مشکوٰۃ ص ٦٥ طبع ملتان)

☆...... علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں :-

امام ابوداؤد نے التزام کیا ہے اس بات کا کہ حدیث صحیح ہووے یا حسن۔اور اسی واسطے یہ کتاب بعد صحیحین کے سب کتابوں سے زیادہ معتبر ہے۔

☆...... مولوی عبد القادر حصاروی غیر مقلد لکھتے ہیں :-

سنن ابوداود ، سنن نسائی ، جامع ترمذی ، مسند احمد بن حنبل ، جامع الاصول ، درجہ دوم کی کتب حدیث ہیں۔ان کتابوں میں اکثر صحیح یا حسن حدیثیں ہیں۔ضعیف حدیثیں قلیل ہیں۔اور جو ہیں وہ ایسی ہیں جن پر اہل علم کا تعامل پایا جاتا ہے۔ (صحیفہ اہلحدیث کراچی، صفحہ نمبر ١٧٤)

نمبر3 :- ابن لعل دین نے درج ذیل فقرات بغیر حوالہ جات کے لکھ کر حسب سابق بددیانتی کے مظاہرہ کیا ہے۔اور یہ تاثر دینے کی ناپاک کوشش کی ہے کہ یہ فقرات قادری صاحب کے خود ساختہ ہیں۔ جبکہ فیضان سنت میں ان جملوں کے آگے شامی اور طحاوی کتب کا نام لکھا ہوا ہے۔دیکھئے صفحہ نمبر ٩١٤، ٩١٥۔

(١) نماز فجر حضرت آدم نے صبح ہونے کے شکر میں ادا کی کیونکہ انہوں نے جنت میں رات نہ دیکھی تھی۔

(٢) نماز ظہر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جان محفوظ رہنے اور دنبہ کی قربانی کرنے کے شکریہ میں ادا کی۔

(٣) نماز عصر حضرت عزیر نے پڑھی تھی۔اس لیے کہ وہ سو برس کے بعد زندہ فرمائے گئے۔

(٤) نماز مغرب حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی توبہ قبول ہونے کے شکریہ میں پڑھی تھی۔کیونکہ ان کی توبہ مغرب کے وقت قبول ہوئی تھی۔چار رکعت کی نیت کی تھی مگر درمیان میں تین رکعت پر ہی سلام پھیر دیا۔ (٥) نماز عشاء ہمارے آقا ﷺ نے ادا فرمائی۔

اس روایت کو (جس کے یہ تمام جملے ہیں) امام ابی جعفر احمد بن محمد مصری طحاوی حنفی (م ۳۲۱ھ) نے اپنی مشہور تالیف "شرح معانی الآثار" جلد اول ص ۱۲۹ طبع ملتان پر اپنی مندرجہ ذیل سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ "حدثنی القاسم بن جعفر قال سمعت بحر بن حکیم الکیسانی یقول سمعت ابا[1] عبدالرحمٰن عبید اللہ بن محمد ابن عائشۃ یقول ان آدم علیہ السلام لما تِیبَ علیہ عند الفجر صلی رکعتین فصارت الصبح وفدی اسحٰق عندالظہر فصلی ابراہیم علیہ السلام اربعاً فصارت الظہر و بعث عزیر فقیل لہٗ کم لَبِثْتَ فقال یوما فرأی الشمس فقال او بعض یوم فصلی اربع رکعات فصارت العصر وقد قیل غفر لعزیر علیہ السلام وغفر داؤد علیہ السلام عند المغرب فقام فصلی اربع رکعات فجھد مجلس فی الثالثۃ فصارت المغرب ثلثاء اول من صلی العشاء الآخرۃ نبینا ﷺ الخ۔

اس حدیث کی تائید درج ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ جس کو سیدنا عبدالقادر گیلانی نے نقل فرمایا ہے۔

روایت ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی نے خدا کے رسول ﷺ سے سوال کیا کہ سب سے پہلے صبح کی نماز کس شخص نے پڑھی۔ آپ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام نے۔ اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا اور خدا کے فضل سے انہوں نے نجات پائی تو اس وقت آپ نے ظہر کی نماز ادا کی۔

(غنیۃ الطالبین ص ۵۳۶، طبع لاہور ۱۳۹۴ھ از سیدنا عبدالقادر گیلانی (م ۵۶۱ھ))

کتب حدیث میں معانی الآثار کا مقام

علامہ بدرالدین حنفی عینی نے اس کو دوسری بہت سی کتب حدیث پر ترجیح دی ہے۔ فرماتے ہیں کہ "سنن ابی داود" جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ وغیرہ پر اس کی ترجیح اس قدر واضح ہے کہ اس میں شک کوئی ناواقف ہی کرے گا۔

علامہ ابن حزم ظاہری نے اپنے جمود و تشدد کے باوجود اس کو سنن ابی داود و سنن نسائی کے درجہ پر رکھا ہے۔ مولانا انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اس کا مرتبہ سنن ابی داود کے قریب ہے۔ کیونکہ اس کے رواۃ معروف ہیں اگرچہ بعض متکلم فیہ بھی ہیں۔ اس کے بعد ترمذی پھر ابن ماجہ کا درجہ ہے۔

(ظفر المحصلین باحوال المصنفین ص ۱۶۸ طبع کراچی ۱۹۸۶ء)

نمبر 4: - ابن لعل دین نے قادری صاحب کے رسالہ "نماز کا جائزہ" سے درج ذیل ایک عبارت بطور طنز

---

[1] ابو عبدالرحمٰن عبید اللہ بتصغیر العبد ابن محمد بن حفص بن عمر بن موسیٰ المعروف بابن عائشۃ و بالعیشی ثقۃ جواد ۱۲ (تقریب التہذیب)

[illegible] " اگر اپنے یا پرائے کم از کم ایک درہم کے نقصان کا خوف ہو مثلاً دودھ ابل جائے یا [illegible] کاری، روٹی وغیرہ جل جانے کا خوف ہو یا کم از کم ایک درہم کی کوئی چیز چور اچکا لے بھاگے۔ [illegible] میں نماز توڑ دینے کی اجازت ہے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں .... ص ۱۱۵)

یہ مسئلہ فقہ حنفی کی معتبر کتب " در مختار " اور عالمگیری میں موجود ہے۔

(بہار شریعت ص ۲۵۴ جلد اول طبع لاہور)

اگر اس کے خلاف کوئی دلیل ہو تو پیش کرو، ورنہ خواہ مخواہ ایک فقہی مسئلہ پر طنز کرنے سے کیا [illegible] خداوند قدوس سے ڈرو! کل بروز محشر اس کے ہاں کیا جواب دو گے؟

اعتراض: ابن لعل دین نجدی نے بعنوان "پانچ مصنوعی نمازیں" لکھ کر چار طریقوں سے ماہ رمضان [illegible] کی ادائیگی اور ان کا اجر "فیضانِ سنت" سے نقل کیا ہے۔ اور پانچویں نماز صلوٰۃ الاسرار (نماز [illegible]) تحریر کی ہے اور بزعم خویش کچھ آیات قرآنی "صلوٰۃ الاسرار" کے رد میں نقل کی ہیں۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا ...... ص ۱۱۸ تا ۱۲۳)

جواب: عبدالملک بن عمیر سے روایت ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: [illegible] میں ہر بیماری کی شفا ہے۔ (سنن دارمی ص ۳۸۱ طبع کراچی)

اب اگر کسی مریض کو سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا جائے اور اس کو شفا نہ ہو اور وہ وصال کر جائے [illegible] تقدیر الٰہی پر محمول کریں گے مگر سورۃ فاتحہ کی فضیلت کا انکار نہیں کیا جائے گا۔ (کہ اس میں [illegible] کی شفا ہے۔)

"نماز غوثیہ" کے متعلق ہم نے اوراق گذشتہ میں سیر حاصل بحث کر آئے ہیں۔ ہاں جو [illegible] دین نے اس کے رد میں قرآنی آیات پیش کی ہیں ہم ان کی صحیح تفسیر پیش کرتے ہیں۔

پہلی آیت: - "اقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین" (الروم - ۳۱)

نماز قائم کرو اور مشرک نہ ہو جاؤ۔

جواب: - بے شک شرک سے بچنا ہر مومن کا کام ہے۔ مگر شرک کی تعریف وہ قابل قبول ہو گی، جو ائمہ [illegible] نے کی ہے۔ نہ کہ ابن لعل دین اور فرقہ نجدیہ نے۔ جس کی وجہ سے عامۃ المسلمین تو در کنار عالم [illegible] کی عظیم ہستیاں مشرک قرار پاتی ہیں۔ شرک کا صحیح مفہوم ہم اوراق گذشتہ میں بیان کر آئے ہیں۔

دوسری آیت: - "والٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم" (البقرۃ)

لوگو! تمہارا صرف ایک ہی معبود ہے۔ اس کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں۔ وہ بہت [illegible] کرنے والا ہے

اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ صانع عالم جل جلالہٗ واجب الوجود ازلی ابدی ہے۔ کوئی مثل
ذات میں ہے نہ صفات میں۔ وجوب وجود، استحقاق عبادت، خالقیت باختیار خود تدبیر کائنات کلی و جزئی
اس کی ذات مقدس سے مختص ہیں۔

بے شک یہ آیت کریمہ ہمارے عقیدہ کی ترجمانی کرتی ہے۔ اس آیت مبارکہ کو اہل سنت و
جماعت کے خلاف پیش کرنا جہالت ہے۔

آیت نمبر3 :- "ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم۔" (اعراف:۱۹۴)

(اے کفار) بے شک وہ جنہیں تم پوجتے ہو اللہ کے سوا بندے ہیں تمہاری طرح۔

تدعون کا مفہوم :- تمام مقدمین مفسرین نے جہاں کہیں بھی مشرکین کا بتوں کو دعا کرنے
قرآن میں ذکر آیا ہے۔ دعا کا معنیٰ عبادت سے کیا ہے۔

تدعون = ای تعبدون و قیل تدعونہا الھۃ (تفسیر قرطبی)

// = ای تعبدونھم آلھۃ (تفسیر بیضاوی، مظہری)

ان الذین تدعون ایہا المشرکون الھۃ من دون اللہ و تعبدونھا۔ (تفسیر ابن جریر)

آج کل بعض لوگ ان کلمات کے مفہوم کو صحیح نہ سمجھ سکنے کے باعث جمہور اہل اسلام کی
تکفیر اور ان کو مشرک ثابت کرنے میں اپنی زبان و قلم کا سارا زور صرف کر رہے ہیں۔ جیسا کہ ابن
دین کی مثال ہمارے سامنے ہے۔

لفظ دعا کی تحقیق :-

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں دعا کی دو قسمیں ہیں۔ ایک دعا بمعنیٰ عبادت ہے اور ایک دعا بمعنیٰ
سوال ہے۔ عبادت کرنے والے کو بھی داعی کہتے ہیں اور سائل کو بھی داعی کہا جاتا ہے۔ (جلاء الافہام)

اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت کرنا شرک ہے۔ لیکن کسی سے مانگنا یا سوال کرنا شرک نہیں۔ جن
لوگوں نے قرآن حکیم میں کبھی غور کیا ہے۔ ان پر مخفی نہیں کہ کفار و مشرکین کا اپنے بتوں کے متعلق
کیا عقیدہ تھا؟ وہ بتوں کو الٰہ مانتے تھے۔ اور ان کی عبادت کیا کرتے تھے۔ قرآن کریم میں ہے۔

" انھم کانوا اذا قیل لھم لا الہ الا اللہ یستکبرون ٥ ویقولون أئنا لتارکوا
الھتنا لشاعر مجنون " (صٰفٰت)

جب انہیں کہا جاتا ہے کہ کہو لا الہ الا اللہ تو وہ غرور کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کیا ہم ایک شاعر مجنون
کے کہنے پر اپنے الھۃ (خداؤں) کو چھوڑ دیں۔

اگر آج بھی کوئی کسی کو الٰہ مانے اور اسکی عبادت کرے خواہ جس کو الٰہ مان رہا ہے اور عبادت

کرتا ہے۔ انسان ہو یا غیر انسان، زندہ ہو یا مردہ، اس کو پکارنا خواہ دور سے ہو یا نزدیک سے شرک
ہے۔ لیکن کسی کو محض ندا کرنا جبکہ منادیٰ کے متعلق ندا کرنے والے کا یہ عقیدہ نہ ہو شرک نہیں۔ اور
اس کو بھی شرک قرار دینا بہت بڑی جسارت اور زیادتی ہے۔ حقیقت یہ کہ جو دعا (پکارنا) شرک ہے وہ ہر
حال میں شرک ہے اور جو شرک نہیں وہ کسی حال میں شرک نہیں۔ انسان اور غیر انسان، زندہ و فوت
شدہ، نزدیک اور دور کی قیود سب من گھڑت ہیں۔ آپ غور کیجئے اگر دور سے پکارنا ہی شرک ہو تو کیا کسی
بت کے پاس بیٹھ کر اسے پکارنا شرک نہیں ہوگا؟ اگر آپ کہیں کہ کیونکہ یہ بے جان ہیں اس لیے ان کو
نزدیک سے پکارنا بھی شرک ہے۔ تو آپ کا ان لوگوں کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو زندہ فرعون کی اس
کے سامنے کھڑے ہو کر پرستش اور عبادت کیا کرتے تھے۔ اور اس کے روبرو اس سے فریاد کیا کرتے
تھے۔ یقیناً وہ بھی مشرک تھے اگرچہ دور سے پکار نہیں رہے تھے۔ اگرچہ وہ بے جان کو پکار نہیں رہے تھے۔
تو جو چیز مابہ الامتیاز ہے وہ یہ ہے کہ پکارنے والا جس کو پکار رہا ہے۔ اس کے متعلق اس کا عقیدہ کیا ہے؟ اگر
وہ اس کو الٰہ، معبود اور خدا یقین کرتا ہے تو یہ شرک ہے خواہ دور سے ہو یا نزدیک سے۔ وہ زندہ ہو یا مردہ۔
قرآن کریم نے بارہا اس بات کی تصریح کی ہے۔ لا تدعون مع اللہ الھا آخر۔ کسی کو اللہ کے
ساتھ خدا سمجھ کر مت پکارو۔

جب خدا کے یہ مقرب بندے (انبیاء کرام، اولیاء عظام) مظہر خدا ہو کر کمال انسانیت
کے اس مرتبہ پر فائز ہوتے ہیں۔ جس کے لیے ان کی تخلیق ہوئی تھی۔ تو صفات الٰہیہ سے وہ بندے منور
ہو جاتے ہیں۔ سمع و بصر کا مظہر ہو کر مخلوق کو نفع پہنچانے والے ہیں اور بارگاہ رب العزت میں دعائیں کر
کے رب کو راضی کرنے کی صلاحیتیں رکھنے والے ہیں۔ ان میں مشکل کشائی کی قدرتیں بھی ہیں، دور سے
دیکھنے کی قدرتیں بھی اور بعید کی آواز کو بھی سن سکتے ہیں۔

لہٰذا ! وہ آیات جو مشرکین عرب کے حق میں نازل ہوئیں۔ ان کو اہل اسلام پر چسپاں
کرنا خارجیوں کا شیوہ ہے۔ بخاری شریف میں ہے۔

" وکان ابن عمر یراھم شرار خلق اللہ تعالیٰ وقال انھم انطلقوا الیٰ آیات نزلت فی
الکفار فجعلوھا علی المؤمنین۔" (بخاری شریف ص ۱۰۲۴، جلد دوم باب قتال الخوارج)

عباد امثالکم (تمہارے جیسے بندے) کی تشریح :- امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔
کہ مشرکین مکہ تو بتوں کے پرستار تھے اور بت پتھر اور لکڑی کے بے جان مجسمے ہوا کرتے تھے۔ ان کو عباد
امثالکم کیوں کہا گیا؟ امام صاحب نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔ (۱) کیونکہ مشرکین کا یہ عقیدہ
تھا کہ یہ زندہ ہیں اور سنتے اور سمجھتے ہیں۔ اس لیے ان کے اعتقاد کے مطابق ان سے بات کی گئی اور ان

ساری آیتوں میں یہی اسلوب اختیار کیا گیا۔ (۲) یہ الفاظ بطور استہزاء استعمال کئے گئے ہیں۔ یعنی اے عقل کے دشمنو! اگر تمہاری بات ایک منٹ کے لیے مان بھی لی جائے کہ یہ زندہ ہیں اور سنتے سمجھتے ہیں تو پھر بھی زیادہ سے زیادہ یہ تمہاری طرح انسان ہی ہوں گے۔ یہ آخر خدا کیونکر ہو گئے؟ اور اپنے جیسے کی بندگی کا پٹہ گلے میں ڈالنا کہاں کی دانشمندی ہے؟ (تفسیر کبیر، سورۃ اعراف)

علامہ قرطبی نے بتوں کو عباد کہنے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ وہ بھی تمہاری طرح اس کے مملوک ہیں۔ اور تمہاری طرح اس کے پیدا کردہ ہیں۔ (تفسیر قرطبی، سورۃ اعراف)

علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں۔ محض صوری مشابہت کی وجہ سے ان بتوں کو آیت "ان الذین تدعون من دون اللہ عبادا امثالکم۔" (۷ - ۱۴) (مشرکو) جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو تمہاری طرح کے بندے ہی ہیں۔ میں عباد امثالکم کہدیا ہے۔ حالانکہ وہ بے جان مجسمے تھے۔

(مفردات القرآن ص ۱۱۵۶ طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

نیز ملاحظہ ہو، تفسیر نسفی جلد ۲، تفسیر ابن جریر جلد ۹، تفسیر خازن جلد ۲۔

آیت نمبر ۴ :- " ادعونی استجب لکم (المومن ۶۰)

مجھے پکارو، میں جو ہوں تمہاری پکار قبول کرنے والا۔

اہل سنت وجماعت، براہ راست اور انبیاء واولیاء کے وسیلہ سے دعا مانگنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اس لیے ہمارے عقیدہ کے خلاف اس آیت کو پیش کرنا نادانی ہے۔

آیت نمبر ۵ :- "اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم هل من شرکاء کم من یفعل من ذالکم من شیٔ ٥ سبحانہ' و تعالیٰ عما یشرکون ٥

ہمارا عقیدہ ہے :

٥- صانع عالم جل جلالہ واجب الوجود ابدی ازلی ہے۔ کوئی مثل نہ ذات میں ہے نہ صفات میں۔ وجوب وجود، استحقاق عبادت، خالقیت باختیار خود تدبیر کائنات کلی وجزوی اس کی ذات مقدس سے مختص ہے۔ شفائے مریض، عطائے رزق، ازالۂ تکالیف ومصائب بطور استقلال وخلق اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ پس اس آیت کو اہلسنت کے عقائد کے خلاف پیش کرنا کم عقلی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا سوال اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جواب

"اور جب پوچھے گا کہ اے عیسے ابن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں و معبود بنا لو؟ عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ سبحان اللہ! میرا یہ کام نہ تھا کہ میں وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا۔ اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا۔" (المائدۃ)

جمہور مفسرین کا قول یہ ہے کہ یہ سوال وجواب قیامت کے دن ہوگا۔ اس سے [illegible] یوم یجمع الخ اور بعد کی آیت یوم ینفع الخ اس کی موید ہیں۔

سوال ہمیشہ اس لیے نہیں کیا جاتا کہ سائل کو اس چیز کا علم نہیں بلکہ سوال دوسرے فوائد کے لیے بھی ہو سکتا ہے۔ یہاں اس استفسار سے مقصود یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ان آدمیوں کو اپنی فحش غلطی پر آگاہ کیا جائے جس میں مبتلا ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا فرزند خدا بنائے ہوئے ہیں۔

[illegible] دنیا میں حضرت مریم کی پرستش کوئی پوشیدہ امر نہیں۔ وہ ان کے قد آدم مجسمے بنا کر اپنے [illegible] محرابوں میں رکھتے ہیں اور تمام رسوم پرستش کی بجا لاتے ہیں۔ (جبکہ کوئی مسلمان ایسا نہیں [illegible]

سوال :- "قضائے عمری" کی نماز ادا کرنے سے زندگی بھر کی ترک شدہ نمازوں کی تلافی ہو [illegible] الخ

(تلخیص : میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۱۲۴)

جواب :- یہ قادری صاحب پر بہتان عظیم ہے۔ جبکہ قادری صاحب نے صراحتاً تحریر فرمایا ہے۔

"رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو شب قدر میں بعض لوگ باجماعت قضائے عمری پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضائیں اس ایک نماز سے ادا ہو گئیں۔ یہ باطل محض ہے۔"

(نماز کا چور مع نماز کا طریقہ ص ۵۸ طبع کراچی)

قادری صاحب کے دادا پیر مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

(در جمعہ آخری رمضان شریف قضائے نماز تمام عمر بہ نیت قضائے عمری خواہد کہ ادا شد)

[illegible] طریقہ کہ بہر تکفیر صلوٰت فائتہ احداث کردہ اند بدعتے شنیعہ در دین نہادہ اند۔ حدیثیں موضوع [illegible] موضوع وایں نیت واعتقاد باطل ومرفوع اجماع مسلمین بر بطلان ایں جہالت شنیعہ وجہالت قطعیہ [illegible] حضور پرنور سید المرسلین ﷺ فرمودہ اند "من نصی صلاۃ فلیصلها اذا ذکر ہا لا [illegible] لها الا ذلک" ہر کہ نمازے فراموش کرد چوں یاد آید آں نماز باز گزارد وجز ایں مراد را [illegible]

(اخرجہ احمد وبخاری ومسلم) (فتاوٰی رضویہ ص ۶۴۲ جلد ۳ طبع لائل پور ۱۳۹۳ھ)

مولانا حکیم محمد امجد علی صاحب بہار شریعت فرماتے ہیں :-

قضائے عمری کہ شب قدر یا اخیر جمعہ رمضان میں جماعت سے پڑھتے ہیں۔ اور یہ [illegible] عمر بھر کی قضائیں اس ایک نماز سے ادا ہو گئیں یہ محض باطل ہے۔

(بہار شریعت ص ۲۹۶ جلد اول طبع لاہور)

ایک فقہی مسئلہ:- قادری صاحب نے قضا شدہ نمازوں کے ادا کرنے کے

ایک فقہی مسئلہ بیان کیا ہے۔ ابن لعل دین کی علمی قابلیت کو داد دیجئے کہ وہ فقہ کی اردو کی ایک

سمجھنے سے قاصر ہے۔ اور موصوف نے اپنی نافہمی کی بنا پر مختلف شکوک و شبہات قائم کر کے عوام الناس

قادری صاحب سے متنفر کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ اور سوقیانہ زبان استعمال کی ہے۔ ہم

مسئلہ کی صحیح تصویر قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس پر قضا نمازیں زیادہ ہوں۔ وہ ان کی نیت کس طرح

کر کرے اور قضا میں کیا کیا نماز پھیری جاتی ہے۔ اور جس کے ذمہ قضائیں بہت کثیر ہوں (یعنی جس نے

کبھی نماز ہی نہ پڑھی ہو اور اب توفیق ہوئی ہو) جن کی ادا سخت دشوار ہے۔ تو آیا اس کے لیے کوئی

نکل سکتی ہے؟ جس سے ادا میں آسانی ہو جائے کہ ادا میں جلدی منظور ہے کہ موت کا وقت معلوم نہیں

الجواب :- جس نے کبھی نمازیں ہی نہ پڑھی ہوں اور اب توفیق ہوئی اور قضا عمری پڑھنا چاہتا ہے

جب سے بالغ ہوا ہے۔ اس وقت سے نمازوں کا حساب لگائے اور تاریخ بلوغ بھی نہیں معلوم تو احتیاط

میں ہے کہ عورت نو سال کی عمر سے اور مرد بارہ سال کی عمر سے نمازوں کا حساب لگائے۔

قضا ہر روز کی نماز کی فقط بیس رکعتوں سے ہوتی ہے۔ دو فرض فجر کے، چار ظہر، چار عصر

تین مغرب۔ چار عشاء، تین وتر کے (بیس رکعت)۔ **قضا** میں یوں نیت کرنی ضروری ہے

نیت کی میں نے پہلی فجر کی جو مجھ سے قضا ہوئی یا پہلی ظہر جو مجھ سے قضا ہوئی۔ اسی طرح ہمیشہ ہر نماز میں

کرے۔ اور جس پر قضا نمازیں بہت کثرت سے ہوں۔ وہ آسانی کے لیے اگر یوں بھی ادا کرے تو جائز ہے

(۱) کہ ہر رکوع میں اور ہر سجدہ میں تین تین بار سبحان ربی العظیم، سبحان ربی الاعلیٰ کی جگہ صرف ایک بار

کہے۔...... دوسری تخفیف یہ ہے کہ فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ

سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ تین بار کہہ کر رکوع میں چلے جائیں۔............ یہ تخفیف فقط فرضوں

کی تیسری، چوتھی رکعت میں ہے۔ وتروں کی تینوں رکعتوں میں الحمد اور سورت دونوں ضروری

جائیں گی۔ تیسری تخفیف دوسری التحیات کے بعد دونوں درودوں اور دعا کی جگہ صرف

صل علی محمد و اٰلہ کہہ کر سلام پھیر دے۔ چوتھی تخفیف وتروں کی تیسری رکعت میں

دعائے قنوت کی جگہ اللہ اکبر کہہ کر فقط ایک یا تین بار "رب اغفرلی" کہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

O-- فتاویٰ رضویہ ص ۶۴۳ جلد ۳ طبع لائلپور

O-- احکام شریعت ۱۴۰ حصہ دوم طبع کراچی)

O-- نماز کا چور مع نماز کا طریقہ از قادری صاحب ص ۵۸ ۱۲

ابن لعل دین کے نزدیک سوال مذکورہ کا یہ جواب درست نہیں ہے تو کتاب و سنت کی روشنی

میں اس کا صحیح جواب تحریر کرے۔ خواہ مخواہ عوام الناس کو پریشان کرنا عقلمندی نہیں بلکہ جہالت ہے۔

اعتراض :- فحش بات کرنے، گالی دینے، جھوٹ بولنے یا غیبت کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۱۲۷)

الجواب :- یہ فقہ حنفی کا مسئلہ ہے اگر یہ درست نہیں تو کتاب اللہ اور حدیث صریحہ مرفوعہ سے اسکی

تردید کریں۔ فقط سوقیانہ گفتگو سے کام نہیں چلے گا۔ علمی میدان ہے۔ تحقیقی بات کرو۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی لکھتا ہے :-

وضو آٹھ چیزوں سے ٹوٹتا ہے۔

(۱).. سبیلین سے کسی چیز کا خارج ہونا۔	(۲).. بدن سے کسی چیز کا حد سے زیادہ نکلنا
(۳).. نیند یا کسی بھی وجہ سے عقل کا زائل ہو جانا۔	(۴).. شہوت سے عورت کو چھونا۔
(۵).. ذکر یا عضو خاص کو ہاتھ لگانا۔	(۶).. میت کو غسل دینا۔
(۷).. اونٹ کا گوشت کھانا۔	(۸).. مرتد ہو جانا۔

(رسالہ احکام الصلوٰۃ ص ۵۰۴ طبع لاہور)

معلوم ہوا کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے نزدیک فحش بات کرنے، گالی دینے، جھوٹ

بولنے یا غیبت کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ قادری صاحب پر اعتراض کرنے سے پہلے محمد بن

عبدالوہاب نجدی کا ماتم کیجئے۔

اعتراض :- ابن لعل دین درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے :

"بچے کا پیشاب"

قادری صاحب حدیث کی مخالفت کرتے ہوئے لکھتے ہیں : "عوام میں مشہور ہے کہ دودھ

پینے والے بچے کا پیشاب پاک ہے۔ یہ بالکل بے اصل بات ہے۔ بچہ کتنا ہی چھوٹا ہو، لڑکا ہو یا لڑکی ہو (اگر

پیدا) ہوتے ہی پیشاب کر دے، ناپاک ہے۔"

حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالیشان اس کے بالکل الٹ ہے۔ آپ نے فرمایا: شیر خوار

بچی کے پیشاب سے کپڑے کو دھویا جائے گا جبکہ بچے (لڑکے) کے پیشاب کرنے پر صرف چھینٹے مار لینا ہی

کافی ہے۔ (نہ کہ اس کو دھویا جائے) بلوغ المرام۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۱۲۷)

الجواب :- حضرت امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

"اخبرنا مالک اخبرنا ھشام بن عروہ عن مالک بن انس۔ ہشام بن عروہ اپنے والد عروہ بن زبیر

ابیه عن عائشة انها قالت اتی النبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ کہتی

بصبی فبال علیٰ ثوبہٖ فدعاء بماء فاتبعه رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بچہ لایا گیا۔ اس

اِیَّاہُ ۔ کے کپڑوں پر پیشاب کردیا۔ آپ نے پانی منگا کر اس

(مؤطا امام محمد ص ٢٩ طبع کراچی)

امن لعل دین کی پیش کردہ حدیث کا جواب :-

"قال رسول اللہ ﷺ یغسل من بول الجاریة و یرش من البول الغلام ۔(بلوغ المرام ص ١٢
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دھویا جاوے پیشاب لڑکی کے سے اور پانی چھڑکا جاوے پیشاب لڑ
سے۔

(ترجمہ مولوی عبدالتواب ملتانی غیر مقلد)

اس باب میں مختلف مندرجہ ذیل الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

الرش ۔ والنضح ۔ والصّب واتباع الماء الکل اخرجه فی "صحیح
(المسلم ص ١٣٩ جلد اول)

اس لیے جب تمام احادیث جن میں یہ مختلف الفاظ مرقوم ہیں ان کو تطبیق دی جاوے گی تو من جملہ ان الفاظ
"پانی بہانا ہوگا، نہ کہ چھڑکنا" تشریح ملاحظہ ہو۔

"حنفیہ کے نزدیک اس حدیث میں "النضح" کے معنی پانی ڈالنے کے ہیں چھڑکنے کے نہیں۔
دوسری حدیثوں میں اسکی تفسیر موجود ہے۔ مسلم میں ہے۔ "عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
بِصَبِیٍّ یَرْضَعُ فَبَالَ فِیْ حَجْرِہٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّہٗ عَلَیْہِ "یعنی عائشہ سے روایت ہے کہ ر
اللہ ﷺ کے پاس ایک لڑکا دودھ پیتا لایا گیا۔ اس نے آپ کی گود میں پیشاب کر دیا۔ پس آپ نے
منگوایا۔ پس ڈال دیا اس پر۔ انتہی۔ اور دوسری حدیث مسلم کی روایت میں ہے۔ "فَنَضَحَہٗ عَلَیْ
وَلَمْ یَغْسِلْہُ غَسْلًا" یعنی پس ڈالا اس پانی کو اس پر اور نہ دھویا اسکو دھونا، انتہی۔ اس روایت سے
معلوم ہوتا ہے کہ دھونے میں مبالغہ جیسے اور نجاستوں میں کیا جاتا ہے نہیں کیا کیونکہ مفعول مطلق
واسطے تاکید فعل کے واقع ہوا ہے۔ اسکی نفی سے فقط خفیف دھونا باقی رہتا ہے۔ اور بخاری میں ہے۔ "عن
عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ أَنَّهَا قَالَتْ أُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِصَبِیٍّ فَبَالَ عَلٰی ثَوْبِہٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَہٗ
إِیَّاہُ" یعنی عائشہ سے روایت ہے کہ کہا انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک لڑکا لایا گیا اس نے کپڑے پر
پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگوایا پس بہایا اس کو کپڑے پر، انتہی۔ اور شرح معانی الآثار میں ہے۔ "عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُؤْتٰی بِالصِّبْیَانِ فَیَدْعُوْلَهُمْ فَاُتِیَ بِصَبِیٍّ مَرَّةً فَبَالَ فَقَالَ صُبُّوْا
عَلَیْہِ الْمَاءَ صَبًّا" یعنی عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لڑکے لائے جاتے تھے۔ پس

آپ ان کے واسطے دعا فرماتے تھے۔ پس ایک بار ایک لڑکا لایا گیا۔ اس نے پیشاب کر دیا۔ پس فرمایا آپ نے اس پر
پانی ڈالدو، انتہی۔ اور دوسری روایت میں ہے "وَ اَتْبَعَہُ الْمَاءَ" یعنی اسپر پانی بہادیا، انتہی۔ ان حدیثوں
سے معلوم ہوا کہ نضح کے معنی پانی ڈالنے کے ہیں چنانچہ شرح معانی الآثار میں لکھا ہے۔ وَاِتْبَاعُ الْمَاءِ حُکْمُہٗ
حُکْمُ الْغَسْلِ اَلَا تَرٰی اَنَّ رَجُلًا لَوْاَصَابَ ثَوْبَہٗ عَذِرَةٌ" فَاَتْبَعَهَاالْمَاءَ حَتّٰی ذَهَبَ بِهَافَاِنَّ
ثَوْبَہٗ قَدْ طَهُرَوَعَنْ اُمِّ الْفَضْلِ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَعْطِنِیْ اِزَارَکَ اَغْسِلُہٗ قَالَ اِنَّمَا یُصَبُّ
عَلٰی بَوْلِ الْغُلَامِ وَ یُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِیَةِ فَهٰذِہٖ اُمُّ الْفَضْلِ فِیْ حَدِیْثِهَا هٰذَا اِنَّمَایُصَبُّ
عَلٰی بَوْلِ الْغُلَامِ وَ فِیْ حَدِیْثِهَاالَّذِیْ ذَکَرْنَاہُ فِی الْفَصْلِ الْاَوَّلِ اِنَّمَا یُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ
فَثَبَتَ اَنَّ النُّضْحَ الَّذِیْ اَرَادَ بِہٖ فِی الْحَدِیْثِ الْاَوَّلِ هُوَالصَّبُّ الْمَذْکُوْرُ حَتّٰی لَا
یَتَضَادَّاالْاَثَرَانِ فَثَبَتَ بِهٰذِہِ الْاٰثَارِ اَنَّ حُکْمَ بَوْلِ الْغُلَامِ هُوَالْغَسْلُ اِلَّا اَنَّ ذٰلِکَ الْغَسْلَ
یُجْزِیْ مِنْہُ الصَّبُّ فَدَلَّ ذٰلِکَ اَنَّ النَّضْحَ عِنْدَهُمْ هُوَ الصَّبُّ وَ هٰذَا قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَ اَبِیْ
یُوْسُفَ وَ مُحَمَّدٍ یعنی بہانا پانی کا حکم اسکا حکم دھونیکا ہے۔ کیا نہیں معلوم کہ اگر کسی شخص کے کپڑے پر
گندگی لگ جائے پس وہ شخص پانی اس پر ڈال دے یہاں تک کہ وہ نجاست زائل ہو جاوے پس تحقیق کپڑا
اس کا پاک ہو جائے گا۔ اور ام فضل سے روایت ہے پس کہا میں نے یا رسول اللہ! اپنا تہبند مجھے دیجیے اسے
دھودوں فرمایا پانی ڈالا جاتا ہے لڑکے کے پیشاب پر اور دھویا جاتا ہے پیشاب لڑکی کا۔ پس یہ ام فضل
ہیں جن سے یہ روایت ہے اور انھیں کی حدیث میں جو پہلی فصل میں مذکور ہوئی نضح کا لفظ ہے پس ثابت
ہوا کہ اول حدیث میں نضح سے مراد پانی ڈالنا ہے تاکہ دونوں حدیثیں متضاد نہ ہو جائیں پس ان تمام
حدیثوں سے ثابت ہوا کہ لڑکے کے پیشاب کا حکم بھی دھونے کا ہے مگر اس دھونے کو فقط پانی ڈالدینا کافی
ہو جاتا ہے پس دلالت کی اس نے کہ نضح نزدیک ان کے بمعنی صب یعنی پانی ڈالنے کے ہے اور یہی
مذہب امام صاحب اور امام ابو یوسف اور امام محمد کا ہے، انتہی۔

پس یہ مضمون مخالف حدیث شریف کے کہاں ہوا؟ بے سمجھے بوجھے اعتراض کر دیا۔ مغز سخن
کو پہنچنا کام ہے عاقلوں کا نہ ناقلوں کا۔

(فتح المبین از مولانا منصور علی مراد آبادی ص ٥٨ تا ٦٠ طبع گوجرانوالہ ١٩٨٥ء)

☆...... **مولانا عبدالحیٔ لکھنوی فرماتے ہیں :**

"نضح کے معنی چھینٹا دینا اور دھونا دونوں معنی آئے ہیں۔ امام شافعی وغیرہ یہاں چھینٹا دینا مراد
لیتے ہیں لیکن امام ابو حنیفہ یہاں اس کے معنی دھونے کے لیتے ہیں۔ جیسا کہ ترمذی کی روایت میں ہے۔
آپ نے مذی کے لیے فرمایا" والنضح وتوضاء" یہاں نضح کے معنی بالاتفاق غسل کے ہیں اور

"ولم یغسلہ" کے معنی دھونے میں مبالغہ نہیں کیا۔

(موطاامام محمد عربی محشی مولانا عبدالحیٔ لکھنوی علیہ الرحمۃ)

اعتراض :- لعل دین درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

شیطان کا پنکھا

وضو کے بعد ہاتھ نہ جھٹکے کہ یہ شیطان کا پنکھا ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۱۲۷)

الجواب :- یہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان عالی ہے اور اس پر طنز کرنا بد بختی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ "قال رسول اللہ ﷺ اشربوا عینکم الماء هذا الوضوء ولا تنفضوا ایدیکم من الماء فانها مراوح الشیطان۔"

(رواہ ابو یعلی وابن عدی فی کامل، الجامع الصغیر مع فیض القدیر ص ۵۲۲ جلد اول طبع بیروت از امام سیوطی (م ۹۱۱ھ)

نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ "اذا توضأ تم فاشربوا عینکم الماء من الوضوء ولا تنفضوا ایدیکم فانها مراوح الشیطان" (رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس)

اعتراض :- (دعوت اسلامی والے) جن کا ورد وہ چلتے پھرتے کرتے ہیں ان میں سے ایک لفظ "مکہ" اور "مدینہ" خاص طور پر شامل ہیں............ (مدینہ عربی کا لفظ ہے جس کے معنی شہر کے ہیں...... اسی طرح لفظ مکہ ہے۔) الخ (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۱۲۸)

الجواب :- ہم "مکہ" اور "مدینہ" وظیفہ کے طور پر نہیں پڑھتے۔ بلکہ آقائے نامدار ﷺ کی نسبت سے ان کو یاد کرتے ہیں۔ کیونکہ مکہ میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اور مدینہ منورہ میں آپ کا روضۂ اقدس ہے۔ اور اہل محبت پر یہ بات مخفی نہیں کہ جس کو جس سے محبت ہوتی ہے اس کو ان تمام چیزوں سے محبت ہوتی ہے جس کی نسبت محبوب کی طرف ہوتی ہے۔

مکہ معظمہ کی فضیلت :

علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (یعنی قرآن کریم میں) کسی نبی کی رسالت کی قسم یاد نہ فرمائی۔ بجز نبی کریم ﷺ کے اور سورۃ مبارکہ "لا اقسم بهذا البلد وانت حل بهذا البلد" قسم ہے مجھے شہر (مکہ) کی کیونکہ آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و تکریم کی زیادتی ہے کہ حق تعالیٰ نے قسم کو اس شہر سے جس کا نام بلد حرام اور بلد ایمن ہے مقید فرمایا ہے۔ اور جب سے حضور اکرم ﷺ نے اس شہر میں نزول اجلال فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شہر معزز و مکرم ہو گیا اور اسی مقام سے یہ مثل مشہور ہوئی کہ "شرف المکان بالمکین" یعنی مکان کی بزرگی رہنے والے سے ہے۔ (مدارج النبوۃ ص ۷۱۲ جلد اول طبع کراچی)

منورہ کی فضیلت :

لغت میں مدینہ ایسے مقام کو کہتے ہیں جو مکانات اور کثرت عمارات میں قریہ کی حد سے تجاوز کر گیا ہو اور شہر کے درجہ کو پہنچ گیا ہو۔ اور اب مدینہ نام مدینہ رسول ﷺ کا ہو گیا ہے۔ چنانچہ اگر مطلقاً ذکر کرتے ہیں تو یہی شہر معظم مراد ہوتا ہے۔ اہل عرب اپنے محاورہ میں الف لام کے ساتھ بولتے ہیں۔ حسن باطنی بوجہ وجود حضرت خاتم النبیین ﷺ کی ذات اقدس کے جو شاہد و مشہود دونوں عالم کا ہے اور مقصود تمام نیکوں کا اور وجود آل و اصحاب اور آپ کے متبعین کا کہ جامع تمام برکات و کرامات کے ہیں یہ سب خوبیاں و عظمتیں اسی مدینہ پاک کی سرزمین کو حاصل ہیں۔

و من مذهبی حب الدیار لاهلها

و للناس فیما یعشقون مذاهب

(ترجمہ) میرا مذہب ہے کہ محبت مکان اس کے ساکنان کی وجہ سے ہے اور اسی واسطے ان لوگوں کے جو عشق رکھتے ہیں مختلف مذاہب ہیں۔

قول فیصل

ہمیں اس عقیدے پر قائم رہنا چاہئے کہ جناب رب ذوالجلال کی فضیلت کے بعد ساری کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے۔ اور ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ ہر چیز پر ہر وجہ اور ہر طرح سے حضور ﷺ ہی کو فضیلت دے۔ اس میں کچھ لحاظ نہ کرے باقی جتنی چیزیں ہیں ان کی فضیلت اتنی ہی ہے۔ جتنی نسبت آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہے اتنی ہی اسکی فضیلت ہے مکہ معظمہ ہو خواہ مدینہ منورہ۔ اگر مکہ آپ کا جائے پیدائش ہے تو مدینہ منورہ آپ کا مسکن ہے۔ اس لیے حکم الٰہی کے تابع رہنا چاہیے اور اس کے حبیب ﷺ کی محبت میں کوئی جھگڑا نہ کرنا چاہیے۔ مکہ میں اس کے امر کا ملاحظہ دیکھ اور مدینہ میں نور محمد ﷺ کا مشاہدہ کرتا رہ۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۹، ۱۳، ۱۹۔ طبع کراچی از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

اسی لیے جب المکہ اور المدینہ دونوں اسمائے پاک لیے جاتے ہیں تو عاشقان رسول کو اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ ایک حدیث کی رو سے مدینہ مدینہ کہنا بھی ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ تاریخ بخاری

اعتراض :- حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ انہوں نے بڑی بڑی من گھڑت فضیلتیں بنا رکھی ہیں جن کی بنا پر ان کو حج کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ان کے پاس بعض ایسے معمولی سے کام ہیں جن کو کر کے وہ چند منٹ میں ہی کئی کئی حج کا ثواب حاصل کر لیتے ہیں۔ الخ

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۱۳۵)

الجواب :- یہ محترم قادری صاحب اور وابستگان دعوت اسلامی پر بہتان عظیم ہے۔

ہمارے نزدیک حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ کے طواف کے اور اس کے لیے ایک خاص وقت مقرر ہے کہ اس میں یہ افعال کئے جائیں تو حج کی فرضیت قطعی ہے جو اس کی فرضیت کا انکار کرے کافر ہے مگر عمر میں صرف ایک بار فرض ہے۔

(عالمگیری، در مختار، بہار شریعت ص ۴۸۲ جلد اول)

یاد رکھیں ! ایک ہوتا ہے حج کی ادائیگی۔ اور ایک ہوتا ہے حج کا ثواب۔ بعض نیک اعمال ہوتے ہیں جن کو خلوص دل سے ادا کرنے سے حج وغیرہ کا ثواب ملتا ہے۔ نہ کہ ان اعمال کی بجا آوری سے فریضہ حج ادا ہو جاتا ہے۔ چند ایک احادیث ملاحظہ ہوں :

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو پاک ہو کر اپنے گھر سے نکلے اور مسجد قبا میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے تو اسکو عمرے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (مسند احمد۔ ص ۴۸۷ جلد سوم)

(نسائی کتاب المساجد فضل مسجد قبا ص ۳۷ جلد دوم) (ابن ماجہ، باب الصلوۃ فی مسجد قبا)

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب شخص جمعہ کے دن اچھی طرح نہا دھو کر سویرے پیدل چلے اور اول وقت مسجد پہنچ جائے اور امام کے پاس بیٹھ کر خطبہ کو توجہ سے سنے اور کوئی لغو حرکت نہ کرے تو اس کو ہر ہر قدم کے بدلے سال بھر کے روزوں اور سال بھر تک پوری رات عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (ابو داؤد ، باب الجمعہ)

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خدمت گزار بیٹا اپنے والدین پر رحمت و شفقت سے نظر ڈالتا ہے تو ہر نظر کے بدلے ایک حج مقبول کا ثواب پاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگر وہ دن میں سو بار نظر کرے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں سو مرتبہ یعنی اس کو سو مقبول حج کا ثواب ملے گا۔ (مشکوۃ ص ۴۲۱ بحوالہ شعب الایمان بیہقی)

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اشراق کی دو رکعت پڑھ لے اسے حج و عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

(ترمذی جلد ۲)

قادری صاحب نے درج ذیل جو نوافل کے طریقے نقل کئے ہیں۔ ان کا مقصد فقط یہ ہے کہ ان نوافل کی ادائیگی سے اتنے حج کا ثواب ہوگا نہ کہ ان کے اتنے حج ادا ہوں گے۔

O---جو شخص رمضان المبارک کی ہر رات میں دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ وہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے ہر رکعت کے عوض اس کو ایک مقبول حج کا ثواب ملتا ہے۔

O---حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص پانچ وقت نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے اللہ تعالیٰ اس کو

کا ثواب عطا کرے گا۔ (گو یہ احادیث ضعیف ہیں۔ مگر فضائل و اعمال میں قبول ہوتی ہیں۔)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد اول) (فتاوی نذیریہ جلد اول ، مسک الختام شرح بلوغ المرام)

اعتراض :- دینار کے سکے پر بنے نقش سے میل کچیل صاف کرنا تاکہ وزن میں فرق نہ آئے دو حج اور عمروں سے افضل ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا........ ص ۱۳۵)

الجواب :- یہ حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ (م ۱۸۷ھ) کا قول ہے۔ جس پر اعتراض و طنز کرنا بدبختی اور دنیا و آخرت میں خسران کا باعث ہے۔

☆.....**حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-**

"و نظر فضیل الی ابنه و هو یغسل دینارا یرید ان یصرفه و یزیل تکحیلة و ینقیه حتی لا یزید وزنه لسبب ذالک فقال یا بنی فعلک هذا افضل من حجتین و عشرین عمرة"

(احیاء علوم الدین ص ۷۹ جلد دوم عربی للامام الغزالی)

حضرت فضیل بن عیاض کا ذکر خیر

فضیل بن عیاض بن مسعود تیمی خراسانی، عالم ربانی امام یزدانی زاہد عابد صالح ثقہ اور صاحب کرامت تھے۔ کوفہ میں آ کر امام ابو حنیفہ کی صحبت کی۔ اور ان سے فقہ اخذ کیا اور حدیث کو سنا۔ اور آپ سے امام شافعی و قطان اور ابن معدی نے روایت کی۔ ۱۸۷ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔ آپ سے اصحاب صحاح ستہ نے تخریج کی ہے۔ (حدائق الحنفیہ ص ۱۵۰ طبع لاہور)

اعتراض :- ابن لعل دین مجدی درج ذیل عنوان کے تحت طنز الکھتا ہے۔

"ایک لاکھ ساٹھ ہزار حج"

الحمد للہ ایک دفعہ درود شریف پڑھنے سے ایک لاکھ ساٹھ ہزار حج کا ثواب ملتا ہے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا........ ص ۱۳۶)

الجواب :- "فیضان سنت" ص ۱۴۱ سے فقط ایک جملہ نقل کر کے بددیانتی کی ہے۔ ہم پوری روایت حدیث نقل کرتے ہیں۔ جس سے قارئین کرام پر حق واضح ہو جائے گا۔

"حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ جب رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص فریضہ حج ادا کرے اور اس کے بعد جہاد کرے تو یہ چار سو حج کے برابر ہے۔ اب وہ لوگ جو حج کی استطاعت اور جہاد کی قوت نہیں رکھتے تھے شکستہ دل ہوئے۔ حق تعالیٰ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر وحی بھیجی کہ جو شخص آپ پر درود بھیجے گا۔ اس کا ثواب چار سو جہاد کے برابر ہو گا اور جہاد چار سو حج کے برابر ہے۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۲۶۷ طبع کراچی از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

اگر قادری صاحب پر طعن و تشنیع کرتے ہو تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی پر طعن کرو تا کہ تمہاری حقانیت کا پتہ چل سکے!

اعتراض :۔ ابن لعل دین مجدی طنزاً لکھتا ہے۔

"کسی کی دینی الجھن دور کرنا سو حج کرنے سے بہتر ہے۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ص ۱۳۸)

الجواب :۔ یہ حضرت امام مالک بن انس (م ۱۷۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے جس کو ہم تفصیلاً بیان کرتے ہیں۔

"حضرت یحییٰ بن یحییٰ فرماتے ہیں: اس کے بعد (یعنی وقت وصال) حضرت امام مالک نے ربیع کی ایک روایت بیان کی...... کہ کسی شخص کو نماز کے مسائل بتانا روئے زمین کی تمام دولت کو صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ اور کسی شخص کی دینی الجھن دور کر دینا سو حج کرنے سے افضل ہے۔ اور ابن شہاب زہری کی روایت سے بتایا کہ کسی شخص کو دینی مشورہ دینا سو غزوات میں جہاد کرنے سے بہتر ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ کہتے ہیں اس گفتگو کے بعد امام مالک نے کوئی بات نہیں کی اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی"۔

(بستان المحدثین ص ۲۸-۲۹ طبع کراچی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

ابن لعل دین بتائیں! کیا امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کے اصول کے مطابق جداگانہ حج کا تصور پیش کیا ہے؟

اعتراض :۔ جو جمعہ کے روز حدیث میں غور و خوض کرتا ہے گویا اس نے (۷۰) ستر ہزار غلام آزاد کیے۔ اور گویا (۱۰۰۰) ہزار دینار خیرات کیے اور گویا چالیس ہزار حج کیے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ص ۱۳۶)

الجواب :۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اگر موضوع ہے تو دلیل پیش کرو۔ اور حدیثِ ضعیف عند المحدثین فضائل و اعمال میں قابل قبول ہوتی ہے۔ علامہ محدث سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"الجمهور يعمل به في الفضائل" (القول البدیع ص ۲۵۸ طبع سیالکوٹ)

اعتراض :۔ ابن لعل دین مجدی طنزاً لکھتا ہے۔

"ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں" (میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ص ۱۳۷)

الجواب :۔ یہ ایک حدیث مبارکہ کا خلاصہ ہے۔ جس کو محدث ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے۔ اور قول رسول ﷺ پر طعن و تشنیع کرنا مشرکین و منافقین مکہ کا طرز عمل تھا۔ یہ حدیث عربی میں مع اردو ترجمہ نقل کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من حج مكة ماشيا حتى يرجع الى بيته كتب الله له بكل خطوة سبع مائة حسنة كل حسنة مثل حسنات الحرم قيل وما حسنات الحرم قال بكل حسنة مائة الف حسنة۔" (ابن خزیمہ ۴ ص ۲۴۴ رقم ۲۷۹۱)

(اسلامی تعلیم۔ حصہ چھٹا۔ ص ۲۷۸ از مولوی عبدالسلام بستوی غیر مقلد طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

ترجمہ:۔ جس نے مکہ سے پیدل حج کیا اور پھر پیدل اپنے گھر واپس آیا تو اس کے ہر قدم کے بدلے میں 700 نیکیاں ملیں گی۔ ہر ایک نیکی حرم کی نیکی کی مثل ہے۔ عرض کیا گیا حرم کی نیکی کیا ہے؟ فرمایا ہر نیکی لاکھ نیکی کے برابر ہے۔ ہر قدم پر = 700 نیکیاں

ایک نیکی = 100000 ، کل نیکیاں = 100000 × 700 = 7 کروڑ

جناب ابن لعل دین صاحب! خواب خرگوش سے اٹھو! وہابیت سے توبہ کرو۔ خواہ مخواہ قول رسول ﷺ پر طنز کرنا، گمراہی و بے دینی اور منافقت ہے۔

؎ ہم نیک و بد آپ کو سمجھائے دیتے ہیں۔

اعتراض :۔ ابن لعل دین مجدی طنزاً لکھتا ہے:۔

"کسی عاشق (شیخ کامل) سے نسبت قائم کر کے اس سے آداب عشق سیکھیں اور پھر سفر (حج) اختیار کریں۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ص ۱۳۷)

الجواب :۔ بے شک عشاقانِ رسول ﷺ سے نسبت قائم کرنا دنیا و آخرت کی سعادت مندی ہے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں: "میں تجھ سے ایسی نسیم کی خوشبو سونگھتا ہوں جس سے میں نا آشنا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ ایک شیریں دہن (محبوب) کی آستینوں سے اس کا تعلق ہے۔"

(عوارف المعارف ص ۵۱ طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

نیز فرماتے ہیں: "جب کوئی مخلص مرید شیخ (کامل) کے حکم کے تابع ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ رہ کر اس کے آداب اختیار کرتا ہے تو شیخ کے باطن کی روحانی طاقت مرید کے باطن میں سرایت کر جاتی ہے۔ شیخ کا کلام مرید کے باطن کو روحانیت سے بھر دیتا ہے۔" (عوارف المعارف ص ۱۴۰)

اعتراض :۔ قادری صاحب لکھتے ہیں یہ باتیں احرام میں مکروہ ہیں۔

O- جسم کا میل چھڑانا۔ (یعنی اگر غسل کریں تو اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ کہیں جسم سے میل نہ اتر جائے۔

O- اس طرح (سر) کھجانا، کہ بال ٹوٹنے یا جوں گرنے کا اندیشہ ہو۔

O- کرتہ یا شیروانی پہننے کی طرح کندھوں پر ڈالنا۔

○- خوشبودار پھل یا پتا مثلاً لیموں، پودینہ، نارنگی وغیرہ سونگھنا۔

○- خوشبودار سرمہ آنکھوں میں ڈالنا۔

○- (حالت احرام میں) سرپہ غلہ کی بوری اٹھانا جائز ہے مگر سرپر کپڑے کی گٹھڑی اٹھانا حرام ہے۔ہاں محرمہ (عورت) دونوں چیزیں اٹھا سکتی ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا........ ص ۱۳۸)

الجواب :- یہ فقہی مسائل ہیں۔ اگر غلط ہیں تو ادلہ اربعہ کی روشنی میں رد کریں۔ یہ ایک خالص علمی میدان ہے۔ یہاں طنز اور سوقیانہ کلام سے کام نہیں چلے گا۔

○ - مولوی عبدالسلام بستوی دہلوی غیر مقلد لکھتا ہے : یہ کام احرام کی حالت مین منع ہیں۔

(۱)- خوشبو و سرمہ کا استعمال نہ کریں۔ (۲)- بال و ناخن نہ تراشیں۔ (۳)- جوئیں نہ ماریں۔

(۴)- خوشبو لگانا جائز نہیں۔ (۵)- درس اور زعفران اور خوشبودار کپڑے کا استعمال جائز نہیں۔

(۶)- بالوں کا کٹانا منڈانا اور ناخن کا ترشوانا جائز نہیں۔ مجبوری کی حالت میں اگر کوئی منڈالے تو جرمانہ دینا پڑے گا۔ الخ

(اسلامی تعلیم چھٹا حصہ ص ۲۵ ۷ طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

"ھو جوابکم فھو جوابنا"

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

"جب تک مکہ میں رہیں تو کیا کریں ؟"

کبھی حضور ﷺ کے نام کا طواف کریں تو کبھی غوث اعظم کے نام کا کبھی اپنے پیرومرشد کے نام کا۔ الخ

(میٹھی میٹھی سنتیں یا........ ص ۱۳۸)

الجواب :- نفلی طواف کرنا عبادت اور باعث ثواب ہے۔ اور نفلی عبادت کا ثواب جس کو چاہیں بخش سکتے ہیں۔ اس میں کونسی قابل گرفت بات ہے۔

☆...... مولوی عبدالسلام بستوی غیر مقلد دہلوی طواف کعبہ کے فضائل اور اسکی قسمیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں : نمبر6 : طواف النفل = جو نفلی طور پر ہر وقت کیا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جو بیت اللہ کا طواف کرے اور دو رکعت نماز پڑھے تو اس کو غلام آزاد کرنے کی طرح ثواب ملے گا۔

(ابن ماجہ باب فصل الطواف -۲۹۵۶ ترغیب ۱۹۳ جلد دوم)

نیز آپ نے فرمایا :- جس نے بیت اللہ کا سات پھیرا طواف کر لیا تو اللہ تعالیٰ ہر ہر قدم پر اس کے گناہ کو معاف فرماتا اور ہر قدم پر نیکی لکھتا ہے۔ اور ہر قدم پر درجہ بلند کرتا ہے۔

(ابن خزیمہ ص ۲۲۸ رقم ۲۷۵۳ ، ابن حبان رقم ۱۰۰۳)

یہاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد لکھتے ہے :

امام اعظم اور امام مالک کے نزدیک ثواب عبادات بدنیہ کا مثل قرآت قرآن شریف و نماز وغیرہ پہنچتا ہے۔ (فتاوی نذیریہ ص ۱۶ ۷ جلد اول طبع لاہور ۱۳۹۰ھ)

چونکہ قادری صاحب حنفی ہیں۔ اس لیے یہ مسئلہ انہوں نے تحریر کیا ہے۔

علامہ طحاوی م 321ھ فرماتے ہیں :-

"زندوں کا دعا کرنا اور صدقہ خیرات کرنا مردوں کے لیے نفع بخش ہے۔"

(العقیدۃ الطحاویہ ص ۲۲ طبع لاہور)

حافظ ابن قیم جوزی مختلف احادیث نبویہ لکھنے کے بعد لکھتے ہیں :

روزہ والے کے ثواب سے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ تمام بدنی عبادات کا ثواب (اموات) کو پہنچتا ہے۔ اسی طرح صدقے کا ثواب بتا کر اشارہ کیا کہ تمام مالی عبادات کا ثواب پہنچتا ہے۔ اور حج کا ثواب بتا کر بتایا کہ تمام مالی اور بدنی ملحقہ حسنات کا بھی ثواب پہنچتا ہے۔ تینوں اقسام کا ثواب نص اور قیاس سے ثابت ہے۔

(کتاب الروح ص ۲۲۴ ازابن قیم طبع لاہور 1997ء)

اعتکاف : حنفی مذہب کے مطابق اعتکاف تین قسم کا ہے۔

(۱)- واجب :- کہ اعتکاف کی منت مانی یعنی زبان سے کہا محض دل میں ارادہ سے واجب نہ ہوگا۔

(۲)- سنت مؤکدہ :- یعنی رمضان کے پورے عشرہ اخیر کے دس دن میں اعتکاف کیا جائے۔ اور یہ اعتکاف سنت کفایہ ہے کہ اگر سب ترک کردیں تو سب سے مطالبہ ہوگا۔ اور اگر شہر میں ایک نے کرلیا سب بری الذمہ۔ (۳)- مستحب و سنت غیر مؤکدہ :- ان کے علاوہ جو اعتکاف کیا جائے وہ مستحب و سنت غیر مؤکدہ ہے۔ (در مختار، عالمگیری، بہار شریعت ص ۲۷ ۴ جلد اول)

مسئلہ :- اعتکاف مستحب کے لیے نہ روزہ شرط ہے نہ اس کے لیے کوئی خاص وقت مقرر، بلکہ جب مسجد میں اعتکاف کی نیت کی، جب تک مسجد میں ہے معتکف ہے۔ چلا آیا اعتکاف ختم ہوگیا۔

(عالمگیری وغیرہ، بہار شریعت ص ۲۷ ۴ جلد اول)

مسئلہ :- مسجد میں کھانا، پینا، سونا معتکف اور پردیسی کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ لہٰذا جب کھانے پینے کا ارادہ ہو تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائے۔ کچھ ذکر و نماز کے بعد اب کھا پی سکتا ہے۔ اور بعض نے صرف معتکف کا استثناء کیا ہے اور یہی راجح ہے۔ لہٰذا غریب الوطن (مسافر) بھی نیت اعتکاف کرلے کہ خلاف سے بچے۔ (در مختار، صغیری)

نوٹ :- یاد رہے کہ یہ حکم مسجد حرام کے علاوہ تمام مساجد کے لیے ہے۔ جس طرح مسجد حرام کی ایک

نیکی لاکھ نیکی کے برابر ہے۔ اسی طرح مسجد حرام کی ایک بدی، لاکھ بدی کے برابر ہے۔ جیسا کہ ر… ﷺ نے فرمایا: (حرم کی نیکی) لاکھ نیکی کے برابر ہے۔ (ابن خزیمہ ص ۲۴۴ جلد ۴ رقم ۲۷۹۱)

(اسلامی تعلیم ص ۶۷۸ از عبدالسلام بستوی غیر مقلد)

اعتراض:- مولانا الیاس قادری صاحب لکھتے ہیں:- "اسلامی بہنیں! مسجد حرام اور مسجد نبوی… نماز پڑھنے کے لیے نہ آنا چاہیے۔ کہ عورت کو مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب گھر میں… ہے۔ لہذا وہ اپنی قیام گاہ میں ہی نماز پڑھیں۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۳۹)

الجواب:- حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ … کا دالان (یعنی بڑے کمرے میں) نماز پڑھنا، صحن میں پڑھنے سے بہتر ہے اور کوٹھڑی میں دالان (… بڑے کمرے) سے بہتر ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الصلوۃ)

☆...... **مولوی عبدالسلام بستوی دہلوی غیر مقلد سابق شیخ الحدیث مدرسہ دارالحدیث والقرآن دہلی لکھتے ہیں**

س:- کیا عورتوں پر بھی جماعت واجب ہے؟

ج:- نہیں بلکہ ان کے لیے گھر ہی میں نماز پڑھ لینا سب سے بہتر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-

صلوۃ المرأۃ فی بیتها افضل من صلوتها فی حجرتها و صلوتها فی مخدعها افضل من صلوتها فی بیتها۔ (ابوداؤد)

صحن میں نماز پڑھنے سے عورتوں کے لیے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ اور کوٹھڑی میں نماز پڑھنا… میں نماز پڑھنے سے زیادہ اچھا ہے۔

(اسلامی تعلیمات ص ۳۹۶ طبع لاہور 1989ء)

"ھو جوابکم فھو جوابنا"

اعتراض:- مولانا قادری صاحب لکھتے ہیں:-

"جب آپ مسجد نبوی میں داخل ہوں تو اعتکاف کی نیت کرنا نہ بھولیں۔ اس طرح ہر بار آپکو… ہزار نفلی اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا۔ اور ضمناً کھانا، پینا اور افطار کرنا بھی جائز ہو جائے گا۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ۱۳۹)

الجواب:- اعتکاف کی تین اقسام ہیں:

(۱) واجب (۲) سنت مؤکدہ (۳) مستحب و سنت غیر مؤکدہ۔ (در مختار، عالمگی…

مسئلہ:- اعتکاف مستحب کے لیے نہ روزہ شرط ہے۔ نہ اس کے لیے کوئی خاص وقت مقرر…

…مسجد میں اعتکاف کی نیت کی، جب تک مسجد میں ہے معتکف ہے۔ چلا آیا، اعتکاف ختم ہو گیا۔

(عالمگیری، بہار شریعت ص ۲۷۴ جلد اول)

☆...... **رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:** کہ بیت اللہ شریف میں ایک نماز پڑھنے سے لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے۔ مسجد نبوی اور بیت المقدس میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

(ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ باما جاء فی الصلوۃ فی المسجد الجامع رقم ۱۴۱۳)

معلوم ہوا مسجد نبوی شریف کی ایک نیکی، پچاس ہزار نیکی کے برابر ہے۔ اس لیے جب کوئی خلوص نیت سے ایک نفلی اعتکاف کرے گا تو اس کو پچاس ہزار نفلی اعتکاف کا ثواب ملے گا۔ اور اعتکاف کی حالت میں مسجد میں کھانا پینا وغیرہ بھی جائز ہو جائے گا۔ **ذرا سوچیئے!** اس میں کونسی قابل گرفت بات ہے۔

☆...... **حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:-**

"جب مسجد نبوی شریف میں داخل ہو تو نیت اعتکاف کی کرے۔ اگرچہ قیام کی مدت قلیل ہی ہو...... جو ثواب اور فضیلت حاصل کرنے کے لیے کافی ہے۔ اس ادب کا لحاظ تمام مساجد کے داخلے میں ملحوظ ہے۔ سستی کو بھی دخل نہ دے کیونکہ اگرچہ یہ امر تھوڑا ہے لیکن اس کا اثر بڑا ہے۔"

(جذب القلوب ص ۲۴۹ طبع کراچی)

اعتراض:- جناب قادری صاحب کہتے ہیں۔ "جو کوئی روزانہ پانچوں نمازیں مسجد نبوی میں ادا کرے اسے روزانہ پانچ حج کا ثواب ملے گا۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ۱۳۹)

الجواب:- یہ قادری صاحب کا نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

"عن سهل بن حنيف ان رسول الله ﷺ قال من خرج طهر لا يريد الا الصلوة فی مسجدی حتی یصلی فیه کان بمنزلة الحج" (رواہ بیہقی، جذب القلوب ص ۱۳۴ طبع کراچی)

(وفاء الوفاء از علامہ سمہودی مدنی متوفی ۹۱۱ھ ص ۷۷ جلد اول)

سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، جو کوئی پاک صاف ہو کر صرف میری مسجد میں نماز کی ادائیگی کے ارادے سے نکلا یہاں تک کہ اس نے اس (مسجد نبوی) میں نماز ادا کی تو اس کے ثواب ایک حج کے برابر ہے۔

درج ذیل احادیث سے اس حدیث کی تائید ہوتی ہے۔

(۱)...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص وضو کر کے فرض نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں جاتا ہے۔ اس کو حج کا ثواب ملتا ہے۔ (مسند احمد جلد ۵) (اسلامی تعلیم از عبدالسلام بستوی غیر مقلد ص ۲۵۶ طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

(۲)......ابی امامہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص نکلتا ہے اپنے گھر سے باوضو ہو کر، قصد کر... طرف مسجد کے نماز فرض ادا کرنے کے لیے پس ثواب اس کا مانند ثواب حج کرنے والے احرام باندھنے والے کے ہے۔

(بیہقی ص ۶۳ جلد ۳ طبع بیروت) (حجۃ البالغہ ص ۳۰۲ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی طبع کراچی)

(صلوٰۃ الرسول ص ۱۷۲ طبع لاہور از مولوی محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد)

☆...... مولوی محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں :- جن پر حج فرض ہو چکا ہے جب تک وہ وہاں جا کر حج نہ کریں گے ان کی فرضیت ساقط نہ ہوگی۔ خواہ ساری عمر وہ باوضو ہو کر پانچوں نمازیں مسجد میں جا کر پڑھتے رہیں۔ اس لیے خدا کی بخشش اور اجر و ثواب کی فراوانی سے کسی قسم کی غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ (صلوٰۃ الرسول ص ۱۷۳)

اور یہی مقصد قادری صاحب کا ہے۔

یاد رکھیں! نبی مکرم ﷺ کے قول پر طنز کرنا ضلالت و گمراہی اور بے دینی ہے۔

اعتراض :- قادری صاحب لکھتے ہیں : "سبز سبز گنبد اور حجرہ پاک (جس میں سرکار کی قبر ہے) پر نظر جمانا کار ثواب ہے۔ الخ (اور یہ انکے نزدیک بہت بڑی عبادت ہے۔ الن لعل دین)

(میٹھی میٹھی............ص ۱۳۹)

الجواب :- شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

"اگر زائر مسجد نبوی میں رہے تو حجرہ شریف سے نظر نہ ہٹائے۔ اگر مسجد کے باہر ہو تو قبہ شریف پر نہایت خضوع خشوع سے نظر رکھے کہ اس کا متحکم ہونے مثل خانہ [1] کعبہ دیکھنے کے ہے۔ جو ذوق و نورانیت قبہ شریف (گنبد خضراء) کی طرف شہر سے باہر دیکھنے میں عاشقان مشتاق چاہتے ہیں۔ اس کا ادراک انہیں پر موقوف ہے۔ تحریر میں نہیں آسکتا۔" (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۲۵۳ طبع کراچی)

"ھو جوابکم فھو جوابنا"

اعتراض :- (۱) مدینہ منورہ میں جا کر مسنون دعاؤں کی بجائے اشعار پڑھتے ہیں۔ (۲) مدینہ منورہ کے سفر کے دوران کثرت سے درود و سلام، جعلی درود اور شرکیہ عقائد سے بھرے ہوئے نعتیہ اشعار پڑھتے ہیں۔ (۳) مدینہ منورہ کے سنگریزوں، خاک و ذرات کی تعظیم اور ان کو چومتے ہیں۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ص ۱۴۰ یا ۱۴۳)

الجواب :- یہ سراسر بہتان ہے۔ کہ مدینہ منورہ میں جا کر مسنون دعاؤں کو ترک کر دیتے ہیں۔ جبکہ

[1] حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: " النظر الی الکعبۃ عبادۃ "

(جامع الصغیر مع فیض القدیر ص ۲۹۹ طبع بیروت)

...ان میں ہر موقعہ کی مسنون دعائیں مذکور ہیں۔ تو ان کو ترک کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ...ات ہے۔ کہ جو عربی نہیں پڑھ سکتا وہ مجبور ہے۔ اور نعتیہ اشعار کا مسجد نبوی میں سرکار ...کی موجودگی میں پڑھنا اور حضور ﷺ کا حضرت حسان بن ثابت سے خوش ہو کر ان کے لیے ...کرنا حدیث سے ثابت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: در حقیقت شعر میں بھی حکمت کی باتیں ہوتی ہیں۔

...ایک آدمی آیا۔ اس وقت کچھ لوگ قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے اور کچھ اشعار پڑھ رہے ...شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! قرآن بھی اور شعر بھی۔ آپ نے فرمایا: کبھی یہ چیز ہوتی ...کبھی وہ"۔ اس وقت نابغہ الجعدی نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے چند شعر پڑھے۔ یہ اشعار سن کر ...ﷺ نے فرمایا: اے ابو لیلیٰ! تم نے خوب کہا۔ خدا تمہارا منہ بند نہ کرے"

(عوارف المعارف ص ۲۲۸ طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

...رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان [1] کے لیے مسجد میں منبر رکھوایا اور وہ منبر پر کھڑے ہو کر ان ...کی ہجو کرتے جنہوں نے آپ کی ہجو کی تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ روح القدس حسان کے ساتھ ...ہے کہ جب تک وہ خدا کے رسول کی حمایت کرتے رہیں گے۔ (ترمذی شریف)

(عوارف المعارف = شیخ شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ) ص ۲۲۹ طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں :

"وہ اشعار کہ جن میں ذکر الٰہی یا حضور نبوی کی نعت وغیرہ ہو اور کفار کا جلانا پایا جائے وہ مسجد ...منع نہیں ہیں۔ (حجۃ اللہ البالغہ ص ۳۰۴ طبع کراچی)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"چاروں مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کے پیروان نے اور ہر اس شخص نے جس ...حج تصنیف کیے ہیں۔ اس حکایت کو ضرور بیان کیا ہے۔ اور بہت سے علماء کبار نے جو سند ان کو ...ہوئی۔ اسی سند سے روایت کیا ہے۔ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہیں۔ کہ جب میں مدینہ منورہ آیا تو ...کی قبر کی زیارت کر کے آپ کے سامنے بیٹھا ہی تھا۔ کہ یکایک ایک اعرابی نے آکر زیارت کی اور ...الرسل حق سبحانہ نے آپ پر جو کتاب نازل فرمائی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ : ولو انھم اذ ظلموا ...الخ۔ میں آپ کے پاس گناہوں سے بخشش کا طالب آیا ہوں۔ آپ میرے لیے استغفار کریں۔

[1] ...بن ثابت آنحضرت ﷺ کے عہد کے مشہور شاعر ہیں۔ اسلام لانے کے بعد آنحضرت اور اسلام کی شان ...کہے۔ آنحضرت ان کے اشعار سن کر داد دیا کرتے تھے۔

یہ کہہ کر رونے لگا۔ اور بیت پڑھی۔

~ یا خیر من دفنت لقاع اعظمه + فطاب طلبهن لقاع والاکر

نفسی الفداع بقبر انت ساکنۃ + فیه العفاف وفیه الجود والکر

اس کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ مجھ سے فرماتے ہیں کہ اس شخص کو بلا کر خوش خبری

حق تعالیٰ نے میری شفاعت سے اس کے گناہ بخش دیئے۔ (جذب القلوب ص ۲۲۵-۲۲۶ طبع ک

☆...... مولوی اسماعیل دہلوی کے پیر سید احمد کا، مدینہ منورہ میں جا کر روضہ انور پر اشعا

(۱) السلام اے نور رب العالمین + السلام اے محیط روح

(۲) السلام اے نائب پرور دگار + السلام اے قاسم جنات

(۳) یا شفیع المذنبین دستم بگیر + یک سلام از بندۂ خود ا

(۴) یا امام الانبیاء بہر خدا + دار ہاں ما را از آفات

(۵) یا رسول اللہ بفریادم برس + بیکسم جز تو ندارم

(مخزن احمدی از مولوی محمد علی ص ۱۰۵-۱۰۴ طبع لاہور)

ابن لعل دین سے ایک سوال: مندرجہ بالا اشعار شرکیہ ہیں یا نہیں؟

سید احمد مشرک تھے یا مسلمان ؟

رہا یہ کہنا کہ قادری صاحب شرکیہ اشعار پڑھتے ہیں: تو اس میں آپ کا کو

نہیں۔ یہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی لیبارٹری سے تیار کردہ سرمہ کا اثر ہے جس کو آنکھ میں ڈالنے

اور اپنی جماعت کے سوا تمام دنیا کے مسلمان مشرک اور بدعتی نظر آتے ہیں۔ اور ہر ایسے اشعار

اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی تعریف و توصیف ہو، تم کو شرک کی بو آتی ہے۔ حتیٰ کہ اس شر

فتویٰ سے ابو عبد اللہ شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بن حسن المعروف امام بوصیری (المتوفی

) نہ بچ سکے۔ جبکہ خود رحمتِ عالم ﷺ نے خواب میں قصیدہ کو سن کر داد و تحسین دی۔ اور چا

عطا کی۔ اور قصیدہ کے کسی بھی شعر کو شرک سے تعبیر نہ کیا۔ آج تم قصیدہ بردہ کے بعض اشعا

بتاتے ہو۔

☆...... شیخ عبد الرحمٰن بن حسن نجدی لکھتے ہیں :-

" امام بوصیری مشرک تھے۔" (قرۃ عیون الموحدین ص 541 جلد دوم طبع لاہور)

☆...... پروفیسر اختر راہی لکھتے ہیں :-

"بوصیری کا مشہور قصیدہ بردہ ہے۔ بلاشبہ اس میں کہیں کہیں مقام نبوۃ سے تجاوز ہو گیا

...درد و سوز سے بھرا ہوا ہے۔ راقم اپنی وہابیت کے باوجود اسے پڑھتا ہے اور لطف

...ہے۔ (تذکرہ مصنفین درس نظامی ص 314 طبع لاہور ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء)

...اض نمبر2 :- مدینہ منورہ کے سفر کے دوران کثرت سے درود و سلام پڑھتے ہیں۔

☆...... شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

اور من جملہ مستحبات کے یہ ہے کہ راستہ میں (یعنی سفر کے دوران) اکثر اوقات بلکہ ہر وقت

...ے فرائض اور فراغت ضروریات کے آں سرور ﷺ پر صلوٰۃ و سلام کے ساتھ بصفت شوق

...ور طہارت و لطائف میں مشغول رہے۔" (جذب القلوب ص ۲۴۴ طبع کراچی)

ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی السندی غیر مقلد لکھتے ہیں :-

"آپ جب مدینہ کے قریب پہنچیں تو جوش محبت میں سواری تیز کر دیں اور زبان اللہ تعالیٰ

...دائی اور نبی کریم ﷺ پر درود و سلام سے تر رہے۔

(حج و عمرہ ص ۱۴۸ طبع کراچی نظر ثانی بدیع الدین شاہ غیر مقلد)

مولوی عبد السلام بستوی دہلوی غیر مقلد لکھتے ہیں :-

"(مدینہ منورہ کے سفر میں) کثرت سے درود پڑھتے رہو اور آپکی سیرت مقدس کا ذکر

...اور پڑھتے رہو۔ الخ" (اسلامی تعلیم حصہ چھٹا ص ۸۲۴ طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

...اض نمبر3 :- مدینہ منورہ کے سنگریزوں، خاک و ذرات کی تعظیم اور ان کو چومتے ہیں۔

☆...... حضرت ابن عمر سے منقول ہے کہ حضور ﷺ کے منبر شریف کے اس مقام

...حضور ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے۔ وہاں حضرت ابن عمر اپنا ہاتھ رکھتے تھے پھر ان کو اپنے

...ملتے۔ (الشفاء ص ۴۷ جلد دوم از قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) طبع لاہور)

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

"اور مستحب ہے کہ نماز روضہ کے اندر منبر اور رسول اللہ ﷺ کی قبر کے درمیان

...اگر چاہے تبرک اور تیمن کے طور پر آپ کے منبر شریف کا مسح بھی کرے۔ الخ"

(غنیۃ الطالبین ص ۴۱ طبع لاہور ۱۳۹۴ھ از سیدنا عبد القادر جیلانیؒ م ۵۶۱ھ)

قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں :-

"کہ ان مقامات مقدسہ کی تعظیم لازم ہے جہاں وحی، قرآنی آیات اور جبرائیل و میکائیل وغیرہ

...یں۔ اور وہاں سے فرشتے اور روح چڑھتے ہیں اور وہ میدان جہاں تسبیح و تہلیل کی آوازیں گونجا کرتی

...اور وہ سر زمین مقدس جہاں حضور سید البشر ﷺ نے اوقات وغیرہ گزارے اور وہاں سے دین

اسلام اور سنت رسول کی تبلیغ و اشاعت ہوئی۔ اور وہ نشانیاں اور مسجدیں جہاں درس دیا جا
نمازیں، فضائل و برکات اور معاہدہ براہین و معجزات اور دینی احکام و مسائل، مسلمانوں
شعائر اسلام، سید المرسلین کے قیام پذیر ہونے کے مقامات، خاتم النبین ﷺ کے وہ منازل
سکونت جہاں سے نبوت کے چشمے جاری ہوئے اور بکثرت فیضان رسالت جہان میں پھیلے۔ اور وہ
جہاں رسالت کے فیوض و برکات مشتمل ہیں۔ اور وہ زمین مقدس جو سید عالم ﷺ کے جسم مقد
چھو کر سرفراز ہوئی۔ ان تمام میدانوں کی تعظیم و توقیر کی جائے۔ وہاں خوشبوؤں کی ہوا لی جا
کے مکانوں، دیواروں کو چوما (بوسہ دیا) جائے۔" اس کے بعد قاضی علیہ الرحمۃ نے
اشعار تحریر فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک شعر کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں :-

لا عفرن مصون شیٔ بینها + من کثرة التقبیل والرشفات

(ترجمہ) میں ان مقامات کو کثرت سے بوسہ دے کر اور لپٹ کر اپنی سیاہ داڑھی کو گر
کرلوں گا۔

(الشفاء جلد دوم ص ۷۷-۷۶ طبع لاہور)

نیز فرماتے ہیں: حضور ﷺ کی عظمت و احترام میں سے یہ بھی ہے کہ جو چیز بھی
طرف منسوب ہو اس کی عظمت و عزت کی جائے۔ آپکی محافل مقدسہ، مقامات معظمہ، مکہ مکر
منورہ اور دیگر مکانات منسوبہ اور ہر وہ چیز جس کو آپ نے کبھی چھوا ہو یا وہ آپ کے ساتھ
گئی ہو۔ ان سب کی تعظیم و توقیر کرنا (اسی طرح لازم ہے جس طرح آپ کی واجب ہے۔)

(الشفاء ص ۷۳ جلد دوم طبع لاہور)

☆...... حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ :-

مدینہ منورہ میں جانور پر سوار ہو کر نہ چلتے اور فرماتے کہ مجھے خدا سے شرم آتی ہے
سواری کے جانور سے اس ارض مقدس کو پامال کروں جہاں اللہ کے رسول ﷺ جلوہ فرما ہیں۔

(الشفاء ص ۷۴ جلد دوم طبع لاہور)

☆...... جب سرورِ دوعالم ﷺ کسی سفر سے واپس تشریف لاتے اور مدینہ کے قریب
سواری کو حرکت دے کر اور تیز کر دیتے تھے۔ اور یہ اس لیے تھا کہ آپ وفور شوق سے بے چین
تھے۔ کہ کسی طرح جلد از جلد مدینہ میں داخل ہو جائیں۔ آپ کا قلب مبارک یہاں پہنچ کر سکون
شانہ مبارک سے چادر بھی نہ اتارتے اور فرماتے تھے کہ یہ ہوائیں طیب ہیں۔ جو گرد و غبار آپ
انور پر پڑ جاتا اسکو صاف نہ فرماتے۔ اگر صحابہ میں سے کوئی شخص اپنے چہرہ اور سر کو گرد و غبار کی
چھپاتا تو آپ منع فرماتے اور کہتے کہ خاک مدینہ میں شفاء ہے۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۲۲-۲۱

☆...... حضور ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس ہوئے تو حاضرین میں سے کسی نے مدینہ منورہ کے غبار
...ڈھانپ لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "والذی نفسی بیده ان فی غبارها شفاء من کل داء"

(خلاصۃ الوفا ص ۲۸ از علامہ سمہودی)

(ترجمہ) مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ مدینہ منورہ کے غبار میں شفا
ہر مرض کی۔

☆...... ابی عبداللہ عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

بطیب رسول الله طاب نسیمها !! فما للمسك و الكافور والصندل الرطب

(ترجمہ) بوجہ خوشبو رسول اللہ ﷺ کے خوشبودار ہو گئی ہوا اس کی، پس نہیں ہے ایسی خوشبو
مشک اور کافور اور صندل رطب میں۔

(جذب القلوب ص ۶ طبع کراچی)

☆...... ابو بکر محمد بن ابی عامر بن حجاج (الاشبیلی) فرماتے ہیں :-

العیش و الموت هنا طیب + بطیبة لی کل شیٔ بطیب (بستان المحدثین ص ۲۱۴)

یہاں کی زندگی بھی اچھی ہے اور موت بھی اچھی + مدینہ طیبہ میں میرے لیے ہر چیز اچھی ہے۔

اعتراض :- حرمین شریفین کے موجودہ آئمہ کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۴۴ تا ۱۴۵)

الجواب نمبر 1 :- مفتی علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی ملتانی :-

" تمام اہل اسلام کے نزدیک یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ کسی امام کے پیچھے صحت اقتداء کے بغیر
نماز درست نہیں ہو سکتی۔ جس کے لئے مقتدی و امام کے مابین ایک مخصوص رابطہ قائم ہو جانا ضروری
ہے۔ اس مخصوص رابطہ کے بغیر صحتِ اقتداء متصور نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ رابطہ ظاہری، مادی
اور جسمانی نہیں بلکہ یہ رابطہ صرف باطنی، روحانی اور اعتقادی ہے۔ جس کا وجود امام اور مقتدی کے
درمیان اصولی اعتقاد میں موافقت کے بغیر ناممکن ہے۔ شرک توحید کے منافی ہے۔ اور کفر و جاہلیت
اسلام اور ایمان سے قطعاً متضاد ہے۔ اگر مقتدی جانتا ہے کہ میرا کوئی عقیدہ امام کے نزدیک شرک جلی یا
کفر و جاہلیت ہے تو دونوں کے درمیان اعتقادی موافقت نہ رہی۔ اور اس عدم موافقت کے باعث صحتِ
اقتداء کی بنیاد منہدم ہو گئی۔ ایسی صورت میں اس امام کے پیچھے اس کی نماز کا صحیح ہونا کیوں کر متصور ہو
سکتا ہے؟ اس دعوئی کی دلیل یہ ہے کہ مثلاً کسی منکر ختم نبوت کے پیچھے کسی مسلمان کی نماز نہیں ہوتی۔
کیونکہ مقتدی ختمِ نبوت کا اعتقاد رکھتا ہے۔ اور امام ختم نبوت کا منکر ہے۔ دونوں کے درمیان
اعتقادی موافقت نہ ہونے کی وجہ سے صحتِ اقتداء کی بنیاد باقی نہ رہی۔ لہٰذا نماز نہ ہوئی۔ توضیح مدعا کے

لئے ہدایہ سے ایک جزئیہ کا خلاصہ پیش کرتا ہوں کہ اگر امام کی جہت تحری مقتدی کی جہت تحری سے مختلف ہو اور تاریکی یا کسی اور وجہ سے مقتدی کو اس اختلاف کا علم نہ ہو سکے تو اس کی نماز درست ہے۔ اگر مقتدی امام کی جہت تحری کا علم رکھتے ہوئے اس کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز فاسد ہوگی۔

صاحب ہدایہ نے اس فساد کی دلیل دیتے ہوئے فرمایا: " لِاَنَّهٗ اِعْتَقَدَ اِمَامَهٗ عَلَى الْخَطَاءِ "
یعنی فسادِ صلوٰۃ کی دلیل یہ ہے کہ مقتدی نے اپنے امام کے خطا پر ہونے کا اعتقاد کیا۔ اس سے واضح ہوا کہ نماز درست ہونے کے لئے ضروری ہے کہ مقتدی امام کے خطا پر ہونے کا معتقد نہ ہو۔ یعنی مطالعہ اعتقاد ضروری ہے بشر طیکہ مقتدی امام کی خطاء سے باخبر ہو اور اگر وہ امام کی خطا سے لاعلم ہے تو اس صورت میں اس کی نماز ہو جاتی ہے۔

اس مختصر تمہید پر غور کرنے سے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ مقتدی جب یہ جان لے کہ امام کے اعتقاد میں رسول اللہ ﷺ کے لئے علم غیب ماننا کفر و شرک ہے اور امام کے عقیدے میں انبیاء کرام و صالحین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے استمداد بلکہ توسل تک شرک ہے اور امام مزاراتِ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور مزارات اولیائے عظام علیہم الرحمۃ والرضوان کے لئے سفر کرنا بلکہ مزارات کی تعظیم و تکریم کو بھی شرک قرار دیتا ہے۔ اور مقتدی ان تمام امور کو توحید اور اسلام کے عین مطابق سمجھتا ہے۔ تو ایسی صورت میں عدم موافقت کی وجہ سے صحتِ اقتداء کی بنیاد مفقود ہے پھر نماز کیونکر درست ہو سکتی ہے؟

مقتدی کی تین قسمیں

رہا یہ امر کہ ایام حج وغیرہ میں ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کی نمازوں کا کیا حکم ہوگا۔ تو میں عرض کروں گا کہ ہزاروں لاکھوں مسلمان جن کے اصولی عقائد امام سے مختلف ہیں۔ ان کی تین قسمیں ہیں۔ اول وہ جو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان اصولی عقائد میں امام کا عقیدہ ہم سے مختلف ہے۔ ان کا حکم تمہید کے ضمن میں واضح ہو گیا ایسے لوگ اپنے علم کے مقتضاء کے مطابق یقیناً مجتنب رہیں گے۔ دوم وہ مسلمان جو یہ جانتے ہیں کہ امام کے بعض عقائد ہمارے عقائد سے مختلف ہیں مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ اختلاف اصولی عقائد میں ہے اور ہمارے عقائد امام کے نزدیک کفر و شرک، معصیت و جاہلیت کا درجہ رکھتے ہیں۔ یہ مسلمان محض حرمِ مکہ و حرمِ مدینہ اور مسجد حرام و مسجد نبوی کی عظمتوں اور عشق و محبت الٰہی و رسالت پناہی کے جذبات سے متاثر ہو کر اپنی غلط فہمی کی بناء پر اس امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ان کی اس خطا کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت و رافت کے پیش نظر یہ امید کی جاسکتی ہے کہ رب کریم ان کی نمازوں کو رائیگاں نہیں فرمائے گا۔

سوم وہ مسلمان جنہیں سرے سے امام کے ساتھ اختلاف عقائد معلوم ہی نہیں وہ محض سادہ لوح ہیں۔ عشق و محبت سے سرشار ہو کر حرم مکہ اور حرم مدینہ میں حاضر ہوئے اور انہوں نے بحالتِ لاعلمی اس امام کے پیچھے نمازیں پڑھیں ان کے متعلق بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عفو کرم سے ان کی نمازوں کو ضائع نہیں ہونے دے گا۔ دوم اور سوم قسم کے مسلمانوں کی خطاء قابلِ عفو ہے۔ طبرانی میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے صحیح مرفوع حدیث مروی ہے۔ " رُفِعَ عَنْ اُمَّتِیْ الْخَطَاءُ وَالنِّسْیَانُ وَمَا اسْتُکْرِهُوْا عَلَیْهِ "[1] اٹھالیا گیا میری امت سے خطا اور نسیان کو اور اس چیز کو جس پر وہ مجبور کئے گئے۔ یعنی ان تینوں حالتوں میں ان کا مواخذہ نہ ہوگا۔

مثنوی شریف میں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بکریاں چرانے والے گڈریے کا واقعہ بطور تمثیل لکھا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بکریاں چرانے والا اللہ تعالیٰ کی محبت میں کہہ رہا تھا کہ "اے اللہ تعالیٰ اگر تو میرے پاس آئے تو تجھے نہلاؤں، تیرے بالوں میں کنگھی کروں، تجھے دودھ پلاؤں، تیرے پاؤں دابوں۔"

سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے سختی سے ڈانٹا اور ایسی باتوں سے منع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اے موسیٰ! میرا بندہ میری محبت میں مجھ سے مخاطب تھا۔ آپ نے اسے کیوں روکا؟ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وحی آمد سوئے موسیٰ از خدا — بندۂ ما را چرا کردی جدا؟
تو برائے وصل کردن آمدی — نے برائے فصل کردن آمدی

میرا مقصد اس واقعہ کی طرف اشارہ کرنے سے صرف یہ ہے کہ سچی محبت اور سچا عشق اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتوں کا موجب ہوتا ہے۔ اس لئے اگر سچی محبت اور عشق والے مسلمان غلط فہمی یا بے خبری میں ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ لیں تو رحمتِ خداوندی سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ بے نمازی قرار نہیں پائے گا۔ اور اللہ اس کا مواخذہ نہ فرمائے گا۔ مزید وضاحت کے لئے عرض ہے کہ وہ ہزاروں لاکھوں مسلمان جن کا ذکر سطور بالا میں ہو چکا ہے اور ان کی تین قسمیں بھی بیان کی جاچکی ہیں اور ان تینوں قسموں کا حکم بھی مذکور ہو چکا ہے۔ ان تین نمازیوں کی طرح ہیں جن کے پاس نجاست لگا ہوا کپڑا ہے اور اس پر جو نجاست لگی ہوئی ہے وہ مقدار اتنی زیادہ ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے اس کپڑے سے نماز جائز نہیں۔

ایک وہ نمازی ہے جس نے جان لیا کہ کپڑے پر نجاست ہے اور یہ بھی جان لیا کہ اتنی نجاست کے ہوتے ہوئے نماز نہیں ہو سکتی۔ ظاہر ہے کہ وہ اپنے اس علم کی بناء پر ایسے کپڑے کے ساتھ نماز پڑھنے سے اجتناب کرے گا۔ دوسرا وہ نمازی ہے جو اس کپڑے کی نجاست کو جانتا ہے مگر غلط فہمی کی بناء پر

[1] جامع صغیر ص۲۳ ج۲

یہ نہیں جانتا کہ اس نجاست سے نماز نہیں ہو سکتی۔ اب اگر وہ شخص نماز کی محبت اور کمال شوق الٰہی کی بناء پر اس کپڑے کے ساتھ نماز پڑھ لے تو رحمتِ الٰہی سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا مواخذہ نہ فرمائے گا۔ اور اس کے شوق و محبت کی بنا پر اس کی نماز ضائع نہ ہونے دے گا۔ تیسرا وہ نمازی ہے جو سرے سے کپڑے کی نجاست کا علم ہی نہیں رکھتا اور کمال شوقِ عبادت اور نماز کی محبت میں اس کپڑے کے ساتھ نماز پڑھ لیتا ہے فضلِ ایزدی اور کرمِ خداوندی سے اس کے بارے میں بھی یہ امید کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے دامنِ عفو و کرم میں چھپا لے گا اور اس کی نماز مردود نہ ہو گی۔ یہ صحیح ہے کہ جاننے والے ایسے لوگوں کو صحیح بات ضرور بتائیں گے لیکن اس کے باوجود بھی اگر کسی کو صحیح بات نہ پہنچ سکے تو حکم مذکور مجروح نہ ہو گا۔

(ماہنامہ ترجمان اہلسنت، کراچی شمارہ فروری ۱۹۷۹ء)

جواب نمبر 2 :- حضرت پیر طریقت مفتی محمد ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ خان محمد تونسوی سجادہ نشین خانقاہ سلیمانیہ (تونسہ شریف ڈیرہ غازی خان) اور حضرت میاں نور جہانیاں صاحب (چشتیاں) زیارت مدینہ منورہ کے دوران حضرت قبلہ مولانا ضیاء الدین مدنی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ موجودہ نجدی آئمہ کے مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ مولانا صاحب نے فرمایا جو ان کے عقیدے سے واقف ہو اس کی نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی البتہ ناواقف کی ہو جائے گی۔

(ملفوظات خواجہ خان محمد تونسوی (م ۱۹۷۹ء) مطبوعہ ملتان ص ۱۴)

اسی سلسلہ میں فرمایا کہ امامت اور نماز کا مسئلہ حجاز مکرمہ میں پہلی مرتبہ پیش نہیں آیا بلکہ اس سے پہلے بھی ایسے دور گزر چکے ہیں۔ کہ بہت سے مسلمانوں نے اس وقت کے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کیا۔ حتیٰ کہ بعض صحابہ کرام کا بھی عمل یہی رہا، حضرت سیدنا عثمان غنی کی شہادت کے زمانے میں بہت سے صحابہ کرام اس وقت کے مقررہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کرتے تھے۔ کہ کہیں شہادتِ عثمان میں یہ بھی شامل نہ ہو۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری از علامہ عینی حنفی ص ۲۲۱ جلد ۵ طبع مصر)

اسی طرح یزید اور حجاج بن یوسف کے مقرر کردہ امام کے پیچھے لوگوں نے نماز ادا نہیں کی۔ اب چوتھا دور ہے۔ بعض مفسد لوگوں کو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ کچھ مخصوص عقائد کے لوگ نجدی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے جبکہ لاکھوں پڑھتے ہیں۔ اگر لاکھوں مسلمان عقائد کی واقفیت کے بعد پڑھتے ہیں تو نماز کا ہونا محل نظر ہے۔ لیکن ہمیں معلوم ہے کہ عام مسلمان ان کے عقائد سے واقف نہیں ہیں بلکہ عقیدت مندی کی بنا پر نماز پڑھتے ہیں کہ یہ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کے امام ہیں۔

(قطب مدینہ (سوانح مولانا ضیاء الدین مدنی) ص ۲۰-۱۹ طبع جہانیاں ۱۹۹۷ء از رانا خلیل احمد)

...تیں بدلتی رہتی ہیں۔"

حضور سرور کائنات ﷺ کے ظاہری زمانہ کے فوراً بعد مسیلمہ کذاب اس کے متبعین اور مانعینِ زکوٰۃ اہلِ عرب ہی میں مرتد ہوئے۔ اور ۳۲۰ھ میں عباسی خلیفہ مقتدر باللہ کے زمانہ میں مرتد ابو طاہر قرامطی کے فتنہ کے سبب حج بند ہو گیا۔ اس نے خاص حج کے زمانہ میں مکہ معظمہ پر غلبہ حاصل کیا مسجد حرام کے اندر ہزاروں حاجیوں کو قتل کر ڈالا اور مقدس پتھر حجر اسود پر اپنا گرز مار کر اس کو توڑ ڈالا پھر اس کو اکھاڑ کر اپنے دار السلطنت ہجر میں لے گیا۔ یہاں تک کہ بیس برس تک کعبہ معظمہ سے حجر اسود جدا رہا۔ پھر عباسی خلیفہ مطیع کے زمانہ میں جب قرامطہ مغلوب ہو گئے تو حجر اسود پھر "ہجر" سے لا کر کعبہ معظمہ کی دیوار کے کونے میں بدستور سابق جوڑ گیا۔ ان ساری تفصیلات کو حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔ " قال محمد بن الربيع بن سليمان كنت بمكة سنة القرامطة فصعد رجل لقطع الميزاب و انا اراه فعيل صبري و قلت ربي ما احملك فسقط الرجل الى دماغه فمات وصعد القرمطي المنبر و هو يقول انا بالله و بالله انا اخلق الخلق وافنيهم انا " (یعنی) محمد بن ربیع بن سلیمان نے بیان کیا کہ میں فتنہء قرامطہ کے سال مکہ شریف میں موجود تھا۔ میں نے دیکھا کہ ان کا ایک آدمی کعبہ معظمہ کے پرنالے کو اکھاڑنے کے لئے اس کی چھت پر چڑھ گیا۔ میں نے یہ منظر دیکھا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا میں نے کہا اے میرے پروردگار! تو کیا ہی حلیم ہے۔ اسی وقت وہ شخص سر کے بل زمین پر گر پڑا اور مر گیا۔ اور ابو طاہر قرمطی مسجد حرام کے منبر پر چڑھ کر کہنے لگا۔ کہ میں خدا کی قسم۔ خدا کی قسم میں مخلوق کو پیدا کرتا ہوں۔ اور ان کو فنا بھی کرتا ہوں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین جلد ثانی ص ۸۲۹) اور پھر خلیفہ مستعصم باللہ کے دور ۶۵۴ھ میں مدینہ طیبہ پر رافضیوں کا قبضہ رہا۔ اس زمانہ میں مسجد نبوی میں ایسی بھیانک آگ لگ گئی کہ مسجد اور اس کی زیب و زینت کا سارا سامان جل کر راکھ ہو گیا۔ حضرت علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ آگ کے اس واقعہ کو لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔ "و كان الاستعلاء على المسجد والمدينة كان في ذلك الزمان للشيعة و كان القاضي والخطيب منهم حتى ذكر ابن فرحون ان اهل السنة لم يكون احد منهم يتظاهر بقراءة كتب اهل السنة " (یعنی) اس زمانہ میں مسجد نبوی اور مدینہ شریف پر رافضیوں کا قبضہ تھا۔ قاضی شہر اور مسجد نبوی کے امام و خطیب سب روافض ہی تھے۔ یہاں تک کہ ابن فرحون کا بیان ہے کہ کوئی شخص مدینہ منورہ میں اہل سنت و جماعت کی کتابوں کو علانیہ نہیں پڑھ سکتا تھا۔ (وفاء الوفاء جلد اول صـ ۴۲۹)

(فتاویٰ فیض الرسول صـ ۵۷-۵۶ جلد اول طبع لاہور ۱۴۱۱ھ / ۱۹۹۲ء از مفتی جلال الدین احمد امجدی (انڈیا))

نوٹ :- مفتی شجاعت علی قادری کا فتویٰ پیش کرو، "کسی نے" کہنے سے کام نہیں چلے گا۔

☆...... **محمد بن عبدالوہاب نجدی اور مسئلہ تقلید ائمہ اربعہ :-**

ہم فروعی مسائل میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ پر ہیں۔ چونکہ ا[illegible] اربعہ (ابو حنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل) رحمہم اللہ کا طریقہ منضبط ہے۔ اس لئے ہم ان کے مقلد پر انکار نہیں کرتے۔ ان کے سوا چونکہ اور لوگوں مثلاً روافض، زیدیہ، امامیہ وغیرہ کے [illegible] منضبط نہیں ہیں اس لیے ہم ان کو تسلیم نہیں کرتے۔ ہم لوگوں کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ چاروں ائمہ [illegible] سے کسی ایک کی تقلید کریں۔ (دوسرا رسالہ، مصنفہ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب ص۔ ۶۱ طبع امرتسر [illegible])

معلوم ہوا محمد بن عبدالوہاب اور اس کے پیروکار امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے۔

پاکستانی غیر مقلدین (اہل حدیث) کا فتویٰ :-

سوال :- کیا ایک اہلحدیث کی نماز کسی غیر اہلحدیث کے پیچھے ہو جاتی ہے؟

جواب :- اہل حدیث کی نماز کسی غیر اہلحدیث (یعنی حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی وغیرہ) کے [illegible] کیسے ہو سکتی ہے۔ اہل حدیث حق، غیر اہل حدیث باطل۔ باطل حق کا امام کیسے ہو سکتا ہے۔ الخ

(اہل حدیث کی نماز غیر اہلحدیث کے پیچھے، ص ۲ ناشر اہل حدیث ٹرسٹ رجسٹرڈ)

(اہل حدیث چوک۔ کورٹ روڈ۔ کراچی فون ۲۱۴۸۹۰)

معلوم ہوا ۔ علمائے نجد خواہ وہ خانہ کعبہ یا مسجد نبوی کے امام ہوں ان کے پیچھے پاکستانی اہلحدیثوں کی نماز نہیں ہوتی۔

اعتراض :- جب رمضان کی آخری رات آتی ہے تو زمین و آسمان اور ملائکہ اس کی جدائی کے غم میں روتے ہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۴۹)

الجواب :- یہ مندرجہ ذیل حدیث نبوی کے الفاظ ہیں جن کو قطع برید کر کے نقل کیا گیا ہے۔

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب [illegible] رمضان کی آخری رات ہوتی ہے تو زمین و آسمان اور ملائکہ میری امت کی مصیبت کو یاد کر کے روتے ہیں۔ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ ﷺ کون سی مصیبت؟ فرمایا: رمضان المبارک کا رخصت ہونا۔ کیونکہ اس میں صدقات اور دعاؤں کو قبول کیا جاتا ہے۔ نیکیوں کا اجر و ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ عذاب دوزخ دور کیا جاتا ہے۔ تو رمضان المبارک کی جدائی سے بڑھ کر میری امت کے لیے اور کونسی مصیبت رہتی ہے۔

اس حدیث کی تائید ان احادیث نبویہ سے ہوتی ہے جن میں ایک مومن کے دنیا سے رخصت ہونے پر زمین و آسمان کا رونا مذکور ہے۔

حدیث :- ابن جریر، ابن ابی الدنیا، اور بیہقی نے "شعب" میں شریح بن عبید حضرمی سے [illegible] کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مومن بھی مسافری کے حال میں مرتا ہے۔ اور اسکو رونے [illegible] نہیں روتی تو اس پر آسمان و زمین روتے ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ "فما بکت علیہم السماء [illegible]" اور فرمایا یہ کافروں پر نہیں روتے۔

حدیث :- ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کی کہ ان سے پوچھا گیا کیا کسی کے مرنے پر زمین و [illegible] روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ہر انسان کے لیے دو دروازے ہیں ایک تو وہ جس سے اس کا [illegible] ہے۔ دوسرا وہ جس سے اس کا رزق اترتا ہے۔ جب وہ مر جاتا ہے۔ تو یہ دونوں اس کے لیے [illegible]۔ کیونکہ یہ بند ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح وہ زمین جس پر یہ نماز پڑھتا تھا اور ذکر خدا کرتا تھا، [illegible]۔

حدیث :- ابن جریر نے ضحاک سے روایت کی کہ مومن بندے کی موت پر زمین کے وہ حصے روتے [illegible] پر اس کے نشانات ہیں اور آسمان کے وہ حصے روتے ہیں جن سے عملِ خیر جاتا تھا۔

حدیث :- سعید بن منصور اور ابن ابی الدنیا نے محمد بن منتین سے روایت کی کہ آسمان و زمین مومن [illegible] پر روتے ہیں۔ آسمان کہتا ہے۔ کہ اس کی نیکیاں برابر آتی رہتی تھیں اور زمین کہتی ہے کہ یہ برابر [illegible] عمل کرتا تھا۔

حدیث :- عطاء سے مروی ہے کہ آسمان کے رونے سے مراد اس کے کناروں کا سرخ ہونا ہے۔

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور ص ۱۰۱ تا ۱۰۲ از امام سیوطی طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

اس طرح جب رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور مومنین جو کثرت سے عبادت کرتے تھے [illegible] منقطع ہو جاتا ہے۔ اس لیے زمین و آسمان ماہ رمضان المبارک کی جدائی میں روتے ہیں۔

اعتراض :- جو شخص رمضان المبارک کے آنے کی خوشی اور جانے کا غم کرے اس کے لیے جنت [illegible] اللہ پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۴۹)

الجواب :- حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں :-

حدیث موضوع درج ذیل باتوں کے خلاف ہو گی۔

(۱) نص قرآن (۲) حدیث متواترہ (۳) اجماع قطعی (۴) صریح عقل (۵) جو قابل [illegible] نہ ہو۔ چونکہ زیر بحث حدیث میں یہ علامات نہیں پائی جاتیں۔ اس لئے یہ حدیث موضوع نہیں [illegible] ضعیف ہے۔ اور ضعیف حدیث فضائل و اعمال میں قبول ہوتی ہے۔

☆......نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں :- "احادیث ضعیفه در فضائل واعمال معمول بها ..."

(مسک الختام شرح بلوغ المرام ص ۵۷۲ جلد اول طبع بھوپال ...)

اعتراض :- قادری صاحب نے لکھا ہے۔ روزے کے تین درجے (قسمیں) ہیں۔ اول عوام ... دوم خواص (یعنی خاص لوگوں) کا روزہ۔ سوم اخص الخواص کا روزہ۔ (میٹھی میٹھی سنتیں ....ص ...)

الجواب :- روزے کے تین درجات فقط قادری صاحب نے ہی نہیں بلکہ ان سے پیشتر جید علماء اسلام ... تحریر فرمائے ہیں۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

O---علامہ ابوبکر علی بن محمد[1] المعروف بالحدادی العبادی الزبیدی (م ۸۸۰ھ) لکھتے ہیں

روزے کے تین درجے ہیں۔

(۱)... عام لوگوں کا روزہ کہ یہی پیٹ اور شرمگاہ کو کھانے پینے اور جماع سے روکنا ہے۔

(۲)... خواص کا روزہ : کہ ان کے علاوہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں اور تمام اعضاء کو گناہ سے باز رکھنا۔

(۳)... خاص الخواص : کہ جمیع ماسواء اللہ سے اپنے کو بالکلیہ جدا کر کے صرف اسی کی طرف متوجہ رہنا۔

(جوہرۃ النیرہ جلد اول طبع ملتان) ص ۱۹۶

O---حضرت امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) لکھتے ہیں :- روزہ تین درجوں پر منقسم ہے۔

(۱) عوام کا روزہ (۲) خواص کا روزہ (۳) خواص الخواص کا روزہ

(کیمیائے سعادت ص ۱۲۹ طبع لاہور)

O---نیز امام غزالی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

" اعلم ان الصوم ثلاث درجات : صوم العموم و صوم الخصوص و صوم خصوص الخصوص.

یعنی روزہ کے تین درجات ہیں۔ (۱) عوام کا روزہ (۲) خواص کا روزہ (۳) خواص الخواص کا روزہ

(احیاء علوم الدین للامام الغزالی ص ۲۳۵ جلد اول طبع مصر)

O---امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ (م ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں :- روزہ رکھنے والوں کے دو طبقات ہیں۔ مسلمان جب روزہ رکھتے ہیں اور شب کو عبادتیں کرتے ہیں اور جو ان میں سے کاملین ہیں وہ نور ... کے دریا میں غوطہ لگاتے ہیں اور ان کی دعا سب مسلمانوں کا احاطہ کر لیتی ہے۔ اور ان کے انوار کا ادنیٰ ... کے لوگوں پر پرتو پڑتا ہے۔ اور ان کی دعا تمام گروہ پر چھا جاتی ہے۔ الخ

(حجۃ اللہ البالغہ (اردو) ص ۲۷۴ طبع کراچی)

[1] ملا علی قاری حنفی نے "طبقات الحنفیہ" میں ان کے متعلق لکھا ہے۔ "آپ عالم باعمل، فاضل بے بدل اور ... متقی وپرہیزگار تھے۔ ہر روز پندرہ کتابوں کا درس دیتے تھے۔ (ظفر المحصلین باحوال المصنفین ص ۲۱۴ طبع کراچی ۱۹۸۶)

O---سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی (م ۵۶۱ھ) لکھتے ہیں :-

روزے کے تین درجات ہیں۔

(۱)... شریعت کا روزہ (۲)... طریقت کا روزہ (۳)... حقیقت کا روزہ

(سر الاسرار (عربی - اردو) ص ۷۰ تا ۷۵ طبع لاہور ۱۴۰۱ھ از غوث الاعظم)

اعتراض :- جو رمضان میں مر جائے اس سے سوالات قبر بھی نہیں ہوتے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ص ۱۴۸)

الجواب :- فیضان سنت کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

"جو خوش نصیب مسلمان ماہ رمضان میں انتقال کرتا ہے۔ اس کو سوالات قبر سے امان مل جاتی ہے۔ اور وہ عذاب قبر سے بھی بچ جاتا ہے۔ اور جنت کا حقدار قرار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرات محدثین کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا قول ہے کہ جو مومن اس مہینہ میں مرتا ہے وہ سیدھا جنت میں جاتا ہے۔ گویا اس کے لیے دوزخ کا دروازہ بند ہے۔ اور اگر کوئی کافر مرتا ہے۔ تو وہ سیدھا دوزخ میں جاتا ہے گویا اس کے لیے دوزخ کا دروازہ کھلا ہے۔

حضور پرنور ﷺ نے فرمایا: جب رمضان (کا مہینہ) آتا ہے۔ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم ص ۳۴۶ جلد اول طبع کراچی ۱۳۷۵ھ)

O---امام ابی الحسن سندھی "غفلت ابواب النار" کے تحت لکھتے ہیں :-

"لا ینافی موت الکفرۃ فی رمضان و تعذیبهم بالنار فیه اذ یکفی فی عذابهم فتح باب صغیر من القبر الی النار۔ الخ" (حاشیہ صحیح مسلم ص ۳۴۶-۳۴۷ جلد اول طبع کراچی ۱۳۷۵ھ)

معلوم ہوا کہ مومن کے لیے جہنم کے دروازے بند ہوتے ہیں۔ رمضان المبارک میں مرنے والے مومن کا جب قبر میں حساب لیا جائے گا تو وہ جنت کا مستحق ہو گا یا جہنم کا؟ اگر جہنم کا مستحق ہو گا تو جہنم کے دروازے بند ہونے کی وجہ سے اسے لامحالہ جنت نصیب ہو گی۔ تو اللہ تعالیٰ اپنی بیکراں رحمت کا اظہار فرماتے ہوئے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ ماہ رمضان میں مرنے والے سے قبر میں حساب نہ لو۔ اور جنت کی طرف سے ایک چھوٹا دروازہ اس کے لیے کھول دو۔

اعتراض :- جس نے بغیر شرعی مجبوری کے ایک بھی روزہ رمضان ترک کیا تو وہ نو لاکھ برس جہنم کی آگ میں جلتا رہے گا۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ص ۱۵۰)

الجواب :- فیضان سنت میں یہ عبارت اس طرح منقول ہے۔

"بغیر کسی صحیح مجبوری کے رمضان المبارک کا روزہ ترک کرنے پر سخت وعیدیں بھی ہیں۔ رمضان شریف کا ایک روزہ جو بلا کسی عذر شرعی کے جان بوجھ کر چھوڑ دے تو ایک حدیث کے مطابق

اسے نو لاکھ برس جہنم کی آگ میں جلنا پڑے گا۔ (فیضان سنت ص ۱۱۲۵)

حدیث کا لفظ (۱) نبی کریم ﷺ کے قول ۔ فعل ۔ تقریر
(۲) صحابی کے قول ۔ فعل ۔ تقریر (۳) تابعی کے قول ۔ فعل ۔ تقریر پر بولا جاتا ہے۔

(فتح الباقی فی شرح الفیۃ العراقی) (خیر الاصول فی حدیث الرسول ص ۲ طبع ملتان)

قادری صاحب کا یہ طریقہ کار ہے کہ حدیث رسول درج کرتے وقت حضور ﷺ کا اسم گرامی [illegible] تحریر کرتے ہیں۔ زیر بحث حدیث میں چونکہ لفظ حدیث کے ساتھ آپ کا اسم گرامی درج نہیں ہے [illegible] لیے یہ صحابی یا کسی تابعی کا قول ہے۔ جو کہ ترکِ فرضی روزہ کی وعید میں بطور مبالغہ استعمال ہوا ہے۔ [illegible] کہ احادیث میں اسکی مثالیں موجود ہیں۔

اعتراض :- ابن لعل دین نے تین روایات نقل کر کے ان پر طنز کیا ہے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۱۵۰-۱۵۱)

الجواب نمبر 1 :- ﴿پہلی روایت﴾ :- اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی ہر شب میں افطار کے وقت ساٹھ ہزار گناہ گاروں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے۔ اور عید کے دن سارے مہینے کے برابر گناہگاروں کی بخشش کی جاتی ہے۔ اس روایت کو محدث ابو العباس شہاب الدین احمد بن علی بن حجر الہیتمی المکی (م ۹۷۳ھ) نے اپنی تالیف "الزواجر عن اقتراف الکبائر" میں نقل کیا ہے۔ (الزواجر ص ۱۹۸ جلد اول طبع بیروت ۱۴۰۲ھ)

☆...... شیخ نجم الدین غزی لکھتے ہیں :- علامہ ابن حجر متاخرین علماء کے معتمد علیہ ہیں۔ اور فتویٰ دینے میں رافعی، نووی اور متاخرین میں قاضی ذکریا انصاری کے بعد ان ہی کے کلام کی طرف مراجعت کی جاتی ہے۔ اور یہی مکہ کے فقیہ، واعظ اور محدث تھے۔

(شرح عجالہ نافعہ ص ۳۳۱ طبع کراچی ۱۹۶۴ء از مولانا عبد الحلیم چشتی)

☆...... علامہ شوکانی غیر مقلد (م ۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں :- وہ زاہد تھے۔ دنیا کو ہیچ سمجھتے تھے۔ اور سلف کے طریقہ پر تھے۔ بھلائی کا حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے تھے۔ مرتے دم تک ان باتوں پر عمل کرتے رہے۔ (البدر الطالع جلد اول)

﴿دوسری روایت﴾ :- اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کے ہر روز دس لاکھ گناہ گاروں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔ اور جب ۲۹ ویں رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کئے ان کے مجموعہ کے برابر ایک رات میں آزاد کر دیتا ہے۔ اس روایت کو محدث احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق اصبہانی (م ۴۳۰ھ) نے نقل کیا ہے۔

☆...... حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی محدث اصبہانی کے متعلق فرماتے ہیں :-
ان کے اسانید بلند ہونے اور وفور حفظ اور فضیلت علم کی وجہ سے ایک عرصہ تک لوگوں کی

[illegible] جناب میں رہی۔ .... خطیب بغدادی ان کے خاص الخواص شاگردوں میں سے تھے۔ [illegible]۔ ابو صالح مؤذن ۔ ابو علی حسن بن احمد حداد ، ابو سعید محمد بن محمد۔ ابو منصور محمد بن [illegible] اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے محدثین کو ان کی شاگردی کا فخر حاصل ہے۔

(بستان المحدثین ص ۴۳ طبع کراچی)

﴿[illegible] روایت﴾ :- اللہ عزوجل ماہِ رمضان میں روزانہ افطار کے وقت دس لاکھ ایسے گناہگاروں [illegible] آزاد فرماتا ہے۔ جن پر گناہوں کی وجہ سے جہنم واجب ہو چکا تھا۔ نیز شب جمعہ اور روز جمعہ ([illegible] غروب آفتاب سے لے کر جمعہ کے غروب آفتاب تک) کی ہر ہر گھڑی میں ایسے دس دس [illegible] کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے جو عذاب کے مستحق قرار دیئے جا چکے ہیں۔ اور جب رمضان کا [illegible] ہوتا ہے۔ تو پہلی رمضان سے لے کر اب تک جتنے آزاد ہوئے تھے اس کی گنتی کے برابر اس [illegible] میں آزاد کئے جاتے ہیں۔

اس روایت کو امام الاولیاء والعلماء نصر بن محمد بن احمد ابو اللیث سمرقندی (م ۳۷۳ھ) نے [illegible] تالیف "تنبیہ الغافلین" میں نقل فرمایا ہے۔ (ص ۳۴۲ (اردو) طبع ملتان)

اور اس بشارت میں فقط مسلمان انسان روزہ دار ہی نہیں بلکہ مسلمان جن روزہ دار بھی [illegible]۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ مطلق ہیں۔

صاحب حدائق الحنفیہ فرماتے ہیں :- نصر بن محمد بن احمد ابو اللیث فقیہ سمرقندی المشہور امام [illegible] علمائے بلخ میں سے امام کبیر، فاضل بے نظیر فقیہ جلیل القدر محدث وحید العصر زاہد متورع، ایک [illegible] حدیث یاد رکھتے تھے۔ ۳۷۳ھ میں وصال ہوا۔ (حدائق الحنفیہ ص ۲۰۶ طبع لاہور)

مولانا عبد الحئی لکھنوی لکھتے ہیں :- نصر بن محمد بن احمد ابو اللیث الفقیہ السمرقندی المشہور بامام [illegible] الخ۔

(الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ ص ۲۲۰ طبع کراچی)

اسماعیل پاشا بغدادی لکھتے ہیں :- ابو اللیث السمرقندی۔ نصر بن محمد الفقیہ الحنفی الملقب بامام [illegible] الخ (ہدیۃ العارفین جلد دوم ص ۴۹۰ طبع دار الفکر ۱۴۰۲ھ / 1982ء)

محدث ابن قطلوبغا (م ۸۷۹ھ) لکھتے ہیں :- نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم ابو اللیث [illegible] امام الہدیٰ الخ۔ (تاج التراجم فی طبقات الحنفیہ ص ۷۹ طبع کراچی ۱۴۰۱ھ)

[illegible] قادری صاحب مندرجہ بالا روایات کو نقل کرنے کی وجہ سے مورد طعن ہیں تو درج ذیل [illegible] کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ جنہوں نے ان روایات کو اپنی اپنی تالیفات میں تحریر کیا

ذرا قلم کو جنبش دیجئے!!!

(۱)... علامہ ابن حجر مکی (م ۹۷۳ھ)

(۲)... محدث احمد بن عبداللہ اصبہانی (م ۴۳۰ھ)

(۳)... نصر بن محمد ابو اللیث سمرقندی (م ۳۷۳ھ)

الجواب نمبر 2 :- ماہِ رمضان اور روزہ کی فضیلت بیان کرنے کے لیے ان روایات میں کلام کا تعلق مبالغہ سے ہے۔ جس کو ابن لعل دین سمجھنے سے قاصر ہے۔

مثال نمبر 1 :- " وعن ابی ذرؓ قال اتیت النبی ﷺ وعلیہ ثوب ابیض وھو نائم ثم اتیتہ وقد استیقظ فقال ما من عبد قال لا الہ الا اللہ ثم مات علیٰ ذٰلک الا دخل الجنۃ قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق ۔ الخ (مشکوٰۃ ص ۱۴ طبع ملتان)

☆...... **ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں :-**

"ھذہ الواو واو المبالغۃ الخ" (مشکوٰۃ ص ۱۴ حاشیہ نمبر ۶ طبع ملتان)

مثال نمبر 2 :- نبی کریم ﷺ نے فرمایا : " من قال حین یأوی الی فراشہ استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ ثلاث مرات غفر اللہ لہ ذنوبہ وان کانت مثل زبد البحر او عدد رمل عالج او عدد ورق الشجر او عدد ایام الدنیا۔ (احیاء علوم الدین ص ۳۱۴ جلد اول طبع مصر)

ترجمہ :- جو شخص سوتی دفعہ تین بار پڑھے۔ استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم الخ اس کے گناہوں کو (اللہ تعالیٰ) بخش دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ کفِ دریا اور ریگِ بیاباں اور برگِ درختاں اور دنیا کے تمام ایام کی تعداد میں کیوں نہ ہوں۔

(ف):- اس حدیث میں استغفار کی فضیلت کو اجاگر کرنے کے لیے کلام مبالغہ کا استعمال ہوا ہے۔

اعتراض :- زیر بحث روایات میں سے نمبر 3 روایت کو لکھ کر ابن لعل دین لکھتا ہے۔

"اس فرقہ کی دیکھیں " مت " کو کیا ہو گیا ہے۔ الخ (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۵۱)

الجواب :- (نعوذ باللہ) حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی " مت " کو کیا ہو گیا تھا۔ آپ لکھتے ہیں :- "ابن عباس سے روایت ہے...... جب ماہِ رمضان میں جمعہ کا دن اور جمعہ کی رات آتی ہے تو اس دن رات کی ہر ایک ساعت میں اللہ تعالیٰ ہزار ہا (ہزار × ہزار = دس لاکھ) ایسے گناہگاروں کو آزاد کر دیتا ہے۔ جو دوزخ کی آگ میں سزا پانے کے مستحق ہوتے ہیں۔ اور ماہِ رمضان کے آخری روزے اتنے بندوں کو آزاد کر دیتا ہے۔ جتنے کہ تمام رمضان میں آزاد کیے جاتے ہیں۔ الخ"

(غنیۃ الطالبین (اردو) مترجم مولوی احمد مدراسی طبع لاہور ۱۳۹۴ھ ص ۳۸۴)

(ف):- مولوی احمد مدراسی غیر مقلد لکھتا ہے۔ امام السالکین قدوۃ العارفین الشیخ عبدالقادر جیلانی سلسلہ کی ایک مایہ ناز شخصیت ہیں۔ عظیم المرتبت حنبلی عالم وواعظ اور بلند پایا محدث وفقیہ ہونے کے علاوہ آپ ولایت کے نہایت اعلیٰ مقامات پر فائز تھے۔ سلسلہ قادریہ کے بانی تھے۔ آپ کا شمار اولیاء کبار اور اولیاء عظام میں ہوتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین، مترجم مولوی احمد مدراسی غیر مقلد ص ۱۱ طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

اعتراض :- جو رمضان المبارک کی آخری رات میں دس رکعات نماز پڑھے (اس طرح) کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص دس مرتبہ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تمام مہینہ کی عبادت قبول کر لے گا اور تیس ہزار سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں درج فرمائے گا۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۵۱)

الجواب :- درج ذیل روایات اس روایت کی مؤید ہیں :-

(۱)... یزید بن رقاعی نے انس بن مالک سے روایت کی کہ خدا کے رسول مقبول ﷺ نے فرمایا : اگر کوئی آدمی سہ شنبہ کے روز جب پہر بھر دن نکل آتا ہے۔ نماز کی دس رکعت ادا کرتا ہے...... اور ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھے ایک دفعہ ہی آیت الکرسی اور تین دفعہ قل ھو اللہ احد تو ستر روز تک اس آدمی کے اعمال نامہ میں اس کا کوئی گناہ درج نہیں ہوتا۔ اور اگر ستر روز کے اندر اندر ہی مر جائے تو اس کو شہید کا مرتبہ عطا کیا جاتا ہے۔ اور اس کے ستر برس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(غنیۃ الطالبین ص ۶۱۶ طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

(۲)... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جو (رجب) کے آخیر میں دس رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں ایک بار سورۃ فاتحہ پڑھے اور تین دفعہ قل ھو اللہ احد اور تین دفعہ ہی سورۃ الکافرون اور جب سلام پھیر چکے تو درج ذیل دعا پڑھے...... ہر رکعت کے عوض میں ہزار ہزار رکعت کا ثواب تیرے لیے لکھیں گے، اور دوزخ کی آگ سے آزادی لکھی جاوے گی۔ الخ (غنیۃ الطالبین ص ۳۵۸ طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

جب غیر رمضان میں دس رکعات نفل پڑھنے کا اس قدر ثواب ہے تو رمضان میں تو اور زیادہ ہوگا۔

اعتراض :- جو شخص مغرب سے لے کر عشاء تک معتکف رہے، نماز اور تلاوت کے سوا کوئی کلام نہ کرے، اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ ...... معتکف کے لیے جنت میں محل تیار کرے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۵۲)

الجواب :- فیضان سنت ص ۱۲۳۵ پر یہ حدیث یوں منقول ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جو شخص مسجد میں مغرب سے لے کر عشاء تک معتکف رہے۔ نماز اور قرآن مجید کی تلاوت کے سوا کلام نہ کرے، تو اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ اپنے کرم سے اس (معتکف) کے لیے جنت میں محل تیار کرے۔

اس حدیث مبارکہ کو علامہ عبدالوہاب بن احمد بن علی بن احمد بن موسیٰ الانصاری ال
الشعرانی المصری (م ۹۷۳ھ) نے اپنی تالیف "کشف الغمہ عن جمیع الامۃ" میں نقل کیا ہے۔

☆...... علامہ عبدالرؤف مناوی طبقات میں لکھتے ہیں :- علامہ (عبدالوہاب شعر
ہمارے شیخ، عامل، عابد، زاہد، فقیہہ، محدث، اصولی، صوفی اور سالک کی زینت کرنے وا
جو محمد بن حنفیہ کی اولاد میں سے تھے۔ الخ (شرح عجالہ نافعہ از عبدالحلیم چشتی ص ۳۳۸ طبع کراچی ۱۹۶۴ء)

☆...... حافظ ڈاکٹر عبدالرشید (غیر مقلد) فاضل مدینہ یونیورسٹی (اسلام آباد) لکھتے ہیں :-

" الشیخ عبدالوهاب بن علی بن احمد بن موسیٰ الانصاری الشافعی المصر
الشعرانی وقیل الشعراوی تولد بمصر ۸۹۹ ہ کان العامل العابد الزاهد الفقیهه المحد
الصوفی الاصولی الخ" (العجالة النافیه مع التعلیقات الساطعة ص ۶۲ مطبوعہ ضلع ملتان ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء)

☆...... مولوی محمد اشرف سندھو (غیر مقلد) لکھتے ہیں۔

علامہ شعرانی نانویں صدی ہجری کے مشاہیر میں سے تھے۔ (تاریخ التقلید ص ۱۲۵)

☆...... مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی (غیر مقلد) لکھتے ہیں :-

مجھ نابکار کو ان سے کمال حسن عقیدت ہے۔ میں نے ان کی کتب سے سلوک وفروع کے
متعلق بہت فیض حاصل کیا۔ الخ (تاریخ اہل حدیث برحاشیہ ص ۱۱۰)

☆...... نواب صدیق حسن خان بھوپالی (غیر مقلد) لکھتے ہیں :-

علامہ شعرانی عالم۔ محدث۔ صوفی۔ صاحب کرامات کثیرہ۔ تالیفاتِ نفیسہ۔ متبع سنت
مجتنب عن البدعۃ۔ جامع بین الشریعۃ والطریقۃ تھے۔ (تاج مکلل)

اعتراض :- اعتکاف کی فضیلت کے متعلق دو روایات لکھ کر طنز کیا ہے۔ (میٹھی میٹھی...... ص ۱۵۱-۱۵۲)

الجواب :- ﴿ پہلی روایت ﴾ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص خالص نیت سے بغیر ریا او
خواہش شہرت ایک دن کا اعتکاف بجالائے۔ اسکو ہزار راتوں کی شب بیداری کا ثواب ملے گا۔ اور اس کے
اور دوزخ کے درمیان کا فاصلہ پانچ سو برس کی راہ کا ہو گا۔ (فیضان سنت ص ۱۲۳۵)

﴿ دوسری روایت ﴾ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جو شخص رمضان المبارک کے آخری دس دن
میں صدق و اخلاص کے ساتھ اعتکاف کرے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ہزار سال کی
عبادت درج فرمائے گا۔ اور قیامت کے دن اس کو عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔ (فیضان سنت ص ۱۲۳۹)

ان دونوں روایات میں موضوع حدیث کی علامات نہیں پائی جاتیں۔ اسلئے یہ روایات ضعیف
ہیں۔ اور ضعیف حدیث عندالمحدثین فضائل واعمال میں قبول ہوتی ہیں۔

"احادیث ضعیفہ در فضائل و اعمال معمول بہا است"

(مسک الختام، نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد ص ۵۷۲ جلد اول ۱۳۰۷ھ)

میاں نذیر حسین دہلوی (غیر مقلد) لکھتا ہے۔

"حدیث ضعیف فضائل میں مقبول ہے۔" (فتاویٰ نذیریہ ص ۳۰۳ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

علاوہ ازیں درج ذیل احادیث ان روایات کی مؤید ہیں۔

()...... حضرت امام حسین سے روایت ہے۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا : جس نے رمضان
المبارک میں دس یوم کا اعتکاف کیا تو وہ ایسا ہے جس طرح اس نے دو حج اور دو عمرے کئے"

(بیہقی۔ ترغیب ص ۱۴۹ جلد دوم)

()...... عبداللہ بن عباس سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : کہ جو شخص ایک دن کا
اعتکاف اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان تین
خندقوں کی دیوار کر دیتا ہے۔ ان خندقوں کا فاصلہ زمین و آسمان کے فاصلے سے بھی زیادہ ہے۔ (رواہ
الطبرانی فی الاوسط البیهقی واللفظ له والحاکم مختصرا و قال صحیح الاسناد کذا فی الترغیب و
السیوطی فی الدر صححه الحاکم و ضعفه البیهقی)

()...... حضرت ابن عباس سے روایت ہے : کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : "کہ معتکف گناہوں سے
رکا رہتا ہے۔ اور اس کے لیے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں جتنی کہ کرنے والے کے لیے۔"

" قال فی المعتکف هو یعتکف الذنوب و یجزیٰ له من الحسنات کعامل
الحسنات کلها۔" (مشکوٰۃ ص ۱۸۳، عن ابن ماجہ)

اعتراض :- جو کوئی رمضان المبارک میں ایک رکعت نماز پڑھے گا۔ اس کو اتنا ثواب ملے گا جو غیر
رمضان میں دو لاکھ رکعت پڑھنے سے ملتا ہے اور جو کوئی رمضان المبارک میں ایک دفعہ سبحان اللہ کہے گا،
اس کو اس قدر ثواب ملے گا جو غیر رمضان میں ایک لاکھ مرتبہ سبحان اللہ کہنے سے ملتا ہے اور جو کوئی
رمضان المبارک میں کسی ننگے کو کپڑے پہنائے گا تو قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے اللہ اس کو
ساٹھ لاکھ جنتی حلّے پہنائے گا۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۵۲)

درج ذیل حدیث کے خط کشیدہ الفاظ کے تحت ابن لعل دین لکھتا ہے۔

ایک آدمی ایک سوٹ پر دوسرا سوٹ اور دوسرے سوٹ پر تیسرا سوٹ نہیں پہن سکتا جبکہ ان کے مطابق
لباس کو وہ ساری مخلوق کے سامنے...... ایک نہیں بلکہ ساٹھ لاکھ سوٹ ایک دوسرے پر پہنے گا۔ یہ
کیا کیفیت ہو گی؟ یہ کیسے ممکن ہو گا؟ اسکا جواب یہ فرقہ دینے سے قاصر ہے۔ (میٹھی میٹھی...... ص ۱۵۲)

الجواب :- جنت کی نعمتوں کو دنیا کی اشیاء پر قیاس کرنا باطل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیز تیار کی ہے جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ کسی کان نے نہیں سنا۔ اور کسی آدمی کے دل پر اس کا خیال گزرا ہے۔ اسکی تصدیق میں یہ آیت پڑھی "پس نہیں جانتی کوئی جان ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث چیز چھپا کر رکھی گئی ہے۔" (متفق علیہ) مشکوٰۃ ص ۴۹۵ طبع ملتان)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جنت میں داخل ہو وہ چین میں رہے گا۔ کبھی فکر مند نہ ہوگا۔ اس کے کپڑے کبھی بوسیدہ نہیں ہوں گے۔ اس کی جوانی فنا نہ ہوگی۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۹۶ طبع ملتان)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ سے، اے اللہ کے رسول مخلوق کس چیز سے پیدا کی گئی ہے فرمایا پانی سے۔ ہم نے کہا جنت کی تعمیر کیسی ہے فرمایا۔ ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی۔ اس کا گارا خالص مشک سے ہے اسکی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں۔ اس کی مٹی زعفران ہے۔ جو شخص اس میں داخل ہوا چین سے رہے گا۔ مشقت نہیں دیکھے گا۔ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ مرے گا نہیں۔ ان کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوں گے۔ ان کی جوانی فنا نہیں ہوگی۔

(رواہ احمد، ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ ص ۴۹۷ طبع ملتان)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت، جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے، نہ تھوکیں گے نہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ کریں گے۔ نہ ناک جھاڑیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کھانے کا فضلہ کیا بنے گا۔ فرمایا ڈکار لیں گے اور کستوری کی طرح پسینہ بہائیں گے۔ الخ

(رواہ مسلم) (مشکوٰۃ ص ۴۹۶ طبع ملتان)

اسکے بعد ہم رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ پیش کرتے ہیں جس سے ابن لعل دین کے ذہنی مفروضے باطل ہو جائیں گے۔

جنتی حلّوں کی کیفیت

حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ دوسری جماعت کے چہرے آسمان میں نہایت درخشندہ ستارے کی طرح ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی۔ ہر بیوی ستر (۷۰) حلّے پہنے گی کہ اس کی ہڈیوں کا گودا ان سے نظر آئے گا۔

(رواہ ترمذی، مشکوٰۃ ص ۴۹۷ طبع ملتان) (غنیۃ الطالبین (اردو) ص ۳۲۴ طبع لاہور ۱۳۹۳ھ)

معلوم ہوا : کہ جنتی حلے کو دنیا کے کوٹ پر قیاس کرنا جہالت ہے۔

سوال :- ابن لعل دین درج ذیل عنوان کے تحت طنزاً لکھتا ہے۔

سات ہزار سال کے روزے اور قیام شب کا ثواب

جس نے علم دین کے ایک باب کا علم حاصل کیا، وہ علم اس کو دنیا اور آخرت میں نفع پہنچائے گا اللہ اس کے لیے دنیاوی عمر کے ایسے سات ہزار سال کی نیکیاں عطا فرمائے گا جن سالوں کے دن روزے میں اور راتیں قیام میں مقبول و غیر مردود گزری ہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ص ۱۵۲)

الجواب :- اس روایت کو حضرت محمد بن ابو بکر العصفوری نے درج ذیل سند کے ساتھ اپنی تالیف "مواعظ حسنہ" میں نقل کیا ہے۔

حضرت ابراھیم نے حضرت علقمہ سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے علم دین کے ایک باب کا علم حاصل کیا وہ علم اس کی دنیا اور اس کی آخرت میں نفع پہنچائے گا۔ اللہ اس کے لیے دنیاوی عمر کے ایسے سات ہزار سال کی نیکیاں عطا فرمائے گا جن سالوں کے دن روزے اور راتیں قیام میں مقبول و غیر مردود گزری ہیں۔

(موعظہ حسنہ ص ۱۴ طبع کراچی از امام محمد بن ابو بکر عصفوری)

(۱) روایت کے پہلے راوی "حضرت ابراھیم بن یزید نخعی"

ابراھیم نخعی کوفہ کے ممتاز ترین تابعین میں سے ہیں۔ ان کے ماموں علقمہ بن قیس (م ۶۲ھ) اور اسود دونوں کوفہ کے ممتاز محدثین میں سے تھے۔ ابراہیم نے انہی کے دامن میں پرورش پائی۔ ابو نعیم کہتے ہیں کہ وہ اعلام اہل اسلام میں سے ایک عالم تھے۔ ان کو حدیث و فقہ دونوں پر بڑی دستگاہ حاصل تھی۔ حافظ ذہبی نے انہیں فقیہ عراق اور امام نووی فقیہ کوفہ کہتے ہیں۔ عبدالبر لکھتے ہیں علم حدیث میں بڑا مرتبہ رکھتے تھے۔ عراق کے فقیہہ اور امام تھے۔ ۹۶ھ میں انتقال ہوا۔ جب ان کی وفات ہوئی تو شعبی پکار اٹھے۔ خدا! نخعی نے اپنی نظیر نہیں چھوڑی۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ابراھیم بن یزید ثقہ عابد تھے۔

(تقریب التہذیب ص ۲۹ طبع انڈیا) (طبقات ابن سعد ص ۲۸۶ جلد ۶) (العلم والعلماء ص ۲۸۰) (تابعین از شاہ معین الدین ندوی ص ۳ تا ۱۲ طبع اعظم گڑھ (انڈیا) ۱۹۳۷ء / ۱۳۵۶ھ)

(۲) روایت کے دوسرے راوی "علقمہ بن قیس"

علقمہ حضرت ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے۔ فضل و کمال اور زہد و ورع کے لحاظ سے ممتاز تابعین میں سے تھے۔ حضرت علی۔ حضرت عمر۔ عبداللہ بن مسعود۔ حذیفہ بن یمان۔ سلمان فارسی۔ ابی مسعود بدری۔

ابو درداء انصاری وغیرہ اکابر صحابہ سے انہوں نے روایتیں کیں۔ لیکن فقیہہ الامت حضرت عبداللہ بن
مسعود کے سر چشمہ ء فیض سے خصوصیت کے ساتھ زیادہ مستفید ہوئے۔

علقمہ کو قرآن، حدیث اور فقہ جملہ علوم میں یکساں کمال حاصل تھا۔ امام احمد بن حنبل
صالح ثقہ علامہ ابن سعد کثیر الحدیث اور حافظ ذہبی امام بارع لکھتے ہیں۔ ۶۲ھ میں کوفہ میں وفات پائی

(تابعین، ترجمہ علقمہ بن قیس، از معین الدین ندوی طبع ...)

اس لیے اس روایت پر طنز کرنا سراسر بدبختی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے
کرم سے کسی ادنیٰ عمل کو قبول فرما کر، بے حد و شمار ثواب سے نوازدے تو اس کے خزانہ میں کوئی کمی
اور اس کی ذات بے حد رحیم و کریم اور معطی ہے۔

نیز اس روایت میں موضوع حدیث کی علامات نہیں پائی جاتیں۔
یہ حدیث ضعیف ہے اور ضعیف حدیث عندالمحدثین فضائل واعمال میں قبول ہوتی ہے۔

☆...... میاں نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں :- "حدیث ضعیف فضائل میں مقبول ہے۔"

(فتاویٰ نذیریہ ص ۳۰۳ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

اعتراض :- ابن لعل دین درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

"روزہ توڑ دینے والے عجیب وغریب اعمال"

(۱).. دوسرے کا تھوک نگل لیا یا اپنی ہی تھوک ہاتھ میں لے کر نگل گیا تو روزہ جا
(۲).. منہ میں رنگین ڈور وغیرہ رکھا۔ جس سے تھوک رنگین ہو گیا پھر وہی
تھوک نگل گیا تو روزہ جاتا رہا۔ الخ (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۵۳)

الجواب :- قادری صاحب نے یہ مسائل فقہ حنفی کے مشہور فتاویٰ " عالمگیری " سے نقل
ہیں۔ یہ کرکٹ کا میدان نہیں علمی میدان ہے۔ اگر یہ مسائل درست نہیں تو کتاب و سنت کی
میں ان کی تردید کرو۔ فقط طنز اور استہزاء سے کام نہیں چلے گا۔

اعتراض :- ابن لعل دین نے " جہاد سے فرار کے بہانے " کے عنوان کے تحت وہ احا
جن میں درود شریف پڑھنے اور دینی تعلیم حاصل کرنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے جہاد اور
ثواب کے حصول کا ذکر ہے لکھ کر ان پر عجیب وغریب اور جاہلانہ تبصرہ کیا ہے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۵۵تا۱۵۹)

الجواب :- حدیث شریف کا پڑھنا۔ لکھنا۔ جمع کرنا اور بیان کرنا آسان کام ہے مگر حدیث کے
مفہوم کی تہہ تک پہنچنا نہایت ہی دقیق کام ہے۔ اور حدیث کے صحیح معانی و مطالب کو وہ ہی عالم

اس پر اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم فرماتا ہے۔ ابن لعل دین کی تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس
آشنا ہے۔

حاجی امداداللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں :- " اور غیر مقلد لوگ کہ فی زمانہ دعویٰ حدیث
عمل بالحدیث کرتے ہیں۔ حاشا وکلا کہ حقانیت سے بہرہ نہیں رکھتے۔ الخ" (شمائم امدادیہ، ص ۲۸)
ایک ہوتا ہے فریضہ ء جہاد کا ادا کرنا اور ایک ہوتا ہے کسی نیک عمل کے کرنے پر جہاد کا ثواب
دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم حاصل کرو، کیونکہ
علم کی تعلیم، خشیت ہے۔ علم کی طلب عبادت ہے، علم کا مذاکرہ تسبیح، علم کی تلاش جہاد۔ الخ

(جامع بیان العلم وفضلہ، ابن البر (م ۴۶۳ھ) ص ۵۳ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا طلب علم میں نکلنے والا
واپس لوٹنے تک جہاد فی سبیل اللہ میں ہے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ، ابن البر (م ۴۶۳ھ) ص ۷۹ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)[لے]

ان احادیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر اسلامی ریاست میں جہاد کرنے کے شرائط پائے
جائیں اور حاکم وقت اعلان جہاد کردے تو اس وقت علم دین حاصل کرنے سے یہ فرض ادا ہو جائے گا۔
نہیں بلکہ اس وقت میدان جہاد میں شمولیت سے یہ فریضہ ادا ہوگا۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :-

○--- جو پاک ہو کر اپنے گھر سے اور مسجد قبا میں جا کر دو رکعت پڑھے تو اس کے لیے عمرے کے برابر
ثواب ہے۔ (نسائی ص ۷ ج ۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۱۲، مسند احمد ص ۴۸۷ جلد ۳)

تو اگر کسی نے عمرہ ادا کرنے کی سنت ادا کرنی ہو تو مسجد قبا میں جا کر دو رکعت پڑھنے سے یہ سنت
ادا ہوگی۔ بلکہ مقام مخصوصہ سے احرام باندھ کر مسجد حرام میں آکر عمرہ کے ارکان ادا کرنے ہوں گے۔

○--- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص نکلتا ہے اپنے گھر سے باوضو ہو کر قصد کرنے والا طرف
کے نماز فرض ادا کرنے کے لیے پس ثواب اس کا مانند ثواب حج کرنے والے احرام باندھنے والے
کے ہے۔

(صلوٰۃ الرسول از مولوی محمد صادق غیر مقلد ص ۱۷۲ طبع لاہور)

مولوی محمد صادق صاحب اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: جن پر حج فرض ہو چکا ہے جب
تک وہ وہاں جا کر حج نہ کریں گے ان کے ذمہ فرضیت ساقط نہ ہوگی خواہ وہ ساری عمر باوضو ہو کر
پانچوں نمازیں مسجد میں جا کر پڑھتے رہیں۔ اس لئے خدا کی بخشش اور اجر و ثواب کی فراوانی سے کسی غلط
فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔

لے ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ ص ۳۴

کیا؟ (نعوذ باللہ کروڑوں بار استغفر اللہ) نبی کریم ﷺ نے جہاد، عمرہ ... سے روکنے کے بہانے کی تعلیم دی ہے۔

اعتراض:- اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ مبلغ اور مولوی شہداء سے افضل ہیں۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۱۵۹)

الجواب:- مذکورہ بالا عبارت میں مبلغ اور مولوی سے مراد علمائے کرام ہیں۔ اور یہ دعوت اسلامی کا خود ساختہ عقیدہ نہیں۔ بلکہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انبیاء کو علماء پر دو درجے فضیلت حاصل ہے۔ اور علماء کو شہداء پر ایک درجہ۔"

(جامع بیان العلم وفضلہ علامہ ابن عبدالبر اندلسی (م ۴۶۳ھ) طبع لاہور (اردو)

اعتراض:- ابن لعل دین نجدی لکھتا ہے۔

" اس ذات کی قسم (مبلغ) بلند ترین مکان میں ہوگا۔ جو شہداء کے مکان سے بھی بلند ہوگا ہر مکان کے تین سو دروازے ہوں گے۔ یاقوت اور سبز زمرد کے، ہر دروازے پر روشنی ہوگی ایسا مبلغ (مولوی) آدمی تین لاکھ حوروں سے نکاح کرے گا۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ص ۱۵۹)

الجواب:- یہ درج ذیل حدیث کے الفاظ ہیں۔ جس کو امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) نے نقل فرمایا حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا مشرکین سے جنگ کے بغیر بھی جہاد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں۔ اے ابوبکر! رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے ایسے مجاہدین بھی زمین پر ہیں جو کہ ان شہداء سے افضل ہیں جو زندہ ہیں۔ انھیں روزی ملتی ہے۔ یہ زمین پر چل رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ آسمان کے فرشتوں کے سامنے فخر فرماتا ہے۔ ان کے لئے جنت سجائی جاتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، نیکی کا حکم کرنے والے، برائی سے روکنے والے، اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر دشمنی رکھنے والے۔ پھر ارشاد فرمایا،

اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ بندہ بلند ترین مکان میں ہوگا جو شہداء کے مکانات سے بلند ہوگا۔ ہر مکان کے تین سو دروازے ہوں گے۔ یاقوت اور سبز زمرد کے ہر دروازے پر روشنی ہوگی۔ ایسا آدمی تین لاکھ حوروں سے نکاح کرے گا۔ جو انتہائی پاک باز خوبصورت ہوں گی۔ جب بھی وہ کسی ایک کی طرف دیکھے گا، تو وہ کہے گی، "آپ نے فلاں دن اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور آپ نے اس طرح نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع کیا"۔ الغرض جب بھی کسی حور کی طرف

دیکھے گا تو وہ نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے کی وجہ سے اس کا ایک اعلیٰ مقام بتائے گی۔

(مکاشفۃ القلوب از امام غزالی ص ۱۲۲ طبع کراچی)

اس حدیث کی تائید درج ذیل حدیث مبارکہ سے ہوتی ہے۔ جس کو سیدنا عبدالقادر جیلانی نے نقل فرمایا ہے۔

" پیغمبر ﷺ نے فرمایا: ہر ایک (جنتی) کے واسطے ستر (۷۰) حوریں اور دو آدمی زاد عورتیں ہوں گی۔ اور ہر ایک بیوی کا سبز یاقوت کا محل ہوگا۔ اور سرخ یاقوت سے جڑاؤ اور منقش اور ہر محل میں ستر ہزار دروازے ہوں گے۔ اور ہر ایک دروازے میں ایک قبہ موتی کا ہوگا۔ الخ"

(غنیۃ الطالبین از سیدنا عبدالقادر جیلانی ص ۳۲۵ طبع ۱۳۹۴ھ لاہور)

اعتراض:- نبی اکرم ﷺ کے فرمودات کی روشنی میں عام جنتی مسلمان کو دو جبکہ شہید ہونے والے مجاہد کو ۷۲ (بہتر) حوریں ملیں گی۔ الخ (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۱۵۹)

الجواب:- اس حدیث مبارکہ سے ایک جنتی آدمی کو دو سے زائد حوریں ملنے کی نفی نہیں ہوتی۔ جیسا کہ ہمارے دعویٰ کی درج ذیل حدیث مؤید ہے۔

حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ادنیٰ جنتی وہ ہوگا جس کے اسی ہزار خادم ہوں گے۔ اور بہتر (۷۲) بیویاں ہوں گی۔ موتیوں، زبرجد اور یاقوت کا ایک خیمہ اس کے لیے اس قدر بڑا گاڑا جائے گا جس قدر جابیہ اور صنعاء کا فاصلہ ہے۔ الخ

(مشکوٰۃ (مترجم) ص ۸۸ جلد ۳ طبع لاہور)

جب ادنیٰ جنتی کو اللہ تعالیٰ اس قدر نعمتوں سے نوازے گا تو علماء کرام کی کیا شان ہوگی؟

اعتراض:- ابن لعل دین طنزاً لکھتا ہے۔ قادری صاحب نے لکھا ہے۔ "علماء کی سیاہی شہیدوں کے خون سے تولی جائے گی۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۱۵۹)

الجواب:- یہ قادری صاحب کا نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی ہے۔ امام غزالی لکھتے ہیں:

" قال رسول اللہ ﷺ: یوزن یوم القیامۃ مداد العلماء بدم الشھداء" (علماء کی سیاہی شہید کے خون سے تولی جائے گی۔) (احیاء علوم الدین۔ از امام غزالی ص ۶ جلد اول طبع مصر)

اس حدیث کے تحت محشی لکھتے ہیں:-

حدیث" قال رسول اللہ ﷺ: یوزن یوم القیامۃ مداد العلماء بدم الشھداء" "ابن عبد البر من حدیث ابی الدرداء* بسند ضعیف۔" (احیاء علوم الدین۔ حاشیہ نمبر ۱۱ صف ۶ طبع مصر)

---

* ابو الدرداء: عویمر بن مالک انصاری۔ شہر آفاق صحابی۔ دمشق کے قاضی تھے۔ ۳۲ھ میں وفات پائی۔

یعنی زیر بحث حدیث " ضعیف " ہے۔

شہرۂ آفاق امام حدیث ابو عمر یوسف بن عبداللہ ابن عبدالبر [1] (م ۴۶۳ھ) علم کی فضیلت میں ایک حدیث درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ "احکامِ حلال و حرام کی طرح فضائل اعمال کی روایتوں میں اسناد کی چھان بین نہیں کی جاتی، اسی لیے ہم نے ضعیف ہونے پر بھی یہ حدیث درج کر دی ہے۔" (جامع بیان العلم وفضلہ، ص ۵۹ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

اسلئے حدیث " یوزن یوم القیامۃ مداد العلماء الخ " کا ضعیف ہونا ہمیں مضر نہیں۔ کیونکہ قادری صاحب نے اس حدیث مبارکہ کو علماء کی فضیلت کے باب میں بیان کیا ہے۔

اعتراض :- حالانکہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن شہید کا خون دیکھنے کو خون نظر آئے گا۔ لیکن اس میں سے مہک کستوری کی آئے گی۔ الخ (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۵۹)

الجواب :- اس حدیث مبارکہ میں جو شہید کا مقام بیان ہوا ہے۔ ہم اس کے انکاری نہیں تو پھر بے محل اس روایت کو بیان کرنے کا کیا فائدہ؟

آثارِ نبوی کی تعظیم ---- موئے مبارک اور نعلین شریف

☆...... مولانا عبدالحئ لکھنوی حنفی فرماتے ہیں :-

جاننا چاہیے کہ ہر مسلمان کو کہ جن چیزوں کو ذات بابرکات حضرت رسول الثقلین سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ سے کسی قسم کا علاقہ ہے ، خواہ وہ موئے مبارک ہوں خواہ جبہ مبارک ہو خواہ نعلین پاک ہو خواہ اور کوئی چیز ہو کہ جس کو آنحضرت ﷺ نے مَس فرمایا ہو یا اور کسی طرح آنحضرت ﷺ سے اس کو علاقہ پیدا ہوا ہو۔ "ایسی تمام چیزوں کی تعظیم کرنا اور ان سے برکت حاصل کرنا نشان کمال ایمانی اور دلیل محبت نبوی ہے اور جملہ آثار محمدی پر جان نثار کرنا ایک عمدہ علامت علامتہائے اسلام سے ہے۔ اس باب میں کسی عاشق جناب نبوی کو کلام اور کسی اہل ایمان کو اس سے انکار کی مجال نہیں ہے۔ اور اس میں شبہ نہیں ہو سکتا کہ ایسے آثار و مشاہد کی تعظیم و تکریم اور ان سے برکت حاصل کرنا دراصل تعظیم و تکریم جناب محمدی ﷺ کی ہے۔ جو رأس الایمان ہے اور ثبوت اس کا اکثر احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ کرام سے ہوتا ہے۔" (مجموعہ فتاویٰ از مولانا عبدالحئ لکھنویؒ ص ۲۶۸ جلد ۲ طبع فرنگی محل ۱۹۳۵ء)

[1] محدث ابن عبدالبر قرطبہ میں 378ھ میں پیدا ہوئے۔ خدا داد ذہانت کے مالک تھے۔ جلد جلد علمی منازل طے کر کے امام وقت بن گئے۔ حق پسند و حق گو تھے۔ حکام سے نہ بنتی اور جلاوطن کئے گئے۔ پھر ایک مدت بعد اشبونہ کے قاضی بنائے گئے۔ ۴۶۳ھ میں وفات پائی۔ بہت سی مفید کتابیں تصنیف کیں۔

علامہ قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں :-

"حضور ﷺ کی عظمت و احترام میں سے یہ بھی ہے کہ جو چیز بھی آپ سے منسوب ہو اس کی عزت و عظمت کی جائے۔ آپ کی محافل مقدسہ ، مقامات معظمہ ، مکہ مکرمہ ، مدینہ منورہ اور دیگر مقامات منسوبہ اور ہر وہ چیز جس کو آپ نے کبھی چھوا ہو یا جو کہ آپکے ساتھ مشہور ہو گئی ہو۔ ان سب کی تعظیم و توقیر کرنا (اسی طرح لازم ہے جس طرح آپ کی ذات اقدس کی واجب ہے۔)" (الشفاء ص ۷۳ جلد ۲ طبع لاہور ۱۳۹۷ھ)

آثار نبوی کی تعظیم اور صحابہ کرام اور تابعین کرام

حضرت انس بن مالک کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حجام آپ کے سر مبارک کو مونڈھ رہا تھا۔ صحابہ کرام آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ وہ سب یہ چاہتے تھے کہ حضور ﷺ کا جو بال مبارک گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔ (صحیح مسلم باب قربۃ من الناس)

O--- حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ (مزدلفہ سے) منیٰ میں آئے اور جمرہ عقبہ میں کنکریاں پھینک کر اپنے مکان پر تشریف لائے۔ پھر آپ نے حجام کو بلایا اور سر مبارک کے دائیں طرف کے بال منڈوائے اور ابو طلحہ انصاری کو بلا کر عطا فرمائے ، بعد ازاں حضور ﷺ نے بائیں طرف کے بال مبارک منڈوا کر ابو طلحہ انصاری کو بلا کر عنایت کئے اور ان سے فرمایا کہ یہ تمام بال لوگوں میں تقسیم کردو۔ (مشکوٰۃ ، کتاب المناسک، باب الحلق ص ۲۳۲) متفق علیہ

O--- حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس رسول اللہ ﷺ کے کچھ سرخ رنگ کے بال مبارک تھے، جو ایک ڈبیہ بشکل جلجل میں رکھے ہوئے تھے۔ لوگ ان بالوں سے نظر بد اور دیگر بیماریوں کا علاج کیا کرتے تھے۔ کبھی تو ان کو پانی کے پیالہ میں رکھتے ، پھر پانی کو پی لیتے اور کبھی جلجل کو پانی کے مٹکے میں رکھ دیتے پھر اس میں بیٹھ جاتے۔ یہ ما حصل حدیث بخاری ہے۔ (صحیح بخاری۔ کتاب اللباس)

O--- حضرت خالد بن ولید قرشی مخزومی کی ٹوپی جنگ یرموک میں گم ہو گئی ، انہوں نے کہا کہ تلاش کرو۔ تلاش کرتے کرتے آخر کار مل گئی ، لوگوں نے ان سے سبب پوچھا تو فرمایا کہ ایک روز رسول ﷺ نے عمرہ ادا فرمایا ، جب آپ نے سر منڈوایا تو لوگ آپ کے موئے مبارک لینے کے لیے دوڑے ، میں نے بھی آپکی پیشانی مبارک کے بال لے کر اس ٹوپی میں رکھ لیے۔ جس لڑائی میں یہ ٹوپی میرے پاس رہی، مجھے فتح نصیب ہوتی رہی۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ ترجمہ خالد بن ولید، از حافظ ابن حجر م ۸۵۲ھ)

O--- امام بخاری نے تاریخ میں بروایت ابو سلمہ نقل کیا ہے کہ محمد بن عبداللہ بن زید نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے والد (عبداللہ بن زید رائی الاذان) منحر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے ، حضور ﷺ نے ضحایا تقسیم فرمائے اور اس کو اپنے بالوں میں سے دیا۔ (اصابہ فی تمیز الصحابہ)

O--- حضرت ابن سیرین تابعی نے حضرت عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس یا اہل انس سے ملے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عبیدہ نے کہا کہ میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال کا ہونا میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہے۔

(حقوق مصطفیٰ ﷺ از مولانا پروفیسر نور بخش توکلی ص ۴۷ طبع لاہور ۱۴۱۹ھ)

حضرت انس بن مالک (صحابی) اور حضرت عمر بن عبدالعزیز (تابعی) کا عمل :

حضرت ثابت بنانی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خادم حضرت انس بن مالک نے مجھ سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال ہے۔ جب میں مر جاؤں تو اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ چنانچہ میں نے حسبِ وصیت ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور وہ اسی حالت میں دفن کئے گئے۔ (الاصابہ ترجمہ انس بن مالک)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات کا وقت آیا، تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال اور ناخن منگوائے اور وصیت کی کہ یہ میرے کفن میں رکھ دیئے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(طبقات ابن سعد ص ۳۰۰ جلد ۵)

آثارِ نبوی کی زیارت اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے متروکات میں سے بعض چیزیں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس تھیں۔ وہ ایک کمرے میں محفوظ تھیں۔ عمر بن عبدالعزیز ہر روز ایک بار ان کی زیارت کیا کرتے تھے، اشراف میں سے اگر کوئی ان سے ملنے آتا تو اس کو بھی زیارت کرایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس کمرے میں ایک چارپائی، چمڑے کا تکیہ جس میں خرما کی چھال بھری ہوئی تھی، ایک جوڑا موزہ، قطیفہ (لحاف) چکی اور ایک ترکش تھی جس میں چند تیر تھے۔ لحاف میں آنحضرت ﷺ کے سر مبارک کے میل کا اثر تھا، ایک شخص کو سخت بیماری لاحق ہوئی تھی جس سے شفا نہ ہوتی تھی۔ ابن عبدالعزیز کی اجازت سے اس میل میں سے کچھ دھو کر بیمار کی ناک میں ٹپکا دیا گیا۔ وہ اچھا ہو گیا۔

(مدارج النبوۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۱۰۴۹ جلد ۲ طبع کراچی ۱۹۷۶ء)

ابن لعل دین کے اعتراضات اور ان کا تحقیقی جواب

اعتراض نمبر 1 :- اگر سلطان مدینہ کے موئے مبارک یا آپکا عصا مبارک کسی گناہ گار کی قبر میں رکھا جائے تو گناہ گار اس تبرک کی برکت سے نجات پائے گا۔ اور اگر کسی انسان کے گھر یا شہر میں ہو تو اس کے رہنے والوں کو اس کی برکت سے کوئی بلا یا آفت نہیں پہنچے گی۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.......ص ۱۵۹)

الجواب :- " فیضان سنت " صفحہ نمبر ۵۲۳ پر یہ عبارت اس طرح منقول ہے :

" علمائے دین فرماتے ہیں ، اگر سلطانِ مدینہ ﷺ کے موئے مبارک یا آپ ﷺ کا

یا ذرہ مبارک کسی گنہگار کی قبر میں رکھا جائے تو اس تبرک کی برکت سے نجات ... اور اگر کسی انسان کے گھر یا شہر میں ہو تو اس کے رہنے والوں کو اس کی برکت سے کوئی بلا و ... پہنچے۔"

(جواہر البحار از علامہ نبہانی)

اگر رب کائنات کسی گناہ گار کی قبر میں اس کے محبوب ﷺ کے موئے مبارک رکھ دینے اور ان کی برکت سے اس کو بخش دے تو وہ قادرِ مطلق ہے۔

حضرت ثابت بنانی تابعی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خادم حضرت انس نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال ہے۔ جب میں مر جاؤں تو اسے میری زبان ... رکھ دینا۔ چنانچہ میں نے حسبِ وصیت ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور وہ اسی حالت میں دفن ...

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ از حافظ ابن حجر ترجمہ انس بن مالک)

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے وصال کے وقت رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال اور ناخن ... اور وصیت کی کہ یہ میرے کفن میں رکھ دیئے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(طبقات ابن سعد ترجمہ عمر بن عبدالعزیز)

حضرت امیر معاویہ کے پاس حضور ﷺ کی چادر، قمیض، ازار اور کچھ موئے مبارک اور ناخن موجود تھے۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ مجھے آپ کی قمیض، ازار اور چادر میں کفن دیا جائے اور میری ناک، منہ اور ان اعضاء میں جن سے سجدہ کیا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بال مبارک اور ناخن بھر دیئے جائیں۔ اور مجھے میرے ارحم الراحمین کے سامنے تنہا چھوڑ دیا جائے۔

(اسماء الرجال مترجم مشکوٰۃ ص ۳۹۸ جلد ۳)

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے پاس حضور ﷺ کا عصا مبارک تھا۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو وصیت کی کہ اس عصا کو میرے کفن میں رکھ کر میرے ساتھ دفن کر دیا جائے ... ایسا ہی کیا گیا۔ (حقوق مصطفیٰ از پروفیسر نور بخش توکلی ص ۵۴ طبع لاہور ۱۴۱۹ھ)

حضرت سہل بن سعد روایت کرتے ہیں کہ ایک روز ایک چادر کو بطور تہبند باندھ کر ہماری طرف نکلے۔ صحابہ میں سے ایک نے دیکھ کر عرض کیا، کیا اچھی چادر ہے؟ یہ مجھے پہنا دیجئے۔ آپ نے ... ہاں! کچھ دیر بعد آپ مجلس سے اٹھ گئے، پھر واپس آئے اور وہ چادر لپیٹ کر اس سائل صحابی کے ... دی۔ صحابہ کرام نے اس سے کہا کہ تو نے اچھا نہیں کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے اس چادر کا سوال ... حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ آپ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے۔ اس صحابی نے کہا، اللہ کی قسم! میں ... صرف اس واسطے سوال کیا کہ میرے مرنے پر یہ چادر میرا کفن بنے۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ چادر اس کا ... بنی۔

(صحیح بخاری کتاب اللباس)

☆...... حضرت ولید بن ولید بن مغیرہ قرشی مخزومی جب مکہ میں سے قید سے بھاگ کر
اللہ ﷺ کی خدمت میں ہوئے تو عرض کیا کہ میں مرا جاتا ہوں۔ آپ مجھے اپنے کسی زائد کپڑے
جو آپ کے جسد اطہر پر رہا ہو، کفنانا، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان کو اپنی قمیص میں کفنایا۔

(اصابہ ترجمہ ولید بن ولید بن مغیرہ)

☆...... کسی متبرک کپڑے میں کفن دینا سنت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی چادر صاحبزادی
کے کفن میں ڈلوائی تھی۔ اسی کے پیش نظر قاضی صاحب نے وصیت کی تھی کہ جو چادر اور
حضرت مرزا مظہر جان جاناں کی عطا کردہ ہے اس کو میرے کفن میں شامل کیا جائے۔

(ظفر المحصلین فی احوال المصنفین ص ۵۰ طبع کراچی ۱۹۸۶ء) (تذکرہ صاحب تفسیر مظہری۔ ثناء اللہ پانی پتی)

☆...... حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے عرض کی : "ایک
مستعمل (استعمال شدہ) کفن کے لیے عنایت ہو۔ آپ نے فرمایا : انشاء اللہ تعالیٰ دیا جائے گا۔"

(فتاویٰ عزیزی صـ ۴۶۶ طبع کراچی ۱۹۷۳ء)

اگر آثار نبوی قبر میں رکھنے سے کوئی فوائد و ثمرات حاصل نہیں ہوتے تو کیا صحابہ کرام۔
اور اولیاء اللہ نے عبث کام کیا تھا؟ سوچ سمجھ کر جواب دو!

☆...... نواب صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں :۔

"میں کہتا ہوں حدیث میں آیا ہے۔ "الفاتحۃ شفاء من کل داءٍ" یہ لفظ عموم
شامل ہے شفاء ہر داء قلب و قالب کو۔ الخ" (کتاب الداء والدوا ص ۱۵ طبع لاہور)

بعض مرتبہ مریض کو یہ سورۃ دم کر کے پلائی جاتی ہے مگر اس کو شفاء نہیں ہوتی تو اس
مطلب ہرگز نہیں کہ یہ سورۃ شفا کا سبب نہیں۔ بلکہ رب کائنات جل جلالہ کی حکمت ہوتی
جس کو انسان سمجھنے سے قاصر ہے۔

اعتراض :۔ قادری صاحب کہتے ہیں۔ "بال مبارک کی توہین کرنے والے پر جنت حرام ہے۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۷۰)

الجواب :۔ یہ قادری صاحب کا قول نہیں : بلکہ محبوب کبریا ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ "حضرت
فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ اپنے موئے مبارک ہاتھ میں لیے ہو
فرمارہے ہیں۔ "جس نے میرے ایک بال (مبارک) کو بھی ایذاء دی تو اس پر جنت حرام ہے۔"

(کنز العمال ص ۱۷۲ جلد ۶)

اعتراض :۔ حضور نبی مکرم ﷺ لوگوں کو خواب میں بھی اپنے بال دے کر جاتے ہیں۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۷۰)

الجواب :۔ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

"مجھے میرے والد (شاہ عبدالرحیم) نے خبر دی۔ تحقیق میرے والد نے بیماری کی حالت
میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا : اے بیٹے! تیرا کیا حال ہے؟
پھر خوشخبری دی حضور نے میرے والد کی تندرستی کی۔ اور دو بال مبارک لحیہ انور کے عنایت
کیے اسی وقت وہ تندرست ہو گئے اور دونوں بال مبارک جب جاگے تو موجود تھے۔ ان میں سے
ایک بال میرے پاس موجود ہے۔ (در الثمین ص ۳۵ طبع فیصل آباد ۱۹۷۰ء)

"ھو جوابکم فھو جوابنا"

(نوٹ) :۔ یاد رہے کہ ہم انہیں موئے مبارکہ کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں جو کہ تواتر سے مشہور و
معروف ہیں۔

موئے مبارک کی فیوض و برکات اور مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد

"آپ ﷺ کا ایک ایک جزوِ بدنِ اطہر حتیٰ کہ آپ ﷺ کا بال بال بلکہ آپ ﷺ کے
جسم مبارک کے عوارض و متعلقات و فضلات بھی موجب فیض و برکت تھے۔

(سراجاً منیرا، از مولوی میر محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد ص ۴۷ طبع سیالکوٹ ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۴ء)

سبز عمامہ اور دعوتِ اسلامی

دعوتِ اسلامی کے نزدیک سبز عمامہ باندھنا سنتِ مستحبہ ہے۔ اور مستحب کو مستحب سمجھ کر اس کام پر
عمل کرنے والا اجر و ثواب پائے گا۔

مستحب کی تعریف :۔ علامہ خاتمۃ المحققین شیخ محمد امین المشہور ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

"و حکمہٗ الثواب علی الفعل و عدم اللوم علی الترک" (شامی جلد اول صـ ۸۴ طبع مصر)

یعنی ایسا کام جس کے کرنے پر ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے کچھ گناہ نہیں ہوتا۔

سنت نبوی ﷺ کے متعلق چند ضابطے :۔

واضح ہو کہ حضور ﷺ کے سیرت طیبہ و افعال جمیلہ "سبحان اللہ" سب ہی حسین و جمیل ہیں
اور حضور ﷺ کی ہر سنت پر عمل کرنا سعادت ہے۔ مگر بایں ہمہ حضور ﷺ کی مقدس سنتوں کے
درجات ہیں۔ جس درجہ کی سنت ہے اسے اسی درجہ میں رکھنا لازم ہے۔ اصول کی معتبر کتاب "نور
الانوار" میں ہے کہ سنت دو قسم پر ہے۔

(۱)... سنت ھدیٰ : جس پر حضور ﷺ نے مواظبت فرمائی (اس کو علیٰ وجہ التعبد کیا)
ایک دو بار چھوڑ بھی دیا ہو۔ یا بالکل نہ چھوڑا ہو۔ لیکن تارک پر انکار نہ فرمایا۔ سنتِ ہدیٰ کا
اساءۃ ہے وقتِ حساب اس کے کہا جائے گا ، تو نے یہ سنت کیوں نہیں ادا کی۔ (سنتِ ہدیٰ ہی
مؤکدہ ہے۔ جس کا تارک گمراہ ہے۔)

(۲)... سنتِ زوائد : جیسے لباس۔ اٹھنے بیٹھنے کھانے پینے میں حضور ﷺ کی عادتِ کریمہ
یہ چیزیں حضور ﷺ سے علیٰ وجہ العبادۃ وقصدِ قربت (خداوندی) کے طور پر صادر نہیں ہوئیں
بلکہ عادت کے طور پر حضور ﷺ سے صادر ہوئیں ہیں۔ جیسے حضور ﷺ کا سرخ، سبز، سفید
زیبِ تن فرمانا، کبھی سیاہ یا سرخ عمامہ سات ہاتھ یا بارہ ہاتھ یا اس سے کم وبیش کا استعمال فرمانا
ایسی تمام سنتیں سنتِ زوائد ہیں۔ سنتِ زوائد کا حکم یہ ہے۔ " یثاب المرء فعلها ولا يعاقب
علیٰ ترکها وهوفی معنی المستحب " (نورالانوار مع حاشیہ قمرالاقمار)

یعنی ان سنتوں پر عمل کرنے والا ثواب پاتا ہے اور جو عمل نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔
اور یہ سنتیں " مستحب " کے حکم میں ہیں۔

☆...... علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی (م ۱۱۴۳ھ) فرماتے ہیں :-

" السنة بانها كل فعله فعلها النبی ﷺ علی وجه العبادة لاالعادة ولم يكن
النبی ﷺ يلبس العمامة علی سبيل العبادة ولا لبس الثياب المخصوصة علی طريق
العبادة و انما لقصد بذلک ستر العورة و دفع اذية الحر و البرد ولهذا ورد عنه لبس الصوف
والقطن وغيره ذلک من الثياب العالية والسافلة فليس مخالفته فی ذلک مخالفة سنة و
ان كان الاتباع فی جميع ذلک افضل لانه مستحب ـ "

(کشف النور عن اصحاب القبور ، ص ۱۹ طبع استنبول ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء)

معلوم ہوا سنتِ زوائد پر عمل کرنا افضل اور مستحب ہے۔

حضور ﷺ کا " سبز " عمامہ باندھنا :

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

" و دستار مبارک آنحضرت ﷺ در اکثر اوقات سفید بودگاہے سیاہ و احیاناً سبز۔ الخ "۔

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس (فارسی) ص ۲۶ مطبوعہ دہلی ۱۹۱۱ء)

آنحضرت ﷺ کی دستار مبارک اکثر اوقات سفید، کبھی کبھار سیاہ اور شاذ و نادر سبز ہوتی تھی۔

امام ابن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کا " سبز " عمامہ باندھنا :

عمامہ آپ کا سفید ہوتا تھا۔ زعفرانی رنگ زیادہ پسند خاطر تھا، کبھی کبھی سبز بھی استعمال

(تابعین از شاہ معین الدین ندوی ص ۳۶۵ مطبوعہ اعظم گڑھ بھارت ۱۹۷۳ء)

مولانا اسعد خان ٹونکی لکھتے ہیں : سفید لباس حضور ﷺ کو محبوب تھا ہی مگر رنگین لباس
کا لباس طبیعت پاک کو بہت زیادہ پسند تھا۔ (نبوی لیل ونہار ص ۱۶ طبع کراچی)

اب ہم " مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد (وہابی) " کا فتویٰ نقل کرتے ہیں جس
سے اہل دین کے تمام شکوک وشبہات دور ہو جائیں گے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فتویٰ

مستحب پر دوام کرنے سے مستحب ، مستحب رہے گا یا نہیں۔ مثلاً صحیح مسلم وجامع ترمذی
میں رسول اللہ ﷺ کا عمامہ باندھنا اور جُبّہ رومی صوف یا طلسان وغیرہ منقول ہے۔ تو یہ ایک مرتبہ
یا دو مرتبہ استعمال کرنے سے مستحب ہے۔ اب جو علماء عمامہ یا جُبّہ وغیرہ پر دوام (ہمیشگی)
کرتے ہیں یہ دوام عندالمحدثین کیسا ہے ؟

مستحب امر کی تعریف میں جو عدم دوام داخل ہے یہ دوام بہ نسبت آنحضرت ﷺ
ہے امت کی نسبت سے نہیں۔ کیونکہ فعل کی تقسیم آنحضرت ﷺ کے فعل سے ہوتی ہے۔
پس مستحب کے اوپر ہیشگی کرے تو وہ مستحب ہی رہے گا۔ اور فاعل (کام کرنے والے) کو ثواب

(فتاویٰ ثنائیہ ص ۲۰۷ جلد اول مطبوعہ بمبئی (انڈیا) ۱۳۷۲ھ)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا عمل :

شیخ شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ) فرماتے ہیں۔

" رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے کہ آپ نے ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھی ہے۔ الخ "

(عوارف المعارف ص ۳۶۴ (اردو) طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

صاحبِ " رحمۃ اللہ فی اختلاف الائمہ " فرماتے ہیں :-

امام مالک سے دو روایتیں مروی ہیں۔ ایک تو امام شافعی کی طرح سینے کے نیچے اور ناف
کے اوپر باندھے اور دوسری روایت یہ ہے کہ بالکل ہی ہاتھ نہ باندھے بلکہ پہلوؤں پر ڈھیلے چھوڑ
دے اور یہی مشہور ہے کہ ہاتھ نماز میں نہ باندھے۔ (رحمۃ اللہ فی اختلاف الائمہ ص ۳۲ طبع ملتان)

معلوم ہوا : کہ جو فعل نبی کریم ﷺ نے کبھی کبھار کیا ہو اس پر دوام (ہیشگی) کر
لینا خلاف سنت نہیں۔

علامہ ابن حجر مکی ، امام جلال الدین سیوطی وغیرہ علماء کی عبارتوں کا مفہوم یہ ہے کہ

اشراف یعنی حضور ﷺ کی آل کے لیے سبز پگڑی کو باندھنا ضروری اور علامت قرار دینا
کیونکہ آپ ﷺ کا کوئی فرمان اس بارے میں وارد نہیں ہوا کہ میری آل سبز عمامہ
سے ان کی پہچان ہو۔ بلکہ ۷۷۳ھ میں بادشاہ شعبان بن حسن کے حکم سے ایسا ہوا جس کی
تردید کی ہے۔

نیز ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا:

"یعنی جس نے تکبر و فخر و جابرانہ انداز کا لباس پہنا، اپنے آپ کو زہد و نیکی سے
معروف کرنے کے لیے کوئی مخصوص لباس اختیار کیا۔ یا اپنی بزرگی کی نمائش کے لیے سبز رنگ کو
علامت ٹھہرا لیا یا عالم دین نہ تھا مگر علماء کی وضع قطع اختیار کی تو ایسے شخص یا ایسے لوگوں کو
قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔ الخ" (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۴)

اس عبارت میں مطلق لباس کا ذکر ہے کہ جس نے تکبر و جابرانہ انداز کا لباس پہنا
پر اس کا رعب اور ہیبت طاری ہو یا کسی نے اپنے آپ کو زاہد و عابد مشہور کرانے کے
مخصوص لباس اختیار کیا کہ لوگ اس کی عزت و توقیر کریں یا کسی جاہل نے ایسا لباس پہنا
سے علماء کی سی وضع قطع بن جائے تو چونکہ ان تمام افعال میں سے ان لوگوں نے مخلوق خدا
ہے۔ اس لیے اس بنا پر ان کو قیامت کے روز ذلیل و خوار کیا جائے گا۔ کیونکہ بزرگی کا دارومدار
اور پرہیزگاری پر ہے نہ کہ فقط لباس پہننے سے بندہ اس مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔ " بے شک اللہ
کے نزدیک وہی اکرم ہے جو تقویٰ اختیار کرے "۔ اور عالم دین بننے کے لیے کتاب و سنت اور
ضروری ہے۔

جیسا کہ درج ذیل احادیث ہماری مؤید ہیں۔

O--- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ
ایسے شخص کی طرف نہ دیکھے گا جس نے تکبر سے اپنا کپڑا زمین پر کھینچا۔ (مسلم جلد دوم)

O--- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ٹخنوں سے نیچے جو پاجامہ یا تہبند ہو گا وہ دوزخ میں ہو گا۔
(بخاری جلد دوم)

ہم نہ زہد و تقویٰ اور نہ ہی اپنی علمیت ثابت و اجاگر کرنے کے لیے سبز عمامہ باندھتے
بلکہ سنت مستحبہ سمجھتے ہوئے اور اپنے آپ کو روحانی سلسلہ قادریہ رضویہ الیاسیہ سے منسلک
ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ اور سفید یا سیاہ رنگ کے عمامہ کی ہم مخالفت نہیں کرتے۔

اعتراض :- فیضان سنت میں ہے۔ " عمامہ (سبز پگڑی) کے ساتھ دو رکعتیں بغیر
کے ۷۰ رکعتوں سے افضل ہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۷۳)

عمامہ کے آگے قوسوں میں سبز پگڑی لکھ کر بددیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔ جبکہ
ص ۷۳ پر باب "عمامہ کے فضائل" میں یہ حدیث یوں درج ہے۔ (جابر بن عبداللہ
ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بغیر عمامہ کی ۷۰ رکعتوں
" (مسند الفردوس، از ابو شجاع حافظ شیرویہ ہمدانی م ۵۰۹ھ)

ازالہ :- اس حدیث کے متعلق علامہ طاہر پٹنی نے لکھا ہے "موضوع" (م-ش)۔
کے متعلق علامہ طاہر پٹنی نے موضوع کا حکم لگایا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔
"صلاۃ بعمامۃ تعدل بخمس و عشرین۔ الخ" (تذکرۃ الموضوعات ص ۱۵۵)
روایت میں 25 نمازوں کا ذکر ہے۔ (ایک نماز پڑھنے سے 25 نمازوں کا ثواب)
سنت کی روایت میں "عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بغیر عمامہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں"
جب کہ موضوع کا حکم "صلاۃ بعمامۃ تعدل بخمس و عشرین" کی روایت پر ہے تو خواہ
سنت " کی روایت کو موضوع کہنا زیادتی ہے۔

:- فیضان سنت میں ہے: " عمامہ (سبز پگڑی) کے ساتھ نماز دس ہزار نیکیوں
(میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۷۳)

:- پہلے کی طرح "عمامہ" کے آگے قوس میں "سبز پگڑی" لکھ کر بددیانتی کی ہے۔ جبکہ
ص ۷۳ پر یہ حدیث یوں درج ہے۔
کے ساتھ نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔" (دیلمی عن انس)
یعنی مطلق عمامہ کا حکم ہے۔

کا ازالہ :- علامہ طاہر پٹنی فرماتے ہیں۔ "فیہ ابان متھم وفی المقاصد ھو موضوع" "
(تذکرۃ الموضوعات ص ۱۵۶) (م- ش)

یعنی علامہ طاہر پٹنی نے اس حدیث کے راوی "ابان" پر متہم کا الزام لگایا ہے اور کہا کہ
"میں اس روایت کو موضوع کہا گیا ہے۔
علامہ جلال الدین سیوطی " متہم " راوی والی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں۔ " لم
بالکذب والحدیث ضعیف لا موضوع" " (تعقبات ص ۱۷ سانگلہ ہل شیخوپورہ)
اس راوی پر جھوٹ کی تہمت نہ ہو تو اس کی روایت کردہ حدیث ضعیف تو ہو سکتی ہے مگر
نہیں ہو گی۔ "صاحب تذکرۃ الموضوعات" نے "ابان" راوی کو متہم کہا ہے۔ متہم بکذب
اس لیے اس کی روایت ضعیف ہے اور ضعیف حدیث عند المحدثین فضائل واعمال میں مقبول
(القول البدیع ص ۲۵۸ طبع سیالکوٹ)

علامہ عبدالکافی سبکی فرماتے ہیں :

اس سے آگاہ رہنا واجب ہے کہ محدثین کا کسی حدیث کو منکر یا غریب کہنا کبھی کسی خاص ... ہے۔ تو اس سے اصل حدیث کا رد لازم نہیں آئے گا۔ الخ (شفاء السقام)

اعتراض :- بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں جمعہ کے روز عمامہ والوں پر (میٹھی میٹھی سنتیں یا..............

الجواب :- یہ حضور ﷺ کا ارشاد عالی ہے۔ حضرت ابو الدرداء فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ... فرمایا : بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں جمعہ کے عمامہ باندھنے والوں پر۔

(معجم طبرانی کبیر از ابو قاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی ...

اعتراض :- تاجدارِ مدینہ نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ فرشتوں کے تاج ایسے ... ہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.............. ص ۱۷۳)

الجواب :- یہ نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ... نبی کریم ﷺ نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "ھکذا تیجانِ الملائکۃ" ... کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔ (محدث ابن شاذان)

درج ذیل حدیث اس کی مؤید ہے۔

محدث طبرانی عبداللہ بن عمر سے اور محدث بیہقی عبادہ بن صامت سے روایت کر ... رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں۔ الخ

((۱) طبرانی کبیر (۲) شعب الایمان) (کنز العمال ص ۱۸ ...

امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غزوۂ بدر کے دن ملائکہ سفید عمامے باندھے ہوئے ...

(الرسالۃ والخلافۃ جلد اول ص ۵۹ طبع لاہور)

اس لیے یہ حدیث موضوع نہیں بلکہ ضعیف ہے۔ اور اعمال میں ضعیف ... عندالمحدثین قابل قبول ہے۔

دیکھئے فتاوی نذیریہ ص ۳۰۳ جلد اول از مولوی نذیر حسین دہلوی غیر مقلد۔ طبع لاہور ...

اعتراض :- ابن لعل دین درج ذیل فیضان سنت سے احادیث لکھ کر طنز کرتا ہے۔

- ---عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بغیر عمامہ کے ستر جمعوں کے برابر ہے۔
- ---جب شیطان عمامہ (سبز پگڑی) والوں کو دیکھے گا تو ان سے پیٹھ پھیر لے گا۔
- ---عمامہ باندھو۔ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ (سبز پگڑی) باندھنے والوں پر ... ہیں۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.............. ص ۱۷۴)

... حسبِ سابق ابن لعل دین نے عمامہ کے آگے سبز پگڑی لکھ کر بددیانتی کی ہے۔ پہلے دونوں ... حدیث کے ہیں۔ جس کو امام جلال الدین سیوطی محدث علیہ الرحمۃ نے نقل فرمایا ہے۔

... عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں میں نے اپنے والد ماجد عبداللہ بن عمر رضی اللہ ... حاضر ہوا اور وہ عمامہ باندھ رہے تھے۔ جب باندھ چکے میری طرف التفات کر کے فرمایا ... دوست رکھتے ہو، میں نے عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا اسے دوست رکھو عزت پاؤ گے۔ اور ... تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ عمامہ کے ... نفل نماز خواہ فرض بے عمامہ کے پچیس نمازوں کے برابر ہے۔ اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ ... ستر (۷۰) جمعوں کے برابر ہے۔ الخ (جامع الصغیر ص 48 جلد 2 طبع لائل پور ۱۳۹۴ھ)

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں :- میں نے اس کتاب یعنی جامع الصغیر میں پوست ... مغز لیا ہے۔ اور اسے ایسی حدیث سے بچایا ہے جسے تنہا کسی کذاب یا وضاع نے روایت کیا ... جامع الصغیر) (ابن عساکر عن ابنِ عمر (صح)

... حدیث کو "امام محدث ابو قاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی م ۳۶۰ھ نے اس طرح ... :-" حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : ... تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں جمعہ کے دن عمامہ باندھنے والوں پر" (معجم کبیر طبرانی ... ص ۴۸۰ از شیخ عبدالقادر جیلانی طبع لاہور ۱۳۹۴ھ) (احیاء علوم الدین ص ۱۸۱ جلد اول طبع مصر)

... :- قادری صاحب لکھتے ہیں : "پاجامہ بیٹھ کر پہنیں اور عمامہ کھڑے ہو کر باندھیں۔ ... اس کے الٹ کیا، وہ ایسے مرض میں مبتلا ہو گا۔ جس کی کوئی دوا نہیں ۔" حالانکہ اللہ ... ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مرض ایسا نہیں جس کی کوئی دوا نہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں ...... ص ۱۷۴)

... :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

... رسول اللہ ﷺ من تعمم قاعداً او تسرول قائماً ابتلاہ اللہ تعالیٰ ببلاء لا دواء لہٗ "

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس از شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ ص ۲ طبع دہلی ۱۹۱۱ء)

لہذا خط کشیدہ الفاظ اور حدیث کہ کوئی مرض ایسی نہیں جس کی کوئی دوا پیدا نہ کی گئی ہو۔ میں ... نہیں، کیونکہ خط کشیدہ الفاظ کا تعلق کلام مبالغہ سے ہے۔ جس میں پاجامہ بیٹھ کر اور عمامہ شریف ... ہو کر باندھنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

... :- سبز چپل پہنے یا سبز لوٹے کا بیت الخلاء میں استعمال بھی اہل محبت کے لیے توجہ کا ...

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.............. ص ۱۷۴)

الجواب :- یہ محبت کی باتیں ہیں، خشک زاہد ملاں اس کو کیا جانے۔ اگر مجنوں سے پوچھا جا[illegible] تجھے لیلیٰ کا وصل چاہیئے یا دنیا وما فیہا چاہیئے تو وہ کہے گا کہ مجھے اس کے جوتوں کی گرد کا[illegible] میری ذات سے بھی زیادہ عزیز اور میرے غموں کا ازالہ ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں جانور پر سوار ہوکر نہ چلتے اور فرما[illegible] مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ میں سواری کے جانور سے اس ارض مقدس کو پامال کروں جہاں اللہ[illegible] رسول ﷺ جلوہ فرما ہیں۔ اور آپ نے یہ اس وقت تک فرمایا جبکہ آپ نے امام شافعی کو بہت سے گھو[illegible] عنایت فرمائے تو انہوں نے عرض کی کہ ایک گھوڑا تو آپ اپنے پاس رکھ لیں۔ اس کے جواب میں[illegible] قول فرمایا۔ (الشفا - ص ۷۶ جلد دوم (اردو) طبع لاہور)

علاوہ ازیں ص ۱۷۴ تا ص ۱۷۶ پر جتنی گفتگو "عمامہ" کے متعلق ک[illegible] ہے۔ قبلہ قادری صاحب نے "شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ" کے رسالہ "[illegible] الالتباس" سے نقل کی ہے۔ اگر فقط نقل کرنے کی وجہ سے قادری صاحب کو طعن و تشنیع کا نشا[illegible] ہے۔ تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے متعلق بھی قلم کو حرکت دیں، انصاف کا تو یہی تقاضہ[illegible] ہمارے پاس یہ رسالہ ۱۹۱۱ء کا طبع شدہ موجود ہے۔ مگر آج تک کسی جید عالم دین نے اس پر تنقید[illegible] کی اور نہ ہی شیخ محقق علیہ الرحمۃ پر طعن کیا ہے۔ بلکہ علمائے غیر مقلدین ان کے مداح ہیں۔

☆...... مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں :-

(کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے) مجھ عاجز (ابراہیم) کو علم وفضل اور خدمت حد[illegible] اور صاحب کمالات ظاہری وباطنی ہونے کی وجہ سے حسن عقیدت ہے۔ (تاریخ اہل حدیث ص ۱۹۸)

☆...... مولوی عبدالرحیم اشرف غیر مقلد لکھتا ہے :-

"شیخ عبدالحق محدث دہلوی (وہ ہیں) جنہوں نے اس ملک (ہندوستان) میں حدیث[illegible] کے علوم کو عام کیا۔ الخ" (الاعتصام ص ۵ ۱۹ مارچ ۱۹۵۴ء)

☆...... نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد لکھتا ہے :-

سب سے پہلے شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) اقلیم ہند میں حدیث لائے[illegible] انہوں نے بہتر طریقے سے اس کے فیضان کو اہل ہند پر عام کیا۔ الخ

(الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ ص ۷۰ طبع نظامی کانپور ۱۲۸۳ھ)

اعتراض :- ابن لعل دین درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

"میرے سر کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی"

الیاس قادری صاحب کا دعویٰ ہے کہ میرے سر اور ہاتھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکے [illegible] کیوں نہ چھو سکے گی؟ سنیئے کہتے ہیں :-

"میں کراچی کے علاقہ کھارادر میں واقع حضرت سیدنا محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ الباری کے مزار [illegible] سے ملحقہ مسجد میں تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیٰحضرت حضور مفتی اعظم ہند کے متبرک [illegible] شریف سر پر سجا کر نماز فجر پڑھایا کرتا تھا۔ الحمد للہ! ایک ولی کامل کا عمامہ شریف بارہا میرے [illegible] اور سر سے مس ہوا ہے۔ انشاء اللہ میرے ہاتھوں اور سر کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکے گی۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۷۶)

الجواب نمبر 1 :- قادری صاحب نے دعویٰ نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کی ذات کے [illegible] حسن ظن رکھتے ہوئے یہ بات کہی ہے۔ جیسا کہ الفاظ "انشاء اللہ" سے روز روشن کی طرح [illegible] ہے۔

[illegible] 2 :- بطور معجزہ حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتے مبارکہ کو حضرت یعقوب علیہ السلام کی [illegible] پر رکھنے سے بینائی کا لوٹ آنا نص قطعی سے ثابت ہے تو بطور کرامت اولیاء اللہ کے مستعمل کپڑوں [illegible] کی وجہ سے اگر رب کائنات اپنے بندوں کو دوزخ کی آگ سے محفوظ فرمادے تو اس میں کونسا [illegible] ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بے حد کریم و رحیم ہے۔

حضور ﷺ کی نعلین شریف اور دعوت اسلامی

O--- حضرت عیسیٰ بن طہمان کا بیان ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو پرانے نعلین نکال کر دکھائے جن میں سے ہر ایک میں بندش کے دو دو تسمے تھے، اس کے بعد حضرت ثابت [illegible] نے بروایت انس مجھ سے بیان کیا، کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے نعلین شریف ہیں۔

(صحیح بخاری باب ماذکر من درع النبی ﷺ)

O--- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو تسمے تھے جو دوہرے کے تھے۔

(شمائل ترمذی ص ۶۲ طبع کراچی)

آپ ﷺ کا نعل شریف ایک بالشت دو انگل لمبا تھا۔ تلوے کے پاس سے سات انگل چوڑا اور دونوں تسموں کے درمیان پنجے پر سے دو انگل فاصلہ ہوتا تھا۔

(نبوی لیل و نہار از مولانا سعد حسن ٹونکی ص ۴۱۲ طبع کراچی (مع شمائل ترمذی))

[illegible] مفتی صاحب نے ۱۴۰۲ھ کو انتقال فرمایا۔ ایک محتاط اندازہ کے مطابق آپ کے جنازہ وجلوس میں 25 [illegible] افراد نے شرکت کی۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ ص ۵۲۵ طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

نقشِ نعلین اور ائمہ مغرب : اہل مغرب میں سے ائمہ کی ایک ایسی جماعت (جو لوگوں
مقتداء کا درجہ رکھتی ہے۔) نے نقش نعلین کی صورت اور اس کے حسن پر لکھا اور اس کی
کرنے والے کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔ ان علماء کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱)... امام ابو بکر ابن العربی
(۲)... حافظ ابو الربیع بن سالم الکلائی
(۳).. الکاتب الحافظ ابو عبد اللہ بن الابار
(۴)... ابو عبد اللہ بن رشید الفہری
(۵).. ابو عبد اللہ محمد بن جابر الوادی آشی
(۶)... خطیب الخطباء ابو عبد اللہ مرزوق التلمسانی
(۷).. ابن البر التوسی
(۸)... الشیخ الولی الصالح الشہیر ابو اسحاق ابراہیم

ابن الحاج اسلمی الاندلسی المغربی اور ان سے یہ نقش (مثال) ابن عساکر اور دیگر ائمہ نے حاصل کی

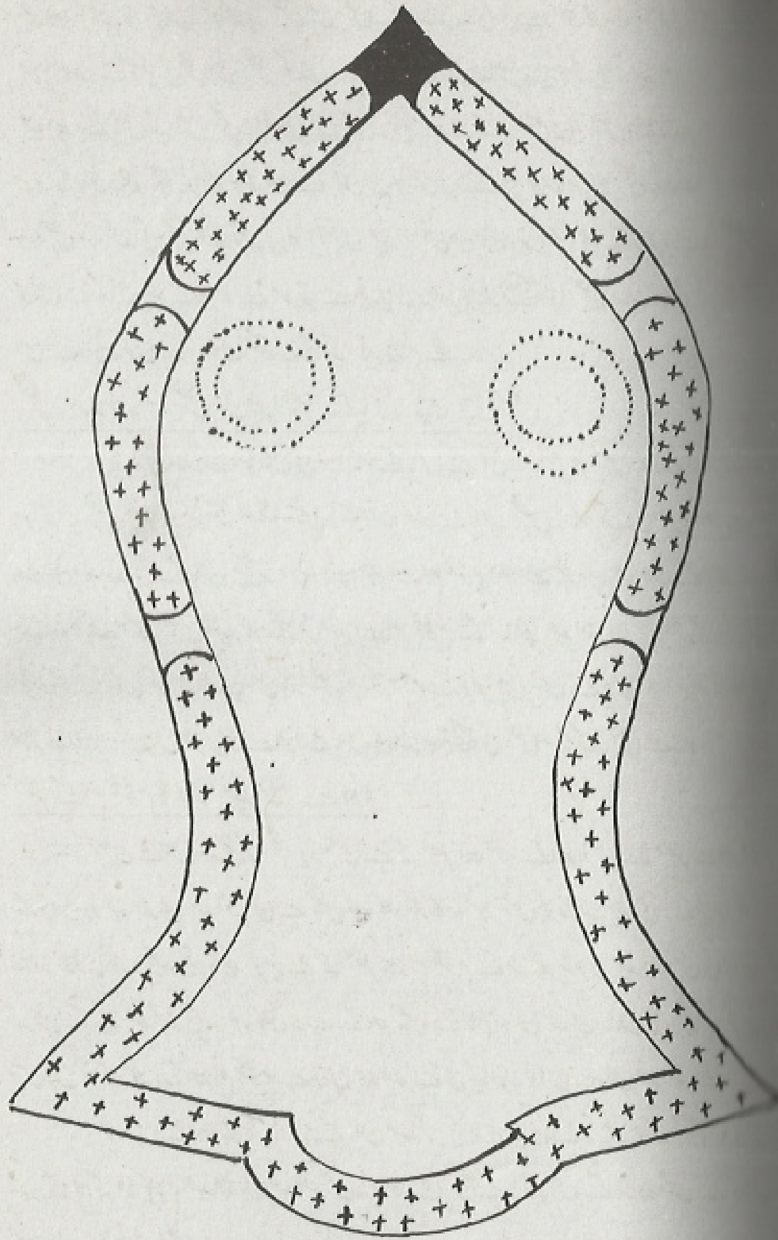
نقشِ نعلین اور ائمہ مشرق : اسی طرح مشرق میں سے ایک ائمہ کی جماعت نے اس
کیا۔ جن میں سے درج ذیل مشہور و معروف ہیں۔ (۱) ابن عساکر (۲) بدر فاروقی
عساکر (۳) حافظ عراقی (۴) امام سخاوی (۵) امام سیوطی وغیرہم۔

یاد رہے کہ امام ابن عساکر جو اہل مشرق کے لیے اس معاملہ میں معتمد ہیں۔ انہوں نے اس
مبارکہ صرف ابن الحاج المغربی سے اخذ کیا ہے۔ اور اس کے بعد تمام لوگ ابن عساکر کے عیال ہیں۔

اہلِ مشرق کے پاس نبی کریم ﷺ کے نعلین موجود تھے۔ کیونکہ یہ بنی ابن الحدید
کے پاس اور پھر شام کے جامعہ اشرفیہ میں موجود تھیں۔ اور مغرب والوں کا یہ مسئلہ تھا کہ ان کے
سوائے نقش کے اور کوئی صورت ہی نہیں تھی۔ ان میں سے جس نے بھی مشرق کا سفر کیا اور
شریف کو دیکھا جیسا کہ ابن رشید وغیرہ نے تو اس کی مثال بنالی۔ اہل مغرب کا معاملہ اغلب ہے۔ ورنہ اہل
مشرق نے بھی اس کی مثالیں بنوائیں اور بہت سے مشرقی علماء اس نعل نبویہ سے (جو کہ بنی الحدید
کے پاس جامعہ اشرفیہ شام میں تھیں) سے تبرک حاصل کرتے۔

نقشِ نعلین کی پہلی تصویر اور اس کی سند

نقش کی یہ صورت ابن العربی ، ابن عساکر ، ابن مرزوق ، فارقی ، امام بلقینی ، حافظ
سیوطی، امام سخاوی، امام سناوی ، ابن فہد اور ان کے علاوہ دیگر محدثین کے نزدیک معتمد ہے۔
(تصویر اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)۔ نقش نعلین کو شیخ ابو الفضل بن ابراء التونسی سے روایت کی انہوں
نے اپنے شیخ ابن الحیہ انہوں نے فقیہ ابن زید عبد الرحمن ابن العربی انہوں نے اپنے والد --- حافظ
القاضی ابو بکر ابن العربی الاشبیلی الاندلسی المغافری جو کہ فاس شہر میں مدفون ہیں اور قاضی شیخ عیاض اور
دیگر محدثین نے کہا کہ حافظ ابو القاسم مکی بن عبد السلام بن الحسن بن الرمیلی نے ان الفاظ سے بیان کیا



کہاکہ ہم سے بیان فرمایا ابو بکر ذکریا عبدالرحیم بن احمد بن نصر بن اسحاق بخاری حافظ انہوں نے کہاکہ
محمد بن حسین فارسی نے کہاکہ یہ نعل اس نعل کے مطابق بنائی گئی ہے جو محمد بن جعفر التیمی کے
اور انہوں نے ذکر کیاکہ اس نعل کو میں نے اس نعل کے مطابق بنایا جو کہ ابو سعید عبدالرحمٰن
عبداللہ کے پاس مکہ میں تھی۔ انہوں نے کہاکہ ہم سے ابو محمد ابراہیم بن سہیل الشیبی نے
سے بیان فرمایا ابو یحیٰی بن ابو مرۃ ان سے ابن ابی اویس بن مالک بن ابی عامر الاصبحی نے کہا نبی اکرم
کی نعل مبارک کی مثل اسماعیل بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن ابی ربیعہ المخزومی کے پاس ہے۔ اسمٰعیل
اویس نے کہاکہ میرے والد نے موچی سے فرمایاکہ رسول اللہ ﷺ کی نعل مبارک کی طرح نعل
اس نے بنائی۔ اس کے دونوں نقطوں کی جگہ دو زمام تھے۔

نعل مبارک اسماعیل بن ابراہیم کے پاس کیسے پہنچی ؟

یہ نعل مبارک اسماعیل بن ابراہیم کے پاس کیسے آئی...... ؟ تو ہمیں باوثوق ذرائع سے
ہواکہ یہ نعل حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے پاس تھیں۔ پھر آپ کی بہن حضرت ام
بنت ابی بکر صدیق کے پاس پہنچی۔ اس وقت حضرت ام کلثوم حضرت طلحہ بن عبداللہ کے عقد میں
جب وہ جنگِ جمل میں شہید ہوگئے تو حضرت ام کلثوم کے ساتھ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی
المخزومی نے نکاح کر لیا۔ اور یہ اس اسماعیل بن ابراہیم کے دادا ہیں جس کے پاس نبی اکرم ﷺ کی
مبارک ہے۔ پس اس طریقے سے ان کے پاس نبی اکرم ﷺ کی نعل مبارک پہنچی ہے۔

حضرت ام کلثوم کا عقد عبداللہ سے ہوا :

میں نے ابن فہد کی یہ تحریر دیکھی ہے کہ حضرت طلحہ کے بعد جس نے حضرت ام کلثوم
شادی کی وہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ہے لیکن ابن عساکر کا وہ نسخہ جس کو علامہ سیوطی نے پڑھا اور
علامہ سخاوی اور دیمی وغیرہ کی تحریر ہے کہ حضرت ام کلثوم کے ساتھ شادی عبدالرحمٰن کی ہوئی
کہ ان کے بیٹے عبداللہ کی۔ اور کافی مدت کے بعد میں نے امام سراج الدین بلقینی کی یہ تحریر
جس میں تھاکہ طلحہ کے بعد ام کلثوم سے نکاح عبداللہ نے ہی کیا تھا۔ تو اس سے ابنِ فہد کی بات ترجیح
اور اس کے بعد میں نے کئی نسخے ابنِ عساکر کی لائبریری کے دیکھے جو کہ تصحیح شدہ تھے
میں یہی تھاکہ ان کا نام عبداللہ بن عبدالرحمٰن ہے اور یہی صحیح ہے۔ اور اس کے علاوہ جس نے کہا اس
سہو ہوا۔ (واللہ اعلم)

نقشِ نعلین کی سند :-

امام ابن عساکر نے اپنی تالیف میں اس کی یہ سند بیان کی۔ مجھ سے امام حافظ صالح ابو

الحاج المغربی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ ان سے ابراہیم بن محمد بن ابراہیم المری نے ان
قاسم بن محمد نے اور کہاکہ میں نے ان سے پڑھا اور میں نے یہ مثال جو کہ میرے پاس ہے اسی
بنائی ہے جو ان کے پاس تھی اور ان سے ہمیں پہنچی۔ انہوں نے کہاکہ ہمیں خبر دی ابو القاسم
اور کہاکہ ہم نے یہ مثال اس مثال کے مطابق بنائی جو کہ ان کے پاس تھی۔ اور ان سے
انہوں نے کہاکہ ہمیں امام ابو بکر العربی نے کہاکہ ہم سے ابو القاسم مکی بن عبدالسلام بن
نے بیان کیاکہ میں نے یہ مثال اس مثال کے مطابق بنائی جو کہ ان کے پاس تھی۔ اور بیان
عبدالرحیم بن احمد بن نصر بن اسحاق بخاری حافظ نے پھر ہم نے یہ مثال بنائی۔ انہوں نے کہا
محمد بن حسین الفارسی نے کہا تو ہم نے یہ نعلین اس نعلین کے مطابق بنائی جو کہ محمد بن جعفر
تھی۔ اور انہوں نے ذکر کیاکہ یہ مثال اس نعل کے مطابق ہے جو کہ ابو سعید عبدالرحمٰن
عبداللہ (جو کہ مکہ میں مقیم تھے) کے پاس تھی انہوں نے کہاکہ خبر دی ہم کو ابو محمد ابراہیم بن
ان سے ابو یحیٰی بن ابو مرۃ نے انہوں نے ابن ابی اویس بن مالک بن ابی عامر اصبحی سے روایت کی
کہاکہ یہ نعل نبی اکرم ﷺ کی اس نعل کے مطابق ہے جو اسماعیل بن ابراہیم بن عبداللہ بن
ابی ربیعہ کے پاس تھی۔ اسماعیل بن ابی اویس نے کہاکہ میرے والد نے موچی کو حکم فرمایا
ﷺ کی نعل کی طرح نعل بنائے۔ اس میں دو نقطوں کی جگہ دو زمام تھے۔ پھر علامہ ابن عساکر
فرمایاکہ یہ نعل مبارک اسماعیل بن ابراہیم کے پاس کیسے پہنچی ؟ جیساکہ ہم نے پہلے بیان کیا۔

دوسری سند :

حافظ ابن عساکر نے ابو اسحاق بن الحاج اندلسی کے حوالے سے بیان کیا شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن
ابراہیم السلمی نے انہوں نے کہاکہ ہم کو خبر دی ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ السبتی وغیرہ نے
نے ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن التجیبی سے میں نے اس کی فرع نقل کی اور اس کی
کی مثال کے ساتھ ملایا اور اس سے مثال بنائی انہوں نے کہاکہ حافظ ابو طاہر احمد بن محمد نے
میں دکھائی تھی۔ انہوں نے کہاکہ یہ مثال مجھے ابو محمد عبدالعزیز بن احمد نے دکھائی۔ انہوں نے کہا
مثال ابو طالب عبداللہ بن الحسن بن احمد العنبری نے عطا فرمائی اور بیان فرمایاکہ ابو بکر محمد بن عدی بن
المنقری نے اس مثال کا اخراج فرمایا اور بیان کیاکہ ابو عثمان سعید بن الحسن التستری نے اس مثال
فرمایا اور ذکر کیاکہ یہ مثال نبی اکرم ﷺ کی نعلین شریفین کی مثال (نقش) ہے۔ اور محمد بن احمد
نے اس کا اخراج اصبہان میں کیا اور اس کو روایت کرتے ہوئے کہاکہ اس کو محمد بن عدی المنقری
بیان کیا انہوں نے کہاکہ ہمیں خبر دی سعید بن حسن تستری نے تستر میں ہمیں خبر دی احمد بن

محمد الفزاری انہوں نے کہا کہ ابو اسحاق ابراہیم بن الحسین نے کہا انہوں نے ابو عبداللہ اسماعیل بن ابی عبداللہ بن عبداللہ بن ابی اویس بن مالک بن ابو عامر اصبحی القرشی التیمی مالک کے بھانجے ابن انس نے یہ نعل نبی اکرم ے کی نعل مبارک کی طرح ہے اور میں نے یہ اس نعل کے مطابق بنائی ہے اسماعیل بن ابراہیم بن عبداللہ بن عبدالرحمن لن ابی ربیعہ المخزومی کے پاس ہے۔ اسماعیل نے کہا میرے والد ابو اویس نے موچی کو حکم فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کے نعلین کی طرح نعلین تیار کرو تو وہ تیار کردی گئی اور اس کے دو زمام تھے۔

تیسری سند :

لن البراء نے لن العربی تک سند سابق کے ساتھ بیان کیا۔ لن العربی نے کہا کہ ہمیں ابو المظفر نے خبر دی ان کو حافظ ابو نعیم نے ان کو لن ابی جلدة نے ان کو حارث بن ابی اسامہ نے ان کو لن عون نے

اتیت حذا بالمدیة فقلت احذ نعلی فقال لی ان شئت حذوتها هکذا و ان شئت حذوتها کما رأیت نعل رسول الله ﷺ فقلت و این رأیت نعل رسول الله ﷺ فقال رأیتها فی بیت فاطمة بنت عبدالله بن العباس فقلت احذهما کمارأیت نعل النبی ﷺ قال فحذاها قبالان قال فقدمت وقد اتخذها محمد ابن سیرین

میں نے مدینہ طیبہ موچی کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے جوتا بنا دو وہ کہنے لگا اگر آپ چاہیں تو میں اس طرح کا جوتا بنا دیتا ہوں اور اگر آپ چاہیں تو میں اس طرح کا جوتا بنا دیتا ہوں جس طرح میں نے حضور اکرم ﷺ کا دیکھا ہے۔ میں نے کہا تو نے حضور اکرم ﷺ کا جوتا کہاں دیکھا ہے؟ کہنے لگا میں نے حضرت فاطمہ بنت عبداللہ بن عباس کے گھر میں کی زیارت کی ہے۔ میں نے کہا تو نے جس طرح دیکھا اسی طرح کا میرا جوتا بنا دے تو جب بنایا تو اس کے دو زمام تھے۔ میں جب واپس آیا تو مجھ سے یہ جوتا امام محمد بن سیرین نے لے لیا۔

(فتح المعال فی مدح النعال از شیخ ابو العباس احمد [1] بن محمد بن احمد المقری المغربی المالکی المتوفی ۱۰۴۱ھ ص ۱۹۱ تا ۲۰۴ (تلخیص) طبع لاہور ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۷ء (اردو))

---

[1] مولانا عبدالحئ لکھنوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

احمد بن محمد بن احمد التلمسانی المولد المالکی المذهب ، حافظ مغرب لم یر نظیره فی الجودة والتفسیر والحدیث وعلم الکلام له المؤلفات الشائعة منها۔

فتح المعال فی مدح النعال کے متعلق لکھتے ہیں :-

وعلی ابواب اربعة الاول فی بعض ما ورد فی النعال النبویة و ما یناسب ذلك و ذکر فی هذا الباب کثیرا من احادیث متعلقة بالنعال والباب الثانی فی صفة المثال العظیم النبوی و بیان الاختلاف والباب الثالث فی ایراد نبذة من المقطعات الرائعة والقصائد الفائقة فی المثال المعظم والنعل المکرم عما هو من نتائج افکاره اور نتائج افکار معاصریه و من قبله والباب الرابع فی سرد جملة من خواص المثال المجربة جربها هوا وغیره الخ

(الفوائد البهیة فی تراجم الحنفیة ص ۲۵۴ - ۲۵۵ طبع کراچی)

نعلین شریف کی تمثال و نقشے کے فیوض و برکات

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

مقام درد پر نعلین شریف کا نقشہ رکھنے سے درد سے نجات ملتی ہے اور پاس رکھنے سے راہ [...] سے محافظت ہو جاتی ہے۔ اور شیطان کے مکر و فریب سے امان رہتا ہے۔ اور حاسد کے شر [...] محفوظ رہتا ہے۔ مسافت طے کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ الخ

صاحبِ مواہب علامہ لن حجر عسقلانی نے اس کو مجرب لکھا ہے۔

(مدارج النبوۃ ۔ ص ۸۰۱ جلد اول۔ طبع کراچی ۱۹۷۱ء)

الشیخ ابو العباس احمد بن محمد بن احمد بن یحیٰ ابن عبدالرحمن المقری المغربی المالکی (م ۱۰۴۱ھ)

[...] لکھا ہے۔ نقشِ نعل مبارکہ کے واضح طور پر بے شمار خواص و برکات ہیں جو محتاج بیان نہیں۔ مشاہدہ [...] والی آنکھیں ان سے غنی ہیں۔ لیکن ہم ان بے شمار برکات میں سے چند اکابر علماء کے حوالے سے [...] برکات بیان کرتے ہیں۔

[...] درد کا فی الفور ختم ہو جانا : ان برکات میں سے ہے جس کو امام ابو اسحاق ابن الحاج یعنی امام [...] امام محمد بن ابراہیم اندلسی سلمی نے ذکر فرمائی اور ان سے اس کو ابو الیمن ابن عساکر اور دیگر کئی [...] نے ذکر کیا کہ ہم کو قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی، انہیں ابو جعفر احمد بن عبدالمجید (جو کہ [...] اول صالح، عالم با عمل اور متقی ہیں) نے خبر دی کہ میں نے ایک طالب علم کے لیے یہ نقش بنوا لیا۔ [...] ایک روز میرے پاس آکر کہنے لگا کہ میں گذشتہ رات اس نقش کی ایک عجیب برکت دیکھی، میں نے [...] نے کون سی اسکی برکت دیکھی؟ کہنے لگا میری بیوی کے اتفاقاً سخت درد ہوا کہ وہ مرنے کے [...] ہو گئی تو میں نے یہ نقش نعلین پاک درد والی جگہ پر رکھ کر عرض کی : یاالٰہی! مجھ کو صاحبِ نعل [...] کی برکت دکھلا تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت شفا عنایت فرمادی۔

[...] برکات و دافع بلیات : ابو اسحاق ابن الحاج نے یہ بھی بیان فرمایا کہ قاسم بن محمد نے فرمایا [...] اس نقش مبارک کی آزمائی ہوئی برکات میں سے یہ ہے کہ جو شخص اس نقش کو اپنے پاس تبرکاً رکھے گا [...] ظالموں کے ظلم سے، دشمنوں کے غلبہ سے، شیطان مردود کے شر سے، ظالم سلطان کے ظلم سے [...] حاسد کی نظر بد سے امان میں رہے گا۔ اور اگر کوئی حاملہ عورت اس کو اپنے دائیں ہاتھ میں رکھے تو [...] کی شدت سے بفضلِ الٰہی نجات ہو۔

امام احمد المقری تلمسانی م ۱۰۴۱ھ فرماتے ہیں کہ میں نے اسکا بارہا تجربہ کیا اس کو صحیح پایا گیا۔

نظرِ بد اور جادو سے نجات : ان کی برکات میں سے یہ ہے کہ نظر بد اور جادو ٹونے سے امان میں رہتا ہے۔ جیسا کہ امام شرف الدین طنوبی نے فرمایا ہے۔

زیارتِ رسول ﷺ کا وسیلہ :

اس نقشِ پاک کو ہمیشہ اپنے پاس رکھنے والے کے لیے بعض ائمہ نے بیان فرمایا کہ اس کو تمام حاصل ہوتا ہے اور دنیا میں اس کا عزت و وقار بلند ہو جاتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس حامل کو خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہو گی یا پھر وہ گنبدِ خضراء کی حاضری سے مستفید ہو

O---**امام ابن الفہد مکی فرماتے ہیں** :- کہ

" یہ مجرب بات ہے۔ یہ نقش پاک جس گھر میں ہو وہ جلنے سے محفوظ رہے گا، جس مال میں ہو وہ مال چوری نہیں ہو سکتا۔ جس کشتی میں ہو وہ کشتی غرق نہ ہو گی۔ جس قافلہ میں ہو وہ قافلہ پائے اور یہ سب نبی اکرم ﷺ کی برکت اور شرف کے طفیل ہے۔

(فتح المعال فی مدح النعال ص ۲۴۵ تا ۲۴۷ طبع لاہور ۱۹۹۷ء از امام احمد مقری)

O--- **مولانا محمد زکریا سہارنپوری شارح شمائل ترمذی لکھتے ہیں** :-اس کے خواص بے انتہا ہیں علماء نے بارہا تجربے کئے ہیں۔ حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ ظالموں سے نجات حاصل ہو ہے۔ ہر دلعزیزی میسر ہوتی ہے۔ غرض ہر مقصد میں اس کے توسل سے کامیابی ہوتی ہے۔

(اردو شرح شمائل ترمذی ص ۶۱ طبع کراچی)

اعتراض :- طائف میں جب نبی ﷺ نے لوگوں کو دین اسلام یعنی توحید کی دعوت دی تو انہوں آپ پر اس قدر پتھر برسائے کہ آپ کی حقیقی جوتی بھی خون سے لبالب بھر گئی۔ آقا کو پتھروں کے سے آنے والے زخموں کی شدید تکلیف بھی ہوئی لیکن (حقیقی جوتا ہونے کے باوجود) کچھ بھی تحفظ ہوا۔ غرض نہ آپ کے نہ آپ کے صحابہ کے ، نبی ﷺ کے جوتے کے متعلق ایسے عقائد تھے اس فرقہ کے ہیں۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.................. ص ۱۹۰)

الجواب : اسی طرح طائف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک میں نعلین شریف موجود تھے اور سر اقدس پر موئے مبارک بھی تھے۔ مگر وہاں بھی تقدیر الٰہی غالب تھی۔ اب اس واقعہ کو بنیاد کر نعلین شریف، شبیہ نعلین شریف اور کاغذ پر نعلین شریف کے نقشے اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی فضیلت و برکت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

جس طرح حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے درج ذیل واقعات سے موئے مبارک کی برکات اظہر من الشمس ہیں۔ اسی طرح نقش نعلین شریف کی برکات کے متعلق محدثین کرام اور اولیا

کرام کے مشاہدات و ارشادات کتب معتبرہ میں موجود ہیں۔

حضرت خالد بن ولید قرشی مخزومی رضی اللہ عنہ کی ٹوپی جنگ یرموک میں گم ہو گئی انہوں نے کہا کہ تلاش کرو' تلاش کرتے کرتے آخر کار مل گئی' لوگوں نے ان سے سبب پوچھا' تو فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا فرمایا۔ جب آپ نے سر مبارک منڈوایا تو لوگ آپ کے موئے مبارک لینے کو دوڑے' میں نے آپ کی پیشانی مبارک کے بال لے کر اس ٹوپی میں رکھ لئے' جس لڑائی میں یہ ٹوپی میرے پاس رہی' مجھے فتح نصیب ہوتی رہی۔ (اصابہ' اردو)

علامہ ابن اثیر جزری (م ۶۳۰ھ) فرماتے ہیں:

ان کی ایک ٹوپی تھی جس کو پہن کر جنگ کرتے تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک موئے مبارک تھا اس کی برکت سے فتح طلب کیا کرتے تھے اور ہمیشہ فتح مند رہتے تھے۔ ہمیں ابوالفضل بن ابی الحسن بن ابی عبداللہ مخزومی نے اپنی سند سے احمد بن علی ابن مثنیٰ تک خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے ابن یونس نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمیں ہشیم نے عبدالحمید بن جعفر سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کر کے خبر دی وہ کہتے تھے کہ خالد بن ولید نے بیان کیا کہ میں ایک عمرہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ آپ نے بال منڈوائے۔ لوگ ان بالوں کو دوڑ دوڑ کر لینے لگے۔ میں بھی گیا اور میں نے پیشانی کے بال لے لئے اور ایک ٹوپی میں نے بنائی۔ اس ٹوپی کے آگے والے حصہ میں میں نے ان بالوں کو رکھ لیا' جس مہم میں اس ٹوپی کو پہنتا ہوں وہ مہم فتح ہو جاتی ہے۔

(امام ابی الحسن علی ابن اثیر جزری' اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ' اردو ترجمہ مولوی عبدالشکور لکھنوی) (مطبوعہ ۱۴۰۰ھ جلد ۳ صفحہ ۱۳۰)

یاد رہے کہ بعض دفعہ نفع دینے والی چیز نفع نہیں دیتی تو اس میں رب کائنات کی کوئی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے مگر اس سے نفع دینے والی چیز کے نفع کا انکار کرنا جہالت ہے۔ بہرحال اس واقعہ سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ صحابہ کرام' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آثار و تبرکات کو فتح مند سمجھتے تھے جیسے کہ موئے مبارک کی مثال ہے۔

اعتراض : ابن لعل دین درج ذیل عنوان کے تحت طنزاً لکھتا ہے

"مجھے بھی تبرکات مل گئے"

"الحمد للہ ! ایوب انصاری کے دولت کدہ (گھر) کا ایک پتھر مبارک حاصل ہو گیا اور اللہ عزوجل کے کروڑ کروڑ احسان کہ سبز گنبد کے سبز رنگ کے دو مبارک ٹکڑے جو واقعی انمول تبرک ہے وہ بھی سگ مدینہ کو حاصل ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ عزوجل پاکستان میں زیارت ہو سکے گی۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ۱۹۵)

الجواب :- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور ﷺ کے منبر شریف کے اس مقام پر جہاں حضور ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے۔ وہاں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ رکھتے پھر اس کو چہرہ پر ملتے۔ (شفاء از علامہ قاضی عیاض اندلسی' ص ۴۷ جلد دوم طبع لاہور)

صفیہ بن نجدہ سے مروی ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ ابو مخدورہ رضی اللہ عنہ کے سر کے اگلے بال اتنے دراز تھے۔ جب وہ بیٹھ کر لٹکاتے تو زمین سے لگ جاتے تھے۔ کسی نے ان سے دریافت کیا کہ تم ان کو کٹواتے نہیں؟ فرمایا میں اسے ہرگز کٹوانے کے لیے تیار نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے چھوا ہے۔ (شفاء ص ۴۳ جلد دوم طبع لاہور)

قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

حضور علیہ السلام کی عظمت واحترام میں سے یہ بھی ہے کہ جو چیز بھی آپ سے منسوب ہو اس کی عزت و عظمت کی جائے آپ کی محافل مقدسہ، مقامات معظمہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور دیگر مکانات منسوبہ اور ہر وہ چیز جس کو آپ نے کبھی چھوا ہو یا جو آپ کے ساتھ مشہور ہو گئی ہو ان سب کی تعظیم و توقیر کرنا۔" (اسی طرح لازم ہے جس طرح آپ کی واجب ہے)

ہجرت مدینہ کے بعد حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر حضور ﷺ نے ایک ماہ قیام فرمایا۔ اور بعض روایتوں میں چھ اور سات ماہ بھی آتا ہے۔

(تاریخ اسلام از محمد میاں ص ۱۰۶ حصہ دوم، زاد المعاد ص ۲۹)

چونکہ حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان اور سبز گنبد کو رسول اللہ ﷺ سے نسبت ہے اس لیے عشاقانِ رسول الثقلین ﷺ کے لیے وہاں کے پتھر اور ذرات قابلِ تعظیم و توقیر ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا دونوں واقعات سے ظاہر وباہر ہے کہ صحابہ کرام ہر اس چیز کی تعظیم و توقیر کرتے جس کو آپ سے نسبت تھی یا کبھی آپ نے اس کو چھوا تھا۔

ایک ایمان افروز واقعہ:-

ابو عبدالرحمٰن سلمی، احمد بن فضلویہ زاہد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ غزوات (جہاد) میں (معروف) تیرانداز تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کمان کو کبھی بغیر وضو نہیں چھوا، جب سے اسے نبی کریم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک میں لیا۔ (شفاء ص ۴۷ جلد دوم طبع لاہور)

☆...... **شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-**

حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر یہ بھی ہے کہ ہر وہ چیز جو حضور ﷺ سے تعلق رکھے خواہ وہ اماکن متبرکہ ہوں یا مقامات مقدسہ یا وہ چیز جو حضور اکرم ﷺ کے دستِ اقدس سے چھو گئی ہو یا حضور ﷺ نے اس کی معرفت کرائی ہو۔ ان سب کی تعظیم و توقیر ہر مسلمان کے لیے لازم وضروری ہے۔

اعتراض:-............ اور معاشرے کے بگاڑ اور سنوار سے ان (دعوتِ اسلامی) کو کوئی سروکار

...انہوں نے ہر چھوٹے موٹے کام پر جنت اور بخشش کی ایسی ایسی حکایتیں نبی مکرم ﷺ سے منسوب ...ہیں کہ سادہ لوح مسلمان خاتم النبیین ﷺ کی اصل تعلیمات بھول کر ان افسانوی باتوں پر کھو ... ان لوگوں نے جنت کن چیزوں میں سمجھ رکھی ہے۔ چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

...جو آدمی ایک دن کا اعتکاف کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل کر ...ان کی مسافت آسمان وزمین کے فاصلے سے بھی زیادہ ہوگی۔ (میٹھی میٹھی سنتیں .... ص ۱۹۵)

جواب:- یہ رسول کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ... رسول مقبول ﷺ نے فرمایا:

" وَ مَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ جَعَلَ اللهُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ النَّارِ ثَلٰثَ خَنَادِقَ ... مَا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ۔" (طبرانی فی الاوسط (المجمع ص ۱۹۲ جلد ۸) ترغیب ص ۱۴۹، ۱۵۰ جلد ۲)

... "اسلامی تعلیم" پانچواں حصہ، طبع المکتبۃ السلفیہ لاہور، از مولوی عبدالسلام بستوی غیر مقلد (وہابی) سابق ... مدرسہ دار الحدیث والقرآن دہلی، م ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء)

حضور ﷺ کے اقوال مبارکہ کو "افسانوی باتیں کہنا کفر ہے۔"

قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضور ﷺ کی ان باتوں کی قصداً تکذیب کرے، جسے آپ نے فرمایا: یا آپ لے کر آئے تھے یا ... نبوت و رسالت یا آپ کے وجود کی نفی کرے یا آپ کا انکار (کفر) کرے۔ چاہے اس کے بعد ... دوسرے دین وملت میں جائے یا نہ جائے بہر حال وہ "بالاجماع کافر اور واجب القتل ہے۔"

... بعد غور کیا جائے گا پس اگر وہ اس پر اصرار کرتا ہے تو اس کا حکم مرتد کا حکم کے مشابہ ہوگا اور اس ... قول کرنے میں قوی اختلاف ہے۔ الخ" (الشفاء ص ۳۱۲ جلد دوم طبع لاہور)

دعوت اسلامی پر طعن و تشنیع کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لیں۔ کہ مولوی عبدالسلام بستوی کو ... میں ڈالو گے۔ جس نے اس حدیث مبارکہ کو اپنی تالیف " اسلامی تعلیم" میں تحریر کیا ہے۔

اعتراض:- ہر وہ دن جس میں بندہ روزہ رکھے گا، اس ہر روز کے بدلے میں اسے ایک ہزار ... کے دروازوں والا محل جنت میں عطا ہوگا اور اس کے لیے صبح سے شام تک ستر ہزار فرشتے دعاء ... کرتے رہیں گے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں ...... ص ۱۹۶)

جواب:- یہ حدیثِ نبوی ہے جس کو شیخ عبدالرحمٰن صفوری علیہ الرحمۃ صاحب نزہۃ المجالس نے ... صدی (۹۰۰) ہجری کے مشہور شافعی علماء میں سے ہیں۔

نقل فرمایا ہے : چونکہ اس حدیث میں موضوع حدیث کی علامات نہیں پائی جاتیں۔ اس لیے یہ حدیث
ضعیف ہوگی۔ اور میاں نذیر حسین دہلوی (غیر مقلد) ، مولوی ثناء اللہ امرتسری (غیر مقلد)
نواب صدیق حسن (غیر مقلد) کے نزدیک ضعیف حدیث اعمال و فضائل میں مقبول ہوتی ہے۔

دیکھئے : (فتاویٰ نذیریہ جلد اول ، فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ، مسک الختام جلد اول)

لہٰذا اس حدیث پر طعن کرنا بد بختی ہے۔

علامہ ابن عبدالبر اندلسی (م ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں :-

"احکام و حلال کی طرح فضائل اعمال کی روایتوں میں اسناد کی چھان بین نہیں کی جاتی۔"

(جامع بیان العلم و فضلہ ص ۵۹ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

ایک مشاہدہ :- حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں :

شعبہ بن حجاج اور مسعر بن کرام رحمۃ اللہ علیہما دونوں حافظ تھے اور دونوں نہایت صالح
تھے۔ ابو احمد بریدی کہتے ہیں کہ میں نے دونوں کو (مرنے کے بعد) خواب میں دیکھا اور دریافت کیا
ابو بسطام ، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا : اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں میرے
پڑھنے کی توفیق دے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ "کہ مجھے میرے رب تعالیٰ جنتوں میں ایسا گنبد عطا کیا
جس کے ایک ہزار دروازے ہیں اور وہ چاندی اور موتی کا ہے۔ الخ" (کتاب الروح ص ۵۴ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

اعتراض :- ابن لعل دین طنزاً لکھتا ہے۔ قادری صاحب لکھتے ہیں۔ "مہمانوں کے ساتھ مل کر
کھایا تو (قبر اور حشر میں) حساب نہ ہوگا۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۱۹۶)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کا فرمان عالی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : کہ جو آدمی بھائیوں کے ساتھ کھانا کھاتا ہے۔ اس کا حساب
نہیں ہوتا۔ (احیاء علوم الدین از امام غزالی ص ۱۵ جلد دوم طبع لاہور)

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ دیگر اعمال کا قیامت میں حساب نہ ہوگا۔ جیسا کہ ابن لعل
نے اس حدیث مبارکہ سے یہ معنی اخذ کئے ہیں۔ بلکہ فقط اس کھانے کا حساب نہ ہوگا جو مسلمان بھائیوں
کے ساتھ مل کر کھایا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

"تین باتوں کا حساب بندے سے نہ لیا جائے گا۔ ایک سحریوں کا کھانا ، دوسرے افطار کی
چیز تیسرے جو ساتھیوں کی ہمراہی میں کھائے۔" (احیاء علوم الدین از امام غزالی ص ۱۵ جلد دوم طبع لاہور)

اعتراض :- ولی کا ہاتھ چومنے والے کی بخشش ہو جاتی ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۱۹۶)

الجواب :- قادری صاحب لکھتے ہیں ایک دفعہ ایک نوجوان جو کہ بڑا ہی فاسق فاجر تھا۔ ملتان شریف
میں فوت ہوا۔ بعد وفات کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ اس
نے جواب دیا ، اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور جب اس سے بخشش کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ
ایک دن حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ جا رہے تھے۔ تو میں نے آپ کے دستِ
مبارک کو بوسہ دیا تھا۔ مجھے اسی دست بوسی کی وجہ سے بخش دیا گیا۔

یاد رہے ایک ہوتا ہے قانون اور وہ یہ ہے کہ بندہ توحید و رسالت پر ایمان
لائے اور نیک اعمال کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اپنے فضل و کرم سے اس کی بخشش فرما دیتا ہے۔
اور ایک ہوتا ہے " خداوندِ قدوس کا فضلِ عظیم " کہ اپنے بندوں میں سے جو توحید و رسالت
پر ایمان لائیں کسی ادنیٰ سے نیکی کرنے پر ان کو بخش دے تو وہ قادرِ مطلق ہے۔ اس سے کوئی سوال
کرنے والا نہیں کہ اے رب العزت تو نے ایسا کیوں کیا؟

حافظ ابنِ قیم لکھتے ہیں : ابو جعفر سقاء نے کہا کہ میں نے خواب میں حضرت بشر حافی کو
دیکھا تو انہوں نے فرمایا............ کہ جو شخص میرے جنازے میں شامل تھے (اللہ تعالیٰ) نے سب کی
مغفرت کا وعدہ فرمالیا ہے۔ (کتاب الروح ص ۵۶ طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

عبداللہ بن حکم کہتے ہیں : میں نے خواب میں شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ پوچھا اللہ
تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا : مجھ پر رحم کیا اور بخش دیا۔ اور اس کا سبب کتاب الرسالت میں
جو اپنی درود شریف لکھنے کا ہے۔ " و صلی اللہ علی محمد عدد ما ذکرہ الذاکرون و
عدد ما غفل عن ذکرہ الغافلون۔ " (تلخیص) (جلاء الافہام از ابن قیم ص ۲۴۸ طبع لاہور ۱۹۷۲ء)

ایک محدث کہتے ہیں : کہ میرا ایک ہمسایہ تھا۔ وہ مر گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا اور
پوچھا کہ خداوندِ کریم نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ کہا بخش دیا۔ میں نے پوچھا کیونکر۔ کہا حدیث میں جہاں
رسول اللہ ﷺ کا ذکر آتا میں اس کے ساتھ ﷺ لکھ دیا کرتا تھا۔

(جلاء الافہام از ابن قیم ص ۲۴۸ طبع لاہور ۱۹۷۲ء)

اسی طرح اگر پروردگار کسی گنہگار بندہ کو اس کے ولی (دوست) کی تعظیم و تکریم کرنے پر بخش
دے تو وہ مختار مطلق ہے۔

عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب لکھتے ہیں۔ اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ شیخ امام ابن قیم و
ابن تیمیہ اہلسنت کے برحق امام ہیں۔ اور ان کی کتابیں ہمارے نزدیک معزز ترین کتب میں سے ہیں۔
ہر مسئلہ میں ان کی تقلید نہیں کرتے .... چنانچہ چند مسائل میں ہماری ان سے یعنی ابن تیمیہ او
قیم سے مخالفت سب کو معلوم ہے۔ مثلاً طلاقِ ثلاثہ مجلسِ واحدہ میں بلفظِ واحد ، ہم نہیں کہتے
جس طرح ائمہ اربعہ فرماتے ہیں (یعنی وہ ہی ہمارا مسلک ہے کہ مجلس واحدہ میں تین طلاق کہنے
قرار پائیں گی نہ کہ ایک) اور وقف کو صحیح اور نذر کو جائز مانتے ہیں اور نذر کا پورا کرنا جب معصیت
لازم ہے۔ (دوسرا رسالہ از عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب ص ۴۳ طبع امرتسر ۱۹۲۷ء)

اعتراض :- ابنِ لعل دین لکھتا ہے۔ "شرابی بھی ولی کا ہاتھ چومنے سے بخش دیا جاتا ہے اور جنت
سیریں کرتا ہے۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ص ۱۹۶)

الجواب :- ابن لعل دین نے سیاق و سباق چھوڑ کر ایک طویل واقعہ کی عبارت کی ایک سطر نقل
کے قارئین کرام کو مغالطہ دینے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ ہم فیضانِ سنت سے پوری عبارت
کرتے ہیں۔ جس سے لعل دین کے پیدا کردہ تمام شکوک و شبہات کا ازالہ ہو جائے گا۔

شرابی کی ولی کا ہاتھ چومنے کی برکت سے اصلاح و بخشش

ایک دفعہ شراب کے نشہ میں دُھت ایک نوجوان کسی گلی سے
رہا تھا کہ سامنے سے امام التارکین حضرت ابراہیم بن ادھم
آتے دکھائی دیئے۔ وہ نوجوان فوراً حضرت سیدنا ابراہیم بن ادھم (رحمۃ اللہ علیہ) کے قدموں میں گر پڑا
نہایت اعزاز واکرام کے ساتھ حضرت (رحمۃ اللہ علیہ) کے ہاتھ چومے اور پھر گھر چلا گیا۔ اسی رات خواب میں
کہ جنت کے باغ میں خراماں خراماں سیر کر رہا ہے۔ عجیب ڈر اس کے دل میں پیدا ہوا۔ سوچنے لگا
تو گناہ گار ہوں! یہ دولتِ بے پایاں مجھے کیسے نصیب ہو گئی؟ آواز آئی ، "تم ٹھیک کہتے ہو، لیکن کل
نے ہمارے ایک دوست کے ہاتھ چومنے کی سعادت حاصل کی تھی۔ ہماری رضا کے لئے تم نے
اعزاز دیا۔ ہم نے تمہیں اسی بات پر بخش دیا۔" وہ نوجوان خواب سے بیدار ہوا۔ حضرت سیدنا ابراہیم
کے حضور حاضر ہوا، توبہ کی اور مرید ہو گیا۔ (فیضان سنت ص ۶۵۷)

معلوم ہؤا : کسی ولی اللہ کی تعظیم و تکریم کرنے سے رب العزت خوش ہو کر اور اپنے
بندہ کی عظمت و کرامت اجاگر کرنے کے لیے گناہ گار کو توبہ کی توفیق عطا فرما کر نیک کاموں کی

اسے جنت الفردوس عطا فرما دیتا ہے۔

ولی اللہ کے ہاتھ چومنا سنتِ صحابہ اور اس کی تعظیم و تکریم کا اظہار ہے

ابن رزین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ربذہ سے گزرے۔ ہمیں بتلایا گیا کہ یہاں حضرت
(صحابی) رہتے ہیں۔ پس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔
اپنے دونوں ہاتھ مبارک نکالے اور فرمایا۔ انہی دونوں ہاتھوں سے میں نے نبی کریم ﷺ کی
کی تھی۔ آپ نے جو ہاتھ مبارک کی ہتھیلی ظاہر کی تو وہ اتنی چوڑی اور بڑی تھی جیسے اونٹ کی ہتھیلی۔
آگے بڑھے اور ان ہتھیلیوں کو بوسہ دیا۔

ابو جدعان کہتے ہیں : کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاں رات گزاری۔ عرض کیا کہ کیا
رسول کریم ﷺ کو اپنے ہاتھوں سے چھوا ہے۔ فرمایا! ہاں تو میں نے ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔

حضرت صہیب کہتے ہیں : کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ
اور پاؤں کو چوم رہے ہیں۔

(الادب المفرد۔ از امام بخاری م ۲۵۶ھ ، ص ۲۵۳-۲۵۴ طبع سانگلہ ہل (شیخوپورہ))

:- ابن لعل دین لکھتا ہے۔ قادری صاحب کہتے ہیں :
" جو روٹی کا پڑا ہوا ٹکڑا اُٹھا کر کھا لیتا ہے تو اس کے پیٹ میں پہنچنے سے پہلے ہی اللہ اس کی
فرما دیتا ہے۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ص ۱۹۶)

:- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ رحمۃ للعالمین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ جو روٹی کا پڑا ہوا
کر کھا لیتا ہے تو اس کے پیٹ میں پہنچنے سے پہلے ہی اللہ عزوجل اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔
(تنبیہ الغافلین ص ۳۶۸ طبع ملتان از علامہ ابواللیث سمرقندی م ۳۷۳ھ)

اس حدیث کی تائید درج ذیل سے ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا : کہ روٹی کا
کرو کہ وہ آسمان و زمین کی برکات سے ہے جو شخص دستر خوان سے گری ہوئی روٹی کو کھالے گا اسکی
ہو جائے گی۔ (طبرانی)

امام محدث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں :
(اس حدیث کی تائید) حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہوتی ہے۔ " اخرجہ الحاکم و صححہ و

الفرۃ الذهبی والبیهقی فی الشعب و من حدیث ابی سکینة اخرجه الطبرانی فی الکبیر۔ "

(التعقبات ص ٣٠ مطبوعہ انڈیا ١٣٠٢ھ)

اعتراض :- عالم کے چہرے پر نگاہ ڈالنا تمام عبادتوں کی اصل ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص

الجواب :- یہ حضور اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے جس کی تائید مندرجہ ذیل احادیث سے ہو

O--- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا : پانچ چیزیں عبادت میں سے ہیں۔ (١) کم
(٢) مسجد میں بیٹھنا (٣) کعبہ کو دیکھنا (۴) مصحف (قرآن کریم) کو دیکھنا (۵) عالم کا چہرہ

(رواہ فی مسند الفردوس)

O--- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : " النظر الی البحر عبادة والنظر الی العالم عبادة والنظر الی الکعبة عبادة والنظر الی وجه الابوین عبادة ۔ الخ "

(فیض القدیر شرح جامع الصغیر از علامہ مناوی ص ٢٩٩ جلد 6 طبع بیروت)

یعنی درج ذیل کو دیکھنا عبادت ہے : سمندر کو ، عالم کو ، کعبہ کو اور والدین کے چہرہ کو

اعتراض :- قادری صاحب لکھتے ہیں :-

" عالم کے چہرے پر نگاہ ڈالنا خدا کی راہ میں ہزار گھوڑے دینے سے افضل ہے۔ اور اس کو سلام کرنا تمہارے حق میں ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ " (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ١٩

الجواب :- جب عالم کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے ۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ (رواہ فی مسند الفردوس) (فیض القدیر ص ٢٩٩ جلد 6) تو عبادت پر رب کائنات اگر اسم " کا اظہار فرماتے ہوئے اپنے بندوں کو جس قدر چاہے ثواب عطا فرمادے۔ وہ مختارِ مطلق اور معطی

یہ قادری صاحب کا قول نہیں ہے بلکہ حضور پر نور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

" حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک طویل روایت میں ہے : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کے چہرے پر نگاہ ڈالنا خدا کی راہ میں ہزار گھوڑے دینے سے افضل ہے۔ اور عالم کو سلام کرنا تمہارے میں ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہے۔

علامہ ابن عبدالبر اندلسی (م ٤٦٣ھ) علم و علماء کی فضیلت کی احادیث درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں فضائل اعمال کی حدیثیں ، متقدمین نے بغیر کاوش روایت کی ہیں۔ اور احادیث احکام کی طرح تمحیص و تنقید نہیں کی ہے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ص ٥٩ طبع لاہور ١٩٧٧ء)

نیز فرماتے ہیں : احکام حلال و حرام کی طرح فضائلِ اعمال کی روایتوں میں اسناد کی چھان نہیں کی جاتی۔ الخ (جامع بیان العلم وفضلہ ص ٥٩ طبع لاہور ١٩٧٧ء)

اعتراض :- قادری صاحب لکھتے ہیں : جس نے عالم کی زیارت کی اس نے انبیاء کی زیارت کی اور جس علیہم السلام کی زیارت کی، اس نے اپنے رب کی زیارت کی اور جس نے اپنے رب کی زیارت کی ، لیے جنت واجب ہوگئی۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ١٩٦)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالی ہے۔ اور مندرجہ ذیل اس کی مؤید ہیں۔ " من استقبل العلماء فقد استقبلنی و من زار العلماء فقد زارنی ومن العلماء فقد جالسنی و من جالسنی فکانما جالس ربی " ۔ (کنز العمال ص ١٧٠ جلد ١٠ بیروت)

یعنی جس نے علماء کا استقبال کیا بے شک اس نے میرا استقبال کیا۔ اور جس نے علماء کی شک اس نے میری زیارت کی اور جو علماء کے پاس بیٹھا بے شک اس نے میری صحبت اختیار کی۔ نے میری صحبت اختیار کی بے شک وہ اپنے رب کے پاس بیٹھا۔

" مجالسة العلماء عبادة [1] (عن ابن عباس) (کنز العمال ص ١٣٨ جلد ١٠ بیروت)

علماء کی صحبت عبادت ہے۔ (اس لیے یہ حدیث ضعیف ہے۔ اور ضعیف حدیث عند المحدثین فضائل و میں مقبول ہے۔) (فتاوٰی ثنائیہ جلد اول ، فتاوٰی نذیریہ جلد اول)

اعتراض :- قادری صاحب لکھتے ہیں : عالم سے مصافحہ کرنا سرکار ﷺ سے مصافحہ کرنا ہے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ١٩٦)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا : جس نے عالم کی زیارت کی گویا اس نے میری زیارت کی اور نے عالم سے مصافحہ کیا گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا ، جس نے عالم کی صحبت اختیار کی اس نے میری صحبت اختیار کی اور جس نے دنیا میں میری صحبت اختیار کی اللہ اس کو قیامت کے روز جنت میں ہم نشین بنائے گا۔ (تنبیہ الغافلین ص ١٦٠ جلد دوم طبع کراچی از علامہ ابو اللیث سمرقندی م ٣٧٥ھ)

مندرجہ ذیل احادیث اس کی مؤید ہیں۔

O--- " اکرمو العلماء فانهم ورثة الانبیاء ، فمن اکرمهم فقد اکرمهم اللہ و رسوله " (عن جابر)

(کنز العمال ص ١٥٠ جلد ١٠ طبع بیروت)

یعنی علماء کی توقیر کرو ، بے شک وہ انبیاء کے وارث ہیں۔ جس نے ان کی توقیر کی شک اس نے اللہ اور اس کے رسول کی عزت و توقیر کی۔

---

[1] اور عبادت کا درجہ جنت ہے۔

O--- " فضل العالم علیٰ غیرہ کفضل النبی علیٰ امته " (عن انس)

(کنز العمال ص ۱۵۶ جلد ۱۰ طبع بیروت)

یعنی عالم کی فضیلت غیر عالم پر اس طرح ہے جس طرح نبی اکرم ﷺ کی فضیلت اپنی امت

O---" من استقبل العلماء فقد استقبلنی ومن زار العلماء فقد زارنی ومن جالس العلماء فقد ومن جالسنی فکانما جالس ربی " (کنز العمال ص ۱۷۰ جلد ۱۰ طبع بیروت از علی المتقی علیہ الرحمۃ م ۹۷۵ھ)

اس لیے یہ حدیث ضعیف تو ہو سکتی ہے موضوع نہیں ہوگی۔ اور ضعیف حدیث عند المحدثین وفضائل میں مقبول ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ جلد اول)

اعتراض :- قادری صاحب کہتے ہیں۔ جب کوئی طالب علم کسی گاؤں میں سے گزرتا ہے تو اللہ وہاں کے قبرستان میں سے چالیس دن کے لیے عذاب قبر اٹھالیتا ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا......ص)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ فرمانِ رسول مقبول ﷺ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی طالب علم دین کسی گاؤں سے گزرتا ہے تو اللہ تعالیٰ وہاں کے قبرستان میں سے چالیس دن کے عذاب قبر اٹھالیتا ہے۔ (کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ از علامہ عبدالوہاب شعرانی م ۹۷۳ھ)

اعتراض :- اگر کوئی مسلمان اپنے اسلامی بھائی سے ملنے جائے اور اسلامی بھائی از راہِ تعظیم اس کے لیے اپنا تکیہ پیش کردے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا......ص ۱۹۷)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے۔ "حضرت سلمان فارسی فرماتے ہیں، میں سرکار مدینہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ ایک تکیہ سے ٹیک بیٹھے تھے۔ آپ نے اس کو میرے آگے ڈال دیا اور فرمایا اے مسلمان! اگر کوئی مسلمان اپنے بھائی ملنے جائے اور وہ ازراہِ تعظیم اس کے لیے تکیہ پیش کرے تو خدا تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیتا ہے۔

(مستدرک از حاکم متوفی ۴۰۵ھ)

(ف) :- مغفرت سے یہاں صغیرہ گناہ مراد ہیں کیونکہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ اور العباد بندوں کے معاف کرنے سے ہی معاف ہوں گے۔

اعتراض :- قادری صاحب کہتے ہیں۔ " مومن بندہ جب نماز پڑھتا ہے تو اس سے دس صفیں فرشتوں کی تعجب کرتی ہیں۔ جن میں ہر ایک صف دس ہزار ہوتی ہے۔ الخ"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا......ص ۱۹۷)

اب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ محبوبِ کبریا ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا : " ان العبد اذا صلی رکعتین عجب منه عشرة الملائکة کل صف منه عشرة آلاف و باهی الله به مائة الف ملک "

(احیاء علوم الدین ، للامام الغزالی ، ص ۱۷۱ جلد اول طبع مصر)

مومن بندہ جب نماز پڑھتا ہے تو اس سے دس صفیں فرشتوں کی تعجب کرتی ہیں۔ جن میں سے دس ہزار کی ہوتی ہے۔ اور اللہ اس بندے پر ان ایک لاکھ فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے۔

:- قادری صاحب لکھتے ہیں :-

عزوجل نے جنت میں ایک شہر مدینۃ الجلال بنایا ہے .... اس کے اندر چار ہزار تخت بچھے ر تخت پر چار ہزار حوریں ہیں۔ وہ اس کے لیے ہیں جو پانچ وقت کی نماز باجماعت پڑھے۔

ماز چاشت کی ایک رکعت کے بدلے ایک لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

کوئی نماز مغرب کے بعد بات چیت سے پہلے چھ رکعتیں پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال معاف کردیتے ہیں۔

جمعہ کے دن حدیث میں غور و خوض کرتا ہے گویا اس نے ستر ہزار غلام آزاد کیے۔ گویا اس ر خرچ کیے۔ اور گویا چالیس ہزار حج کیے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا......ص ۱۹۷-۱۹۶)

اب نمبر 1 :- یہ قادری صاحب کے اقوال نہیں بلکہ نبی محترم ﷺ کے ارشادات گرامی ہیں۔ صاحب نزہۃ المجالس نے نقل فرمایا ہے۔

علامہ ابن عبدالبر اندلسی (م ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں :- احکام و حلال کی طرح فضائل روایتوں میں اسناد کی چھان بین نہیں کی جاتی۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ص ۵۹ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

اب نمبر 2 :- زیر بحث احادیث میں نیک اعمال کرنے پر جو ثواب کا وعدہ ہے وہ اگر حاصل نہ بھی و حسن احادیث میں ثواب مذکور ہے وہ ضرور حاصل ہوگا۔ اس لیے ان روایات پر عمل کرنا خالی نہیں۔ جیسا کہ فیضانِ سنت میں درج ہے۔

اب نمبر 3 :- درج ذیل روایات کو غور سے پڑھیں۔ جن کو شیخ عبدالقادر گیلانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ مشہور زمانہ تالیف " غنیۃ الطالبین " میں نقل کیا ہے۔

را لب کشائی فرمائیں اور قلم کو حرکت دیں کہ موصوف کے متعلق کیا رائے ہے؟ یاد رہے کہ

آپ کے متعلق مولوی احمد مدراسی غیر مقلد نے لکھا ہے۔ " امام السالکین، قدوۃ العا
عبدالقادر امتِ مسلمہ کی ایک مایہ ناز شخصیت ہیں۔ عظیم المرتبت حنبلی عالم و واعظ اور
ہونے کے ساتھ ولایت کے نہایت اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ الخ "

(ترجمہ غنیۃ الطالبین ، مترجم مولوی احمد مدراسی ، ص ۱۱ طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

اور حدیث قدسی ہے۔ ربِ کائنات جلاجلالہٗ ارشاد فرماتا ہے۔

" من عاد لی ولیا فقد اذنتہٗ بالحرب "

جس نے میرے ولی سے عداوت کی میرا اس سے اعلانِ جنگ ہے۔

(بخاری جلد دوم ص ۹۶۳ مطبوعہ مجتبائی ، کتاب الدعوات ص ۱۹۷ طبع

O---- رسولِ مقبول ﷺ نے فرمایا : اگر کوئی آدمی نمازِ چاشت کی بارہ رکعتیں پڑ
ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور آیت الکرسی ایک دفعہ اور تین دفعہ "قل ھو اللہ احد" پڑھے تو
آسمان سے اس وقت ستر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں سفید کاغذ اور نور کی قلمیں
ہیں۔ اور وہ اس کی نیکیاں لکھتے ہیں۔ اور صور پھونکنے تک لکھتے رہتے ہیں۔ اور جب قیامت کا دن آ
فرشتے اس کی قبر پر اتریں گے اور ان کے پاس بہشت کے لباس اور تحفے ہوں گے۔ اور کہیں گے
قبر کے صاحب ! خداوند تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ اب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ ۔ تم ان لوگوں
ہو گئے جن کو خدا نے عذاب سے امن میں کر دیا ہے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۵۴۰ طبع لاہور ۱۳۹۴

O---- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : اگر کوئی آدمی جماعت کے ساتھ صبح کی نماز پڑھے
کو مبرور حج اور مقبول عمرے کا ثواب ملتا ہے۔ اور اگر کوئی آدمی ظہر کی نماز کو جماعت کے ساتھ ا
تو اس کو ویسی ہی پچیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے جو باجماعت ادا کی جاتی ہیں اور جنت میں اس کے
درجے بڑھا دیئے جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی آدمی جماعت کے ساتھ عصر کی نماز پڑھے اور آفتاب
ہونے تک خداوند تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہے تو وہ ایسا ہے کہ گویا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی
میں سے ایک آدمی کو آزاد کیا۔ اور اس کے ساتھ بارہ ہزار بندے اور بھی آزاد کرتا ہے۔ اور اگر
مغرب کی نماز کو جماعت میں شامل ہو کر پڑھے تو اس کو اس قدر ثواب ملتا ہے کہ گویا اس نے پچیس
جماعت کے ساتھ پڑھی ہیں۔ اور جنتِ عدن میں اس کے ستر درجے بڑھ جاتے ہیں۔ اور جو آدمی
کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتا ہے۔ تو ایسا ہوتا ہے کہ جیسے کوئی شبِ قدر کی رات میں تمام را
تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔

(غنیۃ الطالبین ص ۵۵۹ طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

کیا یہ کمپیوٹرائزڈ عبادتوں کا تصور ہے یا کہ نہیں ؟ جواب دیں

سوال :- قادری صاحب لکھتے ہیں :-

"جو شخص کسی کا تین پیسے قرض دبائے گا۔ قیامت کے روز اس
پیسوں کے عوض سات سو باجماعت نمازیں قرض خواہ کو دینی پڑیں گی۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا .... ص ۱۱۵)

جواب :- یہ بات مشہور حنفی عالم محمد بن علی حصکفی صاحبِ درمختار (م ۱۰۸۸ھ)
لکھی ہے۔

" الصلاۃ لا رضاء الخصوم لا تفید بل یصلی للہ فان
لم یعف خصمہ أخذ من حسناتہٗ جاء أنہٗ یؤ خذ لدانق
ثواب سبعمائۃ صلاۃ بالجماعۃ "

(درمختار مع شامی ص ۲۹۴-۲۹۵ جلد اول طبع مصر)

علامہ شامی حنفی (م ۱۲۶۰ھ) " ثواب سبع مائۃ صلاۃ بالجماعۃ "
کے تحت لکھتے ہیں :-

" ای من الفرائض لان الجماعۃ فیھا والذی فی المواھب عن
القشیری سبعمائۃ صلاۃ مقبولۃ ولم یقید بالجماعۃ قال شارح المواھب ما حاصلہٗ
ھذا لا ینافی أن اللہ تعالیٰ یعفو عن الظالم و یدخلہ الجنۃ برحمتہ ط ملخصا ۔"

(شامی ص ۲۹۵ جلد اول طبع مصر)

چونکہ مولانا محمد الیاس قادری صاحب حنفی ہیں۔ اس لیے انہوں نے یہ
بات فیضانِ سنت میں تحریر فرمایا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ لوگوں کا پسندیدہ اور مشہورِ زمانہ

درود شریف

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

پر ایک علمی و تحقیقی مقالہ

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

----- نے فرمایا -----

علامۃ اھل السنّۃ کثرۃ الصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ ﷺ

حضور اکرم ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھنا اہل سنت کی نشانی ہے۔

(القول البدیع از امام سخاوی (م ۹۰۲ھ) صفحہ ۵۲)

طبع سیالکوٹ

مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

قرآن حکیم میں مطلق درود شریف پڑھنے کا حکم ہوا ہے۔ احادیث شریفہ میں بھی مطلق درود پڑھنے کی فضیلت آئی ہے ۔ اس لیے درود شریف کا کوئی بھی صیغہ ہو سب کے پڑھنے والا فضیلت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اگرچہ بعض صیغے بسبب ماثور ہونے یا بسبب احسن ہونے کے ایک دوسرے سے افضل ہوں۔ جس طرح قرآن کریم کی بعض آیات بہ نسبت بعض کے ثواب میں افضل ہیں، لیکن مطلق فضیلت میں سب یکساں ہیں۔

اگر یہ بات ہوتی کہ جو درود شریف جناب رسول کریم ﷺ نے تعلیم فرمایا ہے۔ اس کے سوا کسی دوسرے درود شریف کے پڑھنے میں فضیلت نہیں تو صحابہ کرام ، تابعین ، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین علیہم الرحمۃ ہرگز درود نئے الفاظ اور نئی عبارت میں نہ پڑھتے اور نہ ہی لکھتے۔ حالانکہ صحابہ کرام سے درود شریف کے کئی الفاظ صحیح مروی ہیں، جو حضور ﷺ کے الفاظ نہیں ہیں۔ اسی طرح تابعین و تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین سے کئی ایسے درود مروی ہیں جن کے الفاظ رسولِ کریم ﷺ سے ثابت نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ درود شریف کوئی بھی پڑھا جائے ، فضیلت ضرور ہے۔

حافظ سخاوی قول البدیع میں حافظ ابنِ سدی علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنے کی کیفیت میں بہت سی حدیثیں

آئی ہیں اور صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ یہ بات منصوص پر موقوف نہیں، جس شخص کو اللہ تعالیٰ قوتِ بیانیہ عطا فرمائے ، اور وہ الفاظ فصیحہ کے ساتھ درود شریف کو ادا کرے اور ایسے الفاظ کہے جس سے حضور ﷺ کا کمال شرف اور آپ کی عظمت و حرمت ظاہر ہو تو یہ جائز ہے، اور مجوزین کی دلیل قول ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ ہے کہ انہوں نے فرمایا تم اپنے نبی ﷺ پر حسین درود پڑھا کرو۔ تم نہیں جانتے شاید یہی درود آنحضرت ﷺ پر پیش کیا جائے۔

(سعادت دارین از علامہ نبہانی ص ۳۷۰)

محدثین و فقہا علیہم الرحمۃ کو دیکھئے کہ وہ اپنی کتابوں میں حضور ﷺ کے اسمِ پاک کے ساتھ ﷺ یا علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کوئی مختصر درود شریف لکھتے ہیں، حالانکہ [illegible] ہی رسول کریم ﷺ سے ماثور نہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ علمائے اُمت کا اس بات پر اجماع ہے کہ درود شریف کے بارہ میں وسعت ہے۔ جو لفظ بھی ہو فضیلت سے خالی نہیں۔ اور [illegible] میں قرآن شریف کے حکم کی تعمیل ہے۔ قرآن کریم میں کسی خاص درود پڑھنے کی بابت حکم نہیں۔ مطلق حکم ہے درود پڑھو، اب درود پڑھنے والا جس صیغے کے ساتھ اس حکم کی عمل کرے گا ، جائز ہوگا۔

بلکہ قرآن شریف میں درود اور سلام کا ذکر ہے اس لیے "صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ" پڑھنے سے یا "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" پڑھنے سے دونوں امروں کی تعمیل ہو جاتی ہے۔ درود بھی اور سلام بھی۔ لیکن نماز والا درود شریف پڑھنے سے درود کی تعمیل تو ہوگئی لیکن سلام رہ گیا۔ سلام کے حکم کی تعمیل نہ ہوئی۔ اس لیے نماز والا درود شریف نماز میں پڑھنا افضل ہے ، کیونکہ نماز میں پہلے سلام پڑھ لیا جاتا ہے ۔ یعنی

السلام علیک ایھا النّبی پھر یہ درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ تو دونوں حکموں کی
تعمیل نماز میں ہو جاتی ہے۔

رہی یہ بات کہ اس درود شریف میں خطاب ہے اور حضور ﷺ کو مسافتِ بعیدہ سے
خطاب کرنا درست نہیں ۔ اس لیے یہ درود شریف (الصلوٰۃ والسلام علیک یا
رسول اللّٰہ) بھی درست نہیں۔

بے شک اس میں خطاب ہے لیکن یہ کہنا کہ حضور ﷺ کو خطاب درست نہیں۔ یہ صحیح
نہیں ہے۔ کیونکہ جنابِ رسولِ کریم ﷺ کے زمانہ میں صحابہ کرام اپنے اپنے گاؤں میں
گھروں میں شہروں میں نمازیں پڑھتے تھے۔ اور سب کے سب التحیات میں بصیغہ خطاب "
السلام علیک ایھا النبی " ہی پڑھتے تھے۔ حالانکہ سب کے سامنے رسول اللہ ﷺ نہیں ہوتے
تھے۔ اور یہ خطاب سرورِ عالم ﷺ نے خود سکھایا اور اس تاکید سے سکھایا جس طرح آپ
قرآن شریف سکھاتے تھے۔ لیکن کسی صحابی نے حضور ﷺ کے سامنے یہ عذر پیش نہیں کیا کہ
حضور جب ہم آپ کے ساتھ جماعت میں شامل ہوتے ہیں ، تو آپ ہمارے سامنے ہوتے
ہیں۔ لیکن جب ہم سنن یا نوافل گھروں میں پڑھتے ہیں یا سفر میں نماز کا وقت آجاتا ہے یا کسی
دوسرے شہر یا گاؤں میں نماز پڑھتے ہیں تو اس وقت آپ ہمارے سامنے موجود نہیں ہوتے، تو
ہم آپ کو بصیغہ خطاب " السلام علیک ایھا النبی " کس طرح پڑھیں کیونکہ صحابہ کرام جانتے
تھے کہ حضور ﷺ کو ہمارا سلام پہنچتا ہے۔ بذریعہ فرشتوں کے یا خدا کے سنا دینے سے
اور یہ خطاب نہ صرف آپ کے زمانہ میں تھا ، بلکہ بعد وصال آنحضرت ﷺ کی امت میں اسی
طرح مروّج رہا اور سب اسی التحیات کو پڑھتے رہے اور پڑھتے ہیں۔

صدیق اکبر و عمر فاروق و عبداللہ بن زبیر بر سر منبر علی راس الاشہاد اپنی اپنی
خلافتوں میں اسی تشہد خطاب والے کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ صحابہ میں سے کسی صحابی کو ندا میں

کلام ہوتا تو ضرور انکار کرتے۔

معلوم ہوا کہ جوازِ نداء پر صحابہ کا اجماع تھا، خود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
نے علقمہ کو اسی خطاب کے صیغہ کے ساتھ التحیات سکھایا اور انہیں سے حضرت امام اعظم
رحمۃ اللہ علیہ کو بصیغہ خطاب پہنچا۔ (فتح القدیر)

بخاری شریف کی حدیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے ہرقل بادشاہِ روم کو جو خط
لکھا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں :-

" اما بعد فانی ادعوك بدعاءة الاسلام اسلم تسلم "

یعنی میں تجھے اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ مسلمان ہو جا تاکہ تو سلامت رہے۔

اس خط میں حضور ﷺ نے اس غائب کو مخاطب فرمایا۔ بات یہ تھی کہ قاصد اس
خط کو لے جا کر اس کے ہاتھ میں دے دے گا۔ اسی طرح آج تک یہ رسم جاری ہے کہ لوگ
اپنے خطوط میں مکتوب علیہ کو مخاطب کرتے ہیں اور ڈاک کے چٹھی رسانوں پر اعتماد کر کے غائب
کو خطاب کر لیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا :-

کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتے مقرر کئے ہیں جو سیر کرتے پھرتے ہیں وہ میری
امت کا سلام مجھے پہنچا دیتے ہیں۔ (ترغیب ص ۳۲۸)

دوسری حدیث میں ہے :-

یعنی جہاں بھی تم ہو مجھ پر درود بھیجا کرو کہ تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۸۴ طبع کراچی)

تو جب چٹھی رسانوں کے اعتبار سے خطوں میں غائب کو خطاب جائز ہو تو ملائکہ
کے درود شریف پہنچا دینے کے اعتبار سے رسول کریم ﷺ کو خطاب کیوں جائز نہ ہو۔

(خلاصہ) (دلائل المسائل ص ۲۰۵ تا ص ۲۲۸ طبع لاہور از مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی)

بعض حضرات درود شریف " الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ " پڑھنے والے کو مشرک کہتے ہیں۔ یہ سراسر جہالت اور کم فہمی ہے۔

☆ حضرت مولانا قاضی عبدالحق سرالوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ :-

کلمہ " الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ " بطریق نداء کو کسی بھی وجہ سے شرک نہیں کہا جا سکتا۔ اور اس نداء میں چونکہ صلوٰۃ بھی شامل ہے اس لیے اس سے آنحضرت ﷺ خود مطلع ہوتے ہیں۔ کیونکہ اعتقادات اہل یقین سے قطع نظر کہا جاسکتا ہے کہ اس کلمہ کا اصل مقصد صلوٰۃ بروحِ پاک آنحضرت ﷺ ہے اور صلوٰۃ چاہے جس طرح سے بھی کہی جائے اس کا بواسطہ ملائکہ بارگاہِ محمدی میں پہنچنا ثابت ہے۔ حدیث " ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض[1] الخ " اور حدیث "صلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث ما کنتم.[2] (مجھ پر درود بھیجو کیونکہ تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے جہاں بھی تم ہو) میں غور کریں۔

اس سے بھی قطع نظر عربی زبان کے قواعد کے مطابق یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ نداء مقام مدح میں ہے اور مدح کا فائدہ دیتی ہے، نداء کے بہت سے اقسام ہیں۔ تفسیر جمل میں تفسیر آیت[3] یاایھا الناس اعبدوا میں ان اقسام کو دیکھنا چاہیے۔ پس الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ کہنا کس طرح علی الاطلاق شرک ہو سکتا ہے۔

حصن حصین[4] میں صلوٰۃ الحاجت معمولاتِ صحابہ کرام سے بایں طور بیان کیا ہے کہ دوگانہ کے بعد کہے۔ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی اللٰھم فشفعہ فی " اور یہ طریقہ نمازِ حاجت ابنِ حنیف نے رسول اکرم ﷺ

[1] مشکوٰۃ ص ۸۶ [2] ایضاً [3] تفسیر جمل جلد ۱ ص ۲۶ طبع بیروت [4] ترجمہ حصن حصین ص ۳۲۷ طبع کراچی

کے وصال کے بعد ایک شخص کو سکھایا اور اس کی حاجت پوری ہو گئی[1]۔

(مہر انور : تالیف شاہ حسین گردیزی ص ۳۸۷ طبع گولڑہ شریف اسلام آباد ۱۹۹۲ء)

مفتی فیض احمد فیض گولڑوی مدظلہٗ فرماتے ہیں :-

صلوٰۃ و سلام (الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ) نداء کے ساتھ کہنے پر امتِ مسلمہ کا اتفاق ہے، چنانچہ تشہد میں " السلام علیک ایھا النبی "[2] کا جملہ تمام شرق و غرب کے اہلِ اسلام پڑھتے ہیں۔ لہٰذا نداء کو مطلقاً ممنوع کہنا صحیح نہیں۔ اہل اسلام کی اس قسم کی نداء کو کفار و مشرکین کی بتوں کی نداء سے ملانا صریح غلطی ہے۔

(ملفوظات مہریہ ص ۸۹ طبع گولڑہ شریف اسلام آباد ۱۹۸۶ء)

افراتفری کا عالم ہے، الزام تراشی کا بازار گرم ہے، بے ادبی عام ہے، کوئی منہ میں لگام دینے والا نہیں........ جہاں اہل سنت پر کئی دوسرے بہتان تراشے جاتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ درود شریف " الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ " علمائے اہل سنت کی اختراع ہے۔ اور بعض لوگ اسے فیصل آبادی درود سے تعبیر کرتے ہیں۔

☆...... مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتا ہے :-

" کہ یہ درود بناوٹی ہے۔" (فتاوی ثنائیہ ص ۷۷ جلد ۲ طبع لاہور ۱۹۷۲ء)

☆...... ابنِ لعل دین لکھتا ہے۔

میرے اسلامی بھائیو ! کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کا حرزِ جاں درود " الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ " کی عمر شریف صرف اور صرف ۴۴ سال ہے۔ اس سے پہلے اس کا وجود نہ تھا۔ کیونکہ ۱۹۵۳ء میں ایجاد ہوا۔ جو پہلی بار فیصل آباد میں پڑھا گیا۔ اور بعض بریلوی حضرات (جن کے نام ابن لعل دین نے نہیں لکھے) کے مطابق اس کے ایجاد کرنے کا سہرا مولوی سردار فیصل آبادی کے سر ہے۔ الخ

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۲۱۰)

[1] ...الزوائد جلد ۲ ص ۲۰۱ [2] السلام علیک ایھا النبی کا جملہ نماز میں بطور حکایت نہیں بلکہ انشاء کے طور پر ...ا ہے۔

درودِ ابراہیمی کے متعلق

شوکانی غیر مقلد (م ١٢٥٠ھ) کا بیان

غیر مقلدین کے امام محدث شوکانی لکھتے ہیں :- و فیہ تقیید الصلاۃ ﷺ بالصلاۃ فیفید ذلک ان ہذہ الالفاظ المرویۃ مختصۃ بالصلوٰۃ واما خارج الصلوٰۃ فیحصل الامتثال بما یفیدہ قولہ سبحنہ و تعالیٰ ان اللّٰہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھاالذین امنوا صلو علیہ وسلمو تسلیما فاذا قال القائل اللّٰھم صلِّ و سلم علیٰ محمد فقدامتثل الامر القرانی۔ (تحفۃ الذاکرین از شوکانی ص ١١١ بیروت)

ترجمہ : اس حدیث میں نبی پاک ﷺ پر درودِ ابراہیمی پڑھنے کو نماز کے ساتھ مقید کیا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ روایت کردہ درودِ ابراہیمی نماز ہی سے خاص ہے۔ لیکن نماز سے باہر حکمِ ربانی کی تعمیل اللہ تعالیٰ کے ارشاد " ان اللّٰہ و ملائکۃ " الآیۃ کے مطابق عمل کرنے سے حاصل ہو جائے گی۔ پس [1] کہنے والے نے کہا اللّٰھم صلِّ وسلّم علیٰ محمد . (اے اللہ! درود و سلام حضرت محمد ﷺ پر بھیج) تو اس نے قرآن مجید کے حکم پر عمل کیا۔

[1] کیونکہ آیہ کریمہ میں صلوٰۃ اور سلام دونوں کا حکم اور درودِ ابراہیمی میں صرف صلوٰۃ ہے سلام نہیں۔

... المصنف ، وإنما هذه الزيادة فى حديث أبى مسعود الأنصارى رضى الله عنه ، ولفظه : ... بن سعد قال للنبى ﷺ أمرنا الله أن نصلى عليك يارسول الله فكيف نصلى عليك ؟ ... رسول الله ﷺ حتى تمنينا أنه لم يسأله ، ثم قال رسول ﷺ قولوا [اللهم صل على ... وعلى آل محمد ، كما صليت على (١) ابراهيم ، وبارك على محمد ، وعلى آل محمد ، كما باركت ... على آل ابراهيم فى العالمين ، إنك حميد مجيد ، والسلام كما قد علمتم] . أخرجه مسلم وأبو داود ... والنسائى ، وفى رواية لمسلم [اللهم صل على محمد النبى الأمى ، وعلى آل محمد] ... كما صليت على ابراهيم ، وبارك على محمد النبى الأمى ، كما باركت على ابراهيم ، إنك ... حميد مجيد] فعرفت بهذا أن لفظ النبى الأمى لم يوجد الا فى حديث أبى مسعود لا فى حديث ... كعب بن عجرة ، فان أراد المصنف حديث كعب بن عجرة فنعم ، فقد أخرجه الجماعة ولكنه ليس ... النبى الأمى ، وإن أراد حديث أبى مسعود ففيه النبى الأمى كما فى بعض رواياته التى ذكرناها ... لم يتفق عليه الجماعة ، فانه لم يكن فى البخارى ، فالظاهر أن المصنف جمع بين الحديثين ، ... بذلك عادة على أن فى حديث أبى مسعود رضى الله عنه زيادة لفظ فى العالمين ، ولم يذكره ... ، وقد اختلف أهل العلم هل الصلاة على النبى ﷺ واجبة فى التشهد أم لا ؟ وقد أوضحنا ... المحل فى شرحنا للمنتقى ، فليرجع إليه .

... رَجُلٌ حَتَّى جَلَسَ بَيْنَ يَدَىْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهُ ، فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ أَمَّا ... عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ ، فَكَيْفَ نُصَلِّى عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا عَلَيْكَ فِى صَلَاتِنَا ؟ ... حَتَّى أَحْبَبْنَا أَنَّ الرَّجُلَ لَمْ يَسْأَلْهُ ، ثُمَّ قَالَ اذَا صَلَّيْتُمْ عَلَىَّ فَقُولُوا : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ ... الْأُمِّىِّ ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى ابْرَاهِيمَ ، وَعَلَى آلِ ابْرَاهِيمَ ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ ... الْأُمِّىِّ ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ (مس، حب)

الحديث أخرجه الحاكم فى المستدرك وابن حبان كما قال المصنف رحمه الله ، وهو أحد روايات ... أبى مسعود رضى الله عنه الذى قد قدمنا ذكره ، والرجل المذكور هو بشير بن سعد كما ذكرنا ... وصححه أيضا ابن حبان ، وقال الحاكم صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه ، وأخرجه أيضا ... ابن خزيمة فى صحيحه والدارقطنى والبيهقى ، وفيه تقييد الصلاة عليه ﷺ بالصلاة ، فيفيد ... أن هذه الألفاظ المروية مختصة بالصلاة ، وأما خارج الصلاة فيحصل الامتثال بما يفيده قوله ... وتعالى – إنّ الله وملائكته يصلون على النبى يأيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما – ... قال القائل [اللهم صل وسلم على محمد] فقد امتثل الأمر القرآنى ، وقد جاءت أحاديث فى ... صفة الصلاة عليه ، فيجزى المصلى أن يأتى بواحد منها إذا كان صحيحا كما قلناه ... التشهد والتوجه ، ولكنه ينبغى أن يأتى بما هو أعلى صحة ، وأقوى سندا كحديث كعب وأبى ... المذكورين ، ومثل ذلك حديث أبى حميد الساعدى رضى الله عنه عند البخارى ومسلم

(١) ... وسلم على آل إبراهيم اه

(تحفۃ الذاکرین ص ١١١ کا عکس)

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ

قبر انور پر جو درود پڑھا جائے حضور ﷺ اسے سنتے بھی ہیں اور فرشتہ بھی اسے پیش کرتا ہے۔ اور دور سے جو لوگ درود شریف پڑھتے ہیں اسے فرشتے بھی پیش کرتے ہیں [1] اور سمع خارق للعادۃ سے حضور ﷺ سماع بھی فرماتے ہیں۔ (یعنی آپ خود سنتے ہیں۔)

(مقالاتِ کاظمی ص ۶۲ طبع ملتان ۱۴۱۳ھ)

---

[1] مولوی انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں :- جاننا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ پر درود شریف پیش کرنے کی حدیث علم غیب کی نفی پر دلیل نہیں بن سکتی۔ اگرچہ علم غیب کے بارہ میں مسئلہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ متناہی کی نسبت غیر متناہی کی طرح ہے۔ کیونکہ فرشتوں کی پیش کش کا مقصد صرف ہوتا ہے کہ درود شریف کے کلمات بعینہا بارگاہ عالیہ نبویہ میں پہنچ جائیں۔ حضور ﷺ نے ان کلمات کو پہلے جانا ہو یا نہ جانا ہو۔ بارگاہِ رسالت میں کلماتِ درود کی پیش کش بالکل ایسی ہے جیسے رب العزت کی بارگاہ میں کلمات طیبات پیش کیے جاتے ہیں۔ اور اس کی بارگاہِ الوہیت میں اعمال اُٹھائے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ کلمات ان چیزوں میں سے ہیں جن کے ساتھ ذات حق رحمٰن کو تحفہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس لیے یہ پیش کش علم کے منافی نہیں۔

لہٰذا کسی چیز کے پیش کرنا کبھی علم کے لیے بھی ہوتا ہے اور بسا اوقات دوسرے معانی کے لیے بھی۔ اس فرق کو خوب پہچان لیا جائے۔ انتہی

(فیض الباری جلد دوم ص ۳۰۲)

مطبوعہ قاہرہ ۱۹۳۸ء

درج ذیل احادیث ہمارے عقیدہ کی مؤید ہیں :-

○---- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو ، اس لیے کہ وہ یومِ مشہود ہے۔ اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ کوئی بندہ (کسی جگہ سے) مجھ پر درود نہیں پڑھتا مگر اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے وہ جہاں بھی ہو۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم (صحابہ) نے عرض کیا حضور آپ کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا: ہاں! میری وفات کے بعد بھی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسم کو کھائے۔ (جماء الافہام از حافظ ابن قیم ص ۶۳)

اس حدیث کو حافظ منذری نے ترغیب میں ذکر کیا اور کہا کہ ابن ماجہ نے اسے بہ سندِ جیّد روایت کیا۔

○---- نہیں کوئی جو سلام پڑھے لیکن اللہ تعالیٰ میری طرف میری روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دوں۔

(مشکوٰۃ ص ۸۶ رواہ ابوداؤد و بیہقی فی الدعوات الکبیر)

علامہ نووی فرماتے ہیں: بالاسناد الصحیح ۔ (کتاب الاذکار ص ۱۰۶)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں :-

اور اس جواب سے ایک اور جواب پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ ردِ روح سے یہ مراد ہو کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ پر آپ کی سمع خارق للعادۃ کو لوٹا دیتا ہے۔ اس طرح کہ حضور ﷺ سلام بھیجنے والے کے سلام کو سنتے ہیں۔ خواہ وہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہو۔ (انباء الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء ص ۱۵۲ طبع فیصل آباد)

اعتراض :- اس حدیث کے ایک راوی محمد بن موسیٰ کو محدثین نے متروک الحدیث لکھا ہے۔ جواب :- بعض محدثین نے اسے متروک الحدیث کہا ہے۔ لیکن جلیل القدر محدثین نے اس کی توثیق بھی کی ہے۔

(دیکھئے تہذیب التہذیب ص ۹)

ولا لوم الذى ملأت عظمته السموات والارض الذى(۱) عنت له الوجوه وخشعت له الأصوات(۲) ووجلت القلوب من خشيته : أن تصلى على محمد ﷺ وأن تعطينى حاجتى وهى كذا وكذا فانه يستجاب له إن شاء الله تعالى ، قال وكان يقول ، لا تعلموا سفهاءكم لئلا يدعوا به فى مأثم أو قطيعة رحم » .

﴿ وأما حديث أبى الدرداء ﴾

۱۰۷ – فقال الطبرانى فى المعجم الكبير حدثنا محمد بن على بن حبيب الطرائفى الرقى حدثنا محمد بن على بن ميمون حدثنا سليمان بن عبد الله الرقى حدثنا بقية بن الوليد عن إبراهيم بن محمد بن زياد قال : سمعت خالد بن معدان يحدث عن أبى الدرداء قال : قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم : « من صلى على حين يصبح عشرا وحين يمسى عشرا أدركته شفاعتى » (۳) .

۱۰۸ – قال الطبرانى : حدثنا يحيى بن أيوب العلاف حدثنا سعيد بن أبى مريم عن خالد بن زيد عن سعيد بن أبى هلال عن أبى الدرداء قال: قال رسول الله ﷺ « أكثروا الصلاة على يوم الجمعة فانه يوم مشهود تشهده الملائكة ، ليس من عبد يصلى على إلا بلغنى صوته حيث كان . قلنا وبعد وفاتك ؟ قال : وبعد وفاتى . إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء » (۴)

علامہ ابن قیم کی تصنیف جلاء الافہام (مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد) صفحہ ۶۳ کا عکس

O---- صاحب دلائل الخیرات نے حضور ﷺ کا ارشاد بایں الفاظ وارد کیا ہے۔ اسمع صلوٰۃ اہل محبتی واعرفہم

"میں اہل محبت کا درود خود سنتا ہوں اور انہیں پہچانتا ہوں"[1]

(دلائل الخیرات ص ۳۸ طبع لاہور)

O---- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے لوگوں کی باتیں سننے کی طاقت دی ہے، بعد از وصال وہ میری قبر پر کھڑا رہے گا، جو بھی مجھ پر صلوٰۃ بھیجے گا وہ کہے گا۔ یا محمد ﷺ فلاں بن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ ایک کے بدلے دس مرتبہ اس شخص پر درود بھیجتا ہے۔

(القول البدیع از علامہ سخاوی م ۹۰۲ھ ص ۱۱۲ طبع سیالکوٹ)

O---- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری قبر کے پاس آکر مجھ پر درود پڑھا میں اسے سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر دور سے درود پڑھا تو وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

(مشکوٰۃ ص ۸۷ طبع کراچی)

[1] صاحب دلائل الخیرات نے اگرچہ اس حدیث کی سند بیان نہیں کی۔ لیکن تمام اکابر اولیاء اللہ اور جمیع سلاسل عالیہ کے مشائخ کرام کا دلائل الخیرات کے ضمن میں اس کی تلقی بالقبول اور عدم انکار صحت مضمون حدیث کی روشن دلیل ہے۔ خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ دیگر احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

نوٹ :- علمائے دیوبند بھی دلائل الخیرات کو پڑھنا موجب اجر وثواب جانتے ہیں۔

(عقائد دیوبند ص ۲۲۴ طبع کراچی ۱۹۷۷ء)

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

یہ ہمارے شیخِ کامل ، جامع شریعت و طریقت، عمدۃ الصالحین ، قدوۃ العارفین، بیہقی وقت ، سیوطی زماں ، آیت من آیات اللہ ، فنافی الرسول ، شیخ التفسیر والحدیث، حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قادری رضوی چشتی علیہ الرحمۃ پر سراسر الزام ہے کہ وہ درود شریف "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" کے موجد ہیں۔ اور اس درود کو ایجاد ہوئے صرف 44 سال ہوئے ہیں۔

نہیں نہیں! یہ وہ درود شریف ہے جس کو 12 ربیع الاول [۲] (۱ عام الفیل ۵۷۱ھ / ب ۱۲۸) بروز پیر بوقت صبح صادق اس کرۂ ارضی پر ولادتِ مصطفٰے ﷺ کے موقع پر سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہِ خیر الانام میں پیش کیا۔

اس کے بعد صحابہ کرام اور اولیاء امت اس کو پڑھتے رہے اور اپنے معتقدین و متوسلین کو اس کے پڑھنے کی تعلیم و تلقین کرتے رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ نیز یہ وہ درود مبارکہ ہے جس کو بارگاہِ نبوی سے شرفِ قبولیت حاصل ہے۔

O---- محدث ابنِ جوزی [۱] (م ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ :-

سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ میرے پیارے صاحبزادے محمد مصطفٰے ﷺ نے

---

[۱] ابنِ جوزی : یہ ابوالفرج عبدالرحمٰن ہیں علی بن الجوزی کے بیٹے۔ حنبلی المذہب تھے اور بغداد میں واعظ تھے۔ ان کی کئی مشہور تصانیف ہیں۔ ۵۹۷ھ میں انتقال فرمایا علامہ ذہبی فرماتے ہیں :-

"الامام العلامہ الحافظ عالم العراق و واعظ......المفسر صاحب التصانیف السائرہ فی فنون العلم۔ " (تذکرۃ الحفاظ جلد ۴ ص ۱۳۴۲ طبع بیروت)

محشی بہشتی زیور لکھتا ہے، وعظ میں ان کو بڑا کمال تھا اور بیس ہزار کافر ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ (بہشتی زیور آٹھواں حصہ ص ۳۴ طبع ملتان)

[۲] مولوی محمد میاں دیوبندی لکھتے ہیں اور یہ مشہور بھی ہے کہ آپ کی پیدائش کی تاریخ ۱۲ ربیع الاول ہے۔ (تاریخ اسلام کامل ص ۱۷ طبع ملتان)

ابھی اپنے قدوم میمنت سے کائنات کو مشرف نہیں فرمایا تھا۔ کہ جبریلِ امین میرے پاس آئے۔ ان کے ہاتھ میں دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار شربت سے بھرا ہوا پیالہ تھا۔ مجھے دیا کہ اسے پی لیں میں نے اس کو پی لیا۔ پھر جبریل نے کہا، سیر ہو کر پیئو تو میں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ پھر اس نے کہا اور پیؤ ، میں نے اور پیا۔ پھر اس نے ہاتھ نکال کر میرے شکم پر پھیر کر کہا :-

اے رسولوں کے سردار! ظہور فرمایئے

اے خاتم النبین ! جلوہ افروز ہو جایئے

اے رحمۃ للعالمین ! قدم رنجہ فرمایئے

اے نبی اللہ ! رونق افروز ہو جایئے

اے رسول اللہ ! تشریف لایئے

اے خیر الخلق ! جہان کو منور فرمایئے

اے نور من نور اللہ ! جلوہ افروز ہو جایئے

بسم اللہ اے محمد بن عبداللہ تشریف لایئے

پھر حضور علیہ السلام چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہوئے جہاں میں رونق افروز ہوئے۔ اور جبرائیل نے کہا :-

"الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ "

(بیان المیلاد النبوی از محدث ابنِ جوزی ص ۲۷ طبع لاہور ۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۸ء

مولد العروس از ابنِ جوزی ص ۲۶ طبع بیروت بتغیر الفاظ

صحابہ کرام علیہم الرضوان

علامہ احمد شہاب[1] بن محمد خفاجی مصری رضی اللہ عنہ (م ۱۰۶۹ھ)

آپ فرماتے ہیں :-

" والمنقول انهم کانوا یقولون فی تحیۃ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ"

(نسیم الریاض ص ۴۵۴ جلد ۳ طبع دار الفکر)

" منقول ہے کہ صحابہ کرام حضور پر تحیۃ پیش کرتے ہوئے کہتے تھے،

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

---

[1] احمد شہاب بن محمد خفاجی مصری: فرید العصر وحید الدہر اپنے زمانہ میں بدر سیمائے عالم اور نیر اُفق نثر و نظم فاضل متفق علیہ تھے۔ علوم عربیہ اپنے ماموں ابی بکر شنوانی سے پڑھے اور فقہ کو شیخ الاسلام رملی، اور نور الدین زیادی اور خاتمۃ الحفاظ ابراہیم علقمی اور علی بن قائم مقدسی سے اخذ کیا۔ پھر اپنے والد ماجد کے ساتھ حرمین شریفین میں آئے اور اس جگہ علی بن جار اللہ سے پڑھا۔ پھر قسطنطینیہ کو ارتحال کیا۔ حنفی المذہب تھے۔ مختلف علوم و فنون پر ان کی تصانیف ہیں۔ تفسیر بیضاوی پر ان کا حاشیہ ہے۔ اس کا نام عنایۃ القاضی ہے۔ ۱۰۶۹ھ میں وفات پائی۔

حدائق الحنفیہ از فقیر محمد جہلمی ص ۴۳۶ طبع لاہور

تاریخ تفسیر از صارم ص ۱۱۷ طبع لاہور

○ -- حضرت جہانیاں جہاں گشت[1] رضی اللہ عنہ (م ۷۸۵ھ)

فرماتے ہیں جو شخص درج ذیل درود شریف پابندی سے پڑھے وہ دنیا و آخرت کی تمام مصیبتوں سے بے خوف ہو جائے گا اور آخرت میں انشاء اللہ حضور ﷺ کی ہمسائیگی اختیار کرے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا محمدن العربی

الصلوٰۃ والسلام علیک یا محمدن القرشی

الصلوٰۃ والسلام علیک یا محمدن المکی

الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ الخ

جواہر الاولیاء تالیف سید باقر بن عثمان بخاری

ص ۲۳۳ مطبوعہ اسلام آباد ۱۳۹۶ھ

---

[1] آپ کا نام جلال الدین حسین اور لقب مخدوم جہانیاں جہاں گشت ہے۔ ۷۰۷ھ کو اوچ شریف میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد سید احمد کبیر، شیخ جمال خنداں رو، حضرت شیخ بہاؤ الدین اور شیخ رکن الدین ملتانی سے اکتساب علم کیا۔ حجاز اور مدینہ منورہ کے مشہور علماء سے بعض علوم کی تکمیل کی۔ آپ علم و فضل میں یگانہ روزگار اور روحانیت کے بلند ترین مقام پر فائز تھے۔ تمام عمر تبلیغ اسلام میں بسر ہوئی۔ اور ایک دنیا کی سیاحت کی۔ آپ کے مریدوں کی تعداد پونے دو لاکھ کے قریب تھی۔ اسی طرح خلفاء کی تعداد بھی سینکڑوں سے متجاوز تھی۔ ۷۸۵ھ میں انتقال فرمایا۔

(اولیاء بہاول پور از مسعود حسن شہاب ص ۱۸۷ طبع دوم بہاول پور ۱۹۸۴ء)

○ -- امام الاولیاء سید علی ہمدانی [1] رضی اللہ عنہ (م ۷۸۶ھ)

"اورادِ فتحیہ" حضرت سید علی ہمدانی کے جمع کردہ اوراد کے مجموعہ کا نام ہے۔ جس کے آخر میں ۲۴ صیغوں سے یہ درود شریف منقول ہے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا خلیل اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ الخ

۱- انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، اورادِ فتحیہ ص ۱۶۵ طبع لائل پور
از شاہ ولی اللہ دہلوی

۲- جواہر الاولیاء تالیف سید باقر بن سید عثمان بخاری ص ۳۷۸ طبع اسلام آباد ۱۹۹۶ء

---

[1] میر سید علی ہمدانی: ہمدان میں ۱۲ رجب ۷۱۴ھ میں پیدا ہوئے۔ مخزنِ علوم ظاہری، مظہر تجلیاتِ ربانی، عارف کامل، صاحب کرامات و خوارقِ عادت تھے۔ علومِ ظاہری و باطنی میں آپ کو وہ کمال حاصل تھا کہ ۱۷۰ سے زیادہ کتابیں تصنیف کیں۔ ۷۸۰ھ میں مع (700) سات سو رفقاء و سادات کے ہمدان (ایران) سے کشمیر تشریف لائے اور محلہ علاؤالدین پورہ میں جہاں اب آپ کی خانقاہ فیض پناہ ہے جلوہ افروز ہوئے اور شب و روز تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیا۔ ۷۸۶ھ میں انتقال فرمایا۔ اور نعش آپ کی ختلان [ع] میں لے جا کر دفن کر دی گئی۔

حدائق الحنفیہ از فقیر محمد جہلمی ص ۳۲۴ طبع لاہور

خزینۃ الاصفیاء از مفتی غلام سرور لاہوری ص ۲۷۳ طبع لاہور ۱۹۷۳ء

○ -- مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں۔ کہ موصوف نے کشمیر میں تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا۔
(فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص ۸۱)

[ع] ترکستان

اورادِ فتحیہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ پھر فرض صبح کے پڑھے۔ جب سلام پھیرے اور اورادِ فتحیہ پڑھنے میں مشغول ہو کہ (1400) ایک ہزار چار سو ولی کامل کے متبرک کلام سے جمع ہوا ہے۔ اور فتح ہر ایک کی ان میں سے ایک کلمہ میں ہوئی ہے۔ جو حضوری کے ساتھ اپنے اوپر لازم کرے اس کی برکت اور صفائی سے مشاہدہ کرے گا اور ایک ہزار چار سو ولی کی ولایت سے حصہ پائے گا۔

(انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ص ۱۴۲ طبع لائل پور)

اورادِ فتحیہ کی بارگاہ نبوی میں قبولیت

حضرت شاہ عبدالرحیم [1] (۱۱۳۱ھ) والدِ گرامی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضرت سید علی ہمدانی سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب بارہویں دفعہ کعبہ شریف کی زیارت کو گیا۔ مسجد اقصیٰ میں پہنچا۔ حضور پر نور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ اس درویش کی طرف تشریف لا رہے ہیں میں اٹھا اور آگے گیا اور سلام کیا۔ آپ نے اپنی

---

[1] مولوی عبدالرحیم دہلوی، فاروقی نسب، حنفی مذہب، نقشبندی مشرب، جامع علوم عقلی و نقلی، حاوی علوم اصلی و فرعی اور محدث تھے۔ ۱۰۴۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی پائی۔ آگرہ میں میر محمد زاہد ہروی سے معقولات اور علم کلام کی کتابیں پڑھیں۔ دہلی میں مدرسہ رحیمیہ قائم کر کے درس تدریس کا شغل اختیار کیا۔ ۱۱۳۱ھ میں انتقال فرمایا۔ ان کے دو نامور بیٹے شاہ ولی اللہ دہلوی اور شاہ اہل اللہ دہلوی ہوئے۔

تذکرہ علماء ہند از مولوی رحمٰن علی ص ۲۹۶ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء
مرتبہ محمد ایوب قادری

آستین مبارک سے ایک جز نکالا اور اس درویش سے فرمایا کہ "خذ هذا الفتحية" کہ اس فتحیہ کو لے۔ جب میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک سے لیا اور نظر کی تو یہی اوراد تھے۔

اس اشارہ سے اس کا نام فتحیہ رکھا گیا۔

انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ص ۱۴۳
طبع لائل پور

O--حضرت سلطان سید محمود ناصر الدین بخاری [1] رضی اللہ عنہ (۸۱۵ھ)

فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دن اور رات کو نیک نیتی سے خلوصِ دل سے درج ذیل درود شریف پڑھے گا تو ہر قسم کی آفات و بلیات سے محفوظ رہے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

الصلوٰة والسلام علیک یا رسول اللہ
الصلوٰة والسلام علیک یا نبی اللہ
الصلوٰة والسلام علیک یا حبیب اللہ الخ

(جواہر الاولیاء ص ۲۴۷ طبع اسلام آباد ۱۳۹۶ھ)

---

[1] آپ مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے فرزند ہیں۔ ۷۳۴ھ میں پیدا ہوئے۔ سید صدر دین راجن قتال سے فیض روحانی حاصل کیا۔ قرآن کریم نہایت ہی حسن الصوت سے تلاوت کرتے تھے۔ آپ ہی کی اولاد ہندوستان کے مختلف گوشوں میں پھیلی اور سلسلہ سہروردیہ کے فروغ کا باعث ہوئی۔ آپ بڑے سخی اور دریا دل تھے۔ مساکین یتامی اور بیوگان کی مدد کرتے ۸۱۵ھ کو انتقال فرمایا۔

(اولیائے بہاول پور از مسعود حسن شہاب ص ۱۹۵ طبع بہاول پور ۱۹۸۴ء)

O--حضرت سید راجو قتال بخاری [1] رضی اللہ عنہ (م ۸۲۷ھ)

فرماتے ہیں کہ جو شخص نمازِ عشاء کے بعد سات مرتبہ یا سات سے زیادہ مرتبہ درج ذیل درود پاک کو پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں کسی کا محتاج نہیں کرے گا۔ اور وہ شخص جو چیز بھی اللہ تعالیٰ سے طلب کرے گا۔ ضرور پا لے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

صلوٰة اللہ سرمداً علی النبی یا محمدا
فریاد رس یا احمدا اغثنی اغثنی اغثنی
وامددنی فی قضاء حاجتی یا مصطفےٰ
الصلوٰة والسلام علیک یا رسول اللہ

(جواہر الاولیاء ص ۲۳۵ طبع اسلام آباد)

---

[1] آپ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے چھوٹے بھائی اور خلیفہ مجاز تھے۔ ۷۳ھ میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی حضرت سید احمد کبیر کے زیر تربیت رہنے کے بعد برادر بزرگ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے فیضِ صحبت سے بہرہ ور ہوئے۔ آپ فنافی اللہ کے مقام پر فائز تھے۔ آپ نے تین لاکھ چالیس ہزار افراد کو مسلمان کیا۔ آپ کی اولاد کافی تھی۔ مگر خلافت و سجادگی حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے پوتے سید فضل اللہ بن حضرت سید ناصر الدین محمود کے سپرد ہوئی۔ ۸۶۷ھ کو انتقال فرمایا۔ مزار اوچ شریف میں مرجع خلائق ہے۔

اولیائے بہاول پور از مسعود حسن شہاب ص ۱۹۲
طبع بہاول پور ۱۹۸۴ء

○--حضرت محمد ابو المواہب[1] شاذلی (م ۸۸۱ھ)

فرماتے ہیں کہ جب زائر روضہ اقدس پر حاضری دے تو پہلے حمد باری تعالیٰ کرے اس کے بعد یوں عرض کرے :-

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
یا اکرمک علی اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ الخ

(افضل الصلوٰت علی سید السادات از علامہ نبہانی ص ۱۴۲)

علامہ نبہانی اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔ یہ درود شریف سیدنا الولی الکبیر العارف الشہیر ابی المواہب شاذلی کا ہے۔ یہ آپ نے زائرین کے لیے تالیف فرمایا ہے۔ تاکہ وہ جناب رسالت مآب ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضری کے وقت پڑھیں۔ اور ہر وقت اور ہر جگہ اس کے پڑھنے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ قاری یہ تصور کرے کہ وہ نبی ﷺ کے سامنے حاضر ہے اور اس کے جو خطابات کے صیغے ہیں ان کے ذریعے آپ سے عرض گزارے۔ کیونکہ نماز کے التحیات میں سلام کا صیغہ ہے۔ اور وہ نمازی

[1] آپ عظیم المرتبت عارفوں اور باعمل عالموں میں سے ایک ہیں۔ آپ کی عظیم کرامت یہ ہے کہ خواب میں وہ کثرت سے سرکار امام الانبیاء ﷺ کی زیارت کیا کرتے تھے۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ آپ بکثرت حضور کریم ﷺ کی زیارت فرمایا کرتے تھے۔ کہا کرتے تھے میں نے سرکار علی مدار علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ میرے دیدار کی صحت کے قائل نہیں ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواباً ارشاد فرمایا، اللہ کریم کی عزت وعظمت کی قسم جو انکار کرے گا یا جھٹلائے گا وہ یہودی، نصرانی یا مجوسی ہو کر مرے گا۔

(جامع کراماتِ اولیاء از علامہ نبہانی ص ۷۰۹ اردو طبع لاہور ۱۹۸۲ء)

کا یہ قول ہے :-

السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ

یہ حضور علیہ السلام کو خطاب کے انہی صیغوں میں سے ہے۔

افضل الصلوٰت علی سید السادات ص ۱۴۴ از علامہ نبہانی
طبع لاہور ۱۹۸۰ء

○--شیخ عارف اسماعیل حقی آفندی[1] بروسی رضی اللہ عنہ (م ۱۱۳۷ھ)

حضرت موصوف نے اپنی مشہور تفسیر روح البیان میں درج ذیل مختلف صیغوں سے یہ درود شریف تحریر فرمایا ہے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ الخ

(تفسیر روح البیان ص ۲۳۵ جلد ۷)

[1] بلغاریہ کی بستی ایدوس میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی علوم وطن میں حاصل کیے اور پھر استنبول کے شیخ عثمان محضلی اور مصر کے شیخ اسماعیل برحاوی اور دمشق کے شیخ محمد بن عبدالباقی حنبلی سے اکتساب فیض کیا، بعض شہروں میں تھوڑی مدت قیام کیا۔ پھر مستقل بروسا بستی میں مقیم ہوگئے۔ ایک علمی خانقاہ بناکر تدریس علوم اور اشاعتِ اسلام میں مصروف ہوگئے، آپ کی تصنیف کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے جن میں سے تفسیر بیضاوی سورۃ فاتحہ اور سورۃ النساء پر تعلیقات بھی ہیں۔ اور پھر اپنے مرشد عثمان کے ارشاد پر قرآن کریم کی مستقل مفصل تفسیر بھی بہ نام روح البیان لکھی جو دس جلدوں میں کئی بار طبع ہو چکی ہے۔

تذکرۃ المفسرین از قاضی محمد زاہد الحسینی ص ۱۶۸
مطبوعہ اٹک ۱۴۰۱ھ

○-- سید شیخ برہان الدین ابراہیم المواہبی [1] الشاذلی رضی اللہ عنہ

آپ درج ذیل درود شریف پڑھا کرتے تھے :-

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا صفوۃ اللہ الخ

(سعادۃ الدارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین از علامہ نبہانی جلد اول ص ۷۰۵ طبع لاہور ۱۹۸۸ء)

○-- فاضل اجل حضرت اخوند [2] درویزہ رضی اللہ عنہ (م ۱۰۴۸ھ / ۱۶۳۸ء)

فرماتے ہیں : اما چوں در شب جمعہ بگوید الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

---

[1] نویں صدی ہجری کے مشہور بزرگ ہیں۔ سلسلہ شاذلیہ سے منسلک تھے۔ سلف الصالحین کی راہ پر گامزن تھے۔ مخلوق خدا پر بے حد مہربان و مشفق تھے۔

[2] اخوند بابا درویزہ رضی اللہ عنہ سلسلہ چشتیہ کے مشہور بزرگ حضرت سید علی خواص (م ۹۹۱ھ) المعروف پیر بابا کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ علوم ظاہری اور کمالاتِ باطنی کے جامع تھے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ فرقہ روشنیہ کے خیالات کی کامیاب مخالفت ہے، تمام عمر کتاب و سنت اور اولیائے کرام کے مشن کی تبلیغ واشاعت کی۔ وفات (۱۰۴۸ھ / ۱۶۳۸ء) میں ہوئی۔ مزار شریف پشاور میں موضع ہزار خانی میں ہے۔ مخزن الاسلام، ارشاد الطالبین، تلقین المریدین، تذکرۃ الابرار وغیرہ آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ (رودِ کوثر از شیخ محمد اکرام ص ۴۱۳ طبع لاہور)

سیٹھی کریم بخش بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سفر پشاور کے دوران حضرت اخوند درویزہ کے مزار پر فاتحہ کے لیے تشریف لے گئے۔ قریب پہنچ کر بہت تیز قدموں سے چل کر مزار پر پہنچے۔ بعد میں میرے اصرار پر فرمایا کہ اخوند صاحب مزار سے نکل کر میری ملاقات کو آرہے تھے۔ اس لیے میں نے احترام کی غرض سے پیش قدمی کی۔ (مہر منیر از مولانا فیض احمد فیض ص ۳۰۹ طبع گولڑہ)

حضرت بگوش می شنود و بر و رحمت می فرستد۔

(ارشاد الطالبین از حضرت اخوند درویزہ رضی اللہ عنہ ص ۴۱۵ طبع دہلی)

اب کوئی شب جمعہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کان مبارک سے خود سنتے ہیں۔ [3]

○-- امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ [1] محدث دہلوی رضی اللہ عنہ (م ۱۱۷۶ھ)

فرماتے ہیں : صبح کی نماز کے فرض کا سلام پھیرنے کے بعد اورادِ فتحیہ پڑھنے میں مشغول ہو اور بارگاہِ نبوی میں یوں عرض کرے :-

الصلوٰة والسلام عليك يا رسول الله	الصلوٰة والسلام عليك يا حبيب الله
الصلوٰة والسلام عليك يا خليل الله	الصلوٰة والسلام عليك يا نبي الله الخ

(انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، اورادِ فتحیہ ص ۱۴۷ طبع لائل پور)

---

[3] حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ (م ۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں بعض علماء فرماتے ہیں کہ شبِ جمعہ کی خصوصیات سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بہ نفسِ نفیس صلوٰۃ و سلام کا جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ (جذب القلوب ص ۲۷ کراچی)

[1] شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم العمری الحنفی النقشبندی ۱۱۱۴ھ میں پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر میں قرآن کریم ختم کیا۔ کتب فارسی اور عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ گیارہ سال کی عمر میں شرح جامی شروع کی چودہ سال کی عمر میں سلسلہ نقشبندیہ میں مرید ہوئے۔ صوفیاء باصفا کا خرقہ اور فراغ علمی اپنے والد ماجد کی خدمت میں حاصل کیا اور درس کی اجازت ہو گئی۔ سترہ سال کی عمر میں آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ ان کی وفات کے بعد چند سال تک درس وارشاد میں مشغول رہے۔ ۱۱۴۳ھ میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور کچھ مدت ٹھہر کر شیخ ابو طاہر مدنی وغیرہ سے خوب فیض حاصل کیا۔ ۱۱۴۵ھ میں ہندوستان آکر مخلوق کے ہدایت وارشاد میں لگے رہے۔ ۱۱۷۶ھ میں وصال فرمایا۔ بہت سی مفید تصانیف یادگار چھوڑیں۔ (تذکرہ علمائے ہند رحمان علی ص ۵۴۲ طبع کراچی)

○--- شمس العارفین خواجہ شمس الدین[1] سیالوی رضی اللہ عنہ (م ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۳ء)

آپ کے سوانح نگار لکھتے ہیں :-

آپ آدھی رات کے بعد اٹھ کر بارہ رکعت نماز تہجد پڑھتے، پھر ایک بار اسمائے حسنیٰ اور پانچ سو بار استغفار پڑھ کر مراقبہ کرتے، پھر نماز کے بعد مسبعات عشرہ اور اسلبوع شریف اور دعائے کبیر اور درودِ مستغاث اور درودِ کبریت احمر اور سلسلہ چشتیہ اور منزل دلائل الخیرات اور منزل قرآن پڑھ کر بارہ رکعت نوافل اشراق ادا کرتے۔ الخ

(انوارِ شمسیہ ص ۵۴ از مولانا امیر بخش طبع سیال شریف)

درود مستغاث

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ، رسولنا رسول سید الکونین
فتاح فاتح اللہ ، المستغاث الیٰ حضرۃ اللہ تعالیٰ الخ

---

[1] سلسلہ عالیہ چشتیہ پنجاب کے مشہور بزرگ ہیں۔ ۱۷۹۹ء میں سیال شریف (سرگودھا) میں پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا۔ دیگر علماء کے علاوہ مولانا محمد علی (مکھڈ شریف) مولانا حافظ دراز افغانی وغیرہ سے اکتسابِ فیض کیا۔ امام العاشقین حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی سے بیعت کی اور خرقہ خلافت پایا۔

آپ ملکوتی صفات اور قدسی اخلاق کے پیکر تھے۔ نماز باجماعت ادا کرتے۔ اور مریدین کو بھی اتباعِ سنت مطہرہ کا سختی سے حکم دیتے۔ ۱۳۰۰ھ میں وصال ہوا۔ تاریخ مشائخ چشت میں آپ کے ۲۵ خلفاء کے نام درج ہیں۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت از محمد عبد الحکیم شرف قادری جلد ا ص ۱۲۵ طبع لاہور ۱۹۷۶ء)

○--- حاجی امداد اللہ چشتی صابری رضی اللہ عنہ (م ۱۳۱۰ھ)[1] مہاجر مکی

فرماتے ہیں :-

تہجد کی بارہ رکعتیں چھ سلاموں سے پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور نہایت خشوع و خضوع سے تین یا پانچ یا سات بار ہاتھ اٹھا کر اللّٰھم طھر قلبی الخ پڑھے اور توبہ استغفار استغفر اللہ الخ ۲۱ بار پڑھ کر درود!

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

تین بار عروج و نزول کے طریقے پر پڑھے۔

ضیاء القلوب ص ۱۴ از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی
طبع کراچی

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں :-

عشاء کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر

---

[1] سلسلہ چشتیہ صابریہ کے مشہور بزرگ ہیں۔ ۲۲ صفر ۱۲۳۳ھ قصبہ نانوتہ (سہارن پور) میں آپ کی ولادت ہوئی۔ سولہ سال کی عمر میں مولانا مملوک علی کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کی۔ اگرچہ حاجی صاحب کا ظاہری علم بہت زیادہ نہ تھا۔ لیکن باطنی علوم کی وجہ سے کیونکہ آپ کو علم لدنی سے نوازا گیا تھا بڑے بڑے اور عظیم الشان مسائل حل فرمایا کرتے تھے۔ اہل سنت کے علاوہ بڑے بڑے علماء دیوبند بھی ان کے مرید تھے۔ جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد مکہ معظمہ ہجرت کر گئے۔ ۱۳۱۷ھ کو وہیں پر انتقال ہوا۔

(کلیاتِ امدادیہ ص ۲ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء سوانح نگار محمد رضی عثمانی)

ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور خدا کی بارگاہ میں جمال مبارک آنحضرت ﷺ کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت ﷺ کی صورت کا سفید اور شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور :-

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی داہنے اور

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی بائیں اور

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے۔ الخ

(ضیاء القلوب ص ۶۱ طبع کراچی ۱۹۷۶ء)

O -- قطب عالم پیر مہر علی[1] شاہ چشتی گولڑوی رضی اللہ عنہ (م ۱۳۵۶ھ)

آپ نے فرمایا کہ :-

مدینہ طیبہ میں کلمہ الصلوۃ والسلام علیک یا محمد اس کثرت سے پڑھا جاتا ہے کہ ہر طرف سے یہی آواز کانوں میں سنائی

[1] پیر مہر علی شاہ ابن پیر نذر الدین شاہ ۱۲۷۵ھ کو گولڑہ میں پیدا ہوئے۔ وقت کے جید علماء سے علم حاصل کیا، مولانا احمد علی سہارنپوری سے سند حدیث حاصل کی، سلسلہ عالیہ چشتیہ میں خواجہ شمس الدین سیالوی کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ فتنہ قادیانی وغیرہ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور شب و روز تبلیغ اسلام میں مصروف رہے۔ ۱۳۵۶ھ کو انتقال فرمایا

(تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۵۳۶ طبع لاہور ۱۹۷۶ء)

دیتی ہے۔ ہمارے ملک کے بعض لوگ اس قسم کی نداء واستغاثہ و استشفاع کو شرک کہتے ہیں[1] وہ اگرچہ نماز بظاہر اچھی طرح سے ادا کرتے ہیں لیکن حد ادب بہت کم نگاہ رکھنے کے باعث بے برکت رہتے ہیں۔ الخ

ملفوظات مہریہ ص ۷۹ مقام اشاعت گولڑہ شریف

ملفوظ نمبر ۹۱ ۱۹۷۶ء

دوسرے ملفوظ نمبر ۱۱۲ میں ارشاد فرماتے ہیں :-

" ہمارے ملک میں بعض ایسے مولوی ہیں کہ جہاں کسی نے الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ کہا وہ اسے فوراً مشرک قرار دے دیتے ہیں۔ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نداء بھی نداء غیب تھی۔ مگر حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کا نداء حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مطلع ہو جانا ثابت کرتا ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ غیب کو ظاہر کر سکتا ہے۔ اور اپنے بندوں پر فی الواقع ایسا کرتا ہے۔"

(ملفوظات مہریہ ص ۸۹ مقام اشاعت گولڑہ شریف)

[1] انبیاء و صالحین سے فریاد (استغاثہ) کرنے والے مشرک ہیں۔

اردو ترجمہ کتاب الوسیلہ ، اعداد و تقدیم احسان الٰہی ظہیر

ناشر ادارہ ترجمان السنۃ ، شیش محل روڈ لاہور ص ۶۰

۱۹۸۴ء

امام بوصیری علیہ الرحمۃ صاحب قصیدہ بردہ شریف مشرک تھے۔

دیکھئے قرۃ العیون الموحدین اردو ترجمہ عطاء اللہ ثاقب

ص ۵۴۱ طبع لاہور

○--غوثِ زماں حضرت خواجہ محمد عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ چھوہروی ہزاروی [1] (م ۱۹۲۴ء)

پیر مہر علی شاہ صاحب فرماتے ہیں :-

(حرمین شریفین کی حاضری کے وقت) جہاز میں ایک صاحب درود مستغاث پڑھ رہے تھے۔ جس میں ایک فقرہ

المستغاث الی حضرۃ اللہ تعالیٰ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

بار بار آتا ہے۔ ایک مکرانی نے ندائے غائبانہ پر اعتراض کیا۔ نظام المشائخ دہلی کے مطابق جن وظیفہ خوان حضرات پر اعتراض کیا گیا تھا۔ وہ خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی (ہزاروی) تھے۔ انہوں نے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ جائز ہے۔ الخ

مہر منیر تصنیف مولانا فیض احمد فیض ص ۱۱۷
طبع گولڑہ شریف ۱۹۹۱ء

---

[1] خواجہ عبدالرحمٰن بن خواجہ فقیر محمد ۱۲۶۲ھ میں ہری پور ہزارہ کے ایک گاؤں چھوہر شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ نے صرف ابتدائی تعلیم اساتذہ سے حاصل کی۔ لیکن فیضانِ الٰہی سے آپ کو علوم و معارف کے خزائن حاصل ہوگئے۔

آپ کے فیض تربیت سے ان گنت افراد مستفیض ہوئے۔ آپ نے متعدد کتابیں لکھیں جن میں مجموعہ صلوٰۃ الرسول شریف نہایت اہم ہے۔ ۱۳۴۲ھ میں انتقال فرمایا۔

تذکرہ اکابر اہل سنت از علامہ عبدالحکیم شرف قادری ص ۲۱۶
طبع لاہور ۱۹۷۶ء

○--الشیخ عبدالمقصود محمد سالم مصری علیہ الرحمۃ (م ۱۹۷۵ء)

آپ نے اپنے مجموعہ درود شریف میں درج ذیل درود پاک نقل فرمایا ہے :-

الصلوٰۃ و السلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

(انوار حق فی الصلاۃ علیٰ سید الخلق سیدنا و مولانا محمد ﷺ)
ص ۵۴ مطبوعہ ادارۃ المعارف النعمانیہ لاہور

○--مفتی اعظم ہند مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی رضی اللہ عنہ (م ۱۹۶۶ء)

شوق و ذوق میں یا درود شریف میں "یا محمد" کہنا بھی جائز ہے (یعنی صلی اللہ علیک یا محمد یا الصلوٰۃ والسلام علیک یا محمد) یہ محض غلطی ہے کہ "یا" کا لفظ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے بولنا جائز ہے دوسرے کے لیے شرک ہے۔

(فتاویٰ مظہری ص ۴۳۶ جلد اول دوم مطبوعہ کراچی ۱۹۷۰ء)

○--امام الاولیاء میاں شیر محمد شرق پوری رضی اللہ عنہ (۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء)

حضرت قبلہ صاحبزادہ محمد عمر بربلوی (ضلع سرگودھا) خلیفہ مجاز حضرت شرقپوری فرماتے ہیں کہ میاں صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اوراد فتحیہ تمام اذکار اور دعائیں نہایت صحیح اور ماثورہ طریقہ سے مروی ہیں۔ اس میں کسی قسم کا تذبذب نہیں۔ بڑی ہی برکت سے پر ہیں۔

اورادِ فتحیہ میں درج ذیل مختلف صیغوں سے یہ درود شریف منقول ہے :-

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ الخ

(مسلک شیر ربانی از خلیل احمد رانا ص ۱۶ طبع جہانیاں (خانیوال) ۱۹۸۸ء)

O-- حضرت صاحبزادہ محمد عمر بریلوی لکھتے ہیں :-

کہ حضرت میاں صاحب نے مجھے فرمایا کہ اورادِ فتحیہ چالیس دن تک دوبارہ روزانہ پڑھنا تاکہ طبیعت میں اثر پیدا کر لے۔ لیکن بعد میں صرف ایک بار ہی کافی ہے۔ یہ اوراد بڑے بابرکت ہیں۔

(انقلاب الحقیقت از صاحبزادہ محمد عمر بریلوی ص ۸۸ طبع لاہور)

O-- سید شریف احمد شرافت نوشاہی لکھتے ہیں :-

کہ میں جب حضرت میاں[1] صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے بتایا کہ روزانہ درود کبریت احمر، درودِ اکسیر اعظم، درودِ مستغاث، اسبوع شریف اور دلائل الخیرات پڑھتا ہوں۔ تو میاں صاحب نے فرمایا کہ یہ وظائف بہت اچھے ہیں۔ الخ

(مسلک شیر ربانی ص ۳۴ از خلیل احمد رانا طبع جہانیاں (خانیوال))

---

[1] میاں شیر محمد شرقپوری سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ ہیں۔ ۱۸۶۵ء کو شرقپور میں پیدا ہوئے۔ قرآن حکیم ختم کرنے کے بعد پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ پھر اپنے چچا حافظ حمید الدین سے فارسی کی چند کتابیں پڑھیں۔ حکیم شیر علی سے بھی استفادہ کیا۔ ظاہری طور پر اسی قدر تعلیم حاصل کی مگر پروردگارِ عالم نے آپ کو علمِ لدنی عطا فرما دیا تھا۔ بابا امیر الدین کے دست حق پرست پر بیعت کی اور خرقۂ خلافت پایا۔ تمام عمر اشاعت اسلام اور بندگانِ خدا کی اصلاح میں بسر کی ۱۹۳۰ء میں انتقال فرمایا۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۱۸۰)

مشائخِ توگیرہ اور درود مستغاث

O-- حضرت خواجہ محمد عظمت اللہ توگیروی (م ۱۲۵۳ھ)

بعد از قیلولہ دلائل الخیرات شریف، درود مستغاث اور درودِ اکبر کبریت احمر درود تاج، درود اکسیر اعظم کا ورد فرماتے۔ الخ

احوال و آثار مشائخ توگیرہ ص ۵۴ طبع ضلع بہاولنگر

O-- عمدۃ الاصفیاء خواجہ سلطان محمود توگیروی (م ۱۲۶۱ھ)

دائمی نمازِ پنجگانہ کے عامل تھے۔ نمازِ تہجد، نوافل، اشراق، چاشت، اوابین نوافل حفظ الایمان ہمیشہ ادا فرماتے۔

دلائل الخیرات، درود مستغاث، درود تاج، درود اکبر کی بھی تلاوت فرماتے۔

احوال و آثار مشائخ توگیرہ ص ۹۳ طبع بہاولنگر ۱۹۸۵ء

O-- فیاض عالم حضرت خواجہ غلام رسول توگیروی (م ۱۲۸۳ھ)

نمازِ پنج گانہ دائمی اور نوافل وغیرہ کے علاوہ مسبعات عشرہ، دلائل الخیرات درود مستغاث، درود تاج وغیرہ روزانہ پڑھتے۔

(احوال و آثار مشائخ توگیرہ ص ۱۳۳)

○ -- زبدة السالکین حضرت خواجہ کمال الدین تونسوی (م ۱۳۴۸ھ)

آپ ایک عابد زاہد بزرگ تھے۔ پابندِ صوم وصلوٰۃ، تہجد گزار اور نوافل اشراق ادا کرنے میں بے حد محتاط رہتے۔

دلائل الخیرات، درود مستغاث، درود اکبر، درود تاج، ختم خواجگان آپ کا معمول تھا۔ الخ

(احوال و آثار مشائخ تونسہ ص ۳۹۱)

درود مستغاث

الصّلوٰة والسلام علیک یا رسول اللہ، رسولنا رسول سیّد الکونین فتاح فاتح اللہ المستغاث الیٰ حضرة اللہ تعالیٰ الصلوٰة والسلام علیک یا رسول اللہ، النبی المصطفیٰ، رسول سراج العالمین محمود حبیب اللہ المستغاث الیٰ حضرة اللہ تعالیٰ الخ

جواہر الاولیاء ص ۲۶۲ از سید باقر بن سید عثمان اُچ بخاری

طبع اسلام آباد ۱۳۹۶ھ

○ -- شیخ الجامعہ حضرت مولانا غلام محمد[1] گھوٹوی قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ)

درود مستغاث جس میں ایک فقرہ

المستغاث الی حضرة اللہ تعالیٰ

الصلوٰة والسلام علیک یا رسول اللہ

بار بار آتا ہے۔ شیخ الجامعہ نے اپنے مسودات میں لکھا ہے کہ ۱۳۵۵ھ میں مجھے رجب ہندی کی دکان واقع مدینہ عالیہ پر اس کا نسخہ مطبوعہ قسطنطنیہ دیکھنے کا اتفاق ہوا تو اس میں ترتیب دہندہ کا نام سید احمد کبیر[2] رفاعی تحریر تھا جو مشاہیر عراق میں سے ہوئے ہیں اور حضرت غوث الاعظم کے ہمعصر

---

[1] مولانا غلام محمد گھوٹوی گمرالی (گجرات) ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے۔ مولانا محمد چراغ، مولانا حافظ محمد جمال، علامہ سید غلام حسین، مولانا علامہ محمد زمان، علامہ غلام احمد، مولانا احمد حسن کانپوری، مولانا فضل حق رام پوری سے کسب فیض کیا۔ طب اور صحاح کا درس مولانا وزیر حسن رامپوری سے لیا۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب کے دستِ اقدس پر بیعت کی۔ پاک و ہند کے مختلف مدارس میں مدرس رہے۔ ۲۰ سال تک جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں شیخ الجامعہ رہے۔ ۱۹۴۸ء میں وصال ہوا۔

(تذکرہ اکابر اہلسنت از عبدالحکیم شرف قادری ص ۳۳۵ طبع لاہور ۱۹۷۶ء)

[2] حضرت سید احمد کبیر رفاعی شافعی رضی اللہ عنہ ۵۱۲ھ کو عراق میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کے دل میں غوث الاعظم کا بے حد احترام تھا اور اکثر آپ کی تعریف فرماتے تھے۔ آپ نے ۶۶ سال کی عمر تک اس دارِ فانی میں رہ کر خلقِ خدا کی خدمت کی اور ان کی رُشد و ہدایت کی۔ ۵۷۸ھ میں وصال فرمایا۔ لاکھوں افراد نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی۔

اوران سے مستفیض تھے......اگر درود مستغاث شریف حضرت احمد رفاعی کی ترتیب ہے۔ تو ندائے غائبانہ کے جواز پر ایک اور بہت بڑے بزرگ کا عمل دلیل بن جاتا ہے۔ جس کی ولایت پر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے۔

(مہر منیر از مولانا فیض احمد فیض ص ۱۱۷ طبع گولڑہ شریف ۱۹۹۱ء)

O-- مولانا محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی محدث پشاوری

موصوف نے " شمائل ترمذی " کی اردو شرح کی ہے، بطور برکت اپنی تصنیف کے ہر صفحہ پر درود شریف الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ تحریر فرمایا ہے۔

(انوارِ غوثیہ شرح الشمائل النبویہ طبع پشاور ۱۹۷۶ء)

O-- قطب عالم حضرت فضل شاہ [1] قادری (م ۱۹۷۸ء) (نوروالوں کا ڈیرہ) لاہور

پروفیسر حافظ نذرالاسلام گورنمنٹ اسلامیہ ڈگری کالج خانیوال فرماتے ہیں کہ میرے پیرومرشد حضرت قبلہ فضل شاہ قادری قدس سرہ کے ہاں منعقدہ محافل میلاد میں اکثر یہ درود شریف الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھا جاتا تھا۔

---

[1] حضرت فضل شاہ قدس سرہ ۱۸۷۷ء میں جالندھر میں پیدا ہوئے۔ حضرت خواجہ خدا بخش قادری جالندھری کے مرید تھے۔ ۴۰برس ان کی خدمت میں رہ کر اکتساب فیض کیا۔ ۱۹۵۳ء میں لاہور آئے اور میاں میر کے نزدیک برلب سڑک آپ نے قیام فرمایا۔ اور آخری دم تک طالبان حق کی رہنمائی فرماتے رہے۔ اُمّی بزرگ تھے۔ مگر علم لدنی حاصل تھا۔ بڑے بڑے فلاسفر اور دانشور مسائل کا حل پوچھتے اور تسلی بخش جواب پاتے۔ ۱۹۷۸ء میں وصال فرمایا۔

(گلزار صوفیاء از علامہ فخری ص ۴۴۴ طبع دوم لاہور ۱۹۸۵ء)

درود مُستغاث کے متعلق حضرت قبلہ عالم گولڑوی رضی اللہ عنہ کا متوسلین کے نام

پیغام

O-- آپ کے سوانح نگار مولانا فیض احمد [1] فیض مدظلہٗ لکھتے ہیں :-

جہاز میں ایک صاحب درودِ مستغاث پڑھ رہے تھے جس میں ایک فقرہ

المستغاث الی حضرۃ اللہ تعالیٰ

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

بار بار آتا ہے۔ یہ درود شریف اکثر بزرگانِ دین اور خصوصاً قبلہ عالم قدس سرہٗ اور ان کے متوسلین کے معمولات میں سے ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ اس اس کا ہرگز ناغہ نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس میں عجیب وغریب تاثیرات ہیں۔

مہر منیر از مولانا فیض احمد فیض ص ۱۱۷
طبع گولڑہ شریف ۱۹۹۱ء

---

[1] مولانا مفتی فیض احمد فیض ۱۹۲۲ء کو ضلع بھکر میں پیدا ہوئے۔ مقامی سکول میں تعلیم پائی۔ قرآن کریم اور کچھ ابتدائی کتابیں والدِ گرامی سے پڑھیں۔ ان کے علاوہ مولانا شاہ بخش چشتی، مفتی عبدالکریم چشتی، مولانا عطا محمد شاہ جمالی، مولوی غلام یاسین، مولانا خان محمد اور مولانا سر محمد اچھروی سے درس نظامی کی تکمیل کی۔ تجوید و قرأت مولانا قاری غلام محمد پشاوری سے پڑھی۔ تصوف کی کتابیں حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی اور قبلہ حضرت بابو جی سے پڑھیں۔ ۱۳۸۰ھ سے دربار گولڑہ شریف میں قیام ہے۔ ۱۳۵۶ھ میں قبلہ عالم گولڑوی سے بیعت کی۔

(مہر انور از شاہ حسین گردیزی ص ۳۴۷ طبع گولڑہ شریف ۱۹۹۲ء)

○--- علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی [1] فلسطینی رضی اللہ عنہ (م ۱۳۵۰)

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
یا اکرمک علی اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

علامہ نبہانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ درود شریف سیدنا الولی الکبیر العارف الشہیر ابی المواہب شاذلی کے ہے۔ یہ آپ نے زائرین کے لیے تالیف فرمایا ہے تاکہ وہ جناب رسالت مآب ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضری کے وقت پڑھیں اور ہر وقت اور ہر جگہ اس کے پڑھنے میں کوئی رکاوٹ نہیں، قاری یہ تصور کرے کہ وہ نبی علیہ السلام کے سامنے حاضر ہے اور اس میں جو خطابات کے صیغے ہیں۔ ان کے ذریعے آپ سے عرض گزارے کیونکہ نماز کے التحیات میں سلام کا صیغہ ہے اور وہ نمازی کا یہ قول ہے۔

السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ حضور علیہ السلام کو خطاب کے انہیں صیغوں میں سے ہے۔

(افضل الصلوات علی سید السادات از علامہ نبہانی ص ۱۴۴ طبع لاہور ۱۹۸۸ء)

---

[1] شیخ ابو المحاسن یوسف بن اسماعیل شافعی فلسطینی ۱۸۴۹ء میں فلسطین کے ایک قصبہ "اجزم" میں پیدا ہوئے، ۱۲۷۵ھ میں جب آپ دس سال کے ہوئے تو آپ کے والد ماجد نے آپ کو قرآن کریم حفظ کرنے کے لیے مصر بھیج دیا۔ آٹھ سال کی مدت میں قرآن کریم حفظ کیا۔ ۱۲۸۲ھ میں آپ جامعہ ازہر (قاہرہ) میں داخل ہوئے۔ ۱۲۸۹ھ تک تعلیم میں مصروف رہے۔ ۶۲ کے قریب مفید تصانیف یادگار چھوڑیں۔ ۱۳۵۰ھ میں انتقال فرمایا۔
(چہرۂ فلسطین از خلیل احمد رانا ص ۹ طبع لاہور)

○--- عالم پیر سید جماعت علی شاہ [1] لاثانی علیہ الرحمۃ علی پور سیداں (سیالکوٹ)

موصوف کے سوانح نگار پروفیسر محمد حسین آسی لکھتے ہیں۔

درود مستغاث بھی حضور کے روزمرّہ کے معمولات میں شامل تھا۔

اس میں بار بار یہ درود پاک آتا ہے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

(انوار لاثانی ص ۱۳۷ طبع ملتان اشاعت چہارم ۱۹۹۰ء)

---

[1] پنجاب میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ ہیں۔ ۱۸۶۰ء میں علی پور سیداں (سیالکوٹ) حضرت سید سید علی علیہ الرحمۃ کے گھر پیدا ہوئے۔ مولانا عبد الرشید علیہ الرحمۃ سے قرآن مجید، حدیث پاک، فقہ و تصوف کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت بابا فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور خرقہ خلافت عطا ہوا۔ تمام عمر مخلوق خدا کی بھلائی کے لیے کوشاں رہے۔ ہزاروں بندگان خدا نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے گناہوں سے توبہ کی۔ اور صراط مستقیم پر گامزن ہوئے۔ ۱۹۳۹ء میں وصال فرمایا مزار آپ کا علی پور سیداں میں مرجع خلائق ہے۔ آپ نے فرمایا اہلسنت وجماعت کے جو لوگ مخالف ہیں ان سے بچو۔

سید انور حسین نفیس رقم دیوبندی لاہور آپ کی شخصیت کے متعلق لکھتے ہیں۔

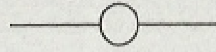
عارف کامل حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب لاثانی علی پوری قدس سرہ قطب ربانی بابا فقیر محمد چوراہی کے خلیفہ اعظم تھے۔ آپ کی روش صوفیہ سلف کا نمونہ تھی۔

(ماہنامہ الرشید لاہور، دار العلوم دیوبند ص ۷۸۰ ۱۹۷۶ء)

مشاہدات
و
حکایات
اور
مبشّرات

مولوی محمد اسحاق صاحب مرحوم صدیقی رئیس و ساکن محلہ سوتھہ بدایوں کا قول ہے کہ میں بعد نماز مغرب بارادہ شرکت نمازِ جنازہ شریفہ حضرت مولانا فضلِ رسول[1] بدایونی بعجلت تمام گھر سے روانہ ہوا۔ یہ صحیح معلوم نہ تھا کہ نماز جنازہ عیدگاہ میں ہو گی یا کہیں اور۔ صرف اس خیال سے کہ بجز عیدگاہ کے اور دوسری جگہ ایسی نہیں ہے کہ جہاں ہزارہا لوگ نماز پڑھ سکیں۔ عیدگاہ کی طرف روانہ ہوا۔ جس وقت سوتھ کی چوکی سے نیچے قبرستان کے قریب پہنچا، یکایک قبور کے درمیان سے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کا غلغلہ کانوں میں پہنچا جس کی ہیبت سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ لیکن یہ یقین واثق ہو گیا کہ جنازہ مبارک ضرور اس طرف سے روانہ ہوا ہے۔ اسی طرح بہت سے واقعات اکثر صلحاء و ابرار بدایوں کو آپ کے وصال کے بعد پیش آئے جو بوجہ طوالت نظر انداز کیے جاتے ہیں۔

(اکمل التاریخ از مولانا محمد یعقوب ضیاء القادری بدایونی ص ۱۳۷ جلد ۲ طبع انڈیا)



مشہور مورخ و ادیب نسیم حجازی اپنے سفرنامہ ترکی کے سفر کا حال لکھتے ہیں :-

" کوئی گیارہ بجے کے قریب ہم نے قونیہ کا رخ کیا۔ ڈرائیور کے ساتھ ایک اور نوجوان تھا، جو ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں بات کر سکتا تھا۔ جمعہ کا دن تھا اور ہم نے اپنے

---

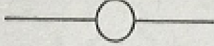
[1] مولانا فضلِ رسول بدایونی ۱۲۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ صرف و نحو کی کتابیں دادا صاحب سے پڑھیں۔ ان کے علاوہ شاہ نور الحق فرنگی محل، حضرت محمد عابد سندھی مدنی (م ۱۲۵۷ھ) اور مولانا عبداللہ سراج مکی سے اکتساب فیض کیا۔ والد گرامی مولانا عبدالحمید علیہ الرحمۃ کے حکم سے اپنے قدیم آبائی مدرسہ محمدیہ کو مدرسہ قادریہ کے نام سے منسوب کر کے درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ دور دراز علاقوں سے آکر طلبہ فیض یاب ہوئے۔ تمام عمر مذہب حقہ اہلسنت کی نشر و اشاعت میں کوشاں رہے۔ اور فتنہ وہابیت کا قلع قمع کیا۔ ۱۲۸۹ھ کو انتقال ہوا۔ بہت سی مفید یادگار چھوڑیں۔

(تذکرہ علماء ہند ص ۳۸۰ کراچی، اکمل التاریخ جلد دوم، نزہۃ الخواطر جلد ۷، تذکرہ علماء اہلسنت ص ۲۰۸)

گائیڈ کو روانہ ہوتے ہی بتا دیا تھا کہ ہم راستے کی کسی مسجد میں جمعہ کی نماز کے لیے رکنا چاہتے ہیں۔ انقرہ سے قونیہ کا فاصلہ قریباً ڈیڑھ سو میل تھا اور ہمارا ڈرائیور شہر کے مضافات سے نکلنے کے بعد تقریباً ستر میل فی گھنٹہ کے حساب سے کار چلا رہا تھا۔ اس کار پر ڈرائیور کے سامنے ایک چھوٹی سی تختی لٹک رہی تھی جس پر الرزق علی اللہ کے الفاظ کندہ تھے۔ کوئی آدھ یا پون گھنٹہ بعد سڑک کے کنارے ایک چھوٹی سی بستی کی مسجد کے قریب کار رُکی اور ہم اتر پڑے۔ ترک کسانوں کی اس بستی کی سب سے خوبصورت عمارت یہ مسجد تھی۔ میں نے وضو کے لیے کوٹ اتارا تو ایک دیہاتی نے پانی کا کوزہ بھر کر میرے سامنے رکھ دیا، وضو سے فارغ ہو کر اُٹھا تو اس نے ایک صاف تولیہ پیش کر دیا۔

مسجد کے اندر قالین بچھے ہوئے تھے جنہیں دیکھ کر یہ محسوس ہوتا تھا کہ ان لوگوں کی کمائی کا بیشتر حصہ اپنے گھروں کی بجائے خدا کے گھر کی آرائش پر صرف ہوتا ہے۔ مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ بستی کے مکانات کی تعداد دیکھنے کے بعد یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہاں ہر آدمی نماز پڑھتا ہے۔ جماعت میں ابھی کچھ دیر تھی اور خطیب صاحب ایک کتاب سے فارسی کے کسی شاعر کا نعتیہ کلام پڑھ رہے تھے۔ وہ تھوڑے وقفہ کے بعد نمازیوں کو درود و سلام پڑھانا شروع کر دیتے۔ الفاظ وہی تھے جن سے ہر پاکستانی کے کان آشنا ہیں۔ الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ وسلم علیك یا حبیب اللہ" کچھ دیر بعد منبر پر کھڑے ہو کر خطیب نے عربی زبان میں خطبہ پڑھا اور اس کے بعد جماعت کھڑی ہو گئی۔ ہم نماز سے فارغ ہو کر باہر نکلے تو تمام نمازیوں کو قند کی ڈلیوں کا ایک ایک لفافہ اور گلاب کے عرق کا ایک ایک گھونٹ تقسیم کیا گیا۔ جب نمازی باری باری دروازے کے قریب پہنچتے تھے تو ایک شخص گلاب پاش سے عرق کے چند قطرے ان کی ہتھیلی پر ڈال دیتا تھا اور وہ اسے پی لیتے تھے۔ دوسرا قند کی ڈلیوں سے بھرے ہوئے چھوٹے چھوٹے لفافے ان کو تقسیم کرتا جاتا تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ ہر جمعہ کی نماز کے بعد اسی طرح گلاب

کا عرق اور قند تقسیم کی جاتی ہے۔[1]



سلمان پاک شہر بغداد شریف سے تقریباً پچیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلمان پاک میں حضرت سلمان فارسی اور حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت حذیفہ الیمانی رضی اللہ عنہم کے مزارات ہیں۔ یہ تینوں حضرات حضور سید عالم ﷺ کے جلیل القدر صحابہ کرام میں سے ہیں۔ اور بڑی عظمت و شان والے ہیں۔ عمارت مزارت کے قریب ٹیکسی کھڑی کر کے اندر گئے ہی تھے کہ نماز ظہر کی اذان کی آواز لاؤڈ سپیکر سے بلند ہوئی۔ سبحان اللہ مؤذن صاحب نے اس انداز سے عربی لہجہ میں اذان کہی کہ بے ساختہ زبان سے سبحان اللہ ، ماشاء اللہ نکل رہا تھا۔ اس کے بعد صلوٰۃ پڑھی۔

الصلوٰۃ والسلام علیك یا سیدنا یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیك یا حبیبنا یا حبیب اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیك یا نبینا یا نبی اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیك یا سیدنا یا رحمۃ للعالمین

الصلوٰۃ والسلام علیك و علیٰ الك و اصحابك یا سید المرسلین

صلوٰۃ و سلام سن کر آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ دل اس قدر سرور و شادماں تھا کہ بیان سے باہر ہے۔ کچھ عرصہ پہلے عرب و عجم میں اذان کے بعد درود و سلام پڑھی جاتی تھی۔ لیکن افسوس کہ ایک فرقہ کے علماء نے اس کو شرک و کفر وغیرہ قرار دے کر بعض مقامات پر لوگوں کو اس سعادت و برکت سے محروم کر دیا ہے۔ اگرچہ عراق ، شام ، القدس ، مصر اور پاکستان کے بعض مقامات پر اب بھی درود و سلام پڑھا جاتا ہے۔ بلاشبہ اس کی بہت برکات ہیں۔ خدا کرے کہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے۔ آمین

(راہِ عقیدت ص ۵۲، ۵۳ طبع کراچی)

---

[1] نسیم حجازی ، پاکستان سے دیارِ حرم تک ، مطبوعہ قومی کتب خانہ فیروزپور روڈ لاہور ص ۴۹ تا ۵۱

مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ دمشق شہر بلکہ یہ سارا ملک بہت ہی مبارک ہے۔ دمشق شہر کے علماء اکثر باشرع اور صحیح العقیدہ اہلسنت و جماعت ہیں اور تقریبا ہر مسجد میں ہر اذان کے بعد

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدنا یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیبنا یا حبیب اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدنا یا نبی اللہ

فجر اور عشاء کی اذان کے وقت مختلف القاب کے ساتھ زیادہ پڑھتے ہیں مجالسِ میلاد مجالسِ دلائل الخیرات شریف اور مجالسِ قصیدہ بردہ شریف منعقد ہوتی ہیں۔ جن میں بڑے ذوق و شوق سے ذکر میلاد اور درود شریف اور قصیدہ بردہ شریف پڑھا جاتا ہے۔ سیدی حضرت ابراہیم الغلاسنی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں بھی شرکت کا اتفاق ہوا۔ قرآن خوانی کے بعد باقاعدہ دست بستہ نہایت ادب و احترام کے ساتھ کھڑے ہو کر مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے عربی میں سلام پڑھا گیا۔

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

اس کے بعد دعائے خیر کی گئی اور شیرینی تقسیم ہوئی۔

(راہِ عقیدت ص ۹۰ طبع کراچی)

علامہ اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مقدس مقامات کی حاضری کا شرف بخشا۔ ہم نے وضو کیا اور مسجد اقصیٰ شریف کے اندر جا کر پہلے دو رکعت نماز تحیۃ المسجد اور پھر نمازِ عصر ادا کی۔ نماز کے بعد مسجد شریف میں بیٹھا درود شریف پڑھتا رہا۔ مغرب کی اذان ہوئی ، سبحان اللہ!

مؤذن صاحب نے عرب کے مخصوص لہجہ میں اذان دی اور اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھا۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یاسیدنا یا رسول اللہ

و علیٰ آلک و اصحابک یا حبیب اللہ

سن کر دل باغ باغ ہو گیا۔ مسجد میں کافی لوگ جمع ہو چکے اور ہو رہے تھے۔

(راہِ عقیدت ص ۹۷ طبع کراچی)

مولانا الحاج خطیب پاکستان محمد شفیع اوکاڑوی [1] رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم ۱۷ جنوری ۱۹۶۲ء کو بغداد شریف پہنچے اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر حاضری دی۔ اس کے بعد نماز ظہر کی تیاری میں لگ گئے۔ ابھی وضو کر رہے تھے کہ اذان شروع ہو گئی۔ اذان سن کر دل بہت خوش ہوا۔ عرب کے مخصوص لہجے میں مؤذن صاحب کی آواز فضا میں گونج رہی تھی۔ اذان کے بعد صلوٰۃ شروع ہوئی۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدنا یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیبنا یا حبیب اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک و علیٰ آلک و اصحابک یا خاتم رسول اللہ

(راہِ عقیدت ص ۵-۴ طبع کراچی (خلاصہ))

---

[1] مولانا محمد شفیع علیہ الرحمۃ ۱۹۲۹ء میں کھیم کرن (مشرقی پنجاب) کے مقام پر پیدا ہوئے۔ سکول میں مڈل پاس کرنے کے بعد درسِ نظامی اور دورہ حدیث و تفسیر کی مکمل تعلیم حاصل کی اور میاں غلام اللہ صاحب شرق پوری کے دستِ حق پر بیعت کی۔ خطیب پاکستان کے نام سے مشہور ہوئے۔ تمام عمر مذہبِ حقہ اہلسنت کی تبلیغ و اشاعت میں گزاری اور مختلف مذہبی تحریکوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۵۵ء میں اوکاڑہ سے کراچی منتقل ہو گئے اور مختلف مساجد میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ کراچی میں دارالعلوم حنفیہ غوثیہ قائم کیا۔ ۱۹۸۴ء میں ۵۵ برس کی عمر میں وفات پائی۔ لاکھوں افراد نے جنازہ میں شرکت کی۔ نماز جنازہ علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ نے پڑھائی۔

(خطیب پاکستان اپنے معاصرین کی نظر میں ص ۹ طبع کراچی)

حضرت مولانا علامہ ابو حماد مفتی عبد الرسول منصور سیالوی فرماتے ہیں۔

"کہ میں نے مصر میں پندرہ روز تک جس ہوٹل میں قیام کیا اس کے بالمقابل جامع الحسین ہے۔ یہ وہ عظیم الشان مسجد ہے جس میں سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کا سر مبارک دفن ہے۔ جس حجرے میں آپ کا سر مبارک دفن ہے اس کے اوپر ایک پر شکوہ گنبد بنا ہوا ہے۔ آپ کے مزار پر زائرین کی ایک خاصی تعداد ہر وقت قرآن خوانی اور آپ پر سلام عرض کرنے کے لیے موجود رہتی ہے۔ ہر نماز کے وقت مؤذن صاحب اذان کے بعد بلند آواز سے چار پانچ مرتبہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

وعلیٰ آلک یا سیدی یا حبیب اللہ

کہہ کر نبی کریم ﷺ اور آپ کی آل پاک پر فاتحہ شریف پڑھتا ہے۔ مصر اور بالخصوص قاہرہ اس اعتبار سے قابلِ فخر سرزمین ہے کہ یہاں اصحابِ رسول آئمہ اسلام اور اہل بیت اطہار کے علاوہ اولیائے کاملین کی ایک کثیر تعداد استراحت فرما رہی ہے۔

(ماہنامہ ضیائے حرم ص ۷۷ جلد ۲۳ ش ۳ دسمبر ۱۹۹۲ء)

(پندرہ روزہ ندائے اہلسنت ص ۱۳ جلد ۴ ش ۱۶ تا ۳۰ نومبر ۱۹۹۲ء)

خواجہ شمس الدین سیالوی فرماتے ہیں کہ جب مخدوم جہانیاں مناسک حج سے فارغ ہو کر مدینہ شریف گئے۔ جب آپ روضہ مقدس کی زیارت کر رہے تھے تو مجاوروں نے ان سے نام پتہ اور قومیت دریافت کی۔ آپ نے فرمایا: میرا نام جلال الدین ہے اور قوم سید ہے، مجاوروں نے متعجب ہو کر کہا جھوٹ ہے۔ کیونکہ سید خوبصورت ہوتے ہیں اور تم کالے رنگ کے ہو۔ آپ نے فرمایا میں جھوٹ نہیں کہتا۔ انہوں نے کہا اگر تم سید ہو تو روضہ رسول کے سامنے کھڑے ہو کر پکارو۔ اگر روضہ شریف سے ندا آئی تو تمہارا قول تسلیم کر لیا جائے گا۔

مخدوم جہانیاں نے ان کے کہنے کے مطابق حق تعالیٰ کے حضور متوجہ ہو کر آنحضرت کے روضہ اقدس کے سامنے بڑے عجز و نیاز سے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہا۔

اسی وقت اندر سے آواز آئی۔ لبیک یا بنی! آنحضرت کی آواز سنتے ہی تمام مجاور آپ کے مرید ہو گئے۔

کئی سال کے بعد آپ پھر مدینہ شریف حاضر ہوئے تو مجاوروں نے پھر آپ کو گھیر لیا اور عرض کیا۔ آپ مہربانی فرما کر حسب سابق ہمیں ایک بار پھر کرم فرمایئے۔ آپ روضہ اقدس کے سامنے کھڑے ہوئے۔ عجز و نیاز سے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہا۔

ندا آئی۔ لبیک یا بنی! مخدوم نے باطن کے لیے بھی التجا کی۔ فرمان ہوا کہ ہندوستان میں ان علامتوں والا ایک آدمی ہے جس کا نام نصیر الدین ہے اس کے پاس جاؤ۔ یہ فرمان سن کر وہ ہندوستان روانہ ہوئے۔ اور چند روز حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کی خدمت میں رہ کر فیضِ باطنی سے سرفراز ہوئے۔

(مرآۃ العاشقین، ملفوظات حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی ص ۸۵،۸۶ طبع سیال شریف)

سیدی عبد الجلیل مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پھر کچھ مدت کے بعد میں نے نبی پاک ﷺ کو خواب میں اپنے گھر کے ایک کمرے میں دیکھا کہ ہمارا گھر آپ کے نورانی چہرے سے جگمگا رہا ہے۔ پس میں نے تین مرتبہ دست بستہ عرض کیا:-

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

حضور! میں آپ کے پڑوس میں آپ کی شفاعت کی آس لگائے بیٹھا ہوں۔

سرکار نے میرا ہاتھ پکڑا اور مسکراتے ہوئے مجھے بوسہ دیا اور فرما رہے ہیں، ہاں خدا، ہاں خدا، ہاں خدا۔ اسی اثنا میں کیا دیکھتا ہوں کہ ہمارا ایک پڑوسی جو مر چکا ہے

مجھ سے کہہ رہا ہے تم سرکار کے خدمتگار مدح خواں ہو۔ میں نے اس سے کہا کہ تجھے کیسے
معلوم ہوا۔ اس پر وہ بولا، خدا کی قسم! تیرے اس وصف کا آسمان پر ذکر ہوا ہے اور نبی
ﷺ خاموش مسکرا رہے تھے۔ اس پر میں خوشی خوشی بیدار ہو گیا۔

(سعادتِ دارین از علامہ نبہانی جلد اول ص ۴۷۵ طبع لاہور ۱۹۸۸ء)

شیخ احمد بن ثابت مغربی فرماتے ہیں کہ :-

ایک رات کو خواب میں مَیں نے رہبان یہود کی ایک جماعت کو دیکھا جو رسولوں اور ان کی
رسالت پر تبادلہ خیال کر رہے تھے۔ پس انہوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کی رسالت پر
یہ دلائل ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت پر یہ یہ دلائل ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کی
رسالت پر کیا دلیل ہے؟ میں نے ان سے کہا کہ حضور کی رسالت پر دلیل وحی ہے، نزول
قرآن ہے۔ ان کے اشارے سے چاند کا شق ہو جانا ہے۔ درختوں کا انہیں سجدہ کرنا اور
پتھروں کا انہیں سلام کرنا، جمادات کا ان کی وجہ سے کلام کرنا، اور زمین و آسمان کے مالک کا
ان پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا ہے اور معجزہ تو اس مفہوم کو ادا کرتا ہے گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
میرے بندے نے جو کچھ پہنچانا تھا پہنچا دیا۔ ایک نے میری تصدیق کی لیکن باقیوں نے نہ
تصدیق کی نہ تکذیب۔ اتنے میں ایک منادی کو اعلان کرتے دیکھا کہ جو شخص رسول اللہ
ﷺ کا دیدار کرنا چاہے وہ میرے ساتھ ہو لے۔ پس میں بھی دوڑنے والوں کے ہمراہ دوڑ
پڑا۔ ہم نے پانی کا ایک بہتا چشمہ دیکھا۔ جو دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور
شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ نبی اکرم ﷺ جبریل علیہ السلام کے ہمراہ وہاں تشریف فرما
ہیں۔ میں نے عرض کیا :-

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ۔ میں قریب ہوا اور سلام
عرض کیا، فرمایا روح الامین جبریل علیہ السلام کو سلام کہو۔ میں نے ان کی خدمت

میں بھی سلام عرض کیا۔ میں ان ہر دو حضرات کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا،
میرے لیے دعا فرمائیں۔ دونوں نے میرے لیے دعا فرمائی۔ پھر میں نے عرض کیا، یا
رسول اللہ! مجھے اپنے دستِ اقدس کے ساتھ اس چشمے سے پانی پلا دیں۔ حضور نے اپنے
دستِ اقدس سے مجھے تین چلو پانی پلایا۔ پھر میں نے جبریل علیہ السلام سے عرض کیا۔ آپ
بھی مجھے دستِ اقدس سے پانی پلا دیں۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی حکم فرمایا کہ وہ مجھے پانی
پلائیں۔ چنانچہ انہوں نے بھی مجھے پانی پلایا۔ ان میں سے ہر ایک کے دستِ اقدس سے پانی
پیتے وقت میں اسی سرکار کی نیت کر لیتا تھا۔

پھر میں بیدار ہو گیا۔ مجھے اللہ سے امید ہے کہ ان دونوں حضرات تک مجھے پہنچائے گا۔ اللہ
کی طرف سے ان ہر دو پر افضل ترین درود اور پاکیزہ تر سلام ہوں۔

(سعادت دارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین حصہ اول ص ۳۱۴ طبع لاہور ۱۹۸۸ء
از علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہ

سیدی ابو المواہب شاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ بروز پیر ۲۳ شعبان المکرم کو چھ گھڑی مسجد
میں صبح کی نماز پڑھ کر سو گیا۔ یہ مسجد مقام بولاق اور شباک کے درمیان واقع ہے۔ ....
میں نے حضور علیہ السلام کو اپنے سرہانے بیٹھا دیکھا، میں نے عرض کیا۔ الصلوٰۃ
والسلام علیک یا رسول اللہ، السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ و
برکاتہٗ ۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ میں اپنے رب کا بندہ ہوں اور تم میرے غلام۔ میں
نے عرض کیا۔ جی ہاں، حضور! میں اس پر راضی ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم اس پر
راضی ہو تو مجھ پر درود بھیجتے وقت کامل درود کیوں نہیں پڑھتے۔ میں نے عرض کیا اس کی
طوالت کی وجہ سے۔ فرمایا جب درود و سلام پڑھو تو اول و آخر خواہ ایک بار ہو، بھیجا
کرو۔ میں نے عرض کیا حضور! کامل درود کس طرح پڑھا کروں؟ فرمایا، یوں:

اللھم صل علیٰ سیدنا محمدٍ و علیٰ آل سیدنا محمدٍ کما صلیت علیٰ

سیدنا ابراھیم و علیٰ آلِ سیدنا ابراھیم و بارک علی سیدنا محمدٍ و علی آلِ سیدنا
محمدٍ کما بارکتَ علیٰ سیدنا ابراھیم و علیٰ آلِ سیدنا ابراھیم فی العالمین انک
حمید مجید ۔ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ و برکاتہ ۔

(سعادتِ دارین از علامہ نبہانی جلد اول ص ۳۶۶ اردو طبع لاہور ۱۹۸۸ء)

شیخ احمد بن ثابت مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

اور درود و سلام کے فضائل میں سے جو میں نے دیکھے ہیں ایک یہ بھی ہے۔ کہ ایک شب کو میں نے خواب میں ایک منادی کو سنا جو اعلان کر رہا تھا۔ کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرنا چاہتا ہے ہمارے ساتھ دوڑے۔ پس میں منادی کے ہمراہ دوڑ پڑا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ اس کی طرف آ رہے ہیں۔ ہم بھی ایک بالاخانے کی طرف رسول اللہ ﷺ کی جانب چل پڑے۔ میں دروازے کی بائیں طرف سے داخل ہونے لگا۔ لوگوں نے باآواز بلند کہا دائیں طرف سے جاؤ۔ مجھے دروازہ مل گیا۔ میں اندر داخل ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کے ہمراہ تشریف فرما ہیں۔ جب میں قریب ہوا تو میرے اور ان حضرات کے درمیان بادل حائل ہو گیا۔ اور مجھے کسی کا چہرہ نظر نہ آیا۔ میں نے کہا :-

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ۔ صلی اللہ علیک وسلم تسلیماً و علیٰ آلک والرّضاعن اصحابک و اھل بیتک ۔

یارسول اللہ کیا میری عادت آپ کے ساتھ ایسی ہی نہیں۔ اب میرے اور آپ کے درمیان دنیا کے پردے حائل ہو گئے ہیں، مجھے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ہم نے تمہیں دنیا اور اس کے اہتمام سے روکا تھا۔ اور تم پھر اسی اہتمام میں مصروف ہو۔ کافی دیر تک مجھے تنبیہ و توبیخ فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے دل میں کہا، میرے اور حضور کے درمیان جو پردہ حائل ہوا ہے یہ صرف میری بدبختی کی وجہ سے ہوا ہے۔ میں نے زاروقطار رونا شروع کر دیا اور عرض کیا یارسول اللہ! حضور ! کیا آپ میرے ضامن نہیں ؟ فرمایا تم جنتی ہو۔ پھر میں نے عرض کیا میں آپ کو خدائے بزرگ و برتر اور اسکی بارگاہ میں جو آپ کا مقام

ہے کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ اس پردہ ابر کو جو میرے اور آپ کے درمیان حائل ہے ، اٹھا دے۔ پس وہ بادل تھوڑا تھوڑا ہو کر ختم ہونے لگا۔ یہاں تک کہ میں نے رسولِ پاک اور آپکے صحابہ کرام کی زیارت کی۔ میں سرکار سے لپٹ گیا اور عرض کیا، یارسول اللہ! کیا آپ میرے ضامن نہیں ؟

؎ میں ڈوبا تو کہاں ہے ؟ میرے شاہ لے خبر

فرمایا تو جنتی ہے اور فرمانے لگے ہم نے تمہیں کہا تھا کہ یہ اہتمام چھوڑ دو لیکن تم نے نہ چھوڑا۔ یہ بات سن کر میں جاگ پڑا، اللہ تعالیٰ سے اس کے نبی کریم ﷺ کے صدقے دعا ہے کہ ہمارا اہتمام اس چیز میں کر دے جس نے باقی رہنا ہے اور ہماری توجہ فانی سے ہٹا دے۔

بجاہ سیدنا و وسیلتنا الیٰ ربنا سیدنا محمد ﷺ تسلیماً ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

(سعادتِ دارین فی الصلوٰۃ علیٰ سید الکونین جلد اول ۳۱۳ طبع لاہور)

ابن القیم جوزی (المتوفی ۷۵۱ھ) اپنی کتاب جلاء الافہام میں لکھتے ہیں :-

حضرت ابوبکر بن محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا تھا کہ اتنے میں شیخ المشائخ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ آئے ان کو دیکھ کر ابوبکر مجاہد کھڑے ہو گئے۔ ان سے معانقہ کیا اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ میرے سردار آپ حضرت شبلی علیہ الرحمۃ کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ اور تمام علماء بغداد یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ پاگل اور مجنون ہیں۔ انہوں نے فرمایا، میں نے وہی کیا جو حضور نبی کریم ﷺ کو کرتے دیکھا۔ پھر انہوں نے اپنا خواب بیان کیا کہ مجھے خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں شبلی علیہ الرحمۃ حاضر ہوئے تو نبی کریم ﷺ کھڑے ہو گئے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ آپ شبلی کے ساتھ ایسی عنایت فرماتے ہیں ؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ہر نماز کے بعد لقد جاء کم رسول من.... آخر تک پڑھتا ہے

اور اس کے بعد مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب بھی فرض نماز پڑھتا ہے اس کے بعد یہ آیت شریفہ لقد جاء کم رسول من انفسکم پڑھتا ہے۔ اس کے بعد تین مرتبہ صلی اللہ علیک یا محمد ۔ صلی اللہ علیک یا محمد ۔ صلی اللہ علیک یا محمد (ﷺ) پڑھتا ہے۔ حضرت ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے خواب کے بعد حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نماز کے بعد کیا پڑھتے ہیں تو انہوں نے یہی بتایا۔

(امام حافظ شمس الدین سخاوی (م ۹۰۲ھ) القول البدیع (عربی) مطبوعہ ڈسکہ ص ۱۷۲)

(ابن قیم جوزی ، جلاء الافہام مطبوعہ مصر ص ۲۵۸)

(مولانا محمد زکریا سہارنپوری ، فضائل درود شریف (تبلیغی نصاب) طبع لاہور ص ۱۱۸)

حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :-

مدینہ منورہ میں ایک خوش قسمت پٹھان ہے ۔ جس کا نام مجھے بتانے کی اجازت نہیں۔ کیونکہ اس پٹھان نے مجھ سے حلف لیا تھا کہ زندگی تک اس کا نام نہیں بتاؤں گا۔ اس کے متعلق لوگوں نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے مواجہ شریف سے اپنا ہاتھ مبارک نکال کر اس سے مصافحہ کیا۔ دو تین آدمیوں کو دیکھا کہ اس پٹھان کے ہاتھ کو بوسہ دے رہے ہیں۔ اس سے دریافت کیا تو اس نے اقرار کیا کہ اس ناچیز پر کرم ہوا ہے۔ اور مجھ سے حلف لیا کہ میرا نام زندگی تک نہ بتانا۔ آپ نے اس کی ایک کرامت بھی بیان کی وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ موصوف پائینتی مبارک کی جانب سے درود مستغاث شریف (جس میں المستغاث الی حضرۃ اللہ تعالیٰ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کا بار بار تکرار آتا ہے) پڑھ رہا تھا۔ شرطی (سپاہی) نے روکا۔ رات کو شرطی کے پیٹ میں ایسا سخت درد ہوا کہ کوئی علاج مؤثر نہ ہوا۔ آخر پٹھان موصوف کے دم کرنے سے شرطی کو شفا کامل ہوئی۔ اسی دن سے کوئی شرطی اسے پائنتی مبارک سے درود مستغاث شریف پڑھنے سے نہیں روکتا تھا۔ اور وہ زور زور سے درود مستغاث شریف پڑھتا تھا۔

ملفوظاتِ خواجہ خان محمد تونسوی (۱۹۷۹ء)

مرتبہ عبدالغفور سلیمانی ص ۳۹ مطبوعہ ملتان ۱۴۰۰ھ

صحابہ کرام ، تابعین اور اولیاء کرام کے خودساختہ درود شریف

ابنِ تعلیم وین خاموش کیوں..؟

O-- حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا درود

ان اللہ و ملائکتہٗ یصلون علی النبی الآیہ۔

اللّٰھم ربنا لبیک و سعدیک صلوٰت اللہ البرّ الرحیم والملئکۃ المقربین والصدیقین و الشھداء والصالحین وما سبح لک من شیٔ یا رب العالمین علیٰ محمد ابن عبداللہ خاتم النبین و سید المرسلین و امام المتقین و رسول رب العالمین الشاھد البشیر الداعی الیک باذنک السراج المنیر و علیہ السلام ۔

(الشفاء (اردو) حصہ دوم ص ۹۲ طبع لاہور از قاضی عیاض اندلسی مالکی م ۵۴۴ھ)

(مدارج النبوۃ حصہ دوم ص ۷۰۶ شیخ محقق ۱۰۵۲ھ)

O-- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللّٰھم اجعل صلواتک و برکاتک و رحمتک علیٰ سیدالمرسلین و امام المتقین و خاتم النبین محمد عبدک و رسولک امام الخیر و رسول الرحمۃ اللّٰھم ابعثہ مقاماً محموداً یغبطہ فیہ الاولون والاخرون ۔

(الشفاء حصہ دوم ص ۹۲ طبع لاہور)

O-- حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد سید العرب والعجم المبعوث علیٰ کافۃ الامم و صل یا رب آل محمد برحمتک یا ارحم الراحمین ۔

(جواہر الاولیاء ص ۲۸۳ طبع اسلام آباد ۱۹۷۶ء)

تالیف : سید باقر بن سید عثمان بخاری اوچ

O-- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

اللّٰھم صل علی محمد عبدک و رسولک ۔

(الشفاء حصہ دوم ص ۹۰ طبع لاہور)

O-- حضرت امام حسین ابن علی رضی اللہ عنہما

اللّٰھم صل علیٰ محمد النبی الامی و آلہٖ وسلم۔

(جواہر الاولیاء ص ۲۶۶ طبع اسلام آباد ۱۹۷۶ء)

O-- حضرت امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہما

اللّٰھم صل علیٰ محمد فی الاولین وصل علی محمد فی الآخرین وصل علی محمد الی یوم الدین ۔

(قول البدیع از علامہ سخاوی م ۹۰۲ھ ص ۵۰ طبع سیالکوٹ)

O-- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اللّٰھم تقبل شفاعته محمد الکبریٰ و ارفع درجته العلیاء واعطه سوله فی الآخرة والاولیٰ کما اتیت ابراهیم و موسیٰ۔ (اسناده جید : قوی صحیح) (قول البدیع ص ۴۶ طبع سیالکوٹ)

O-- امام حسن بصری علیہ الرحمۃ

اللّٰھم صل علیٰ محمد و علی اٰله و اصحابه و اولاده و ازواجه وذریته و اهل بیته و اصهاره انصاره و اشیاعه و محبیه و امته معهم اجمعین۔ (الشفاء حصہ دوم ص ۹۳ طبع لاہور)

(قول البدیع ص ۴۷ طبع سیالکوٹ)

O-- حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

اللّٰھم صل علیٰ ابدا افضل صلوٰتك علیٰ سیدنا محمد عبدك و رسولك النبی الامی والو...

(جواہر الاولیاء ص ۲۶۷ طبع اسلام آباد)

O-- شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ

اللّٰھم صل وسلم علیٰ حبیبك و قریبك و لبیبك و مظهر ربوبیتك و مثال حضرتك و... روح القدس معطی الحیاة و الفضیلة بامرك بکثیر العوالم مفیض نواطق النفوس صاحب الطلعة... شموس نورك۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۳۶۸ طبع لاہور ۱۳۹۲ھ)

O-- محدث شمس الدین محمد جزری (م ۸۳۲ھ) کا خود ساختہ درود

صلی اللہ علیه وسلم و علیٰ آله وصحبه صلوٰة تکون عن النار نعم الجنة وسلم و شرف و کرم

(بستان المحدثین ص ۱۲۹ طبع کراچی)

O-- محدث ابن الامام تقی الدین عسقلانی (م ۷۴۵ھ) کا خود ساختہ درود

صلی اللہ علیه و علیٰ اٰله و صحبه الانقیاء البررة صلوٰة هی لنا فی القیامة مدخرة وسلم تسلیما... و شرف و مجد و عظم و کرم۔ (بستان المحدثین ص ۱۵۰ طبع کراچی)

O-- محدث ابو منصور عبدالخالق بن زاہر بن طاہر الشحامی (م ۵۵۰ھ) کا خود ساختہ درود

الصلوٰة والسلام علی المفضل علی جمیع خلقه محمد و اله الطیبین وصحبه الطاهرین۔

(بستان المحدثین ص ۱۶۳ طبع کراچی)

O-- محدث جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) کا خود ساختہ درود

صلی اللہ تعالیٰ علیه و علی اله و اصحابه الذین جعل حبهم اية الایمان و منطقة الفوز...

(بستان المحدثین ص ۲۰۷ طبع کراچی)

صاحبِ معجم اسماعیل (محدث) کا خود ساختہ درود

وصلی اللہ علی نبیه محمد نبی الرحمة والرسالة و علیٰ آله وسلّم کثیراً۔

(بستان المحدثین ص ۹۱ طبع کراچی)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

الصلوٰة والسلام علیٰ سید المرسلین و علیٰ آله الطاهرین۔

(مکتوب نمبر ۲۰۰ ص ۴۴۳ دفتر اول حصہ سوم طبع کراچی ۱۹۷۰ء)

حضرت سید محمد رفاعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

اللّٰھم صل و سلم علی سیّدنا محمدن الذی جمعت به شتات النفوس و نبیك الذی جلات به القلوب و حبیبك الذی اخترتهٗ علی کل حبیب۔ (جواہر الاولیاء ص ۲۸۲ طبع اسلام آباد ۱۳۹۶ھ)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا خود ساختہ درود اور اسکی فضیلت

عبداللہ بن حکم کہتے ہیں :- میں نے خواب میں شافعی علیہ الرحمۃ کو دیکھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا : مجھ پر رحم کیا اور مجھے بخش دیا اور مجھے بہشت کے لیے یوں آراستہ بنایا جیسے دلہن (دلہن) کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ اور میرے اوپر یوں نچھاور کیا جیسے دلہن پر کیا کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ اس درجہ کو کیوں کر پہنچ گئے ؟ کہا مجھ سے ایک قائل نے کہا تھا کہ کتاب الرسالۃ میں جو نبی ﷺ پر لکھا ہے اس کا عوض یہ ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیوں کر ہے۔ فرمایا : وہ لفظ یہ ہیں :-

صلی اللہ علی محمد عدد ما ذکره الذاکرون و عدد ماغفل عن ذکره الغافلین۔

الغرض یہ درود شریف حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ کا خود ساختہ ہے۔

جناب ابن لعل دین نجدی بتائیں کہ امام شافعی بدعتی تھے یا اہلسنت ؟

(جلاء الافہام از ابن قیم ص ۲۴۸ طبع لاہور ۱۹۷۲ء اردو ترجمہ مولوی محمد سلیمان منصور پوری)

(جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۳۵۰ طبع لاہور ۱۳۹۲ھ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی م ۱۰۵۲ھ)

(قول البدیع ص ۲۵۴ طبع سیالکوٹ)

علامہ محدث طبرانی علیہ الرحمۃ کا خود ساختہ درود اور اسکی فضیلت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس درود شریف کو محدث طبرانی نے خود انشاء کیا ... درود ان کا خود ساختہ ہے۔

اللّٰهم لك الحمد بعد ومن حمدك ولك الحمد بعد ومن لم يحمدك ولك الحمد كما
تحمد اللّٰهم صل على محمد بعد ومن صل عليه و صل على محمد بعد ومن لم يصل عليه و
محمد كما تحب ان نصلى عليه۔

علامہ طبرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :۔ان الفاظ درود پاک کو انہوں نے خواب میں نبی کریم
کے سامنے پڑھا۔ حضور ﷺ نے اس درود پاک کو سن کر تبسم فرمایا حتیٰ کہ آپ کی کچلیاں کھل گئیں
آپ کے ثنایا مبارک سے نور ظاہر ہونے لگا۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۳۶۵ طبع لاہور ۱۳۹۲ھ)

O--ایک خود ساختہ درود شریف اور اسکی قبولیت

اللّٰهم صل على محمد وعلى اله محمد صلاة انت لها اهل و هو لها اهل و بارك

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس درود پاک کو حسن قبول اور شرف قبولیت
ہے۔ایک بزرگ مدینہ منورہ میں زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور اپنی مدتِ اقامت میں
اس درود پاک کا ورد رکھا۔ جب وہ مدینہ منورہ سے رخصت ہونے لگے تو حضور ﷺ نے
خواب میں) فرمایا کہ چند دن تم یہاں اور ٹھہرو کیونکہ تمہارا یہ درود پڑھنا ہمیں بہت پسند آیا۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۳۶۷ طبع لاہور ۱۳۹۲ھ)

O--حضرت شاہ عبدالرحیم (م ۱۱۳۱ھ) والد گرامی حضرت شاہ ولی اللہ کا خود ساختہ درود

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :۔

امرنى سيدى الوالد بهذه من الصلوٰة على النبى ﷺ " اللّٰهم صل على محمدن النبى الامى و
بارك وسلم " قال قرأتها فى المنام على النبى الامى ﷺ فاستحسنها ۔

(در الثمین فی مبشرات النبی الامین ص ۳۵ از حضرت شاہ ولی اللہ طبع لائل پور ۱۹۷۰ء)

ترجمہ :۔ والد محترم نے مجھے حکم دیا کہ درود شریف اس صیغہ سے پڑھا کروں۔ " اللّٰهم صل على
محمدن النبى الامى و اله و بارك وسلم "میرے والد گرامی نے فرمایا کہ یہ درود شریف میں نے خواب
میں پڑھا تو حضور ﷺ نے اس کو پسند فرمایا۔

O--حضرت شبلی علیہ الرحمۃ کا خود ساختہ درود اور اسکی فضیلت

ابو بکر محمد بن عمر سے روایت ہے کہ میں ابو بکر بن مجاہد کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ شبلی آئے
کھڑے ہو گئے ، معانقہ کیا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ میں نے کہا اے میرے سردار! آپ شبلی کے ساتھ
سلوک کرتے ہیں حالانکہ آپ اور تمام بغداد کے باشندے خیال کرتے ہیں کہ وہ دیوانہ ہے۔

ساتھ وہ کیا جو نبی ﷺ کو کرتے دیکھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ شبلی
آئے آپ کھڑے ہو گئے اور اس کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ!
شبلی کے ساتھ ایسی عنایت فرماتے ہیں۔ فرمایا: یہ نماز کے بعد لقد جاء كم رسول من
الخ تک پڑھا کرتا ہے۔اور پھر درود مجھ پر پڑھتا ہے۔دوسری روایت میں یہ ہے کہ اس نے
فرض نہیں پڑھی لیکن اس کے آخر میں " لقد جاء كم رسول من انفسكم "آخر سورۃ تک پڑھا اور
" صل الله عليك يا محمد (ﷺ) پڑھا۔ ابو بکر محمد بن عمر کہتے ہیں کہ میں پھر شبلی کے پاس گیا
نماز کے بعد کیا ذکر کرتے ہو تو انہوں نے ایسا ہی بیان کیا۔

(جلاء الافہام از حافظ ابن قیم ۷۵۱ھ، ص ۲۵۸ طبع لاہور ۱۹۷۶ء / ۱۳۹۶ھ اردو ترجمہ : مولوی قاضی محمد سلیمان منصور پوری)

(القول البدیع از علامہ سخاوی م ۹۰۲ھ (عربی) مطبوعہ ڈسکہ ص ۱۷۲)

محدثین کرام کا خود ساختہ درود شریف اور اسکی قبولیت

(۱). امام بخاری (م ۲۵۶ھ) علیہ الرحمۃ (۲).. امام مسلم (م ۲۶۱ھ) علیہ الرحمۃ
(۳). امام ترمذی (م ۲۷۹ھ) علیہ الرحمۃ (۴).. امام ابو داؤد (م ۲۷۵ھ) علیہ الرحمۃ
(۵). امام ابن ماجہ (م ۲۷۳ھ) علیہ الرحمۃ (۶).. امام نسائی (م ۳۰۳ھ) علیہ الرحمۃ

ان محدثین کرام کا یہ طریقہ کار ہے کہ وہ حدیث رسول نقل کرتے وقت حضور سید عالم ﷺ کے
اسم گرامی کے ساتھ "ﷺ" لکھتے ہیں۔ یہ درود و سلام نبی اکرم ﷺ سے ثابت نہیں بلکہ یہ محدثین
کا خود ساختہ ہے۔

درود وسلام " ﷺ " کی فضیلت

امام جلال الدین سیوطی اپنی کتاب "جمع الجوامع" کے دیباچہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ابن عساکر نے اپنی
تاریخ میں حفص بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ میں نے ابو زرعہ (محدث) کو ان کی موت کے بعد خواب
میں دیکھا کہ وہ آسمان دنیا پر فرشتوں کی امامت کرا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ تم نے یہ رتبہ کس عمل سے
پایا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ہزار ہا حدیث لکھی ہیں۔ اور میں نے ہر حدیث میں "
عن النبی ﷺ" کہا تھا۔ اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ من صلى على صلاة صلى الله عليه
عشرا۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۳۴۱ طبع لاہور ۱۳۹۲ھ)

حسن بن محمد نے امام احمد بن حنبل کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا: اے ابو علی! کاش تو دیکھ

لیتا کہ وہ صلوٰۃ جو ہم نے نبی ﷺ پر کتاب میں لکھی تھی۔ وہ ہمارے آگے کیسی روشن اور نورانی ہو رہی ہے۔

(جلاء الافہام از ابن قیم ص ۲۴۷ طبع لاہور ۱۹۷۲ء)

O--ابوالحسن بن علی میمونی کہتے ہیں۔ کہ میں شیخ ابو علی حسن بن عینیہ کو موت کے بعد خواب میں دیکھا ان کی ہاتھوں کی انگلیوں پر کوئی چیز سبز یا زعفرانی رنگ سے لکھی ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا اے استاد! میں آپ کی انگلیوں میں ایک ملیح تحریر دیکھتا ہوں۔ یہ کیا ہے؟ اے لڑکے! یہ طفیل ہے رسول ﷺ کے لکھنے کا۔ اور یہ طفیل ہے حدیث میں لفظ "ﷺ" لکھنے کا۔ (جلاء الافہام ص ۲۴۸)

O--محمد بن ابو سلیمان کہتے ہیں:- میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے پوچھا اے باپ خدا تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا مجھے بخش دیا۔ میں نے کہا کیونکر؟ کہا نبی ﷺ پر درود لکھنے کے باعث۔

(جلاء الافہام ص ۲۴۸)

O--سفیان بن عینیہ نے کہا مجھ سے خلف صاحب خلقان نے روایت کیا ہے کہ میرا ایک (ساتھی) تھا۔ میرے ساتھ طلب حدیث کیا کرتا تھا۔ وہ مر گیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا اس پوشاک تھی۔ دامن کشاں چلتا تھا۔ میں نے کہا تو میرے ساتھ حدیث طلب نہ کیا کرتا تھا؟ کہا ہاں اس نے کہا۔ پھر تو اس درجہ پر کیونکر پہنچ گیا۔ کہا جو ایسی حدیث آتی جس میں نبی ﷺ کا اسم گرامی ہوتا میں اس کے نیچے ﷺ لکھ دیا کرتا تھا۔ اس کا بدلہ یہ ہے کہ جو تم میرے اوپر پوشاک دیکھ رہے ہو۔

(جلاء الافہام ص ۲۴۸ طبع لاہور ۱۳۹۲ھ)

وہابیہ نجدیہ کے خود ساختہ (بناوٹی) درود

O--محمد بن عبدالوہاب نجدی کا خود ساختہ درود

صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہٖ و صحبہٖ اجمعین۔ (کتاب التوحید ص ۲۳۰، طبع کویت)

O--قاضی محمد سلیمان منصور پوری کا خود ساختہ درود

افضل صلوٰتہ و سلامہ و تحیاتہ الطیبات المبارکات و اکرامہ علی رسولہ و حبیبہ و صفیہ محمد الامین خاتم النبین و سید المرسلین و صلی اللہ علیہ و آلہ الطیبین الطاہرین۔

(شرح اسماء الحسنیٰ ص ۹ طبع لاہور ۱۹۷۳ء / ۱۳۹۳ھ)

O--عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز مفتی اعظم سعودی عرب کا خود ساختہ درود

صلی اللہ علیٰ نبینا محمد و آلہٖ و صحبہٖ۔

(عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ تالیف شیخ محمد صالح مقدمہ عبدالعزیز بن عبداللہ ص ۹ طبع راولپنڈی ۱۴۱۰ھ)

O--شیخ محمد الصالح العثیمین سعودی عرب کا خود ساختہ درود

صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ و اصحابہ و من تبعھم باحسان الی یوم الدین۔

(عقیدہ اہل السنۃ و الجماعۃ ص ۱۰)

O--الشیخ عبدالرحمٰن بن حسن آل الشیخ (م ۱۲۸۵ھ) کا خود ساختہ درود

صلی اللہ علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آلہٖ و صحبہٖ اجمعین۔

(قرۃ العیون الموحدین ص ۲۹۷ جلد دوم)

O--حافظ ابن قیم کا خود ساختہ درود

صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا و مولانا محمد و آلہٖ و صحبہٖ وسلم۔

(المنار المنیف ص ۱۵۵ طبع بیروت ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء)

O--ابن تیمیہ کا خود ساختہ درود

و صلاتہ و سلامہ علیٰ محمد خاتم النبین و آلہٖ و صحبہٖ اجمعین۔

(فتویٰ الحمویۃ الکبریٰ ص ۶۹ طبع لاہور)

O--قاضی محمد سلیمان کا دوسرا خود ساختہ درود

فصلی اللہ علیہ و بارک وسلم و علیٰ آلہٖ و ازواجہٖ و خلفاء و اصحابہ صلوٰۃ دائماً سرمداً۔

(رسالہ عشرہ از قاضی محمد سلیمان ص ۳ طبع سانگلہ ہل ۱۹۷۲ء)

O--مولوی عبدالسلام بستوی دہلوی کا خود ساختہ درود

الصلوٰۃ والسلام علی جمیع الانبیاء و سید المرسلین۔ (اسلامی تعلیم ص ۸۳۰ طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

O--نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کا خود ساختہ درود

الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ و خاتم الانبیاء محمدن الذی اصطفاہ سائر العرب و العجم و علی آلہ و اصحابہ۔ (الشمامۃ العنبریہ من مولد الخیر البریہ ص ۲ طبع بھوپال ۱۳۰۵ھ)

O--سید بدیع الدین سندھی وہابی کا خود ساختہ درود

الصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و علی آلہٖ و صحبہٖ اجمعین۔

(مقدمہ ہدایۃ المستفید ص ۱۹ طبع لاہور)

O--عبدالوہاب نجدی کا دوسرا خود ساختہ درود

الصلوٰۃ والسلام علی نبینا محمد الامین وعلیٰ آلہ وصحبہ والتابعین۔

(تحفہ وہابیہ (دوسرا رسالہ محمد بن عبدالوہاب) ص ۵۶ طبع امرتسر ۱۹۲۳ء)

O--محمد بن عبدالوہاب نجدی کے استاد محمد حیاۃ سندھی (م ۱۱۶۳ھ) کا خود ساختہ درود

وصل وسلم علیٰ من لہ خلق عظیم و علی آلہ و اصحابہ الذین دیدنہم الدین القویم۔

(درۃ فی اظہار غش نقد الصرۃ از حیاۃ سندھی ص ۳ طبع کراچی ۱۳۱۴ھ)

O--احسان الٰہی ظہیر کا خود ساختہ درود

الصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی وحدہ وعلی آلہ و صحبہ۔

(مرزائیت اور اسلام ص ۱۲ طبع لاہور ۱۹۸۴ء)

O--مولوی محمد اسماعیل سلفی وہابی کا خود ساختہ درود

الصلوٰۃ والسلام علی سید الخلق محمد خاتم النبین و علی اصحابہ و آلہ الخ

(حجیت حدیث ص ۱۵ طبع لاہور ۱۹۸۱ء / ۱۴۰۱ھ)

O--مولوی عبدالجبار غزنوی امرتسری کا خود ساختہ درود

اصلی واسلم علی نبیہ خیر الورٰی ۔ (سوانح عمری مولوی عبداللہ غزنوی از عبدالجبار غزنوی ص ۱ طبع لاہور)

O--مولوی محمد بشیر سہوانی غیر مقلد وہابی کا خود ساختہ درود

الصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ اجمعین۔

(البرہان العجاب ص ۲۱ طبع ثانی ۱۴۰۳ھ طبع کبیر والہ (ملتان))

مولوی عبدالسلام بستوی کا درود شریف

" الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ " کو درود تسلیم کرنا

(یہ علیحدہ بات ہے کہ پاکستان میں پڑھا جائے یا صرف روضہ انور پر

(موصوف لکھتے ہیں۔) اس کے بعد اگر کسی نے رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کرنے کی درخواست کی ہے تو اسکی طرف سے سلام کا پیغام پہنچادو۔ اگر تم عربی جانتے ہو تو عربی میں ورنہ اردو میں۔ مثلاً راقم الحروف نے تم سے اپنا سلام دربارِ رسالت میں پہنچانے کی درخواست کی ہے تو یوں کہو: " الصلوٰۃ والسلام علیک

[illegible] من عبدالسلام بن یاد علی بستوی بعدد معلومات اللہ تعالیٰ " آپ سلام کو سن کر جواب دیتے۔

(اسلامی تعلیم ص ۸۲۶ از مولوی عبدالسلام بستوی طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

سوال :- شرکیہ نعتوں میں مختلف قسم کے جدید " اردو درود " بھی پڑھتے ہیں۔ روزانہ لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں درود پڑھنا کس طرح ممکن ہے اس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمایئے۔

اے ہمارے پیارے اللہ ہمارے سردار محمد مصطفیٰ ﷺ پر

اتنے درود بھیج جتنے بارش کے قطرے ہیں۔

اتنے درود بھیج جتنے درختوں کے پتے ہیں۔

اتنے درود بھیج جتنے ریت کے ذرے ہیں۔ الخ

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.............ص ۲۰۷)

جواب :- عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے پاس گئے جس نے اپنے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں رکھی ہوئی تھیں۔ اور ان کے ساتھ تسبیح پڑھ رہی تھی۔ آپ نے فرمایا میں تجھے وہ چیز بتاتا ہوں جو اس سے بھی آسان یا افضل ہے۔ فرمایا کہ :- " سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی السَّمَآءِ وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ بَیْنَ ذٰلِکَ وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا ھُوَ خَالِقٌ " ۔ الخ

(O کتاب الاذکار از علامہ نووی ص ۶۷ جلد اول طبع کراچی عربی - اردو)

(O ترمذی - ص ۶۸۴ جلد دوم (مترجم) طبع لاہور)

(O ابو داؤد ص ۵۵۳ جلد اول طبع لاہور (مترجم))

اہل سنت اسی حدیث مبارکہ سے استنباط کرتے ہوئے اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے حضور یوں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

اے ہمارے پیارے اللہ ہمارے سردار محمد مصطفیٰ ﷺ پر

اتنے درود بھیج جتنے بارش کے قطرے ہیں۔

اتنے درود بھیج جتنے درختوں کے پتے ہیں۔

اتنے درود بھیج جتنے ریت کے ذرے ہیں۔ الخ

نیز درج ذیل درود شریف ہمارے مؤید ہیں۔

۱-- حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ کا درود

عبداللہ بن حکم کہتے ہیں۔ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے

آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا: مجھ پر رحم کیا اور مجھے بخش دیا اور مجھے بہشت کے لیے یوں آراستہ
جیسے عروس (دلہن) کو آراستہ کیا کرتے ہیں اور میرے اوپر یوں نچھاور کیا جیسے دلہن پر کیا کرتے
میں نے کہا آپ اس درجہ کو کیونکر پہنچ گئے۔ کہا مجھ سے ایک قائل نے کہا تھا کہ کتاب الرسالہ
درود نبی ﷺ پر تم نے لکھا ہے۔ اس کا عوض ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیونکر ہے؟ فرمایا: وہ لفظ یوں
" وصلی اللہ علی محمد عدد ما ذکرہ الذاکرون۔ الخ "

(جلاء الافہام ص ۲۴۸ طبع لاہور ۱۹۷۲ء از ابن قیم)

یعنی درود ہوں اللہ کے محمد ﷺ پر جتنے کے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے ہیں۔

O-- حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِی عِلْمِ اللّٰہِ تَعَالٰی .... الخ

یا اللہ درود بھیج ہمارے سردار محمد ﷺ پر اس تعداد کے مطابق جو اللہ کے علم میں ہیں۔

(افضل الصلوات ص ۱۴۹ طبع بیروت از علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ)

O-- علامہ سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

افضل صلاتك و ازكى بركاتك كلما ذكر الذاكرون و غفل عن ذكرك الغافلون عدد
والوتر و عدد كلماتك التامات المباركات و عدد خلقك و رضى نفسك وزنة عرشك و
كلماتك ، صلوٰة دائمة بدوامك ۔ (القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع ص ۶۰ طبع سیالکوٹ)

یعنی (نبی کریم ﷺ) پر رحمتِ کاملہ اور برکتیں اور رحم فرما ان کے ساتھ جو تیرا درود
سے افضل ہے۔ .... جوڑے اور طاق عدد کے برابر، تیرے مکمل اور بابرکت کلمات کے
، اور تیری مخلوق کی تعداد کے برابر ۔ الخ

دامن کو ذرا دیکھ!

O-- مولوی محمد اسماعیل دہلوی ؂

الٰہی ہزاروں درود و سلام
تو بھیج ان پر اور انکی امت پہ عام

(سیارہ ڈائجسٹ رسول نمبر شمارہ نومبر ۱۹۷۳ء جلد ۱ ص ۱۰۹)

O-- مولوی ثناء اللہ امرتسری ؂

سلام اس نور رب العالمین پر + سب اس کی آل و اصحاب دین پر

(ترک اسلام ص ۸۶ مصنفہ مولوی ثناء اللہ امرتسری)

سلام اس پر جو مصطفٰی ہو کے آیا + وہ بندوں میں بندہ بڑا ہو کے آیا

(شمع توحید، مصنفہ مولوی ثناء اللہ امرتسری)

اور اصحاب محمد پر سلام + ہو میری جانب سے ہر دم صبح و شام

(نورِ توحید، مصنفہ مولوی ثناء اللہ امرتسری)

O-- مولوی محمد اسماعیل دہلوی کے پیر و مرشد سید احمد ؂

السلام ای نورِ رب العالمین + السلام اے محیط روح الامین
السلام ای صدر بدر دوجہاں + السلام ای فیض بخش انس وجاں
السلام ای بادشاہ مرسلاں + السلام اے قبلۂ صاحبدلاں
السلام ای نائب پروردگار + السلام ای قاسم جنات و نار
السلام اے مصطفٰی ای مجتبیٰ + السلام ای مقتدیٰ ابتدا
السلام اے سید عالی نسب + السلام ای معدن علم و ادب

در پذیر ای شاہ دین زین متہام
صد درود و صد نیاز و صد سلام

السلام ای فرش تو عرش عظیم + السلام ای مسکنت خلد و نعیم
السلام ای شاہد رب جلیل + السلام ای قاصد تو جبریل
السلام ای آفتاب اصطفا + السلام ای منبع صدق و صفا
السلام ای ماحی کفر وفساد + السلام ای سرورِ خیر العباد
السلام ای ناظم اقلیم دین + السلام ای وارثِ خلدِ بریں
السلام ای سرور باغ سروری + السلام ای عزت پیغمبری
السلام ای پیشوای متقین + السلام ای مرشد دنیا و دیں
السلام ای عالم علم خدا + السلام ای شافع روز جزا

السلام ای داور دین السلام

السلام ای یاور دین السلام

(مخزن احمدی، مصنفہ سید محمد علی، ص ۱۰۴-۱۰۵ طبع آگرہ ۱۲۹۹ھ)

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی!

حجاز میں نجدیوں کی طرف سے مسٹر گاندھی ہندو پر سلام

سلام اللیل یا غاندی + وھذا الزھر من عندی

(القرأۃ الاعدادیہ الجزاء الثانی ص ۲۳۵ حوالہ مقیاس صلوٰۃ ص ۴۰۶ طبع لاہور ۱۹۸۵ء)

روزنامہ جنگ ۲۹ ستمبر ۱۹۵۶ء کا تبصرہ

سرزمین حجاز کے دارالخلافہ ریاض میں بھارتی وزیراعظم مسٹر نہرو کے استقبال پر "مرحبا رسول السلام" جیسے ننگ اسلام اور اسلام سوز قسم کے نعرے لگائے گئے۔ ان سے نہ صرف پوری مسلمانانِ عالم کے دینی جذبات وغیرت کو ناقابل برداشت صدمہ پہنچا ہے بلکہ متولیٔ حرمین شریفین کی اس مواحدانہ دین داری کا بھی پول کھل گیا ہے۔ جس کا سارے عالم اسلام میں ڈنکا پیٹا جارہا ہے۔ اس سے قطع نظر کہ سرزمین توحید اور گہوارہ اسلام میں ایک صنم پرست بلکہ منکر خدا اور اللہ کے باغی کو دعوتِ تکریم دینا اور جوارِ رسول میں بسنے والے موحدین مردوں اور عورتوں سے خیر مقدم، استقبال کرانا پاسبانِ حرم کے لئے کہاں تک زیب دیتا ہے۔ خود یہ بات بھی اپنی جگہ انتہائی شرمناک اور غیر اسلامی ہے کہ پنڈت نہرو کے لئے "رسول السلام" جیسے اصطلاحی لفظ استعمال کئے جائیں۔ الخ

لفظ "رسول" اسلام اور قرآن کریم کی مخصوص اصطلاح ہے جس کی حیثیت شعائر اللہ اور شعائر اسلام کی سی ہے۔ جیسے قرآن، مسجد حرام، مسجد اقصیٰ وغیرہ قسم کے بے شمار الفاظ اسلامی شعائر ہیں جو اپنے لغوی معنوں سے نکل کر اصطلاحی معنی کے لئے خاص ہوگئے ہیں۔ اب ان الفاظ کو لغوی معنی میں استعمال کرنا بالخصوص ان لوگوں کی طرف سے جن کو عربی زبان کے استعمال کرنے کے لئے حدودِ دین کا پاس رکھنا ضروری ہے۔ قطعاً حرام ہے۔ بلکہ شعائر اللہ کی کھلی ہوئی بے حرمتی ہے۔

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی الخ

اور اللہ کے باغی کے احترام میں آج ناموسِ رسول کو یہ کہہ کر بھینٹ چڑھایا گیا۔ ہے کہ رسول کے معنی قاصد کے ہیں تو آیندہ تمام شعائرِ اسلام کی حرمت کبھی باقی نہ رہ سکے گی۔

پھر سلامتی اور امن کا استعمال بھی کس قدر حیاسوز اور عزت کش ہے کہ جس ملک میں آئے دن خون مسلم سے ہولی کھیلی جاتی رہی ہو وہ قاصدِ امن تو کیا ہوتا اس میں امن و سلامتی کا ادنیٰ شائبہ بھی موجود نہیں۔ خدا کی شان ہے کہ مردم خور درندوں کو قاصدِ امن کے لقب سے یاد کیا جائے۔

جنوں کا نام خرد رکھ لیا خرد کا جنوں　　جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

ہم آخر میں پاسبانِ حرم سے صاف طور پر یہ کہہ دینا چاہتے ہیں کہ حرمین شریفین مسلمانانِ عالم کی امانت ہے اور پاسبانوں کی طرف سے ناموسِ رسول کی بے حرمتی کبھی برداشت نہیں کی جاسکتی۔

(جنگ کراچی)

مرزائیوں کا وہابیوں سے سوال

الفرقان ربوہ فروری ۱۹۵۷ء

ایک مذہبی سوال لفظ رسول کے استعمال کے متعلق ہے۔ آج تو اہل حدیثوں کو یہ تاویل سمجھ آ رہی ہے کہ رسول کے معنی قاصد کے ہوتے ہیں۔ مگر جب بانی سلسلہ احمدیہ نے رسول کے معنی نامور اور تابع شریعت امتی نبی کے پیش کئے تھے تو یہی مولوی شور مچاتے تھے کہ یہ شرعی اصطلاح ہے۔ اس لفظ کے اطلاق کے معنی یہ ہے کہ یہ شخص نئی شریعت لانے کا مدعی ہے۔ اگر اس موقعہ پر اہلحدیثوں کو ہی لفظ رسول کی وسعت کا احساس ہوجائے اور وہ اپنی غلطی کو مان جائیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ اہل نجد کی غلطی مفید ہی ثابت ہوتی ہے۔ (الفرقان ربوہ)

اب ہم آخر میں اس سلسلہ کی آخری کڑی ماہنامہ نقاد کراچی کا نہایت دلچسپ اور طنز و مزاح سے بھرپور اور نہایت اہم تبصرہ پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

ماہنامہ نقاد کراچی بابت ماہ نومبر ۱۹۵۶ء

قاطع بدعات و مناہی مقلد (ابن) عبدالوہاب نجدی محافظ الحرمین الشریفین جلالت الملک شاہ سعود کے نام

فدائیانِ رسول و عالمیانِ اسلام کا پیغام

جلالت الملک! اللہ آپ کو محبتِ رسول دے۔ خدا معلوم آپکو معلوم ہے یا نہیں کہ ہندوستان

کے دس کروڑ مسلمانوں نے ۱۹۴۷ء میں پاکستان کے نام سے ایک الگ ملک بنا لیا تھا۔ اس نو
ملک کے بنتے ہی دشمنانِ اسلام و مسلمین نے مسلمانانِ ہند کو اپنے نرغے میں لے لیا تھا اور
قتلِ عام شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ ہندوستان سے مظلوم مسلمانوں نے اپنے آبائی وطن اور گھر
بھاگ بھاگ کر مرتے کھرتے نہ جانے کیا کیا مصائب برداشت کرنے کے بعد پاکستان میں
اختیار کر لی۔ لیکن اس کے بعد اب بھی ہندوستان میں ساڑھے چار پانچ کروڑ مسلمان موجود ہیں۔
نہ ان کی جانیں محفوظ ہیں نہ ان کی عورتوں کی عصمتیں۔

لیکن اے کلید بردارِ حرم !

جب آپ پچھلے دنوں ہندوستان کے سرکاری دورے پر آئے تو ان حالات کے باوجود آپ
ہندوستانی حکومت کو یہ سندِ شاہی عطا فرمادی کہ میں بحیثیتِ محافظِ حرمین شریفین اس بات سے مطمئن
ہوں کہ ہندوستان میں مسلمان امن و سکون سے ہیں اور ان کی جانیں محفوظ ہیں وغیرہ وغیرہ۔

یقین کیجئے شاہ ! آپ کی اس سندِ شاہی کی تشہیر کے بعد ہمیں محمد شاہ رنگیلے کے
فرامین بے ساختہ یاد آگئے تھے اور ہم یہ بھی سمجھ گئے تھے کہ ترک کی مسلمان قوم آپ اور آپ کی
حکومت سے کیوں غیر مطمئن رہتی ہے۔

اس واقعہ کے بعد آپ نے ایک غیر مسلم سربراہِ مملکت کو سرزمین حجاز مقدس کے سرکاری
دورے کی دعوت دی اور ۲۴ ستمبر ۱۹۵۶ء کو بھارت کے وزیرِ اعظم پنڈت جواہر لعل نہرو جب
آپ کے دار الخلافہ ریاض پہنچے تو آپکی حکومت کے اکٹھے کیے ہوئے عوام نے یارسول السلام نہرو
کے شرمناک نعروں سے استقبال کیا تھا۔ اس استقبال کرنے والوں میں عرب کے وہ قبائلی بدو اور
عورتیں بھی شریک کیے گئے تھے جو کسی دشمنِ اسلام فرد یا قوم کے لیے اپنے دلوں میں جذباتِ احترام
نہیں رکھتے۔ پھر سب سے بڑا اجتہاد جو آپ جیسے "قاطع بدعات" نے کیا وہ یہ تھا کہ عرب کی
خواتین کو غیر محرموں کے انبوہِ کثیر میں لا کر ان سے ایک غیر محرم غیر مسلم شخص کا استقبال سرزمین
حجاز پر "رسول" جیسے مقدس و متبرک خطاب سے کرایا۔

عسائیوں کی قبروں پر پھول

سعودی عرب کے وزیرِ دفاع امیر فہد ابن سعود نے جو شاہ سعود کے ہمراہ امریکہ آئے
ہیں۔ کل امریکہ کے پہلے صدر جارج واشنگٹن کی قیام گاہ کی سیر کی اور جارج واشنگٹن کی قبر پر پھول
چڑھائے۔ (کوہستان ۲ فروری ۱۹۵۷ء)

ایک گمنام سپاہی کی قبر پر پھول چڑھائے۔ (نوائے وقت ۲ فروری ۱۹۵۷ء)

ی کی مڑھی پر پھول :- امیر فیصل ۱۹۵۵ء میں ہندوستان پہنچے تو قیام کے دوران
پرشاد ، ڈاکٹر رادھاکشن اور پنڈت نہرو سے ملاقاتیں کیں اور راج گھاٹ پر مہاتما
کی سادھ پر پھول چڑھائے گئے۔
(... لاہور ۱۱ مئی ۱۹۵۵ء حوالہ "پھل تے کنڈے" از صائم چشتی ص ۲۵۳-۲۵۴ طبع لائل پور ۱۹۶۹ء)

کبریا ﷺ کی مخالفت

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال النبی اللّٰھم بارك لنا فی شامنا اللّٰھم بارك لنا فی یمننا
یارسول اللہ و فی نجدنا ، قال اللّٰھم بارك لنا فی شامنا اللّٰھم بارك لنا فی یمننا قالوا یارسول
اللہ و فی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثة ھناك الزلازل و الفتن وبھا یطلع قرن الشیطان ۔
(رواہ البخاری) (مشکوٰۃ مترجم ص ۲۸۳ جلد ۳ طبع لاہور)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ اے اللہ! ہمارے شام میں برکت
... اے اللہ! ہمارے یمن میں برکت ڈال ۔ صحابہ نے کہا۔ اے اللہ کے رسول اور ہمارے نجد
... آپ نے فرمایا: اے اللہ! ہمارے شام اور یمن میں برکت ڈال۔ صحابہ نے کہا اور نجد کے لیے
... میرا خیال ہے آپ نے تیسری بار فرمایا۔ اس جگہ زلزلے اور فتنے ہوں گے اور
شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔

امیر محمد بن اسماعیل یمنی صنعانی المتوفی ۱۱۹۹ھ / ۱۶۸۷ء لکھتے ہیں :-

"سلامی علیٰ نجدٍ وَمَنْ حَلَّ بالنَّجدِ"

... پر سلام ہو اور جو نجد میں آ جائے اس پر بھی سلام ہو۔

(محمد بن عبدالوہاب از مسعود عالم ندوی ، طبع لائل پور، ص ۴۷)

میں وھابی
سے
سُنّی کیسے ہوا؟
اور کیوں ہوا؟

میری کہانی میری زبانی

میں وہابی سے سنی کیسے ہوا؟ اور کیوں ہوا؟

قاری محمد جاوید اقبال نقشبندی جماعتی سابقہ غیر مقلد خطیب جامع مسجد غازی گل روڈ حمید کالونی گوجرانوالہ میں 1953ء 17 اپریل بروز بدھ بوقت صبح 4 : 15 بجے بمقام ٹھٹھیارانوالی تھانے والا بازار سیالکوٹی دروازہ مکان نمبر 1114 گوجرانوالہ میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم اول سے چہارم تک گورنمنٹ پرائمری سکول نمبر 1 شیرانوالہ باغ سے حاصل کی۔

1962ء۔ 17 جنوری کو بوجہ جگہ کم ہونے کی بنا پر منڈی کامونکی محلہ دھوپ سڑی نئی آبادی میں رہائش پذیر ہوئے۔ گورنمنٹ پرائمری سکول نمبر 4 کامونکی سے پرائمری پاس کی۔ بعد ازاں گورنمنٹ ہائی سکول کامونکی میں چھٹی سے لیکر میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ 1967ء میں گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ میں داخلہ لیا اور 1969ء کو ایف-اے کیا۔ بعد ازاں میرا ذہن دینی تعلیم حاصل کرنے کی طرف مائل ہوا۔ ابتدائی دینی تعلیم یعنی قرآن مجید 1970ء سے لے کر 1974ء ناظرہ ترجمہ کیا۔ معلم حضرت مولانا سید عبدالغنی شاہ تھے۔ جو کہ خطیب جامعہ مرکزی مسجد اہل حدیث کامونکی میں خطیب تھے۔ اس وقت اراکین مسجد شیخ شاکر صدر۔ جنرل سیکرٹری شیخ محمد بشیر آڑھتی۔ شیخ فضل دین عرف پھجا۔ حکیم قمر الدین۔ غلام محمد لودھی اور دیگر اراکین تھے۔ سید عبدالغنی شاہ صاحب کے ہاں اولاد نہیں تھی۔ اسی بنا پر جناب شاہ صاحب نے مجھے میرے دادا محترم سے مانگا۔ اس لئے کہ میں اس کو عالم بناؤں گا۔ میرے بعد میری جگہ پر خطیب ہوگا۔ والدِ محترم مان گئے۔ 1979ء کو جناب شاہ کا انتقال ہوگیا۔ بعد ازاں 1980ء تک میں جامع مرکزی مسجد اہلحدیث کامونکی کا خطیب رہا۔ عرصہ چھ ماہ خطابت کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ میں کسی جامع میں داخلہ لے کر احادیث کی تعلیم بھی

حاصل کروں۔ ۱۹۸۰ء ۔ 24 اکتوبر کو جامعہ سلفیہ فیصل آباد زیر نگرانی
عبدالرحمٰن مدنی داخلہ لیا۔ جب میں نے جامعہ سلفیہ میں داخلہ لیا۔ اس وقت
میرے ساتھ خاص طور پر جو تعلیم حاصل کرنے والے تھے وہ نام تحریر کرتا ہوں
مولانا محمد منشاء ۔ مولانا محمد مسلم۔ مولانا منظور احمد۔ مولانا شفیق الرحمان۔ مولانا
عتیق الرحمان۔ مولانا عبداللہ امرتسری۔ مولانا جاوید ککے زئی۔ مولانا عبدالغفور
بہاولپور وغیرہ تھے ۔

1983ء کو دورہ حدیث کرنے کے بعد پھر دوبارہ مرکزی جامعہ مسجد اہل حدیث
خطیب مقرر ہوا ۔ میں نے انتظامیہ سے کہا کہ میرے مدمقابل مولانا محمد اکرم
رضوی خطیب جامع مسجد فیضِ مدینہ میں خطیب ہے۔۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ
رضوی کے مقابلہ کے لئے کسی عالم جو کہ فارغ التحصیل ہو اسے لانا چاہیے۔
صلاح مشورہ کے بعد میں اور شیخ شاکر ۔ شیخ بشیر آڑھتی حکیم قمرالدین موضع
نجانوالی سادھوکی ضلع گوجرانوالہ جامعہ میں پہنچے۔ وہاں مولانا حبیب الرحمان
رحمانی کو لایا گیا۔ چند ہی دن ہوئے تھے مولانا کو آئے ہوئے تو والدِ محترم کے حکم
سے مولانا کے پاس رہنا شروع کیا۔ کتابوں کا مطالعہ بھی کرتا رہا اور پروگراموں پر
جاتا رہا۔ تقریباً 3 ماہ بعد کسی سے مولانا صاحب نے سن لیا کہ رحمانی تو قوم کمہار
ہے۔ مجھے کہنے لگے کہ کیا کیا جائے کیونکہ میں ذات کا کمبوہ ہوں تو کیا کروں میں نے
کہا مولانا آپ اپنا تخلص تبدیل کرلیں۔ بعد یزدانی لقب رکھا گیا۔ یزدانی کے
آنے کے بعد میں اپنی محلہ نئی آبادی دھوپ سڑی کامونکی کی جامعہ مسجد مبارک
اہل حدیث المعروف ٹاہلیاں والی میں خطیب مقرر ہوا۔ وہ اس لئے کہ کیونکہ
ہماری رہائش بھی جامعہ مسجد مبارک اہل حدیث کی ساتھ والی گلی میں تھی۔ اس
طرح وقت گزرتا گیا۔ 6 مارچ 1984ء کو ایک کانفرنس بسلسلہ سیرت النبی
ﷺ موضع 5 چک سیکنجانوالہ ضلع وہاڑی میں منعقد ہوئی۔ جس میں خطابات

کے لئے یزدانی صاحب کا نام اور میرا نام نمایاں تھے۔ دوران سفر میں نے یزدانی
سے کہا اس علاقہ کے لوگ زیادہ پیر پرست ہیں۔ مہربانی فرماکر پیروں کے متعلق
کچھ نہ کہنا ۔قصہ مختصر کہ حاصل پور کے علاقہ میں پیر رنگیلا شاہ صاحب کا دربار تھا
ہوا ہے ۔ یزدانی نے دورانِ خطاب کچھ ایسے الفاظ پیر رنگیلا شاہ صاحب کے
متعلق کہے جو کہ برداشت سے باہر تھے۔ پھر کیا تھا۔ اس چک کا نمبردار چوہدری
محمد ڈوگرہ پیر رنگیلا شاہ صاحب کا مرید تھا۔ وہاں پر جھگڑا شروع ہوگیا۔ نمبردار
کے لڑکے نے یزدانی کے سر پر لاٹھی مارنا چاہی تو میں نے دیکھتے ہی بایاں بازو یزدانی
کے سر کے قریب کیا جسکی وجہ سے میرے بائیں بازو کی کلائی ٹوٹ گئی جو کہ زندہ
ثبوت ہے۔ اور ہمیں 3 دن تک زیرِ حراست ایک کمرہ میں رکھا گیا۔ نمبردار اثر
رسوخ والا آدمی تھا۔ اس لئے پولیس والوں نے مزاحمت نہ کی۔ جس کمرے میں
ہم تھے۔ وہاں ہی کھانا پینا وہیں پر پیشاب پاخانہ۔ کیا لکھوں قلم لکھنے سے قاصر ہے۔
وہ الفاظ نہیں لکھ سکتا جو کچھ سننے میں آیا۔ تفصیل لکھنے سے قاصر ہوں۔ بہر کیف
مختصر عرض ہے کہ 3 دن کے بعد میں نے کمرہ کے اندر ہی سے نمبردار کی منت
سماجت کی اس نے کہا کہ پہلے میرے پیر کی تعریف اور کوئی کرامت سناؤ پھر جان
چھوٹے گی۔ میں نے کہا کہ جناب نمبردار صاحب میرے تو بازو کی کلائی بھی ٹوٹ
چکی ہے۔ مہربانی فرماکر مرہم پٹی تو کروا دیں۔ میں نے نمبردار کو اس کے پیر کا
واسطہ دیا ۔تب جاکر اس نے مجھے باہر نکالا اور پٹی وغیرہ کی۔ میں نے سوچا کہ اب
موقع ہے ۔کوئی بریلوی پیر کی کرامت نمبردار کو سناؤ شاید جان بچ جائے ۔ مختصرا
میں نے دو تین بریلویوں کے پیروں کی کرامتیں پڑھی تھیں جو کہ ذہن میں تھیں۔
ایک پیر مہر علی شاہ صاحب۔ دوسری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی۔ بعد میں
جس طرح آزادی ملی ۔ لمبی تفصیل ہے۔ (کبھی موقع ملا تو تفصیل کے ساتھ عرض
کرونگا۔) راستہ میں میں نے یزدانی سے کہا۔ یہ بتاؤ کہ اب کامونکی واپس جا کر

لوگوں کو کیا جواب دینا کہ اتنے دن کہاں رہے؟ کہنے لگا کہ کہہ دینا کہ دوسری جگہ کے پروگرام تھے وہاں پر چلے گئے تھے۔ جھوٹ نمبر 1۔ پھر میں نے کہا اگر لوگوں نے سوال کیا کہ تمہارا بازو کیسے ٹوٹا؟ تو کیا جواب دونگا۔ کہنے لگا کہ کہہ دینا کہ کیلے کے چھلکے سے پھسل گیا تھا۔ دوسرا جھوٹ۔ پھر میں نے کہا کہ یہ جو گاڑی جس کا نمبر LHM / 1960 ہے اس کے شیشوں اور سکرین کے متعلق سوال ہوا تو پھر کیا جواب دوں؟ کہنے لگا کہ کہہ دینا کہ بریلویوں نے گاڑی پر آتی دفعہ پتھراؤ کر دیا تھا۔ تیسرا جھوٹ۔ مختصرا واپس کاموکی آئے تمام رام کہانی سنائی گئی لیکن مسجد کی انتظامیہ مشکوک نظروں سے میری رام کہانی سن رہی تھی۔ آخر 4 دن کے بعد والدِ محترم نے پوچھا تو میں نے تمام کچھ کہہ دیا جو جو ہمارے ساتھ ہوا تھا۔ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے یزدانی کا ساتھ چھوڑ دیا۔ والدِ محترم کے حکم کے مطابق میں شیخوپورہ چلا گیا اور حافظ عبداللہ شیخوپوری کے ساتھ جانا شروع کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد حافظ صاحب کی جب داڑھی کاٹی گئی جو کہ شیعوں نے نہیں کاٹی۔ معاملہ کچھ اور تھا۔ لکھ نہیں سکتا۔ (کبھی حاضری پر) سناؤں گا۔ جلسہ کے واپسی پر میں نے حافظ صاحب سے کہا کہ شیخوپورہ والوں نے اگر سوال کر دیا اور کریں گے ضرور تو کیا جواب دوں۔ حافظ صاحب کہنے لگے کہ کہہ دینا کہ شیعوں نے کاٹی ہے۔ یہ بھی جھوٹ تھا۔ میں سوچنے لگا۔ ایک طرف تو ہم اپنے آپ کو موحد کہلاتے ہیں۔ دوسری طرف میرے علماء جھوٹ بولنے کی تعلیم دیتے ہیں میں سوچ میں پڑ گیا۔ چند دنوں کے بعد داڑھی والا معاملہ بھی کھل گیا۔ میں پھر واپس کاموکی آ گیا۔ دوبارہ یزدانی سے صلح ہونے کے بعد آمدورفت کے سلسلہ شروع ہو گیا۔ 17 اپریل 1986ء بروز بدھ جامع مسجد اہل حدیث ہیڈ ہمبانوالہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں ایک جلسہ عام بسلسلہ سیرت النبی ﷺ منعقد ہوا۔ جس میں خطابات کے لئے مولانا حبیب الرحمان یزدانی، حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری، مولانا

ہمبانوالہ ڈسکہ، مولانا عبداللہ نثار سیالکوٹ، مولانا رفیق سلفی راہوالی، مولانا محمد اسلم صاحب شیخوپوری، مولانا نذیر سبحانی شاعر، مولانا محمد رفیق مدنی، حافظ عبدالقادر روپڑی اس جلسہ کی نقابت میرے ذمہ تھی۔ دورانِ تقریر حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری نے معراج مصطفیٰ ﷺ بیان کرتے کرتے یہ کہا کہ معراج کی رات اللہ کے پاک پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے انبیاء کو نماز پڑھائی۔ میرے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ ایک طرف ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ نبی ولی مر کر مٹی ہو چکے ہیں۔ دوسری طرف ہمارے مناظر صاحب کہہ رہے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے انبیاء کو نماز پڑھائی۔ دوسرا سوال یہ پیدا ہوا کہ نبی پاک ﷺ نے نماز پڑھائی۔ تو کون سی آیات قرآن مجید کی پڑھیں اور پیچھے انبیاء علیہ السلام نے کیا پڑھا۔ تیسرا سوال یہ پیدا ہوا کہ معراج کی رات جو اللہ تعالیٰ نے 50 نمازیں فرض کی تھیں۔ 50 میں سے پانچ کروانے میں جو حائل ہوتے ہیں جن کا نام حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے۔ پہلے آسمان پر روح تھی یا کہ خود موسیٰ علیہ السلام بمعہ جسم موجود تھے۔ یہ تین سوال تھے۔ اس کانفرنس میں میں نے تین رقعے لکھ کر دیئے۔ لیکن جواب نہ مل سکا۔ بہر کیف مناظر کی تقریر کا وقت ہوا۔ اس جلسہ کی نقابت میرے ذمہ تھی۔ بعد میں دوسرے مقرر کی باری تھی میں نے مقرر کا نام لینے سے پہلے ان تینوں سوالوں کو دہرایا اس لئے کہ بعد میں آنے والا مقرر ان تینوں سوالوں کے جواب سے عوام الناس کو مستفیض کرا سکے۔ جلسہ انتشار کی نظر ہوا۔ تفصیل لکھنے سے قاصر ہوں۔ (کبھی خدمت کا موقع ملا تو تمام واقعات سے روشناس کراؤں گا) بہر کیف واپسی پر جو کچھ میرے ساتھ ہوا سو ہوا لیکن پھر مناظرین کے چہروں کے رنگ تبدیل ہو چکے تھے۔ وقت گزرتا گیا۔ بعد ازاں قلعہ چھمن سنگھ والی کانفرنس کا وقت آ گیا۔ بندۂ ناچیز بھی اس کانفرنس میں موجود تھا۔ کیا تھا کہ اللہ

تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں نے ثناخوان مصطفیٰ بننا تھا۔ واقعہ اس طرح علامہ احسان الٰہی ظہیر کے بھائی ڈاکٹر فضل الٰہی ظہیر ہم دونوں چائے پینے کے کینٹین پر پہنچے ہی تھے کہ بعد میں دھماکہ ہوا جس میں اہلِ حدیث کے جید موت کی بھینٹ چڑھ گئے جن میں حبیب الرحمان یزدانی اور احسان الٰہی قابلِ ذکر ہیں۔ بعد ازاں وقت گزرتا گیا پھر جامعہ مسجد مرکزی اہل حدیث کاموکی منڈی میں حبیب الرحمان یزدانی کی جگہ حنیف ربانی جو کہ میری جامع مسجد مبارک اہل حدیث میں بچوں کو ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم دیتا تھا۔ اسے خطیب مقرر کر دیا گیا۔ 24 جولائی 1987ء کو بروز اتوار جامع مسجد محمدیہ اہلحدیث محلہ فیصل آباد گوجرانوالہ میں یاد شہداء کے اہل حدیث کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مولانا شمشاد احمد سلفی۔ مولانا معین الدین لکھوی ۔ مولانا حافظ عبداللہ شیخوپوری ۔ مولانا محمد حسین شیخوپوری۔ مولانا رفیق سلفی ۔ مولانا شہباز سلفی شفیق پسروری۔ مولانا محمد اعظم ۔ حافظ عبدالقادر روپڑی قابل ذکر ہیں۔ میں وہاں پر بھی سوالات دہرائے۔ جوابوں سے مطلع نہ کیا گیا۔ بلکہ جھڑک دیکر ٹال دیا گیا۔ میں کب باز آنے والا تھا۔ جلسہ کے اختتام پر میں نے حافظ عبداللہ شیخوپوری سے پھر سوال کیا۔ لیکن یہ کہہ کہ ٹال دیا گیا۔ یہ کوئی خاص مسائل نہیں ہیں ۔ جس پر تم بضد ہو۔ کوئی اور بات کریں۔ لیکن میرا ذہن مطمئن نہیں تھا دل میں طرح طرح کے خیالات آتے تھے۔ دل پریشان تھا۔ آخر کس کے پاس جاؤں کس سے مسائل حل کرواؤں اس دوران کچھ کتب کا مطالعہ کیا جو قابل ذکر ہیں۔

نمبر1 :- صراطِ مستقیم مصنف مولانا اسماعیل دہلوی جس میں لکھا ہے کہ نماز میں عورت کی گائے اور گدھے کا خیال آجائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ نبی ﷺ کا خیال آ جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

نمبر2 :- کتاب الوسیلہ۔ مصنف ابنِ تیمیہ۔ اس میں تحریر ہے کہ بعض اوقات شیطان انسانی شکل میں آ کر کہتا ہے کہ میں موسیٰ، عیسیٰ، خضر حتیٰ کہ محمد ہوں۔ دوسری جگہ پر تحریر ہے (لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

بعض اوقات جو کہ قبور سے آوازیں آتی ہیں وہ شیطین کی آوازیں ہوتی ہیں۔ چاہے کہ کسی ولی غوث قطب یا نبی کی قبر ہو۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

نمبر3 :- تقویۃ الایمان۔ مصنف اسماعیل دہلوی۔ اس میں اسماعیل دہلوی نے توحد کی توڑ دی کسی جگہ پر لکھا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مانو۔ نبی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ خدا چاہے تو کروڑوں محمد پیدا کر دے نبی ولی خدا کے آگے چمار سے اور ذلیل ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ نبی مر کر مٹی ہو چکے ہیں۔ اس میں تحریر نبی کو ماننے والا مشرک ہے۔

نمبر4 :- کتاب التوحید۔ مصنف عبدالوہاب نجدی ۔ انبیاء کلمہ کی فضیلت نہیں جانتے۔

نمبر5 :- تحفۃ الوہابیہ۔ اس میں تو کمال کو ہاتھ لگا دیا۔ دوسری کتب کا بھی مطالعہ کیا گیا اس میں خاص قسم کی کتاب جس کا نام نزل الابرار فی فقہ النبی المختار ۔ مصنف وحید الزمان۔

ان کے علاوہ کئی اور کتابیں نجدیوں کی نظر گزریں تفصیل درکار نہیں ہے۔ کتب کا نام ذکر کر رہا۔ اب چند کتب دیوبندیوں کی بھی نظر گزریں اشارہ تحریر ہے۔

نمبر1 :- تحذیر الناس۔ مصنف قاسم نانوتوی۔ جسمیں ختم نبوت سے انکاری ہے۔ امتی عمل میں نبی سے بڑھ جاتا ہے۔

نمبر2 :- براہینِ قاطعہ ۔ مصنف مولانا خلیل احمد انبیٹھوی۔ جس میں تحریر ہے۔ میلاد سنانا ہندوؤں کی رسم ہے۔ 12 ربیع الاول ہندو کھنیا کی ولادت کے دن ہے۔ اس کتاب میں تحریر ہے کہ نبی کو اردو بولنا مدرسہ دیوبند سے آیا۔

نمبر3 :- رسالہ الامداد۔ مولانا اشرف علی تھانوی ۔اس میں تحریر ہے کہ لا الہ الا
اشرف علی رسول اللہ

درود شریف۔ اللھم صل علی سیدنا مولانا اشرف علی

نمبر4:- حفظا لایمان ۔ مصنف اشرف علی تھانوی۔اس میں تحریر ہے کہ
نبی کو ہے اتنا کسی پاگل دیوانے حیوانات کو بھی ہے۔

نمبر5:- رشید ابن رشید۔ مصنف (محمد دین بٹ)۔ جس میں یزید کو حق
حسین کو باغی قرار دیا گیاہے۔یزید کو جنتی ؓ لکھا گیا ہے۔

نمبر6:- فتاویٰ رشیدیہ مصنف رشید احمد گنگوہی۔ قابل دید ہے۔ کس کس
کا حوالہ اور کونسی کونسی کتب کے نام تحریر کروں۔

ان چند کتب کی کفریہ عبارات پڑھ کر دل بہت بیزار ہوا۔ یزدانی کے مرنے
بعد ہم بمعہ اہل خانہ دوبارہ گوجرانوالہ محلہ سمن آباد میں رہائش پذیر ہوئے
وہاں پر جامع مسجد قبا اہل حدیث جس کا متولی مولانا شہباز احمد سلفی ہے۔اس
میں خطیب مقرر ہوا۔چند ماہ خطابت کے بعد مجھ پر اہل تشیع نے چھریوں سے
کیا ۔ جس پر شہباز احمد سلفی۔ محمد یوسف احرار ۔ مولانا محمد اعظم۔ مولانا
الرحمان اپل جنرل سیکرٹری جامعہ محمدیہ اہل حدیث چوک نیائیں مجھے کمشنر
زخمی حالت میں لیکر گئے اور مقدمہ درج ہوا۔ کچھ ہی ماہ بعد اہل حدیثوں
سنیوں میں مناظرہ اختیار مصطفیٰ ﷺ ہونا قرار پایا۔ کاچھو پورہ لاہور جامع
رحمانیہ اہل حدیث اور جامعہ مسجد غوثیہ رضویہ جگہ مقرر کی گئی ۔ اہل حدیث
کی طرف سے حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری ، حافظ عبدالقادر روپڑی ، مولانا
احمد سلفی، محمد حنیف ربانی روپڑی صاحب صدر مناظر تھے۔

سنیوں کی طرف سے علامہ عبدالتواب صدیقی اور دوسرے علماء تھے۔ میں
مناظرہ میں بطور معاون تھا میں نے سوچا کہ میرے ذہن میں جو مسائل کے بار

ق ہے وہ دور ہو جائے گی۔ جمعرات کا دن تھا۔1987ء۔ 22 دسمبر تاریخ
ی۔ میں نے مناظرہ شروع ہونے سے پہلے جو سوالات شروع شروع میں تحریر
ے ہیں۔ مولانا رفیق سلفی سے پوچھے۔ انہوں نے دوسری طرف رخ کیا۔ قصہ
جواب ندارد۔ آخر کار میں نے ہمت کر کے سنیوں کے سٹیج پر پہنچ گیا۔ علامہ
عبدالتواب صدیقی سے سوالات کا پرچہ آگے رکھا۔تو انہوں نے سترہ احادیث
مبارکہ حیات الانبیاء کی لکھ کر دیں۔ اور مجھ سے کہا کہ جاؤ اپنے مناظرین سے
ان احادیث کے متعلق پوچھو۔ آیا یہ احادیث صحاح ستہ میں موجود ہیں یا کہ نہیں۔
صحیح ہیں یا کہ ضعیف ہیں۔ میں وہ پرچہ لے کر اپنے مناظرین کے پاس آیا اور حافظ
عبداللہ شیخوپوری سے پوچھا کہ احادیث کہاں پر ہیں؟ ضعیف ہیں یا کہ صحیح ہیں؟
تو جواب ملا ان میں تین احادیث صحیح ہیں باقی تمام ضعیف ہیں۔تو میں نے کہا کہ
اگر تین حدیثوں پر بھی ہمارا ایمان ہو تو معلوم ہوا کہ انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں۔
لہذا ہمارا عقیدہ من گھڑت ہے ۔ گستاخ عقیدہ ہے ۔ لعنت ہے ایسے عقیدے
پر جس میں انبیاء کی توہین ہو۔ میں ایسے برے گندے اور گستاخ عقیدہ سے توبہ
کرتا ہوں۔اتنی باتیں کر کے جب میں سنیوں کے سٹیج پر پہنچا تو علامہ عبدالتواب
صدیقی صاحب نے اعلان کیا کہ سنیوں تم کو مبارک ہو۔تم نے مناظرہ جیت لیا
ہے۔لوگوں نے کہا علامہ صاحب کیسے؟ توصدیقی صاحب نے کہا یہ قاری محمد جاوید
اہل گستاخ گندے عقیدہ سے تائب ہو کر مسلکِ حقہ اہل سنت میں آچکے ہیں۔
پھر کیا تھا۔ وہابیوں نجدیوں کی تو نانی اماں مر گئی۔اور سنیوں کے سٹیج سے نعرہ تکبیر
نعرہ رسالت۔ نعرہ غوثیہ مسلکِ حق اہلسنت و جماعت زندہ باد کے نعروں سے فضا
گونجنے لگی۔ وہاں سے پھر جلوس کی شکل میں داتا دربار حاضری ہوئی۔ دربار
شریف میں پہلی دفعہ حاضری تھی ۔ داتا سرکار کی قدم بوسی کے بعد
علامہ عبدالتواب صدیقی صاحب کہنے لگے کہ قاری صاحب شانِ اولیاء بیان کریں اور

اپنا تائب ہونے کا واقعہ مختصر لفظوں میں بیان کریں۔ نجدی عقیدہ سے تائب ہونے کی وجہ تو بیان کر سکتا تھا۔ اولیاء کی شان کیسے بیان کرتا۔ کیا معلوم تھا کہ ولیوں کی شان کیا ہوتی ہے۔ صدیقی صاحب نے مجھے پانی دیا کہ قاری صاحب یہ داتا سرکار کی سبیل کا پانی ہے پی لیں۔ وہ پانی کا کیا۔ جیسے جیسے پانی پیتا رہا دل میں نورانیت پیدا ہوتی رہی۔ پھر کیا تھا میں نے تقریباً ایک گھنٹہ پچیس منٹ (1:25) تک شانِ اولیاء بیان کی۔ تمام رات مبارکبادیاں لیتے گزر گئی۔ جب صبح ہوئی تو میری دنیا بدل چکی تھی۔ پہلے گستاخِ اولیاء، گستاخِ صحابہ اور گستاخِ انبیاء تھا۔ اب تو میں اولیاء کے در کا گداگر اور ثناخوانِ مصطفیٰ تھا۔ دوسری طرف میرے اہلِ خانہ کو معلوم ہوا کہ وہ سنی بریلوی ہو چکا ہے۔ پھر کیا تھا تلاش شروع کر دی گئی۔ چند دنوں کے بعد والدِ محترم کی ملاقات داتا سرکار پر ہو گئی۔ تشدد کیا گیا لوگوں نے چھڑا دیا۔ اور کہا گیا آج سے میں تم کو جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ سے عاق کرتا ہوں۔ لیکن میں حضرت بلال حبشی کی سنت پر شیدا تھا۔ جائیداد چھوڑی تشدد برداشت کیا۔ آخر کار میرے خاندان کے ہاتھ ایک ہی راستہ باقی تھا۔ وہ میرے بیوی بچوں کا معاملہ تھا۔ کچھ دن گزرے ہوں گے کہ دوبارہ دربار شریف پر ہی ملاقات ہو گئی۔ اس وقت والد محترم اکیلے تھے۔ ساتھ میرا چچا زاد بھائی محمد ایوب اور چھوٹا بھائی نوید اقبال اور خالہ زاد بھائی ثناء اللہ تھے مجھے زد و کوب کرتے ہوئے سسرال والوں کے گھر جن کی رہائش سانده خورد لاہور چوہان روڈ پر تھی۔ وہاں لے گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے تمام رشتہ دار اکٹھے ہو گئے۔ باتیں ہوتی رہیں۔ آخر کار میرے سسر نے کہا کہ برخوردار تم مشرک ہو گئے ہو۔ اب تمہارا ہمارا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ اس لئے میری لڑکی کو طلاق دے دو۔ میں نے کہا کہ اپنی بیوی سے پوچھ لوں لیکن وہ بھی کہنے لگی کہ یہ عقیدہ مشرکانہ اور بدعتیوں کا عقیدہ ہے۔ اس طرح تمہارا میرا گزارہ نہیں ہو سکتا۔ جو میرے اباجان کہتے ہیں

مجھے فیصلہ منظور ہے۔ آخر کار میں نے کاغذ تحریر تین طلاقیں یک مشت دے دیں۔ اور کمرہ سے باہر آکر میں نے وہ کاغذ اپنے والدِ محترم کے آگے کر دیا۔ جب والدِ محترم نے تحریر پڑھی تو تمام پریشان ہو گئے۔ اور کہنے لگے ہم تو تم کو ڈرانے کے لیے کہہ رہے تھے۔ یہ تم نے کیا کیا۔ میں نے جواب دیا۔ اب یہ میرے نکاح میں نہیں ہے۔ حنفی عقیدہ میں تین طلاقیں یک مشت ہو جاتی ہیں۔ میں اب نجدی نہیں ہوں جس میں ستر بار بھی کہہ لیں تو ایک طلاق مانی جاتی ہے۔ بعد ازاں اہل خانہ نے مجھے زد و کوب کیا۔ اور بچوں کو چھوڑنے کے لئے بھی کہہ دیا۔ میری ایک لڑکی اور ایک لڑکا ہے۔ لڑکی کا نام شاہدہ پروین اور لڑکے کا نام شہزاد جاوید ہے۔ لڑکا خدا کی طرف سے ہی پیدائشی معذور پیدا ہوا۔ اور لڑکی ٹھیک ہے۔ میں نے سوچا کہ خدا کو معلوم کہاں کہاں پر رہنا ہے اور کیا کیا مصیبتیں جھیلنی ہیں۔ میں تمام حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میں نے ناموسِ رسالت کی خاطر بچے بھی قربان کر دیئے۔ پھر کیا تھا میں ہر طرح سے آزاد ہو چکا تھا۔ جاتی دفعہ میں نے اپنے خاندان والوں سے کہا۔ اب ہر جگہ ہر گھڑی تمہارا میرا آمنا سامنا ہوتا رہے گا۔ اور تمہارے گندے عقیدے کو کھول کھول کر بیان کروں گا۔ گلی گلی کوچہ کوچہ قریہ قریہ یارسول اللہ کے نعرے لگاؤں گا۔ بعد ازاں میں داتا سرکار رات کو حاضری دی۔ تمام رات نفل اور قرآن مجید پڑھتے پڑھتے گزری۔ رات کے کچھ حصہ میں میری آنکھ لگ گئی اور سفید ریش داڑھی دراز قد نورانی چہرہ والے بزرگ نمودار ہوئے۔ اور میری کمر پر ہاتھ پھیرا اور کہنے لگے بیٹا گھبرانا نہیں۔ خدا اور خدا کا رسول ﷺ تمہارے ساتھ ہیں۔ ولیوں کا تم پر ہاتھ ہے۔ اتنی ہی بات ہوئی تھی کہ آنکھ کھل گئی۔ میرے دل اور ذہن میں جو جو پریشانیاں تھیں تمام دور ہو گئیں۔ 1988ء۔ 14 اکتوبر کو میرے خاندان والوں نے مجھے قتل کروانے کا منصوبہ بنایا بلکہ قتل کا معاوضہ پچاس ہزار روپیہ دینا مقرر ہوا۔

قاتل کو نصف رقم پہلے ادا کی گئی اور نصف قتل کے بعد دینی قرار پائی۔ (واقعہ تفصیل سے لکھنے سے قاصر ہوں۔ کبھی موقعہ ملا تو تفصیل کے ساتھ عرض کروں گا)۔ بعدازاں تبلیغ کا سلسلہ شروع ہوا۔ پھر کیا تھا۔ جہاں جہاں پر غیر مقلدین کے جلسے ہوتے تھے۔ سنی علماء مجھے بھی خدمت کا موقع دیتے رہے۔ اور وہاں وہاں پر جا کر مسلک حقہ کی حقانیت پیش کرتا رہا۔ اور کر رہا ہوں۔ اور نبی پاک ﷺ کی ثناخوانی کرتا رہا اور کر رہا ہوں۔ نجدی پلید عقیدے کی سرکوبی کرتا ہوں اور کر رہا ہوں اور کرتا رہوں گا۔

کچھ واقعات سابقہ غیر مقلدین میں ہوتے ہوئے ایسے بھی پیش آئے جن کو تحریری طور پر لکھنے سے قاصر ہوں۔ (کبھی خدمت کا موقع ملا تو تفصیل کے ساتھ حوالہ عرض کروں گا۔) مثال کے طور پر مولانا محمد حسین شیخوپوری کی ٹانگیں ٹوٹنے کا واقعہ۔ حبیب الرحمان یزدانی پر چھریاں چلنے کا واقعہ۔ حبیب الرحمان یزدانی کے لڑکے انعام الرحمان کے مرنے کا واقعہ۔ اکرم رضوی کے خلاف جھوٹی گواہی دینے کا واقعہ اور جیل جانے کا واقعہ۔ نارو وال سے واپسی پر حافظ عبداللہ شیخوپوری کی پٹائی کا واقعہ۔ حافظ عبداللہ شیخوپوری کا عدالت میں جھوٹا قرآن اٹھانے کا واقعہ۔ ڈیرہ نواب شاہ میں کتابیں چھوڑ کر بھاگنے کا واقعہ۔ حافظ عبدالقادر روپڑی کی لڑکی کا نکاح امام کعبہ عبداللہ ابن سبیل کا واقعہ۔ عبدالغفور مدنی جہلمی کا سات لڑکیوں کو تعلیم کا جھانسہ دے کر عرب امارات کے امراء سے نکاح کا واقعہ۔ حافظ عبداللہ شیخوپوری کی داڑھی کٹ جانے کا واقعہ وغیرہ وغیرہ۔ اس کے علاوہ کئی واقعات ہیں جو کہ تحریر نہیں کئے جا سکتے۔ اب آخر میں جن جن اساتذہ کرام سے غیر مقلد ہوتے ہوئے قرآن مجید۔ تفاسیر اور احادیث کی تعلیم حاصل کی۔ ان کے نام درج کرتا ہوں۔ 1 : سید عبدالغنی شاہ خطیب جامع مسجد مرکزی اہلحدیث منڈی کاموں کی جن سے قرآن مجید ناظرہ اور ترجمہ پڑھا۔

2 : مولانا عبیدالرحمان مدنی مدینہ یونیورسٹی مہتمم جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے بخاری شریف ترجمہ تشریح۔

3 : مولانا شفاعت اللہ گل مردان۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے مسلم شریف ترجمہ و تشریح

4 : مولانا عبدالرحمان ملتانی جن سے فن خطابت سیکھا۔ مدرسہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد

5 : مولانا رفیق احمد پسروری والد محترم رانا شفیق خاں پسروری جنہوں نے جامعہ سلفیہ میں ٹیسٹ وغیرہ لئے

6 : مولانا محمد اعظم جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ سے دورہ حدیث کیا۔

جن مساجدِ اہل حدیث میں خطابت کی۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

نمبر1 : مرکزی جامع مسجد اہل حدیث منڈی کاموں کی ضلع گوجرانوالہ

نمبر2 : جامعہ مسجد مبارک اہلحدیث نئی آبادی دھوپ سڑی کاموں کی عرف ٹاہلیاں والی مسجد۔

نمبر3 : جامعہ مسجد محمدیہ اہل حدیث تبہ سلطان کاموں کی

نمبر4 : جامعہ مسجد قبا اہل حدیث محلہ سمن آباد پنڈی بائی پاس گوجرانوالہ۔ یہ میری خطابت کی آخری مسجد تھی۔ جس کا متولی مولانا شہباز احمد سلفی گوجرانوالہ

یہ میری سابقہ نجدیت زندگی روئیداد تھی جو کہ میں نے بقلم خود تحریر کی ہے۔

اس وقت میں جامع مسجد غازی اہلسنت و جماعت بریلوی گل روڈ حمید کالونی میں مستقل خطابت سرانجام دے رہا ہوں۔ اور جامعہ حنفیان مدینہ کا بانی و مہتمم ہونے کی حیثیت سے بچوں کو قرآن مجید حفظ ناظرہ اور ترجمہ پڑھا رہا ہوں۔

اب سے ثناخوان مصطفی ﷺ بنا ہوں۔ یعنی جب سے مسلک حقہ کو اپنایا ہے۔ چہرے پر بھی نور ہے۔ دل کو سکون ہے۔ قرآن مجید پڑھنے کا بھی مزا آتا ہے۔

اب جبکہ قرآن مجید یا احادیث کو پڑھتا ہوں تو ایک ایک حرف میں شان مصطفیٰ
فضیلتِ رسول ﷺ نظر آتی ہے۔

بندۂ ناچیز نے رات دن ایک کیا ہوا ہے۔ اپنے لجپال نبی کریم ﷺ کے ترانے
ہوں۔ آخر میں وہابی نجدی کے گندے عقیدے سے تائب ہونے کا اشارتاً لکھ رہا ہوں
مجھے وہابی نجدی سے سنی بریلوی ہونے معجزہ مصطفیٰ ﷺ ہے۔

مسلک حقہ اہل سنت و جماعت وہ مسلک ہے جو سیدنا ابو بکر صدیق کا مسلک تھا
حضرت عمر فاروق کا مسلک تھا جو کہ حضرت عثمان ذوالنورین کا مسلک تھا جو کہ مولا
علی شیرِ خدا حیدرِ کرار کا مسلک تھا۔ بلکہ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مسلک
ہے۔ اس اثناء میں میری زبان سے یہ شعر بے ساختہ نکل جاتا ہے۔

قابل تھا نار کے جنت ہوئی نصیب
اس در کی حاضری سے میری قسمت بدل گئی

قاری محمد جاوید اقبال نقشبندی جماعتی خطیب جامع مسجد غازی گل روڈ حمید کالونی
گوجرانوالہ

شہیدوں کے غائبانہ نماز جنازہ کے مؤقف کے خودساختہ یعنی من گھڑت ہونے کے ٹھوس دلائل

ان لعل دین سے چند سوالات ؟

مسائل میں جیسا کہ غیر مقلدین کا دارومدار تارِ عنکبوت (مکڑی کے جالے) کی طرح سو فیصد
ہے۔ بالکل ایسا ہی شہیدوں کے غائبانہ نماز جنازہ کا مؤقف من گھڑت ہے۔ نیچے لکھے ہوئے
عوام الناس کو ان کے من گھڑت مؤقف سے آگاہ کرنے کے لیے پیش کئے جاتے ہیں۔ تاکہ
اس من گھڑت مؤقف سے مسائل کی باریکیوں میں پڑے بغیر ہی آگاہ ہو سکیں۔

سوال نمبر۱ : شہیدوں کا نماز جنازہ فرض عین، فرض کفایہ، واجب ہے، سنت مؤکدہ ہے۔ یا
۔ جواب کی دلیل قرآن پاک کی آیت یا حدیث صحیحہ مرفوعہ پیش کی جائے۔ چونکہ، چنانچہ
، لیکن، اگرچہ کا سہارا نہ لیا جائے۔؟

سوال نمبر۲ : اگر نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں کسی شہید کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی ہو تو ثبوت پیش
۔ اس کے ثبوت میں ضعیف حدیث بھی قبول کرلی جائے گی۔؟

سوال نمبر۳ : بالاجماع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے علاوہ تینوں خلفائے راشدین
عنھم شہید ہیں۔ ان کی کسی صحابی نے غائبانہ نماز جنازہ پڑھی یا پڑھائی۔ غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھنے
، پڑھانے والے اور جس علاقہ میں پڑھائی گئی وہ علاقہ بتائیں؟

سوال نمبر۴ : خلفائے راشدین کے دور میں شہید ہونے والے صحابہ کی تعداد ان گنت ہے۔
راشدین میں سے جس جس خلیفہ نے جس شہید صحابی کی نمازِ جنازہ پڑھائی ہو، وضاحت کریں؟

سوال نمبر۵ : نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کون کون سے صحابہ کرام کے غائبانہ نماز کی بذریعہ اشتہارات
کرائی۔ ان صحابہ کرام کے نام بتائیں۔ نیز یہ بھی بتائیں کہ شہداء کے غائبانہ نماز جنازہ کے اشتہار کا
سائز اور رنگ کون سا تھا؟

سوال نمبر۶ : نبی کریم ﷺ نے شہداء کی غائبانہ نماز جنازہ کے لیے جتنے جلوسوں کی قیادت فرمائی۔
جلوسوں کی تعداد بتائیں؟

سوال نمبر۷ : پرچم نبوی میں کلمہ طیبہ اور تلوار کا ثبوت کس حدیث سے ثابت ہے۔ کتاب کا نام
۔ اگر کتب صحاح ستہ میں سے کوئی کتاب ہو تو بہتر ہوگا۔؟

سوال نمبر ۸ : کچھ عرصہ سے مرید کے والہ میں جو غیر مقلدین کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے۔ کیا
کریم ﷺ اور خلفائے راشدین نے ایسا سالانہ اجتماع (حج کے علاوہ) کیا۔ مقام اور تاریخ
کریں۔ حدیث صحیحہ مرفوعہ سے جواب دیں۔؟

لشکرِ طیبہ کے قتل ہونیوالوں کو شہید قرار دینے کی دلیل پیش کریں؟

○-- کشمیر کے عوام فروعی مسائل میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کرتے ہیں
کے سب حنفی اور اہل سنت وجماعت ہیں۔

○-- بل شریف میں جو حضور اکرم ﷺ کا موئے (بال) مبارک ہے۔ اس کی تعظیم
کرتے ہیں۔

ایسے افراد کو خود ساختہ اہلحدیث مشرک اور بدعتی سے تعبیر کرتے ہیں۔
مشرکین کی آزادی اور حفاظت کے لیے لڑی جانے والی لڑائی کو!

سوال نمبر ۹ : جہاد اسلامی کہنا کس حدیث سے ثابت ہے؟

سوال نمبر ۱۰ : مشرکوں کی حفاظت کرتے ہوئے جو لشکر طیبہ کے قتل ہونے والے نوجوان غیر
ہیں یا شہید؟ حدیث سے جواب دیں؟

سوال نمبر ۱۱ : جو اپنے مؤقف کو حدیث سے ثابت نہ کر سکے وہ بدعتی ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۱۲ : بدعتی کی سزا حدیث میں کیا آئی ہے؟

الحمد للہ رب العالمین

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

خود ہی قتل کر کے شہید قرار دینے کا ثبوت

عبدالحفیظ فیصل آبادی

...س ہے جو مسلک اہل حدیث کے مایہ ناز
...الحفیظ فیصل آبادی نے طالبان کے نام
...بیٹا ضیاء الحفیظ غلطی ذبح کر دیا گیا
...میرا بچہ نکلا۔ مگر سفاک درندہ
...مرکز الدعوۃ کے امیر نے قتل کروا
...انصاف دلائیں۔ میں مظلوم ہوں۔

زندہ کو شہید قرار دینے کا ثبوت

...اشاعت پاکستان کے ہر روزنامے سے زیادہ

ABC CERTIFIED

THE DAILY JANG LAHORE

روزنامہ جنگ لاہور

شہید زندہ ہو گیا.....!!

میٹھی میٹھی سُنّتیں (حصہ دوم)

اور

دعوتِ اسلامی

مؤلف

ابو کلیم مُحمّد صدّیق

مسلم کتابوی لاہور

انتساب

حکیم اہلسنّت حکیم محمد موسیٰ امرتسری نور اللہ مرقدہٗ[1]

بانی مرکزی مجلس رضا لاہور

کے نام

[illegible] کی زندگی کے حسین لمحات آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ اور [illegible] نور ہیں۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

ابو کلیم محمد صدیق

۲ جنوری ۲۰۰۰ء

---

[1] [illegible] حکیم محمد موسیٰ امرتسری ثم لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۷ نومبر ۱۹۹۹ء کو لاہور میں وصال فرمایا اور قبرستان [illegible] میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ مقابر چشتیاں میں اپنے والدین کے جوار میں دفن ہوئے۔

صحبتِ بد کا اثر

جامع شریعت وطریقت، ماہر روحانیت
حضرت خواجہ شاہ احمد سعید مجددی علیہ الرحمۃ کی

تشخیص

حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۷ھ / [illegible]
اخلاق اور اوصافِ حمیدہ کے باب میں تحریر ہے کہ آپ کسی کو برے الفاظ سے یاد نہیں کر[illegible]
لیکن فرقہ وہابیہ کی قباحت اور ان کے اقوال وافعال کے فریب سے آگاہ فرماتے رہتے تھے۔ آپ[illegible]
صاحبزادے حضرت شاہ محمد مظہر مجددی مدنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۱ھ) لکھتے ہیں :-

"ولم يذكر احدا بالسوء الا الفرقة الضالة الوهابية لتحذير الناس من [illegible]
افعالهم و اقوالهم"

(ترجمہ) حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہٗ کسی کی برائی نہیں کرتے تھے سوائے وہابیہ کے گمراہ [illegible]
تاکہ لوگوں کو ان کے افعال واقوال کی قباحت سے ڈرائیں۔

اسی صفحہ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں :-

وكان قدس سرهٗ يقول ادنى ضرر صحبتهم ان محبة النبى صلی اللہ علیہ وسلم التى هى من [illegible]
اركان الايمان تنقض ساعة فساعة حتى لا يبقى منها غير الاسم والرسم [illegible]
يكون اعلاه فالحذر الحذر عن صحبتهم ثم الحذر الحذر عن رؤيتهم فاحفظ[illegible]

(ترجمہ) حضرت فرمایا کرتے تھے کہ وہابیوں کی صحبت کا معمولی نقصان یہ ہے کہ نبی کریم [illegible]
محبت جو ایمان کے بڑے ارکان میں سے ہے لحظہ بہ لحظہ کم ہوتی جاتی ہے، یہاں تک نام و نشا[illegible]
علاوہ کچھ بھی نہیں رہ جاتا، جب معمولی ضرر کا یہ حال ہے تو بڑے نقصان کا کیا عالم ہوگا، للہ [illegible]
صحبت سے بچو ضرور بچو بلکہ ان کی صورت تک دیکھنے سے ضرور بالضرور اجتناب کرو۔

(محمد مظہر مدنی، المناقب الاحمدیہ والمقامات السعیدیہ (عربی) مطبوعہ قزان ۱۸۹۶ء، ص [illegible]

☆---☆---☆---☆---☆

المناقب الاحمدية والمقامات السعيدية

طبع من جيب ملا احمد صفا الحاج بن عباس الطاشبلكى

بو كتاب ننك باصمه سنه رخصت ويرلدى سانكت پيطربورغده
۲۰ نچی مايده ۱۸۹۶ نچی ييلده ***

اوشبو كتاب قزان اونيوربسيتيتى ننك طبع خانه سنده باصمه
اولنمشدر ۱۸۹۶ نچی سنه ده

Дозволено цензурою. С.-Петербургъ, 20 мая 1896 г.

КАЗАНЬ.
Типо-литографія Императорскаго Университета
1896 г.

"المناقب الاحمدیہ" کے سرورق کا عکس



الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

اعتکاف کے فقہی مسائل پر اعتراضات

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۲۹۲،۱۳

مسئلہ نمبر 1 :- اگر مسجد کے باہر بنے ہوئے استنجاء خانے میں گندگی وغیرہ کے سبب طبیعت گھبرا...
تورفع حاجت کے لیے گھر پر جانے میں کوئی حرج نہیں۔ اب گھر سے وضو بھی کرتے آئیں تو بھی...
مضائقہ نہیں، مگر اس کے علاوہ ایک لمحہ بھی رک نہیں سکتے۔ (فیضانِ سنت، ص ۱۲۷۱)

جواب :- مولوی عبدالسلام بستوی غیر مقلد (م ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء) سابق شیخ الحدیث...
دارالحدیث والقرآن دہلی لکھتے ہیں :-

س :- کن کن باتوں کی وجہ سے معتکف مسجد سے باہر جاسکتا ہے ؟

ج :- مندرجہ ذیل باتوں سے باہر جانا جائز ہے۔

پیشاب، پاخانہ، فرض غسل اور جمعہ کی نماز کے لیے۔ (اگر اس مسجد میں نماز جمعہ نہ ہوتی ہو)

(اسلامی تعلیم۔ حصہ پانچواں، ص ۶۱۴ طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں معتکف ہوتے تو میں آپ...
کے سر اقدس میں کنگھی کر دیتی تھی اور آپ گھر تشریف نہیں لاتے تھے مگر رفع حاجت کے لیے۔

(بخاری کتاب الاعتکاف ، باب لایدخل البیت الا الحاجۃ نمبر ۲۰۲۹)

لہٰذا مسئلہ نمبر 1 پر اعتراض کرنا جہالت ہے۔

مسئلہ نمبر 2 :- بے خیالی سے مسجد سے باہر نکل گئے بلکہ وضوخانہ پر (بھی اگر) بھول سے چلے گئے...
آنے پر فوراً مسجد کے اندر آبھی گئے تو بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۲۹۲)

الجواب :- کیونکہ اس حالت میں عذر شرعی نہیں پایا جاتا۔ اس لئے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

...ابن عمرو الشہیر بابن العابدین حنفی شامی لکھتے ہیں :-

"...ضرورت شرعی مسجد سے باہر نکلنا خواہ جان بوجھ کر ہو یا بھول کر یا غلطی سے، بہر صورت اس...
...اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ اگر بھول کر یا غلطی سے باہر نکلیں گے تو اس سے اعتکاف توڑنے کا...
...نہیں ہوگا۔"

(ردالمحتار جلد دوم باب الاعتکاف)

...لعل دین کا تبصرہ اور اس کا جواب

قارئین کرام! اوپر مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے شخص کے لیے مسجد سے نکل کر گھر جانے کی...
...اجازت ہے لیکن ادھر اگر وضوخانہ پر ہی گیا تو بھی اعتکاف ٹوٹ گیا۔

الجواب :- عذر شرعی کے لیے گھر جانا جائز ہے جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے...
...بغیر عذرِ شرعی وضو خانہ پر جانے سے (قصداً ہو یا غلطی سے) واقعی اعتکاف ٹوٹ جائے گا،...
...حروف فقہ کی عبارت کو سمجھنے سے قاصر ہے۔

...نمبر 3 :- خارج مسجد چبوترہ بنا ہوا ہے، اس پر بیٹھ گئے اگرچہ دونوں پاؤں مسجد کے اندر ہیں...
...اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

الجواب :- کیونکہ مسجد سے نکل کر چبوترہ پر بیٹھنے میں عذر شرعی نہیں پایا جاتا اس لیے اعتکاف...
...ٹوٹ جائے گا۔

...لعل دین کا تبصرہ اور اس کا جواب

...ادھر گھر جانے، استنجاء کرنے اور وضو کرنے کی بھی اجازت ہے اور ادھر پاؤں بھی مسجد سے نکلے...
...اعتکاف ٹھاہ۔ واہ کیا فقاہت وبلاغت ہے۔

الجواب :- عذر شرعی یعنی استنجاء، وضو وغیرہ کے لیے گھر جانا جائز ہے اور مسجد سے خارج...
...چبوترہ میں بیٹھنے میں عذر شرعی نہیں پایا جاتا، اسلئے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

...نمبر 4 :- مسجد سے باہر نکلے اور اگر کسی قرض خواہ نے روک لیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

الجواب :- فیضانِ سنت میں یہ مسئلہ یوں درج ہے۔

"پاخانہ ، پیشاب کے لیے نکلا تھا۔ قرض خواہ نے روک لیا۔ اعتکاف فاسد ہو گیا۔

(عالمگیری، فیضانِ سنت، ص ۱۲۵۶)

...ان لعل دین نے ادھوری عبارت نقل کر کے بددیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔ کیونکہ عذر شرعی کے

لیے جتنا وقت درکار ہے اس سے زائد وقت کسی اور کام پر صرف کرنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ نمبر5:- منجن یا ٹوتھ پیسٹ سے دانت مانجھنے کے لیے وضو خانہ پر جانے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

الجواب :- کیونکہ منجن اور ٹوتھ پیسٹ کرنا کوئی عذر شرعی نہیں ہے اس لئے وضو خانہ (جو مسجد سے باہر ہوتے ہیں) پر جانے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ نمبر6:- وضو خانہ میں دوران وضو صابن استعمال نہیں کر سکتے۔

الجواب :- کیونکہ وضو کے لیے صابن کا استعمال فرائض وضو میں سے نہیں ہے۔ وضو کرنا عذر شرعی ہے۔ مگر صابن استعمال کرنا شرعی عذر نہیں ہے۔ اس لیے اس کی ممانعت ہے۔

مسئلہ نمبر7:- وضو علی الوضو (وضو پر وضو) کے لیے وضو خانہ پر نہیں جاسکتے۔ اگر گئے تو اعتکاف ٹوٹ گیا۔

الجواب :- وضو علی الوضو واجب نہیں ہے بلکہ امر مفیدہ ہے۔ شرح السنۃ میں ہے کہ وضو کی تجدید مستحب ہے۔ (فلاح و بہبود شرح ابوداؤد، ص ۸۹، جلد اول طبع ملتان)

کیونکہ وضو علی الوضو عذر شرعی نہیں ہے اس لیے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ نمبر8:- معتکف نے معاذ اللہ کوئی نشہ آور چیز کھالی یا خدانخواستہ داڑھی مونڈھ لی لیکن اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔

الجواب :- ابن لعل دین نے سیاق و سباق چھوڑ کر عبارت نقل کر کے بد دیانتی کی ہے۔ مکمل عبارت ملاحظہ ہو۔

"معتکف نے معاذ اللہ! کوئی نشہ آور چیز کھالی، یا خدانخواستہ داڑھی جیسی پاکیزہ اور محترم سنت مونڈھ ڈالا۔ اگرچہ یہ دونوں کام ویسے ہی حرام ہیں اور مسجد میں اور بھی سخت گناہ ہے لیکن اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔ اگر! آپ کے پاس اعتکاف ٹوٹنے کی دلیل ہے تو کتاب و سنت سے پیش کریں۔

مسئلہ نمبر9 , 10:- کوئی اچکا اپنے یا کسی اور اسلامی بھائی کے جوتے چرا کر بھاگا، تو اس کو پکڑنے کے لیے مسجد سے باہر نہیں جاسکتے، باہر گئے تو اعتکاف ٹوٹ گیا۔ مسجد کے ساتھ ملحق کوئی مزار ہو تو مسجد میں ہی رہ کر فاتحہ پڑھ سکتے ہیں۔ احاطہ مزار میں داخل نہیں ہو سکتے۔

الجواب :- کیونکہ ان حالات میں عذر شرعی نہیں پایا جاتا۔ اسلئے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ نمبر 11:- غسل خانے میں صابن استعمال نہ کریں۔

الجواب :- کیونکہ غسل واجب کے لیے صابن کا استعمال ضروری نہیں۔ اس لیے اس کے استعمال کی ممانعت ہے۔ اور بغیر عذر شرعی وقت کا ضیاع ہے جو کہ اعتکاف کی حالت میں صحیح نہیں۔

مسئلہ نمبر 12:- بوس و کنار اعتکاف کی حالت میں ناجائز ہے اگر اس سے انزال ہو جائے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ لیکن اگر انزال نہ ہو تو ناجائز ہونے کے باوجود اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔

(ھدایہ مع فتح القدیر، ص ۳۱۳، جلد ۲، طبع کوئٹہ)

اگر! آپ کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے تو قرآن و حدیث سے دلیل پیش کرو۔

مسئلہ نمبر 13:- جماع کرنے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ خواہ جماع جان بوجھ کر کرے یا بھول کر، دن میں کرے یا رات میں، مسجد میں کرے یا مسجد سے باہر، اس سے انزال ہو یا نہ ہو، ہر صورت میں اعتکاف ٹوٹ جائیگا۔ (ایضاً)

الجواب :- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"ولا تباشروھن و انتم عاکفون فی المساجد" ——— (القرآن الکریم)

ترجمہ: جب تم معتکف ہو تو اس حالت میں اپنی بیویوں سے مباشرت نہ کرو۔ اگر وہابیہ کے نزدیک ...

اعتراض :- ننگے سر پھرنا فرنگی فیشن ہے، لہٰذا اسلامی بھائیوں کو چاہیے کہ اپنے سر پر عمامہ شریف کا تاج سجائے رکھیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۲۶۳)

الجواب :- ننگے سر پھرنا اور اسے اپنی عادت بنا لینا واقعی فرنگی فیشن ہے۔ ہمارے لیے رسول اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ مشعل راہ ہے۔ رب کائنات جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (القرآن الکریم)

عمامہ شریف کے فضائل و برکات

0--- آنحضرت ﷺ عمامہ باندھتے تھے۔

0--- اگر عمامہ نہ ہوتا تو سر مبارک اور پیشانی اقدس پر ایک پٹی باندھ لیا کرتے تھے۔

(نبوی لیل و نہار مع شمائل ترمذی، ص ۱۱۱ طبع کراچی)

عمامہ باندھنا سنت مستمرہ ہے اور آپ سے عمامہ باندھنے کا حکم بھی نقل کیا گیا ہے۔

0--- حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمامہ باندھا کرو اس سے حلم میں بڑھ جاؤ گے۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری، ص ۲۲۴، جلد ۱۰ طبع بیروت)

O---حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا عمامہ باندھنا سنت ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں سنت ہے۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ص ۳۰۸ جلد ۲۱ طبع بیروت)

O---رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: عمامہ باندھا کرو، عمامہ اسلام کا نشان ہے۔ اور مسلمان اور کافر میں فرق کرنے والا ہے۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ص ۳۰۸، جلد ۲۱ طبع بیروت)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ٹوپیاں

(شرح شمائل ترمذی، ص ۹۱، طبع کراچی)

O---حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ کی تین ٹوپیاں تھیں۔ ایک سفید مصری، دوسری یمنی چادروں کے کپڑے سے بنی ہوئی اور تیسری کانوں والی ٹوپی جس کو آپ سفر میں زیب تن فرمایا کرتے۔

O---حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ محبوب کریم ﷺ سفید ٹوپی استعمال فرماتے۔

O---حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سر اقدس پر سفید رنگ شامی ٹوپی دیکھی۔

O---حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ دوران سفر وہ ٹوپی استعمال فرماتے جس کے کنارے لمبے ہوتے۔ اور گھر میں ہوتے ہوئے وہ ٹوپی استعمال فرماتے جو اوپر چڑھی ہوئی ہوتی تھی یعنی شامی۔

O---حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو دیکھنے کا شرف حاصل کیا۔ اور دیکھا کہ آپ کی تین ٹوپیاں ہیں۔ مصری۔ شامی اور ایک کانوں والی۔

(الوفا باحوال المصطفیٰ از محدث ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) ص ۶۱۱ طبع لاہور)

O---عن انس بن مالک قال کان رسول اللہ ﷺ یکثر القناع کان ثوبه ثوب زیات۔

(شمائل ترمذی، ص ۱۰۰ طبع کراچی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اپنے سر مبارک پر کپڑا اکثر رکھا کرتے تھے۔ اور حضور ﷺ کا یہ کپڑا چکناہٹ کی وجہ سے تیل نکالنے والے کی طرح ہوتا تھا۔ (تاکہ عمامہ یا ٹوپی کو تیل نہ لگ سکے۔)

اعتراض: ۔ ابن لعل دین نجدی طنزاً لکھتا ہے۔

"ایک میٹھی میٹھی سنت یہ بھی ہے کہ اللہ کے پیغمبر خواہ سفر میں ہوں یا حضر میں سوتے وقت یہ سات اشیاء اپنے سرہانے رکھا کرتے تھے۔ (۱) تیل کی بوتل شریف (۲) کنگھا شریف (۳) میٹھی میٹھی سرمہ دانی (۴) پیاری پیاری قینچی (۵) مسواک شریف (۶) آئینہ مبارک (۷) لکڑی کی پیاری سی سلائی۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۲۶۴)

الجواب: ۔ صاحب "نبوی لیل و نہار" لکھتے ہیں: آنحضرت ﷺ سفر میں ہوتے یا حضر میں بوقت خواب آپ کے سرہانے سات چیزیں رکھی رہتی۔ ۱۔ تیل کی شیشی ۲۔ کنگھا ۳۔ سرمہ دانی ۴۔ قینچی ۵۔ مسواک ۶۔ آئینہ ۷۔ ایک لکڑی کی چھوٹی سیخ جو سر وغیرہ کھجانے کے کام آتی تھی۔

(نبوی لیل و نہار مع شرح شمائل ترمذی از مولانا سعد حسن ٹونکی، ص ۳۱۴ طبع کراچی)

O---محدث محمد بن یوسف دمشقی (م ۹۴۲ھ) نقل کرتے ہیں: ۔ حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ سفر کا ارادہ فرماتے تو میں یہ چیزیں تیار کر کے حضور ﷺ کے سامان میں رکھواتی۔ (۱) خوشبو (۲) تیل (۳) کنگھی (۴) آئینہ (۵) قینچی (۶) سرمہ دانی (۷) مسواک (سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، جلد ۷، ص ۵۵۳)

O---صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں: ۔ سیرت نبویہ پر بلند پایہ متاخرین کی کتابوں میں سب سے اچھی اور سب سے مبسوط کتاب ہے۔ (شرح عجالہ نافعہ، ص ۱۵۲ طبع کراچی ۱۳۸۳ھ)

O---ابو سالم عیاشی لکھتے ہیں: ۔ متاخرین نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور حالات پر جو کتابیں لکھی ہیں۔ سیرت شامیہ (سبل الرشاد) ان میں سب سے زیادہ جامع اور مفید کتاب ہے۔

(فہرس الفہارس والاثبات، جلد دوم، ص ۳۹۲)

O---علامہ ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں: ۔ حضور پر نور ﷺ کا ایک تھیلہ تھا، جس میں آئینہ، کنگھا، سرمہ دانی، قینچی اور مسواک رہتی تھی۔

(زاد المعاد، جلد اول، ص ۴۹ طبع بیروت (ملخصاً) تاریخ اسلام از محمد میاں، ص ۳۰۳، حصہ سوم طبع ملتان)

O---حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: حضور ﷺ جب سفر کیا کرتے تو اپنے ساتھ پانچ چیزیں لیجاتے۔ (۱) آئینہ (۲) سرمہ دانی (۳) مسواک (۴) کنگھی (۵) بدری یعنی داتنا

O---اور ایک روایت میں چھ چیزیں فرماتی ہیں یعنی آئینہ، شیشی، مقراض (قینچی)، مسواک،

سرمہ دانی، کنگھی۔

O---احیاء علوم الدین از امام غزالی (م ۵۰۵ھ) ص ۴۱۱ جلد دوم طبع لاہور

O---عوارف المعارف از شیخ شہاب الدین سہروردی، ۱۸۲ طبع لاہور ۱۹۶۲ء

O---طبرانی اوسط از ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی م ۳۶۰ھ

O---سنن بیہقی از ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن عبد اللہ بیہقی م ۴۵۸ھ

O---ضیاء النبی از پیر محمد کرم شاہ ازہری ص ۵۸۹ جلد ۵ طبع لاہور ۱۴۱۸ھ

نوٹ:-دونوں روایتوں کی اشیاء کو جمع کرنے سے سات عدد بنتی ہیں۔

O---حضرت شیخ عبد القادر جیلانی (م ۵۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ: ہر شخص کے واسطے خواہ وہ سفر میں ہو یا مقیم مستحب ہے کہ ان سات چیزوں سے اپنے آپ کو خالی نہ رکھے۔ پہلی یہ کہ اپنے آپ پاک رکھے، دوسری سرمہ لگائے۔ تیسری کنگھی کرے۔ چوتھی مسواک کرے۔ پانچویں اپنا مقراض رکھے۔ چھٹی یہ کہ اپنے ہمراہ مدراء (لکڑی کی سلائی).......... ساتویں روغن کی شیشی

(غنیۃ الطالبین، ص ۵۲ طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

برکاتِ بسم اللہ شریف

اعتراض:- سر میں تیل ڈالنے سے قبل بسم اللہ پڑھ لینا چاہیئے ورنہ ستر شیطان سر میں تیل ڈالنے میں شریک ہو جاتے ہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ص ۲۶۴)

الجواب:- حضور پر نور ﷺ نے فرمایا: اللہ جل شانہٗ ارشاد فرماتا ہے کہ مجھ کو اپنے جلال اور اپنی عزت کی قسم ہے کہ جو مسلمان یقین سے کسی کام کرنے سے اوّل بسم اللہ الخ کو پڑھے گا تو میں اس کام میں برکت کروں گا۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۲۳۰ طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

O---جابر بن عبد اللہ سے عطاء روایت کرتے ہیں کہ جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اتری تو اس وقت بادل مشرق کی طرف بھاگے، ہوائیں ٹھہر گئیں.......... شیاطین آسمان سے نکالے گئے اور اللہ جل شانہٗ نے قسم کھائی.......... جس چیز پر میرا نام لیا جائے گا اس میں برکت ہو جائیگی۔

(تفسیر در منثور از امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) ص ۹ جلد ا طبع ایران) (غنیۃ الطالبین، ص ۲۲۷ طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

O---ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہ سبق دیا ہے کہ: ہر کام بسم اللہ سے شروع کرو، بلکہ یہاں تک فرمایا: دروازہ بند کرو تو اللہ کا نام لیا کرو، دیا بجھاؤ تو اللہ کا نام لیا کرو اور اپنے برتن ڈھانپو تو اللہ کا نام لیا کرو۔ اپنی مشک کا منہ بند کرو تو اللہ کا نام لیا کرو۔

(تفسیر قرطبی از ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر قرطبی (م ۶۷۱ھ) ص ۹۸، جلد اول، طبع مکہ مکرمہ)

چونکہ سر میں تیل ڈالنا بھی ایک فعل ہے، اس لیے احادیث مذکورہ بالا کی روشنی میں سر میں تیل ڈالنے سے قبل بسم اللہ الخ کا پڑھنا باعثِ برکت ہوگا۔ اور شیطان کی شرکت سے فاعل محفوظ رہے گا۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث اس کی تائید کرتی ہیں۔

O--جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہونے کے وقت اور کھانا کھانے کے وقت خداوند کریم کا نام لیتا ہے تو اس وقت شیطان اپنی اولاد کو کہتا ہے کہ اب تمہارے لیے اس گھر میں نہ تو رات رہنے کے واسطے جگہ ہے اور نہ ہی رات کے وقت کھانے میں شریک ہو سکو گے۔ الخ

(عمل الیوم واللیلۃ از ابن سنی، ص ۶۰ طبع بیروت ۱۹۸۸ء)

(غنیۃ الطالبین، ص ۵۶ طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

درود کے بغیر کلام بے برکت

O--حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا: ہر ایک کلام جس کی ابتداء حمد خدا سے نہیں وہ بیخ بریدہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: کہ جس کی ابتداء اللہ کے ذکر اور مجھ پر درود کے ساتھ نہیں وہ کلام اقطع اور ہر برکت سے خالی ہے۔

(جلاء الافہام از ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) ص ۲۶۲، طبع لاہور ۱۹۷۲ء)

یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

O--محدث ابی بکر احمد بن محمد بن اسحاق الدینوری المعروف بابن السنی (م ۳۶۴ھ) روایت کرتے ہیں:- اخبرني محمد بن الحسن بن صالح بن عميرة ثنا عيسى بن احمد العسقلاني ثنا بقية بن الوليد حدثني سلمة بن نافع القرشي ثنا اخي دويد بن نافع القرشي رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ من أدهن و لم يسم أدهن معه سبعون شيطاناً.

(عمل الیوم واللیلۃ، ص ۶۶ طبع بیروت ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر بسم اللہ الخ کہہ کر سر میں تیل نہ ڈالو گے تو تمہارے ساتھ ستر شیطان سر میں تیل ڈالیں گے۔

اعتراض:- قادری صاحب لکھتے ہیں: لہٰذا بسم اللہ پڑھ کر تیل کی شیشی وغیرہ میں سے الٹے ہاتھ کی ہتھیلی پر تھوڑا سا تیل ڈالیں، پھر پہلے سیدھی آنکھ کے ابرو پر تیل لگائیں پھر الٹی کے، اس کے بعد سیدھی آنکھ کی پلک پر، پھر الٹی پر اب بسم اللہ پڑھ کر سر میں تیل ڈالیں۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ص ۲۶۴)

الجواب :-- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

اذا ادھن صب فی راحتہ الیسریٰ فبدأ بحاجبیہ ثم عینیہ ثم رأسہ

(رواہ ابو عبد اللہ محمد بن خفیف الشیرازی الشافعی (م ۳۷۱ھ) بحوالہ اسوۂ حسنہ از مولانا حکیم حشمت علی، ص ۲۶، طبع بریلی انڈیا)

یعنی جب تیل لگاؤ تو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر ڈالو پھر بھوؤں پر پھر آنکھوں پر، پھر سر میں لگاؤ۔

درج ذیل احادیث سے مذکورہ بالا حدیث کی تائید ہوتی ہے۔

O-- قتادہ بن دعامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

اذا ادھن احدکم بحاجبیہ فانہ یذھب بالصداع [1] او یمنع الصداع

ترجمہ :- تم میں سے جب بھی کوئی بھوؤں پر تیل لگائے گا تو اس کا درد سر ختم ہو جائے گا۔

(عمل الیوم واللیلۃ، ص ۶۶ طبع بیروت ۱۹۸۸ء)

نیز صاحب کنز العمال لکھتے ہیں :

اذا ادھن احدکم فلیبداء بحاجبیہ فانہ یذھب بالصداع او یمنع الصداع ، الخ

(کنز العمال، جلد ۶، صفحہ ۲۷۶، حدیث ۱۷۲۰۶، طبع ملتان)

اذا ادھن احدکم فلیبداء بحاجبیہ فانہ یذھب بالصداع وذلک اوّل ما ینبت علی ابن آدم من الشعر (ایضاً، حدیث ۱۷۲۱۱)

دائیں ہاتھ سے کام کرنے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک دائیں ہاتھ سے کھائے پیئے اور دائیں ہاتھ سے کوئی چیز پکڑے اور دائیں ہاتھ سے کسی کو دے۔ کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے اور بائیں ہاتھ سے لین دین کرتا ہے۔

(عوارف المعارف از شیخ شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ) ص ۴۰۰ طبع لاہور ۱۹۱۲ء)

لہٰذا مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں عمومی حکم سے سیدھے ہاتھ سے الٹے ہاتھ پر تیل ڈالنا ثابت ہوا۔ اور بسم اللہ پڑھ کر سر پر ملنا حدیث قولی کے عموم میں داخل ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ مجھ کو اپنے جلال اور اپنی عزت کی قسم ہے کہ جو مسلمان یقین سے کسی کام کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھے گا تو میں اس کے اس کام میں برکت کر دوں گا۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۲۳۰ طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

[1] صداع یعنی درد سر (میزان الطب، ص ۳۴ طبع گجرات از حکیم کبیر الدین دہلوی)

اعتراض :-- ابن لعل دین نجدی طنزاً لکھتا ہے، قادری صاحب کہتے ہیں۔

جو شخص روزانہ رات کو اپنے سر اور داڑھی میں کنگھا کرتا ہے وہ طرح طرح کی بلاؤں سے عافیت میں رہتا ہے۔ اور اس کی عمر دراز ہوتی ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا..........ص ۲۶۴)

الجواب :-- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ فرمانِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ جس کو شیخ عبد الرحمن بن عبد السلام بن عبد الرحمن صفوری شافعی (م ۸۹۴ھ / ۱۴۸۹ء) نے نقل کیا ہے۔

حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص روزانہ رات کو اپنے سر اور داڑھی میں کنگھا کرتا ہے وہ طرح طرح کی بلاؤں سے عافیت میں رہتا ہے۔ اس کی عمر دراز ہوتی ہے۔ (نزہۃ المجالس، ص ۲۸۴، جلد دوم طبع لاہور ۱۴۱۹ھ)

اعتراض :-- قادری صاحب کہتے ہیں، کنگھا کیا کرو، اس سے تنگ دستی دور ہوتی ہے، نیز جو صبح کو کنگھا کرتا ہے وہ شام تک امن میں رہتا ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا..........ص ۲۶۴)

الجواب :-- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ ارشاد نبوی ہے۔ خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کنگھا کیا کرو، کیونکہ اس سے تنگ دستی دور ہوتی ہے نیز جو صبح کو کنگھا کرتا ہے وہ شام تک امن میں رہتا ہے۔ (نزہۃ المجالس، ص ۲۸۹، جلد ۲ طبع لاہور ۱۴۱۹ء)

اعتراض :-- قادری صاحب کہتے ہیں: جو اپنی ابرو پر کنگھا پھیر لیا کرے وہ وباء سے محفوظ رہتا ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا..........ص ۲۶۵)

الجواب :-- یہ قادری صاحب کا قول نہیں فرمانِ نبوی ﷺ ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جو اپنی ابرو پر کنگھا پھیر لیا کرے وہ وباء سے محفوظ رہتا ہے۔ (نزہۃ المجالس، ص ۲۸۹، جلد ۲ طبع لاہور ۱۴۱۹ء)

اعتراض :-- ابنِ لعل دین نجدی لکھتا ہے، قادری صاحب کہتے ہیں :-

1-- جو کوئی اتوار کو کنگھا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو کثیر خوشیاں دیتا ہے۔

2-- پیر کو کنگھا کرنے والے کی حاجت روائی کی جاتی ہے۔

3-- منگل کو کنگھا کرے تو اللہ تعالیٰ آسانیاں پیدا کرتا ہے۔ الخ

(میٹھی میٹھی سنتیں یا..........ص ۲۶۵)

الجواب نمبر 1 :- یہ قادری صاحب کے اقوال نہیں بلکہ شیخ عبد الرحمن بن عبد السلام صفوری شافعی (م ۸۹۴ھ) کے اقوال و مشاہدات ہیں، جن کو انہوں نے اپنی تصنیف "نزہۃ المجالس" میں

نقل کیا ہے، ان کو قادری صاحب کے اقوال کہنا سراسر کذب بیانی ہے۔ موصوف تو فقط ان کے ناقل ہیں۔ (نزہۃ المجالس، جلد دوم، ص ۲۹۰ طبع لاہور ۱۳۱۹ھ)

بالوں میں کنگھا کرنے کا مسئلہ

بالوں میں کنگھا کرنا مستحب ہے، حضور اکرم ﷺ نے اس کی ترغیب بھی فرمائی ہے۔ اور خود بھی اپنے مبارک بالوں میں کنگھا کیا کرتے تھے۔

O--- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں کنگھا کرتی تھی۔ الخ

O--- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اپنے سر مبارک پر اکثر تیل کا استعمال فرماتے تھے اور اپنی داڑھی مبارک میں اکثر کنگھی کیا کرتے تھے۔

O--- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اپنے وضو کرنے میں کنگھی کرنے میں جوتا پہننے میں (غرض ہر امر میں) دائیں ہاتھ کو مقدم رکھتے تھے۔ یعنی پہلے دائیں جانب کنگھا کرتے پھر بائیں جانب۔

(شمائل ترمذی از امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ ترمذی (م ۲۷۹ھ)، ص ۳۶، ۳۷ طبع کراچی)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

حضرت عبداللہ بن مغفل فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کنگھی کرنے کو منع فرماتے تھے مگر گاہے گاہے۔ (شمائل ترمذی. ص ۳۷ طبع کراچی)

قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں کہ گاہے گاہے سے مراد تیسرا دن ہے۔

ابو داؤد میں حضور اکرم ﷺ سے روزانہ کنگھا کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ یہ ممانعت جب ہے جب کوئی ضرورت اس کی مقتضی نہ ہو ورنہ کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ یہ ممانعت بطور کراہت تنزیہی کے ہے۔ اور اس حالت کے ساتھ مخصوص ہے کہ جب بالوں میں پراگندی نہ ہو۔ پراگندی کی صورت میں روزانہ کنگھی کرنا مکروہ نہیں ہے۔ (شرح شمائل ترمذی، ص ۳۷ طبع کراچی)

جواب نمبر2:- نواب صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں۔

روز یکشنبہ (اتوار) ایک رقعے میں بخط رفیع یہ آیت لکھ کر نہار منہ نگل جائے، اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم۔

دوسرے یکشنبہ (اتوار) کو یہ آیت اعلم حیث یجعل رسالته

تیسرے یکشنبہ کو یہ آیت الله لطیف بعباده

چوتھے یکشنبہ کو یہ آیت المص کھیعص

پانچویں کو یہ یٰسٓ حمعسق

چھٹے یکشنبہ کو طٰسٓمٓ طس المر

ساتویں یکشنبہ کو ص، ق، ن انما امره اذا اراد شیئاً ان یقول له کن فیکون ط

سات شنبہ تک لگاتار جبکہ قمر منازل سعیدہ میں ہو اسی طرح لکھ کر ریق پر چاٹ جایا کریں۔ حفظ و فہم بے حد ظاہر ہوگا، اس کو مجرب کہا ہے۔ (کتاب الداء والدواء، ص ۳۷ طبع لاہور)

جناب ابن لعل دین بتائیں کہ یہ عمل کس حدیث سے ثابت ہے، اگر ثابت نہیں تو لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ عباد الرحمٰن کا تجربہ اور مشاہدہ ہے، اسی طرح قادری صاحب نے کنگھا کرنے کی فضیلت میں جو عبارات تحریر کی ہیں۔ ان کا تعلق بھی بزرگانِ دین کے مشاہدہ اور تجربہ سے ہے۔

اعتراض:- ابن لعل دین نجدی لکھتا ہے۔ قادری صاحب لکھتے ہیں:-

O- اجتماع میں بیان ہو رہا ہو، اسلامی بھائی سن رہے ہیں، آنے والا سلام نہ کرے۔

O- جو گانا گا رہا ہو، کبوتر اڑا رہا ہے یا کھانا کھا رہا ہے ان سب کو سلام نہ کرے۔ (جبکہ حدیث کے مطابق نماز پڑھنے والے کو بھی السلام علیکم کہا جاسکتا ہے۔)

O- سائل کے سلام کا جواب واجب نہیں (جب کہ بھیک مانگنے کی غرض سے آیا ہو۔)

سلام کرنے کے مسائل (میٹھی میٹھی سنتیں یا........ ص ۲۶۶)

الجواب:- یہ تینوں مسائل فقہ حنفی کی کتب معتبرہ میں موجود ہیں ان کو قادری صاحب کی اختراع کہنا سراسر دروغ گوئی، کذب بیانی اور الزام تراشی ہے۔

1- سب لوگ علمی گفتگو کر رہے ہوں یا ایک شخص بول رہا ہے باقی سن رہے ہوں تو دونوں صورتوں میں سلام نہ کرے۔ مثلاً عالم وعظ کر رہا ہے یا دینی مسئلہ پر تقریر کر رہا ہے اور حاضرین سن رہے ہیں، آنے والا شخص چپکے سے آکر بیٹھ جائے اور سلام نہ کرے۔

(عالمگیری، بحوالہ بہار شریعت جلد دوم، ص ۵۱ ۷ طبع لاہور)

2- جو شخص پیشاب پاخانہ پھر رہا ہے یا کبوتر اڑا رہا ہے یا گا رہا ہے یا غسل خانہ میں ننگا نہا رہا ہے اس کو

سلام نہ کیا جائے اور اس پر جواب دینا واجب نہیں ہے۔

(عالمگیری بحوالہ بہار شریعت جلد دوم، ص ۷۵۱، طبع لاہور)

مسئلہ : نماز پڑھنے والے کو سلام کرنا۔

حضرت امام محمد علیہ الرحمۃ (م۱۸۹ھ) فرماتے ہیں۔ خبر دی مجھ کو مالک بن انس نے اور خبر دی ان کو نافع نے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہا تھا۔ پس عبداللہ بن عمر نے سلام کیا۔ اس شخص نے عبداللہ بن عمر کے سلام کا جواب دیا۔ آپ اس شخص کی طرف لوٹے اور فرمایا جب تم میں سے کسی کو نماز پڑھتے ہوئے سلام کیا جائے تو وہ کلام نہ کرے۔ اور ہاتھ کے اشارے سے جواب دے۔

امام محمد علیہ الرحمۃ نے کہا یہی ہمارے نزدیک مختار ہے کہ نمازی سلام کا جواب نہ دے اور اگر سلام کا جواب دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور نہ یہ مناسب ہے کہ نماز کی حالت میں سلام کیا جائے۔ یہی قول امام ابی حنیفہ علیہ الرحمۃ کا ہے۔ (مؤطا امام محمد، ص ۸۰ طبع کراچی)

3-سائل نے دروازہ پر آکر سلام کیا اس کا جواب دینا واجب نہیں............الخ

(فتاویٰ خانیہ = عالم بن علاء اندرپتی دہلوی حنفی م ۷۸۶ھ حوالہ بہار شریعت ص ۷۵۰ جلد دوم)

(فتاویٰ بزازیہ = محمد بن محمد بن شہاب الشہیر بالبزازی م ۸۲۷ھ حوالہ بہار شریعت ص ۷۵۰ جلد ۲)

اعتراض :- قادری صاحب کہتے ہیں: عالم باعمل کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز ہے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.............. ص ۲۶۷)

ہاتھ پاؤں چومنے کا مسئلہ

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عمل ہے۔

امام بخاری (م۲۵۶ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

حدثنا عبدالرحمن بن المبارك قال: حدثنا سفيان بن حبيب قال: حدثنا شعبة قال حدثنا عمرو، عن ذكوان ، عن صهيب قال رأيت عليا يقبل يد العباس و رجليه. (الادب المفرد، ص ۲۵۴ طبع سانگلہ ہل (شیخوپورہ))

حضرت صہیب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے حضرت عباس کے ہاتھ اور پاؤں چوم رہے ہیں۔

O-حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔ عليكم بسنتي و سنة

الخلفاء الراشدين المهديين ۔الخ

(ابوداؤد، ص ۲۸۷، جلد ۲ / ترمذی ص ۱۶۲، جلد ۲ / ابن ماجہ / مسند احمد / مشکوٰۃ، ص ۲۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : میرا طریقہ اور ہدایت یافتہ خلفاء الراشدین کا طریقہ کو لازم پکڑو۔

O-حضرت ثابت بنانی حضرت انس (صحابی) کے ہاتھ کو اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک اس کو بوسہ نہ دیتے اور فرماتے یہ وہ ہاتھ ہے جس کو حضور ﷺ نے چھوا ہے۔

(شرح شمائل ترمذی ص ۱۱۹ از محمد امیر شاہ طبع لاہور ۱۹۷۶ء / ۱۳۹۶ھ)

اسی لیے مشہور حنفی عالم محمد بن علی حصکفی صاحب در مختار (م ۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں : عالم دین اور بادشاہ عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے بلکہ اس کے قدم چومنا بھی جائز ہے۔

(شامی، ص ۵۴۶، جلد ۹ طبع ملتان) (در مختار حوالہ بہار شریعت، ص ۷۵۷، جلد ۲)

O-حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (م۵۶۱ھ) لکھتے ہیں :-

(جب دو مسلمان) آپس میں بغل گیر ہوں یا برکت اور دین داری کے واسطے ایک ان میں سے دوسرے کے سر اور ہاتھ کو بوسہ دے دے تو یہ روا (جائز) ہے۔

(غنیۃ الطالبین، ص ۴۴، طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

O-حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی (م۶۳۲ھ) لکھتے ہیں :-

یہ روایت منقول ہے کہ حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دست بوسی کی۔ (عوارف المعارف، ص ۱۶۰، طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

O-حضرت امام غزالی (م۵۰۵ھ) لکھتے ہیں :-

بزرگانِ دین کے ہاتھ کو بوسہ دینا سنت ہے۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ (کیمیائے سعادت، ص ۲۴۹، طبع لاہور)

O-علامہ وحید الزمان غیر مقلد درج ذیل ابوداؤد کی حدیث کے تحت لکھتے ہیں :-

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک قصہ بیان کیا اور یہ کہا کہ ہم نزدیک گئے رسول اللہ ﷺ کے اور بوسہ دیا۔ آپ کے ہاتھ پر۔

(ف 1) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عالم متقی اور پرہیز گار جو در حقیقت وارثِ رسول ہے کے ہاتھ کو بوسہ دینا تعظیماً درست ہے۔ (سنن ابوداؤد مترجم، ص ۶۶۵ جلد ۳، طبع لاہور ۱۴۰۳ھ)

O- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۵۶ھ) لکھتے ہیں :-

پس سلام کا افشاء محبت پیدا کرتا ہے۔ اور اسی طرح مصافحہ اور ہاتھ چومنا۔ الخ

(حجۃ اللہ البالغہ، ص ۵۸۶ طبع کراچی)

اعتراض :- پیشانی پر بوسہ لینا بھی سنت ہے۔ (قادری صاحب لکھتے ہیں)

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.................. ص ۲۶۷)

الجواب :- بے شک پیشانی پر بوسہ لینا سنت ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے : جب حضرت جعفر حبشہ کی سرزمین سے واپس آئے۔ تو رسول اللہ ﷺ سے بغل گیر ہوئے.............. اور آپ نے ان کی آنکھوں کے درمیان (یعنی پیشانی پر) بوسہ دیا۔ اور فرمایا : میں خیبر کی فتح سے اتنا زیادہ مسرور نہیں ہوں جس قدر جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد پر مسرور ہوں۔ (عوارف المعارف، ص ۱۹۰ طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

O- ابو داؤد اور بیہقی نے عامر شعبی سے مرسلاً روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا اور ان سے معانقہ فرمایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

(ابو داؤد، ص ۶۶۴، جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ ناعلی بن مسھر عن اجلح عن الشعبی ان النبی ﷺ تلقی جعفر بن ابی طالب فالتزمہٗ وقبل ما بین عینیہ۔

O- حافظ ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں :-

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ لما قدم جعفر و اصحابہ تلقاہ النبی ﷺ فقبل ما بین عینیہ و اعتنقہ۔ (زاد المعاد، ص ۳۸ جلد دوم طبع بیروت)

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی طنزاً لکھتا ہے کہ قادری صاحب کہتے ہیں : گھر میں اگر کوئی نہ ہو تو السلام علیک ایہا النبی کہیں کیونکہ مومنوں کے گھر میں سرکار مدینہ کی روح مبارکہ تشریف فرما ہوتی ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.................. ص ۲۶۷)

جواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ دسویں صدی ہجری کے مجدد حضرت ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) کا ارشاد گرامی ہے۔ جو کہ انہوں نے عمر بن دینار کے ایک قول کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

حضرت عمر بن دینار آیۃ کریمہ

فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علیٰ انفسکم (پ ۸، ع ۱۴)

جب تم گھر میں داخل ہو تو اپنوں پر سلام کرو

کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو نبی پر سلام کہو اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں الخ

(شفاء، ص ۸۷/۲۶۰ طبع لاہور از قاضی عیاض، م ۵۴۴)

کے تحت ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

لان روحہ علیہ السلام حاضر فی بیوت اہل الاسلام

اس لیے کہ نبی ﷺ کی روح مبارکہ مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہوتی ہے۔

(شرح شفاء، ص ۱۱۷، جلد ۲) (شرح شفاء للقاری بر حاشیہ نسیم الریاض، جلد ۳، ص ۴۶۴)

O- صاحبِ حدائق الحنفیہ لکھتے ہیں :-

علی بن سلطان محمد ہروی نزیل مکہ المعروف بہ قاری۔ اپنے زمانہ کے وحید العصر، فرید الدہر، محقق مدقق، محدث، فقیہ، جامع علوم عقلیہ ونقلیہ تھے۔ الخ.............. اور مشہور زمانہ ہو کر سن ہزار کے سرے پر درجہ مجددیت کو پہنچے۔ (حدائق الحنفیہ، ص ۴۲۱ طبع لاہور)

O- مولانا عبدالحئی لکھنوی (م ۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں :-

وکلہا مفیدہ بلغت الی مرتبۃ المجددیۃ علی رأس الالف۔

(التعلیقات السنیہ علی الفوائد البہیہ، ص ۹ طبع کراچی)

O- شیخ محمد امین محبی حنفی (م ۱۱۱۱ھ) لکھتے ہیں :-

موصوف رئیس العلماء اور یکتا زمانہ عالم، راہ تحقیق اور عبارتوں کی تشریح و توضیح میں سبقت لے جانے والے تھے۔ الخ (خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر، ص ۱۸۵، جلد ۳)

اور اہل اللہ پر طنز کرنا سراسر بدبختی اور رب کائنات سے دوری کا سبب ہے۔

اعتراض :- قادری صاحب کہتے ہیں :-

چھینکنے والا اگر الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو اس سے ستر بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ (ایسی کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔) (میٹھی میٹھی سنتیں یا.................. ص ۲۶۷)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے۔ آپ نے فرمایا:

من عطس او تجشأ فقال الحمد لله علیٰ كل حال من الاحوال دُفعَ عنه بها سبعون داءٍ اهونها الجذام (کنز العمال جلد ۹، ص ۷۰، حدیث ۲۵۵۳۷، طبع ملتان)

جب چھینک آئے تو کہو الحمد للہ علیٰ کلِ حال یہ ستر بیماریوں کو دفع کرتی ہے۔ جس میں کم از کم بیماری جذام ہے۔

چھینک پر الحمد للہ کہنے پر علمائے اسلام کے اقوال

○--امام مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آباد، صاحبِ قاموس (م ۸۱۷ھ) لکھتے ہیں :-

چھینکتے وقت "الحمد للہ" اس وجہ سے مشروع ہے، کہ چھینک ایک خداداد نعمت ہے اور منفعت بخش جنبش ہے جس سے متعفن بخارات خارج ہو جاتے ہیں، جن کی جسم میں موجودگی مختلف امراض واوجاع کا موجب ہے۔ (سفر سعادت، اردو، ص ۱۸۹ طبع لاہور)

○--شیخ عبد الحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں :-

زیرا کہ عطسہ سبب خفت دماغ و صفائے قوائے اوراکیہ است۔ الخ

(شرح سفر سعادت، ص ۴۱۴، طبع لاہور ۱۳۹۸ھ)

○--حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں :-

چھینکتے وقت حمد اس واسطے مقرر کی گئی ہے کہ ایک تو وہ شفا ہے۔ اور اس سے دماغ کے انجرہ غلیظ نکل جاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔

(حجۃ اللہ البالغہ (اردو) ص ۵۹۰، طبع کراچی)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ :-

ابن لعل دین لکھتا ہے ایسی کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔

☆--ملا علی قاری حنفی مکی (م ۱۰۱۹ھ) لکھتے ہیں۔

لا یلزم من عدم صحته نفی وجود حسنه و ضعفه ۔ (الموضوعات، ص ۶۶ کراچی)

نیز ملاحظہ ہو (صواعق الحرقہ، از ابن حجر مکی، ص ۷، ۹۱، طبع لاہور / تخریج اذکار نوی حافظ ابن حجر، مقدمہ المنار المنیف، ص ۷، طبع بیروت / بذل المجہود، ص ۲۱، طبع ملتان)

یعنی کسی حدیث کی صحت کے انکار سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حسن اور ضعیف بھی نہ ہو۔

○---نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں :-

احادیث ضعیفہ در فضائل اعمال معمول بہا ست (مسک الختام، ص ۵۷۲، جلد ۱، طبع بھوپال ۱۳۰۶ھ)

اعتراض :- کالے جوتے پہننا اچھا نہیں.........اس لئے کہ اس سے فکریں پریشانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.........ص ۲۶۸)

سیاہ جوتوں کی ممانعت

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ (۱) زبیر بن العوام (۲) ابن کبار (۳) یحیٰ بن ابی کثیر کا قول ہے۔

ایاکم ولبس النعال السود فانها تورث الهم.

کالے جوتے پہننے سے بچو کیونکہ یہ غم پیدا کرتے ہیں

(فتح المتعال فی مدح النعال از امام احمد مقری تلمسانی (م ۱۰۴۱ھ)، ص ۱۵۹ طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

☆- حضرت زبیر بن عوام (صحابی) :- ان کی کنیت ابو عبد اللہ قریشی ہے۔ ان کی والدہ صفیہ عبد المطلب کی بیٹی اور آنحضور ﷺ کی پھوپھی ہیں۔ یہ اور ان کی والدہ شروع ہی اسلام لے آئے تھے۔ تمام غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ موجود رہے۔ عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ہیں۔ جنگِ جمل کے موقعہ پر عمرو بن جرموز نے ۳۶ھ میں قتل کر دیا، بصرہ میں ان کی قبر مشہور ہے۔ ان سے ان کے دو بیٹوں عبد اللہ اور عروہ وغیرہما نے روایت کی ہے۔ (اسماء الرجال، مشکوۃ، ص ۳۲۶، جلد ۳ مترجم

(العلم والعلماء، از ابن البر (م ۴۶۳ھ)، ص ۲۸۹، طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

☆- یحیٰ بن کثیر :- مشہور تابعی ہیں، ان کی کنیت ابو نصر یمامی اور ہو طے کے آزاد کردہ ہیں۔ دراصل بصرہ کے ہیں۔ یمامہ منتقل ہو گئے۔ انہوں نے حضرت انس بن مالک کی زیارت کی۔ اور عبد اللہ بن ابی قتادہ وغیرہ سے حدیث کی سماعت کی۔ ان سے عکرمہ اور اوزاعی وغیرہ نے روایت کی۔

(اسماء الرجال، مشکوۃ، ص ۴۱۸، جلد ۳، مترجم طبع لاہور)

☆- ابن زبیر[1] رضی اللہ عنہ نے کہا (کہ سیاہ جوتے پہننے سے) نسیان کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔

(فتح المتعال فی مدح النعال، ص ۱۵۹، طبع لاہور ۱۴۱۷ھ)

---

[1] ☆ عبد اللہ بن زبیر (صحابی) :- ۱ھ میں پیدا ہوئے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے کان میں اذان دی۔ ان کی والدہ اسماء حضرت ابو بکر کی بیٹی تھی۔ ان کی دادی صفیہ آنحضرت ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ حجاج بن یوسف نے ان کو مکہ مکرمہ میں قتل کیا، اور منگل کے دن ۱۷ جمادی الثانی ۷۳ھ میں انہیں سولی پر لٹکا دیا۔ (اسماء الرجال، مشکوۃ، ص ۳۵۴، جلد ۳ مترجم، طبع لاہور)

☆-امام جعفر صادق (م ۱۴۸ھ) فرماتے ہیں :-

سیاہ جوتا ضعف چشم پیدا کرتا ہے، اور موجب غم واندوہ ہے۔

(الرسالۃ والخلافت، ص ۸۴ طبع لاہور)

پیلے رنگ کے جوتوں کا مسئلہ

اعتراض :- قادری صاحب کہتے ہیں : جو پیلے جوتے پہنے گا اس کی فکروں میں کمی ہوگی۔ یہ ہندوانہ عقیدہ تو ہو سکتا ہے، کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں۔ الخ (میٹھی میٹھی سنتیں .... ص ۲۶۸)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد مبارک ہے۔ عن علی رضی الله عنه من لبس نعلا صفراء قل همه۔

جو پیلے رنگ کے جوتے پہنے گا اس کی فکروں میں کمی ہوگی۔

(تفسیر کشاف، ص ۱۵۰ جلد اول از زمخشری م ۵۲۸ھ) (تذکرۃ الموضوعات، ص ۵۸ از علامہ پٹنی م ۹۸۲ھ)

درج ذیل روایات اس کی مؤید ہیں :-

O---امام شمس الدین محمد بن احمد الذھبی نے میزان الاعتدال میں کہا ہے۔

فضل بن ربیع عن ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس رضوان اللہ علیہم جس نے زرد رنگ کا جوتا پہنا وہ ہمیشہ خوشی ومسرت دیکھے گا۔ پھر یہ آیت کریمہ پڑھی : بقرة صفراء فاقع اللونها تسر الناظرين ۔

(میزان الاعتدال، ص ۳۵۱، جلد ۳ طبع بیروت از علامہ ذہبی علیہ الرحمۃ م ۷۴۸ھ)

O---عبدالعزیز بن خطاب نے حسین بن علی النمیری سے انہوں نے فضل بن ربیع سے انہوں نے ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس سے روایت کی۔

جس نے زرد جوتے پہنے وہ جب تک ان کو پاؤں میں رکھے گا۔ خوشی ومسرت دیکھے گا۔ اور پھر انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی۔ "بقرۃ صفراء.....الخ"

(فتح المتعال فی مدح النعال، ص ۱۵۶، طبع لاہور ۱۴۱۷ھ)

O---امام سخاوی مقاصد الحسنہ میں فرماتے ہیں :۔

جس نے زرد جوتا پہنا اس کے غم کم ہوں گے۔ اس کو عقیلی، طبرانی اور خطیب نے حضرت عبداللہ بن عباس سے موقوفا روایت کیا۔ لیکن "قل همه" کی جگہ یہ الفاظ ہیں : "جب تک زرد رنگ کے جوتے پہنے گا خوش رہے گا۔" (فتح المتعال فی مدح النعال، ص ۱۶۰ طبع لاہور ۱۴۱۷ھ)

یاد رہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال ومشاہدات کو ہندوانہ عقیدہ کہنا سراسر

ضلالت وگمراہی اور رافضیت ہے۔ حضور پر نور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ :-

"اللہ تعالیٰ نے مجھ کو برگزید کیا اور میرے لیے میرے اصحاب کو بھی منتخب کر دیا۔ ان میں بعض کو میرا وزیر بنایا اور بعض کو مددگار اور بعض کو داماد، بس جو شخص ان کو برا کہے اور ان پر سب وشتم کرے تو اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ قیامت کے دن ایسے شخص کی اللہ تعالیٰ نہ کوئی نفل قبول فرمائیں گے اور نہ فرض۔"

(چہل حدیث از محدث ابوبکر محمد بن حسین بن عبداللہ بغدادی آجری م ۳۶۰ھ، حدیث نمبر ۱۱)

ابن لعل دین جواب دیں! کیا حضرت علی المرتضیٰ، زبیر بن عوام، عبداللہ بن زبیر اور حی ابن ابی کثیر رضوان اللہ علیہم اجمعین مسلمان نہ تھے۔ اور ان کے یہ ارشادات ہندوانہ تھے ؟

اعتراض :- قادری صاحب لکھتے ہیں استعمالی (روزمرہ استعمال ہونے والے) جوتے الٹے ہاتھ کے انگوٹھے کے برابر والی انگلی سے اٹھائیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا........ ص ۲۶۸)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ سرور عالم ﷺ کا فعل مبارک ہے۔

☆--امام طبرانی علیہ الرحمۃ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قال حمل رسول الله ﷺ نعله بالسبابة من يده اليسرىٰ ۔ کہ نبی اکرم ﷺ اپنی نعلین (جوتے مبارکہ) کو بائیں ہاتھ کی سبابہ سے اٹھاتے تھے۔

(فتح المتعال. ص ۴۷ طبع لاہور ۱۴۱۷ھ از امام المقری ۱۰۴۱ھ)

☆--صاحب نبوی لیل ونہار لکھتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ اپنا جوتا (مبارک) اٹھاتے تو الٹے ہاتھ کے انگوٹھے کے پاس والی انگلی سے اٹھاتے۔ (نبوی لیل ونہار، از سعد حسن ٹونکی، ص ۸ طبع کراچی)

موصوف مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ میں نے "نبوی لیل ونہار" کا انتخاب مندرجہ ذیل کتب سے کیا ہے۔

(۱)... عمل الیوم واللیلۃ = محدث ابی بکر احمد بن محمد بن اسحاق المعروف بابن السنی م ۳۶۴ھ

(۲).. مواہب اللدنیہ = شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی مصری م ۹۲۳ھ

(۳)..زاد المعاد = حافظ ابن قیم جوزی م ۷۵۱ھ

(۴).. سبل الہدیٰ = محدث محمد بن یوسف دمشقی م ۹۴۲ھ

اعتراض :- قادری صاحب لکھتے ہیں، استعمالی جوتا الٹا پڑا ہو تو سیدھا کر دیجئے ورنہ فقر وتنگدستی

آنے کا اندیشہ ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا..................ص ۲۶۸)

الجواب :-- قادری صاحب نے فیضانِ سنت میں درج ذیل عنوان کے تحت یہ بات سنی بہشتی زیور سے نقل کی ہے۔ "جوتا پہننے کی تیرہ متفرق سنتیں اور آداب" مگر ابن لعل دین نے لفظِ آداب کو نقل نہیں کیا۔ زیرِ بحث مسئلہ کا تعلق آداب سے ہے اس پر حدیث کا مطالبہ کرنا کم علمی ہے۔ اور بزرگانِ دین کا تجربہ و مشاہدہ ہے، جیسا کہ صاحبِ سنی بہشتی زیور نے خود تحریر فرمایا ہے۔ "فقر و تنگدستی کے اسباب" فقیر (خلیل احمد برکاتی) عرض کرتا ہے کہ ان اسباب میں وہ بھی ہیں جن کا ذکر قرآن و حدیث میں ملتا ہے۔ اور اکثر و بیشتر وہ ہیں جو اکابر ملت و راہ نمایانِ شریعت نے اپنے اپنے مشاہدے اور تجربے سے دریافت کیئے ہیں۔

(سنی بہشتی زیور از مولانا خلیل احمد برکاتی، ص ۵۹۴، حصہ پنجم طبع لاہور ۱۹۸۵ء)

اعتراض :-- ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت طنزاً لکھتا ہے۔

اٹھنے، بیٹھنے کی ۲۷ سنتیں اور آداب

. کوشش کریں کہ اٹھتے بیٹھتے وقت بزرگانِ دین کی طرف پیٹھ نہ ہونے پائے اور پاؤں تو ان کی طرف نہ ہی کریں۔ الخ (میٹھی میٹھی سنتیں یا..................ص ۲۶۸)

الجواب :-- اس مسئلہ کا تعلق مقام ادب سے ہے، اور ادب کے معنی طریقہ، سلیقہ، عزت اور احترام کے ہیں۔ جو شخص جس درجے و مرتبے کے لائق ہو اسی مرتبے کے موافق اس کی عزت و تعظیم کرنے اور اس کے حکم ماننے اور خدمت بجالانے کو ادب کہتے ہیں، کیونکہ بزرگانِ دین ہمارے روحانی باپ ہیں، اس لیے ان کے سامنے ادب سے بیٹھنا، اٹھنا اور خلافِ تہذیب کوئی بات نہ کرنا ہمارا اخلاقی اور شرعی فرض ہے۔ حضور پرنور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یؤقر کبیرنا

جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت و توقیر نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

O-ترمذی باب ماجاء فی رحمۃ الناس
O-مسند احمد، ص ۲۰۷، جلد اول

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس کا خلاصہ یہ ہے، بوڑھے بزرگ اور قاری حافظِ قرآن اور منصف بادشاہ کی عزت سے خدا خوش ہوتا ہے۔ اور ان کی عزت کرنا گویا خدا کی عزت کرنا ہے۔

(ابوداؤد باب فی تنزیل الناس منازلہم، ص ۵۴۳ جلد ۳ طبع لاہور)

☆-- شیخ جلال بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ گرامی ہے، شریعت کے لیے ادب ضروری ہے، اس لیے جہاں ادب نہیں وہاں نہ شریعت ہے نہ ایمان اور نہ توحید۔

(عوارف المعارف، ص ۳۳۲ طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

☆-- شیخ شہاب الدین عمر سہروردی علیہ الرحمۃ (م ۶۳۲ھ) فرماتے ہیں ایک شیخ کا مقولہ ہے، اگر کوئی شخص واجب التعظیم ہستی کا احترام نہیں کرتا وہ ادب کی برکت سے محروم ہے۔

(عوارف المعارف، ص ۴۷۱، طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

نیز فرمایا:- علمائے کرام (یعنی بزرگانِ دین) کا احترام کرنا توفیق و ہدایت خداوندی ہے اور اس کا ترک کرنا خسارہ اور سرکشی ہے۔ (عوارف المعارف، ص ۴۷۵ طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

اعتراض :-- ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

کھانے پینے کی 50 متفرق سنتیں

پہلے لقمے پر بسم اللہ کہیں، دوسرے پر بسم اللہ الرحمٰن اور تیسرے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا..................ص ۱۶۸)

الجواب :-- قادری صاحب نے فیضان سنت میں یوں تحریر کیا ہے۔ "کھانے پینے کی 50 متفرق سنتیں اور آداب" مگر ابنِ لعل دین لفظ آداب کو ہضم کر گئے ہیں، مذکورہ بالا کھانے کا طریقہ اہل اللہ کا عمل ہے اور اللہ جل شانہ، کے برگزیدہ بندوں پر طعن کرنا بدقسمتی و بدبختی ہے۔

☆-- سلسلہ سہروردیہ کے بانی شیخ شہاب الدین عمر سہروردی بغدادی (م ۶۳۲ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: مستحب[1] یہ ہے کہ انسان پہلے لقمے پر بسم اللہ کہے، دوسرے پر بسم اللہ الرحمٰن اور تیسرے لقمے میں اسے مکمل کرے، (یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہے) (عوارف المعارف، ۳۹۶ طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

اعتراض :-- ابن لعل دین نجدی لکھتا ہے قادری صاحب کہتے ہیں، کھانے کے اوّل آخر نمک یا نمکین کھائیں، اس سے ستر بیماریاں دور ہوتی ہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا..................ص ۲۶۸)

الجواب :-- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ حدیث نبوی ہے، رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! اپنے کھانے کا نمک سے آغاز کرو اور نمک پر ہی اس کا اختتام کرو۔

---

[1] مستحب: ایسا فعل جس کے کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے کچھ گناہ نہیں ہوتا۔

(ردالمحتار، ص ۱۲۸، جلد ۱)

کیونکہ نمک ستر بیماریوں کی شفا ہے جن میں جنون، جذام، برص، پیٹ کا درد اور داڑھ کا درد بھی شامل ہے۔ (عوارف المعارف، از شیخ شہاب الدین عمر سہروردی)

O-- مولوی عطاء اللہ حنیف بھوجیانی غیر مقلد لکھتا ہے:

کتاب عوارف المعارف از شیخ شہاب الدین سہروردی در تقصار گفتہ در تصوف مبنی کتابے بہتر از عوارف نیست۔ (تحقیق و تعلیق مکتوبات شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ص ۷۲ طبع لاہور)

O-- حضرت شیخ عبد القادر جیلانی (م ۵۶۱ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

مستحب ہے کہ کھانا نمک سے شروع کرے اور نمک پر ہی ختم کرے۔

(غنیۃ الطالبین، (مترجم) ص ۵۶ طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

O-- حضرت امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

(کھانا کھاتے وقت) اوّل لقمہ پر بسم اللہ کہے اور دوسرے پر بسم اللہ الرحمٰن اور تیسرے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پکار کر کہے تا کہ دوسرے کو یاد آ جائے اور دائیں ہاتھ سے کھائے اور نمک سے شروع کرے۔ اور اسی پر ختم کرے۔ (احیاء علوم الدین، جلد ۲، ص ۸ طبع لاہور)

اعتراض: --ابن لعل دین نجدی طنزاً لکھتا ہے، قادری صاحب کہتے ہیں:

"(کھانا کھانے کے بعد) پہلے بیچ والی پھر شہادت اور پھر آخر میں انگوٹھا چاٹیں۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۲۶۸)

الجواب: -- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ کھانا کھانے کے بعد اس طور پر انگلیاں اور انگوٹھا چاٹنا حضور پر نور سید عالم ﷺ کی سنت ہے اور سنت نبوی پر طعن کرنا خداوند کریم کے غضب کو دعوت دینا ہے۔

☆-- صاحبِ نبوی لیل و نہار لکھتے ہیں:-

آپ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے۔ پہلے بیچ کی انگلی چاٹتے اس کے بعد شہادت کی انگلی اور پھر انگوٹھا۔ (نبوی لیل و نہار از مولانا سعد حسن خان ٹونکی، ص ۱۰ طبع کراچی)

☆-- کعب بن مالک سے روایت ہے کہ نبی ﷺ تین انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے۔ ابو عیسیٰ (امام ترمذی) فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو سوائے محمد بن بشار کے کعب نے اس طریق پر روایت کیا ہے، فرمایا کہ حضور ﷺ اپنی تین انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے۔

شارح شمائل ترمذی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: کھانے کے بعد ہاتھ دھونے سے پہلے انگلیاں چاٹ لینا مستحب ہے۔ (شرح شمائل ترمذی (اردو) مولوی محمد زکریا سہارنپوری، ص ۱۱۱ طبع کراچی)

☆-- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جس وقت نبی کریم ے کھانا نوش فرمالیتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے تھے۔

شارح شمائل ترمذی مولانا محمد امیر شاہ گیلانی لکھتے ہیں:

کھانا کھا لینے کے بعد ہاتھ پونچھنے یا دھونے سے پہلے درمیانی، شہادت والی انگلی اور انگوٹھا کو چاٹ کر صاف کر لینا سنت ہے۔ حضور سرور عالم ﷺ کا یہی طریقہ تھا۔ اس لیے کہ سید کائنات ﷺ انہیں تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے تھے۔

علامہ الپیجوری فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ کی مرفوع روایت ہے، ایک انگلی سے کھانا شیطان کا کھانا ہے، اور دو انگلیوں سے سرکش لوگوں کا اور تین انگلیوں سے کھانا انبیاء کرام کا کھانا ہے۔

☆-- امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

ایک انگلی سے کھانا انتہائی ناپسندیدگی کی بات ہے۔ دو انگلیوں سے کھانا تکبر کرنے والوں کا شیوہ ہے۔ تین انگلیوں سے کھانا سنت ہے، اور ان سے زیادہ کے ساتھ کھانا بہت ہی برا ہے۔

(احیاء علوم الدین از امام محمد غزالی، ص ۳۴ جلد ۲ طبع لاہور)

(شرح شمائل النبویہ، ص ۱۹۸، از مولانا محمد امیر شاہ گیلانی، طبع لاہور ۱۳۹۶ھ)

☆-- حافظ ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:-

وكان يأكل بأصابة الثلاث و يلعقهااذا فرغ و هو اشرف ما يكون من الاكلة – فان المتكبر يأكل باصبع واحدة – والجشع الحريص يأكل بالخمس يدفع بالراحة وكان لا يأكل متكئاء والاتكاء على ثلاثة انواع أحدها الاتكاء على الجنب والثاني: التربع والثالث الاتكاء على احدى يديه واكله بالأخرى – والثلاث مذمومة. (زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، ص ۵۴ جلد اوّل طبع بیروت)

ترجمہ:- اور آپ ﷺ اپنی تین مبارک انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے تھے۔ اور کھانے کے بعد اپنی انگلیاں چاٹ لیتے تھے۔ اور یہ بات بہت اچھی ہے کھانے میں جبکہ متکبر ایک انگلی سے کھاتا ہے جبکہ انتہائی لالچی شخص پانچوں انگلیوں سے کھاتا ہے اور ہتھیلی کو کام میں لاتا ہے۔ نبی ﷺ ٹیک لگا کر نہیں کھاتے تھے۔ ٹیک لگانا تین طرح کا ہوتا ہے۔ پہلو پر، چوکڑی کی صورت میں اور ایک ہاتھ کے بل اور دوسرے ہاتھ سے کھانا۔ اور کھانا کھاتے ہوئے تینوں طرح سے ٹیک لگانا مذموم ہے۔

O-- مولوی محمد زکریا سہارنپوری لکھتے ہیں :-

بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ پہلے بیچ کی انگلی چاٹتے تھے اس کے بعد شہادت کی انگلی اس کے بعد انگوٹھا، یہی تین انگلیاں تھیں جن سے کھانا تناول فرمانے کا معمول میرے آقا ﷺ کا تھا۔ اس ترتیب میں بھی علماء نے متعدد مصالح بیان فرمائے ہیں، ایک یہ کہ انگلیاں چاٹنے کا دور اس طرح دائیں کو چلتا ہے کہ شہادت کی انگلی درمیانی انگلی کے دائیں جانب واقع ہوگی دوسری یہ کہ بیچ کی انگلی لمبی ہونے کی وجہ سے زیادہ ملوث ہے۔ اس لیے بھی اس سے ابتداء مناسب ہے۔

(شرح شمائل ترمذی اردو، ص ۱۱۲، ص ۱۱۳ طبع کراچی)

فعل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیح خیال کرنے کی سزا۔ نجدی کیلئے لمحۂ فکریہ

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں : کہ کوئی شخص اپنے فعل کو قبیح سمجھے تو اس کے متعلق کلام کی جا سکتی ہے۔ حضور اقدس ﷺ کے کسی فعل کو قباحت کی طرف منسوب کرنے سے اندیشہ کفر ہے۔

(جمع الوسائل فی شرح الشمائل از ملا علی قاری م ۱۰۱۶ھ)

(اشرف المسائل فی شرح الشمائل از ابن حجر مکی م ۹۷۴ھ)[1] (شرح شمائل ترمذی اردو، ص ۱۱۳ طبع کراچی)

اعتراض :- قادری صاحب کہتے ہیں، جو اپنے گھر میں مٹی کے برتن رکھے، فرشتے اس کے گھر کی زیارت کرنے آتے ہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا..........ص ۲۶۹)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ محبوبِ کبریائے کا فرمانِ عالی ہے۔ جس کو مشہور حنفی عالم سید محمد امین شامی المشہور بہ ابن العابدین (م ۱۲۵۲ھ) نے نقل کیا ہے۔

من اتخذ اوانی بیته خزفا زارته الملائکة — جو شخص گھر کے برتن مٹی کے رکھے فرشتے اس کی زیارت کرتے ہیں۔

(ردالمحتار، ص ۴۹۵، جلد ۹ طبع ملتان)

(بہارِ شریعت، ص ۱۵، ۱۷، جلد ۲ طبع لاہور)

اعتراض :- پہنے ہوئے کپڑے سے ہاتھ نہ پونچھیں اس سے حافظہ کمزور ہوتا ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا..........ص ۲۶۹)

الجواب :- یہ بزرگانِ دین کا تجربہ و مشاہدہ ہے، اس پر طنز کرنا سراسر کم عقلی ہے۔

[1] ضیاء الدین = تذکرۃ المحدثین، صفحہ ۳۱۶ / مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۳۸۷ھ)

☆--- حضرت امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

چار چیزیں بینائی کو قوت دیتی ہیں، (۱) قبلہ رخ بیٹھنا (۲) سونے کے وقت سرمہ لگانا (۳) سبزہ دیکھنا (۴) اور لباس صاف ستھرا رکھنا (احیاء علوم الدین، ص ۳۴ جلد دوم طبع لاہور)

جب لباس صاف ستھرا رکھنے سے بینائی میں قوت پیدا ہوتی ہے تو لباس کو میلا اور گندہ کرنے سے ضرور فہم پر اس کے اثرات مرتب ہوں گے۔ اور ویسے بھی یہ بات ادب کے خلاف ہے کہ پہنے ہوئے کپڑوں سے ہاتھ منہ صاف کریں۔

O-- حضور پرنور ﷺ کی میلے کپڑوں سے نفرت

آپ نے ایک میلے کپڑے والے کو دیکھ کر فرمایا کہ اسے پانی نہیں ملتا جس سے اپنا کپڑا دھولے۔

(سنن ابو داؤد (مترجم) ص ۲۵۰، طبع لاہور ۱۴۰۳ھ)

O-- کھانا کھانے کے بعد رومال سے ہاتھ پونچھنے کا حکم

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اپنا ہاتھ رومال سے نہ پونچھے جب تک کہ اپنی انگلیوں کو نہ چاٹے۔ الخ (ابو داؤد، ص ۱۸۳، جلد ۳)

معلوم ہوا کہ کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ کر رومال وغیرہ سے ہاتھ صاف کرنا سنت ہے۔ اور پہنے ہوئے کپڑوں سے صاف کرنا سنت کے خلاف ہے۔ اور حضور ﷺ کے اس حکم مبارک میں ضرور کوئی مصلحت ہوگی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص سو جاوے اور اس کے ہاتھ میں چکنائی ہو اور وہ نہ دھووے اس کو پھر کچھ نقصان پہنچے تو اپنے آپ کو برا کہے۔ (یعنی کسی کا کیا قصور، اپنا ہی قصور ہے کہ ہاتھ اچھی طرح دھو کر نہ سویا۔)

(سنن ابو داؤد (مترجم) ص ۱۸۴، جلد ۳ طبع لاہور ۱۴۰۳ھ)

اسی طرح پہنے ہوئے کپڑوں کو جو چکنائی وغیرہ لگ جائے گی اس سے بھی نقصان کا اندیشہ ممکن ہے۔

☆--- امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ (م ۱۱۷۶ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

کھانے کے بعد ہاتھ دھونے سے کھانے کی بو اور سومت زائل ہو جاتی ہے۔ اور اس بات کا اندیشہ جاتا رہتا ہے کہ ہاتھوں سے اس کے کپڑے خراب نہ ہوں یا کوئی درندہ اس کے ہاتھ کو چاب ڈالے یا سانپ بچھو وغیرہ کاٹ ڈالے۔ (حجۃ اللہ البالغہ، ص ۵۶۹ طبع کراچی)

اسی طرح جب پہنے ہوئے کپڑوں سے کھانا کھانے کے بعد ہاتھ صاف کرے گا تو کپڑوں کی چکنائی وغیرہ سے سوتے ہوئے موذی جانوروں کے کاٹنے کا اندیشہ ہے، اور ممکن ہے کہ کوئی ایسی زہریلی شئے کاٹے جس سے حافظہ اثرانداز ہو۔

اعتراض : --کھانا کھانے کے بعد مسواک کریں تو کمسن غلام آزاد کرنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.................ص ۲۶۹)

الجواب : --یہ بزرگانِ دین کا مشاہدہ ہے، اور اس پر طنز کرنا جہالت ہے۔

جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمانِ عالی اس کا مؤید ہے۔ آپ نے فرمایا: کہ اگر میں اپنے بھائیوں کو ایک ساتھ کھانے پر اکٹھا کروں تو یہ امر میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ ایک بردہ آزاد کروں۔ (احیاء علوم الدین، ص ۱۴، جلد دوم، طبع لاہور)

معلوم ہوا کہ زیرِ بحث عبارت فقط کھانے کے بعد مسواک کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے۔

جیسا کہ مشہور عالم دین مولانا علی **محمد** سعیدی غیر مقلد لکھتے ہیں :-

علماء نے کہا ہے کہ فضائل مسواک میں سے ایک فضیلت ہے کہ وہ مرتے وقت یادِ شہادت دلا دیتی ہے اور روح کے نکلنے کو آسان کر دیتی ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث، ص ۵۳، جلد اول طبع دوم ۱۳۹۹ھ لاہور)

ما ھو جوابکم فھو جوابنا

O--حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی تابعی (م ۱۵۰ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

ان السواك من السنن الدين فتستوى فيه الاحوال كلها

O--علامہ شامی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

انه مستحب فی جميع الاوقات و يؤكد استحبابه عند قصد التوضؤ فيسنّ أو يستحب عندكل صلاة (ردالمحتار، ص ۷۷ جلد اول طبع مصر)

معلوم ہوا، کھانے کے بعد مسواک کرنا سنت مستحبہ ہے۔

O--مولوی علی محمد سعیدی غیر مقلد لکھتے ہیں :-

مسواک کرنے سے جنت میں درجات بلند ہوتے ہیں۔ مسواک کرنے سے ایمان اور نیکیاں بڑھتی ہیں۔ (فتاویٰ علمائے حدیث۔ ص ۵۱ طبع لاہور ۱۹۷۹ء، جلد اول، طہارت نمبر)

بزرگانِ دین نے نیکیاں بڑھنے کا مشاہدہ اس طرح بیان فرمایا: کہ "کھانا کھانے کے بعد مسواک کریں تو کمسن غلام آزاد کرنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔" یعنی سمجھانے کے لیے کمسن غلام آزاد کرنے کی مثال پیش کی ہے، جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے فرامین سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا:

تم مسواک کو لازم پکڑ لو، مسواک بہت اچھی چیز ہے، زردی دندان کو دور کرتی ہے، بلغم کو نکالتی ہے۔ آنکھ کی جوت کو جلا دیتی ہے۔ مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے۔ بدبودہن کو لے جاتی ہے۔ معدہ کی اصلاح کرتی ہے۔ درجاتِ جنت کو بڑھاتی ہے، فرشتے حمد کرتے ہیں۔ اللہ راضی ہوتا ہے۔ شیطان خفا ہوتا ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث، ص ۵۳، جلد اول، طبع دوم لاہور ۱۹۷۹ء)

اعتراض : --ابن لعل دین نجدی طنزاً لکھتا ہے، قادری صاحب کہتے ہیں۔

"پاجامہ بیٹھ کر پہنیں اور عمامہ کھڑے ہو کر باندھیں، جس نے اس کا الٹ کیا وہ ایسے مرض میں مبتلا ہوگا جس کی کوئی دوا نہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.................ص ۲۶۷)

الجواب : --یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ نبی مکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :-

قال رسول الله ﷺ من تعمم قاعداً او تسرول قائماً ابتلاه الله تعالىٰ ببلاء لا دواء له

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص ۲ طبع دہلی ۱۹۱۱ء)

اعتراض : --منگل کو سلائی وغیرہ کے لیے کپڑا قطع نہ کریں جل جانے، چوری ہو جانے یا ڈوب جانے کا خوف ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.................ص ۲۶۷)

الجواب۔ ہمارے نزدیک یہ قطعی شرعی مسئلہ نہیں ہے۔ صرف ظنی، مشاہداتی امر ہے۔ اس بات کا تعلق بعض خاص اوقات کی نحوست سے ہے جو بعض کے لئے ہوتی ہے چنانچہ قرآن مجید میں ہے یوم نحس مستمر (القمر: ۱۹) ایام نحسات (حم السجدہ: ۱۶)۔ جن ایام میں کفار پر عذاب آیا وہ نحس ایام شمار ہوتے ہیں۔ اور ویسے تو ہر وہ لمحہ نحس ہے جو یادِ خدا سے خالی گزارا جائے۔ نحوست اوقات وایام کو شرع نے ظاہر تو نہیں فرمایا البتہ تاریک ساعتوں کے شر سے پناہ مانگنے کی دعا تعلیم فرمائی گئی۔ ومن شر غاسق اذا وقب (الفلق: ۳) تاہم بعض روایات نے اس مسئلے سے کچھ پردہ اٹھایا ہے۔ مثلاً حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ اماوس اور قمر در عقرب میں سفر نہ کرنا چاہیے۔ (کنز العمال حدیث ۳۹۶۳۹ ۱۷)۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ منگل کا دن خونی دن ہے۔

اس میں ایسی ساعت بھی ہوتی ہے کہ خون رکتا ہی نہیں ہے۔ (ابوداؤد حدیث ۳۸۶۲) اور اہل نجوم بھی یہی بات کہتے ہیں محدث ابو یعلی نے حضرت عباس سے ضعیف سند کے ساتھ دنوں کے خواص نقل کئے ہیں ان میں منگل کے بارے میں ملتا ہے، الثلاثاء یوم حدید وباس (موضوعات کبیر ص ۲۷۶) یعنی منگل کا دن لوہا جنگ نقصان کا دن ہے۔ دوسرے الفاظ میں لوہے کے تیز دھار آلات (چاقو چھری قینچی وغیرہ) کا استعمال احتیاط سے ہو ورنہ نقصان کا احتمال اس دن دوسرے دنوں سے زائد ہے جس طرح پچھنے لگوانے کیلئے منگل کے دن کا ترک کرنا توہمات میں نہیں کہا جاسکتا اسی طرح نئے کپڑے کا قطع کرنا بھی اگر اس دن نہ ہو تو کیا حرج ہے۔ مشاہدے اور تجربے والوں کی بات سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

O-- شیخ نصیر الدین بن یحیٰ چراغ دہلوی (م ۷۵۷ھ) علیہ الرحمۃ کے محبوب خلیفہ حضرت سید محمد گیسودراز (م ۸۲۵ھ) کے والد گرامی علامہ سید یوسف حسینی (م ۷۳۱ھ) علیہ الرحمۃ اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

روزِ زحل (ہفتہ) مریخ (منگل) ہم گر تو پوشی جامہ تو
یا قطع بگنی ہم دریں آید مصیبت پیشتر
(تحفہ نصائح ص ۹۷)

اعتراض :- قادری صاحب لکھتے ہیں: پیرو مرشد علماء و مشائخ اور ساداتِ کرام کی طرف پاؤں نہ کریں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ص ۲۷۲)

الجواب :- یعنی اگر نفوس قدسیہ (پیرو مرشد، علماء وغیرہ) کے ہمراہ کہیں رات گزارنے کا موقع آجائے تو اس طرح سوئیں کہ ان کی طرف پاؤں نہ ہوں اور اسی میں ادب ہے، مثل مشہور ہے۔

"با ادب با نصیب، بے ادب بے نصیب"

از خدا خواہیم توفیق ادب + بے ادب محروم گشت از فضل رب

جب تم دوسروں کا ادب کروگے تو دوسرے لوگ تمہارا ادب واحترام کریں گے۔

رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :-

ما اکرم شاب شیخا من اجل سنہٖ الا قیض اللہ لہٗ عند سنہٖ من یکرمہٗ۔ (ترمذی، باب ماجاء فی اجلال الکبیر)	جو جوان کسی بوڑھے کی بزرگی کی وجہ سے عزت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے میں ایسے آدمی کو مقرر فرمادے گا جو اس کی عزت کرے گا۔

☆-- حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی (م ۶۳۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔
علمائے کرام (یعنی بزرگانِ دین) کا احترام کرنا، توفیق وہدایتِ خداوندی ہے اور اس کا ترک کرنا خسارہ اور سرکشی ہے۔ (عوارف المعارف، ص ۲۷۵، طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

اعتراض :- قادری صاحب کہتے ہیں، مسواک زمین پر ڈال دینے سے پاگل ہونے کا خطرہ ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ص ۲۷۳)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ حضرت سعید بن جبیر مشہور تابعی کا قول ہے۔

"من وضع سواکہ بالارض فجنّ من ذلک فلا یلومن الا نفسہ"

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم الامام عبداللہ بن احمد بن اسحٰق اصبہانی، م ۴۳۰ھ عن الحکیم الترمذی، بحوالہ رد المحتار، ص ۷۸ جلد ۱ طبع مصر)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ

یہ سعید بن جبیر اسدی کوفی ہیں۔ جلیل القدر تابعین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ انہوں نے ابن مسعود، ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر اور انس رضوان اللہ علیہم اجمعین سے علم حاصل کیا۔ اور ان سے بہت سے لوگوں نے علمی فیض حاصل کیا۔ ماہ شعبان ۹۵ھ میں جب کہ ان کی عمر ۴۹ سال کی تھی۔ حجاج بن یوسف نے ان کو قتل کرادیا۔ (اکمال فی اسماء الرجال (اردو)، ص ۶۲۷، جلد ۳ / مشکوٰۃ)

اعتراض :- قادری صاحب کہتے ہیں :-
(مسواک) زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی ہو ایک بالشت سے زیادہ لمبی ہو تو اس پر شیطان سواری کرتا ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا..........ص ۲۷۳)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ مشہور حنفی عالم صاحب در مختار محمد بن علی بن محمد حصنی اثری المعروف بہ حصکفی م ۱۰۸۸ھ نے اس کو نقل فرمایا ہے۔

"ولا یزاد علی الشبر والا فالشیطان یرکب علیہ"

(رد المحتار مع در مختار، ص ۷۸، جلد ۱ طبع مصر) (مراقی الفلاح، ص ۳۷ از علامہ طحطاوی م ۱۲۳۳ھ طبع کراچی)

اعتراض :- قادری صاحب کہتے ہیں، مٹھی باندھ کر مسواک نہ کریں اس سے بواسیر ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ص ۲۷۳)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ صاحب نور الایضاح علامہ شرنبلالی حنفی م ۱۰۶۹ھ نے خادم رسول ﷺ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی نقل فرمایا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :- والسنۃ فی أخذہ ان تجعل خنصر یمینک أسفلہ والبنصر والسبابہ فوقہ والابہام اسفل رأسہ..........کما رواہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ولا یقبضہ لانہ یورث الباسور. الخ

(نور الایضاح مع شرح مراقی الفلاح، ص ۳۸، طبع کراچی)

اعتراض :- قادری صاحب کہتے ہیں : چت لیٹ کر مسواک نہ کریں اس سے تلی بڑھ جاتی ہے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ص ۲۷۳)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعود[1] صحابی رسول ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے۔ آپ نے فرمایا : " ویکرہ مضجعاً لانہ یورث کبر الطحال "

(نور الایضاح مع شرح مراقی الفلاح، ص ۳۸ طبع کراچی)

اعتراض :- قادری صاحب کہتے ہیں :

(۱) مسواک سے نماز کا ثواب ننانوے یا چار سو گنا بڑھ جاتا ہے۔

(۲) قیامت میں نامہ اعمال سیدھے ہاتھ میں دلاتی ہے۔

(۳) بچوں کی پیدائش بڑھاتی ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ص ۲۷۲، ۲۷۳)

الجواب :- یہ قادری صاحب کے اقوال نہیں بلکہ صاحبِ نور الایضاح شیخ حسن بن عمار شرنبلالی حنفی (م ۱۰۶۹ھ / ۱۶۵۹ء) اور صاحبِ مراقی الفلاح علامہ سید احمد طحطاوی حنفی (م ۱۲۳۳ھ) نے عارف باللہ شیخ احمد زاہد کی تالیف "تحفۃ السلاک فی فضائل السواک" سے حضرت علی، ابن عباس اور عطاء رضی اللہ عنہم سے بہت سے اقوال مسواک کے فضائل میں نقل کئے ہیں۔ جن میں زیر بحث اقوال بھی شامل ہیں۔

عن علی و ابن عباس و عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین علیکم بالسواک فلا تغفلوا عنہ و ادیموہ فان فیہ رضا الرحمن و تضاعف صلاتہ الی تسعۃ و تسعین ضعفاً اور الی اربع مائۃ ضعف............ویبطئ الشیب ویعطی الکتاب بالیمین۔ الخ

علامہ سید احمد طحطاوی علیہ الرحمۃ مذکورہ بالا اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :- " قال بعضھم ھذہ الفضائل کلھا مرویۃ بعضھا مرفوع و بعضھا موقوف و ان کان فی اسنادھا مقال فینبغی العمل بھا لما روی من بلغہ عن اللہ ثواب فطلبہ اعطاہ اللہ مثل ذلک وان لم یکن کذلک انتھی و بعض المذکورات یرجع الی بعض۔" (نور الایضاح مع مراقی الفلاح، ص ۳۸، طبع کراچی)

اعتراض :- قادری صاحب کہتے ہیں ایک اور حدیث پاک کے مطابق مسواک کرنے والوں کو قیامت تک ہونے والے مسلمانوں کی گنتی برابر نیکیاں عطا کی جائیں گی۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ص ۲۷۳)

---

[1] حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں :- وابن مسعود علی سواکہ ونعلہ = یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود مسواک اور نعلین شریف کی خدمات پر مامور تھے۔ (زاد المعاد، ص ۴۸، جلد اول، طبع بیروت)

الجواب :- اللہ تعالیٰ رب کائنات مختار مطلق ہے۔ وہ جس قدر چاہے اپنے بندوں کو نیک اعمال پر ثواب عطا فرماتے۔ آپ کون ہیں اس کی بخشش پر طعن کرنے والے۔

اللہ تعالیٰ نے نیک اعمال کرنے پر جس اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا ہے وہ ذاتِ مطلق اس سے زیادہ دینے پر بھی قادر ہے۔ ربِ کعبہ ارشاد فرماتا ہے۔ مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ ط واللہ یضعف لمن یشآء ط واللہ واسع علیمO (القرآن الکریم، پ ۳، سورۃ بقرۃ)

ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے اگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لیے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ (ترجمہ کنز الایمان، ص ۷۰، ۷۱، طبع لاہور)

O--صاحبِ " فتاویٰ علمائے حدیث" مولانا علی محمد سعیدی بزبانِ مسواک کرنے کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں : مسواک کرنے سے ایمان اور نیکیاں بڑھتی ہیں............ جنت میں درجات بلند ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ علمائے حدیث م، جلد اول (طہارت نمبر)، ص ۵۱ طبع لاہور ۱۹۷۹ء)

O--علامہ ابن عبدالبر اندلسی (م ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں :

احکام و حلال کی طرح فضائل اعمال کی روایتوں میں اسناد کی چھان بین نہیں کی جاتی۔

(جامع بیان العلم وفضلہ، ص ۵۹، طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

چونکہ اس حدیث میں موضوع حدیث کی علامات نہیں پائی جاتیں اس لیے یہ حدیث ضعیف ہو گی۔ اور میاں نذیر دہلوی (غیر مقلد)، مولوی ثناء اللہ امرتسری (غیر مقلد) اور نواب صدیق حسن خان (غیر مقلد) کے نزدیک ضعیف حدیث اعمال و فضائل میں مقبول ہوتی ہے۔

دیکھئے ! (فتاویٰ نذیریہ جلد اول، فتاویٰ ثنائیہ، جلد اول، مسک الختام، جلد اول)

لہٰذا اس حدیث پر طعن کرنا سراسر جہالت و بدبختی ہے۔

O--مولوی محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد لکھتے ہیں :

وسعت رزق کا ایک مجرب عمل ملاحظہ ہو۔ نماز فجر کے بعد گیارہ سو بار "یا مغنی" پڑھیں ... گیارہ مرتبہ سورۃ مزمل پڑھیں۔ اس عمل پر مداومت کرنے والا اپنے لیے وسعت رزق کے دروازوں کو کھلا پائے گا۔ (صلوٰۃ الرسول، ص ۳۵۴، طبع لاہور)

جنابِ ابنِ لعل دین صاحب! جواب دیں کہ یہ عمل کس حدیث سے ثابت ہے۔ بہتر ہو گا کہ صحاح ستہ سے کوئی کتاب ہو۔

O-- نیز نواب صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں :

ایک مسئلہ کا سیکھنا سکھانا ہزار رکعت نماز سے تطوعاً بہتر ہے۔

(مناقب الخلفاء الراشدین، ص ۸۱ طبع ۱۳۰۷ھ انڈیا)

اس کا حوالہ بھی درکار ہے، کہ کس مستند حدیث کی کتاب میں یہ قول موجود ہے۔

اعتراض :-- قادری صاحب لکھتے ہیں : "کسی بھی دھات کی انگوٹھی یا چھلا نہ پہنیں"۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا........ ص ۲۷۳)

دھات کی انگوٹھی کے بارے میں علمائے احناف کا مذہب

الجواب :-

امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں خبر دی مجھ کو امام مالک نے اور ان کو خبر دی عبداللہ بن دینار نے کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی پھر ایک دن کھڑے ہو کر منبر پر فرمایا کہ میں یہ انگوٹھی پہنتا تھا۔ پھر اسے پھینکتے ہوئے فرمایا : میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔ لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

امام محمد علیہ الرحمۃ نے کہا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں۔ مرد کے لیے جائز نہیں کہ سونا، لوہا اور تانبا کی انگوٹھی پہنے، بلکہ صرف چاندی کی انگوٹھی پہنے، لیکن عورتوں کے لیے سونے کی انگوٹھی پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (موطا امام محمد، ص ۴۰۱، طبع کراچی)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے آیا۔ تو آپ نے اس سے فرمایا کہ مجھے کیا ہوا ہے کہ تجھ سے بتوں کی بدبو مجھے معلوم ہوتی ہے۔ سو اس نے اپنی انگوٹھی کو پھینک دیا۔ اور پھر لوہے کی انگوٹھی پہنے ہوئے آیا، تو پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ مجھے کیا ہوا ہے کہ میں تجھے دوزخیوں کا زیور پہنے ہوئے دیکھتا ہوں۔ تو اس نے اپنی انگوٹھی پھر پھینک دی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : چاندی سے اور مثقال سے کم۔ (ابو داؤد، ص ۳۰۱، جلد ۳، (مترجم) طبع لاہور ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء)

(غنیۃ الطالبین، ص ۶۵، طبع لاہور ۱۳۹۴ھ) (وسائل الوصول الی شمائل الرسول از علامہ یوسف نبہانی م ۱۳۵۰ھ)

شرح وقایہ میں عبید اللہ بن مسعود حنفی (م ۷۴۷ھ / ۱۳۱۰ء) لکھتے ہیں : (انگوٹھی چاندی) کے علاوہ

مرد کو زیور چاندی اور سونے کے پہننا حرام ہے۔ (شرح وقایہ، کتب الکراہیۃ)

اعتراض :-- (عید کو) انگوٹھی بغیر نگینے کے نہ پہنیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں........ ص ۲۷۳)

الجواب :-- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ : "حضور اکرم ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبش کا تھا۔" (شمائل ترمذی مع شرح اردو، ص ۶۶ طبع کراچی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تھی۔ اس سے خطوط وغیرہ پر مہر فرماتے تھے۔ پہنتے نہیں تھے۔

(شمائل ترمذی مع شرح اردو، ص ۶۷، طبع کراچی)

شارحین حدیث فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی دو انگوٹھیاں تھیں۔ ایک مہر والی اس کو مہر کے کام لاتے تھے۔ اور پہنتے نہیں تھے۔ دوسری پہننے کے کام میں لاتے اور اس کو ہر وقت نہیں پہنتے تھے۔

(شرح شمائل ترمذی از محمد امیر شاہ گیلانی، ص ۱۳۱، طبع لاہور ۱۳۹۶ھ)

اس تمام بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ :-

(۱) چاندی کی انگوٹھی نگینے والی کبھی کبھار پہننا سنت ہے۔

(۲) چاندی کے علاوہ دوسری تمام دھات کی انگوٹھی پہننا منع ہے۔

اور یہی قادری صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔

(۱)- انگوٹھی بغیر نگینے کے نہ پہنیں۔

(۲)- کسی بھی دھات کی انگوٹھی یا چھلا نہ پہنیں۔

جب یہ مسائل احادیث نبویہ سے ثابت ہیں تو خواہ مخواہ ان پر اعتراض کرنا سراسر جہالت اور پرویزیت ہے۔

اعتراض :-- ابن لعل دین نجدی نے اپنے نجدی علماء کی پیروی کرتے ہوئے، جشن عید میلاد النبی ﷺ پر زہر اگلا ہے۔ دیکھئے : (میٹھی میٹھی سنتیں یا........ ص ۲۷۳ تا ۲۷۵)

الجواب :-- ہمارے نزدیک حضور پرنور سید عالم ﷺ کے یوم پیدائش پر مسرت وانبساط کا اظہار کرنا، دکانوں اور مکانوں کو حتی المقدور سجانا، صاف ستھرے کپڑے پہننا، غرباء و مساکین کو کھانا کھلانا، رشتہ داروں اور دوستوں کو تحائف بھیجنا، محافل ذکر و فکر اور محافل میلاد منعقد کرنا، جن میں آپ کی ولادت باسعادت کے واقعات و معجزات اور آپکی سیرت طیبہ بیان کرنا اور آپ کی ذات بابرکات پر

کثرت سے درود پڑھنا تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں آپ کی محبت اور سنتِ نبوی پر عمل کرنے کا جذبہ بیدار ہو، مستحب و مستحسن امور ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے رب العزت جل شانہٗ اور اس کے محبوب ﷺ کی رضا و خوشنودی حاصل ہو گی۔ اواس دن کو لغوی معنوں میں "لفظ عید" سے تعبیر کرنا صحیح و درست ہے۔ یاد رہے کہ شرعی عیدین کے احکام اس عید پر نافذ نہیں ہوں گے۔

O---امام راغب (حسین بن محمد) اصفہانی (م ۵۰۲ھ) فرماتے ہیں :-

(عید کے لغوی معنی) ہر وہ دن جس میں کوئی شادمانی حاصل ہو اس پر عید کا لفظ بولا جانے لگا ہے۔

(مفردات القرآن، ص ۷۳۶، طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

O---صاحبِ قاموس امام مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (م ۸۱۷ھ) لکھتے ہیں :

جمعہ امتِ محمدیہ کی عید ہے جو ہر ہفتہ ہوتی ہے۔ (سفر السعادت، ص ۸۲، طبع لاہور)

یہاں لفظ عید لغوی معانی میں استعمال ہوا ہے۔

مومن کے لیے پانچ عیدیں

ربّنا انز ل علینا مائدۃ من السمآء تکون لنا عیداً۔ (سورۃ المائدۃ)

ترجمہ :- اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو۔

(ترجمہ کنز الایمان، ص ۲۰۳، طبع تاج کمپنی لاہور)

O---امام راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں : کہ

(آیت مذکورہ) میں عید سے شادمانی (خوشی) کا دن مراد ہے۔

(مفردات القرآن، ص ۷۳۶، طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

O---حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، مؤمنوں کے لیے 5 عیدیں ہیں۔

۱- مؤمن پر دن گزرے اور اس کے گناہ نہ لکھے جائیں، وہ اس کے لیے عید کا دن ہے۔

۲- دنیا سے ایمان اور شہادت کے ساتھ اور شیطان کے مکر و فریب سے محفوظ روانہ ہو، وہ بھی اس کے لیے عید کا دن ہے۔

۳- پل صراط سے گزرنے اور قیامت کے ڈر سے دشمنوں کے ساتھ ہاتھ اور زبان سے مامون ہے وہ دن اس کے لیے عید ہے۔

۴- جنت میں داخل ہو اور جہنم سے مامون ہو وہ دن اس کے لیے عید ہے۔

۵- جس میں اپنے ربِ کائنات کا دیدار کرے وہ دن اس کے لیے عید ہے۔

(درۃ الناصحین [1]، ص ۲۶۳، زمانہ تالیف : ۱۲۲۴ھ)

نیز مولوی عبد القادر روپڑی غیر مقلد کی زیر نگرانی نکلنے والے رسالہ "ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور ۱۹۶۳ء" میں بھی یہ حدیث منقول ہے۔

عن عبید بن السباق مرسلا قال قال رسول اللہ ﷺ فی جمعۃ من الجمع یا معشر المسلمین ان ھذا یوم جعلہ اللہ عیداً فاغتسلوا. الخ (مشکوٰۃ، ص ۱۲۳، طبع ملتان مکتبہ امدادیہ)

(ابن ماجہ، ص ۷۷، طبع کراچی) (شرح سفر السعادت، ص ۱۸۸، طبع سکھر ۱۹۷۸ء، رواہ ابو ہریرۃؓ)

اس حدیث مبارکہ میں لغوی طور پر لفظ عید کا استعمال ہوا۔ کیونکہ عیدین کے احکام جمعہ کے دن پر نافذ نہیں ہوتے۔

☆---خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

"وکل یوم لا یعصی اللہ فیہ فھو عید" (نہج البلاغۃ، ص ۹۴۲، ارشاد نمبر ۴۲۸، طبع لاہور)

یعنی ہر وہ دن جس میں بندہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے وہ اس کے لیے عید ہے۔

(غنیۃ الطالبین، ص ۴۱۰، طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

O---پروفیسر ابو بکر غزنوی بن مولوی محمد داؤد غزنوی (غیر مقلد) لکھتے ہیں :

عید وہ ہے جو بار بار آئے، قرآن مجید میں لفظ عید مسرت (خوشی) کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ 'انزل علینا مائدۃ من السمآء تکون لنا عیداً'

(روزنامہ کوہستان، لاہور، یکم شوال ۱۳۸۴ھ)

میلاد النبی اور علماء و سلاطین اسلام

معلوم ہوا کہ جس روز اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا نزول ہو، اس دن کو عید بنانا، خوشی منانا، عبادتِ خداوندی کرنا، اور شکر الٰہی کا بجا لانا، اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ افراد قدسیہ اور صالحین و کاملین کا طریقہ ہے۔ اور اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ سید عالم ﷺ کی اس جہانِ رنگ و بو میں تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ ہے۔ اس لیے حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ کے دن عید منانا یعنی خوشی و مسرت کا اظہار کرنا، میلاد شریف اور سیرۃ نبوی کا وعظ کرنا اور لوگوں کا اس میں شریک ہونا، شکرِ الٰہی

[1] یہ شیخ عثمان بن حسن بن احمد شاکر، الخوبوی الرومی الحنفی، محدث، مفسر، واعظ کی تصنیف ہے۔

(معجم المؤلفین، مطبوعہ بیروت، جلد ۶، ص ۲۵۳)

کا جالانا، اور حدودِ شرعیہ میں رہتے ہوئے اظہارِ فرح و سرور کرنا مستحسن و محمود فعل ہے اور مقربانِ الٰہی کا طریقہ ہے۔ اور یہ کہنا کہ صحابہ کرام نے کبھی اس طور سے میلاد خوانی کی نہ جلوس نکالا، ممانعت کے لیے دلیل نہیں بن سکتی، کہ کسی جائز کام کو کسی کا نہ کرنا اس کو ناجائز نہیں کر سکتا۔

تقریباً گیارہ سو سال سے مسلمانانِ عالم اس دن (یعنی ولادت باسعادت کے یوم پر) خوشی و مسرت کا اظہار کرتے چلے آرہے ہیں۔ شیخ محمد رضا سابق مدیر مکتبہ جامعہ فواد قاہرہ (مصر) رقمطراز ہیں۔ "امام ابو شامہ علیہ الرحمۃ شیخ نووی (امام ابو زکریا محی الدین بن شرف نووی م ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے کا نیا مگر بہترین اختراع آنحضرت ﷺ کے یوم ولادت کا جشن منانے کا عمل ہے۔ جس میں اس مبارک خوشی کی مناسبت سے صدقہ و خیرات، محفلوں کی زیبائش و آرائش، اور اظہارِ مسرت کیا جاتا ہے۔ یہ مبارک تقریبات فقراء سے حسنِ سلوک کے علاوہ امتیوں کی آنحضرت سے والہانہ عقیدت و محبت اور اہل محفل کے دل میں آپ کی فضیلت و عظمت کی پختگی اور آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجنے کے قلبی شکر و امتنان کا احساس دلاتی ہے۔"

امام سخاوی (م ۹۰۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کا رواج تین صدی بعد ہوا ہے۔ (یعنی آج سے ۱۱۰۰ سال پہلے) اس کے بعد سے تمام ممالک و امصار میں مسلمانانِ عالم عید میلاد النبی ﷺ مناتے چلے آرہے ہیں۔ وہ ان دنوں میں خیرات و صدقات کرتے ہیں اور میلاد النبی ﷺ کی مجالس منعقد کرتے ہیں جن کی برکتوں سے ان پر حق تعالیٰ کا عام فضل و کرم ہوتا ہے۔

علامہ محدث ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس سے سال بھر امن و عافیت رہتی ہے۔ یہ مبارک عمل ہر نیک مقصود میں فوری کامیابی کی بشارت کا سبب ہے۔

سلاطین اسلام میں سے اس طریقہ کو رائج کرنے والے سب سے پہلے شاہ اربل سلطان مظفر ابو سعید تھے۔ جن کی فرمائش پر حافظ ابن دحیہ علیہ الرحمۃ نے اس موضوع پر ایک کتاب "التنویر فی مولد البشیر النذیر" تالیف کی تھی۔ اس پر شاہ نے خوش ہو کر مؤلف علیہ الرحمۃ کو ایک ہزار دینار انعام عطا فرمایا تھا۔ اسی سلطان نے سب سے پہلے جشنِ میلاد النبی ﷺ منعقد فرمایا تھا۔ وہ ہر سال ماہ ربیع الاول میں یہ جشن انتہائی اہتمام کے ساتھ بہت اعلیٰ پیمانے پر منایا کرتا تھا۔ وہ طبعاً نہایت سخی، جوان مرد، شیر دل، فیاض طبع، نہایت زیرک و دانا اور منصف مزاج تھا۔

سلطان ابو حمو موسیٰ شاہ تلمسان بھی عید میلاد النبی ﷺ کا عظیم جشن منایا کرتا تھا۔ جیسا کہ ان کے زمانہ میں اور ان سے قبل مغرب اقصیٰ و اندلس کے سلاطین بھی منایا کرتے تھے۔

ہمارے زمانہ میں بھی مسلمانانِ عالم اپنے اپنے شہروں میں میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ مصر کے علاقوں میں یہ محفلیں مسلسل منعقد کی جاتی ہیں، اور ان میں برابر میلاد نبوی سے متعلق بیانات کئے جاتے ہیں، فقراء و مساکین کو خیرات تقسیم کی جاتی ہے۔ خاص کر شہر "قاہرہ" (مصر) میں اس روز ظہر کے بعد ایک پیادہ جلوس کمشنر آفس کے سامنے سے گزرتا ہوا، عباسیہ میدان کی طرف روانہ ہوتا ہے۔ جو پولیس کے حفاظتی دستوں کے ساتھ سڑکوں سے گزرتا ہے۔ یہ جلوس مقامات غوریہ، اشراقیہ کوئلہ بازار اور حسینیہ سے گزرتا ہوا، عباسیہ میدان میں ختم ہوتا ہے۔........اس دن تمام دفاتر میں تعطیل ہوتی ہے، نیز بمقام مشہد حسینی کمشنر مصر کی موجودگی میں سیرۃ النبی کا بیان ہوتا ہے۔ الخ (تلخیص) (محمد رسول اللہ، ص ۳۲ تا ۳۵، طبع کراچی)

O---علامہ ابن حجر قسطلانی (م ۹۲۳ھ) شارح بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضور ﷺ کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے اور دعوتِ طعام کرتے رہے ہیں۔ اور ان راتوں میں انواع و اقسام کی خیرات کرتے رہے......اور حضور ﷺ کے مولدِ کریم کی قراۃ کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں جن کی برکت سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ظاہر ہوتا ہے..........اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں نازل فرمائے، جس نے ماہِ میلاد مبارک کی ہر رات کو عید بنایا تاکہ یہ عید میلاد سخت ترین علت و مصیبت ہو جائے، اس شخص پر جس کے دل میں مرض و عناد ہے۔ (مواہب اللدنیہ، جلد اول، ص ۲۷، طبع مصر)

O---محدث ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

میلاد نبی ﷺ کی ترغیب میں کلام کو بہت کچھ طول دیا گیا ہے۔ اور یہ عمل حسن ہمیشہ سے حرمین شریفین یعنی مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مصر، یمن، شام، تمام عرب اور مشرق و مغرب کے رہنے والے مسلمانوں میں جاری ہے، اور میلاد نبی ﷺ کی محفلیں قائم کرتے اور لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اور ماہِ ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی خوشیاں مناتے ہیں۔ الخ

(المیلاد النبوی از محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ، ص ۳۵، طبع لاہور)

نیز فرماتے ہیں: جو حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی میں حضور کی محبت کی وجہ سے اپنی قدرت

اور طاقت کے موافق خرچ کرتا ہے۔ قسم ہے میری عمر کی اس کی جزا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے جنات نعیم میں داخل کرے۔ (مواہب اللدنیہ، جلد اول)

O---علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

میلاد شریف دراصل ایک ایسی تقریب مسرت ہے جس میں لوگ جمع ہو کر بقدر سہولت قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور حضور نبی اکرم ﷺ کے ظہور سراپا نور کے سلسلہ میں جو خوشخبریاں احادیث و آثار میں آئی ہیں اور جو خوارقِ عادات اور نشانیاں ظاہر ہوئی ہیں، انہیں بیان کرتے ہیں، پھر شرکاء محفل کے سامنے دستر خوان بچھایا جاتا ہے۔ وہ حسبِ طلب اور بقدر کفالت ماحضر تناول کرتے ہیں، اور دعائے خیر کر کے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں، میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں منعقد کی جانے والی تقریب عید، بدعتِ حسنہ (ایک نیا نیک کام) ہے جس کا اہتمام کرنے والے کو ثواب ملے گا۔ اس لیے کہ اس میں حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم شان اور آپکی ولادت باسعادت پر فرحت و انبساط کا اظہار پایا جاتا ہے۔ (حسن المقصد فی عمل المولد، ص ۲۵، طبع سیالکوٹ)

نیز فرماتے ہیں:- ہمارے لیے مستحب ہے کہ ہم میلاد شریف منعقد کر کے حضور ﷺ کی ولادت پر اظہار شکر کریں، جس میں دعوتِ طعام ہو اور اس طرح کے دیگر امور خیر سرانجام دیئے جائیں، اور خوشیاں منائی جائیں۔ (حسن المقصد فی عمل المولد، ص ۴۵، طبع سیالکوٹ)

O---شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اور اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے رہے ہیں، حضور ﷺ کے میلاد مبارک کے مہینے میں۔ الخ (اس کے بعد انہوں نے علامہ قسطلانی کی عبارت نقل فرمائی ہے۔ جس کو ہم "مواہب اللدنیہ" کے حوالہ سے اوراقِ گذشتہ میں نقل کر آئے ہیں۔) (ماثبت بالسنۃ، ص ۷۹)

O---ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

ہمیشہ سے اہل اسلام ہر سال (ربیع الاول کے مہینے میں) محفلِ میلاد منعقد کرتے ہیں اور حضور ﷺ کی میلاد خوانی کرتے ہیں جس کی برکت سے ان پر فضلِ خداوندی کی بارش ہوتی ہے۔

(مقدمہ مورد الروی از ملا علی قاری)

O---صاحبِ مجمع بحار الانوار لکھتے ہیں:

ربیع الاول کا مہینہ منبع انوار اور رحمت کا مظہر ہے یہ ایسا مہینہ ہے جس میں ہر سال ہمیں اظہار

وسرور کا حکم دیا گیا ہے۔ (مجمع بحار الانوار، جلد ۳ بحوالہ مقالات کاظمی، جلد اول، ص ۹۲ طبع ساہیوال)

O---حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

(مولود شریف) میں اچھی آواز کے ساتھ قرآن شریف، نعتیہ قصائد اور مناقب و فضائل پڑھنے میں کیا مضائقہ ہے۔ (مکتوب نمبر ۷۲، جلد دوم، بنام خواجہ حسام الدین، طبع لاہور)

برکات میلاد شریف

O---حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی شاہ عبدالرحیم فاروقی قادری حنفی (م ۱۱۳۱ھ) علیہ الرحمۃ نے خبر دی:

"فرمایا کہ میں میلاد النبی کے روز کھانا پکوایا کرتا تھا، میلاد پاک کی خوشی میں۔ ایک سال میں اتنا تنگدست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا مگر چنے بھنے ہوئے، وہی میں نے لوگوں میں تقسیم کر دیئے، تو کیا دیکھتا ہوں (یعنی خواب میں) کہ آنحضرت ﷺ کے روبرو وہ بھنے ہوئے چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ بہت شاد و بشاش ہیں۔

(الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین، تصنیف مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ، ص ۴۰، طبع لائل پور ۱۹۷۰ء)

O---امام سہیلی علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ ابو لہب جب مر گیا تو میں نے ایک سال بعد اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت ہی برے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ تمہارے بعد مجھے کوئی راحت نصیب نہیں ہوئی۔ لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کر دی جاتی ہے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ اس وجہ سے کہ نبی کریم ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے اور ثویبہ نے ابو لہب کو حضور ﷺ کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تو ابو لہب نے اسے آزاد کر دیا۔

(فتح الباری شرح بخاری، ص ۱۱۸، جلد ۹ از حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی (م ۸۵۲ھ)

O---علامہ محبّی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد بن احمد عجیل (م ۱۱۰۰ھ) علیہ الرحمۃ کی اپنی ایک تحریر دیکھی جس کی عبارت یہ ہے کہ شیخ صالح نجم الدین بن فیولی مصری نے مجھے بتایا کہ انہوں نے عید الفطر کے دن اونگھ کی کیفیت میں ۱۰۰۷ھ میں دیکھا کہ گویا نبی مکرم ﷺ اپنی قبر انور کی جگہ پر سامنے تشریف رکھتے ہیں، اور آپ کے سارے جسم پاک سے نور نکل رہا ہے۔ لیکن سینہ اقدس سے جو نور نکل رہا ہے۔ وہ تو ایسی کیفیت کیے ہوئے ہے جو جسمانی ہے، اور اس کی مقدار اتنی تھی

یہ کہ آپ نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کا حلقہ بنایا اور یہ نور اپنی جگہ سے پھیل کر سید محمد عجیل تک پہنچتا ہے اور وہ محفلِ میلاد وذکر اپنی مسجد میں اس وقت قائم کیے بیٹھے ہیں۔ اور یہ نور ان کے سینے میں لگاتار داخل ہوتا چلا جاتا ہے۔ (جامع کرامات اولیاء از علامہ نبہانی، ص ۲۹۸، طبع لاہور ۱۹۸۲ء)

یاد رہے کہ ان خوابوں کا حجتِ شرعیہ نہ ہونا مسلّم ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان سے کسی حقیقتِ واقعیہ پر کوئی روشنی نہ پڑسکے اور کسی امر میں کم از کم استنباط کا فائدہ بھی متصور نہ ہو۔

O--حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (م ۱۱۷۶ھ) نے فرمایا:

قدیم طریقہ کے موافق بارہ ربیع الاول کو میں نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور آنحضرت ﷺ کی کچھ نیاز تقسیم کی، اور آپ کے بال مبارک کی زیارت کرائی، تلاوت کلام پاک کے دوران میں ملاء الاعلیٰ کا ورود ہوا۔ (فرشتے نازل ہوئے) اور رسول اللہ ﷺ کی روح پر فتوح نے اس فقیر اور اس سے محبت کرنے والوں کی طرف بہت التفات فرمائی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ ملاء اعلیٰ (فرشتوں کی ٹولی) ان کے ساتھ مسلمانوں کی جماعت نیاز مندی اور عاجزی کی بنا پر بلند (عروج کر رہی ہے۔) ہو رہی ہے۔ (اوپر اٹھ رہی ہے) اور اس کیفیت کی برکتیں اور لپٹیں نازل ہو رہی ہیں۔

(القول الجلی فی ذکر آثار الولی (مترجم، اردو)، ص ۱۸۲ طبع لاہور ۱۴۲۰ھ)

فرقہ وہابیہ نجدیہ کے گھر کی تین شہادتیں

(۱)... ابن تیمیہ لکھتا ہے۔ واللہ قد یثیبهم علی هذه المحبة والاجتهاد۔

(اقتضاء الصراط المستقیم، ص ۲۹۴، طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت)

یعنی حبِ رسول اور تعظیم نبی کے تحت جو لوگ میلاد مناتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اس محبت اور کوشش و سعی کا ثواب دے گا۔

(۲).. شیخ عبداللہ بن شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی لکھتا ہے:

وارضعته ﷺ ثويبة عتيقة ابی لهب، اعتقها حين بشرته بولادته ﷺ وقد رؤی ابو لهب بعد موته فی النوم فقيل له: ماحالك ؟ فقال: فی النار، الا انه خفف عنی كل اثنين، وأمص من بين اصبعی هاتين ماء واشار برأس اصبعه . وان ذالك باعتاقی ثويبة عندنا بشرتنی بولاد النبی ﷺ وبارضاعها له ، قال ابن جوزی: فاذا كان هذا ابو لهب الكافر الذی نزل القرآن بذمه جوزی بفرحه ليلة مولد النبی ﷺ بن فما حال المسلم الموحد من امته ﷺ يسر بمولده ؟ (مختصر سیرۃ الرسول ﷺ، طبع لاہور ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء)

یعنی محدث ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ شبِ میلاد کی خوشی کی وجہ سے جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے کہ اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے، حالانکہ ابولہب ایسا کافر ہے جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا، تو حضور ﷺ کے امتی مومن و موحد کا کیا حال ہوگا جو حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی میں حضور کی محبت کی وجہ سے اپنی قدرت اور طاقت کے موافق خرچ کرتا ہے۔ (خلاصہ عربی عبارت)

O--نواب صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد لکھتا ہے:

جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے، وہ مسلمان نہیں۔

(الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ، ص ۱۲، طبع انڈیا ۱۳۰۵ھ)

۱۲ ربیع الاوّل کو خوشی کی جائے یا غم؟

"۱۲ ربیع الاول کو حضور ﷺ کی پیدائش ہوئی اور یہی تاریخ آپ کی وفات مبارکہ کی ہے۔ اس لیے اس دن خوشی منانا جائز نہیں۔"

حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ کی ولادت، ہم پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے، اور آپ کی وفات ہمارے لیے سب سے بڑا اندوہ والم۔ مگر شریعت نے نعمتوں پر اظہار شکر کی ترغیب دلائی ہے اور مصائب پر صبر و سکون اور خاموشی کی تلقین کی ہے۔ شریعت نے ولادت کے موقعہ پر عقیقہ کرنے کا حکم دیا ہے، جس سے بچے کی پیدائش پر خوشی کا اظہار ہوتا ہے اور موت کے وقت جانور ذبح کرنے کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی ایسی کسی بات کا بلکہ نوحہ وجزع فزع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ لہذا قواعد شرعیہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس ماہ مقدس میں حضور ﷺ کی ولادت کے سلسلے میں خوشی منانا وفات پر غم کرنے سے بہتر ہے۔ (حسن المقصد فی عمل المولد، ص ۳۶،۳۵ طبع سیالکوٹ)

شیخ احمد عبدالعزیز المبارک چیف جسٹس عدالت شرعیہ متحدہ عرب امارات کا فیصلہ کن فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر جمع ہونے کے بارے میں مجھ سے مسئلہ پوچھا

گیا ہے، ان اجتماعات کے موقع پر مساجد میں آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ، واقعات وغزوات بیان کئے جاتے ہیں، اور اکثر حضور انور ﷺ کی تعریف میں قصیدے پڑھے جاتے ہیں۔

اس کا جواب ہے کہ ایسے اجتماعات کو جن میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس پر کوشی اور مسرت کا اظہار ہوتا ہے، نیز ان کی مبارک زندگی اور غزوات کے واقعات سے عبرت حاصل کرنے کے لیے ان کو بیان کیا جاتا ہے۔ اور آپ کی سیرت واخلاق سے لوگوں کو رغبت دلانے کے لیے اور ہدایت حاصل کرنے کے لیے ان کا انعقاد عمل میں آتا ہے، ایک مباح (جائز) عمل قرار دیا گیا ہے۔ اگرچہ (بعض کو) یہ مرغوب نہ ہو، کیونکہ اس تقریب نے لوگوں کے کردار بنانے اور جذبات (محبتِ رسول) ابھارنے میں بڑا تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ اگر وہ تقریب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور صحابہ کے زمانے میں نہ منائی گئی ہو تو اس کو ناپسندیدہ بدعت قرار نہیں دیا جاسکتا، کیونکہ بدعت یا تو قابلِ مذمت ہے یا مستحسن یا جائز۔ بخاری اور مؤطا میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تراویح کے لیے جمع کیا اور فرمایا "نعمت البدعة ہذہ" یہ بدعت اچھی ہے۔

فتح الباری میں اس کی شرح میں لکھا ہے کہ بدعت کی اصل یہ ہے کہ سابق میں اس کی مثال نہ ہو اور اگر اس کو سنت کے مقابل عمل قرار دیا جائے تو وہ قابلِ مذمت ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ اس عمل کو شرع میں اگر مستحسن قرار دیا جائے تو وہ اچھی ہے یعنی بدعتِ حسنہ ہے اگر اس کو شرع میں عمل قرار دیا جائے تو بری ہے، ورنہ مباح ہے اور احکام خمسہ میں ایک ہے، اور اسی میں ایک حدیث ہے کہ "بے شک سب سے اچھا کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین ہدایت حضور اکرم ﷺ کی ہدایت ہے اور کاموں میں برے کام وہ ہیں جو بعد میں نکالے گئے ہوں" کے ذیل میں امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ بدعت دو قسم کی ہے، ایک محمود (اچھی)، دوسری مذموم (بری) جو سنت کے موافق ہو وہ محمود ہے اور جو اس کے مخالف ہو وہ مذموم۔ اور امام شافعی ہی کا قول ہے جو بیہقی نے اپنے مناقب میں نقل کیا ہے کہ بدعتیں دو قسم کی ہیں، ایک جو کتاب و سنت، اثر اور اجماع کے خلاف ہو، وہ گمراہ بدعت ہے۔ جو خیر کے لیے نکالی اور ان کے خلاف نہ ہو وہ قابل قبول بدعت ہے، بعض علماء نے بدعت کو اعمال خمسہ میں شمار کیا ہے، وہ واضح ہے۔

الباجی منتقیٰ میں فرماتے ہیں کہ "یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے صراحت ہے کہ انہوں نے رمضان کے قیام کو ایک امام کے تابع کیا اور مساجد میں اس کو قائم کیا، حالانکہ بدعت وہ ہے جس کی بدعت نکالنے والا ابتداء کرے اور اس سے قبل کسی نے ایسا نہ کیا تھا، پس حضرت عمر نے اس

بدعت کو جاری کیا اور صحابہ کرام نے اس کی اتباع کی اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ عمل صحت پر مبنی تھا۔

شہاب الدین قرانی نے کتاب الفروق میں لکھا ہے کہ بدعت احکام خمسہ میں شامل ہے، یہ قسمیں شرع کی قسمیں ہیں۔ واجب، حرام، مستحب، مکروہ اور مباح، انہوں نے اس کو طوالت سے فرقِ ثانی (۲۵۰) میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور یہ بات فتح الباری سے اوپر نقل کردہ تحریر کے مانند ہے۔

بعض مالکی فقہا نے آنحضرت ﷺ کی پیدائش کے دن روزہ رکھنے کو عید کی مشابہت میں مکروہ قرار دیا ہے، یعنی جیسے عید کے دن روزہ رکھنا درست نہیں، ویسا ہی ولادت باسعادت کے دن بھی روزہ رکھنا درست نہیں کیونکہ وہ دن عید کے مانند ہے، (مترجم) ان کی رائے میں اس دن خوشی اور فرحت کا اظہار شرع کے لحاظ سے درست ہے، اس پر اعتراض نہ کرنا چاہیئے۔

مواہب جلیل علیٰ مختصر خلیل میں عبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن المعروف بہ خطاب مالکی (م ۹۵۴ھ) نے لکھا ہے کہ شیخ زروق شرح قرطبیہ میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی پیدائش کے دن روزہ رکھنے کو ایسے لوگوں نے جو ان کے زمانے کے قریب تھے اور تقویٰ میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے۔ مکروہ قرار دیا ہے، چونکہ وہ مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید کا دن ہے چاہیئے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں، اور ہمارے شیخ قوری اس کثرت سے ذکر کیا کرتے اور اس کو اچھا سمجھتے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن عباد نے اپنے رسائل کبریٰ میں بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ کی پیدائش کا دن مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید ہے اور تقاریب میں سے ایک تقریب ہے اور وہ چیز جو فرحت و سرور کا باعث ہو آپ کی ولادت کے دن مباح اور جائز ہے، مثلاً روشنی کرنا، اچھا لباس پہننا، جانوروں کی سواری کرنا، اس کا کسی نے انکار نہیں کیا۔ ان امور کی بدعت ہونے کا حکم اس وقت ہے جبکہ کفر وظلمت اور خرافات وغیرہ ظاہر ہونے کا خوف ہو، اور یہ دعویٰ کرنا کہ عید میلاد اہل ایمان کی مشروع تقریبوں میں نہیں مناسب نہیں ہے، اور اس کو نیروز و مہرجان سے ملانا ایک ایسا امر ہے جو سلیم الطبع انسان کو منحرف کرنے کے برابر ہے۔

عرصہ قبل میں ایک دفعہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن سمندر کے ساحل کی طرف جا نکلا، وہاں میں نے الحاج ابن عاشر کو ان کے ساتھیوں کے ساتھ پایا۔ وہاں ان میں سے بعض نے کھانے کے لیے مختلف قسم کی چیزیں نکالیں اور مجھے بھی اس میں بلایا، میں اس روز روزہ سے تھا، اس لیے میں نے کہا میں روزہ سے ہوں۔ ابنِ عاشر نے میری طرف ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور کہا اس کا کیا مطلب ہے۔ آج خوشی اور مسرت کا دن ہے، اس میں روزہ رکھنا ایسا ہی ناپسندیدہ ہے جیسا کہ عید کے دن۔

میں نے ان کے کلام پر غور کیا اور میں نے اس کو حق پایا۔ گویا کہ میں سو رہا تھا پس انہوں نے بیدار کر دیا۔

حاشیہ کنون میں ابن عباد کے کلام " تاج الفاکہانی کا یہ ادعا کہ حضور انور ﷺ کی ولادت کی تقریب منانا مذموم بدعت ہے۔" یہاں تک کہ انہوں نے اس پر ایک رسالہ بھی لکھ دیا۔ صحیح نہیں ہے۔ ان کے اس بیان پر زین العراقی اور علامہ سیوطی نے اعتراض کیا ہے اور لکھا ہے کہ مالکی فقیہوں میں سے اکثر نے ابن عباد، ابن عاشر زروق اور کنون کا مسلک اختیار کیا ہے، ان میں قابل ذکر محمد البانی نے حاشیہ زرقانی پر اور الرسوتی نے حاشیہ شرح الکبیر مؤلفہ دردیر پر اور صاوی نے اپنے حاشیہ شرح صغیر پر اور محمد علیش نے اپنی شرح خلیل پر اور برہان الدین حلبی نے اپنی سیرت حلبیہ میں (ایسا ہی بیان کیا ہے۔)

ابن حجر الہیثمی نے لکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بدعت حسنہ کے مستحب ہونے پر سب متفق ہیں اور حضور ﷺ کی ولادت کی تقریب منانا اور اس میں جمع ہونا ایسا ہی ہے یعنی بدعت حسنہ ہے اسی وجہ سے امام ابو شامہ فرماتے ہیں، کیا ہی اچھا ہے وہ شخص جس نے ہمارے زمانہ میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن صدقات دینے اچھے کام کرنے اور زینت اختیار کرنے اور مسرت کا اظہار کرنے کا طریقہ اپنایا۔ اس میں غریبوں کی مدد کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی محبت کا اظہار بھی ہے، جن کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔

علامہ سخاوی نے فرمایا کہ "عید میلاد" کو اسلاف میں کسی تین قرن (یعنی بہ زمانہ رسالت مآب وصحابہ و تابعین) میں نہیں منایا۔ بلکہ اس کے بعد اس کا سلسلہ جاری ہوا۔ لیکن اس کے بعد سے برابر تمام ملکوں اور شہروں میں اہل اسلام عید میلاد مناتے رہے ہیں۔ اس رات میں لوگ مختلف صدقات دیتے ہیں اور حضور انور ﷺ کی ولادت باسعادت کے واقعات سناتے ہیں جس کے برکات عامہ ان پر ظاہر ہوتے آئے ہیں۔ علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ عید میلاد کی تقریب منانا سال بھر امان سے رکھتا ہے۔ اور بہت جلد مقصد کے حاصل ہونے اور اس میں کامیاب ہونے کی بشارت دیتا ہے، اسی طرح ابن حجر الہیثمی کے نوازل حدیثیہ میں اس کو زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے مضمون میں جواباً کہا ہے کہ "عید میلاد کا اجتماع اگر خیر و شر پر مشتمل ہو تو اس کا چھوڑنا واجب ہے کیونکہ فساد کا روکنا اچھائیوں کے حاصل کرنے سے بہتر ہے۔ خیر یہ ہے کہ صدقہ دیا جائے اور حضور انور ﷺ پر درود بھیجا جائے اور برائی یہ ہے کہ عورتیں اور مرد باہم خلط ہو جائیں۔ لیکن اگر یہ تقریب اس برائی سے پاک ہے اور وہ صرف حضور کے ذکر درود و سلام اور اسی قسم کی باتوں پر مشتمل ہے تو وہ

سنت ہے۔ پھر انہوں نے دو حدیثوں سے استدلال کیا ہے جس میں سے ایک انہوں نے نوازل میں بیان کی ہے۔ کہ "جب قوم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھتی ہے تو ملائکہ ان کو گھیر لیتے ہیں۔ اور رحمت ان کو ڈھانک لیتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے دربار میں ان کا ذکر کرتا ہے۔" جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے اور دوسری حدیث بھی اس کی مثل بیان کی ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ ان دونوں حدیثوں سے خیر کے لیے جمع ہونے اور بیٹھنے کی فضیلت ظاہر ہے۔

ہم نے حافظ ابن حجر کی کتاب "فتح[1]" سے اور انہوں نے امام شافعی سے اور ابو نعیم اور بیہقی کے طریق سے نقل کیا ہے اور ہم نے باجی سے اور انہوں نے فروق القرانی سے جو نقل کیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عمر کی جو حدیث ہم نے پیش کی ہے اس پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ بدعت کا مدار اس کے ہونے والے اچھے اور برے امور پر منحصر ہے۔ اگر وہ اچھے ہیں تو وہ پسندیدہ ہیں اور اگر وہ برے ہیں تو قابل مذمت۔

اور ایسا ہی مالکی فقہا اور شافعی فقہا مثلاً زین العراقی، علامہ سیوطی، ابن حجر الہیثمی، علامہ سخاوی پھر ابن جوزی، حلبیوں میں سے رسول اکرم ﷺ کی ولادت کی تقریب منانے اور اس پر جمع ہونے کو بہتر عمل قرار دیتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اس میں غلو کرتے ہیں اور اس کو نصرانیوں کی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی تقریب سے مشابہہ قرار دیتے ہیں۔ وہ قیاس مع الفارق کرتے ہیں (اور غلط مثال دیتے ہیں) کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا یوم (نعوذ باللہ) ان کے خدا ہونے یا خدا کا بیٹا ہونے یا تیسرا خدا ہونے کے لحاظ سے منایا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "بے شک کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ وہی مسیح ابن مریم ہے۔" اور "نصاریٰ نے کہا کہ عیسیٰ اللہ کا بیٹا ہے۔ اور کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔" "اللہ تعالیٰ وہ جو کچھ کہتے ہیں اس سے اعلیٰ و ارفع ہے۔" لیکن مسلمان حضور کی ولادت پر خوشی مناتے ہیں اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ وہ اللہ کے بندے ہونے سے آپ کے لیے شرف ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی شان میں فرماتا ہے۔ "پاک ہے وہ پروردگار جو اپنے بندے کو رات کے تھوڑے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا۔" اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے۔" پس آپ ایسے بشر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بندگی اور رسالت سے مشرف کیا ہے۔ اور آپ کو تمام انسانوں میں افضل بنایا اور آپ کو وہ سب کچھ عطا فرمایا جو کسی اور کو نہیں دیا گیا۔

---

[1] فتح الباری ۱۲

جامع ترمذی میں حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں تمام لوگوں میں سب سے پہلے قیامت میں اٹھایا جاؤں گا۔ میں ان کا قائد ہوں، جب وہ جمع ہوں گے، میں ان کا خطیب ہوں، جب وہ خاموش ہوں رہیں گے۔ میں ان کا شفیع ہوں جب وہ گرفتار ہوں گے، اور میں ان کو خوشخبری سنانے والا ہوں، جب وہ مایوس ہوں گے۔ بزرگی اور (جنت کی) کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور لواء الحمد (حمد کا جھنڈا) میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور میں اللہ کے پاس تمام اولادِ آدم میں سب سے زیادہ بزرگ ہوں مگر مجھے اس پر فخر نہیں۔"[1]

دوسری حدیث جس کو ابن اسحاق[2] نے اپنی سیرت میں دو فرشتوں کے شق صدر کرنے کے واقعہ میں بیان کیا ہے کہ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ہے کہ ان کو وزن کروان کی امت کے دس آدمیوں میں سے۔ پس انہوں نے میرا وزن کیا اور میں ان سب سے زیادہ وزن میں ہوا۔ پھر کہا کہ سو کے ساتھ وزن کرو، میرا وزن کیا گیا اور میں ان سب سے وزنی ہوا۔ پھر کہا کہ ان کی امت کے ہزار آدمیوں کے ساتھ وزن کرو، میرا وزن کیا گیا اور میں ان میں سے بھی زیادہ وزن دار رہا۔ پھر انہی فرشتوں نے کہا ان کو چھوڑ دو، اگر ان کا وزن ساری امت سے بھی کیا جاتے تو وہی زیادہ نکلیں گے۔"

سیرت ابن ہشام میں بھی ایسا ہی ہے۔ پس بے شک وہ بشر ہیں مگر سارے انسانوں میں افضل ترین، اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام عالموں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے، تاکہ لوگوں کو اللہ کے حکم سے اندھیروں سے نور کی طرف نکالیں اور عزت والے اور حمد کے قابل پروردگار کے راستے کی طرف بلائیں۔

مساجد میں درس کے لیے جمع ہونا جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے مسلمانوں میں کوئی جدید بات نہیں اس پر سینکڑوں سال سے مالکی اور دیگر فقہاء نے عمل کیا ہے اور اس کے بارے میں کافی لکھا ہے۔ اور ہم نے اس کے بارے میں دلیلیں بیان کی ہیں، لہٰذا اس مسئلے میں اب کوئی اعتراض باقی نہیں رہا۔ خصوصاً جب کہ ہمارے شہروں (متحدہ عرب امارات) میں مسجدوں میں اجتماعات ہوتے ہیں، اور وہاں عورتوں کو داخلے کی اجازت نہیں دی جاتی۔

اگرچہ بعض مقامات پر اس خوشی میں کھیل کود کے مظاہرے بھی ہوتے ہیں لیکن اگر اس میں حرام اور خلافِ شرع امر نہ ہوں تو مباح ہیں۔ جیسا کہ حبشیوں نے مسجدِ نبوی میں حضور انور ﷺ کے سامنے کیا ہے۔ جس کی صحیح مسلم میں تصریح موجود ہے اگر ان کھیلوں میں حرام اور خلاف شرع حرکتیں

[1] مشکوٰۃ، ص ۱۲۱، جلد ۳ مطبوعہ لاہور

[2] محمد بن اسحاق مشہور تابعی ہیں، ۱۵۰ھ میں بغداد میں انتقال فرمایا۔

مل جائیں تو وہ ناجائز اور حرام ہیں جیسا کہ ہمارے زمانے میں بعض مقامات پر ہوتا ہے، ایسا ہی ہیثمی نے ذکر کیا ہے۔

بہتر یہی ہے کہ ان اجتماعات کو مساجد تک ہی محدود رکھیں تاکہ منکرات کا دروازہ نہ کھلنے پائے، بعض جرائد و اخبارات نے لکھا ہے کہ (عرب ممالک) کے بعض ہوٹل اس موقع پر استحصال کرتے ہیں، اور ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مگر حضور انور ﷺ کی ولادت کی محفل منکرات کے ساتھ منانا مسلمانوں کی پیشانی پر کلنک کا داغ ہے اور اس میں عجیب و غریب خرافات رقص و سرود کی محفلیں منعقد کرنا یہ سب فساد پر مشتمل ہے، میں شدت کے ساتھ اس کو روکنے کی خواہش رکھتا ہوں، اور میں (تمام مسلمانوں سے) درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایسے عمل بند کر دیں اور ایسے لوگوں کا محاسبہ کریں جو کھلم کھلا منکرات پر عمل کر رہے ہیں، اور ارضِ اسلام میں اسلام کے معاملات میں مکر سے کام لے رہے ہیں۔

بشکریہ

(ماہنامہ منار الاسلام جمادی الآخر ۱۴۰۱ھ، اپریل و مئی ۱۹۸۱ء) (روزنامہ جنگ ۲۹ دسمبر ۱۹۸۱ء)

اعتراض:— ابن لعل دین نجدی فیضانِ سنت سے درج ذیل ایک فقرہ لکھ کر اس پر تبصرہ کرتا ہے۔ "عید الفطر اور بقرۃ عید میں اچھے کپڑے پہننا، نئے ہوں تو نئے ورنہ پرانے دھلے ہوئے۔"

دیکھا قارئین! ان سنت کے شیدائیوں کا حال کہ بدعت والی عید کے لیے کتنی کوشش اور سنت والی دونوں عیدوں کی بات ہی ایک فقرے میں ختم کر دی۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ص ۲۷۴)

الجواب:— یہ ابنِ لعل دین کی کذب بیانی اور دروغ گوئی ہے۔ جبکہ قبلہ قادری صاحب نے فیضانِ سنت کے صفحہ ۱۳۰۶، ۱۳۰۷ پر عیدین کی اکیس سنتیں اور آداب تحریر کیے۔ اگر اندھے کو سورج نظر نہ آئے، تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے؟ عیدین کی سنتیں اور آداب ملاحظہ ہوں:

......: عید کی اکیس (۲۱) سنتیں اور آداب :......

عید کے دن یہ امور سنت (مستحب) ہیں۔

(۱) حجامت بنوانا، (مگر زلفیں بنوایئے نہ کہ انگریزی بال)۔ (۲) ناخن ترشوانا (۳) غسل کرنا (۴) مسواک کرنا۔ (یہ اس کے علاوہ ہے جو وضو میں کی جاتی ہے کہ وضو میں تو سنت مؤکدہ ہے۔ (حاشیہ بہار شریعت، حصہ ۴ حوالہ ردالمحتار) (۵) اچھے کپڑے پہننا، نئے ہوں تو نئے ورنہ دھلے ہوئے۔

(۶) خوشبو لگانا (جب بھی خوشبو لگائی تو پاک عطر لگائیں۔ اسپرے سینٹ نہ لگائیں یہ ناپاک ہوتا ہے) (۷) انگوٹھی پہننا (جب کبھی انگوٹھی پہنیں تو اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ صرف ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن چاندی کی ایک ہی انگوٹھی پہنیں۔ ایک سے زیادہ نہ پہنیں اور اس ایک انگوٹھی میں بھی نگینہ ایک ہی ہو۔ ایک سے زیادہ نگینے نہ ہوں۔ اور بغیر نگینے کی بھی نہ پہنیں۔ نگینے کے وزن کی کوئی قید نہیں۔ چاندی یا کسی اور دھات کا چھلہ یا چاندی کے بیان کردہ وزن وغیرہ کے علاوہ کسی بھی دھات کی انگوٹھی یا چھلہ نہیں پہن سکتے۔) (۸) نمازِ فجر مسجد محلّہ میں پڑھنا۔ (۹) عید الفطر کی نماز کو جانے سے پہلے چند کھجوریں کھالینا۔ تین، پانچ، سات، یا کم و بیش مگر طاق ہوں۔ کھجوریں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز کھالیں اگر نماز سے پہلے کچھ بھی نہ کھایا تو گناہ نہ ہوا۔ مگر عشاء تک نہ کھایا تو عتاب کیا جائے گا۔ (۱۰) نمازِ عید، عید گاہ میں ادا کرنا۔ (۱۱) عید گاہ پیدل جانا (۱۲) سواری پر بھی جانے میں حرج نہیں مگر جس کو پیدل جانے پر قدرت ہو اس کے لیے پیدل جانا افضل ہے اور واپسی پر سواری پر آنے میں حرج نہیں۔ (۱۳) نمازِ عید کے لئے ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا (۱۴) عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا۔ (افضل یہی ہے مگر عید کی نماز سے قبل نہ دے سکے تو بعد میں دے دیں) (۱۵) خوشی ظاہر کرنا (۱۶) کثرت سے صدقہ دینا (۱۷) عید گاہ کو اطمینان و وقار اور نیچی نگاہ کئے جانا۔ (۱۸) آپس میں مبارک باد دینا۔ (۱۹) بعد نمازِ عید مصافحہ (یعنی ہاتھ ملانا) اور معانقہ (یعنی بغل گیر ہونا) جیسا کہ عموماً مسلمانوں میں رائج ہے بہتر ہے کہ اس میں اظہار مسرت ہے۔ (بہارِ شریعت) (۲۰) عیدِ اضحیٰ (یعنی بقر عید) تمام احکام میں عید الفطر (یعنی میٹھی عید) کی طرح ہے، صرف بعض باتوں میں فرق ہے، مثلاً اس میں (یعنی بقر عید میں) مستحب یہ ہے کہ نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے، چاہے قربانی کرے یا نہ کرے اور اگر کھالیا تو کراہت بھی نہیں۔ (۲۱) عید الفطر (یعنی میٹھی عید) کی نماز کے لیے جاتے ہوئے راستہ میں آہستہ سے تکبیر کہیں اور نمازِ عیدِ اضحیٰ کے لیے جاتے ہوئے راستے میں بلند آواز سے تکبیر کہیں۔ تکبیر یہ ہے:

الله اکبر ط الله اکبر ط لا اله الّا الله والله اکبر ط الله اکبر ولله الحمد ط

ترجمہ:- اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے تمام تعریفیں ہیں۔

اے ہمارے پیارے اللہ! ہمیں عید سعید کی خوشیاں سنت کے مطابق منانے، توفیق عطا فرما، اور

ہمیں حج بیت اللہ اور دیدارِ مدینہ اور دیدِ تاجدارِ مدینہ کی حقیقی عید بار بار نصیب فرما۔ امین جاہ النبی الامین

(فیضانِ سنت، ص ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، طبع کراچی)

☆--﴿مسئلہ سرخ دستر خوان﴾--☆

حضرت خواجہ عثمان ہارونی (م ۶۳۰ھ) علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جو کھانے کا تھال اترا تھا اس پر سرخ دستر خوان [1] تھا اس تھال میں سات روٹیاں تھیں اور کچھ نمک، پس جو شخص دستر خوان پر نمک سے روٹی کھائے اس کے لیے ہر لقمہ میں سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور بہشت میں اس کے سو درجے بلند کئے جاتے ہیں، وہ شخص بہشت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔ اور جو سرخ دستر خوان پر روٹی کھائے اسے بہشت میں ایک دعوت خانہ دیا جائے گا۔ اور وہ جب کھانا کھا کر فارغ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام (صغیرہ) گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ پھر فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ مودود چشتی (م ۵۲۷ھ) علیہ الرحمۃ سے سنا ہے کہ جو شخص سرخ دستر خوان پر کھانا کھائے اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرماتا ہے۔

(انیس الارواح، ملفوظاتِ خواجہ عثمان ہارونی، مرتب خواجہ معین الدین اجمیری (اردو ترجمہ)، ص ۵۴، طبع ملتان ۱۳۹۱ھ)

---

[1] ○- امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن حسین المعروف امام رازی (م ۶۰۶ھ) "ربنا انزل علینا مائدة من السمآء" (پ ۷، سورۃ المائدۃ) کے تحت لکھتے ہیں۔

روی ان عیسی علیه السلام لما اراد الدعا، لبس صوفا، ثم قال (ربنا انزل علینا......) فنزلت سفرة حمراء۔ الخ (تفسیر مفاتیح الغیب (المشہور تفسیر کبیر)۔ ص ۱۳۳، جلد ۱۲)

یعنی روایت ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کا ارادہ کیا تو ٹاٹ کا لباس پہنا اور پھر یوں فرمایا: اے پروردگار ان پر خوان نازل فرما۔ الخ، چنانچہ سرخ رنگ کا دستر خوان نازل ہوا۔

○- شیخ علاء الدین ابو الحسن علی بن محمد بن ابراهیم بغدادی شافعی (م ۷۴۱ھ) مذکورہ بالا آیت "ربنا انزل علینا مائدة من السمآء" (پ ۷، سورۃ المائدۃ) کے تحت لکھتے ہیں۔ "فنزلت سفره حمراء۔ الخ"

(تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل (المعروف تفسیر خازن)، ص ۵۰۶، جلد اول، طبع بیروت)

○- شیخ عثمان بن حسن بن احمد شاکر الخوبوی الرومی الحنفی لکھتے ہیں :- "واذا بسفره حمراء نزلت"

(درۃ الناصحین (عربی) مطبوعہ پشاور، ص ۹۱ / زمانہ تالیف: ۱۲۲۴ھ)

انیس الارواح کا مختصر تعارف اور زمانہ ء تالیف

حضرت خواجہ معین الدین چشتی (م ۶۳۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ خواجہ عثمان ہارونی (م ۶۰۳ھ) علیہ الرحمۃ سے بیعت کرنے کے بعد دس سال تک (حضر و سفر) میں ان کی صحبت میں رہا۔ اس کے بعد خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ بغداد واپس آئے اور معتکف ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد پھر سفر اختیار کیا اور دس سال میں حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کا بستر اور پارچات سر پر اٹھائے ہوئے ہمراہ سفر رہا۔ حتیٰ کہ جب بیس سال پورے ہوئے تو حضرت شیخ نے عزلت (گوشہ نشینی) اختیار کی۔ اور اس درویش کو فرمان ہوا کہ کچھ دن میں باہر نہیں آؤں گا۔ میرے پاس خلوت میں آجایا کریں۔ تاکہ میں تجھے فقر کی تربیت دوں۔ اور وہ یادگار رہ جائے۔ چنانچہ اس درویش نے حکم کی تعمیل کی اور اٹھائیس مجالس میں حضرت شیخ کے تمام ملفوظات جمع کر کے اسے "انیس الارواح" کا نام دیا۔

(الاقتباس الانوار، از شیخ محمد اکرم قدوسی، زمانہ تالیف ۱۱۳۰ھ طبع لاہور ۱۹۹۳ء، صفحہ ۳۴۸)

معلوم ہوا کہ ان ملفوظات کا تعلق قال، حال، مشاہدات اور وارداتِ قلبیہ سے ہے، اور ان پر طنز کرنا، خواجہ معین الدین چشتی، خواجہ عثمان ہارونی اور حضرت خواجہ مودود چشتی رضوان اللہ علیہم اجمعین پر طعن کرنا ہے۔ اور ان نفوس قدسیہ پر طعن کرنا خداوند قدوس کے غضب کو دعوت دینا ہے، جیسا کہ حدیث قدسی ہے۔ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا:-

"من عادلی ولیا فقد اذنتہ بالحرب"

جس نے میرے ولی سے عداوت کی میرا اس سے اعلان جنگ ہے۔

(بخاری شریف، جلد دوم، ص ۹۶۳، طبع مجتبائی، مشکوٰۃ، ص ۱۹۷، طبع ملتان)

ابن لعل دین نجدی سے چند سوالات

☆ قادری صاحب فقط "سرخ دستر خوان" کے فضائل کے ناقل ہیں۔ اصل میں یہ ملفوظات خواجہ معین الدین اجمیری علیہ الرحمۃ نے اپنے شیخ خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ کے مرتب کر کے ان کا نام "انیس الارواح" رکھا ہے۔ اگر قادری صاحب موردِ طعن ہیں تو خواجہ اجمیری کیوں نہیں؟

☆ اگر سرخ دستر خوان کے فضائل نقل کرنے پر قادری صاحب کو (نعوذ باللہ) گمراہ اور بدعتی کہتے ہو۔ تو خواجہ اجمیری علیہ الرحمۃ کے متعلق بھی قلم کو حرکت دیں اور اپنا فتویٰ صادر فرمائیں؟

☆ جو شخص خواجہ اجمیری علیہ الرحمۃ کو ولی کامل تسلیم کرے وہ آپ کے نزدیک گمراہ، بے دین یا

فاسق و فاجر ہے؟

O--- مشہور علماء غیر مقلدین کے تاثرات ---O

O--- مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتا ہے:

صوفیاء کرام کی وجہ سے اسلام کو بہت ترقی ہوئی۔ مثلاً راجپوتانہ میں اسلام کی اشاعت حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے ذریعہ ہوئی۔ کشمیر میں حضرت علی ہمدانی کے ذریعہ اسلام پھیلا۔ دہلی کے گردونواح میں حضرت نظام الدین کا خاص اثر تھا۔ حضرت مجدد صاحب سرہندی کی خدمت اسلام بھی خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ رضی اللہ عنہم وارضاھم (فتاویٰ ثنائیہ، جلد اول، ص ۸۱ طبع انڈیا)

O--- نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد لکھتا ہے:

معین الدین چشتی سنجری، زبدۃ الاولیاء، قدوۃ الاصفیاء از غایت محتاج شد

(شمع انجمن، ص ۴۲۶)

O--- قاضی محمد سلیمان منصور پوری غیر مقلد لکھتا ہے۔

سید معین الدین حسن سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۳۲ھ) وہ بزرگ ہیں جنہوں نے یوپی، راجپوتانہ، دکن، بہار میں تنظیم کے ساتھ سلسلہ تبلیغ کو شروع کیا۔ ان کے مرید و خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۳۵ھ) دہلی میں خواجہ صاحب اجمیر میں اس تنظیم کی نگرانی کرتے تھے۔

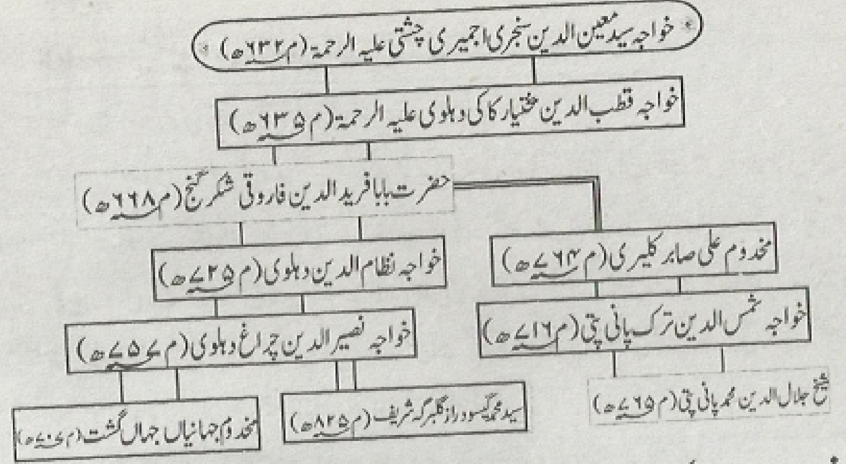
قطب صاحب کے خلیفہ بابا فرید الدین شکر گنج فاروقی (م ۶۶۸ھ) علیہ الرحمۃ نے پاک پٹن کو اپنا مرکز بنایا اور اپنے تین مشہور خلفاء کو تین مشہور مقامات پر ٹھہرا کر خواجہ بزرگ کے طریق کو محکم اور مضبوط کیا۔ (۱) حضرت نظام الدین اولیاء دہلی میں (۲) مخدوم علی صابر روڑکی میں (۳) قطب جلال الدین صوبہ آگرہ میں

سلسلہ نظامیہ میں سید محمد گیسو دراز وہ بزرگ ہیں جنہوں نے دکن میں ٹھہر کر پونا کو اسلام سے روشناس کرایا، اور سید یحییٰ منیر نے اودھ کو اسلام کا بہرہ ور بنایا۔ مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے کارنامے آج تک سکھر کی زمین کو یاد ہیں۔

(رسائل عشرہ المعروف گلدستہ مضامین، ص ۱۶۵، از قاضی محمد سلیمان منصور پوری طبع لاہور ۱۹۲۷ء)

یاد رہے کہ مذکورہ بالا بزرگانِ دین جنہوں نے برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی شمع فروزاں کی ان کا بلاواسطہ یا بالواسطہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری علیہ الرحمۃ ہی سے تعلق و واسطہ تھا۔

نقشہ ملاحظہ فرمائیں:



غیر مقلدین کی عجیب روش

کتاب "انیس الارواح" خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ اور خواجہ سید معین الدین اجمیری علیہ الرحمۃ ان کے جامع ہیں۔ یہ کتاب غیر مقلدین کے نزدیک اتنی معتبر ہے کہ اس کے حوالے سے قادیانیوں کے خلاف ایک اعتقادی مسئلہ میں دلیل پکڑنا یہ حضرات جائز سمجھتے ہیں۔ اسی کتاب سے اگر قادری صاحب ایک اعمال و فضائل کے مسئلہ میں دلیل لائیں تو ابنِ لعل دین اور اس کے حواری سیخ پا کیوں ہوتے ہیں؟

حوالہ ملاحظہ ہو۔

خواجہ اجمیری

حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کا ارشاد سنو:۔

"حضرت عیسٰی علیہ السلام از آسمان فرود آید" (انیس الارواح، ص ۹)

یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔

(محمدیہ پاکٹ بک از مولانا محمد عبد اللہ معمار امرتسری (غیر مقلد) م ۱۹۵۰ء، ص ۶۴۸ طبع لاہور)

؎ تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (پ۲۲ احزاب)

محمدیہ پاکٹ بک

مؤلفہ

مولانا محمد عبد اللہ صاحب معمار مرحوم امرتسری ۱۳۶۹ھ / ۱۹۵۰ء

فاضلِ مرزائیات

ناشر

المکتبۃ السلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور ۲

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھالیا۔

خواجہ اجمیری

حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کا ارشاد سنو۔

حضرت عیسیٰ از آسمان فرود آید (انیس الارواح ص ۹)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔

ثابت ہوا کہ تمام بزرگانِ دین حیاتِ مسیح کے قائل ہیں

کیا بنی اسرائیل سے احادیث لی جاسکتی ہیں؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

قال رسول الله ﷺ حدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج

(سنن ابوداؤد (مترجم)، ص ۱۲۱، جلد ۳ طبع لاہور ۱۴۰۳ھ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل سے حدیث بیان کرو اس لیے کہ اس میں کچھ گناہ نہیں۔

O-- امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس روایت کو یوں نقل فرمایا:

عن عبدالله بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ بلغوا عنی ولواٰیة و حدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج۔ الخ رواه البخاری (مشکوٰۃ، ص ۳۲ کتاب العلم طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

یعنی بنی اسرائیل سے بھی حدیث لو لیکن وہ دین کے خلاف نہ ہو۔ جب بنی اسرائیل سے حدیث لی جاسکتی ہے تو مسلم بزرگوں کے اقوال لینے میں کیا حرج ہے۔ جب کہ مندرجہ ذیل قدریہ رواۃ کی روایات بخاری شریف میں موجود ہیں حالانکہ انہیں امت کے مجوس [1] کہا گیا ہے۔ پھر بزرگوں کی بات کا کیوں اعتبار نہ کیا جائے؟

(۱) ثور بن یزید الحمصی (تہذیب التہذیب، جلد ثانی)

(۲) حسان بن عطیہ المحاربی (تہذیب التہذیب، جلد ثانی)

(۳) حسن بن ذکوان (تہذیب التہذیب جلد ثانی)

(۴) زکریا بن اسحاق (تہذیب التہذیب، جلد ثانی)

(۵) شبل بن عباد (تہذیب التہذیب، جلد رابع)

(۶) شریک بن عبداللہ بن ابی نمر (تہذیب التہذیب، جلد رابع)

(۷) عبداللہ بن عمرو ابو معمر (تہذیب التہذیب جلد خامس)

(۸) عبداللہ بن ابی لبید المدنی (تہذیب التہذیب، جلد خامس)

[1] امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں اور قدریہ مجوسیہ تقدیر تسلیم کرنے کو جبر سے تعبیر کرتے ہیں۔

(کتاب الروح، از ابن قیم جوزی، ص ۲۱۰، طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

☆-- ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قال رسول الله ﷺ القدرية مجوس هذه الامة، رواه احمد و ابوداؤد

(مشکوٰۃ، ص ۲۲ طبع ملتان)

(۹) عبداللہ بن ابی نجیح (تہذیب التہذیب، جلد سادس)

(۱۰) عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ (تہذیب التہذیب، جلد سادس)

(۱۱) عبدالرحمٰن بن اسحاق بن عبداللہ (تہذیب التہذیب، جلد سادس)

(۱۲) عبدالوارث بن سعید التنوری (تہذیب التہذیب، جلد سادس)

(۱۳) عطاء بن ابی میمونۃ (تہذیب التہذیب، جلد سابع)

(۱۴) عمرو بن زائدہ (میزان الاعتدال، جلد ثانی)

(۱۵) عمران بن مسلم القصیر (میزان الاعتدال، جلد ثانی)

(۱۶) عمیر بن ہانی (تہذیب التہذیب، جلد ثامن)

(۱۷) کہمس بن المنہال (تہذیب التہذیب، جلد ثامن)

(۱۸) محمد بن سواء البصری (تہذیب التہذیب، جلد تاسع)

(۱۹) ہارون بن موسیٰ الاعور النحوی (تہذیب التہذیب، جلد حادی عشر)

(۲۰) ہشام الاستوائی (تہذیب التہذیب، جلد حادی عشر)

(۲۱) یحییٰ بن حمزہ الحضرمی (تہذیب التہذیب، جلد حادی عشر)

(۲۲) ہمام بن یحییٰ (۲۳) ثور بن زید (۲۴) خالد بن معدان (کتاب المعارف، ص ۲۰۷)

(۲۵) معاذ بن ہشام بن ابی عبداللہ (میزان الاعتدال، جلد ثالث)

دستر خوان پر کھانا رکھ کر نوش فرمانا سنت نبوی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ حضور اقدس ﷺ نے کبھی میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا۔ نہ چھوٹی طشتریوں میں نوش فرمایا۔ نہ آپ ﷺ کے لیے کبھی چپاتی پکائی گئی۔ یونس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قتادہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ پھر کھانا کس چیز پر رکھ کر نوش فرماتے تھے، تو انہوں نے کہا کہ اسی دستر خوان پر۔ (شمائل ترمذی، از امام ترمذی مع شرح، ص ۱۱۶ طبع کراچی)

(ابن ماجہ، ص ۳۰۵، جلد ۲، طبع لاہور ۱۴۰۳ھ)

شارح شمائل ترمذی لکھتے ہیں:-- دستر خوان چمڑے کا ہو یا کپڑے کا، در حقیقت "سُفرہ" مسافر کے کھانے کو کہتے ہیں، جسے وہ ایک گول جیسے چمڑے میں لپیٹ کر رکھتا ہے۔ اب عرف میں سفرہ مطلق دستر خوان کو کہنے لگے ہیں۔

O---رئیس الاولیاء امام حسن بصری (م ۱۱۰ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

دستر خوان پر کھانا عرب کا عمل ہے اور وہی سنت ہے۔

(انوار غوثیہ شرح الشمائل النبویہ، ص ۲۱۰، طبع لاہور ۱۳۹۶ھ)

O---حافظ ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

وکان معظم مطعمه یوضع علی الارض فی السفر......... وکان یأکل بأصابعه الثلاث۔ الخ

(زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، ص ۵۴، جلد اول طبع بیروت)

یعنی حضور اکرم ﷺ زمین پر دستر خوان بچھا کر تین انگلیوں سے کھانا نوش فرماتے تھے۔

نیز قادری صاحب کا کہنا کہ سرخ دستر خوان پر کھانا سنت ہے، حضور پر نور ﷺ کی حکمی سنت ہے کہ آپ نے فرمایا: حدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج۔ (مشکوٰۃ، کتاب العلم) اور بنی اسرائیل سرخ دستر خوان پر کھانا کھاتے تھے۔ جیسا کہ ہم اوراقِ گذشتہ میں تفسیر کبیر اور تفسیر خازن سے یہ بات ثابت کر چکے ہیں۔

ایک لمحہ کے لیے اگر سرخ دستر خوان پر کھانے سے مذکورہ بالا ثواب نہ بھی ملے تو چونکہ بغیر کسی رنگ کی تخصیص کے دستر خوان پر کھانا سنت نبوی ﷺ ہے۔ اس لیے فاعل ثواب سے محروم نہ ہوگا۔

اعتراض:--- ابن لعل دین نجدی لکھتا ہے، قادری صاحب کہتے ہیں:

"جن کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک فوت ہو گیا ہو تو ان کو چاہئے کہ ان کی طرف سے غفلت نہ کرے، ان کی قبر پر بھی حاضری دیتا رہے اور ایصال ثواب بھی کرتا رہے۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ص ۲۷۶)

الجواب:--- یہ قادری صاحب کے اقوال نہیں بلکہ محبوب کبریا ﷺ کے ارشادات گرامی ہیں۔

☆---رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنے والدین کی دونوں کی یا ایک کی قبر کی ہر جمعہ زیارت کریگا، اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ اور نیکو کار لکھا جائے گا۔

(شعب الایمان از امام بیہقی م ۴۵۸ھ)

☆---حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص قبرستان جائے اور پھر سورۃ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد اور الہٰکم التکاثر پڑھے۔ پھر کہے خداوندا جو کچھ میں نے تیرا کلام پڑھا ہے اس کا ثواب مقبرہ والے مسلمان مرد اور مسلم عورتوں کو پہنچا تو وہ لوگ خدا کے یہاں اس کے سفارشی ہوں گے۔

(مرقاۃ از ملا علی قاری حنفی مکی (م ۱۰۱۴ھ)، جلد دوم)

☆---حضرت امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) علیہ الرحمۃ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی شخص نیک عمل مثلاً نماز (نفل) پڑھے یا صدقہ کرے یا کوئی اور عمل صالح کرے اور اس کا نصف ثواب اپنی ماں کو یا اپنے باپ کو بخش دے تو فرمایا کہ مردے کو ہر عمل کا ثواب ملتا ہے۔

(کتاب الروح، از ابن قیم جوزی م ۷۵۱ھ، ص ۲۱۵، طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

☆---امام ابو زکریا محی الدین بن شرف نووی (م ۶۷۶ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ اور ان کے علماء اور دیگر علماء کی ایک جماعت اسکی قائل ہے کہ قرآن کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔ قاری تلاوت سے فراغت کے بعد کہے: اے اللہ! جو کچھ میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب فلاں کو پہنچا دیجئے۔

(کتاب الاذکار، از علامہ نووی، ص ۳۴۲ طبع کراچی)

ایک مشاہدہ:---

حافظ ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ ایک شخص فضل بن موفق نامی نے کہا کہ میں بکثرت اپنے باپ کی قبر پر جاتا تھا، ایک روز ایک جنازے میں شریک ہوا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا، قبر پر نہ جا سکا۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے والد مجھ سے دریافت کر رہے ہیں کہ تم آج میرے پاس کیوں نہیں آئے۔ میں نے والد گرامی سے دریافت کیا کہ آپ کو میرے آنے کی خبر ہو جاتی ہے۔ والد محترم نے کہا، ہاں ہاں! واللہ میں برابر آگاہ رہتا ہوں، جب تم پل سے اتر کر میرے پاس آکر بیٹھتے ہو، پھر اٹھ کر واپس جاتے ہو۔ الخ

(کتاب الروح، ص ۲۵ طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

اعتراض:--- قادری صاحب لکھتے ہیں۔ جو کوئی تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے اللہ عزوجل اس کے لیے ہر مومن مرد و عورت کے عوض ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ص ۲۷۶)

انمول وظیفہ برائے مغفرت

الجواب:--- امام الوہابیہ ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں کہ:-

"جس نے روزانہ ستر دفعہ یہ دعا کی رب اغفرلی ولوالدی و للمسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات۔ اے پروردگار مجھے اور میرے والدین کو اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو اور مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دے۔ تو اسے تمام مسلمانوں کے برابر ثواب ملے گا۔ یہ کوئی دور کی بات نہیں کیونکہ جس نے اپنے بھائیوں کے لیے بخشش کی دعا کی اس نے اس سے حسن

سلوک کیا۔ اور اللہ تعالیٰ حسن سلوک کرنے والوں کو اجر ضائع نہیں کرتا۔

(کتاب الروح، ص ۲۴۶، طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

"ما هو جوابكم فهو جوابنا"

درج ذیل احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

☆- جو کسی روزہ دار کا روزہ کھلادے یا کسی غازی کو سامان مہیا کرادے تو اس کے برابر اس کو ثواب ملے گا۔ (سنن کبریٰ، بیہقی، ص ۲۴۰، جلد ۴)

☆- جو کسی روزہ دار کا روزہ کھلادے تو اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور وہ دوزخ سے آزاد ہو جائے گا۔ اور روزہ دار کے برابر اس کو بھی ثواب ملے گا۔ اور ان روزہ داروں کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ (بیہقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ، ص ۱۷۵ طبع ملتان) (ابن خزیمہ، جلد ۳)

ایصالِ ثواب کے احسان کے لیے، اللہ تبارک وتعالیٰ کا احسان نمونہ ہے، اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ مخلوق اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے، اللہ کو سب سے یہی محبوب ہے، جو اس کی اولاد کے لیے سب سے زیادہ نفع بخش ثابت ہو، پھر جب اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے جو اس کی مخلوق کو پانی کا ایک گھونٹ یا تھوڑا سا دودھ یا روٹی کا ٹکڑا دے دے تو ان سے کیسے محبت نہ کرے گا جو اس کی مخلوق کی حالت ضعف اور حالتِ فقر میں جبکہ انہیں عمل کا موقع بھی نہیں ملتا اور سخت حاجت مند ہیں نفع پہنچائے۔ یہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہونا چاہیے، یہ حقیقت ہے۔ (کتاب الروح، ص ۲۴۵، طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

جناب ابنِ لعل دین صاحب بتائیں کیا حافظ ابن قیم بدعتی تھے؟

اعتراض: -- ابن لعل دین نجدی لکھتا ہے۔

رسم ختم کا ثواب مردے تک پہنچانے کی ڈیوٹی بھی کسی ایرے غیرے کی نہیں بلکہ جبرائیل فرشتوں کے سردار کی لگا رہے ہیں۔ (قادری صاحب لکھتے ہیں)

جب کوئی شخص میت کو ایصال ثواب کرتا ہے (یعنی ختم وغیرہ دلاتا ہے) تو جبرائیل اسے نورانی طباق میں رکھ کر قبر کے کنارے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں، اے قبر والے! یہ ہدیہ (تحفہ) تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے۔ **قبول کر۔** یہ سن کر وہ خوش ہوتا ہے اور اس کے پڑوسی اپنی محرومی پر غمگین ہوتے ہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۲۷۷)

الجواب: -- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ محبوب کبریا ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب کوئی میت کو ایصال ثواب کرتا ہے تو جبرائیل اسے نورانی طباق میں رکھ کر قبر کے کنارے کھڑے ہوتے ہیں، اور کہتے ہیں اے قبر والے! یہ ہدیہ تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے، قبول کر۔ یہ سن کر وہ خوش ہوتا ہے اور اس کے پڑوسی اپنی محرومی پر غمگین ہوتے ہیں۔

(طبرانی اوسط از ابو قاسم سلیمان بن احمد طبرانی، حوالہ شرح الصدور از سیوطی م ۹۱۱ھ / ص ۲۹۰، طبع کراچی ۱۹۹۹ء)

مشاہدات:

ابن ابی الدنیا (م ۲۸۱ھ) نے بشار بن غالب سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا، میں نے ایک رات خواب میں رابعہ بصریہ کو دیکھا، میں ان کے لیے دعا کرتا تھا، انہوں نے مجھ سے کہا، اے بشار! تمہارے بھیجے ہوئے ہدایا مجھ کو نورانی طباقوں میں ریشمی رومالوں سے ڈھک کر پیش کیے جاتے ہیں۔

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور از سیوطی م ۹۱۱ھ / ص ۲۸۸)

O-- حافظ ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) نے اس عبارت کے بعد درج ذیل عبارت نقل کی ہے۔

(بشار بن غالب) نے پوچھا وہ کیسے؟ انہوں نے کہا جب زندہ مومن مردوں کے لیے دعائیں کرتے ہیں اور ان کی دعائیں قبول ہو جاتی ہیں تو وہ دعائیں نورانی طباق میں لگا کر ان پر ریشمی رومال ڈھانپ کر جس کے لیے دعائیں مانگی تھیں اس کے پاس لائی جاتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ آپ کے لیے فلاں نے ہدیہ بھیجا ہے۔ (کتاب الروح، از ابن قیم. ص ۱۷۳، طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

O-- ابو عبید بن عمیر کا بیان ہے کہ ہمارے ایک رفیق نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا اور اس سے دریافت کیا کہ کیا زندوں کی دعائیں تم تک پہنچتی ہیں؟ اس نے کہا! ہاں، پہنچتی ہیں۔ واللہ! ریشمی مبین اور نورانی صورتوں میں آتی ہیں۔ (کتاب الروح، ص ۱۷۳)

O-- محدث ابن ابی الدنیا (م ۲۸۱ھ) نے ایک بزرگ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ ایک رات میں نے اپنے بھائی کو قبر میں دیکھا تو پوچھا کہ اے بھائی! کیا ہم لوگوں کی دعائیں تم کو پہنچتی ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں وہ نورانی لباس کی شکل میں آتی ہیں۔

(شرح الصدور، از امام سیوطی، (م ۹۱۱ھ)، ص ۲۸۷، طبع کراچی ۱۹۹۹ء)

☆☆☆☆☆__________☆☆☆☆☆

ابن لعل دین نجدی کا حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تمسخر اڑانا

موصوف لکھتا ہے :-

رسمِ ختم کا ثواب مردے تک پہنچانے کی ڈیوٹی بھی کس ایرے غیرے کی نہیں بلکہ جبرائیل فرشتوں کے سردار کی لگا رہے ہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۲۷۷)

قولِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر استہزاء کرنا سراسر گمراہی و بے دینی اور باعثِ کفر ہے،

☆---قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) لکھتے ہیں :-

جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان باتوں کی قصداً تکذیب کرے، جسے آپ نے فرمایا، یا آپ لے کر آئے تھے یا آپ کی نبوت و رسالت یا آپ کے وجود کی نفی کرے یا آپکا انکار کرے، چاہے اس کے بعد وہ کسی دوسرے دین وملت میں جائے یا نہ جائے بہر حال وہ بالا جماع کافر اور واجب القتل ہے۔ اس کے بعد غور کیا جائے گا پس اگر وہ اس پر اصرار کرتا ہے تو اس کا حکم مرتد کے حکم کے مشابہ ہوگا اور اس کے توبہ قبول کرنے میں قوی اختلاف ہے۔ (الشفاء، ص ۳۱۲ (مترجم) جلد دوم طبع لاہور)

اعتراض :- ابنِ لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے، قادری صاحب کہتے ہیں :

مردوں کی تعداد کے برابر اجر

جو قبرستان میں گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھ کر مردوں کو اس کا ایصالِ ثواب کرے تو مردوں کی تعداد کے برابر اس کو اجر ملے گا۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۲۷۷)

الجواب :- حدیث میں ہے کہ جس نے قبرستان سے گزرتے ہوئے گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھی اور اس کا ثواب مردوں کو بخش دیا تو مردوں کی تعداد کے مطابق اسے اجر ملے گا۔

O--در مختار قرأت المیتہ باب الدفن، ص ۶۰۵، جلد اول طبع مصر

O--شرح الصدور از امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) ص ۲۹۳ طبع کراچی ۱۹۶۹ء

☆---محدث علی بن عمر بن احمد بن مہدی دار قطنی (م ۳۸۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا قبرستان پر گزر ہوا اور وہ گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھ کر اس کا اجر مرنے والوں کو بخش دے تو جتنے مردے ہیں اتنا ہی اجر عطا کر دیا جائے گا۔ (رواہ دار قطنی)

(تفہیم القرآن، جلد ۵، ص ۲۱۶، طبع لاہور ۱۹۷۳ء از ابوالاعلیٰ مودودی)

مندرجہ ذیل احادیث اور علمائے اسلام کے اقوال اس حدیث کے مؤید ہیں۔

O--حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو قبرستان پر گزرا اور اس نے سورۃ فاتحہ، اخلاص اور الھٰکم التکاثر پڑھی پھر یوں دعا کی کہ اے اللہ! میں نے جو قرآن پڑھا ہے اس کا ثواب مومن مرد و عورت دونوں کو دینا۔ تو قبر والے قیامت کے دن اس کے سفارشی ہوں گے۔ (شرح الصدور، بشرح حال الموتی والقبور، ص ۲۹۳، طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ از ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۴۱ھ) جلد ۲)

O---حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قبرستان میں سورۃ یاسین پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کی برکات سے مردوں کے عذاب میں تخفیف فرمادے گا۔ اور پڑھنے والے کو مردوں کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا۔ (شرح الصدور، ص ۲۹۴، طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

O---امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں : مردے کو ہر عمل کا ثواب ملتا ہے، پھر فرمایا کہ تین مرتبہ آیت الکرسی اور سورۃ اخلاص پڑھ کر دعا مانگو کہ الٰہی ان کا ثواب مردوں کو پہنچادے۔

(کتاب الروح از ابن قیم (م ۷۵۱ھ)، ص ۲۱۶، طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

O---حافظ ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں :

سلف صالحین کا قول ہے کہ جس نے روزانہ ستر دفعہ یہ دعا کی : رب اغفر لی ولوالدی والمسلمین والمسلمات والمومنین والمؤمنات۔ اے پروردگار! مجھے اور میرے والدین کو اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں اور مؤمن مردوں اور عورتوں کو بخش دے۔ تو اسے تمام مسلمانوں کے برابر ثواب ملے گا۔

(کتاب الروح، ص ۲۴۶، طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

O---حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص اور اس کے علاوہ قرآن پاک سے پڑھے اور اب قبر والے کو اس کا ثواب پہنچائے، یعنی یوں کہے : یا اللہ! اگر تو نے مجھے اس سورت کے پڑھنے کا ثواب عطا فرمایا ہے تو بے شک میں نے اس کا ثواب قبر والے کو تحفہ میں پیش کر دیا۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۷۱۸، طبع لاہور ۱۹۸۸ء)

تأثرات

O--غلام محمد حریری (لیکچرار) غیر مقلد

(علامہ) سیوطی علم حدیث اور اس کے متعلقہ فنون واسانید، رواۃ و رجال اور استنباط احکام میں

یکتا روزگار تھے۔ وہ خود فرماتے ہیں مجھے دو لاکھ احادیث یاد ہیں۔ الخ

(تاریخ تفسیر و مفسرین از غلام محمد حریری، ص ۲۲۹، طبع فیصل آباد ۱۹۷۸ء)

O--پروفیسر اختر راہی غیر مقلد لکھتا ہے

(۱)- علامہ سیوطی زاہد و عابد، صابر و شاکر اور مستقل مزاج تھے۔

(۲)- غیر معمولی حافظہ کے مالک تھے، اور علوم اسلامیہ پر وسیع نظر رکھتے تھے۔

(۳)- علامہ سیوطی کثیر التصانیف تھے۔

(۴)- کشف الظنون کے آخر میں جو فہرست (فلوگل) نے مہیا کی ہے اس میں 561 کتابیں مذکور ہیں۔ (۵)- علامہ سیوطی جامع العلوم تھے لیکن سات علوم میں انہیں ید طولیٰ حاصل تھا۔ یہ سات علوم ☆ تفسیر ☆حدیث ☆فقہ ☆نحو ☆معانی ☆بیان ☆بدیع ہیں۔

(تذکرہ مصنفین درس نظامی، ص ۱۳۲، طبع لاہور ۱۳۹۶ھ)

O--مولوی محمد عبداللہ معمار امرتسری غیر مقلد لکھتا ہے:

حافظ ابن کثیر اور امام سیوطی نے بھی اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ الخ

(محمدیہ پاکٹ بک، ص ۷۵۴، طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

قادری صاحب زیر بحث حدیث کے ناقل ہیں۔ جبکہ امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے اس کو اپنی تالیف شرح الصدور، ص ۲۹۳ پر نقل کیا ہے۔ اگر قادری صاحب باعثِ طعن ہیں تو امام سیوطی علیہ الرحمۃ کیوں نہیں؟ اور جن علمائے غیر مقلدین نے ان کی تعریف و توصیف کی ہے ان کو کس زمرے میں شمار کرو گے۔ محدث دار قطنی اور مودودی صاحب کے متعلق بھی فتویٰ صادر فرمائیں۔

اعتراض:--ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

☆*ایک سال تک مردوں میں ثواب برابر تقسیم ہوتا رہا۔**

حضرت سیدنا حماد مکی فرماتے ہیں، میں ایک رات مکہ مکرمہ کے قبرستان میں سو گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ قبر والے حلقہ در حلقہ کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے استفسار کیا، کیا قیامت قائم ہو گئی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں! بات دراصل یہ ہے کہ ایک بھائی نے سورۃ اخلاص پڑھ کر ہم کو ایصال ثواب کیا تو وہ ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا......ص ۲۷۸)

الجواب:--علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:-

قاضی ابوبکر بن عبد الباقی انصاری نے مسلمہ بن عبید سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ حماد مکی نے بتایا کہ ایک رات میں مکہ معظمہ کے قبرستان کی طرف چلا گیا اور قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ تو دیکھا کہ قبروں والے حلقہ در حلقہ کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا قیامت قائم ہو گئی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، ہاں ہمارے ایک بھائی نے سورۂ اخلاص پڑھ کر ہم کو ثواب پہنچایا تو وہ ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور، ص ۲۹۴، طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

☆---*﴿جناب قبلہ ء من﴾*---☆

قادری صاحب تو فقط اس حکایت کے ناقل ہیں، اصل میں اس حکایت کو محدث جلیل امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی تالیف میں نقل فرمایا ہے، اگر ناقل کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہو تو امام سیوطی علیہ الرحمۃ کے متعلق کیوں خاموش ہو؟ جبکہ علمائے غیر مقلدین نے ان کی بے حد مدح سرائی کی ہے جس کو ہم اوراقِ گزشتہ میں بحوالہ نقل کر چکے ہیں۔ جناب کا ان وہابی علماء کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟ ہوش و حواس کو برقرار رکھتے ہوئے جواب ارشاد فرمائیں۔

ے ہم نیک و بد آپ کو سمجھائے دیتے ہیں

اعتراض:--ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

خوش نصیب لوگ کون.......؟

جو لوگ سال بھر میں مختلف موقعوں میں ختم وغیرہ دلا کر ان کا پیٹ بھرتے رہتے ہیں، ان کی زبان کے ذائقے بدلتے رہتے ہیں، یہ لوگ ان کو ہی قیامت میں کامیاب و کامران اور خوش نصیب قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ایک من گھڑت حکایت۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.........ص ۲۷۹، ۲۸۰)

حکایت:-.-.-حضرت سیدنا ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں نے خواب میں دیکھا کہ قبرستان کی قبریں شق ہو گئی ہیں۔ اور ان کے مردے باہر نکل کر اپنی اپنی قبر کے کنارے بیٹھے ہیں۔ ہر ایک کے سامنے نور کا طباق رکھا ہوا ہے۔ اتنے میں مجھے ایک مغموم مردہ نظر آیا۔ جس کے سامنے نور کا طباق نہیں تھا۔ اس کو میں نے پہچان لیا یہ میرا مرحوم پڑوسی تھا۔ میں نے اس سے پوچھا، تمہارے پاس نور کا طباق کیوں نہیں ہے؟ اس نے کہا کہ ان خوش نصیبوں کی اولاد اور ان کے احباب ان کے لیے دعا اور ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں ان کے آگے نور کے طباق ہیں اور میرا

بھی اگرچہ ایک بیٹا ہے مگر وہ بے عمل ہے، نہ میرے لیے دعا کرتا ہے نہ ہی ایصالِ ثواب۔ لہٰذا میرے آگے نور نہیں ہے۔ اس وجہ سے میں اپنے ہمسائے مردوں کے سامنے شرمندہ بھی ہوتا ہوں۔ صبح اٹھ کر حضرت سیدنا ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرحوم پڑوسی کے نوجوان بیٹے سے ملے اور ان کو اپنا خواب سنایا، وہ نوجوان خواب سن کر تڑپ اٹھا اور اس نے حضرت ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ کو گواہ کر کے تمام گناہوں سے سچی توبہ کی اور سنتوں بھری زندگی گزارنے کا عہد کیا۔ اور واقعی وہ نیک بندہ بن گیا۔ اب اس نے اپنے والدِ مرحوم کے لیے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کا معمول بنالیا۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت سیدنا ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں پھر قبرستان کے اسی منظر کو ملاحظہ فرمایا، اب کی بار اس مغموم مردہ کو خوش و خرم پایا۔ کیونکہ اس کے آگے بھی نور کا طباق تھا جو دوسروں کے نور سے زیادہ اور سورج سے بھی بڑھ کر روشن تھا۔ مرحوم کہہ رہا تھا۔ "اے ابو قلابہ! اللہ عزوجل آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ آپ کے سمجھانے سے میرا بیٹا راہِ راست پر آگیا اور اس کی برکت سے میں آگ سے بھی نجات پاگیا۔ اور اپنے پڑوسی مردوں کے سامنے شرمندگی سے بھی چھوٹ گیا۔ والحمد للہ عزوجل

(ملخص از نوادر قلیوبی)

الجواب :— ابن لعل دین نے ابو قلابہ علیہ الرحمۃ کی سبق آموز حکایت پر تبصرہ کرتے ہوئے دو (2) بہتان تراشے ہیں۔

(۱). اہلسنت و جماعت فقط اموات کو ایصالِ ثواب کرنے ہی کو آخرت کی نجات کا ذریعہ جانتے ہیں۔

(۲). حضرت ابو قلابہ علیہ الرحمۃ کی بیان کردہ روایت من گھڑت ہے۔

بہتان نمبر 1 کا جواب :—

اہل سنت و جماعت توحید و رسالت پر ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کرنے اور صالح اعمال کرنے ہی کو ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔ ہاں اگر اعمال صالح میں کچھ سستی و کاہلی یا کمی ہو گی، تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور نبی مکرم ﷺ، شہداء اور صالحین کی شفاعت سے معاف فرما کر نجات کا سبب بنادے گا۔

مگر قرآن و سنت کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اموات کو ایصال ثواب کرنا باعثِ تخفیف عذاب اور بلندیٔ درجات کا موجب ہے۔ رب کائنات جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے۔

والعصر ○ ان الانسان لفی خسر ○ الا الذین آمنوا و عملوا الصلحت۔ الخ (پ ۳۰)

قسم ہے عصر کی، بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے۔ الخ

یعنی جو لوگ اللہ جل شانہٗ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے وہ خسارے میں نہیں، بے شک وہ کامیاب و کامران ہیں۔

○--- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تین قسم کے لوگ قیامت کے دن سفارش کریں گے۔ انبیاء، پھر علماء اور پھر شہداء۔

(رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ مترجم، ص ۸۷، جلد ۳ طبع لاہور)

○--- شیخین (یعنی امام بخاری اور امام مسلم) نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، کہ ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میری ماں اچانک فوت ہو گئی، میرا خیال ہے کہ اگر بولتی تو صدقہ کا حکم دیتی، تو کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کردوں، تو اس کو اجر ملے گا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ (مسلم شریف مع شرح نووی، ص ۳۲۴، جلد اول، طبع کراچی ۱۳۷۵ھ)

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور از علامہ سیوطی، ص ۲۸۹، طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

○--- بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ان کی غیر موجودگی میں وفات پاگئیں۔ جب وہ آئے تو حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا کافی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ تو انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو گواہ بناتے ہوئے کہا کہ میرا یہ باغ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے۔

(ترمذی، کتاب الزکوٰۃ) (شرح الصدور، ص ۲۸۹، طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

○--- زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے والدین کی جانب سے حج کیا تو اس کو اس کی جزا ملے گی اور آسمانوں میں اس کو خوشخبری دی جائے گی۔ نیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ فرماں بردار لکھا جائے گا۔ (شرح الصدور، ص ۲۰، طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

○--- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، کہ میری امت قبر میں گناہ سمیت داخل ہو گی۔ اور جب نکلے گی تو بے گناہ ہو گی، کیونکہ وہ مؤمنین کی دعاؤں سے بخش دی جاتی ہے۔

(طبرانی اوسط بحوالہ شرح الصدور، ص ۲۸۸، طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

بہتان نمبر 2 کا جواب :

وہابیہ کی عجیب منطق ہے کہ اگر امام الوہابیہ حافظ ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) ابو قلابہ علیہ الرحمۃ کی

سبق آموز حکایت نقل کریں تو وہ صحیح، اس پر کوئی طعن و تشنیع نہیں اور اگر قادری صاحب اسی راوی (یعنی ابو قلابہ) سے مسلمانوں کی اصلاح کے لیے کوئی حکایت نقل کریں تو ابن لعل دین اور اس کے حواریوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا ہے۔

؎ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
اور وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

O--حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں کہ ابو قلابہ نے بیان کیا ہے کہ میں شام سے بصرہ آیا اور ایک جگہ ٹھہر گیا۔ رات کو میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور پھر ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ خواب میں قبر والے کو دیکھا کہ شکایت کر رہا ہے کہ آج رات تم نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے، پھر کہا کہ تم عمل کرتے ہو اور حالات کی خبر نہیں رکھتے ہو اور ہم حالات کی خبر رکھتے ہیں، مگر عمل نہیں کر سکتے، پھر کہا کہ تم نے جو دو رکعت نماز پڑھی یہ دنیا جہان سے بہتر ہے۔ پھر کہا اللہ تعالیٰ اہل دنیا کو بہتر جزا دے، ہماری طرف سے انہیں سلام کہہ دینا، ان کی دعاؤں سے ہمیں پہاڑوں جیسا نور حاصل ہوتا ہے۔

(کتاب الروح، ص ۱۸، طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

"ما ھو جوابکم فھو جوابنا"

علاوہ ازیں اس حکایت کو محدث ابو بکر عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن قیس المعروف بابن ابی الدنیا (المتوفی ۲۸۱ھ) اور علامہ محدث جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) نے بھی نقل کیا ہے۔ ذرا ان محدثین کرام کے متعلق بھی لب کشائی فرمائیں تاکہ آپ کی حقانیت کا پتہ چل سکے۔

O--امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:- کہ ابن ابی الدنیا نے ابو قلابہ سے روایت کی کہ میں شام سے بصرہ آیا تو ایک خندق میں اترا، وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی، پھر اپنا سر ایک قبر پر رکھ کر سو گیا۔ الخ

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور، ص ۲۸۷، طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

اعتراض:-ابن لعل دین نجدی لکھتا ہے:-

........کہ مسلمانوں کا گائے یا بکرے وغیرہ کو بزرگوں کی طرف منسوب کرنا مثلاً یہ کہنا کہ "یہ سیدنا غوث پاک کا بکرا ہے۔" اس میں کوئی حرج نہیں کہ اس سے مراد بھی یہی ہے کہ یہ بکرا غوث پاک کے ایصال ثواب (ختم) کے لیے ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا........ ص ۲۷۸)

الجواب:-ابن لعل دین نجدی نے قادری صاحب کے رسالہ "مغموم مردہ" سے سیاق و سباق

چھوڑ کر عبارت نقل کر کے قارئین کرام کو دھوکہ دینے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ ہم مذکورہ رسالہ سے مکمل عبارت نقل کرتے ہیں، جس سے قارئین خود بخود مسئلہ کی اصلیت اور اس کی صحیح نوعیت تک پہنچ سکیں گے۔ اور ابن لعل دین کی تحریف ان پر آشکارہ ہو جائے گی۔

ام سعد کے لیے کنواں......

حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ میری ماں انتقال کر گئی ہے، میں اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کرنا چاہتا ہوں، کون سا صدقہ افضل رہے گا؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: "پانی" چنانچہ انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا: "یہ ام سعد کے لیے ہے۔" (مشکوٰۃ)[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کا کہنا کہ یہ کنواں ام سعد کے لیے ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے ایصال ثواب کے لیے ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا گائے یا بکرے وغیرہ کو بزرگوں کی طرف منسوب کرنا مثلاً یہ کہنا کہ "یہ سیدنا غوث پاک کا بکرا ہے۔" اس میں کوئی حرج نہیں، کہ اس سے مراد بھی یہی ہے کہ یہ بکرا غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کے لیے ہے۔

(مغموم مردہ، ص ۱۰، ۱۱ طبع کراچی)

O--مشہور حنفی عالم ملا جیون (م ۱۱۳۰ھ) علیہ الرحمۃ زیر آیت وما اھل به لغیر الله لکھتے ہیں:-

ومن ھٰھنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء کما ھو الرسم فی زماننا حلال طیب۔ (تفسیرات احمدیہ، ص ۴۵، طبع پشاور)

اور یہاں سے معلوم ہوا کہ بے شک وہ گائے جس کی نذر اولیاء کے لیے مانی جائے جیسا کہ ہمارے زمانے میں رسم ہے، حلال وطیب ہے۔

یاد رہے کہ مذکورہ بالا عبارت میں جس نذر کا ذکر کیا گیا ہے، اس نذر سے مراد شرعی نذر نہیں بلکہ اس سے بر بنائے عرف نذر کہا جاتا ہے اور ایصال ثواب اور ہدیہ کو نذر کہنا شرعاً جائز ہے۔

O--علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی (م ۱۱۴۳ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

اولیاء اللہ کے لیے جو نذر مانی جاتی ہے اور اسے مریض کی شفا حاصل ہونے یا غائب کے آنے پر معلق کیا جاتا ہے، تو وہ نذر مجازی ہے اس سے اولیاء اللہ کی قبور پر خادمین کے لیے صدقہ کرنا مراد ہوتا ہے۔ (حدیقہ ندیہ)

[1] مشکوٰۃ، ص ۱۶۹، طبع ملتان، ابوداؤد، نسائی۔

O--شاہ رفیع الدین محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

جو نذر کہ اس جگہ مستعمل ہوتی ہے، وہ اپنے معنی شرعی پر نہیں بلکہ معنی عرفی پر ہے۔ اس لیے کہ جو کچھ بزرگوں کی بارگاہ میں لے جاتے ہیں اس کو نذر و نیاز کہتے ہیں۔ (رسالہ نذر)

معلوم ہوا کہ اگر کسی وصال یافتہ بزرگ کے لیے کسی چیز کا نامزد کرنا موجب حرمت قرار دیا جائے تو معاذ اللہ! وہ کنواں جو حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا کے نام پر مشہور ہو گیا تھا، حرام اور اس کا پانی نجس قرار پائے گا۔

ثابت ہوا اگر اولیاء کی نذر محض نذرِ لغوی یا عرفی یعنی ہدیہ و نذرانہ ہو یا وصال یافتہ بزرگ کے لیے بقصد ایصالِ ثواب کوئی جانور وغیرہ نامزد کر دیا جائے اور نذرِ شرعی اللہ کے لیے ہو تو یہ فعل شرعاً جائز اور باعثِ خیر و برکت ہے۔

O--علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتا ہے :-

اگر کوئی نذر اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور اس کا ثواب نبی یا ولی یا اموات میں سے کسی کو پہنچانا مقصود ہو تو یہ جائز ہے اور اس کا نام فاتحہ ہے۔

(ہدیۃ المہدی، (مترجم)، ص ۷۶، طبع فیصل آباد ۱۹۸۷ء)

اعتراض :--نابالغ بچے کو بھی ایصال ثواب کر سکتے ہیں، جو زندہ ہیں ان کو بھی بلکہ جو مسلمان ابھی پیدا نہیں ہوئے ان کو بھی پیشگی (ایڈوانس میں) ایصالِ ثواب کیا جا سکتا ہے......... مسلمان جنات کو بھی ثواب کیا جا سکتا ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.............ص ۲۷۸)

الجواب :--ابنِ لعل دین نجدی نے مسائل لکھ کر طنز تو کر دیا مگر ممانعت کی کوئی دلیل پیش نہیں کی، موصوف کے پاس ممانعت کی دلیل نہ ہونا ان مسائل کے جواز کی بیّن اور روشن دلیل ہے۔

صاحب فتاویٰ علمائے حدیث (غیر مقلد) لکھتے ہیں :

سوال : وضو کر کے ہاتھ منہ کپڑے سے صاف کر لینا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب : جائز ہے، ممانعت پر کوئی دلیل میری نظر سے نہیں گزری۔

(اہلحدیث سوہدرہ، جلد ۸، شمارہ نمبر ۱) (فتاویٰ علمائے حدیث، جلد اول (طہارت نمبر) ص ۷۰، طبع لاہور ۱۹۷۹ء)

علاوہ ازیں ان مسائل کی اصل کتاب و سنت میں موجود ہے، اس لیے ان پر طنز کرنا انتہائی جہالت و بے وقوفی ہے۔

O--سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا :

رب اجعلني مقيم الصلوٰة و من ذريتي ربنا وتقبل دعاء۔ ربنا اغفرلي ولوالدي وللمؤمنين يوم يقوم الحساب۔ (القرآن الحکیم، پ ۱۳، سورۃ ابراہیم)

ترجمہ :- میرے رب! بنا دے مجھے نماز قائم کرنے والا، اور میری اولاد کو بھی، اے ہمارے رب! میری یہ التجا ضرور قبول فرما۔ اے ہمارے رب! بخش دے مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب مومنوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

مندرجہ بالا دعا میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے قیامت تک ہونے والے مؤمنین کے لیے پیشگی دعا مغفرت کی ہے۔ اگر دعا مغفرت جائز ہے تو ایصالِ ثواب پیشگی کرنے میں کیا قباحت ہے ؟ چاہے وہ مسلمان جوان ہو یا بوڑھا یا بچہ (نابالغ) یا مسلمان جن۔

O--حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مینڈھا ذبح کر کے فرمایا : اللّٰھم تقبل من محمد و اٰل محمد و من امة محمد ﷺ۔

(ابوداؤد، ص ۴۰۸ جلد دوم (مترجم) طبع لاہور ۱۴۰۳ھ)

ترجمہ : یا اللہ! محمد ﷺ سے اور آل محمد سے اور امتِ محمد ﷺ سے قبول کر۔

یعنی قیامت تک ہونے والے غریب امتیوں کی طرف سے حبیب کبریا ﷺ نے قربانی کی۔ (ثواب پہنچایا)

O--حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ "روحا" (ایک مقام کا نام ہے) میں تھے۔ اتنے میں کچھ سوار ملے، آپ نے ان کو سلام کیا۔ اور پوچھا کون لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا مسلمان ہیں۔ پھر ان لوگوں نے پوچھا تم کون ہو، صحابہ نے کہا رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یہ سن کر ایک عورت نے گھبرا کر اپنے بچے کے بازو پکڑ کر اس کو محافے سے باہر نکالا، اور پوچھا، یا رسول اللہ! اس کا بھی حج ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں! اور تجھے بھی ثواب ملے گا۔

(سنن ابوداؤد، ص ۶۴۵، جلد اول، طبع لاہور ۱۴۰۳ھ)

اگر نابالغ کا حج ہو سکتا ہے تو اسکو ثواب پہنچانے میں کون سا استحالہ ہے۔

O--حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ میں زیارت قبور کے وقت کیا کہوں، آپ ﷺ نے فرمایا : یہ کہا کرو :

السلام علیٰ اهل الديار من المؤمنين والمسلمين و يرحم الله المستقدمين

منکم ومنا والمستاخرین ، وانا انشاء اللہ بکم لاحقون۔

(کتاب الاذکار (مترجم) از امام ابوزکریا محی الدین بن شرف نووی (م ۶۷۶ھ)، ص ۲۴۷، جلد اوّل)

ترجمہ :۔مؤمنوں اور مسلمان گھر والوں پر سلام ہو اور اللہ تم میں سے آگے جانے والوں پر اور پیچھے رہ جانے والوں پر رحم فرمائے۔اور ان شاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔

(معلوم ہوا کہ پیچھے رہ جانے والوں میں زندہ اور قیامت تک پیدا ہونے والے مراد ہیں۔)

اعتراض :۔ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت طنزاً لکھتا ہے۔

---: کھیر کونڈے میں کھائیں :---

گیارہویں شریف، رجبی شریف (یعنی ۲۲؍ رجب کو سیدنا امام جعفر صادق کے کونڈے کرنا) وغیرہ جائز ہیں۔ کھیر کونڈے ہی میں کھلانا ضروری نہیں، دوسرے برتن میں کھلا سکتے ہیں اس کو گھر سے بھی لے جاسکتے ہیں۔

"بزرگوں کے فاتحہ کے کھانے کو تعظیماً نذرونیاز کہتے ہیں اور یہ نیاز تبرک ہے۔اسے امیر غریب سب کھاسکتے ہیں۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ص ۲۷۹)

الجواب :۔ابن لعل دین کی کذب بیانی، موصوف لکھتے ہیں۔"قادری صاحب کہتے ہیں کہ کھیر کونڈے میں کھائیں۔" جبکہ قادری صاحب کی اصل عبارت درج ذیل ہے۔

"کھیر کونڈے میں ہی کھلانا ضروری نہیں۔" (مغموم مردہ، ص ۱۰، طبع کراچی)

ہم اس کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتے :لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

مسئلہ ایصالِ ثواب اور اہلسنّت وجماعت

ایصالِ ثواب یعنی قرآن مجید یا درود شریف یا کلمہ طیبہ یا کسی نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔ عبادت مالیہ یا بدنیہ فرض ونفل سب کا ثواب دوسروں کو پہنچایا جاسکتا ہے۔زندوں کے ایصالِ ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔کتبِ فقہ وعقائد میں اس کی تصریح مذکور ہے۔ہدایہ اور شرح عقائد نسفی میں اس کا بیان موجود ہے۔اس کو بدعت کہنا ہٹ دھرمی ہے، حدیث سے بھی اسکا جائز ہونا ثابت ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہوا۔انھوں نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں عرض کی، یارسول اللہ ﷺ !سعد کی ماں کا انتقال ہوگیا، کونسا صدقہ افضل ہے ؟ارشاد فرمایا، پانی۔انھوں نے کنواں کھودا اور یہ کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔ معلوم ہوا کہ زندوں کے

اعمال سے مردوں کو ثواب ملتا ہے۔اور فائدہ پہنچتا ہے۔اس میں تخصیصات مثلاً تیسرے دن یا چالیسویں دن یہ تخصیصات نہ شرعی تخصیصات ہیں نہ ان کو شرعی سمجھا جاتا ہے۔یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اسی دن میں ثواب پہنچے گا، اگر کسی دوسرے دن کیا جائیگا تو نہیں پہنچے گا۔یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے۔جو اپنی سہولت کے لیے لوگوں نے مشہور کر رکھی ہے۔بلکہ انتقال کے بعد ہی سے قرآن مجید کی تلاوت اور خیر خیرات کا سلسلہ جاری ہوتا ہے، اکثر لوگوں کے یہاں اسی دن سے بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے، اس کے ہوتے ہوئے کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ مخصوص دن کے سوا دوسرے دنوں میں لوگ ناجائز جانتے ہیں۔یہ محض افتراء ہے، جو مسلمانوں کے سر باندھا جاتا ہے۔اور زندوں مردوں کو ثواب سے محروم کرنے کی بیکار کوشش ہے۔ پس جب کہ ہم اصل کلی بیان کر چکے تو جزئیات کے احکام خود اس کلیہ سے معلوم ہوگئے، سوم یعنی تیجہ جو مرنے کے تیسرے دن کیا جاتا ہے۔کہ قرآن مجید پڑھوا کر یا کلمہ طیبہ پڑھوا کر ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔اور چنوں اور اہل حاجت کو چنے بتاشے یا مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں، اور کھانا پکوا کر فقراء ومساکین کو کھلاتے ہیں یا انکے گھروں پر بھیجتے ہیں۔ جائز وبہتر ہے پھر ہر پنجشنبہ کو حسبِ حیثیت کھانا پکا کر غرباء کو دیتے یا کھلاتے ہیں، پھر چالیسویں دن کھانا کھلاتے ہیں پھر چھ مہینے پر ایصال کرتے ہیں۔اس کے بعد برسی ہوتی ہے۔یہ سب اسی ایصال ثواب کی فروع ہیں اسی میں داخل ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ یہ سب کام اچھی نیت سے کئے جائں، نمائشی نہ ہوں۔ نمود مقصود نہ ہو ورنہ ثواب ہے نہ ایصالِ ثواب۔

بعض لوگ اس موقع پر عزیز واقارب اور رشتہ داروں کی دعوت کرتے ہیں یہ موقع دعوت کا نہیں بلکہ محتاجوں فقیروں کو کھلانے کا ہے جس سے میت کو ثواب پہنچے۔اسی طرح شب برات میں حلوا پکتا ہے۔اور اس پر فاتحہ دلائی جاتی ہے، حلوہ پکانا بھی جائز ہے اور اس پر فاتحہ دلانا بھی اسی ایصالِ ثواب میں داخل۔ماہ رجب میں بعض جگہ سورہ ملک چالیس ۴۰ مرتبہ پڑھ کر روٹیوں یا چھوہاروں پر دم کرتے ہیں اور ان کو تقسیم کرتے ہیں، اور ثواب مردوں کو پہنچاتے ہیں، یہ بھی جائز ہے۔اسی ماہ رجب میں حضرت جلال بخاری علیہ الرحمۃ کے کونڈے بھی ہوتے ہیں کہ چاول یا کھیر پکوا کر کونڈوں میں بھرتے ہیں اور فاتحہ دلا کر لوگوں کو کھلاتے ہیں، یہ بھی جائز ہے ہاں ایک بات مذموم ہے وہ یہ کہ جہاں کونڈے بھرے جاتے ہیں وہیں کھلاتے ہیں، وہاں سے ہٹنے نہیں دیتے، یہ ایک لغو حرکت ہے، مگر یہ جاہلوں کا طریق عمل ہے، پڑھے لکھے لوگوں میں یہ پابندی نہیں، اسی ماہ رجب میں بعض جگہ سیدنا امام

جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو ایصالِ ثواب کے لیے پوریوں کے کونڈے بھرے جاتے ہیں، یہ بھی جائز
مگر اس میں بھی اسی جگہ کھانے کی بعضوں نے پابندی کر رکھی ہے۔ بے جا پابندی ہے، اس کونڈے کے
متعلق ایک کتاب بھی ہے جس کا نام داستانِ عجیب ہے۔ اس موقع پر بعض لوگ اس کو پڑھواتے ہیں
اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں، وہ نہ پڑھی جائے۔ فاتحہ دلا کر ایصالِ ثواب کریں۔ ماہ
محرم میں دس دنوں تک خصوصاً دسویں کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ و دیگر شہدائے کربلا کو
ایصالِ ثواب کرتے ہیں، کوئی شربت پر فاتحہ دلاتا ہے، کوئی شیر برنج پر کوئی مٹھائی پر کوئی روٹی گوشت
پر جس پر چاہو فاتحہ دلاؤ جائز ہے۔ ان کو جس طرح ایصال ثواب کرو مندوب ہے۔ بہت سے پانی اور
شربت کی سبیل لگا دیتے ہیں۔ جاڑوں میں چائے پلاتے ہیں کوئی کھچڑا پکواتا ہے۔ جو کار خیر کرو اور
ثواب پہنچاؤ ہو سکتا ہے ان سب کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔ بعض جاہلوں میں مشہور ہے کہ محرم میں
سوائے شہدائے کربلا کے دوسروں کی فاتحہ نہ دلائی جائے۔ ان کا یہ خیال غلط ہے، جس طرح دوسرے
دنوں میں سب کی فاتحہ ہو سکتی ہے، ان دنوں میں بھی ہو سکتی ہے۔ ماہ ربیع الآخر کی گیارھویں تاریخ
بلکہ ہر مہینہ کی گیارھویں کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے۔ یہ بھی ایصالِ
ثواب کی ایک صورت ہے، بلکہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کی جب کبھی فاتحہ ہوتی ہے، کسی تاریخ میں عوام
اسے گیارھویں کی فاتحہ بولتے ہیں۔

ماہ رجب کی چھٹی تاریخ کو حضور خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کی
فاتحہ بھی ایصال ثواب میں داخل ہے، اصحاب کہف کا توشہ یا حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا توشہ یا
حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی قدس سرہ العزیز کا توشہ بھی جائز ہے۔ اور ایصالِ ثواب میں داخل
ہے۔ مسئلہ :-- عرس بزرگانِ دین رضی اللہ عنہم اجمعین جو ہر سال ان کے وصال کے دن ہوتا ہے یہ بھی
جائز ہے کہ اس تاریخ میں قرآن مجید ختم کیا جاتا ہے اور ثواب ان بزرگ کو پہنچایا جاتا ہے یا میلاد
شریف پڑھا جاتا ہے۔ یا وعظ کہا جاتا ہے۔ بالجملہ ایسے امور جو باعث ثواب و خیر و برکت ہیں جیسے
دوسرے دنوں میں جائز ہیں اور ان دنوں میں بھی جائز ہیں۔ حضور اقدس ﷺ ہر سال کے اول یا آخر
میں شہدائے احد رضی اللہ عنہم کی زیارت کو تشریف لے جاتے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ عرس کو لغو و
خرافات چیزوں سے پاک رکھا جائے، جاہلوں کو نامشروع حرکات سے روکا جائے، اگر منع کرنے سے باز
نہ آئیں تو ان افعال کا گناہ ان کے ذمہ۔ (بہار شریعت، از مولانا حکیم امجد علی، ص ۸۵۱ تا ۸۴۹، طبع لاہور)

O-- امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں بپزند و خورانند مضائقہ نیست،
جائز است و اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شود اغنیاء اہم خوردن جائز است۔ (زبدۃ النصائح، ص ۱۳۲)

ترجمہ :-- دودھ چاول (کھیر) کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے
پکانے اور کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، جائز ہے اور اگر کسی بزرگ کی فاتحہ دی جائے تو مالداروں
کو بھی کھانا جائز ہے۔

O-- مولانا محمد عاشق پھلتی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا : عاشورہ کے ایام میں حضرات ائمہ اہل بیت اطہار
رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف سے مکرر اشارہ ہوا کہ ان حضرات کی فاتحہ کرائی جائے چنانچہ ایک دن
شیرینی منگوائی گئی، اور قرآن مجید کا ختم کر کے فاتحہ دلائی گئی اور حضرات ائمہ اطہار کی ارواح طیبہ میں
خوشی و مسرت کے آثار ظاہر ہوئے۔ الخ

(القول الجلی فی ذکر آثار الولی، ص ۱۸۷ طبع لاہور (مترجم) ۱۹۹۹ء / ۱۴۲۰ھ)

غیر مقلدین کے تاثرات :

O-- نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں کہ اگر وجود او در صدر اول در زمانہ ماضی بود امام الائمہ
و تاج المجتہدین شمردہ میشود (اتحاف النبلاء، ص ۴۳۰)

O-- مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں : کہ شاہ ولی اللہ نے تمام عمر قرآن پاک کے ایک
ایک نقطہ کی تفسیر و معانی کی تحقیق اور چھان بین میں صرف کر دی۔

(اہلحدیث، امرتسر، ص ۱۸ / ۴ / اکتوبر ۱۹۴۰ء)

O-- مولوی ابراہیم سیالکوٹی رقمطراز ہیں : کہ شاہ ولی اللہ صاحب سے خدا تعالیٰ نے ہندوستان پر
خاص فضل کیا۔ (اہلحدیث امرتسر، ص ۹ / ۱۲ / جون ۱۹۱۴ء)

O-- سید عبدالحئی ندوی لکھتے ہیں : شیخ اجل، محدث اکمل، ناطق دوراں، حکیم زماں، فائق معاصرین
اور زعیم عصر شاہ ولی اللہ بن عبدالرحیم دہلوی۔ (نزہۃ الخواطر، ص ۳۹۸، جلد ۶ طبع حیدر آباد دکن ۱۳۷۶ھ)

ان لعل دین جواب دیں، کہ اگر قادری صاحب مجرم ہیں تو شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کیوں
نہیں؟ جبکہ جرم یکساں ہے، جس صف میں شاہ صاحب کو کھڑا کر کے ان کی تعریفوں کے پل باندھتے

ہو، اسی صف میں قادری صاحب کو کھڑا کر کے بُرے بُرے القابات سے کیوں نوازتے ہو؟ اور دعویٰ عمل بالحدیث کا کرتے ہو۔

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی نے سیاق و سباق چھوڑ کر "رسالہ مغموم مردہ" سے چند عبارتیں نقل کی ہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ص ۲۸۱)

الجواب :- ہم قادری صاحب کے رسالہ "مغموم مردہ" سے مکمل عبارت نقل کرتے ہیں۔ جس سے قارئین کرام خود بخود مسئلہ کی نوعیت کو سمجھ جائیں گے۔

﴿ایصال ثواب کا مروّجہ طریقہ﴾

آج کل مسلمانوں میں خصوصاً کھانے پر ایصالِ ثواب (یعنی فاتحہ) کا جو طریقہ رائج ہے وہ بھی بہت اچھا ہے، جن کھانوں کا ایصالِ ثواب کرنا ہے وہ سارے کھانے یا سب میں سے تھوڑا تھوڑا نیز ایک گلاس میں پانی بھر کر سب کو سامنے رکھ لیں۔ اب "اعوذ" اور "بسم اللہ شریف" پڑھ کر "قل یٰاَیُّھا الکفرون" ایک بار، "قل ھو اللہ شریف" تین بار، سورۂ فلق، سورۃ ناس اور سورۃ فاتحہ ایک ایک بار پھر "الٓـمّٓ" تا "مفلحون" پڑھنے کے بعد یہ پانچ آیات پڑھیں :-

(۱) "وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ O (البقرہ، آیت ۶۳)

(۲) "اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ O (الاعراف، آیت ۵۶)

(۳) "وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ O (الانبیاء، آیت ۱۰۷)

(۴) "مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا O (الاحزاب، آیت ۴۰)

(۵) "اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا O (الاحزاب، آیت ۵۶)

اب درود شریف کے بعد پڑھیے :-

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ط وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ط وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ O (الصّٰفّٰت، آیت ۱۸۲)

اب ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھانے والا بلند آواز سے "الفاتحہ" کہے سب لوگ آہستہ سے سورہ فاتحہ پڑھیں۔ اب فاتحہ پڑھانے والا اس طرح اعلان کرے۔ "پیارے اسلامی بھائیو! آپ نے جو کچھ پڑھا

ہے وہ میری ملک کر دیں۔" تمام حاضرین کہہ دیں "آپ کی ملک کیا۔" اب فاتحہ پڑھانے والا ایصالِ ثواب کر دے۔ ایصالِ ثواب کے الفاظ لکھنے سے قبل امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ فاتحہ سے قبل جو سورتیں وغیرہ پڑھتے تھے وہ تحریر کرتا ہوں۔

"اعلیٰ حضرت کا فاتحہ کا طریقہ"

سورۃ فاتحہ اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار، تین بار سورۂ اخلاص، اوّل آخر تین تین بار درود شریف۔

﴿ایصالِ ثواب کے لیے دعا کا طریقہ﴾

یا اللہ عزوجل! جو کچھ پڑھا گیا۔ (اگر کھانا وغیرہ ہے تو اس طرح سے بھی کہیں) اور جو کچھ کھانا وغیرہ پیش کیا گیا، بلکہ آج تک جو کچھ ٹوٹا پھوٹا عمل ہو سکا ہے، اس کا ثواب ہمارے ناقص عمل کے لائق نہیں بلکہ اپنے کرم کے شایانِ شان مرحمت فرما۔ اور اسے ہماری جانب سے اپنے پیارے محبوب، دانائے غیوب ﷺ کی بارگاہ میں نذر پہنچا۔ سرکارِ مدینہ ﷺ کے توسط سے تمام انبیاء کرام، تمام صحابہ کرام، تمام اولیائے عظام کی جناب میں نذر پہنچا۔ سرکارِ مدینہ ﷺ کے توسط سے سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک جتنے انسان و جنات مسلمان ہوئے یا قیامت تک ہوں گے سب کو پہنچا۔ اسی دوران جن جن بزرگوں کو خصوصاً ایصالِ ثواب کرنا ہے ان کا نام بھی لیتے جائیں۔ اپنے ماں باپ اور دیگر رشتے داروں اور اپنے پیر و مرشد کو بھی ایصالِ ثواب کریں۔ فوت شدگان میں سے جن جن کا نام لیتے ہیں ان کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اب حسبِ معمول دعا ختم کر دیں۔ (اگر تھوڑا تھوڑا کھانا اور پانی نکالا تھا وہ دوسرے کھانوں اور پانی میں ڈال دیں۔)

مروّجہ طریقہ ایصالِ ثواب ہمارے نزدیک جائز اور امر مستحسن ہے۔ جس کی اصل کتاب و سنت میں موجود ہے۔ اور ایک عرصہ دراز سے مسلمان اس پر عمل پیرا ہیں، جو فقط اموات کی بھلائی و ہمدردی کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس کو شرک و بدعت ضلالۃ سے تعبیر کرنا، سراسر زیادتی اور رموزِ قرآن و حدیث سے کم علمی کی دلیل ہے۔ اور جب ہم اس طریقہ مروجہ ایصالِ ثواب کو سنت قرار نہیں دیتے تو پھر اس کے سنت ہونے کی دلیل طلب کرنا جہالت ہے۔ اور بڑے بڑے علماء اور محدثین اس کے قائل و عامل ہیں۔

O -- امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

اس کے بعد تین سو ساٹھ مرتبہ سورۃ الم نشرح لک، پھر تین سو ساٹھ بار وہی دعا پڑھے اور ختم

تمام کرے۔ اور تھوڑی سی شیرینی پر فاتحہ تمام خواجگان چشت کے نام پڑھے اور اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے عرض کرے۔ اس طرح ہر روز کرے "انشاء اللہ" چند روز میں مقصد حاصل ہو گا۔

(انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، ص ۱۱۴ طبع لائل پور)

آپ کے شاگرد رشید مولانا محمد عاشق پھلتی لکھتے ہیں :- کہ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ، بارہ ربیع الاول کو حسبِ دستورِ قدیم میں نے قرآن پڑھا اور آنحضرت ﷺ کی نیاز تقسیم کی اور موئے مبارک کی زیارت کی۔ اثنائے تلاوت، ملاء اعلیٰ حاضر ہوئے۔ اور آنحضرت ﷺ کی روح پر فتوح نے اس فقیر نیز فقیر کے دوستوں کی طرف التفات کیا۔ الخ

(القول الجلی، ص ۱۸۲، طبع لاہور ۱۴۲۰ھ)

O-- سراج الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

جس کھانے کا ثواب حضرت امامین (حضرت امام حسن، حضرت امام حسین) کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ و قل و درود پڑھا جائے، وہ کھانا تبرک ہو جاتا ہے۔ اس کا کھانا بہت خوب ہے۔

(فتاویٰ عزیزی، ص ۱۶۷، طبع کراچی ۱۳۹۳ھ)

نیز حضرت قبلہ شاہ صاحب اپنا سالانہ معمول لکھتے ہیں :-

سال میں دو مجلسیں فقیر کے مکان پر منعقد ہوا کرتی ہیں۔ مجلسِ ذکر وفات شریف اور مجلسِ شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یہ مجلس بروز عاشورہ یا اس سے دو ایک دن قبل ہوتی ہے۔ چار پانچ سو آدمی بلکہ ہزار آدمی جمع ہوتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں اس کے بعد جب فقیر آتا ہے تو لوگ بیٹھتے ہیں اور فضائل حسنین رضی اللہ عنہما کا ذکر جو حدیث شریف میں وارد ہے بیان کیا جاتا ہے......... پھر ختم قرآن مجید کیا جاتا ہے۔ اور پنج آیہ پڑھ کر کھانے کی جو چیز موجود رہتی ہے، اس پر فاتحہ کیا جاتا ہے۔ الخ

(فتاویٰ عزیزی، ص ۱۷۷، طبع کراچی ۱۳۹۳ھ)

O-- حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

باوضو ہو کر پاک و صاف جگہ پر روٹی پکائی جائے اور گھی سے تر کر اس پر شکر رکھی جائے اور پھر حضرت شیخ احمد عبد الحق (م ۸۳۷ھ) کی روح مبارک کے لیے فاتحہ پڑھا جائے۔

(اقتباس الانوار، ص ۵۶۳، زمانہ تالیف ۱۱۳۰ھ طبع لاہور ۱۹۹۳ء)

****

فاتحہ خوانی یا قل خوانی کا مفہوم :-

مروّجہ طریقہ ایصالِ ثواب میں قرآن حکیم کی تلاوت کے علاوہ سورۃ فاتحہ اور سورہ قل ھو اللہ، پڑھی جاتی ہیں۔ کیونکہ ان کی خصوصی فضیلت احادیث نبویہ سے ثابت ہے۔ اس لیے عوام الناس اس مروجہ طریقہ ایصالِ ثواب کی محافل کو قل خوانی یا فاتحہ خوانی سے تعبیر کرتے ہیں

☆-- حضرت امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی (م ۱۰۳۴ھ) علیہ الرحمۃ کا معمول

چند سال پہلے فقیر کا یہ طریق تھا کہ اللہ طعام پکاتا اور اس کا ثواب اہل عبا کی ارواح پاک کو نذر کر دیتا، جس میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت امیر رضی اللہ عنہ و حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضراتِ امامین رضی اللہ عنہما کو شامل کر لیتا۔ ایک رات فقیر نے عالمِ خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ تشریف فرما ہیں۔ فقیر نے سلام نیاز عرض کیا تو حضور ﷺ فقیر کی طرف متوجہ نہ ہوئے بلکہ چہرہ مبارک پھیر لیا، پھر ارشاد فرمایا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر کھانا کھاتا ہوں۔ جس کسی نے مجھے طعام بھیجنا ہو وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھیجا کرے۔ اس طرح معلوم ہوا کہ آنحضور ﷺ کی توجہ نہ فرمانے کا باعث یہ تھا کہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو شریک طعام نہ کرتا تھا۔ بعد ازاں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا بلکہ تمام امہات المؤمنین کو اہل بیت میں شریک کر لیتا ہوں اور تمام اہل بیت کو اپنے لیے وسیلہ بناتا۔

(دفتر دوم حصہ ششم، ص ۸۰، مکتوب ۳۶) (مسلک مجدد، ص ۲۸، طبع استنبول ۱۹۷۶ء)

☆-- حاجی امداد اللہ[1] مہاجر مکی (م ۱۳۱۷ھ) علیہ الرحمۃ کا فیصلہ

نفسِ ایصالِ ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں۔ اس میں بھی تخصیص و تعین کو موقوف علیہ سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعثِ تقیدِ ہیئتِ کذائیہ ہے۔ تو کچھ حرج نہیں۔ جیساکہ بمصلحت نماز میں سورۂ خاص معین کرنے کو فقہاء محققین نے جائز رکھا ہے۔ اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور حامل سے یوں معلوم ہوتا ہے، کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا، اور دل میں ایصالِ ثواب کی نیت کر

[1] قبلہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ نے ۱۳ ر جمادی الاول ۱۳۱۷ھ کو مکہ مکرمہ میں انتقال فرمایا۔ اور قبرستان جنت المعلیٰ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے کچھ فاصلے پر مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

لی۔ متاخرین میں سے کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کے لیے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو، کھانا روبرو لانے لگے۔ کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جاوے تو قبولیت دعا کی امید ہے۔ اور اس کا ثواب پہنچ جاوے گا کہ جمع بین العبادتین ہیں۔ ؎ چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار

قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں۔ پڑھی جانے لگیں۔ کسی نے خیال کیا، دعا کے لیے رفع یدین سنت ہے ہاتھ اٹھانے لگے۔ کسی نے خیال کیا کہ کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے، پانی پلانا بڑا ثواب ہے، اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا۔ پس ہیئت کذائیہ حاصل ہو گئی۔ رہا تعین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے۔ کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اس وقت وہ یاد آجاتا ہے۔ اور ضرور ہو رہتا ہے۔ اور نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے، محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ہے۔ ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے ان میں بعض اسرار بھی ہیں پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ رہا عوام کا غلو اولاً اس کی اصلاح کرنی چاہیے اس عمل سے کیوں منع کیا جائے۔ ثانیاً ان کا غلو اہل فہم آپ کے فعل میں مؤثر نہیں ہو سکتا۔ الخ

(کلیاتِ امدادیہ مع مسلہ ہفت، ص ۸۱ طبع کراچی)

یاد رہے کہ حاجی امداد اللہ علیہ الرحمۃ ابن لعل دین کے چچازاد بھائیوں [1] (دیوبندیوں) کے پیرو مرشد ہیں۔ جیسا کہ محمد رضی عثمانی "کلیاتِ امدادیہ" کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں۔ آپ کا روحانی مقام اس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ ہندوستان کے تقریباً سب بڑے بڑے علماء اور صلحاء آپ کے مرید اور خلفاء ہوئے۔ مثلاً مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی، مولانا ذوالفقار علی صاحب، مولانا اشرف علی تھانوی وغیرہ۔

(کلیاتِ امدادیہ، ص ۲، طبع کراچی)

[1] اہل حدیث یکم شعبان ۱۳۳۲ھ امرتسر

مروّجہ طریقہ ایصالِ ثواب کی اصل کتاب و سنت میں موجود ہے۔

☆--- ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: -

ان دعاء الاحیاء للاموات و صدقتهم عنهم نفع لهم فی علوّ الحالات، خلافاً للمعتزلة۔ الخ یعنی اموات کے لیے زندہ انسانوں کی دعا اور ان کی طرف سے صدقات کرنا ان کے لیے نفع اور بلندی درجات کا سبب ہے۔ (شرح فقہ الاکبر از ملا علی قاری حنفی، ص ۱۲۹، طبع کراچی)

رب کائنات جل جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے۔

رب اغفر لی ولوالدی ولمن دخل بیتی مؤمنا وللمؤمنین والمؤمنات۔ (پارہ ۲۹، سورۃ نوح)

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو۔ (کنز الایمان)

رب ارحمهما کما ربیانی صغیرا۔

ترجمہ: - اے میرے رب! تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن میں پالا۔

ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان

ترجمہ: - اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

(کنز الایمان)

O--- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ہم نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ان پر نماز جنازہ پڑھی، پھر ان کو قبر میں اتار کر ان پر مٹی ڈال دی گئی۔ بعد ازاں حضور اکرم ﷺ نے تکبیر و تسبیح پڑھنی شروع کر دی، ہم نے بھی آپ کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیا۔ دیر تک پڑھتے رہے۔ تو کسی نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ نے تسبیح و تکبیر کیوں پڑھی؟ فرمایا! اس نیک بندہ پر اس کی قبر تنگ ہو گئی تھی۔ ہماری تسبیح و تکبیر کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اس کو فراخ کر دیا ہے۔ رواہ احمد۔ (مشکوٰۃ، ص ۲۶، طبع ملتان)

O--- ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کی یارسول اللہ! میری والدہ فوت ہو گئی ہیں اور اس نے بوقتِ وفات کچھ وصیت نہیں کی۔ اگر میں صدقہ کروں تو کیا اس کو ثواب پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں!

(مسلم، کتاب الزکوٰۃ، ص ۳۲۴، جلد اول طبع کراچی)

○--حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میری والدہ فوت ہو گئی اب کون سا صدقہ افضل ہے۔ آپ نے فرمایا: پانی! انہوں نے کنواں کھدوایا کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔ (یعنی اس کا ثواب سعد کی ماں کو پہنچے۔)

(سنن ابو دلاد، ص ۶۲۸ جلد اول (مترجم) طبع لاہور ۱۴۰۳ھ)

○--حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور پرنور ﷺ کے ایک مینڈھا ذبح کر کے فرمایا: اے اللہ! اس کو میری اور میری آل کی طرف سے اور میری امت کی طرف سے قبول فرما۔

(سنن ابو دلاد، ص ۴۰۸، جلد دوم (مترجم) طبع لاہور ۱۴۰۳ھ)

اور ایک حدیث میں یوں ہے

اللھم ھذا عن امتی جمیعا۔ (شرح فقہ اکبر، ص ۱۳۱، طبع کراچی از ملا علی قاری م ۱۰۱۴ھ)

یعنی یہ قربانی میری تمام امت (غریب) کی طرف سے ہے۔

قرآن کریم پڑھنے کی فضیلت :-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب لوگ ایک گھر میں اللہ کے گھروں میں سے (یعنی کسی مسجد میں) جمع ہو کر قرآن کریم پڑھتے ہیں یا پڑھاتے ہیں تو ان پر سکینہ (اللہ کی رحمت) اترتی ہے، رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ جل جلالہ ان کا ذکر کرتا ہے ان لوگوں میں جو اس کے پاس رہتے ہیں۔ (ملائکہ مقربین سے)

(سنن ابو دلاد، ص ۵۴۳، جلد اول مترجم، طبع لاہور ۱۴۰۳ھ)

○--معاذ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا تو اس کے ماں باپ کو دو تاج پہنائے جائیں گے۔ قیامت کے روز جن کی روشنی سورج کی چمک سے بھی زیادہ ہو گی۔ الخ (سنن ابو دلاد، ص ۵۴۳، جلد اول، مترجم)

○--حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قرآن کو پڑھتا ہے اچھی طرح مہارت کے ساتھ وہ تو بڑی عزت والے فرشتوں اور پیغمبروں کے ساتھ ہو گا۔ اور جو اٹک اٹک کر محنت اٹھا کر پڑھتا ہے اس کو دونا ثواب ہو گا۔

(سنن ابو دلاد مترجم، جلد اول، ص ۵۴۳)

☆☆☆☆***☆☆☆☆***☆☆☆

سورۃ فاتحہ کی فضیلت

○--حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورۃ فاتحہ قرآن کی جڑ ہے اور کتاب کی جڑ اور سبع مثانی ہے۔ (سنن ابو داؤد مترجم، جلد اول ص ۵۳)

○--معقل بن یسار سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ مجھ کو سورۃ فاتحہ زیر عرش سے دی گئی ہے۔ (رواہ الحاکم، وقال صحیح الاسناد)

(کتاب الداء والدواء، ص ۱۴، طبع لاہور از نواب صدیق حسن غیر مقلد)

سورۃ اخلاص (یعنی قل ھو اللہ) کی فضیلت

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سنا ایک شخص کو "قل ھو اللہ احد" بار بار پڑھتے ہوئے۔ جب صبح ہوئی وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے بیان کیا وہ کم سمجھتا تھا اس سورت کو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، وہ برابر ہے (پڑھنے) تہائی قرآن کے۔ (سنن ابو دلاد، ص ۵۴۵، جلد اول طبع لاہور ۱۴۰۳ھ)

○--حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم عاجز ہو اس سے کہ رات کو ثلث (تہائی) قرآن پڑھو، کہا بھلا ہم رات کو ثلث قرآن کس طرح پڑھ سکتے ہیں، فرمایا، "قل ھو اللہ احد" ثلث قرآن ہے۔

(بخاری، مسلم، تحفۃ الذاکرین از شوکانی غیر مقلد (م ۱۲۵۰ھ)، ص ۲۷۴ طبع بیروت)

○--حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک شخص کو سنا کہ اس نے یہ سورۃ (یعنی قل ھو اللہ احد) آخر تک پڑھی فرمایا: "وجبت وجبت"، یعنی واجب ہو گئی، پوچھا گیا: کیا؟ فرمایا جنت۔

(اخرجہ الترمذی، تحفۃ الذاکرین از شوکانی غیر مقلد م ۱۲۵۰ھ، ص ۲۷۴ طبع بیروت)

(کتاب الداء والدواء ص ۲۲ طبع لاہور، از نواب صدیق حسن خان بھوپالی (م ۔۔))

○--حضرت ابو محمد عمر سمرقندی علیہ الرحمۃ سورۂ اخلاص کے فضائل میں مرفوعاً ذکر کیا ہے کہ جس نے قبرستان سے گزرتے ہوئے گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی اور اس کا ثواب مردوں کو بخش دیا تو مردوں کی تعداد کے برابر اسے اجر ملے گا۔ (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور، ص ۲۹۳، طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

(رواہ دار قطنی، بحوالہ تفہیم القرآن از ابو الاعلیٰ مودودی، ص ۲۱۶، جلد ۵، طبع لاہور ۱۹۷۳ء)

O--علامہ شوکانی غیر مقلد لکھتے ہیں :-

اس سورت (یعنی قل ھو اللہ احد) کے حق میں احادیث کثیرہ آئی ہیں، وہ دلیل ہیں اعظم فضل پر، اس سورت میں صفت رحمٰن ہے جو کوئی اس کو پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے۔

حدیث انس رضی اللہ عنہ میں آیا ہے۔ ایک شخص اس کو ہر رکعت میں پڑھا کرتا تھا، پوچھا، تو کہا: میں اس کو دوست رکھتا ہوں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: حبك اياها ادخلك الجنة۔ یعنی اس سورۃ کی محبت تجھ کو جنت میں لے گئی۔ اخرجہ البخاری۔ (تحفۃ الذاکرین، ص ۲۷۵، طبع بیروت)

دعا میں ہاتھ اٹھانا اور چہرہ پر ملنا:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

كان رسول الله ﷺ اذا رفع يديه فى الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه۔ اخرجہ الترمذی (تحفۃ الذاکرین، ص ۳۶، طبع بیروت)

یعنی محبوب کبریا ﷺ دعا کرتے وقت اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے اور اختتام دعا پر اپنے چہرہ اقدس پر ملتے تھے۔

اموات کے لیے دعائے مغفرت کرنے کی فضیلت

O--رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے سب عمل منقطع ہو جاتے ہیں۔ سوائے تین اعمال کے، صدقہ جاریہ، علم نافع اور نیک اولاد، جو والدین کے لیے دعا کرتی ہے۔

(الادب المفرد، از امام بخاری (م ۲۵۶ھ)۔ ص ۲۱ طبع پاکستان) (مسلم شریف، کتاب الوصیۃ)

(کتاب الروح، ص ۲۱۶) (شرح الصدور، ص ۲۸۶، طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

O--حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب تم زیارت کرو اور مردوں کے لیے دعائے رحم اور طلبِ مغفرت کرو۔

رواہ الطبرانی (شرح الصدور، ص ۲۸۶، طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

O--حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک بندے کا درجہ جنت میں بلند کرتا ہے، تو بندہ پوچھتا ہے کہ اے اللہ! یہ کس سبب سے ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تیری اولاد کے استغفار کے باعث ہے۔ (موقوفاً) (الادب المفرد، از امام بخاری علیہ الرحمۃ، ص ۲۱ طبع پاکستان)

(سنن بیہقی، طبرانی اوسط، شرح الصدور ص ۲۸۷)

O--ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مردہ کا حال قبر میں ڈوبتے انسان کے حال کی مانند ہے، کہ وہ شدت سے انتظار کرتا ہے کہ کوئی رشتہ دار یا دوست اس کی مدد کو پہنچے۔ اور جب کوئی اس کی مدد کو پہنچتا ہے تو اس کے نزدیک وہ دنیا و مافیھا سے بہتر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبر والوں کو ان کے زندہ متعلقین کی طرف سے ہدیہ کیا ہوا ثواب پہاڑوں کی مانند عطا فرماتا ہے۔ زندوں کا ہدیہ مردوں کو استغفار ہے۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان، دیلمی، شرح الصدور، ص ۲۸۷)

ابو نعیم نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ میت کے پاس سب سے بہتر کلمہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ استغفار۔

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور، ص ۲۸۶)

ختم قرآن پاک کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

محدث ابن جزری (م ۸۳۳ھ) علیہ الرحمۃ کے قول (وعند تلاوة القرآن لاسيما الختم) کہ ختم قرآن کریم کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ کے تحت علامہ شوکانی غیر مقلد لکھتے ہیں :-

اقول يدل على ذلك ما اخرجه الترمذى، وقال حديث حسن من حديث عمران بن حصين انه مرّ على قارئ يقرأ ثم يسأل فاسترجع ثم قال سمعت رسول الله ﷺ من قرأ القران فليسأل الله به فانه سيجئ اقوام يقرء ون القرأن يسألون به الناس، واخرج الطبرانى ما يدل على مشروعية الدعاء عند ختم القرأن، واخرج ابن ابى شيبه عن مجاهد: اذا ختم القرآن نزلت الرحمة۔ (تحفۃ الذاکرین، ص ۴۲ طبع بیروت)

O--قزعہ بن سوید رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حمید اعرج نے کہا کہ جو شخص قرآن پڑھ کر دعا کرتا ہے چار ہزار فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ (دارمی، ص ۴۹۲، طبع کراچی)

☆اجتماعی دعا:-

حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: سو آدمی جب کسی شخص کے لیے (بخشش) کی شفاعت کی دعا کریں تو اس کے حق میں ان کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ (دارمی، ص ۱۲۱، طبع کراچی)

قرآن خوانی کی فضیلت:-

ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ جو شخص قرآن شروع کرنے کے وقت موجود ہو گویا کہ وہ جہاد کی فتح میں شریک ہوا اور جو شخص ختم قرآن کے وقت موجود ہو گویا کہ مالِ غنیمت تقسیم کرنے میں شریک ہوا۔ (دارمی، ص ۴۹۱، طبع کراچی)

O--قتادہ کہتے ہیں کہ ایک شخص مدینے کی مسجد میں قرآن پڑھتا تھا، اور ابن عباس نے وہاں ایک محافظ مقرر کر رکھا تھا، تو جب اس کے ختم کا دن آتا تھا تو وہاں جاتے تھے۔ (دارمی، ص ۴۹۱، طبع کراچی)

قرآن خوانی میں حاضر ہونے کی دعوت دینا

حکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجاہد رضی اللہ عنہ (تابعی، المتوفی ۱۰۰ھ) نے مجھ کو بلوا بھیجا، اور کہا کہ ہم نے آپ کو اس واسطے بلایا ہے کہ ہمارا ارادہ قرآن ختم کرنے کا ہے اور ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ قرآن ختم کے وقت دعا قبول کی جاتی ہے، پھر انہوں نے دعائیں کیں۔ (دارمی، ص ۴۹۲، طبع کراچی)

O--علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ نے اتقان میں بروایت دارمی نقل کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب قل اعوذ برب النّاس پڑھا کرتے تو سورۂ بقرۃ سے مفلحون تک ساتھ پڑھتے اور اس کے بعد ختم قرآن کی دعا کرتے۔ (اخرجہ الدارمی بسند حسن) (اتقان۔ ص ۱۱۱، جزاول طبع مصر ۱۳۰۶ھ)

امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) علیہ الرحمۃ کا مسلک

آپ سے روایت کیا گیا کہ اگر کوئی شخص نیک عمل کرے مثلاً نماز پڑھے یا صدقہ کرے یا کوئی اور عمل صالح کرے اور اس کا نصف ثواب اپنی والدہ یا اپنے والد کو بخش دے، تو فرمایا مردے کو ہر عمل کا ثواب ملتا ہے۔ (کتاب الروح، ص ۲۱۵، از ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

نیت دل کے علاوہ زبان سے کہنا

حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ آیت الکرسی اور سورۃ اخلاص پڑھ کر دعا مانگو، الٰہی! ان کا ثواب مردوں کو پہنچادے۔ (کتاب الروح، ص ۲۱۶، طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

O--امام ابوزکریا محی الدین بن شرف نووی (م ۶۷۶ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

امام احمد بن حنبل اور ان کے علماء اور دیگر علماء کی ایک جماعت اس کی قائل ہے، کہ قرآن کا ثواب بھی پہنچتا ہے، قاری تلاوت قرآن کے بعد کہے :- اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُہٗ اِلٰی فُلَانٍ
اے اللہ! جو کچھ میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب فلاں کو پہنچادیجئے۔

(کتاب الاذکار، ص ۲۴۲ (مترجم) جلداوّل طبع کراچی)

برکت کے لیے کھانا رکھ کر قرآن کریم کی تلاوت کرنا، یا دعا مانگنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خندق کے دن میں نے چپکے سے آنحضرت سے عرض کی کہ ہم نے ایک چھوٹا سا بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو پیسے ہیں آپ تشریف لائیں،

اور کچھ لوگ ساتھ لائیں۔ آپ نے آواز دی اے اہل خندق، جابر نے تمہاری مہمانی تیار کی ہے، تم جلدی چلو اور آپ نے فرمایا: اے جابر میرے آنے تک اپنی ہانڈی نہ اتارنا اور آٹا نہ پکانا، آپ تشریف لائے اور میں نے آپ کے سامنے آٹا لے آیا جو گندھا ہوا تھا۔ آپ نے اس میں لعاب مبارک ڈالا، اور برکت کی دعا کی، پھر آپ نے فرمایا کہ روٹی پکانے والی کو بلاؤ، جو تیرے ساتھ روٹیاں پکائے اور چمچے کے ساتھ گوشت نکال اور ہانڈی کو چولہے سے مت اتارنا۔ خندق والے ہزار آدمی تھے اللہ کی قسم سب نے پیٹ بھر کر کھایا اور پھر بھی باقی چھوٹ دیا اور وہ سب کھا کر چلے گئے اور ہماری ہانڈی ابھی جوش مارتی تھی اور آٹا بھی اسی طرح تھا۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ، ص ۱۶۴، جلد ۳، مترجم) (دارمی، ص ۵۸، طبع کراچی)

قرآن کریم کی مختلف سورتیں پڑھنا

سنن ابو داؤد کی ایک طویل حدیث میں ہے، کہ ایک شب رسول اکرم ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نماز میں تھوڑا اس سورت سے اور تھوڑا اس سورت میں سے پڑھتے تھے۔ (حضور ﷺ کے دریافت کرنے پر فرمایا) یا رسول اللہ ﷺ یہ کلام سب کا سب پاکیزہ ہے، اللہ تعالیٰ ایک کو دوسرے سے ملاتا ہے۔ فرمایا! تم نے ٹھیک کیا۔

(سنن ابوداؤد، ص ۴۹۹، جلد اول، طبع لاہور ۱۴۰۳ھ)

O--شیخ شہاب الدین عمر سہروردی (م ۶۳۲ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

ایک درویش کھانے کے وقت کسی سورت کی تلاوت شروع کر دیتے تھے اور اسی میں وہ وقت گزارتے تھا تاکہ کھانے کے اجزاء ذکر کے انوار و تجلیات سے معمور ہو جائیں۔

(عوارف المعارف، ص ۳۹۷، طبع لاہور، ۱۹۶۲ء)

دعا سے قبل خدا کی حمد و ثنا کرنا اور حضور ﷺ پر درود بھیجنا۔

O--حضور پر نور سید عالم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں کوئی شخص نماز پڑھے تو نماز کے بعد اوّلاً پروردگار سبحانہٗ کی حمد و ثنا کرے، پھر نبی ﷺ پر درود بھیجے، پھر جو چاہے دعا کرے، امام ترمذی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (کتاب الاذکار، از امام نووی (م ۶۷۶ھ)، ص ۳۲۱ جلد اول طبع کراچی)

O--حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں، ہر دعا زمین اور آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے، اور اس کا کوئی حصہ بھی اس وقت تک اوپر نہیں جاتا، جب تک نبی ﷺ پر درود نہ بھیجا جائے۔ (رواہ الترمذی) (کتاب الاذکار، ص ۳۲۱، جلد اول، طبع کراچی)

امام نووی (م ۶۷۶ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

تمام علماء کا اس پر اجماع ہے کہ دعا سے قبل خدا کی حمد و ثنا کرنا، پھر حضور پر نور ﷺ پر درود بھیجنا مستحب ہے، اسی طرح دعا کے بعد بھی، یہ دونوں امور مستحب ہیں۔ اس مضمون میں بہت سی احادیث مشہور ہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو :

قلت اجمع العلمآء علی استحباب ابتداء الدعآء بالحمد لله تعالیٰ والثناء علیه ثم الصلوٰة علی رسول الله ﷺ وکذلك یختم الدعآء بهما، والآثار فی هذ الباب کثیره معروفة (کتاب الاذکار، ص ۳۲۱، جلد اول مترجم طبع کراچی)

قارئین کرام! اس طویل بحث کا خلاصہ یہ ہے :

1-- مروجہ طریقہ ایصالِ ثواب کتاب و سنت سے ماخذ ہے، اور علمائے اسلام کا عمل اور ان کے اقوال اس کے مؤید ہیں۔ اس کو بدعت ضلالہ سے تعبیر کرنا، دین میں زیادتی جہالت اور بے وقوفی ہے۔

2-- مروجہ طریقہ ایصالِ ثواب کو علمائے ربانیین نے اموات المسلمین کی بھلائی اور بہتری کے لیے ترتیب دیا ہے۔ جس پر ایک قدیم زمانہ سے مسلمان عمل پیرا ہیں۔

O-- حضور پر نور سید عالم ﷺ نے فرمایا :- من سنَّ فی الاسلام سنة حسنه فلهٗ اجرها و اجر من عمل بها بعده۔ (رواہ مسلم) (سنن دارمی، ص ۱۲۱، طبع کراچی)

(ریاض الصالحین، از علامہ نووی (م ۶۷۶ھ) مترجم ص ۱۱۴، جلد اول، طبع لاہور ۱۴۰۶ھ)

اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرنے والے کے لیے اس کا ثواب ہے اور اس پر عمل پیرا ہونے والوں کا ثواب بھی اسے ملے گا۔

O-- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چار چیزیں انسان کو موت کے بعد بھی ملتی ہیں، تہائی مال، نیک بچہ جو دعا کرتا ہے، نیک طریقہ جس پر لوگ بعد میں عمل کرتے ہیں۔

(دارمی، ص ۱۲۱، طبع کراچی) (شرح الصدور، ص ۲۸۹، طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

مسلمانوں کا قدیم عمل بھی باعثِ تقویت اور قابلِ عمل ہے۔

امام نووی [1] علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

شیخ الاسلام امام ابو عمرو بن الصلاح سے اس تلقین کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے اپنے فتویٰ میں فرمایا: جس تلقین کو ہم اختیار کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں اور جس کا ہمارے خراسانی

[1] امام نووی: یہ ابو ذکریا محی الدین یحیٰ ہیں۔ شرف کے بیٹے۔ اپنے زمانہ کے بہت بڑے عالم فاضل، صاحب ورع، فقیہ محدث، مثبت اور حجت ہیں۔ ان کی بہت سی مشہور تصانیف اور تالیفات ہیں۔ ۶۷۶ھ میں انتقال فرمایا۔ (اسماء الرجال، (مشکوٰۃ) ص ۶۳۱، جلد ۳، (مترجم))

علماء میں سے ایک جماعت نے ذکر کیا ہے۔ تو اس بارے میں صرف ایک حدیث مروی ہے، جو ابو امامہ سے روایت کی جاتی ہے۔ لیکن اس کی سند صحیح نہیں، اگرچہ بعض شواہد اور اہلِ شام کے قدیم عمل سے اسے تقویت حاصل ہوتی ہے۔ (کتاب الاذکار، ص ۴۳۵، جلد اول مترجم، طبع کراچی)

O-- امام المحدثین جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :

جب حج، صدقہ، وقف، دعا، قراۃ کا ثواب پہنچ سکتا ہے تو دوسری عبادات کا بھی پہنچ سکتا ہے، اگرچہ یہ احادیث ضعیف ہیں، لیکن ان کی مجموعی حیثیت سے ایصال ثواب کی اصل ثابت ہو سکتی ہے۔ نیز قدیم سے مسلمان اپنے مردوں کے لیے جمع ہو کر قرآن پڑھتے رہے، اور کسی نے انکار نہیں کیا، اس سے اجماع المسلمین بھی ثابت ہوتا ہے، یہ سب کچھ حافظ شمس الدین ابن عبد الواحد المقدسی حنبلی نے اپنے ایک رسالہ میں ذکر کیا ہے۔ (شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور، ص ۲۹۳، طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

O-- خلال [1] نے جامع میں شعبی [2] سے روایت کی کہ جب انصار کا کوئی مر جاتا تو وہ اس کی قبر پر آتے جاتے اور قرآن پڑھتے۔ (شرح الصدور، ص ۲۹۳، طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

جس کو مسلمان اچھا جانیں

عن النبی ﷺ انه قال ما راه المسلمون حسنا فهو عندالله حسن۔ الخ

(موطا امام محمد [3]، ص ۱۰۴ (مترجم) طبع کراچی)

[1] خلال کا نام و نسب یہ ہے، ابو محمد حسن بن محمد بن حسن بن علی بغدادی۔ ۳۵۲ھ میں پیدا ہوئے، ابو بکر وراق ابو بکر شاذان اور اسی طبقہ کے دوسرے لوگوں سے علم حدیث حاصل کیا۔ خطیب بغدادی، ابو الحسن ابن الطیوری، جعفر بن احمد سراج، علی بن عبد الواحد دینوری اور دوسرے کامل ترین محدثین خود ان سے روایت کرتے ہیں، تمام محدثین کے نزدیک ثقہ، معتبر اور حفظِ حدیث میں اپنے زمانہ کے سردار ہیں۔ صحیحین پر ان کی ایک مسند ہے۔ لیکن ناتمام ہے۔ ماہ جمادی الاول ۴۳۹ھ میں وفات پائی۔ (بستان المحدثین، از شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، ص ۱۵۷)

[2] شعبی: یہ عامر بن شراحیل کوفی ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں پیدا ہوئے، پانچ سو (۵۰۰) صحابہ کرام کی زیارت کی، ابن عیینہ کا قول ہے کہ ابن عباس اپنے زمانہ کے، اور شعبی اپنے زمانہ کے اور ثوری اپنے دور کے امام تھے ۱۰۴ھ میں انتقال ہوا۔ (اسماء الرجال (مشکوٰۃ) ص ۳۴۲، جلد ۳، اردو)

[3] امام محمد: ابو عبد اللہ کنیت، سلسلہ نسب یہ ہے، محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی ۱۳۱ھ کو واسطین (عراق) میں پیدا ہوئے۔ امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) کی ملازمت اختیار کی اور ان سے فقہ و حدیث کی تحصیل کی۔ سفیان ثوری، قیس بن الربیع، عمر بن ذراء اور مسعر وغیرہ سے حدیثیں سنیں۔ اور شام میں اوزاعی وغیرہ سے حدیث کی سماعت کی اور مدینہ منورہ میں امام مالک وغیرہ سے۔ [4] ۱۸۹ھ میں انتقال فرمایا۔ مفید تصانیف یادگار چھوڑیں۔

(مقدمہ مؤطا امام محمد (مترجم) طبع کراچی)

[4] کتاب تعجیل المنفعہ از حافظ ابن حجر

نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

3--حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چند چیزیں ہیں۔ جن کا ثواب قبر میں انسان کو پہنچتا ہے۔ علم، ولد صالح (نیک اولاد)، کوئی کتاب، کوئی مسجد، مسافر خانہ، نہر، کنواں، کھجور (وغیرہ) کا درخت، صدقہ جاریہ، ان تمام اشیاء کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملے گا۔

(ابن ماجہ، ص ۱۰۱، جلد اول، طبع لاہور ۱۹۸۳ء) (ابن خزیمہ، ص ۱۲۱، جلد ۴، طبع بیروت)

(شرح الصدور، ص ۲۸۶، مترجم طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

اگر کوئی نیک مسلمان اپنی زندگی میں ان تمام مندرجہ بالا امور یا بعض امور کو بجالائے تو مرنے کے بعد اس کے مجموعہ کا ثواب اس کو عالم برزخ میں ملنا حدیث رسول ﷺ سے ثابت ہے۔ تو اگر کوئی نیک مسلمان نیت صالح سے بیک وقت کھانا، کپڑے، نقدی، تلاوت قرآن اور دعائے مغفرت کرے تو اموات المسلمین کو اس مجموعہ کا ثواب ملنے میں کونسی رکاوٹ ہے۔ جب کہ فرداً فرداً ان اشیاء کا ثواب اموات المسلمین کو پہنچانا احادیث کریمہ سے ثابت ہے۔ (واللہ اعلم)

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔!

نواب صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد نے مندرجہ ذیل ختم کے طریقے تحریر کئے ہیں۔

ختم قادریہ:-

اس کو مشائخ نے واسطے بر آمد مہم کے مجرب سمجھا ہے۔ عروج ماہ میں پنجشنبہ سے شروع کر کے تین دن تک پڑھے، بسم اللہ مع فاتحہ وکلمہ تمجید ودرود وسورۃ اخلاص ہر ایک کو ایک سو گیارہ بار، پھر شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر اور ثواب اس کا روح پر فتوح آنحضرت ﷺ ومشائخ طریقت کو دے کر تقسیم کر دے۔

دیگر ختم قادریہ:-

پہلے دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورۃ اخلاص گیارہ بار، پھر بعد سلام کے یہ ورد ایک سو گیارہ بار پڑھے۔ اللهم صل علىٰ محمد معدن الجود والكرم وعلىٰ آل محمد وبارك وسلم۔ پھر شیرینی پر فاتحہ شیخ جیلی (یعنی سید عبدالقادر گیلانی) رضی اللہ عنہ پڑھ کر تقسیم کر دے۔

ختم برائے میت:-

جس کے پاس ختم قرآن یا تہلیل ہو۔ اس سے کہے کہ دس بار قل ھو اللہ احد مع بسم اللہ

پڑھے۔ پھر دس بار درود شریف پھر دس بار سبحان الله والحمد لله ولا اله الاالله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله۔ پھر دس بار اللهم اغفره وارحمه، پھر ہاتھ اٹھا کر سورۃ فاتحہ پڑھ کر آواز بلند سے کہے کہ ثواب ان کلمات طیبات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے اور ثواب ختم قرآن و تہلیل کا فلاں کی روح کو پیش کیا، لوگ حلقے کے یوں کہیں، ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم۔

(کتاب الداء والدواء، ص ۱۱۲ طبع لاہور)

ابن لعل دین نجدی سے چند سوالات۔۔۔۔۔۔۔!

1--ایصال ثواب کا مذکورہ طریقہ کس حدیث صحیحہ مرفوعہ سے ثابت ہے؟ صحاح ستہ یا حدیث کی کسی دوسری معتبر ومستند کتاب کا حوالہ دیں؟

2--مذکورہ بالا طریقہ سے میت کو ثواب پہنچانے والا، مسلمان ہے، مشرک یا بدعتی؟

3--نواب صدیق حسن خان کے متعلق حکم شرعی کیا ہے؟

اعتراض:- ابن لعل دین نجدی نے درج ذیل عنوان کے تحت استنجاء کی چند سنتیں، آداب اور فقہی مسائل لکھ کر طنز کیا ہے۔

﴿استنجاء کی ۷۸ متفرق سنتیں اور آداب﴾

(میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ص ۲۸۱)

الجواب:- ادب کی توفیق اور علم فقہ اللہ جل شانہٗ اسی کو عطا فرماتا ہے جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔ اور فرقہ وہابیہ نجدیہ ان دونوں نعمتوں سے خالی ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من يرد الله به خيراً يفقهه الخ (متفق علیہ، (بخاری، مسلم) مشکوٰۃ، ص ۳۲ طبع ملتان)

O--اسلامی بھائی تین انگلیوں سے زیادہ سے طہارت نہ کریں۔ (فیضان سنت)

فقہا لکھتے ہیں:- پاخانہ کے بعد پانی سے استنجے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ کشادہ ہو کر بیٹھے اور آہستہ آہستہ پانی ڈالے اور انگلیوں کے پیٹ سے دھوئے انگلیوں کا سرا نہ لگے اور پہلے بیچ کی انگلی اونچی رکھے پھر وہ جو اس سے متصل ہے اس کے بعد چھنگلیا اونچی رکھے۔ اور خوب مبالغہ کے ساتھ دھوئے، تین انگلیوں سے زیادہ سے طہارت نہ کرے۔ (بہار شریعت)

O--پیشاب اور فضلے میں نہ تھوکیں نہ ناک صاف کریں۔

O--بیت الخلا میں نہ کپڑوں اور بدن سے کھیلیں نہ بلا ضرورت کھنگاریں، نہ بار بار ادھر ادھر دیکھیں، نہ آسمان کی طرف سر اٹھائیں، جو کچھ خارج ہو رہا ہے اس کی طرف نہ دیکھیں۔

O--بغیر ضرورت اپنی شرم گاہ کو نہ دیکھیں۔ اس سے حافظہ کمزور ہوتا ہے۔

O--بیت الخلاء میں دیر تک نہ بیٹھیں اس سے بواسیر کا اندیشہ ہے۔

O--چاند اور سورج کی طرف نہ منہ کریں اور نہ پیٹھ کریں۔ (فیضانِ سنت)

ان تمام مسائل کا تعلق مقام ادب سے ہے۔ مولانا حکیم امجد علی حنفی فرماتے ہیں :بغیر ضرورت اپنی شرم گاہ کی طرف نظر نہ کرے اور نہ اس نجاست کو دیکھے۔ جو اس کے بدن سے نکلی ہے اور دیر تک نہ بیٹھے اور اس سے بواسیر کا اندیشہ ہے۔ اور پیشاب میں نہ تھوکے نہ ناک صاف کرے نہ بلا ضرورت کھنکارے نہ بار بار ادھر ادھر دیکھے، نہ بیکار بدن چھوائے نہ آسمان کی طرف نگاہ کرے بلکہ شرم کے ساتھ سر جھکائے رہے۔ (بہار شریعت، جلد اول، ص ۱۳۸-۱۳۷، طبع لاہور)

O--حضرت شیخ عبد القادری جیلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

اور جب تک (استنجاء) سے فارغ نہ ہولے، کسی سے بات نہ کرے، اور اگر اس وقت کوئی سلام کرے تو اس کو سلام کا جواب نہ دے، اور بات کرنے والے کو جواب نہ دے اور اگر چھینک آئے تو خدائے پاک کی ثنا اور صفت دل میں کہے، اور اس وقت آسمان پر نہ تاکے، اور اپنی غلاظت اور ہوا کے خارج ہونے اور دوسرے آدمی کی غلاظت اور ہوا کے خارج ہونے پر ہنسی نہ کرے .... اور اگر کہیں جنگل میں ہے تو اس وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرے، اور نہ ہی قبلہ کی طرف پیٹھ کرے، اور سورج چاند کی طرف بھی منہ نہ کرے۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۶۶-۶۷، طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

O--حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی (م ۶۳۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

مناسب یہ ہے کہ نہ تو قبلہ رو (استنجاء کے وقت) بیٹھا جائے اور نہ قبلہ کی طرف پشت کی جائے۔ اور نہ چاند سورج کی طرف رخ کیا جائے۔ (عوارف المعارف، ص ۳۴۲، طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

O--حضرت امام غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

حاجت کے وقت سورج اور چاند کی طرف منہ نہ کرے۔ اور کعبہ کی طرف منہ اور پیٹھ نہ کرے اگر پاخانہ میں ہو تو جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ قبلہ اس کے دائیں بائیں طرف رہ جائے۔

(کیمیائے سعادت، ص ۹۲ طبع لاہور)

O--حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی (م ۶۳۲ھ) علیہ الرحمۃ مزید لکھتے ہیں :-

رفع حاجت کے لیے بیٹھتے وقت بائیں پاؤں پر سہارا لے اور ہاتھ سے نہ کھیلے، بیٹھتے زمین اور دیوار پر لکیریں نہ کھینچے۔ اور اپنی شرم گاہ کی طرف نظر نہ کرے سوائے اس کے کہ جب اس کی ضرورت ہو، اور نہ گفتگو کرے، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر دو آدمی زمین مارتے اور اپنی شرمگاہوں کو کھولتے ہوئے اور باتیں کرتے ہوئے نکلیں تو اللہ تعالیٰ انھیں ناپسند کرتا ہے۔

(عوارف المعارف، ص ۳۴۵، طبع لاہور ۱۹۶۲ء) (سنن ابو داود، ص ۴۵، جلد اول طبع لاہور ۱۴۰۳ھ)

O--ایسا تعویذ پہن کر بیت الخلاء میں جاسکتے ہیں جو موم جامہ کے کپڑے وغیرہ میں سی لیا گیا ہو۔

(فیضانِ سنت)

ہاں ایسے تعویزات جن کی عبارات صاف طور پر نظر آتی ہوں یا وہ انگوٹھیاں جن پر اللہ تعالیٰ کے اسماء وغیرہ کندہ ہوں، بیت الخلاء میں لیجانے کی ممانعت ہے۔ مگر وہ تعویذات جو کہ چاندی، یا چمڑے وغیرہ کے اندر محفوظ ہوں ان کو فقہائے کرام نے بیت الخلاء میں لیجانے کی اجازت دی ہے۔

O--حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء کو جاتے انگوٹھی اتار لیتے کہ اس پر نام مبارک کندہ تھا۔ (ابو داود، ص ، جلد اول طبع لاہور)

O--حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب پاخانہ کی جگہ جائے اور اس وقت انگوٹھی یا کوئی تعویذ (جو کہ چاندی کے خول یا چمڑا میں محفوظ نہ ہو) پہنا ہوا ہے، جن پر خداوند کریم کا نام لکھا ہے تو ان کو اپنے پاس سے الگ کردے۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۶۶، طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

نیز ملاحظہ ہو : ۱- کیمیائے سعادت از امام غزالی ص ۹۲، طبع لاہور

۲- عوارف المعارف، ص ۳۴۶، از شیخ شہاب الدین عمر سہروردی، طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

O--سوئی کی نوک کے برابر پیشاب کی باریک چھینٹیں اگر اڑ کر کپڑے یا بدن پر آئیں تو اس سے کپڑا ناپاک نہیں ہوگا۔ (فیضانِ سنت)

یہ فقہ کا مسئلہ اگر اس کے خلاف دلیل ہے تو پیش کرو، فقط طنز کرنے سے کام نہیں چلے گا۔

"ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین"

O--فقہا احناف لکھتے ہیں :-"و بول انتفخ مثل رؤس الابر عفو" (ملتقی الابحر، ص ۹۳)

یعنی اگر پیشاب کی چھینٹیں سوئی کی نوک کے برابر پڑ جاویں کہ دیکھنے دکھائی نہ دیں تو اس کا کچھ حرج

نہیں۔ دھونا واجب نہیں۔

O--ابن لعل دین کے چچازاد بھائی مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں :-

اگر پیشاب کی چھینٹیں سوئی کی نوک کے برابر پڑ جاویں کہ دیکھنے سے دکھائی نہ دیویں تو اس کا کچھ حرج نہیں، دھونا واجب نہیں ہے۔ (بہشتی زیور، دوسرا حصہ، ص ١٠٣ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

اعتراض :- ڈھیلوں کی کوئی شرط نہیں بلکہ جتنے سے صفائی ہو جائے، اگر ایک سے صفائی ہو گئی تب بھی سنت ادا ہو گئی......... جبکہ حدیث میں آیا ہے کہ طاق ڈھیلے استعمال کرنے چاہیں یہ نہیں کہ جتنا دل چاہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.........ص ٢٨٢)

الجواب :- ابن لعل دین نجدی نے فیضانِ سنت کی عبارت نقل کرتے وقت خیانت کی ہے۔

موصوف کی نقل کردہ عبارت = ڈھیلوں کی کوئی شرط نہیں۔

فیضانِ سنت کی عبارت = ڈھیلوں کی تعداد کی کوئی شرط نہیں۔ (صفحہ ٨٩٤)

لفظ تعداد کو شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر گئے ہیں۔

امام ابی جعفر احمد بن محمد مصری طحاوی (م ٣٢١ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ :-

بعض علماء کا یہ مذہب ہے کہ تین ڈھیلوں سے کم کے ساتھ استنجاء کرنا درست نہیں اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو کہ سلیمان سے روایت ہے کہ منع کیا ہم کو حضرت محمد ﷺ نے اس سے کہ تین ڈھیلوں سے کم پر اکتفاء کریں اور بعض علماء کہتے ہیں کہ کوئی عدد معین واجب نہیں۔ بلکہ واجب وہ چیز ہے جس سے گندگی دور ہو اور محل پاک ہو جائے خواہ تین ڈھیلے ہوں یا اس سے کم و بیش اور طاق ہوں یا جفت، اور کہتے ہیں کہ تین ڈھیلوں کے ساتھ استنجاء کرنے کا حکم استحباب پر محمول ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی بنا پر کہ جو کوئی ڈھیلے لے تو چاہیے کہ طاق لے جس نے یہ کیا اس نے اچھا کیا ورنہ کچھ حرج نہیں اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کی بنا پر کہ میں حضرت ﷺ کے پاس دو پتھر اور لید لایا، تو آپ نے پتھر لیے اور لید پھینک دی، پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین اور طاق ڈھیلوں کے ساتھ استنجاء کرنے کا حکم استحبابی ہے، فرض نہیں اور عقلی دلیل اس پر یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب پانی سے استنجاء کیا جائے اور پاخانے اور پیشاب کا رنگ اور بو باقی نہ رہے تو استنجے کی جگہ پاک ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس کا رنگ اور بو دور نہ ہو تو پھر دھونے کی حاجت پڑتی ہے یہاں تک کہ اس کا رنگ اور بو دور ہو، خواہ دوسری بار ہو یا تیسری بار، چوتھی بار میں ہو یعنی پانی

کے ساتھ استنجاء کرنے میں کوئی عدد معین واجب نہیں، کہ مثلاً دو بار ہو یا تین بار بلکہ اس میں واجب یہ ہے کہ اس سے پاکی حاصل ہو اور پاخانے اور پیشاب کا نشان باقی نہ رہے، اس لیے قیاس یہ چاہتا ہے کہ ڈھیلوں میں بھی کوئی عدد معین واجب نہ ہو کہ اس سے کم و بیش کفالت نہ کرے۔ اور امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد رحمۃ اللہ علیہم کا یہی قول ہے۔ (تلخیص)

(شرح معانی الآثار، ص ٩١، ٩٣. جلد اول، طبع ملتان)

O--استنجاء کرنے کے بعد آج کل جو جاذب کاغذ ٹشو پیپرز چلے ہیں۔ یہ استعمال نہ کیے جائیں۔

(فیضانِ سنت)

بہتر اور تقویٰ یہی ہے کہ ٹشو پیپرز استنجاء کرنے کے بعد استعمال نہ کیے جائیں، جیسا کہ علمائے احناف نے کاغذ کی تکریم کے پیش نظر اس سے استنجاء کرنا بُرا اور منع لکھا ہے۔

وكره تحريماً بعظم وطعام و زدث و آجر و خزف و كخرقة ديباج ويمين و فحم و علف حيوان فلو فعل اجزاه۔ (شرح التنویر، ص ٣٥٥، جلد اوّل)

یعنی ہڈی اور نجاست جیسے گوبر لید وغیرہ اور کوئلہ اور کنکر اور شیشہ اور پکی اینٹ اور کھانے کی چیز اور کاغذ سے اور داہنے ہاتھ سے استنجاء کرنا بُرا اور منع ہے۔ نہ کرنا چاہیے۔

O--دیوار سے بھی استنجاء کر سکتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ دوسرے کی دیوار نہ ہو۔ الخ (فیضانِ سنت)

اس مسئلہ کا تعلق حقوق العباد سے ہے، اس لیے کسی کی ملکیت شیٔ کو اس کی اجازت کے بغیر استعمال کرنا جائز نہیں۔ مشہور حنفی عالم مولانا حکیم امجد علی حنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

دیوار سے بھی استنجاء سکھا سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ دوسرے کی دیوار نہ ہو اگر وہ دوسرے کی ملک یا وقف ہو تو اس سے استنجاء کرنا مکروہ ہے۔ (بہار شریعت، جلد اوّل، ص ١٣٨ طبع لاہور)

O--زم زم شریف سے استنجاء کرنا مکروہ ہے اور اگر ڈھیلا نہ لیا جائے تو نا جائز۔ (فیضانِ سنت)

آب زمزم ایک متبرک پانی ہے جس کے پیش نظر علمائے اہل سنت نے اس سے استنجاء کرنے کو مکروہ اور ناجائز لکھا ہے۔ اور اس پانی کی حرمت رسول اکرم ﷺ کے اس فعل مبارک سے ثابت ہوتی ہے، کہ آپ نے عام پانی کو کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے مگر اس پانی کو اس کی تکریم کے پیش نظر کھڑے ہو کر نوش فرمایا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل احادیث مبارکہ سے ظاہر ہے۔

O--حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع

فرمایا ہے۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۳۰۷، طبع ملتان)

O--حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے آبِ زمزم کا ایک ڈول نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا تو حضور ﷺ نے کھڑے کھڑے اسے پیا۔

(مسلم وبخاری، مشکوٰۃ ص ۳۰۷ طبع ملتان)

مولانا حکیم امجد علی حنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

زمزم شریف سے استنجاء پاک کرنا مکروہ ہے اور اگر ڈھیلا نہ ہو تو ناجائز۔

(بہار شریعت، جلد اول ۱۴۰، طبع لاہور)

O--کتا بدن یا کپڑے سے چھو جائے تو اس سے بدن یا لباس ناپاک نہیں ہوتا، چاہے اس کا بدن تر ہی کیوں نہ ہو۔ (فیضانِ سنت)

فقہ حنفی میں ہے :- الكلب اذا اخذ عضو انسان او ثوبه لا يتنجس مالم يظهر فيه اثر البول (غنیۃ، ص ۱۹۱)

ابنِ لعل دین نجدی کے چچازاد مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں :-

کتے کا لعاب نجس ہے اور خود کتا نجس نہیں ہے سو اگر کتا کسی کے کپڑے یا بدن سے چھو جائے تو نجس نہیں ہوتا، چاہے کتے کا بدن سوکھا ہو یا گیلا۔ (بہشتی زیور، حصہ دوم، ص ۱۰۶، طبع ملتان)

O--مولانا حکیم امجد علی حنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

کتا بدن یا کپڑے سے چھو جائے تو اگرچہ اس کا جسم تر ہو بدن اور کپڑا پاک ہے۔ ہاں اگر اس کے بدن پر نجاست لگی ہو تو اور بات ہے یا اس کا لعاب لگے تو ناپاک کر دے گا۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص ۱۳۰، جلد اول، طبع لاہور)

اعتراض :- ابنِ لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

”سر ڈھانپ کر استنجاء کریں“

اب تک تو ان کی زبانی سنتے آئے تھے کہ سر ڈھانپے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اب معلوم ہوا کہ استنجاء کے لیے بھی پہلے سر ڈھانپنا ضروری ہے۔ الخ (میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ص ۲۸۵)

الجواب :- قادری صاحب نے ہرگز یہ نہیں لکھا کہ استنجاء کے لیے پہلے سر کو ڈھانپنا ضروری یعنی فرض یا واجب ہے، بلکہ انہوں نے سر ڈھانپنے کو ادب سے تعبیر کیا ہے۔ جیسا کہ خلیفہ راشد

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فعل و قول سے اظہر من الشمس ہے اور اس پر طعن کرنا رافضیت ہے۔

O--حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والدِ محترم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا، اللہ تعالیٰ سے شرم کیا کرو، کیونکہ اللہ سے شرم کی وجہ سے جب بیت الخلاء میں داخل ہوتا ہوں تو اپنی کمر کو دیوار سے چمٹا لیتا ہوں اور اپنا سر ڈھانپ لیتا ہوں۔

(عوارف المعارف از شیخ شہاب الدین عمر سہروردی م ۶۳۲ھ، ص ۳۴۶، طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

O--علامہ علی متقی بن حسام الدین برہان پوری (م ۹۷۵ھ) نے اس روایت کو یوں نقل فرمایا ہے۔

عن ابن شهاب ان ابا بكر صديق قال يوماً وهو يخطب : استحيوا من الله فوالله ما خرجتُ لحاجة منذ بايعت رسول الله ﷺ الا مقنعا رأسي حياءً من ربي۔

(کنز العمال، جز تاسع، ص ۵۰۸، بیروت طبع ۱۹۷۵ء)

O--علامہ شامی حنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

جب پاخانہ پیشاب کو جاوے تو پاخانہ کے دروازہ کے باہر بسم اللہ کہے اور یہ دعا پڑھے اللهم انی اعوذبك من الخبث والخبائث اور ننگے سر نہ جاوے۔ الخ (ردالمحتار، ص ۳۵۷، ج ۱)

O--حضرت امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

”اور ننگے سر پاخانہ نہ جائے۔“ (کیمیائے سعادت، ص ۹۲ طبع لاہور)

O--حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی (م ۵۶۱ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

”اگر کوئی رفع حاجت کے لیے پاخانہ کی جگہ جائے .... ننگے سر نہ جائے۔“

(غنیۃ الطالبین، ص ۶۶ طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

O--حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی (م ۶۳۲ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

بیت الخلاء جاتے وقت اپنے ساتھ ایسی کوئی چیز نہیں لے جانی چاہیے، جس پر خدا کا نام ہو......... نیز ننگے سر داخل نہیں ہونا چاہیے۔ (عوارف المعارف، ص ۳۴۶، طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

O--ابنِ لعل دین نجدی کے چچازاد بھائی مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں :-

پاخانہ کے دروازہ پر بسم اللہ کہے اور یہ دعا پڑھے اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث، اور ننگے سر نہ جاوے۔ (بہشتی زیور، ص ۹، حصہ دوم طبع ملتان مکتبہ امدادیہ)

رہا قادری صاحب کا یہ کہنا :-

۱- بیت الخلاء میں دیر تک نہ بیٹھیں اس سے بواسیر کا اندیشہ ہے۔

۲- بغیر ضرورت اپنی شرمگاہ کو نہ دیکھیں اس سے حافظہ کمزور ہوتا ہے۔

ان دونوں امور کا تعلق بزرگانِ دین کے تجربہ اور مشاہدہ سے ہے جن پر طنز کرنا حماقت ہے۔

مشہور غیر مقلد عالم مولانا علی محمد سعیدی رقم طراز ہیں :-

علماء نے کہا ہے فضائل مسواک میں سے ایک یہ فضیلت ہے کہ وہ مرتے وقت یاد شہادت کی دلا دیتی ہے۔ اور روح کے نکلنے کو آسان کر دیتی ہے۔ مسواک کرنے سے لڑائی میں کفار پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ مسواک کرنے سے فخر و غرور دور ہو جاتا ہے۔

(فتاوٰی علمائے حدیث جلد اوّل، ص ۵۲۔۵۳، طبع خانیوال، ۱۹۷۹ء)

O--نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں :-ایک مرد صالح نے کہا، کہ جو کوئی ساری بسم اللہ 625 بار لکھ کر اپنے ساتھ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو ہیبت عظیم دے گا۔ کوئی شخص اس کو ستا نہ سکے گا۔

(کتاب الداء والدواء، ص ۱۳، طبع لاہور)

O--علامہ شوکانی غیر مقلد لکھتے ہیں :- واخرج ابن ابی شیبة عن مجاهد اذا ختم القرآن نزل الرحمة

(تحفۃ الذاکرین، ص ۴۳، طبع بیروت)

یعنی حضرت مجاہد تابعی (م ۱۰۰ھ) فرماتے ہیں کہ ختم قرآن کریم کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ **"ما ھو جوابکم فھو جوابنا"**

اعتراض :- (اذان) کے بعد وہی دعا پڑھی جس میں اپنی طرف سے اضافہ کر کے مزید بڑھایا گیا ہے۔ (والدرجۃ الرفیعہ کے اضافے والی دعا) الخ (میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ص ۲۹۴)

الجواب :- معلوم ہوتا ہے کہ ابنِ لعل دین ______ علم حدیث ایسے وسیع علم سے ناآشنا اور اعمٰی ہیں ورنہ درج ذیل الفاظ لکھنے کی جرأت کبھی نہ کرتے۔

"جس میں اپنی طرف سے اضافہ کر کے مزید بڑھایا گیا ہے (والدرجۃ الرفیعہ الخ"

نیز احادیث صحیحہ کا دار و مدار فقط کتب صحاح ستہ میں منقول روایات پر ہی نہیں اور نہ ہی ان کتب میں منقول صریحہ مرفوعہ حدیث اس بات پر صریحاً یا اشارۃً دلالت کرتی ہے کہ صحاح ستہ کی احادیث مبارکہ ہی صحیح ہیں، بلکہ حدیث کی صحت کا دار و مدار سند حدیث پر ہے خواہ وہ کتب صحاح ستہ میں ہو یا

دوسری کسی کتب حدیث میں موجود ہو۔

O--امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

احادیث صحاح منحصر نیست در صحیح بخاری و مسلم۔ الخ (شرح سفر السعادت از شیخ عبدالحق، ص ۱۵، طبع سکھر)

یعنی احادیث صحیحہ کا دار مدار فقط بخاری اور مسلم میں منقول احادیث پر ہی نہیں۔

O--علی بن عباس، شعیب بن ابی حمزۃ، محمد بن منکدر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اذان سنتے وقت یہ دعا پڑھے :-اللهم رب هذه الدعوة التآمة والصلوٰة القائمة اٰتِ محمدن الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاماً محمودن الذى وعدته ، تو اس کو قیامت کے دن میری شفاعت حاصل ہو گی۔ O-بخاری شریف، جلد اوّل، ص ۲۸۸، طبع لاہور ۱۹۷۷ء

O-ترمذی شریف، جلد اوّل، ص ۱۵۳، طبع کراچی ۱۹۶۱ء O-سنن ابو داؤد جلد اول ص ۲۲۸ طبع لاہور ۱۴۰۳ھ

O-تحفۃ الذاکرین، ص ۹۷، از شوکانی غیر مقلد طبع بیروت

ہمارے ملک میں بعد اذان جو دعا پڑھی جاتی ہے یا ٹیلی ویژن میں نشر کی جاتی ہے اس کے بیشتر الفاظ "صحیح بخاری اور کتب صحاح ستہ" میں موجود ہیں۔ دراصل متعدد کتب احادیث اور روایات میں منقول الفاظ مبارکہ کو نہایت کمال اور شان جامعیت کے ساتھ اس دعا میں جمع کر دیا گیا ہے۔ اور اس دعا میں ایک بھی لفظ ایسا موجود نہیں جو بلفظہٖ یا معنی کے لحاظ سے کسی نہ کسی حدیث میں مذکور نہ ہو۔ تاکہ تمام احادیث مبارکہ میں منقول الفاظ پر عمل ہو سکے۔

ابنِ لعل دین نجدی نے جن الفاظ یعنی والدرجۃ الرفیعہ کو اضافی کہا ہے، وہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہیں۔

O--محدث ابی بکر احمد بن محمد بن اسحاق دینوری المعروف ابن سنی (م ۳۶۳ھ) لکھتے ہیں۔

حدثنا ابو عبدالرحمن اخبر نا عمرو بن منصور حدثنا على بن عياش حدثنا شعيب عن محمد بن المنكدر عن جابر بن عبدالله رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من قال حين يسمع النداء: "اللّٰهم رب هذهِ الدعوة التآمة والصلوٰة القآئمة آتِ محمداً الوسيلة والفضيلة والدرجة الرفيعة وابعثه مقاماً محموداً الذى وعدته" حلت له الشفاعة يوم القيامة

(عمل الیوم واللیلۃ از محدث ابن سنی، ص ۳۸ طبع بیروت، ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء)

دیکھئے مذکورہ بالا دعا بعد اذان میں "الدرجۃ الرفیعہ" کے الفاظ صریحاً موجود ہیں۔

O--عن ایوب و عن جابر الجعفی قالا: من قالا عند الاقامة اللهمَّ رب هذه الدعوة التامة والصلوٰة القائمة اعط سیدنا محمد الوسیلة وارفع له الدرجات حقت له الشفاعة علی النبی ﷺ. (المصنف للحافظ عبدالرزاق، (م۲۱۱ھ) حدیث نمبر ۱۹۱۱، جلد اول طبع پاکستان)

حضرت ایوب اور جابر جعفی روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے اقامت کے وقت (یعنی اذان کے بعد) یہ دعا پڑھی، "اے رب! اس دعوتِ کامل اور (تا قیامت) قائم ہونے والی نماز کے رب، تو ہمارے آقا محمد ﷺ کو (مقام) وسیلہ عطا فرما اور ان کے درجات کو بلند فرما، تو (قیامت میں) نبی ﷺ پر اس کی شفاعت واجب ہے۔

دعا بعد الاذان میں "الدرجة الرفیعه" کے کلمات مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں مفہوماً منقول ہیں

O--عن جابر بن عبدالله قال: قال رسول الله ﷺ من قال حین سمع النداء، "اللّٰهمَّ انّی اسئلك بحق هذه الدعوة التامة والصلوٰة القائمة اٰتِ محمد الوسیلة والفضیلة وابعثه المقام المحمود الذی وعدته انك لا تخلف المیعاد" حلت له شفاعتی۔

(السنن الکبریٰ از ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبداللہ بیہقی، (م۵۱۶ھ) ص ، جلد اول طبع بیروت)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جو شخص اذان سن کر یہ دعا پڑھے، اے اللہ! میں اس دعوتِ کامل اور (تا قیامت) قائم ہونے والی نماز کے وسیلے سے تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو محمد ﷺ کو مقام وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں اس مقام محمود پر فائز فرما، جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا، بلاشبہ تو وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ (تو اس کے لیے قیامت کے دن میری شفاعت جائز ہو جائے گی)۔ مذکورہ بالا حدیث میں صریحاً "انک لا تخلف المیعاد" کے الفاظ موجود ہیں۔

غیر مقلدین کے گھر کی شہادت

علامہ وحید الزمان غیر مقلد (م۱۳۳۸ھ) لکھتے ہیں :-

سنن بیہقی کی روایت میں بعد وعدتہ کے "انک لا تخلف المیعاد" بھی ہے۔

(سنن ابی داؤد، ص ۲۲۸ جلد اول طبع لاہور، ۱۴۰۳ھ۔ مترجم از وحید الزمان ف ۳۰)

O--عن ابن عباس ان النبی ﷺ قال من سمع النداء فقال اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له و ان محمد عبده و رسوله، اللهم صلی علیه و بلغه درجة الوسیلة منك واجعلنا فی شفاعته یوم القیامة، وجبت له شفاعة. (طبرانی کبیر از ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی (م۳۶۰ھ) جز ثانی عشر، حدیث نمبر ۱۲۵۵۴، طبع دار احیاء التراث الاسلامی)

ترجمہ :- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص اذان سن کر یہ دعا پڑھے "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ! ان پر اپنی رحمت نازل فرما اور انہیں اپنے درجہ وسیلہ پر پہنچا اور ہمیں روز قیامت ان کی شفاعت نصیب فرما۔ الخ

دیکھئے! اس حدیث مبارکہ میں "دعاء شفاعت" کے کلمات بھی صراحۃً موجود ہیں۔ نیز یہ حدیث مبارکہ مجمع الزوائد جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 333 پر بھی مرقوم ہے۔

عجیب تماشہ

ابن لعل دین نجدی فقط بخاری شریف کی روایت پر عمل کرے تو "عامل بالحدیث" اور قادری صاحب اور دیگر اہل سنت "بخاری، مصنف ابن عبدالرزاق، عمل الیوم واللیلۃ از محدث ابن سنی، طبرانی اور سنن بیہقی" کی روایات پر عمل کریں تو بدعتی---اس مسئلہ کو ابن لعل دین نجدی کتاب و سنت کی روشنی میں حل فرمائیں۔ ہم مشکور ہوں گے۔

یاد رہے کہ بعد اذان کے دعا کے جو الفاظ مختلف احادیث نبویہ میں مذکور ہیں ان کو علمائے اسلام نے عوام الناس کی آسانی کے لیے یکجا جمع کر کے امتِ مسلمہ پر عظیم احسان فرمایا ہے جیسا کہ حضرت امام محمد بن ادریس شافعی (م۲۰۴ھ) علیہ الرحمۃ کی مثال ہمارے سامنے ہے۔

O--امام ابو زکریا محی الدین بن شرف نووی (م۶۷۶ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

(نماز جنازہ میں) مستحب دعاؤں کے بارے میں بکثرت احادیث و آثار مروی ہیں اس کے بعد انہوں نے (۱) مسلم (۲) سنن ابو داؤد (۳) ترمذی (۴) بیہقی (۵) ابن ماجہ سے چند مسنون دعائیں نقل فرمائیں۔ (کتاب الاذکار، ص ۴۱۹ تا ۴۲۳ جلد اول (مترجم) طبع کراچی)

اس کے بعد امام نووی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

امام شافعی (م۲۰۴ھ) علیہ الرحمۃ نے جو دعا پسند فرمائی ہے وہ ان تمام احادیث وغیرہ کا مجموعہ ہے۔ (اس کے بعد انہوں نے تمام احادیث مبارکہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے درج ذیل دعا ترتیب دی ہے جس کا وجود بعینہٖ کتب احادیث میں موجود نہیں ہے)

اللهم هذا عبدك بن عبدك خرج من روح الدنیا وسعتها و محبوبه و احباؤه فیها الی ظلمة القبر وما هو لاقیه کان یشهد ان لا اله الا انت و ان محمدا عبدك و رسولك و انت اعلم به اللهم انه نزل بك انت خیر منزول بن و اصبح فقیراً الی رحمتك و انت غنی عن عذابه وقد جئنا ك

راغبين اليك شفعاء له ، اللهم ان كان محسنا فزد فى احسانه وان كا ن مسيئاً فتجاوز عنه ولقه برحمتك رضاك و فيه فتنة القبر و عذابه وافسح له فى قبره و جات الارض عن جنبيه و لقه برحمتك الا من من عذابك حتى تبعهٗ الى جنتك يا ارحم الراحمين ط

(کتاب الاذکار (مترجم) ص ۴۲۳، طبع کراچی)

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی نے درج ذیل عنوان کے تحت "فیضانِ سنت" سے چند مسلمہ بزرگوں کے احوال وواقعات جن کا تعلق مقام عبدیت (تواضع، عجز وانکساری) کم کھانے اور کم سونے وغیرہ سے ہے لکھ کر ان پر جاہلانہ تبصرہ کیا ہے۔ اور ان کو خرافات سے تعبیر کیا ہے۔ (لاحول ولا قوۃ)

جاہلانہ تبصرہ "معیارِ ولایت اور عجیب وغریب خرافات" کا ردِ بلیغ

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.................ص ۲۹۸ تا ۳۰۲)

الجواب :- ابن لعل دین نجدی کا یہ کہنا کہ قادری صاحب فقط مقام عبدیت، کم کھانے اور کم سونے وغیرہ ہی کو معیارِ ولایت سمجھتے ہیں سراسر کذب بیانی اور دروغ گوئی ہے۔ مگر یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ یہ تمام افعال ذریعہ قربِ خداوندی ضرور ہیں۔ چونکہ ان احوال وواقعات کا تعلق شریعت و طریقت سے ہے اس لیے ہم جامع شریعت و طریقت علمائے اسلام کی معتبر اور مستند کتب سے ان واقعات کا سلسلہ وار جواب تحریر کرتے ہیں۔

؎ شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

علمائے ظواہر کا اولیاء کاملین کے اقوال وافعال پر تنقید و تشنیع کرنا فقط بغض وحسد یا ان کے الفاظ کی اصطلاحات سے بے خبری کا نتیجہ ہے۔

O-- حضرت سید علی ہجویری لاہوری المعروف داتا گنج بخش (م ۴۶۵ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

اللہ تعالیٰ تمہیں نیک بخت کرے کہ ہر صنعت اور ہر معاملہ والوں کے اپنے اسرار کے اظہار و بیان میں خاص اشارات و کلمات ہیں جنہیں ان کے سواء کوئی دوسرا انہیں جان سکتا اور ان الفاظ و عبارات کی وضع کرنے سے ان کی دو چیزیں مراد ہیں۔ ایک یہ کہ خوبی سمجھایا جائے اور مشکلات کو آسان کیا جائے تاکہ مرید کی سمجھ سے زیادہ قریب ہو جائے، دوسرے یہ کہ اسرار کو ان لوگوں سے چھپایا جائے جو علم والے نہیں ہیں اور اس کے دلائل واضح ہیں۔ جیسے اہل لغت کے مخصوص الفاظ و عبارات ہیں جن کو انہوں نے وضع کیا ہے مثلاً فعل ماضی، فعل مستقبل، صحیح، معتل، اجوف، لفیف، اور ناقص وغیرہ۔ اہل نحو کے بھی مخصوص الفاظ و عبارات ہیں جن کو انہوں نے وضع کیا ہے مثلاً رفع،

ضمہ یعنی پیش و فتح و نصب یعنی زبر، خفض و کسر یعنی زیر، جزم و جر منصرف اور غیر منصرف وغیرہ۔ اہل عروض کی بھی اپنی وضع کردہ مخصوص عبارتیں ہیں، مثلاً بحور و دوائر، سبب وتد اور فاصلہ وغیرہ۔ محاسبیوں کی بھی اپنی وضع کردہ مخصوص عبارتیں ہیں۔ جیسے فرد، زوج، ضرب قسمت، کعب، جذر، اضافت، تصنیف، تضعیف، جمع اور تفرقہ وغیرہ۔ فقہا کی بھی اپنی وضع کردہ مخصوص اصطلاحیں ہیں مثلاً علت، معلول، قیاس، اجتہاد، رفع اور الزام وغیرہ۔ محدثین کی بھی وضع کردہ مخصوص اصطلاحیں ہیں مثلاً مسند، مرسل، احاد، متواتر، جرح و تعدیل وغیرہ............ لہٰذا اہل طریقت کے بھی اپنے وضع کردہ الفاظ ہیں جس سے اپنا مطلب و مقصود ظاہر کرتے ہیں۔ تاکہ وہ طریقت میں اس کا استعمال کریں اور وہ جسے چاہیں اپنے مقصود کی راہ دکھائیں اور جس سے چاہیں۔ اسے چھپائیں۔ الخ

(کشف المحجوب، ص ۳۳۷، (مترجم) طبع لاہور)

O-- علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی (م ۱۱۴۳ھ) فرماتے ہیں :-

اے بھائیو! پہلی بات تو تم کو یہ معلوم ہونی چاہیے کہ مشائخ طریقت کے نزدیک ان کے مفرد یا مرکب کسی بھی لفظ کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی کہ وہ خاص لغت میں گفتگو کرتے ہیں، ان کے کلام کو اسی لغت خاص پر محمول کیا جائے، خواہ کلام عربی زبان میں ہو یا کسی دوسری زبان میں۔

(سیرت مجدد الف ثانی، ص ۳۰۰ از ڈاکٹر محمد مسعود احمد طبع کراچی ۱۹۸۳ء)

O-- حضرت وہب بن منبہ [1] فرماتے ہیں وہ ساعت جس میں انسان اپنے آپکو ذلیل خیال کرے، اس کی ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

اس قول کا تعلق مقام عبدیت سے ہے، جس پر علامہ عبدالوہاب بن احمد انصاری شافعی، مصری، شعرانی (م ۹۷۳ھ) علیہ الرحمۃ نے ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے۔ جس میں درج طویل بحث کا مفہوم یہ ہے "کہ انسان کا اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھنا" مقام عبدیت ہے۔

(الانوار القدسیہ فی ملزمۃ آداب العبودیۃ (مترجم) طبع کراچی)

O-- حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے عاجزی کی حق تعالیٰ نے اس کے مرتبہ کو بلند کر دیا۔

(کیمیائے سعادت از امام غزالی، ص ۴۸۳، طبع لاہور) (مشکوٰۃ، ص ۴۳۴، طبع ملتان)

---

[1] وہب بن منبہ علیہ الرحمۃ مشہور تابعی ہیں جابر بن عبداللہ اور ابن عباس سے سماعت حدیث کی ۱۱۴ھ میں انتقال ہوا۔ (اسماء الرجال، مشکوٰۃ)

○-- کچھ لوگ حضرت سلمان فارسی (م ۳۵ھ) رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فخر کرنے لگے انہوں نے فرمایا، میری ابتداء نطفہ سے ہوئی ہے اور انتہا مردار، پھر ترازو کے پاس لیجائینگے اگر میری نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوا تو میں بزرگ ہونگا ورنہ ذلیل اور کم تر۔

○-- حضرت مالک بن دینار (م ۱۲۸ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مسجد کے دروازہ پر پکارے کہ اے لوگو! تم میں سے جو بدتر ہے وہ باہر نکلے تو میں سب سے پہلے باہر نکلوں گا۔

(کیمیائے سعادت، از امام غزالی، ص ۴۸۵-۴۸۴، طبع لاہور)

رہی عبارت "ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔" تو اس میں تواضع، عجز و انکساری کی فضیلت کو اجاگر کرنے کے لیے مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔ جیسا کہ اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں۔

☆2-- حضرت سیدنا معروف کرخی (م ۲۰۰ھ) علیہ الرحمۃ کے ماموں شہر کے حاکم تھے ایک روز اس حاکم کا گزر ایک جنگل میں ہوا۔ جہاں حضرت شیخ معروف کرخی روٹی کھا رہے تھے اور ایک کتا بھی ساتھ بیٹھا ہوا تھا، حاکم شہر نے دیکھا کہ حضرت معروف کرخی ایک لقمہ اپنے منہ میں اور ایک لقمہ کتے کے منہ میں ڈالتے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا..................ص ۲۹۸)

ابنِ لعل دین نجدی اس سے آگے والی عبارت نقل نہ کر کے سراسر بددیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔ جس سے اس واقعہ کا آسانی سے مطلب سمجھ میں آجاتا ہے۔ اس سے آگے والی عبارت ملاحظہ فرمائیں

آپ کے ماموں نے دیکھ کر کہا! تمہیں شرم نہیں آتی کہ ایک کتے کے ساتھ روٹی کھا رہے ہو، آپ نے فرمایا، میں شرم ہی کے سبب سے تو اسے روٹی کھلا رہا ہوں۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور ایک پرندے کو جو ہوا میں اڑ رہا تھا آواز دی۔ وہ پرندہ حکم پاتے ہی نیچے اتر آیا اور آپ کے ہاتھ پر آبیٹھا لیکن اپنے پر سے اپنا منہ اور اپنی آنکھیں چھپائیں۔ حضرت معروف کرخی نے فرمایا۔ کہ دیکھ لو! جو شخص اللہ عزوجل سے شرم رکھتا ہے ہر چیز اس سے شرم رکھتی ہے۔ (فیضانِ سنت)

(تذکرۃ الاولیاء از علامہ فرید الدین عطار، ص ۱۵۹ (مترجم) طبع کراچی)

اس کے بعد قبلہ قادری صاحب لکھتے ہیں :

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ عزوجل والوں کے اخلاق نہایت ہی بلند ہوتے ہیں اور ان کے دل اللہ (جل جلالہ) کی مخلوق کی ہمدردی سے معمور ہوتے ہیں۔ اور وہ بھوکے کتوں کا بھی خیال رکھتے ہیں مگر جس کے دل میں کسی بھوکے انسان کا بھی خیال نہ ہو تو وہ کس قدر سنگدل اور غافل ہے۔ (فیضانِ سنت)

یہ ہے وہ حقیقت جس کے باعث قبلہ قادری صاحب نے اس حکایت کو لکھ کر غافل انسانوں کو جھنجھوڑا ہے۔ کہ جب انسان کے علاوہ دوسری مخلوق پر صلہ رحمی کا اس قدر ثواب اور اجر ہے تو انسان جو اشرف المخلوقات ہے اور خصوصاً مسلمان تو اس پر شفقت اور مہربانی کرنے کا کس قدر ثواب ہوگا۔

خدا جانے ابنِ لعل دین نجدی اس واقعہ سے اس قدر سیخ پا کیوں ہو رہے ہیں؟

○-- صاحبِ تاریخ اسلام درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں :-

"جانوروں پر (آپ ﷺ کی) مہربانی"

بلی آتی تو اس کے پانی کا برتن اس وقت تک جھکائے رکھا جاتا جب تک کہ وہ سیراب نہ ہو جائے۔ فرمایا! ایک بدکار عورت کی اسی میں نجات ہوگئی کہ پیاس سے سسکتے ہوئے کتے کو پانی پلا دیا تھا۔ جس سے وہ زندہ ہو گیا۔ ایک عورت اسی باعث دوزخ میں جل رہی ہے کہ بلی کو باندھ لیا تھا مگر کھانے کو کچھ نہ دیا۔ یہاں تک کہ وہ بلی مر گئی۔ (تاریخ اسلام، حصہ سوئم، ص ۲۸۵ از محمد میاں طبع ملتان)

○-- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کیا جانوروں کے ساتھ ہمدردی کرنے میں بھی اجر ملتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ہر جاندار چیز کے ساتھ حسنِ سلوک میں اجر ہے۔ (تنبیہ الغافلین از فقیہ ابو اللیث سمرقندی (م ۳۷۳ھ) ص ۳۹۶ طبع ملتان)

قبلہ قادری صاحب نے یہ واقعہ شیخ فرید الدین عطار (پیدائش ۵۱۳ھ) علیہ الرحمۃ کی تالیف تذکرۃ الاولیاء سے نقل کیا ہے۔

اگر ناقل ہونے کی حیثیت سے قبلہ قادری صاحب قابلِ مذمت ہیں تو علامہ فرید الدین عطار کیوں نہیں؟ سوچ سمجھ کر جواب تحریر فرمائیں۔

کل بروزِ محشر!

خداوندِ قدوس کو کیا جواب دوگے۔

اعتراض :- ایک بزرگ نے ایک مسجد میں عین نمازیوں کی موجودگی میں جان بوجھ کر چوری کرنے کے انداز میں کسی کی چادر اٹھا کر بدن پر اوڑھ لی اور پھر اوپر اپنی گودڑی ڈال دی اور چلتے بنے۔ لوگ تو دیکھ ہی رہے تھے۔ انہوں نے پیچھے دوڑ کر آپ کو پکڑ لیا اور خوب پٹائی کی اور یوں آپ "مسجد کا چور" کے نام سے مشہور ہوگئے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.................ص ۲۹۹)

الجواب :-- اس حکایت کا تعلق احوال صوفیاء سے ہے۔ جس کو علمائے ظواہر سمجھنے سے قاصر

ہیں۔ اور ان پر طنز کرنا نہایت ہی بدقسمتی ہے۔

O-- امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

آدمی کی تباہی و بربادی اس کے نفس کے خطرات سے ہوتی ہے۔ جو اس کے اندر سے جوش مارتے ہیں۔ اور اس کے راہ کے مانع ہوتے ہیں اور منجملہ ان خطرات کے یہ بھی ہے کہ اولیاء اللہ میں سے کسی کے ساتھ بدگمانی پیدا ہوئی اور پھر اس کے دل میں قائم ہوگئی۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بابِ وصول سے درجہ قبول تک اس کی مردودیت کا سبب ہوگئی۔

(القول الجلی فی ذکر آثار الولی، ص ۴۵۳، طبع لاہور (اردو) ۱۴۲۰ھ)

جس طرح علمائے ظواہر کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مثلاً مفسر، محدث، مجتہد مطلق، مجتہد فی المذہب، مجتہد فی المسائل، اصحاب تخریج، اصحاب ترجیح، خطیب، مفتی، منطقی، فلسفی وغیرہ

اسی طرح علمائے باطن یعنی اولیاء اللہ کی بہت سی اقسام ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ ہے جو اخلاص کے اصول پر خصوصیت کے ساتھ کاربند ہے۔ وہ اپنا مال اور عمل دوسرے لوگوں سے چھپانا ضروری خیال کرتا ہے اور پوشیدہ رکھنے میں انبساط و مسرت اور لذت محسوس کرتا ہے۔ اگر خدانخواستہ ان کا کوئی حال اور عمل کسی پر ظاہر و عیاں ہو جائے تو انہیں اس اظہار سے اس قدر وحشت ہونے لگتی ہے، جس قدر ایک گناہ گار کو اپنے گناہ سے وحشت ہوتی ہے۔ اور انسانوں کی ان کے حق میں مدح یا ملامت ان کے مقام اخلاص پر اثرانداز نہیں ہوتی اور وہ ہر حال میں صلہ اور نمود کے بغیر اطاعت خداوندی میں مشغول رہتے ہیں۔

O-- خالقِ کائنات جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے :-

وما امروا الا ليعبد الله مخلصين ط (القرآن الحکیم، پ ۳۰)

ترجمہ :- اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اس پر۔ (کنزالایمان)

O-- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اخلاص میرے رازوں میں سے ایک راز ہے جسے میں نے اپنے محبوب بندوں کے قلوب میں امانت کے طور پر پوشیدہ رکھا ہے۔

(عوارف المعارف از شیخ شہاب الدین عمر علیہ الرحمۃ ص ۱۱۲، طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

(کیمیائے سعادت، از امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ، ص ۶۳۱ طبع لاہور)

O-- حضرت ذوالنون مصری (م ۲۴۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

اخلاص کی تین نشانیاں ہیں

۱- مخلصین کے لیے لوگوں کی تعریف اور برائی یکساں ہو۔
۲- عمل کر کے اسے بھول جائے۔
۳- آخرت میں عمل کے ثواب کی امید نہ رکھی جائے۔ (عوارف المعارف، ص ۱۱۲)

O-- حضرت رویم (م ۳۰۳ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

اخلاص یہ ہے کہ صاحبِ اخلاص دونوں جہانوں اور دونوں ملکوں میں سے کسی معاوضے یا حصہ کا طلبگار نہ ہو۔ (عوارف المعارف، ص ۱۱۳)

جب اس قسم کے افراد قدسیہ کو بعض دفعہ اپنے کامل اخلاص میں کوئی خامی نظر آتی ہے تو وہ اپنے نفس کو سرزنش کرنے کے لیے قصداً ایسے افعال کا ارتکاب کرتے ہیں جو ظاہر میں عیب نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں ان کی نیت صالح کے پیش نظر سودمند ہوتے ہیں۔

O-- ابنِ لعل دین نجدی کے چچازاد بھائی مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں :-

سید احمد رفاعی کا واقعہ ہے کہ جب وہ مزار شریف (حضور انور ﷺ) پر حاضر ہوئے تو عرض کیا : السلام علیك یا جدی (دادا جان اسلام علیکم) جواب مسموع ہوا : وعلیکم السلام یا ولدی (بیٹا وعلیکم السلام) پھر انہوں نے دو اشعار پڑھے۔ ....

بس فوراً قبر شریف سے ایک ہاتھ جس کے روبرو آفتاب بھی ماند تھا، باہر نکلا، انہوں نے بے ساختہ دوڑ کر اس کا بوسہ لیا، اور وہیں گر گئے ایک بزرگ سے جو اس واقعہ میں حاضر تھے۔ رشک ہوا۔ تتمہ قصہ یہ ہے کہ جب آپ نے دیکھا کہ لوگ مجھ کو نظر قبول سے دیکھ رہے ہیں۔ آپ اٹھ کر ایک دروازہ میں جا پڑے۔ اور حاضرین کو قسم دے کر کہا کہ سب میرے اوپر سے گزرو۔ چنانچہ عوام تو گزرنے لگے اور اہل بصیرت دوسرے راستے سے نکلے۔ سبحان اللہ کیا نوازش ہے۔ (مرتبہ مولوی ظفر احمد تھانوی)

(شکر النعمۃ تقریر تھانوی صاحب بمقام جامع مسجد تھانہ بھون، ۷، ربیع الثانی، ۱۳۳۲ھ بروز جمعہ، ص ۸۰ طبع کراچی)

نیز جھوٹ بولنے کے متعلق کتاب و سنت میں سخت وعیدات منقول ہیں۔ مگر تین حالتوں میں جھوٹ بولنے کو شریعت نے اجازت دی ہے۔ گو بظاہر ایک عظیم گناہ ہے مگر چونکہ ایسے جھوٹ بولنے والوں کی نیت صالح ہے اس لیے اس کو اجر ملے گا۔

جیسے حضور علیہ السلام تین حالتوں میں جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے۔

1-- لڑائی (جہاد) کی حالت میں کہ آدمی دشمن کو اپنے ارادہ کی نسبت درست خبر نہ دے۔

2-- دو مسلمانوں میں صلح کرائے تو ایک دوسرے کی جانب سے حتی المقدور نیک بات کہے اگرچہ اس نے نہ کہی ہو۔

3-- جس شخص کی دو عورتیں ہوں وہ ہر ایک سے یہی کہے کہ میں زیادہ تجھی کو چاہتا ہوں۔

(کیمیائے سعادت از امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ، ص ۳۸۲)

بعض دفعہ طبیب حاذق کسی مریض کو قصداً قے کرواتا ہے جو بظاہر ایک قبیح عمل معلوم ہوتا ہے۔ مگر حقیقت میں مریض کے لیے صحت کا باعث ہوتا ہے۔ اور غیر طبیب یا عوام الناس کا طبیب حاذق کے اس فعل پر طنز کرنا جہالت و بیوقوفی ہے۔

O-- شیخ متقی مکی (م ۹۷۵ھ) علیہ الرحمۃ نے شیخ عبد الحق محدث دہلوی کو تصوف کی کتابوں کے مطالعہ کی اجازت دی تو یہ تاکید بھی کر دی کہ صوفیہ کی خلاف شرع باتوں میں اگر تطبیق نہ دے سکو تو سکوت اختیار کر لینا۔ الخ (فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ از عبد الحلیم چشتی، ص ۲۲۴ طبع کراچی ۱۳۸۳ھ)

اس طویل بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ بعض اولیاء اللہ اپنے نفس کو سرزنش اور ملامت کرنے کے لیے ایسے افعال کے مرتکب ہوتے ہیں جو بظاہر عوام الناس اور اہلِ ظواہر کو معیوب نظر آتے ہیں۔ مگر حقیقت میں ان کی روحانی بیماری اور ترقی درجات کا موجب ہوتے ہیں۔

اعتراض :-- ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

(کرامات حضرت وہب "چالیس (۴۰) برس تک نہ سوئے" اور منکر وہابی

حضرت وہب بن منبہ نے دعا فرمائی یا اللہ مجھ سے نیند کو دور کر دے، چنانچہ چالیس برس تک مسلسل جاگتے رہے، کبھی نیند نہ آئی۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ص ۲۹۹)

الجواب :-- وہب بن منبہ مشہور تابعی ہیں۔ ابو عبد اللہ آپ کی کنیت ہے۔ صنعاء کے رہنے والے ہیں۔ حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث کی سماعت کی، ۱۱۴ھ میں انتقال فرمایا۔ (اسماء الرجال مشکوٰۃ (مترجم اردو) ص ۳۱۲، جلد ۳ طبع لاہور)

(۱) حضرت وہب بن منبہ (تابعی) علیہ الرحمۃ نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی، تو خالقِ کائنات نے ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشا، اور 40 برس تک ان کو نیند سے بے نیاز کر دیا، اگر رب کائنات اصحاب

کہف (اولیاء اللہ) پر ایک طویل عرصہ تک نیند طاری کر سکتا ہے، جیسا کہ قرآن کریم کی نص قطعی سے ثابت ہے، تو وہی قادر مطلق 40 برس تک حضرت وہب بن منبہ علیہ الرحمۃ پر نیند نہ طاری کرنے پر بھی قادر ہے۔ جیسا کہ خود اس کا ارشاد گرامی ہے۔ "ان اللہ علیٰ کل شئی قدیر"

(۲) اس واقعہ کا تعلق احوال سالکین سے ہے اور سالکین پر تنقید کرنا گمراہی و بدبختی ہے۔

(۳) اس واقعہ کا تعلق کرامات اولیاء سے ہے۔ اور کرامات اولیاء اللہ برحق ہیں۔ جیسا کہ کتاب و سنت سے اظہر من الشمس ہے۔

O-- قاضی محمد سلیمان غیر مقلد منصور پوری لکھتے ہیں۔

کرامت کا کوئی منکر نہیں جب کسی بزرگ کی کوئی کرامت بروایت صحیح ثابت ہو جاتی ہے۔ تو اسے دلیل صداقت اسلام اور نتیجہ اتباع رسول انام علیہ السلام سمجھا جاتا ہے۔

(رسائل عشرہ از قاضی محمد سلیمان، ص ۲۵۵، طبع لاہور ۱۹۷۲ء)

زیر بحث کرامت ثقہ راوی سے منقول ہے۔

اس واقعہ کو حضرت امام غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ نے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

حضرت وہب منبہ علیہ الرحمۃ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھ سے نیند کو دور کر دے، چنانچہ چالیس سال تک انہیں نیند نہ آئی۔ (مکاشفۃ القلوب از امام غزالی، ص ۹۷ طبع کراچی ۱۴۰۲ھ)

O-- حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ علمائے غیر مقلدین کی نظر میں :

مفسر الوہابیہ محمد دہلوی نے امام غزالی کو امام الزمان لکھا ہے۔ (اخبار محمدی، (دہلی) ص ۷ یکم جنوری ۱۹۴۰ء)

O-- غیر مقلدین کا مشہور آرگن "الاعتصام" لکھتا ہے۔

امام محمد غزالی عظیم شخصیت کے مالک ہیں۔ ان کی عبقریت اور نابغیت کا پوری دنیائے علم میں شہرہ ہے اور ان کے ذہن و فکر کی بلند پروازیوں کا بڑے بڑوں نے لوہا مانا ہے۔ یہی سبب ہے کہ حکماء مغرب و مشرق نے انگریزی اور عربی میں ان کے افکار و تصورات پر متعدد کتابیں لکھیں ہیں اور ان کو داد تحسین دی۔ (الاعتصام، 7 دسمبر ۱۹۵۶ء)

حضرت وہب بن منبہ علیہ الرحمۃ (تابعی) کی توثیق غیر مقلدین کی زبانی

پروفیسر غلام احمد حریری غیر مقلد لکھتا ہے۔

O-- امام ذہبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: وہب نہایت ثقہ اور صادق تھے۔ آپ اکثر اسرائیلی روایات

بہت کثرت سے بیان کیا کرتے تھے۔ (مگر یہ تمام روایات اسلامی عقائد کو بگاڑنے والی نہ تھیں)

O-- مشہور محدث عجلی فرماتے ہیں۔

وہب بڑے ثقہ تابعی اور صنعاء کے قاضی تھے۔

O-- حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں :-

وہب تابعی کو جمہور نے ثقہ قرار دیا ہے۔

O-- محدث ابوزعہ، نسائی اور حبان نے ان کی تعدیل کی ہے۔

O-- امام بخاری ان پر اعتماد کرتے ہیں اور ان کو ثقہ قرار دیتے ہیں۔ (ان کی ایک روایت بخاری جلد اول میں مرقوم ہے۔ (تہذیب التہذیب، ج ۱۱، ص ۱۶۶۔ میزان الاعتدال، جلد ۳ ص ۲۷۸)

(حوالہ تاریخ تفسیر و مفسرین، ص ۸۲ از غلام احمد حریری غیر مقلد طبع فیصل آباد ۱۹۷۸ء)

(۴) اس واقعہ کو امام غزالی علیہ الرحمۃ نے نقل کیا ہے۔ اگر فقط قادری صاحب ناقل ہونے کی حیثیت سے مجرم ہیں تو امام غزالی مجرم کیوں نہیں؟ جبکہ جرم ایک جیسا ہے۔

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی طنزاً لکھتا ہے۔

(۱) حضرت ابوبکر شبلی شروع شروع میں نیند کے غلبہ کے وقت نمک کا سرمہ لگا لیتے۔ جب ان کی ریاضتوں کا سلسلہ بڑھا تو انہوں نے شب بیداری کا اہتمام کیا۔

(۲) حضرت ابراہیم کے والد بزرگوار کو جب نیند کا غلبہ ہوتا تو دریا میں اتر جاتے اور تیرنے لگتے۔ مچھلیاں ان کے گرد اکٹھی ہو کر تسبیح کرتیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا..........ص ۲۹۹)

الجواب نمبر 1 :- ان حکایات کا تعلق احوالِ صوفیاء سے ہے جن پر تنقید کرنا جہالت و بے وقوفی ہے۔

"اولیاء اللہ کی قسمیں"

اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں۔

۱- جو شکم مادر سے پیدا ہوتے ہی مقام ولایت پر فائز ہوتے ہیں۔

۲- جو اطاعت خداوندی، اتباع رسول، ذکر و اذکار اور حقوق العباد وغیرہ کی ادائیگی سے قرب خداوندی حاصل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انہیں مقام ولایت پر فائز کر دیتا ہے۔

نیند غفلت کا نام ہے اس لیے جب سالکین میدان طریقت میں قدم رکھتے ہیں تو نیند پر قابو پانے کے لیے مختلف طریقے استعمال کرتے ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا روایات سے ثابت ہے۔ اور جس

وقت اس قدر نیند کے متحمل ہو جاتے ہیں کہ جس سے ان کی صحت برقرار رہے تو پھر نیند کو کم کرنے کے مجاہدات ترک کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ حکایت نمبر 1 کے درج ذیل الفاظ ہمارے دعویٰ کی دلیل ہیں۔ "حضرت ابوبکر شبلی شروع شروع میں نیند کے غلبہ کے وقت نمک کا سرمہ لگا لیتے تھے۔ الخ"

تاکہ زندگی کے حسین لمحات کو غفلت کی وجہ سے ضائع نہ کیا جائے، بلکہ یادِ الٰہی، اطاعتِ رسول اور خدمتِ خلق میں گزارا جائے۔ کیونکہ یوم آخرت میں بندہ سے چار چیزوں کا سوال ہو گا۔

(۱)... اس نے اپنی عمر کن مشاغل میں گزاری۔ (۲)... اپنے جسم کی طاقت و توانائی کو کہاں صرف کیا۔ (۳)... اپنے علم پر کس قدر عمل کیا۔ (۴)... اپنا مال کن ذرائع سے حاصل کیا تھا اور کون کون سے مصارف پر خرچ کیا۔ (کتاب اقتضاء العلم والعمل از خطیب بغدادی م ۴۶۳ھ)

(تنبیہ الغافلین از ابو اللیث سمرقندی (م ۳۷۳ھ) علیہ الرحمۃ، ص ۵۶، طبع ملتان)

O-- حضرت سہل بن عبد اللہ تستری (م ۲۸۳ھ) علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ تمام نیکیاں انہیں چار چیزوں میں پنہاں ہیں۔ 1- خاموشی (یعنی فضول اور جھوٹی باتیں کرنے سے خاموشی بہتر ہے۔)

2- شکم کا خالی رکھنا۔ (یعنی زیادہ نہ کھانا) 3- شب بیداری (رات کو جاگنا)

4- مخلوق سے کنارہ کشی (حسب ضرورت ان سے ملاقات کرنا)

نیز حضرت ابراہیم ادھم فرماتے ہیں :- جو زیادہ سوئے گا اس کی عمر میں برکت نہیں ہو گی۔

(منہاج العابدین از امام غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ ص ۱۱۰ طبع لاہور ۱۹۹۹ء)

الجواب نمبر 2 :- ان دونوں واقعات کو حضرت امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ نے اپنی تالیف "مکاشفۃ القلوب" ص ۷۹، طبع کراچی ۱۴۱۲ھ پر نقل کیا ہے۔ اگر قادری صاحب حیثیت ناقل قابل تنقید ہیں تو حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ پر شرعی کیا حکم عائد ہو گا؟

رہا حضرت ابراہیم کے والد کے گرد دریا میں مچھلیوں کا اکٹھا ہونا اور تسبیح کرنا یہ ان کی کرامت ہے۔ اور کراماتِ ثابتہ کا انکار کرنا گمراہی ہے۔

O-- نواب وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں :-

کراماتِ اولیاء برحق ہیں۔ اور یہ خوارق عادت امور بغیر آلات و اسباب کی معاونت کے اللہ سبحانہ، تعالیٰ اپنے بندوں کے ہاتھ پر ظاہر فرماتا ہے تاکہ نبی ﷺ کی نبوت اور تقویت کا باعث ہو۔ کیونکہ یہ نیک بندہ آپ کی امت کے افراد سے ہو گا۔ (ہدیۃ المہدی، ص ۱۶۵، طبع فیصل آباد ۱۹۸۷ء)

اعتراض :۔ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت طنزاً لکھتا ہے۔

20 سال تک بات نہ کی۔

حضرت ربیع بن خثیم نے موت سے پہلے بیس سال تک دنیاداروں کی سی گفتگو نہ کی۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ص ۳۰۰)

الجواب نمبر1 :۔اس واقعہ کو حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی (م۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ نے نقل کیا ہے۔ قادری صاحب کی حیثیت تو فقط ایک ناقل کی ہے۔

ربیع بن خثیم نے بیس برس تک کوئی دنیا کے کلام نہیں کئے اور جب صبح ہوتی دوات قلم اور پرچہ کاغذ اپنے پاس رکھ لیتے جو کچھ بولتے وہ کاغذ پر لکھ لیتے اور شام کو اپنے نفس سے اس کا حساب کیا کرتے تھے۔ (احیاء علوم الدین، ص ۱۶۱، جلد ۳ طبع لاہور)

O--حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :۔

سکوت کے بہت سے فضائل ہیں۔اور وجہ سکوت کے افضل ہونے کی یہ ہے کہ بولنے میں صدہا آفات ہیں۔ جھوٹ، غیبت، چغلی، ریا، نفاق، فحش کلامی، تکرار، اپنے آپ کو پاک بتلانا، کوئی بات بدلنی، خلق کو ایذاء دینا وغیرہ یہ سب زبان ہی کے سبب سے ہوتے ہیں۔ (احیاء علوم الدین، ص ۱۶۱ تلخیص)

اور یہی مطلب ہے ربیع بن خثیم علیہ الرحمۃ کے قول کا کہ "بیس سال تک دنیاداروں کی سی گفتگو نہ کی۔" یعنی جھوٹ، فریب، غیبت، چغلی اور دغا وغیرہ کو زبان پر لانے سے اجتناب فرمایا، یہ نہیں کہ لوگوں کو نیکی کا حکم نہیں کرتے تھے۔ برائی سے نہیں روکتے تھے۔اور جس میں مخلوق کا بھلا پنہاں ہو وہ گفتگو نہیں کرتے تھے۔

O--براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ کوئی عمل ایسا بتایئے جس سے مجھ کو جنت ملے۔ آپ نے فرمایا، کہ بھوکے کو کھانا کھلا اور پیاسے کو پانی پلا اور اچھی بات کا امر کر اور بری بات سے منع کر، اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اپنی زبان سے سوائے خیر کے اور کچھ مت بول۔ (احیاء علوم الدین، ص ۱۶۰ طبع لاہور)

O--حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منہ میں کنکر رکھتے تھے تاکہ بولنے سے رکے رہیں۔اور اپنی زبان کی طرف اشارہ فرماتے تھے کہ اس نے مجھ کو بہت سے گھاٹ اتارے۔

O--حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے سوا کوئی

معبود نہیں، زبان سے زیادہ کوئی چیز زیادہ قید رکھنے کی محتاج نہیں۔

(احیاء علوم الدین، ص ۱۶۱-۱۶۰ طبع لاہور)

معلوم ہوا کہ زبان سب سے زیادہ ضرر رساں اور خطرناک ہے لہٰذا اس کی حفاظت بہت ضروری ہے اور اس پر کنٹرول کرنے کے لیے بڑی کوشش اور جدوجہد کی ضرورت ہے۔

اعتراض :۔ابنِ لعل دین نجدی طنزاً لکھتا ہے

حضرت حسان بن سنان کے منہ سے ایک لغو کلمہ نکلتا تھا تو اپنے نفس کو ایک سال تک روزے رکھ کر سزا دیتے تھے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ص ۳۰۰)

الجواب :۔ حضرت حسان بن سنان کے اس فعل کا تعلق تقویٰ سے ہے۔اور تقویٰ کی تین قسمیں ہیں۔(۱) عوام کا تقویٰ=ایمان لا کر کفر سے بچنا (۲) متوسلین کا امر و نواہی کی اطاعت کرنا (۳) اور خواص کا ہر ایسی چیز کو چھوڑنا جو اللہ تعالیٰ سے غافل کردے۔ (تفسیر جمل جلد اول)

O--حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے حضرت حسان بن سنان کے اسی واقعہ کو عابدین کے تذکرہ میں ذکر کیا ہے۔اور اس کا تعلق تقویٰ کی تیسری قسم سے ہے۔ تفصیلاً واقعہ یوں ہے۔

حضرت حسان بن سنان رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آپ ایک بالاخانے کے پاس سے گزرے تو اس کے مالک سے دریافت کیا۔"یہ بالاخانہ بنائے تمہیں کتنا عرصہ گزرا ہے؟" یہ سوال کرنے کے بعد آپ دل میں سخت نادم ہوئے اور نفس سے مخاطب ہو کر یوں فرمایا: اے مغرور نفس تو فضول بولایعنی سوالات میں وقت کو ضائع کرتا ہے۔ پھر اس فضول سوال کے کفارے میں آپ نے ایک سال روزے رکھے۔ (منہاج العابدین از امام غزالی علیہ الرحمۃ، ص ۱۳۸ طبع لاہور ۱۹۹۹ء)

معلوم ہوا۔زبان کی حفاظت و نگہداشت اور فضولیات ولغویات سے اسے باز رکھنا نہایت ضروری ہے۔ حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک دفعہ دربار رسالت میں عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! آپ میرے لیے سب سے زیادہ خطرناک اور نقصان دہ کس چیز کو قرار دیتے ہیں؟ تو حضور ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر اشارہ فرمایا، کہ "اسے"

(منہاج العابدین از امام غزالی علیہ الرحمۃ، ص ۱۳۶، طبع لاہور ۱۹۹۹ء)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیقل خیراً او یسکت" (رواہ بخاری ومسلم)

(احیاء علوم الدین، ص ۱۵۹ جلد ۳ طبع لاہور)

جو شخص ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور قیامت پر چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی گفتگو زیادہ ہو گی اس کی برائی زیادہ ہو گی۔ اور جس کی بری بات زیادہ ہو گی اس کے گناہ زیادہ ہوں گے۔ اس کے لیے دوزخ زیادہ اولیٰ ہے۔

(شعب الایمان از بیہقی، مرفوعاً، ابو نعیم بروایت ابن عمر)

O-- حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

وقت بہت قیمتی شے ہے، اس کی قدر کرنا بہت ضروری ہے اور ذکر الٰہی کے سوا اکثر اوقات بندے سے لغو اور بیکار باتیں ہو جاتی ہیں اور ان میں پڑ کر وقت ضائع ہو جاتا ہے۔

(منہاج العلبدین، ص ۱۳۷، طبع لاہور ۱۹۹۹ء)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ے واذا هممت با للغو فی الباطل + فاجعل مکانه تسبیحا

ولزوم السکوت خیر من النطق + و ان کنت فی الکلام فصیحا

(۱) اور اگر کسی وقت لغو باطل سخن زبان سے نکلنے لگے تو زبان کو اس سے روک لو، اور اس کی جگہ رب تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس زبان سے ادا کرو۔ (۲) کیونکہ لغو و باطل گفتگو سے سکوت و خاموشی ضروری ہے۔ اگرچہ تم کتنے ہی صاف زبان کیوں نہ ہو۔

اعتراض :- حضرت جرجانی نے چالیس سال تک عبادت میں مصروف ہونے کی بنا پر روٹی نہیں چبائی۔ صرف ستوؤں پر گزارا کرتے تھے۔ کیونکہ روٹی کھانے میں زیادہ وقت لگتا تھا جو عبادت میں کمی کا باعث تھا۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.................ص ۳۰۰)

الجواب :- اس حکایت کو حجۃ الاسلام امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ نے یوں نقل فرمایا ہے۔

حضرت سرّی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرمایا: میں نے حضرت جرجانی علیہ الرحمۃ کے پاس ستو دیکھے جس سے وہ بھوک مٹا لیتے، میں نے کہا، آپ کھانا اور دوسری کیوں نہیں کھاتے؟ فرمایا: میں نے (روٹی وغیرہ) چبانے اور ستو کھا کر گزارہ کرنے میں ۹۰ (نوے) تسبیحات کا فرق پایا ہے، چالیس برس سے میں نے روٹی نہیں چبائی۔ (کاشفۃ القلوب، ص ۹۶، طبع کراچی ۱۴۱۴ھ)

اس حکایت کا تعلق احوالِ صوفیاء سے ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک اپنی زندگی کے لمحات کی کس قدر اہمیت و افادیت ہے۔

حضور ﷺ جب قضائے حاجت سے فراغت پاتے تو اسی وقت تیمم کر لیتے، صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرتے، حضور پانی قریب ہے، آپ نے فرمایا شاید میں پانی تک پہنچنے سے پہلے ہی مالک حقیقی (جل جلالہٗ) سے جا ملوں (کیمیائے سعادت، از امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ، ص ۷۳۸ طبع لاہور)

(ف): اس حدیث پاک میں امت کو سمجھانا مقصود تھا کہ زندگی کے لمحات کی قدر کرو، اور نیکی بھلائی سرانجام دینے میں بسر کرو، جس کام کرنے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی ہو اس کو ترک کر دو۔

O-- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کسی شخص کے قدم بھی اس وقت تک اپنی جگہ سے (قیامت کے دن) حرکت نہیں کر سکیں گے، کہ جب تک کہ اس سے چار باتیں نہ پوچھ لی جائیں۔ (۱) اس نے اپنی عمر کن مشاغل میں گزاری (۲) اپنے جسم کی طاقت و توانائی کہاں صرف کی۔ (۳) اپنے علم پر کس قدر عمل کیا (۴) اپنا مال کن ذرائع سے حاصل کیا تھا اور کون کون سے مصارف پر خرچ کیا تھا۔ (تنبیہ الغافلین از امام ابو اللیث سمرقندی (م ۳۷۳ھ) ص ۵۶)

حضور ﷺ کے اس فرمان کے پیش نظر شیخ جرجانی فقط ستوؤں پر گزارہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ روٹی چبا کر کھانی پڑتی ہے۔ اور ان دونوں افعال کے درمیان اتنا عرصہ ہے۔ کہ اس وقت میں، مَیں 90 تسبیحات کر لیتا ہوں۔ اس لیے میں زندگی کو گزارنے کے لیے روٹی کھانے کی نسبت ستو پینے کو ترجیح دیتا ہوں۔ اور تقریباً 40 سال سے اسپر کاربند ہوں۔ اولیاء اللہ کے اس فعل کی اصل احادیث نبویہ ﷺ میں موجود ہے۔

O-- عن عائشة قالت ان كنا آل محمد نمكث شهراً ما نستوقد بناء، ان هو الا التمر والماء۔ (شمائل ترمذی، از امام ترمذی (م ۲۷۹ھ) مع شرح ص 528 طبع لاہور ۱۳۶۹ھ)

ترجمہ :- ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ یقیناً ہم آل محمد ﷺ ہیں، ہم پورا پورا مہینہ گزر جاتا تھا کہ ہمارے گھر کے چولہے میں آگ نہیں سلگتی تھی سوائے کھجور اور پانی کے اور کوئی غذا نہ ہوتی۔

نیز ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھتیجے حضرت عروہ سے ارشاد فرمایا:

خدا کی قسم ہم ایک چاند دیکھتے ہیں وہ مہینہ ختم ہو جاتا ہے دوسرا چاند دیکھتے ہیں وہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ تیسرے مہینہ کا چاند دیکھتے ہیں، مگر نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں میں چولہا

روشن نہیں ہوتا۔ عروہ نے کہا اے خالہ جان! پھر آپ لوگوں کا گزر کیسے ہوتا ہے۔ فرمایا: کھجور پانی پر۔ ہاں ہمارے دو انصاری ہمسایہ ہیں جو کہ صاحبِ وسعت ہیں، وہ کبھی کبھی دودھ وغیرہ بھیج دیتے ہیں تو ہم حضور پاک ﷺ کو پیش کر دیتے ہیں۔

(شرح شمائل ترمذی از علامہ یوسف بن اسماعیل علیہ الرحمۃ بباب ماجاء فی عیش النبی ﷺ)

O-- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے دستر خوان پر صبح و شام کے کھانے میں روٹی اور گوشت جمع نہیں ہوا۔ مگر بہت مہمانوں کی موجودگی میں۔ (یعنی جب مہمانوں کی کثرت ہوتی تو روٹی اور گوشت مہیا کیا جاتا ورنہ جیسے بھی ہوتا گزر اوقات فرما لیتے)

(شمائل ترمذی از امام ابو عیسیٰ ترمذی مع شرح۔ ص ۵۴۳ طبع لاہور ۱۳۶۹ھ)

اس حدیث مبارکہ میں لفظ "ضفف" استعمال ہوا، مشہور لغوی عالم ابو یزید کے نزدیک ضعف کے معنی شدت کے ہیں۔ اور امام فراء کے نزدیک "حاجت" کے ہیں تو اس لحاظ سے یہ معنی ہوگا کہ کھانا میسر نہ ہوتا تھا۔ مگر بھوک کی سختی کے وقت۔

اعتراض:- ابنِ لعل دین نجدی طنزاً لکھتا ہے:-

حضرت ابو حماد اسود نے تیس سال تک مسجد حرام میں گزارا۔ ان کو کسی نے کھاتے پیتے نہیں دیکھا اور ان کی کوئی گھڑی ذکر اللہ سے خالی نہیں ہوتی تھی۔ (میٹھی میٹھی سنتیں..........ص ۳۰۰)

الجواب:- حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے مذکورہ بالا واقعہ کو اپنی تالیف "مکاشفۃ القلوب کے باب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت و محبت" میں نقل کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو حماد اسود علیہ الرحمۃ جسم میں توانائی اور صحت کو برقرار رکھنے کے لیے سنتِ نبوی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے کھاتے پیتے ضرور تھے۔ جیسا کہ ہم امام الانبیاء ﷺ کا عمل احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں بیان کر چکے ہیں۔ اور لوگوں کا ان کو کھاتے پیتے نہ دیکھنا اس سے ان کے کھانے کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ لوگ ان کے ساتھ ہمیشہ چوبیس گھنٹے تو نہیں رہتے تھے۔

نیز کرامات اولیاء اللہ برحق ہیں۔ اور کرامات کی بہت سی اقسام ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ولی اللہ کا مختلف صورتوں میں ہو جانا۔ جیسا کہ حضرت قضیب البان موصلی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے۔

موصوف اولیاء ابدال میں سے تھے۔ کسی شخص نے جب ان کو نماز پڑھتے ہوئے نہ دیکھا تو نماز نہ پڑھنے کی تہمت لگائی، اور سختی سے اعتراض کیا آپ فوراً اس کے سامنے مختلف صورتوں میں

منتقل ہوئے اور پوچھا تم نے کون سی صورت میں مجھے نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔

(جمال الاولیاء، تلخیص جامع کرامات اولیاء از علامہ یوسف نبہانی، ص ۲۵ طبع لاہور)

(جذب القلوب از شیخ عبد الحق محدث دہلوی، ص ۲۲۲ طبع کراچی)

زیر بحث واقعہ کو مذکورہ بالا واقعہ پر قیاس کرنا چاہئے کہ حضرت ابو حماد اسود کسی دوسری صورت میں منتقل ہو کر زندگی و صحت برقرار رکھنے کے لیے ضرور کچھ کھا پی لیتے ہونگے۔

O-- شیخ یوسف بن الحسین علیہ الرحمۃ کا قول ہے ادب سے علم سمجھ میں آتا ہے۔ علم کے ذریعے عمل درست ہوتا ہے اور عمل کے ذریعے حصول حکمت ہوتا ہے، حکمت کے ذریعے زہد و ترک دنیا حاصل ہوتے ہیں۔ جس سے آخرت کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اور آخرت کے شوق سے خدا کا قرب کا رتبہ ملتا ہے۔ (عوارف المعارف، ص ۳۳۰ طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

بے ادبی ہی کی وجہ سے فرقہ وہابیہ نجدیہ کتاب و سنت اور بزرگانِ دین کے احوال و واقعات کے اسرار و رموز کو سمجھنے سے قاصر ہے۔

اعتراض:- ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت طنزاً لکھتا ہے۔

"کھانا کھاتے تو کمزور ہو جاتے"

حضرت سہل بن عبد اللہ ہر پندرہ روز میں صرف ایک بار کھانا کھاتے.......... بعض اوقات ستر دن تک کھانا ہی نہ کھاتے۔ اگر کھاتے تو کمزور ہو جاتے، جب فاقہ کرتے تو توانا ہو جاتے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا..........ص ۳۰۱)

الجواب:- مذکورہ بالا واقعہ کو حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ نے یوں نقل فرمایا ہے:-

حضرت سہل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہر پندرہ روز میں ایک مرتبہ کھانا کھاتے، جب رمضان المبارک آتا، تو صرف ایک ایک نوالہ (سحری و افطاری) میں کھاتے، بعض اوقات ستر دن تک کھانا ہی نہ کھاتے، اگر کھانا کھاتے کمزور ہو جاتے اور جب فاقہ کرتے تو توانا ہو جاتے۔

(مکاشفۃ القلوب از امام غزالی علیہ الرحمۃ، ص ۹۶ طبع کراچی ۱۴۱۲ھ)

اس واقعہ کا تعلق اہل تقویٰ حضرات قدسیہ سے ہے جن پر تنقید کرنا جہالت اور بغض و حسد کے سوا کچھ نہیں۔

O--- حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

جاننا چاہیئے کہ ظاہر شرح آسانی و سہولت پر مبنی ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

بعثت بالحنيفية السمحة : میں آسان اور ہر باطل سے جدا مذہب دے کے بھیجا گیا ہوں۔ اور تقویٰ شدت واحتیاط پر مبنی ہے۔ کہا گیا ہے کہ متقی کا معاملہ دوسری ہزاروں پیچیدگیوں میں پھنسنے سے زیادہ سخت ہے۔ پھر یہ خیال نہ کرو کہ تقویٰ شرع سے کوئی علیحدہ چیز ہے۔ بلکہ اصل میں دونوں ایک ہیں۔ لیکن شرع کے حکم دو ہیں۔ O ایک جواز کا حکم O اور ایک احتیاط وافضلیت کا حکم

جائز حکم کو حکم شرح اور افضل وزیادہ باحتیاط حکم کا نام تقویٰ ہے۔ تو یہ دونوں حکم ایک دوسرے سے جدا ہونے کے باوجود اصل میں ایک ہیں۔ اس فرق کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔

تقویٰ ایک سخت راستہ ہے جو شخص اس پر چلنے کا ارادہ کرے اس کے لیے ضرور مشکل ہے، کہ اپنے نفس اور دل کو مصائب و مشکلات برداشت کرنے پر مضبوط کرے ورنہ وہ تقویٰ کا راستہ طے نہیں کر سکتا۔ اسی دقت کے باعث بہت سے اہل تقویٰ اور متقدمین صوفیا شہروں اور آبادیوں کو چھوڑ کر کوہِ لبنان پر چلے گئے۔ اور ساری عمر گھاس اور جنگلی پھل وغیرہ کھا کر گزار دی، جن میں کسی کا شبہ نہیں، تو تقویٰ کا مرتبہ حاصل کرنے کی جس میں ہمت ہو اسے چاہئے کہ مشکلات و مصائب اور حوادث کو برداشت کرے .... لیکن جو لوگوں میں رہنے اور وہی چیزیں استعمال کرنے پر مجبور ہو جو وہ استعمال کرتے ہیں تو اسے چاہیے کہ اتنا قلیل استعمال کرے .... جس سے اللہ تعالیٰ کی عبادت قائم رکھ سکے۔

(منہاج العابدین، از امام غزالی علیہ الرحمۃ، ص ۱۸۸، طبع لاہور ۱۹۹۹ء)

نور سے بھوک کا ازالہ

O--- شیخ سہل بن عبداللہ سے کہا گیا کہ فلاں شخص چالیس اور اس سے زیادہ دن (بھوکا رہنے کے بعد) صرف ایک مرتبہ کھاتا ہے، اس کی بھوک کا شعلہ کہاں چلا جاتا ہے؟ فرمایا: خدا کا نور اسے بجھا دیتا ہے۔ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، میں نے ایک بزرگ سے اس بارے میں پوچھا تو انھوں نے اس کا ایسی عبارت میں جواب دیا جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ جلوۂ حق سے ایسی فرحت محسوس کرتے ہیں جس سے ان کی بھوک کا شعلہ بجھ جاتا ہے.......... بہر حال جو کوئی اس طریقہ پر صدق و اخلاص سے عمل کرے اس سے نہ تو اس کے عقل میں فتور آتا ہے نہ کوئی جسمانی اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ ان باتوں کا اندیشہ صرف اسے لاحق ہوتا ہے، جو خلوص قلب کے

ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرے۔ (عوارف المعارف، ص ۲۷۸، طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

بھوک کی فضیلت واہمیت

O-- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص بہت پر خور (یعنی زیادہ کھانے والا) تھا پھر وہ مسلمان ہو گیا، تو بہت کم کھانے لگا، جب یہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا، کہ مومن ایک آنت بھر کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

(بخاری شریف (مترجم) ص ۱۸۱، جلد سوئم طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

O-- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جہاد کر اپنے نفس پر بھوک اور پیاس سے کہ ثواب اس میں ایسا ہے جیسا جہاد کرنے والے کا خدا کی راہ میں اور کوئی عمل خدا کے نزدیک زیادہ محبوب بھوک اور پیاس سے نہیں۔ (احیاء علوم الدین از امام غزالی علیہ الرحمۃ ص ۱۱۶، جلد ۳ طبع لاہور)

O-- نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ آدمیوں میں سے کون افضل ہے؟ تاجدارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی غذا کم ہو اور اس قدر پر راضی ہو جس سے کہ اس کا ننگا پن چھپ جائے۔

(احیاء علوم الدین، ص ۱۱۷، جلد ۳)

O-- حضور پرنور سید عالم ﷺ نے فرمایا: دل کو کثرتِ خورش اور کھانے پینے سے مردہ مت کرو کہ دل مثل کھیتی کے ہے، جب اس پر پانی زیادہ پہنچتا تو جاتی رہتی ہے۔ (یعنی ضائع ہو جاتی ہے۔)

(احیاء علوم الدین، ص ۱۱۷، جلد ۳)

O-- مشائخ عظام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان کی روحانیت کی بنیاد ذیل چار چیزوں پر ہے۔

(۱) کم کھانا (۲) کم سونا (۳) کم بولنا (۴) لوگوں سے الگ تھلگ رہنا۔

(عوارف المعارف، ص ۲۷۷، طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

رسول اکرم ﷺ، صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کا عمل

O--- لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ تو وصال کے روزے رکھتے ہیں، آپ نے فرمایا، میں تمہاری طرح نہیں، میں رات گزارتا ہوں اس حال میں کہ مجھے کھلانے والا کھلاتا ہے۔ اور پلانے والا پلاتا ہے۔ (بخاری شریف، ص ۶۹۸، جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

یاد رہے کہ بعض صحابہ کو مسلسل روزے رکھنے سے منع فرمایا اس لیے تھا کہ آپ نے اپنی نگاہ نبوۃ سے مشاہدہ کر لیا تھا کہ ان میں اس عمل کو نبھانے کی قوت وبرداشت نہیں ہے۔ کیونکہ بعض جلیل

القدر صحابہ کرام سے مسلسل کئی دنوں تک بھوک برداشت کرنا تصوف کی معتبر کتب سے ثابت ہے۔

O-- حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

حضرت سفیان ثوری ، اور ابراہیم بن ادھم تین تین دن تک بھوکے رہتے تھے ، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چھ (6) دن بھوکے رہتے تھے ، اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سات دن بھوکے رہا کرتے تھے۔ خود ہمارے جد امجد محمد بن عبداللہ جو عمویہ کے نام سے مشہور تھے ، اور شیخ احمد الاسود الدینوری کے ساتھی تھے ، چالیس دن تک بھوکے رہتے تھے۔

(عوارف المعارف ، ص ۲۷۹ طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

کتاب عوارف المعارف کے متعلق تاثرات

O-- مولوی عطاء اللہ حنیف بھوجیانی غیر مقلد (وہابی) لکھتا ہے۔

کتاب عوارف المعارف از شیخ شہاب الدین سہروردی در تقصاء گفتہ در تصوف مبنی کتابے بہتر از عوارف نیست۔ (تحقیق و تعلیق مکتوبات شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ، ص ۲۷ طبع لاہور)

O-- مولانا عبدالحئی لکھنوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

عمر شہاب الدین بن محمد بن عمر السہروردی الفقیہ الشافعی الصوفی صاحب عوارف المعارف۔ الخ

(الفوائد البہیۃ مع طراب الاماثل ، ص ۲۸۵ طبع کراچی)

O-- رشید احمد ارشد (لیکچرر شعبہ عربی کراچی یونیورسٹی کراچی)

عوارف المعارف ، یہ حضرت شیخ الشیوخ (شیخ شہاب الدین عمر سہروردی م ۶۳۲ھ) کی وہ اہم تصنیف ہے جس کو بجا طور پر تصوف کی کتاب کہا جاسکتا ہے۔ آپ نے اس مقدس کتاب کو سرزمین مکہ معظمہ میں تصنیف فرمایا ، اور اس کے اہم اور دقیق مسائل کو خدا سے رجوع کر کے خانہ کعبہ کے طواف وزیارت کے بعد حل فرمایا۔

اس میں تصوف کے تمام اہم مسائل کو قرآن کریم کی آیات اور احادیث نبوی کی مستند روایات سے آسان اور دلکش انداز میں ثابت کیا گیا ہے۔ بخاری ، مسلم اور ترمذی شریف کے مانند حضرت شیخ الشیوخ نے بھی تمام احادیث اپنے مشائخ کے مسلسل سلسلہ اسناد کے ساتھ درج فرمائی ہیں۔ آپ کے پیرو مرشد اہل باطن ہونے کے ساتھ زبردست عالم اور محدث بھی تھے۔

بڑے بڑے مشائخ عظام نے اس سے استفادہ کیا ہے۔ چنانچہ مخدوم جہانیاں سید جلال الدین

بخاری جو ہندوپاکستان میں سہروردی سلسلہ کے مشہور بزرگ ہیں ، اپنی روحانی مجلس میں بار بار فرماتے تھے۔ اگر کسی شخص کا کوئی پیرو مرشد نہ ہو اور وہ عوارف المعارف غور سے پڑھے اور اس پر عمل کرے تو بلاشبہ ولی اللہ ہو جائے۔

حضرت مخدوم جہانیاں نے مدینہ منورہ میں شیخ الشیوخ کے مرید خاص شیخ شرف الدین محمود تستری سے عوارف کے درس کی تجدید کی۔ اور وہاں سے ہندوستان آکر سالہا سال اس کے درس میں مشغول رہے۔ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی اور بابا فرید گنج شکر نے بھی آپ سے اس کا درس حاصل کیا شیخ جمال الدین محدث اوچہ شریف اور دیگر مشائخ عوارف المعارف کا درس دیا کرتے تھے۔

اس طرح عوارف المعارف روحانی حلقوں میں اس قدر مقبول ہوئی کہ مشہور اور ممتاز علماء اور مصنفین نے اس کے شروح اور حواسی لکھے۔ اس کے مضامین کا خلاصہ کیا اور مختلف زبانوں میں اس کے تراجم ہوئے۔ تلخیص (مقدمہ عوارف المعارف (اردو) ص م ، ن طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

رہا حضرت خواجہ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمۃ کا یہ کہنا کہ اگر کبھی کھانا کھاتے تو کمزور ہو جاتے اس کا تعلق احوال صوفیاء سے ہے جس کو علماء ظواہر سمجھنے سے قاصر ہیں۔

اعتراض :-- ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت طنزاً لکھتا ہے۔

آنکھوں کا قفل

آنکھوں کی حفاظت کی عادت بنانے کے لیے حضرت سیدنا شہاب الدین سہروردی ، چالیس سال تک آنکھوں پر پٹی باندھے رہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا..............ص ۳۰۱)

الجواب :-- اس عمل کا تعلق خاص الخواص اولیاء کاملین کے جہد و تقویٰ سے ، جس پر تنقید کرنا جہالت و بیوقوفی اور عذاب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ) علیہ الرحمۃ نے درج ذیل فرامین کے تحت یہ تقویٰ اختیار کیا تھا۔

O-- حضرت امام غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

تم پر اپنی آنکھ کی حفاظت بھی لازم ہے۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں حفظ نظر کی توفیق دے۔) کیونکہ آنکھ ہی ہر فتنے اور ہر آفت کا سبب ہے۔ (منہاج العابدین ، ص ۱۳۰ طبع لاہور ۱۹۹۹ء)

O-- رب ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے :- اے حبیب ﷺ ! اہل ایمان سے کہدو کہ اپنی نظر جھکائے

رکھیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے بہت پاکیزہ بات ہے۔ اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔ (القرآن الکریم)

O-- حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا: غیر محرم عورت کے حسن و جمال پر نظر ڈالنا، ابلیس کے زہر میں بجھے ہوئے تیروں میں سے ایک تیر ہے، تو جو شخص ایسا کرنا ترک کردے اللہ تعالیٰ اسے سرور آمیز عبادت کا مزا چکھائے گا۔ (منہاج العابدین، از امام غزالی علیہ الرحمۃ ص ۱۴۳ طبع لاہور ۱۹۹۹)

O-- حضرت ذوالنون مصری (م ۲۴۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

نعم حاجب الشهوات غض الابصار۔

آنکھ کو نظر حرام سے روکنا شہوات سے بچنے کا بہترین طریقہ ہے۔

O-- حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

جب تم ہر وقت نظر نیچی رکھو گے اور اسے بے فائدہ اور لایعنی چیزوں پر نہیں ڈالو گے تو تمہارا سینہ وساوس سے صاف رہے گا۔ دل فارغ ہو گا، اور خطرات سے راحت میں رہو گے۔ تمہارا نفس آفات سے سلامتی میں رہے گا، اور کسب حسنات کی طرف زیادہ توجہ دے سکو گے۔

(منہاج العابدین، ص ۱۳۲، طبع لاہور ۱۹۹۹ء)

O-- حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ جب اپنے گھر سے نماز جمعہ کے لیے جاتے تو راستہ میں اپنے عمامہ کا شملہ آنکھوں پر ڈال لیتے تھے۔ (کمالات عزیزی، ص ۲۱ طبع کراچی ۱۹۸۲ء)

اسی طرح شیخ شہاب الدین سہروردی جب بازار یا سفر وغیرہ میں جاتے تو اپنی آنکھوں پر ایسی پٹی باندھتے جس سے فقط راستہ نظر آئے اور چلنے میں آسانی ہو۔ نہ کہ ہر وقت آنکھوں پر پٹی باندھے رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اولیاء کاملین کے اسرار و رموز سمجھنے کی توفیق دے۔

اعتراض :-- ابن لعل دین نجدی نے قبلہ قادری صاحب کے رسالہ، "سانپ نما جن" سے دو واقعات جن کا تعلق حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے ہے لکھ کر ان پر طنز و مزاح کیا ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۳۰۱)

الجواب :-- زیر بحث دونوں واقعات حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال طریقت، اور جہد و تقویٰ کی ترجمانی کرتے ہیں، جن پر طنز کرنا مقامات مقربین دربار خداوندی سے ناآشنائی اور جہالت کا ثمرہ و نتیجہ ہے۔

موصوف کے متعلق امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ رقم طراز ہیں:-

"قطب الاقطاب فرد الاحباب الغوث الاعظم شیخ الشیوخ العالم غوث الثقلین امام الطائفتین شیخ الطالبین شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ" (اخبار الاخیار فارسی، ص ۹ طبع سکھر)

ان دونوں واقعات کو حضرت علامہ امام ابو الحسن الشطنوفی الشافعی المتوفی ۷۱۳ھ نے درج ذیل سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

"خبر دی ہم کو شیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن منظور کنانی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابو عبداللہ محمد بن ابی الفتح ہروی سے سناوہ کہتے تھے کہ میں نے سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی علیہ الرحمۃ کی چالیس سال تک خدمت کی، سو اس مدت میں آپ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے۔ اور جب آپ بے وضو ہوتے تھے، اسی وقت وضو کر لیتے تھے اور دو رکعت نماز نفل پڑھ لیتے تھے۔ (یاد رہے کہ اس بیان میں آپ کی چالیس سال تک مسلسل شب بیداری بیان کرنا مقصود ہے۔)"

"خبر دی ہم کو ابو محمد رجب بن ابی المنصور داری نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو بکر محمد بن عمر نخال مقری نے کہا میں نے شیخ برگزیدہ ابو المسعود احمد بن ابی بکر حریمی سے سناوہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سے سناوہ فرماتے ہیں میرا نفس شروع حال میں مجاہدہ کا کوئی طریقہ اختیار کرتا تو اس کو لازم کر لیتا............ میں مدتوں مدائن کے خرابات میں رہا اور اپنے نفس کو مجاہدات کے طریق پر لگائے رکھا، سال تک تو گری پڑی چیزیں کھایا کرتا تھا اور پانی نہ پیتا، اور ایک سال پانی نہ پیا، اور گری پڑی چیزیں نہ کھاتا، ایک سال تک نہ کھاتا، نہ پیتا اور نہ سوتا۔ ایک رات محل کسریٰ میں بڑی سردی میں سو گیا، اور خواب میں مجھ پر غسل واجب ہو گیا، پھر میں کھڑا ہوا اور نہر کے کنارے گیا اور غسل کیا، پھر سویا پھر ایسا ہوا، پھر میں نے غسل کیا اس طرح چالیس مرتبہ ایسا ہوا، یعنی چالیس مرتبہ سویا اور چالیس مرتبہ غسل کیا، پھر میں نیند کے خوف سے محل پر چڑھ گیا۔"

(بہجۃ الاسرار از امام ابو الحسن الشطنوفی الشافعی المتوفی ۷۱۳ھ، ص ۲۴۳، ۲۴۵، طبع لاہور ۱۹۹۵ء)

"خبر دی ہم کو شیخ عبداللہ محمد بن احمد بن منظور کنانی نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابو عبداللہ محمد بن ابی الفتح ہروی سے سناوہ کہتے تھے کہ میں نے سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی چالیس سال تک خدمت کی............ آپ کا یہ حال تھا، کہ عشاء کی نماز پڑھ کر اپنی خلوت

میں داخل ہوتے آپ کے ساتھ اور کوئی داخل نہ ہوتا تھا اور حجرہ میں سوائے طلوع فجر کے نہ نکلتے تھے۔ میں آپ کی خدمت میں چند راتیں سویا، آپ کا یہ حال تھا کہ پہلی رات کچھ نفل پڑھتے، پھر ذکر کرتے یہاں تک کہ پہلا ثلث حصہ گزر جاتا تو آپ یہ کہتے، احاطہ کرنے والا رب، گواہ، کافی حساب لینے والا، کار کرنے والا، خالق، پیدا کرنے والا، تصویر بنانے والا،

پھر کبھی آپ کا جسم لاغر ہو جاتا اور کبھی بڑا ہو جاتا، کبھی ہوا میں بلند ہو جاتے یہاں تک کہ میری نگاہ سے غائب ہو جاتے، پھر اپنے قدموں پر کھڑے ہو جاتے اور قرآن شریف پڑھتے، یہاں تک کہ رات کا دوسرا حصہ گزر جاتا، اور سجدے بڑے طویل کرتے اور چہرے کو زمین سے ملاتے، پھر مراقبہ میں مشاہدہ میں طلوع فجر کے قریب تک متوجہ ہو کر بیٹھے رہتے، پھر دعا مانگتے عاجزی اور نیاز میں لگے رہتے، الخ (بہجۃ الاسرار، از امام شطنوفی شافعی (م ۷۱۳ھ) ص ۲۴۴، ۲۴۳ طبع لاہور ۱۹۹۵ء)

O-- امام المحدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ سیدنا عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے متعلق لکھتے ہیں :-

کہ آنحضرت فرمود کہ مدت بست و پنج سال بر قدم تجرد در صحرائی عراق و خرابہای او می گشتم تجالتی کہ نہ ہیچ کس مرا می شناخت و نہ من کسے را طوائف رجال الغیب و جیالجان بر من می آمدند و ایشاں را طریق من تعلیم می کردم و تا مدت چہل سال نماز فجر را بوضوء عشاء می گزارم و تا پانزدہ سال بعد از ادائی نماز عشاء قرآن مجید استفتاح می نمودم و بر یکپائی ایستادہ و دست در میخ دیوار زدہ تا وقت سحری ختم می کردم۔ الخ (اخبار الاخیار فارسی از شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، ص ۱۱، طبع سکھر)

(ترجمہ) :- ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ پچیس سال تک دنیا سے قطع تعلق کر کے میں عراق کے صحراؤں اور ویرانوں میں اس طرح گشت کرتا رہا کہ میں نہ کسی کو پہچانتا تھا اور نہ مجھے کوئی، رجال الغیب اور جنات کی میرے پاس آمد و رفت رہتی تھی، اور میں انہیں راہِ حق کی تعلیم دیا کرتا تھا، چالیس سال تک میں نے فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کی ہے اور پندرہ سال تک یہ حال رہا کہ نماز عشاء کے بعد قرآن مجید اس طرح شروع کرتا کہ ایک پاؤں پر کھڑا ہو جاتا اور ایک ہاتھ سے دیوار کی میخ کو پکڑ لیتا، تمام شب اسی حالت میں گزر جاتی، الخ

دراصل ان واقعات میں جو چیز ابن لعل دین نجدی کو خار بن کر چبھ رہی ہے وہ یہ ہے کہ "شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے 40 برس تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی۔" اس

لیے کتاب و سنت، آثار صحابہ و تابعین کی روشنی میں ہم اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو کرتے ہیں۔

O-- رب کائنات ارشاد فرماتا ہے :- والذین یبیتون لربھم سجدًا و قیاما O (پ ۱۹، سورۃ فرقان)

اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدے اور قیام میں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

یعنی نماز اور عبادت میں شب بیداری کرتے ہیں اور رات اپنے رب کی عبادت میں گزار دیتے ہیں۔

O-- کانوا قلیلاً من اللّیل ما یھجعون O (پ ۲۶، ذاریات)

"وہ رات میں کم سویا کرتے"۔ یعنی زیادہ حصہ رات کا نماز و ذکر میں گزارتے۔

بعض قرائے "قلیلا" پر وقف کیا ہے اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ وہ رات کو سوتے ہی نہ تھے۔

(الاقوال الصحیحہ فی جواب الجرح علی ابی حنیفہ، ص ۲۴۱، از پروفیسر نور بخش توکلی، طبع لاہور)

O-- لیلة القدر خیر من الف شھر O (سورۃ قدر، پ ۳۰)

شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر (ہے) (ترجمہ کنزالایمان)

یعنی شبِ قدر کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے، پس اس سورۃ مبارکہ میں رب العزت جل جلالہٗ کی طرف سے لیلۃ القدر کے قیام پر نہایت ترغیب و تحریص ہے، اور لیلۃ القدر کی عدم تعیین میں یہ مصلحت پنہاں ہے کہ اس کی تلاش میں بندگانِ خدا اور راتوں میں بھی جاگا کریں اور عبادت کیا کریں۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریاضت و عبادت

O-- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اپنا ازار باندھتے۔ (یعنی مباشرت نہ فرماتے) اور تمام رات عبادت میں جاگتے اور اپنے اہل کو جگاتے۔ (متفق علیہ) (مشکوٰۃ، ص ۱۸۲، باب لیلۃ القدر طبع ملتان)

O-- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم نے ایک آیت کے ساتھ قیام شب کیا یہاں تک کہ آپ نے اسی آیت کو بار بار پڑھتے صبح کر دی اور آیت یہ ہے :- ان تعذبھم فانھم عبادك وان تغفرلھم فانك انت العزیز الحکیم۔

(سنن ابن ماجہ، ص ۳۸۶، جلد اول، باب ما جاء فی القراءۃ فی صلوٰۃ اللیل، طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

O-- ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں :-

آنحضرت ﷺ نے ایک پوری رات ایک آیت کے ساتھ قیام کیا، اسی کو بار بار پڑھتے رہے

اور وہ آیت یہ ہے ،ان تعذبهم فانهم عبادك ..، الآیۃ انتہی (زاد المعاد، ص ۱۱۰، جلد اول طبع بیروت)

O-- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہ فرماتے تھے کہ رات میں ایک ساعت ہے کہ نہیں پاتا اس کو کوئی مسلمان مرد حالانکہ وہ سوال کرتا ہے، اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کے لیے کسی نیک امر کا مگر عطا کرتا ہے اس کو وہ امر، اور یہ ساعت ہر رات ہوتی ہے۔

(تیسیر الوصول الی جامع الاصول، جلد ۲، ص ۷۰ انور کشور)

معلوم ہوا کہ جو شخص تمام رات قیام (عبادت، ذکر) کرے گا، وہ اس ساعت اجابت (منظور ہونے والی گھڑی) کو پالے گا، لہٰذا اس حدیث میں بھی تمام رات کے قیام کی ترغیب دی گئی ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل

☆-- حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ --☆

حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمسائے تھے، فرماتے تھے کہ میں نے حضرت عمر کا مثل کبھی نہیں دیکھا، وہ دن کو روزہ رکھتے اور لوگوں کی ضروریات مہیا کرتے اور رات کو عبادت کرتے، الخ۔ (قیام اللیل از ابو عبداللہ محمد بن نصر مروزی (م ۲۹۴ھ) ص ۲۲)

☆-- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ --☆

وقد روی عن ابن عفان رضی اللہ عنہ انه کان یحی اللیل برکعة واحدة یختم فیها القرآن۔ الخ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی نسبت مروی ہے کہ آپ ایک ہی رکعت میں تمام رات گزار دیتے اور اس میں سارا قرآن ختم کرتے۔

(غنیۃ الطالبین، از شیخ عبدالقادر جیلانی (م ۵۶۱ھ)، ص ۵۲۶، طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

☆-- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ --☆

آپ کے حالات میں لکھا ہے: وکان یصلی لیله ولا یهجع الا یسیرا۔

(طبقات کبریٰ للشعرانی، ترجمہ علی رضی اللہ عنہ)

یعنی حضرت علیؓ تمام رات نماز پڑھتے تھے اور صرف تھوڑا سا سوتے۔

O-- حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں مذکور ہے :-

قام لیله حتی اصبح بآیة واحدة من القرآن۔ (طبقات کبریٰ للشعرانی، ترجمہ تمیم داری)

یعنی تمام رات نماز پڑھتے یہاں تک کہ قرآن کی ایک آیت میں صبح کر دیتے۔

☆-- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں مذکور ہے۔

وکان یحی الدهر کله لیلة قائما حتی یصبح ولیلة یحییها راکعاً حتّٰی یصبح ولیة یحییها ساجداً حتی یصبح۔ (طبقات کبریٰ للشعرانی، ترجمہ عبداللہ بن زبیر)

یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہمیشہ تمام رات جاگتے، ایک رات حالتِ قیام میں صبح کر دیتے، اور ایک رات حالتِ رکوع میں صبح کر دیتے اور ایک رات حالتِ سجود میں صبح کر دیتے۔

اسی طرح کئی اور صحابہ کرام مثل حضرت عبداللہ بن عمر اور شداد بن اوس وغیرہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے، کہ تمام رات نماز میں گزار دیتے۔

تابعین عظام کا عمل

حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر گیلانی علیہ الرحمۃ (م ۵۶۱ھ) لکھتے ہیں :-

تابعین میں سے چالیس افراد شب زندہ دار تھے اور چالیس سال تک انہوں نے عشاء کے وضوء سے صبح کی نماز پڑھی ہے، اور ان میں سے مشہور آدمی یہ تھے۔

☆-- اہل مدینہ منورہ --☆

1- سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ (م ۹۵ھ)

2- صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ (م ۱۳۲ھ)

3- ابو حازم رضی اللہ عنہ

4- محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ (م ۱۳۰ھ)

☆-- اہل مکہ معظمہ --☆

5- فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ (م ۱۸۷ھ)

6- وہب بن ورد رضی اللہ عنہ

☆-- اہلِ یمن --☆

7- حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ

8- وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ

☆-- اہلِ کوفہ --☆

9- ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ

10- حضرت حکم رضی اللہ عنہ

☆-- اہلِ شام --☆

11- ابو سلیمان رازی رضی اللہ عنہ

12- علی بن بکار رضی اللہ عنہ

☆--اہلِ عبادان--☆

13- ابو عبداللہ خواص رضی اللہ عنہ   14- ابو عاصم رضی اللہ عنہ

☆--اہلِ فارس--☆

15- حبیب ابو محمد رضی اللہ عنہ   16- ابو جابر سلمانی رضی اللہ عنہ

☆--اہلِ بصرہ--☆

17- مالک بن دینار رضی اللہ عنہ   18- سلیمان تیمی رضی اللہ عنہ

19- یزید بن رقاشی رضی اللہ عنہ   20- حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ عنہ

21- حمی بن بکار رضی اللہ عنہ   ان کے علاوہ اور لوگ بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت اور رضامندی فرمائے۔ (غنیۃ الطالبین از شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۶۱ھ) ص ۵۲۶ طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

22- یزید بن ہارون (م ۲۱۷ھ) رضی اللہ عنہ

عاصم بن علی کا بیان ہے کہ یزید بن ہارون تمام رات عبادت کرتے تھے۔ انہوں نے چالیس سال سے کچھ اوپر صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی۔ (تذکرۃ الحفاظ، ترجمہ یزید بن ہارون)

23- سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ (م ۹۳ھ)

آپ نے پچاس سال صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی۔ (طبقاتِ کبریٰ ترجمہ سعید بن مسیب)

24- عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ

وکیع و مسلم و سلیمان دارانی کا بیان ہے کہ امام عبدالواحد نے چالیس سال صبح کی نماز عشا کے وضو سے پڑھی۔ (میزان الاعتدال، جلد ۲، ص ۱۵۷، از ذہبی م ۷۴۷ھ)

25- ہیثم بن بشیر السلمی رضی اللہ عنہ

موصوف اپنے مرنے سے پہلے دس سال فجر کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھتے رہے۔

(میزان الاعتدال، جلد ثالث، ص ۳۵۷، از ذہبی م ۷۴۷ھ)

26- امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت (م ۱۵۰ھ) رضی اللہ عنہ

موصوف نے چالیس سال فجر کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی۔

O- تہذیب الاسماء از امام نووی (م ۶۷۶ھ)، ص ۷۰۴
O- حیوۃ الحیوان از علامہ دمیری (ھ)، ص ۱۲۲، جلد اول طبع مصر
O- تہذیب التہذیب از ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) ص ۴۵۰، ج عاشر
O- تبییض الصحیفہ از امام سیوطی (م ۹۱۱ھ) ص ۲۲، طبع کراچی ۱۹۸۳ء

O- تاریخ الخمیس از قاضی حسین بن محمد دیار بکری، ص ۳۶۶، جزء ثانی (م ۹۴۴ھ)
O- کتاب المیزان از شعرانی (م ۹۷۳ھ) ص ۶۱ جزء اوّل
O- خیرات الحسان از ابن حجر مکی (م ۹۷۵ھ) ص ۱۱۷، طبع کراچی
O- الاقوال الصحیحہ، ص ۲۳۲ از پروفیسر نور بخش توکلی طبع لاہور ۱۳۴۳ھ
O- حدائق الحنفیہ از فقیر محمد جہلمی، ص ۶۵ طبع لاہور
O- فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین از منصور علی مراد آبادی، ص ۲۹۲، طبع گوجرانوالہ

O- ابن لعل دین سوچ سمجھ کر جواب دے.........!

"مولانا محمد الیاس قادری"

حضور سیدنا غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی۔ (سانپ نما جن)

"غلام احمد حریری (لیکچرار) غیر مقلد"

وہب (بن منبہ) نے بیس سال تک عشاء کے وضو کے ساتھ نماز فجر ادا کی۔

(تاریخ تفسیر و مفسرین از غلام احمد حریری (غیر مقلد) ص ۱۸۳ طبع فیصل آباد ۱۹۷۸ء)

اگر قادری صاحب مجرم اور قابلِ تنقید ہیں تو.........!

غلام احمد حریری (لیکچرار) غیر مقلد قابل تنقید اور مجرم کیوں نہیں......؟

جبکہ جرم دونوں کا ایک یعنی اولیاء اللہ کا کثرت شب بیداری و عبادت کرنے کو صحیح و درست تسلیم کرنا ہے۔

اعتراض: -ابن لعل دین نجدی نے قادری صاحب کے رسالہ "جنات کا بادشاہ" سے درج ذیل عنوان کے تحت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت نقل کر کے اس پر جاہلانہ تبصرہ کر کے بغض اولیاء اور اپنی جہالت و بے وقوفی کا ثبوت دیا ہے۔

جن نے لڑکی اغوا کر لی:

"بشیر بن محفوظ کے بیان ہے، ایک بار میری لڑکی فاطمہ گھر کی چھت پر سے یکایک غائب ہو گئی۔ میں نے پریشان ہو کر سرکار بغداد حضور سیدنا غوث پاک کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر فریاد کی۔ آپ نے فرمایا: کرخ جا کر وہاں کے ویرانے میں رات کے وقت ایک ٹیلے پر اپنے ارد گرد حصار (یعنی دائرہ) باندھ کر بیٹھ جاؤ۔ وہاں میرا تصور باندھ لینا اور بسم اللہ کہہ لینا۔ رات کے اندھیرے میں

تمہارے اردگرد جنات کے لشکر گزریں گے۔ ان کی شکلیں عجیب و غریب ہوں گی، انہیں دیکھ کر ڈرنا نہیں، سحری کے وقت جنات کا بادشاہ تمہارے پاس حاضر ہو گا اور تم سے تمہاری حاجت دریافت کرے گا۔ اس سے کہنا "مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی نے بغداد سے بھیجا ہے۔ تم میری لڑکی کو تلاش کرو"

چنانچہ میں کرخ کے ویرانے میں چلا گیا، اور حضور غوث اعظم کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا۔ رات کے سناٹے میں خوفناک جنات میرے حصار کے باہر گزرتے رہے۔ جنات کی شکلیں اس قدر ہیبت ناک تھیں کہ مجھ سے دیکھی نہ جاتی تھیں۔ سحری کے وقت جنات کا بادشاہ گھوڑے پر سوار آیا اس کے اردگرد بھی جنات کا ہجوم تھا۔ حصار کے باہر ہی سے اس نے میری حاجت دریافت کی۔ میں نے بتایا کہ مجھے حضور غوث اعظم نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اتنا سننا تھا کہ ایک دم وہ گھوڑے سے اتر آیا، اور زمین پر بیٹھ گیا۔ دوسرے سارے جن بھی دائرے کے باہر بیٹھ گئے۔ میں نے اپنی لڑکی کی گمشدگی کا واقعہ سنایا۔ اس نے تمام جنات میں اعلان کیا کہ لڑکی کو کون لے گیا ہے؟ چند ہی لمحوں میں جنات نے ایک چینی جن کو پکڑ کر بطور مجرم حاضر کر دیا۔ جنات کے بادشاہ نے اس سے پوچھا: "قطب وقت کے شہر سے تم نے لڑکی کیوں اٹھائی؟

وہ کانپتے ہوئے بولا: "عالی جاہ! میں اسے دیکھتے ہی اس پر عاشق ہو گیا تھا"۔ بادشاہ نے "چینی جن" کی گردن اڑانے کا حکم صادر کیا اور میری پیاری بیٹی میرے سپرد کر دی۔

(میٹھی میٹھی سنتیں.............. ص ۳۰۴، ۳۰۵)

الجواب:- حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی اس کرامت کو امام ابوالحسن الشطنوفی الشافعی المتوفی ۷۰۳ھ / ۱۳۰۴ء نے درج ذیل دو اسناد کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔

پہلی سند:- علامہ شطنوفی فرماتے ہیں خبر دی ہم کو فقیہ ابوالفتح نصر اللہ بن یوسف بن خلیل نے احمد بن ہاشمی بغدادی کرخی نے قاہرہ میں ۶۶۹ھ میں۔ کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر بن حافظ تاج الدین ابو بکر عبدالرزاق نے بغداد میں ۶۳۰ھ میں۔ کہا خبر دی ہم کو ابو عبدالرزاق اور میرے چچا عبدالوہاب اور عمران کیانی اور بزاز نے ۵۹۱ھ میں۔

دوسری سند:- علامہ شطنوفی فرماتے ہیں: خبر دی ہم کو شیخ ابوالفتوح محمد بن ابی المحاسن یوسف بن اسماعیل بن احمد بن علی قرشی تیمی بکری بغدادی نے قاہرہ میں ۶۶۸ھ میں۔ کہا خبر دی ہم کو شریف ابو جعفر محمد بن قاسم لبیب بن نفیس بن یحیی العلوی حسینی نے بغداد میں ۶۳۰ھ میں۔ کہا خبر دی ہم کو شیخ

عارف ابوالخیر بشیر بن محفوظ بن غنیمہ نے بغداد میں اپنے مکان میں جو کہ لب ازج میں تھا ۵۹۴ھ میں۔ ان سب نے کہا کہ خبر دی ہم کو ابو سعد عبداللہ بن احمد بن علی بن محمد بغدادی ازجی نے بغداد میں ۵۵۴ھ میں کہا کہ میری بیٹی جس کا نام فاطمہ تھا ہماری چھت پر چڑھی ۵۳۰ھ میں، جس کو کوئی اٹھا کر لے گیا۔ الخ

(بہجۃ الاسرار از امام شطنوفی (م ۷۰۳ھ) ص ۲۰۳ طبع لاہور ۱۹۹۵ء)

O-- شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتیں حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں۔ اور بالاتفاق سب کو اس کا علم ہے دنیا کے کسی شیخ میں ایسی کرامتیں نہیں پائی گئیں۔ غرضیکہ آپ سے لاتعداد کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ مخلوقات کے ظاہر و باطن میں تصرف کرنا، انسان اور جنات پر آپ کی حکمرانی، لوگوں کے راز اور پوشیدہ امور سے واقفیت، عالم ملکوت کے بواطن کی خبر، عالم جبروت کے حقائق کا کشف، عالم لاہوت کے سربستہ اسرار کا علم، مواہب غیبیہ کی عطاء، باذن الٰہی حوادث زمانہ کا تصرف و انقلاب، مارنے اور جلانے کے ساتھ متصف ہونا، اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنا، مریضوں کی صحت، بیماروں کی شفا، طے زمان و مکان، زمین و آسمان پر اجرائے حکم، پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، لوگوں کے تخیل کا بدلنا، اشیاء کی طبیعت کا تبدیل کرنا، غیب کی اشیاء کا منگانا، ماضی و مستقبل کی باتوں کا بتلانا، اور اسی طرح کی دوسری کرامات مسلسل اور ہمیشہ عام و خاص کے درمیاں آپ کے قصد و ارادہ سے بلکہ اظہار حقانیت کے طریقہ پر ظاہر ہوئیں۔

(اخبار الاخیار، (اردو) ص ۴۵ طبع کراچی)

غیر مقلدین اور مسئلہ کراماتِ اولیاء

مولوی قاضی محمد سلیمان غیر مقلد نے ۳۰/مارچ 1982ء کو آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس منعقدہ آگرہ میں خطبہ صدارت دیتے ہوئے کہا:

کرامت کا کوئی منکر نہیں، جب کسی بزرگ سے کوئی کرامت بروایت صحیح ثابت ہو جاتی ہے، تو اسے دلیل صداقت اسلام اور نتیجہ اتباع رسول انام ﷺ سمجھا جاتا ہے۔

(رسائل عشرہ، قاضی محمد سلیمان، ص ۲۵۵ طبع لاہور ۱۹۷۲ء)

ہم نے شیخ سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی زیر بحث کرامت کو بسند صحیح ثابت کیا ہے اور ایسی کرامات کے بقول قاضی صاحب غیر مقلد (وہابی) منکر نہیں۔ اور ابن لعل دین نجدی کا غوث الاعظم کی

اس کرامت کا انکار کرنا اور اس پر طعن و تشنیع کرنا، مضحکہ خیزبات ہے۔

خدا جانے دونوں (قاضی صاحب اور ابنِ لعل دین) میں سے کون جھوٹا اور سچا ہے۔ اس مسئلہ کو پاکستان کے غیر مقلدین وہابی ہی حل کر سکیں گے۔

☆---حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) علیہ الرحمۃ کی ایک کرامت

ایک شخص نے اپنے فرزند دلبند کی نسبت کسی شریف کے ہاں دہلی میں قرار دی، جب لڑکی کے والد نے سامان شادی حسبِ دلخواہ جمع کر لیا، ماہ و تاریخ مقرر کر کے بارات بلائی، ادھر سے نوشاہ کا باپ بھی اپنی حیثیت کے مطابق بھائی بند، دوست، آشنا، گاڑی، گھوڑے بافراط ہمراہ لے کر حاضر ہوا، میزبان نے مہمانوں کی دل کھول کر دعوت کی اور حسبِ دستور بعد نکاح جہیز دے کر دختر کو رخصت کیا، برات نے جو رخصت پائی تو ایک منزل قطع کر کے کسی مقام پر بغرض ناشتہ خوری قیام کیا، جو مرد تھے وہ رفع حاجت کے واسطے گئے اور مستورات ہمراہی کے واسطے ایک قنات ایستادہ کر دی تاکہ احتیاجِ بول و براز سے تکلیف نہ اٹھائیں۔ سب عورتوں نے آپس میں یہ صلاح کی کہ پہلے دولہن کا تمام ضروریات سے فارغ ہو لینا نہایت ضروری ہے۔ شاید اس کو حاجت ہو اور بباعث لحاظ کے جو اس وقت دلہن کو ہوتا ہے نہ کہہ سکے، سب نے پسند کیا اور دلہن کو پس قنات جا بٹھایا، جب دیر ہوئی تو ہمجولیوں نے جا کر دیکھا تو دلہن کا نشان نہیں، حیرت زدوں نے باہر آکر بیان کیا، خدا کی قدرت ہے کہ یا تو وہ سامان خوشی کا تھا، یکا یک سامان غم ہو گیا، عورتوں نے بہت گریہ وزاری کی، آخر ش کوئی ساکت کوئی ششدر کوئی کسی کی طرف دیکھ کر چپ رہ گیا، پھر تلاش کی فکر ہوئی، سواروں نے چاروں طرف گھوڑے دوڑائے، راہ براہ کسی سے پوچھا پاتا لگایا، مگر وہ ایسی کب ڈولی تھی کہ سہل تر آتی، سب مجبور ہو کر کوئی دس کوئی بیس کوس سے واپس آئے اور کمال یاس سے آہ بھر کر چپ ہو بیٹھے، تمام بارات کو اس پریشانی میں چار شبانہ روز بے آب و دانہ گذر گئے، نہ یہ ہمت و جرات جو بے دلہن وطن کو چلے آئیں۔ نہ یہ مقتضائے حمیت کہ دہلی کو جو نزدیک تھی، لوٹ جائیں۔ اس اثناء میں ایک شخص کا وہاں گذر ہوا۔ گویا ان مصیبت زدوں کو خضر مل گیا، آگ کے تجسس سے جو اس قنات کے نزدیک گیا، حال دریافت کیا، براتیوں نے تمام سرگزشت اور اپنی پریشانی رو رو کر سنائی، اس وقت مسافر نووارد نے کہا کہ واقعی درد تمہارا لا دوا ہے، مگر پھر بھی تدبیر شرط ہے، سب نے بالاتفاق پوچھا کہ فرمایئے کیا کریں؟ ہم سے تو کچھ بن نہیں آتا، جو تدبیر آپ ارشاد فرماویں اس کے انجام دینے میں ہم سب جان و دل حاضر ہیں، اس

نے کہا اے صاحبو! میں دہلی جاتا ہوں، چند سوار تیز رفتار اور ایسے کہ جن کی صورت ظاہری سیرت باطنی نے مناسبت رکھتی ہو، میرے ہمراہ کر دو تو میں دہلی میں ان کو جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے پاس لے جاؤں اور تمام حال گوش گذار خدام والا کر کے اس درد کی دوا کا طالب ہوں، میرے نزدیک ان حضرات سے بہتر ایسے دردوں کا کوئی دوسرا طبیب نہیں۔

پس سب کے دلوں نے یہ امر تسلیم کیا اور ہاری ہمت قوی ہو گئی، چند آدمی جو اس برات میں ثقہ تھے، تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر اس ہادی کے ساتھ ہو لئے اور آستانہ جناب مولانا صاحب پر جا کر بعد حصول قدم بوسی کے سب سرگزشت اپنی من و عن عرض کی، آپ نے فرمایا کہ روز وقوع اس واقعہ کے فقیر کو اس حال کی خبر ہو گئی تھی اور فقیر تمہارا منتظر تھا، خیر اطمینان رکھو، خانقاہ میں فروکش ہو، جب یہ لوگ کھانے پینے سے فارغ ہوئے اور ماندگی راہ رفع ہوئی تو پھر حاضر حضور ہو کر امیدوار توجہ ہوئے، آپ نے فرمایا کہ تم اس وقت دو روٹیاں آرد ماش کی تیل سے چپڑ کر چاندنی چوک میں لے جاؤ، وہاں ایک خارشی کتا تم کو ملے گا، تم ایک روٹی اس کے روبرو رکھ دینا گو وہ تمہارے اوپر کیسا ہی حملہ کرے اور ڈراوے لیکن خوف نہ کرنا اور جگہ سے نہ ہلنا، جب وہ کتا روٹی کھالے تو تم دوسری روٹی بھی اس کے روبرو رکھ دینا اور گھوڑے تیار رکھنا، جب وہ کتا روٹی کھا کر کسی طرف قصد کرے تو تم گھوڑوں پر سوار ہو کر جہاں تک وہ جائے اس کے ساتھ جانا، پیچھے نہ رہ جانا ورنہ سہل کام مشکل ہو جاوے گا، چونکہ آدمی فہمیدہ تھے وہاں سے ہر ایک بات خوب ذہن نشین کر کے چاندنی چوک میں آکر حسبِ فرمودہ جناب شاہ صاحب کتا پایا کہ وہ قبل روٹی دینے کے بہت کچھ ان پر چیخا چلایا، حملہ آور ہوا لیکن یہ کیا ٹلنے والے تھے، اڑے رہے، اور اپنا کام کیے گئے، یہاں تک کہ وہ دونوں روٹیاں کھلا رقعہ اس کے گلے میں باندھ اور گھوڑوں پر سوار ہو کر قریب بیس کوس اس کے تعاقب میں چلے گئے، اور بعد طے اس قدر مسافت کے اس کتے نے ایک مقام پر ٹھہر کر پنجوں سے زمین کھودی اور تھوڑے عمق پر ایک دروازہ وسیع نظر آیا، تو یہ سب باہر کھڑے رہے اور وہ کتا اندر دروازہ کے چلا گیا، تھوڑے عرصہ میں چند آدمی سن رسیدہ بہ وضع و لباس انسانوں کے اسی دروازہ سے معہ دلہن کے باہر آئے اور مطلوب ان کا حوالہ کیا اور کہا کہ جناب مولانا صاحب سے ہمارا اسلام کہہ کر گذارش کرنا کہ ہمارے عملہ میں ایک شخص پاجی نے ایسی حرکت کی کہ پاداش ایسے کردار بیہودہ کا نہایت سختی سے کر دیا گیا، چونکہ یہ خطا ہم سے بذاتہ سرزد نہیں ہوئی اور گنہگار اپنی سزائے کردار باحسن الوجوہ پا چکا للذا امیدوار ہیں کہ یہ خطا

ہماری معاف فرمائی جاوے گی، پس اس قدر کلام کر کے وہ صاحب جو اس دروازہ سے تشریف لائے تھے، اسی راہ سے واپس چلے گئے۔ بعد تھوڑے عرصہ کے وہی کتا اسی حیثیت سے باہر آیا اور جس طرح پر کہ زمین کو شگاف دیا تھا بند کر کے جانب دہلی رخ کیا اور یہ سوار بھی اس کے جلو میں چلے، وہ آگے آگے یہ لوگ معہ عروس پیچھے پیچھے دہلی آپہنچے اور خدمت بابرکت جناب شاہ صاحب میں حاضر ہو کر بعد ادائے شکریہ اور حصول اجازت کے برات سے جو اس جنگل میں تباہ پڑی تھی، آملے اور سب حال از ابتداء تا انتہا بیان کیا، سبکو حیرت ہوئی اور جناب شاہ صاحب کے معتقد ہو کر و قتاً فو قتاً مرید ہوئے۔

(کمالاتِ عزیزی، از نواب مبارک علی خان، سن تالیف ۱۸۷۲ء، ص ۳۰ حکایت نمبر ۷، ۴ طبع کراچی ۱۹۸۲ء)

اگر قادری صاحب شیخ سیدنا عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ جن کے متعلقہ کرامت نقل کرنے پر موجبِ طعن ہیں تو شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے متعلق بھی قلم کو جنبش دیں، اور بقول آپ کے ہم یہ لکھنے پر حق جانب ہوں گے......!

حضرت شاہ عبد العزیز نے نیا مذہب، عقیدۂ توحید کو ختم کر دینے والی گمراہ کن حکایات کے سہارے ہی کھڑا کیا ہے۔ (اس کے علاوہ اور بہت سی حکایات شاہ صاحب سے منقول ہیں) اگر اس کی بنیاد سے حکایات نکل جائیں تو یہ مذہب دھڑام سے زمین پر آرہے۔ (بقول آپ کے)

O--نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد وہابی لکھتا ہے:

شاہ عبد العزیز بن شیخ اجل ولی اللہ محدث دہلوی بن شیخ عبد الرحیم عمری رحمہم اللہ استاذ الاساتذ، امام نقاد، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف اور دیارِ ہند کے خاتم مفسرین و محدثین تھے.........

در حقیقت اس سرزمین میں عمل بالحدیث کی تخم ریزی ان کے والد ماجد نے کی اور انہوں نے اس کو برگ و بار بخشے اور پروان چڑھایا۔

(اتحاف النبلاء المتقین باحیاء ماثر الفقہاء المحدثین، ص ۲۹۶ مطبع نظامی کانپور ۱۲۸۸ھ)

O--سرسید احمد خان (بانی علی گڑھ یونیورسٹی) شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ کے متعلق لکھتے ہیں:

اعلم العلماء افضل الفضلاء اکمل الکملاء عرف العرفا شرف الافاضل فحر الاماجد والاماثل رشک سلف داغ خلف، افضل المحدثین اشرف العلمائے ربانیین مولانا ابالفضل اولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ......... مجموعہ فیض ظاہر و باطنی .... غوامض حدیث نبوی و تفسیر کلام الٰہی، الخ

(تذکرہ اہل دہلی از سر سید احمد، ص ۸۰ طبع کراچی ۱۹۶۵ء)

بقول نواب صدیق حسن خان جس طرح شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے شجرِ علوم حدیث کو پروان چڑھایا اسی طرح وہ شجرۂ اسلام جس کی آبیاری میدانِ کربلا میں حسینی خون سے ہوئی تھی، اسی کی بقا اور اس کو رافضیت، وہابیت، دیوبندیت اور مودودیت کی مسموم ہواؤں سے بچانے کے لیے قادری صاحب میدانِ عمل میں آئے ہیں۔ "انشاء اللہ تعالیٰ" قادری صاحب کے حاسدین مثل ابن لعل دین نجدی ایسے بغض و حسد کی آگ میں ہمیشہ جلتے رہیں گے۔ اور یہ قافلہ قادریت، مجسمہ عشق و مستی یوں ہی اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہے گا۔ (ان شاء اللہ)

......وہابیہ اور جنوں کی کہانیاں......

؎ اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

O--ابو عثمان سید اسماعیل مشہدی غیر مقلد لکھتا ہے:

سید محمد شریف گھڑیالوی (سابق امیر جماعت اہل حدیث) کے متعلق معتبر اور عینی شاہدوں کے ذریعے راقم الحروف کو یہ بات پہنچی ہے کہ آپ کے پاس اہل حدیث جن آکر بیعت ہوئے تھے جس طرح اہل حدیث (وہابی) انسانوں نے آپکو امیر مانا تھا۔ اسی طرح اہلحدیث (وہابی-غیر مقلد) جنوں نے بھی مانا، جنوں کے متعلق کہانیاں مکمل سوانح حیات میں درج ہیں۔

ابنِ لعل دین نجدی کے لیے لمحہ فکریہ............!

خط کشیدہ عبارت کو بار بار پڑھیں۔ اور سنبھل کر رہیں کہیں وہابیت و نجدیت کی عمارت دھڑام سے زمین پر نہ آرہے۔

O--مولوی عبد المجید سوہدروی غیر مقلد، مولوی قاضی سلیمان منصورپوری کی کرامات کے ذکر میں لکھتا ہے۔ ولایت احمد نامی قصاب کی ہمشیرہ کو جن تھا، جو کسی سے نہ نکلتا تھا، بڑے بڑے عامل آئے مگر جن کسی سے نہ نکلا، ولایت احمد قاضی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ تشریف لے چلیں۔ شاید آپ کا کہنا مان جائے، آپ نے فرمایا کہ میں جنات کا عامل نہیں ہوں، مگر خیر تم جاؤ اور اسے میرا اسلام کہہ کر یہ پیغام دو، کہ وہ کہتے ہیں اب تم چلے جاؤ، چنانچہ ولایت احمد نے ایسا ہی کیا، کہا قاضی محمد سلیمان صاحب تمہیں سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اب تم چلے جاؤ، جن نے کہا قسم اٹھاؤ، انہوں نے یہ کہا ہے، اس نے کہا خدا انہوں نے یہی کہا ہے، جن بولا بہت اچھا لیجئے، اب جاتا ہوں،

چنانچہ اس کے بعد اس کی ہمشیرہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آرام آگیا۔

(کرامات اہلحدیث، ص ۱۸ طبع سیالکوٹ)

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی نے "فیضان سنت" سے چند حکایات جن کا تعلق دعوتِ اسلامی کے وابستگان سے ہے جن میں زیارت رسول ﷺ اور آپ کی عطا اور سخا کا ذکر ہے، لکھ کر ان پر تبصرہ کیا ہے جو کہ موصوف کی جہالت، وہابیت اور نجدیت کی تصویر کشی کرتا ہے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ص ۳۰۶ تا ۳۰۹)

الجواب :- (۱) ان واقعات کا تعلق روحانیت اور مشاہدات سے ہے جو کہ علمائے ظواہر اور خصوصاً فرقہ وہابیہ نجدیہ کی عقل و فہم سے وراء ہیں۔

(۲) انسان کی تین حالتیں ہیں :- i- سویا ہوا ii- جاگتا ہوا iii- نہ سویا ہوا نہ جاگتا۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ رب کائنات جل جلالہٗ کے اذن اور اس کی مشیت کے تحت جب چاہیں، جس وقت چاہیں اپنے غلاموں کو ان تینوں حالتوں میں اپنے دیدار سے مشرف فرمائیں اور انہیں کچھ عطا فرمائیں، احادیث مبارکہ، آثار صحابہ اور اولیاء کاملین کے مشاہدات سے روز روشن کی طرح عیاں ہے اور انکار اس کا گمراہی اور بے دینی ہے۔

اس دعویٰ پر ہم عند الفریقین مسلمہ علمائے اسلام، جامع شریعت و طریقت کے اقوال و احوال پیش کرتے ہیں۔

O-- حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی علیہ الرحمۃ ابن حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

"میں جب مدینہ منورہ حاضر ہوا اور مواجہ شریف میں حاضری دی تو وہاں چشمِ دل سے مشاہدہ کیا کہ سرور کائنات ﷺ کا وجود مبارک عرش سے فرش تک مرکز جمیع کائنات ہے، ہر چند کے وہابِ مطلق (عطا فرمانے والا) اللہ تعالیٰ ہی ہے، لیکن جس کسی کو فیض پہنچا ہے وہ حضور ﷺ کے وسیلے سے پہنچا ہے، اور مہمات، ملک و ملکوت حضور ﷺ کے اہتمام سے انصرام پاتی ہیں۔ (یعنی صرف جہان کے ہی نہیں ملک و ملکوت کے مہتمم سید دو عالم ﷺ ہیں۔) اور معلوم ہوا کہ ساری خدائی کو انعامات شب و روز روضہ مطہرہ سے پہنچتے ہیں۔"

(مقامات امام ربانی، ص ۱۱۲ طبع لاہور)

(ماہنامہ الجامعہ، محمدی شریف (جھنگ)، جلد ۳۲، ذوالحجہ ۱۴۰۱ھ، شمارہ ۱۲، ص ۵۷)

حضرت خواجہ محمد معصوم کا مختصر تعارف

۱۰۰۷ھ میں مقام بسی متصل سرہند (اسی سال حضرت مجدد الف ثانی حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔) پیدا ہوئے، والد بزرگوار، برادرِ محترم خواجہ محمد صادق اور شیخ طاہر رحمۃ اللہ علیہم سے عقلی اور نقلی علوم حاصل کیے، اور جملہ علوم و فنون میں اعلیٰ دستگاہ حاصل کی، 16 سال کی عمر میں علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہوگئے۔ گیارہویں سال والد ماجد سے بیعت ہو کر تعلیم طریقت شروع کر دی۔ سولہ سال کی عمر میں تحصیل علوم سے فراغت پا کر سلوک طریقت کی جانب ہمہ تن متوجہ ہوگئے۔ اور بہت جلد اعلیٰ مدارج طے کیے۔ حتیٰ کہ حضرت مجدد الف ثانی کے خلفاء میں سب سے زیادہ فیض آپ کے ذریعہ پہنچا اور ایک کثیر تعداد مردوں اور عورتوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی، اور بے شمار خلیفہ صاحبِ ارشاد ہوئے۔

۷۲ سال دنیا میں قیام فرما کر ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ روز شنبہ بوقت دوپہر روحِ معصوم نے مستقر اعلیٰ کا رخ کیا۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون) (تلخیص)

O- علمائے ہند کا شاندار ماضی، ص ۲۵۵ تا ۲۷۵، طبع کراچی ۱۹۹۱ء

O- تذکرہ علمائے ہند، ص ۴۰۷ طبع کراچی ۱۹۶۱ء از رحمان علی

O- خزینۃ الاصفیاء، جلد اول، ص ۶۳۹ از مفتی غلام سرور لاہوری

O-- حضرت ابو سعد قیلوی بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بے شک انبیاء علیہم السلام کی ارواح آسمان اور زمین میں ایسا چکر لگاتی ہیں، جیسے کہ زمانہ میں ہوائیں۔

(بہجۃ الاسرار، از علامہ شطنوفی، م ۷۰۳ھ، ص ۲۷۳ طبع لاہور ۱۹۹۵ء)

O-- امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ (م ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں :-

پس نتیجہ یہ نکلا ان تمام احادیث مبارکہ سے جو نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں کہ بے شک آپ ﷺ اپنے جسم اقدس و روح مبارکہ کے ساتھ زندہ جاوید ہیں اور تمام روئے زمین اور ملکوت میں اپنی مرضی و منشاء کے تحت تصرف و سیر فرماتے ہیں، اور آپ کی ذات گرامی اس ہیئت و حالت پر ہے جس طرح وفات شریف سے پہلے تھی۔ اس حالتِ شریفہ میں کچھ تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے۔ اور آنکھوں سے اس طرح غیب ہیں، جیسے ملائکہ باوجود یکہ وہ اپنے اجسام کے ساتھ زندہ ہیں۔ جب خالق ارض و سماء جل شانہٗ، کسی کو آپکی زیارت سے مشرف فرمانا چاہتا ہے تو حجاب اٹھا دیتا ہے، للذا وہ (نیک

سیرت) شخص آپ کو آپکی اصلی ہیئت پر دیکھتا ہے۔ نہ تو (شرعاً) اس میں کوئی مانع ہے اور نہ ہی عالم مثال سے خاص کرنے کا کوئی داعیہ ہے۔

(تنویر الحلک فی امکان رویۃ النبی از علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ ص ۱۹ طبع ترکیہ ۱۳۹۴ھ)

حکایت نمبر 1 اور اس کا جواب:
دیدارِ مصطفیٰ سے متعلق

چند سال پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک افریقی رئیس حضور ﷺ کے روضہ پر انوار پر حاضر ہوا، اور قدمین شریفین کی طرف یعنی سیدھ میں دھرنا مار کر بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جب تک شربتِ دیدار نہ پیوں گا، کھانا نہیں کھاؤنگا، یہی رٹ لگاتا رہا.......... (حتیٰ کہ) تیسرا دن آ پہنچا، بھوک سے نڈھال ہو چکا تھا، آپ سرہانے تشریف لے آئے اور اپنے دیوانے کے لیے روٹی بھی ساتھ لیتے آئے، نہایت ہی شفقت سے اپنے بھوکے عاشق کو اپنے رحمت بھرے ہاتھوں سے روٹی کھلائی، شربتِ دیدار بھی پلایا اور تشریف لے گئے.......... ابھی روٹی کا ٹکڑا منہ میں ہی تھا کہ آنکھ کھل گئی۔ اتنے میں ایک عرب صاحب تشریف لائے، روٹی کا ٹکڑا مانگ لیا۔ دے دیا، ان سے کھالیا۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ص ۳۰۷)

خط کشیدہ الفاظ "آنکھ کھل گئی" سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ نیند کا ہے۔

O-- ابن الجلا کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں آیا۔ ابھی مجھ پر ایک دو فاقے گزرے تھے کہ میں نے قبر شریف کے پاس کھڑے ہو کر عرض کیا کہ "انا ضيفك يا رسول الله" (یا رسول اللہ میں آپ کا مہمان ہوں)۔ پھر سو گیا، پیغمبر خدا ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ مجھ کو ایک روٹی دی۔ آدھی میں نے خواب ہی میں کھالی۔ جب بیدار ہواء تو بقیہ نصف روٹی میرے ہاتھ میں تھی۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، (م ۱۰۵۲ھ) ص ۲۴۰ (اردو))

O-- ابو اقطع علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا اور مجھے پانچ دن گزر گئے کہ غذا نہیں چکھی تھی، چھٹے روز قبر شریف پر جا کر عرض کیا (یا رسول اللہ! میں آپ کا مہمان ہوں) اس کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے حضرت ابوبکر داہنی جانب اور حضرت عمر فاروق بائیں طرف، علی بن ابی طالب آگے تھے، مجھ سے کہتے ہیں کہ اٹھو! پیغمبر خدا تشریف لے آئے۔ میں آگے بڑھا اور آپ کے دونوں ابروؤں کے درمیاں بوسہ دیا۔ آپ نے مجھ کو ایک روٹی دی۔ میں نے کھا لی۔ جب بیدار ہوا تو ایک ٹکڑا روٹی کا میرے ہاتھ میں بچا ہوا تھا۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب، ص ۲۴۰ طبع کراچی (اردو))

O-- امام ابوبکر بن مقری کہتے ہیں کہ میں اور طبرانی اور ابو الشیخ تینوں حرم مصطفوی ﷺ میں تھے، کہ بھوک نے غلبہ کیا اور دو روز اسی حالت میں گزر گئے۔ جب عشاء کا وقت آیا، میں قبر شریف کے سامنے گیا اور عرض کیا "یا رسول الجوع"۔ یہ کلمہ کہہ کر میں واپس آگیا، میں اور ابو الشیخ سو گئے، طبرانی بیٹھے رہے کسی چیز کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک ایک شخص علوی آیا، اور دروازہ کھٹکھٹایا، اس کے ساتھ دو غلام تھے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک زنبیل اور اس میں مع کھجور بہت سے کھانے تھے۔ انہوں نے ہم سب کے ساتھ بیٹھ کر کھایا اور جتنا باقی بچا اس کو بھی ہمارے پاس چھوڑ گیا، اور کہا کہ اے لوگو! شاید تم نے رسولِ خدا ﷺ کے پاس شکایت کی ہے۔ میں نے اسی وقت آں حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ مجھ سے فرماتے ہیں تم ان لوگوں کے لیے کھانا حاضر کر دو۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، ص ۲۴۰)

(الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ از محدث ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) ص ۸۳۰ طبع لاہور)

O-- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں: کہ ایک بار میرے والد گرامی شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ کو بھوک نے ستایا، انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ میری گرسنگی کو دور فرمائے، تو انہوں نے روحِ مکرم ﷺ کو آسمان سے کھانا لاتے دیکھا گویا حکمِ خدا سے ہوا ہے۔ کہ وہ روٹی مجھے کھلا دیں۔ پس آپ نے مہربانی کی تو میری حاجت رفع ہوگئی۔ الخ

O-- شاہ عبدالرحیم والد گرامی شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: راتوں میں سے ایک رات پیاسا تھا تو ہمارے دوستوں میں سے ایک کو الہام ہوا کہ میرے واسطے ایک برتن میں دودھ تحفہ کر کے لے آئے، میں نے وہ پی لیا پھر میں باوضو سو رہا تھا تو روحِ مکرم ﷺ کو دیکھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ دودھ ہم نے بھیجا تھا اور اس کے دل میں القا کیا تھا کہ تجھے پلائے۔

(در الثمین فی مبشرات النبی الامین از شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ، ص ۳۲-۳۳، طبع لائل پور ۱۹۷۰ء)

(القول الجلی فی ذکر آثار الولی، تالیف محمد عاشق پھلتی، ص ۱۸۹ طبع لاہور ۱۴۲۰ھ)

O-- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جناب والد گرامی شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ نے فرمایا: کہ ماہِ رمضان شریف میں کہیں جانے کا اتفاق ہوا، تو گرمی و تکلیف مجھے بہت ہوئی، پس اسی حالت میں مجھے نیند آگئی، تو زیارت سرکارِ دو عالم سے مشرف ہوا، آپ نے مجھے لذیذ کھانا عطا فرمایا، جو چاول اور قند اور گھی سے تیار ہوا تھا وہ کھایا اور سیر ہوا تو سرد پانی عنایت کیا اسے پیا، پیاس دور ہوئی، پھر

بیدار ہوا اس حال میں کہ نہ بھوک تھی نہ پیاس اور ہاتھوں سے زعفران کی خوشبو آرہی تھی۔

☆حکایت نمبر 2 اور اس کا جواب :

سگِ مدینہ کی برادری کے ایک اسلامی بھائی نے اپنا ایمان افروز واقعہ سنایا :.........اس نے بتایا کہ میں مسجد نبوی شریف میں سبز جالیوں کی طرف سرکارِ مدینہ کی پشتِ اطہر کی جانب بیٹھا ہوا تھا، کہ اچانک بدن پر رعشہ طاری ہو گیا، نگاہیں جھک گئیں، سرکار مدینہ مجھ سے فرمارہے تھے مانگ کیا مانگتا ہے ؟ مگر مجھ میں حوصلہ ہی نہیں تھا جو لب کشائی کرتا، آہ میں کچھ مانگ نہ سکا، سرکار میرے پیارے سرکار پھر روضے کے اندر تشریف لے گئے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.........ص ۳۰۷)

مذکورہ بالا حکایت نقل کرنے کے بعد ابن لعل دین نجدی لکھتا ہے :

”ایسے کتنے ہی واقعات ہیں جو پیش کیے جاسکتے ہیں جن میں یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ جاگتے ہوئے ان کے پاس آتے ہیں اور ان کو ملتے ہیں۔“ (میٹھی میٹھی سنتیں یا......ص ۳۰۷)

حضور پر نور سید عالم ﷺ کا بعد از وصال کسی نیک و صالح امتی کو خواب میں زیارت و دیدار سے مشرف فرمانا ایک حقیقتِ ثابتہ ہے، اور خواب میں آپ کی زیارت کرنا حقیقت میں آپ ہی کی زیارت کرنا ہے، کیونکہ شیطان آپ کی صورت مبارکہ اختیار نہیں کر سکتا۔

O-- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس نے مجھے خواب میں دیکھا پس یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ (شمائل ترمذی مع شرح، ص ۵۹۳ طبع لاہور ۱۹۷۶ء)

O-- حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا، پس یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا، اس لیے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا، یا فرمایا میری مانند نہیں ہو سکتا۔ (شمائل ترمذی مع شرح، ص ۵۹۴، طبع لاہور)

O-- حضرت طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھے نیند میں دیکھا پس یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا۔

(شمائل ترمذی مع شرح، ص ۵۹۵، طبع لاہور ۱۹۷۶ء)

O-- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جس نے مجھے دیکھا یعنی نیند میں بے شک اس نے حق دیکھا۔

ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ محدث شمس الدین محمد بن یوسف بن علی ابن عبدالکریم کرمانی (م ۷۸۶ھ) علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہیں۔

”ای الثابتة لا اضغاث فیه ولا احلام“ (جمع الوسائل حوالہ)

(انوارِ غوثیہ شرح الشمائل النبویہ از محمد امیر شاہ قادری، ص ۵۹۹ طبع لاہور ۱۹۷۶ء)

یعنی یہ اسی طرح صحیح اور درست ہے جس طرح کہ دیکھا گیا اس میں کوئی گڑبڑ نہیں ہے۔

O-- علامہ طیبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :- ”الحق ھنا“ حق یہی ہے۔

O-- زین العرب فرماتے ہیں :- ”الحق ضد الباطل“ حق کی ضد باطل ہے۔ یعنی یہ خواب حق ہی ہے۔ (انوارِ غوثیہ شرح شمائل، ص ۵۹۹ طبع لاہور)

ایک اور شبہ کا ازالہ نبی کریم ے کی ایک ہی وقت میں مختلف شہروں میں مختلف ملکوں میں مختلف لوگ زیارت کرتے ہیں، حضور اکرم ﷺ بیک وقت کہاں کہاں تشریف لا سکتے ہیں۔ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ مختلف لوگوں کی زیارت کے لیے یہ ضروری نہیں کہ حضور ﷺ سب جگہ تشریف لے جائیں۔ بلکہ ایک ہی جگہ سے سب کو زیارت ہو سکتی ہے۔ کہ آفتاب اپنی جگہ پر قائم ہے، اور مختلف لوگ دور دور شہر والے اس کو دیکھتے ہیں اور پھر جس قسم کی عینک سبز سرخ سیاہ لگا کر دیکھیں گے آفتاب ویسا ہی نظر آئے گا، حالانکہ آفتاب ایک ہی صورت پر ہے۔

☆بیداری میں زیارتِ رسول مقبول ﷺ

حضرات علمائے کرام اہل سنت و جماعت نے اس امر کو بھی وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ حضور پر نور رحمت عالم ﷺ کی بیداری میں اولیاء اللہ کو زیارت نصیب ہوئی ہے۔ ائمہ شافعیہ میں سے حضرت امام محمد غزالی، حضرت بارزی، حضرت ابن السبکی اور یافعی رحمہم اللہ علیہم جیسے حضرات فرماتے ہیں۔

”یعنی ائمہ شریعت کی ایک جماعت نے تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ولی کرامت کے طور پر آنحضرت ﷺ کی زیارت بحالتِ بیداری بھی کر سکتا ہے اور آنجناب ﷺ کی مجلس میں حاضر بھی ہو سکتا ہے۔ بلکہ اپنی استعداد کے مناسب علوم و فنون و معارف کا استفادہ بھی کر سکتا ہے۔“

O-- مالکیہ میں امام قرطبی، حافظ ابن ابی حمزۃ، امام ابن الحاج وغیرہ حضرات نے بعض اولیاء کرام کے حالات المدخل میں نقل کیے ہیں۔

یعنی وہ کسی فقیہ کی مجلس میں تشریف لے گئے، اس فقیہ نے کوئی روایت بیان کی، یہ ولی بولے یہ

حدیث باطل ہے اس فقیہ نے کہا تم نے یہ حکم کیسے لگایا، اس ولی نے کہا یہ حضور پاک ﷺ تیرے سامنے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میں نے نہیں کہی ہے، اس فقیہ کو بھی اس امر کا انکشاف ہوگیا اور اس نے بھی آنحضرت ﷺ کو دیکھ لیا۔ (الحاوی از امام سیوطی، م ۹۱۱ھ، جلد ۲)

O-- حضرت ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"ولو حجبت عن النبی ﷺ طرفة عين ما عدوت نفسی من المسلمين"

(شرح شمائل ترمذی از سید محمد امیر شاہ صاحب، ص ۵۹۲، طبع لاہور ۱۹۷۶ء)

یعنی اگر میرے اور آنحضور ﷺ کے درمیان ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی حجاب پڑ جائے تو میں اپنے آپ کو زمرۂ مسلمین میں شمار نہ کروں۔

O-- علامہ عبدالوہاب شعرانی (م ۹۷۳ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"قال الشيخ جلال الدين السيوطی رحمة الله عليه رايت رسول الله ﷺ فی اليقظة بضعاً وسبعين مرة. الخ" (الیواقیت والجواہر، جلد اوّل، ص ۱۳۳)

حضرت علامہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے حضور پرنور نبی کریم ﷺ کو حالت بیداری کچھ اوپر ستر بار دیکھا ہے۔

نیز امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

"ایک بار میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا میں جنتی ہوں؟ ارشاد فرمایا، ہاں! میں نے عرض کیا، کیا عذاب کے بغیر؟ ارشاد فرمایا جاؤ تمہارے لیے یہ بھی سہی۔"

(الیواقیت والجواہر، جلد اول، ص ۱۳۳)

O-- حضرت شیخ ابوالحسن عبدالقادر شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ سے دریافت کیا:

"كم رايت النبی ﷺ يقظه؟ قال بضعا و سبعين مرة. وروى ان النبی ﷺ كان يخاطبه فی الزورات بشيخ السنة وشيخ الحديث"

(مقدمہ الخصائص الصغریٰ از ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، ص ۲۲ طبع لاہور ۱۴۰۱ھ)

آپ نے جاگتے ہوئے نبی ﷺ کی کتنی بار زیارت کی؟ تو فرمایا، ستر اور چند بار، اور روایت کی گئی ہے کہ نبی اکرم ﷺ آپ کو زیارت میں شیخ السنۃ اور شیخ الحدیث کے خطابات سے مخاطب فرماتے تھے۔

O-- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) علیہ الرحمۃ کو بیداری میں زیارت رسول ﷺ:

آپ فرماتے ہیں کہ (دوران حاضریٔ مدینہ منورہ) میں جس وقت بھی آپ ﷺ کے مرقد مقدس کی طرف متوجہ ہوتا تھا آپ کی ذاتِ مظہر آیات کو ظاہر وباہر دیکھتا تھا، ایک روز میں آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا اور ان اسرار و معارف کی حقیقتوں کے بارہ میں جو مجھ پر ظاہر ہوئی تھیں، سوال کیا۔ آپ ﷺ نے ان کی حقیقت مجھ پر ظاہر فرمائی اور ایک دن مجھ کو ایک نور دکھائی دیا، جیسے ملائکہ سافلہ کے انوار۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ نور آپ ﷺ کے مرقد منور سے پھوٹ رہا ہے۔

(القول الجلی فی ذکر آثار الولی، ص ۱۶۴ (حالات وواقعات و ملفوظات شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ از محمد عاشق پھلتی) (مترجم اردو)

(طبع لاہور ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء)

نیز فرماتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت ﷺ کی روح مطہر نے ہر قسم کے لباسوں سے مجرد ہو کر تجلی فرمائی، میں نے اپنی روح سے اس کی فطرت کے مطابق ایک صورتِ روحیہ مجردہ تراشی اور آنجناب ورفعت سے اس کا مشاہدہ کیا، زبان اس کے بیان سے قاصر ہے۔

(القول الجلی فی ذکر آثار الولی، ص ۱۶۵)

نیز فرمایا کہ ایک روز میں آنحضرت ﷺ کے مواجہ شریف میں کھڑا ہوا آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیج رہا تھا اور تضرع وزاری کر رہا تھا۔ ناگاہ آپ ﷺ کی جانب سے ایک سر مثل برق ظاہر ہوا اور میری روح نے ایک لحہ میں پوری شدت سے پکڑ لیا۔۔۔۔۔۔۔ مؤلف قول الجلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس مشاہدہ کے وقت میں حضرت اقدس کے پہلو میں کھڑا بعض آثار کا آپ پر مشاہدہ کر رہا تھا۔

(القول الجلی فی ذکر آثار الولی، ص ۱۶۶)

نیز فرمایا کہ جب میں مدینہ منورہ میں داخل ہو کر روضہ اطہر کی زیارت سے مشرف ہوا تو آں حضرت ﷺ کی روح پر فتوح کو ظاہر و آشکارا دیکھا، لیکن نہ تو عالم اجساد میں اور نہ عالم ارواح میں بلکہ عالم مثال میں جو حسنِ ظاہر سے قریب ہے۔ (القول الجلی فی ذکر آثار الولی، ص ۱۶۳)

بیداری میں زیارت رسول مقبول ﷺ کے قائلین بعض علماء اہلسنت کے اسماء گرامی:

O-- حجۃ الاسلام حضرت محمد غزالی طرطوسی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ

O-- شیخ ہبیت اللہ بارزی (م ۷۳۸ھ) علیہ الرحمۃ

O-- شیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری اندلسی قرطبی (م ۶۷۱ھ) علیہ الرحمۃ

O-- شیخ حافظ ابو محمد عبداللہ (بن سعد) بن ابی حمزۃ (م ۶۹۵ھ) علیہ الرحمۃ

O-- شیخ سید ابو الحسن علی بن عبداللہ مغربی شاذلی (م ۶۵۴ھ) علیہ الرحمۃ

O-- شیخ ابو المواہب عبدالوہاب بن احمد بن علی شافعی مصری شعرانی (م ۹۷۳ھ) علیہ الرحمۃ

O-- شیخ جلال الدین ابو الفضل عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ

O-- شیخ شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) علیہ الرحمۃ

O-- شاہ محمد عاشق پھلتی (م ۱۱۸۷ھ) علیہ الرحمۃ

O-- شیخ ابو الحسن علی بن عبدالکافی السبکی (م ۷۵۶ھ) علیہ الرحمۃ

ابن لعل دین نجدی "دعوتِ اسلامی" کے وابستگان جن کو بیداری یا خواب میں محبوب کبریا ﷺ نے اپنی زیارت سے مشرف فرمایا، کے متعلق لکھتا ہے۔

بعض حضرات بیداری کی حالت میں بھی نبی مکرم ﷺ کی زیارت اور ان سے ہمکلام ہونے کے دعویدار ہیں، ان جھوٹے دعوؤں کی ایک وجہ یہ ہے۔ الخ (میٹھی میٹھی سنتیں........ ص ۳۰۶)

اگر دعوتِ اسلامی کے وہ افراد جن کو رحمتِ عالم ﷺ نے اپنی زیارت سے مشرف فرمایا ہے، جھوٹے اور کاذب ہیں تو مندرجہ بالا حضرات علماء کرام کے متعلق بھی قلم کو حرکت دیں۔

رہا یہ کہنا کہ اس فرقہ کا ہر پانچواں شخص دعویٰ کرتا ہوا نظر آتا ہے، کہ اس کو نبی مکرم ﷺ کی خواب یا بیداری میں زیارت ہوئی سراسر دعوتِ اسلامی کے متوسلین پر بہتانِ عظیم ہے۔

(ھاتو برھانکم ان کنتم صادقین)

ایک بہتان اور اس کا جواب

ابن لعل دین نجدی دعوتِ اسلامی کے وابستگان کے متعلق لکھتا ہے: "بعض اوقات تو بعض نشے کے عادی (سبز پگڑی پہننے والے) حضرات کہ جن کو عرف عام میں "جہاز" کہا جاتا ہے ان لوگوں کو بھی یہ دعویٰ کرتے سنا ہے کہ ہم نے نبی ﷺ کی زیارت کی۔ الخ"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا........ ص ۳۰۶)

دعوتِ اسلامی کے بعض وابستگان کو نشہ کا عادی کہنا سراسر بہتانِ عظیم ہے۔

"لعنۃ اللہ علی الکاذبین"۔

بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی مکرم ﷺ کی نظر رحمت و شفقت سے وہ لوگ جو مختلف

برائیوں اور نشہ کے عادی تھے وہ دعوتِ اسلامی سے منسلک ہو کر ان تمام قبیح امور سے توبہ و اجتناب کر کے صراطِ مستقیم پر گامزن ہو چکے ہیں۔

دامن کو ذرا دیکھ.........!

مسلکِ اہلحدیث کا ترجمان ہفت روزہ "اہل حدیث" لاہور، شیخ احسان الٰہی ظہیر اور اس کی پارٹی کے متعلق رقم طراز ہے۔

منہ پھٹ آدمی:- طارق العیسی نے........احسان الٰہی ظہیر ایسے منہ پھٹ آدمی کو ملک و بیرون ملک غلط پراپیگنڈہ پر لگا دیا........۔ (الحدیث لاہور ۶/ شوال ۱۴۰۲ھ)

چوری:- لاہور میں کویت والوں کی کوٹھی پر ناجائز قبضہ کیا........ادارہ کے کلرک سے مل بھگت کر کے اہم فائلیں اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ چوری کر لیا۔ (۶/ شوال، ۵/ ذیقعد)

رشوت:- کویتی وفد نے نام نہاد ثالثی فیصلہ کے حربہ سے جماعت اہلحدیث کی تباہی کے ذمہ دار احسان الٰہی ظہیر کو ایک تحریر لکھ دی تو شکریہ کے طور پر احسان الٰہی ظہیر نے اپنے حواریوں کے ہاتھوں ریشمی تھانوں کا گٹھڑ اسے تحفوں کے نام پر رشوت میں پیش کیا۔ (اہلحدیث، ۵ ذیقعد)

بد زبانی:- اس کے چھچھورے پن کا یہ عالم ہے کہ بات بات پر لوگوں کو گالیاں دیتا ہے۔ مدینہ یونیورسٹی کے سینکڑوں فارغ التحصیل پاکستانی علماء میں سے کسی ایک سے بھی اس کا کردار ڈھکا چھپا نہیں ہے........ طلباء اس کے نام سے بھی الرجک ہیں........ اس کی مطبوعہ کتابوں کا شاید ہی کوئی صفحہ گرائمر یا زبان کی غلطیوں سے پاک ہوگا........ اردو عبارت کچھ ہوتی ہے۔ اور عربی عبارت کچھ، جو یونہی عربی میں منگھڑت طور پر شائع کر دی جاتی ہے۔ (الحدیث ۵/ ذیقعد)

خود ستائی:- یہ شخص چھوٹے بچوں کو چند ٹکے بلکہ بسا اوقات روپے دے کر یہ سکھلایا کرتا تھا کہ مجھے علامہ کہا کرو۔

وضع قطع:- علامہ (ظہیر) نے (خلافِ شرع داڑھی سے) اپنی وضع و ہیئت کو مجروح کر رکھا ہے۔ اور دوسروں پر کیچڑ اچھالنے میں ذرا باک نہیں رکھتے۔ (اہلحدیث لاہور، ۲۴/ جولائی ۸۱ء)

دو شیطان:- حافظ محمد صاحب گوندلوی نے فرمایا کہ جمعیت میں دو شیطان ہیں ایک ساہیوال کا عبدالحق صدیقی اور دوسرا احسان الٰہی ظہیر۔ یہ بات ٹیپ شدہ محفوظ ہے۔ (اہلحدیث، ۲۸/ شوال)

مزید القابات:- مولانا محمد اسحاق چیمہ نے ایک مجلس میں احسان الٰہی ظہیر کو چور، ڈاکو، خائن،

بددیانت، بدمعاش، اور نہ جانے کیا کچھ کہا تھا۔ (اہل حدیث، ۲۴؍ ذوالحجہ)

باغیوں کی حمایت :- احسان الٰہی ظہیر نے چند سال قبل بیت اللہ پر یلغار کرنے والے باغیوں کی حمایت میں پرزور آواز بلند کی تھی۔ (اہل حدیث، ۶؍ شوال، ۵ ذیقعد)

بیرونی امداد :- بیرونی و غیر ملکی امداد ان کو چین نہیں لینے دیتی۔ (۵؍ ذی قعد، ۷؍ ذوالحجہ)

O کروڑوں روپے پر ان کا قبضہ ہے۔ (۲۴؍ ذوالحجہ) O کویت کے وفد کو احسان الٰہی ظہیر نے تین کروڑ روپے کی رقم خود پیش کی ہے، تاکہ اپنی جمعیت کا جھوٹا وقار قائم کرے۔ (یہ بات بھی ٹیپ شدہ محفوظ ہے)

(اہل حدیث، ۲۸؍ شوال) (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، ش ۱۰، جلد ۲۶، ماہ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

اعتراض :- قادری صاحب نعل شریف کی برکتیں ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "جن کے پاس یہ "نعل پاک" کا نقشہ متبرک ہو .... خواب میں زیارت حضور اقدس سے مشرف ہوگا۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ص ۳۰۶)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ شیخ ابو العباس احمد بن محمد المقری المغربی المالکی (م ۱۰۴۱ھ) کا فرمانِ مبارکہ ہے۔ موصوف لکھتے ہیں:

.... اس نقش پاک کو ہمیشہ اپنے پاس رکھنے والے کے لیے بعض ائمہ نے بیان فرمایا کہ اس کو قبول تام حاصل ہوتا ہے اور دنیا میں اس کا عزت و وقار بلند ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کے حامل کو خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوگی۔ یا وہ پھر گنبدِ خضراء کی حاضری سے مستفید ہوگا۔ الخ

(فتح المتعال فی مدح النعال، ص ۲۴۵ تا ۲۴۷، طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

O-- مولانا محمد زکریا سہارنپوری (دیوبندی، وہابی) لکھتے ہیں :-

(نقشہ نعل شریف) کے خواص بے انتہا ہیں۔ علماء نے بارہا تجربے کئے ہیں۔ حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی ہے، ظالموں سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ الخ

(شرح شمائل ترمذی (اردو) ص ۶۱ طبع کراچی)

"ما ھو جوابکم فھو جوابنا"

﴿مسئلہ O مکہ مکرمہ افضل ہے یا مدینہ منورہ﴾

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی مصری (م ۸۵۲ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ :- علماء میں جو اختلاف مکہ یا

مدینہ کے افضل ہونے میں ہے وہ کعبہ شریف کے علاوہ ہے کعبہ شریف بالاتفاق مدینہ منورہ سے افضل ہے۔ بجز قبر شریف کے اس حصہ کے جو فخرِ موجودات محبوب کبریا ﷺ کے بدنِ اطہر سے مل رہا ہے۔ کہ وہ کعبہ شریف سے بھی افضل ہے۔

O-- شیخ ابوالفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض (م ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں :-

اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ آپ کی قبرِ انور کی جگہ روئے زمین کے تمام حصوں سے افضل ہے۔ (الشفاء ص ۱۱۶، (اردو) طبع لاہور)

O-- شیخ شہاب الدین احمد بن محمد بن ابی بکر قسطلانی مصری شافعی (م ۹۲۳ھ) لکھتے ہیں :-

کہ یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ جو زمین کا حصہ حضور پر نور ﷺ کے جسم مبارک سے ملا ہوا ہے، وہ ساری دنیا کی زمین سے افضل ہے، حتیٰ کہ کعبہ کی زمین سے بھی افضل ہے، بلکہ ابن عقیل حنبلی علیہ الرحمۃ سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ جگہ عرش سے بھی افضل ہے۔ (مواہب لدنیہ)

O-- مولانا محمد داؤد غزنوی غیر مقلد کے متعلق ان کے سوانح نگار لکھتے ہیں :-

مقام رسالت بیان کرتے ہوئے حافظ ابن قیم کا یہ قول مزے لے لے کر سنایا کرتے تھے۔ کسی شخص نے حافظ ابن قیم سے پوچھا کہ روضہ اطہر افضل ہے یا کعبہ؟ تو حافظ ابن قیم نے فرمایا:

اگر تمہاری مراد محض حجرۂ نبوی سے ہے تو کعبہ افضل ہے اور اگر تمہاری مراد جسدِ اطہر سمیت روضہ انور سے ہے تو خدا کی قسم وہ عرش سے افضل ہے، حاملین عرش سے افضل ہے، جنتِ عدن سے افضل ہے۔ گردش کرنے والے افلاک سے افضل ہے۔ اس لیے کہ اس روضہ میں ایک ایسا جسدِ اطہر ہے کہ اگر دونوں جہانوں کے ساتھ بھی تولا جائے، وہ بھاری ہے۔

(مولانا محمد داؤد غزنوی، ص ۳۴۶ طبع لاہور ۱۹۷۳ء از پروفیسر ابوبکر غزنوی)

ان دو چیزوں کے بعد پھر اس میں اختلاف ہے کہ مکہ مکرمہ افضل ہے یا مدینہ طیبہ افضل ہے، اس (فروعی) مسئلہ میں علماء کے دو گروہ ہیں۔ امام نووی (م ۶۷۶ھ) علیہ الرحمۃ اپنے مناسک میں لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یعنی شافعیہ کے نزدیک مکہ مکرمہ افضل ہے یہی اکثر فقہا کا مذہب ہے، اور امام احمد بن حنبل کا راجح قول بھی یہی ہے۔ ملا علی قاری کہتے ہیں کہ یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ علیہم کا۔

ابنِ حجر کہتے ہیں کہ ابن عبدالبر نے اسی کو نقل کیا ہے۔ حضرت عمر، حضرت علی،

حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابو درداء، حضرت جابر رضی اللہ عنہم۔ ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کے بارے میں جو ثواب اعمال کا روایات میں آتا ہے وہ مدینہ منورہ کے ثواب سے زیادہ ہے یعنی ایک لاکھ نمازوں کا ثواب کثرت سے احادیث میں آیا ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ اللہ کی زمین میں سے سب سے بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے۔

O-- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ جو شخص حج کے لیے پیدل جائے اور آئے اس کے لیے ہر ہر قدم پر حرم کی نیکیوں میں سے سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ کسی نے عرض کیا کہ حرم کی نیکوں کا کیا مطلب ہے، حضور ﷺ نے فرمایا، ہر نیکی ایک لاکھ نیکی کے برابر۔ (ابن خزیمہ، رقم ۲۷۹۱، ص ۲۴۴، جلد ۴)

O-- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیت المقدس کی مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ہے اور میری مسجد میں یعنی مدینہ منورہ کی مسجد میں پچاس ہزار کا ثواب ہے اور مکہ مکرمہ کی مسجد میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ہے۔ (ابن ماجہ........کذا فی المشکوۃ)

O-- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مکہ کو خطاب کر کے کہ تو کتنا بہتر شہر ہے اور مجھ کو کتنا زیادہ محبوب ہے، اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو تیرے سوا کسی دوسری جگہ قیام نہ کرتا۔ (رواہ الترمذی)

دوسرا قول :- امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نیز دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی جماعت اور امام مالک و اکثر علمائے مدینہ، مدینہ کو مکہ پر فضیلت دیتے ہیں۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب، ص ۱۴، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

ان حضرات کی دلیل مندرجہ ذیل احادیث نبویہ ہیں۔

O-- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایک ایسی بستی میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے جو ساری بستیوں کا کھالے گا، لوگ اس بستی کو یثرب کہتے ہیں۔ اس کا نام مدینہ ہے وہ (برے) آدمیوں کو اس طرح دور کر دیتی ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔ (متفق علیہ، کذا فی المشکوۃ)

O-- حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ ہر شہر تلوار سے فتح ہوا۔ مگر مدینہ قرآن سے فتح ہوا۔ (زرقانی)

O-- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس کی

طاقت رکھتا ہو کہ مدینہ طیبہ میں مرے، چاہیئے کہ وہیں مرے۔ اس لئے کہ میں اس شخص کا سفارشی ہوں گا جو مدینہ میں مرے گا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میں اس کا گواہ ہوں گا۔

(رواہ ابن ماجہ، ص ۲۶۰، طبع لاہور ۱۳۰۲ھ) ترمذی۔ ابن حبان۔ بیہقی

O-- رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے سنا حضور ﷺ نے فرمایا: "والمدینة خیر من المکة" (وفاء الوفاء، ص ۷، ۳ جلد اول از علامہ سمہودی مدنی م ۹۱۱ھ)

چونکہ قبلہ قادری صاحب کا تعلق دوسرے گروہ سے ہے اس لیے وہ مدینہ منورہ کو مکہ مکرمہ سے افضل کہتے ہیں۔ اگر اسی وجہ سے قادری صاحب مورد طعن ہیں تو امام مالک، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کو بھی طعن و تشنیع کا نشانہ بنائیں۔ چونکہ یہ ایک فروعی مسئلہ ہے اس لیے اس میں اس قدر شدت سے کام لینا ہرگز روا نہیں۔ جس طرح کے آپ نے تقریراً تحریراً آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے۔ تو یہ فقط سعودی ریالوں کو ہضم کرنے کا ایک طریقہ اختراع کیا ہے۔

حضرت عمر فاروق خلیفہ راشد رضی اللہ عنہ کی دعا: اللھم ارزقنی فی سبیلك واجعل موتی فی بلد رسولك۔ ترجمہ: اے خدا اپنی راہ میں مجھے شہادت نصیب کر اور میری موت اپنے رسول کے شہر میں کر۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب، ص ۲۳ طبع کراچی)

اعتراض :- قادری صاحب لکھتے ہیں: - اب (مسجد نبوی میں) سراپا ادب بنے زیر قندیل اس چاندی کی کیل کے سامنے جو سنہری جالیوں کے دروازہ مبارکہ کے اوپر کی طرف جانب مشرق لگی ہوئی ہیں۔ قبلہ کو پیٹھ کئے (ہوئے کھڑے ہو کر) کم از کم چار ہاتھ (یعنی) دو گز دور نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر سرکار کے چہرہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہوں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں.........ص ۳۱۵)

الجواب :- شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب روضہ مقدسہ پر حاضری دے تو آنحضرت ﷺ پر سلام کرتے وقت اور آپ کے دربار میں حاضری کے وقت دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے جیسا کہ نماز میں کرتے ہیں۔ محدث کرمانی نے جو علمائے حنفیہ میں سے ہیں اس بات کی تشریح کی ہے پشت کو قبلہ کی طرف کر کے اس چاندی کی میخ کے روبرو جو حجرۂ شریف کی دیوار میں چہرہ انور کے مقابلہ پر لگا رکھی ہے جھاڑ کے نیچے کھڑا ہو جس مقام پر اب تانبے کی جالی لگی ہوئی ہے......... قبر شریف سے اتنے ہی فاصلے پر کھڑا ہونا چاہیئے، جتنے فاصلے پر آپ کی حالت حیات میں بطریق ادب کھڑا ہوتا تھا۔ الخ (جذب القلوب الی دیار المحبوب، ص ۲۵۱ طبع کراچی)

جناب ابنِ لعل دین نجدی غور سے ان دونوں عبارتوں کو پڑھیں اور بتائیں کہ ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ اگر فرق نہیں تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی پر بھی وہی فتویٰ لگاؤ جو قادری صاحب پر لگاتے ہو، قادری صاحب کی تنقیص کرتے ہو اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے مداح ہو، کیا یہ منافقت نہیں ہے؟

O--نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں :- ان کی تمام تالیفات کو بلادِ ہند میں شہرت و قبولیت عام حاصل ہے اور سب کتابیں مفید اور نافع ہیں۔ (اتحاف النبلاء، ص ۳۰۴ طبع کانپور ۱۲۸۸ھ)

اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کی سرزمین پر احسان فرمایا.............. موصوف سب سے پہلے اقلیم ہند میں حدیث کو لائے۔ اور انہوں نے بہتر طریقے سے اس کے فیضان کو اہل ہند پر عام کیا۔

(الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ، ص ۷۰ طبع کانپور ۱۲۸۳ھ)

O--محدث ابنِ جوزی علیہ الرحمۃ (م ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں۔ ابن ابی ملیکہ سے منقول ہے کہ جو شخص رسول محتشم ﷺ کے چہرہ اقدس کے مقابل کھڑے ہونے کی خواہش رکھتا ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ قبلہ کی جانب نصب قندیل کو جو روضہ اقدس اور مزار انوار کے قریب ہے اپنے سر کے مقابل رکھ کر کھڑا ہو۔ (الوفاء، ص ۸۲۹ طبع لاہور، از محدث ابن جوزی)

O--حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (م ۵۶۱ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی قبر کے قریب آجائے۔ اور منبر کے نزدیک ہو کر اس طرح کھڑا ہو کہ وہ بائیں طرف پر ہو اور منہ قبر کی طرف کرے اور پیٹھ قبلہ کی طرف ہو اور پھر یہ دعا پڑھے۔ الخ

(غنیۃ الطالبین، ص ۴۰ طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

O--امام نووی (م ۶۷۶ھ) علیہ الرحمۃ نے اپنی مناسک میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر سلام کرنے کے بعد لکھا ہے کہ پھر پہلی جگہ یعنی حضور ﷺ کے سامنے آئے اور حضور ﷺ کے وسیلہ سے اپنے لیے دعا کرے، اور حضور کی شفاعت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔

O--مولوی محمد زکریا سہارنپوری دیوبندی وہابی لکھتے ہیں :

جب مواجہہ شریف پر حاضر ہو تو سرہانے کی دیوار کے کونے میں جو ستون ہے اس سے تین چار ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہو اور پشت قبلہ کی طرف کرے اور بائیں طرف کو ذرا مائل ہو تا کہ چہرہ انور کے بالکل سامنے آجائے، (زبدہ) صاحب اتحاف کہتے ہیں : کہ ستون اب پیتل کی دیوار کے اندر آگیا

ہے۔ ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں کہ چاندی کی کیل جو اس دیوار میں ہے اس کے مقابل کھڑا ہو۔

(فضائل حج، ص ۱۴۲ طبع لاہور)

O--امام ابوزکریا محی الدین بن شرف نووی (م ۶۷۶ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

جب مسجد نبوی میں داخل ہونے کا ارادہ کرے۔ تو یہ دعائیں پڑھے جو اور مساجد میں داخلہ کے وقت پڑھی جاتی ہیں۔ جن کا بیان ابتدائے کتاب میں گزر چکا پھر تحیۃ المسجد پڑھ کر قبر شریف پر آئے اور اس کی جانب منہ کرے۔ اور قبلہ کی جانب پشت کرے۔ اور دیوار قبر سے چار ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑے ہو کر درمیانی آواز سے کہے یارسول اللہ آپ پر سلام ہوں۔ الخ

پھر تقریباً ایک ذراع دائیں جانب پیچھے ہٹے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سلام کرے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سلام کے لیے ایک ذراع اور پیچھے ہٹے۔ پھر پہلے مقام پر واپس آجائے اور قبر مکرم ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر آپ کو اپنی ذات کے لیے وسیلہ بنائے اور آپ سے خدا کی بارگاہ میں شفاعت طلب کرے۔ اپنے لئے، اپنے والدین، دوست و احباب اپنے محسنین اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا کرے۔ اور خوب گڑگڑا کر دعا کرے اور اس مقام کو غنیمت سمجھے۔ الخ

(کتاب الاذکار، از امام نووی (م ۶۷۶ھ) طبع کراچی، ص ۵۳۶ تا ۵۳۸ تلخیص)

O--حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

.... پھر زیارت روضہ رسولے کا ارادہ کرے اور قبر انور کی طرف منہ کرے اور پشت قبلہ کی طرف پھیرے.......... پھر پڑھے السلام علیک یارسول اللہ ﷺ الخ پھر تھوڑے آگے بڑھ کر جناب حضرت صدیق اکبر و عمر رضی اللہ عنہما پر سلام کہے اور پڑھے السلام علیک یاوزیری رسول اللہ۔ الخ پھر اس (پہلی) جگہ کھڑے ہو کر جس قدر دعا مانگ سے مانگے۔ الخ

(کیمیائے سعادت، از امام غزالی علیہ الرحمۃ، ص ۱۴۲ طبع لاہور)

O--نواب وحید الزمان غیر مقلد لکھتا ہے : میں کہتا ہوں ہمارے شیخ ذہبی، ماوردی اور ابنِ ہمام وغیرہم نے نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کی آداب زیارت میں کی ہے۔ اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک پر آئے اور ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو گئے۔

(ہدیۃ المھدی، ص ۶۱ طبع فیصل آباد ۱۹۸۷ء)

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی لکھتا ہے۔

قادری صاحب مکہ مکرمہ کی شان گھٹاتے ہوئے ایک من گھڑت روایت نبی کے ذمہ لگاتے ہوئے لکھتے ہیں :-

☆آپ نے دعا فرمائی یا اللہ! مدینہ منورہ کو مکہ معظمہ سے دوگنی برکت عطا فرما۔

(ایسی کوئی صحیح حدیث نہیں، تلاش کرنے کے باوجود نہیں مل سکی۔)

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ص ۳۱۶)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ نبی مکرم ﷺ کے فرمودات مبارکہ ہیں۔ جو کہ بخاری شریف۔ مسلم شریف وغیرہ کتبِ احادیث سے ثابت ہیں۔

O-- عن انس عن النبی ﷺ قال اللھمّ اجعل بالمدینۃ ضعفی ما جعلت بمکۃ من البرکۃ۔ حضرت انس حضور ﷺ کی یہ دعا نقل کرتے ہیں کہ اے اللہ جتنی برکتیں آپ نے مکہ مکرمہ میں رکھی ہیں ان سے دگنی برکتیں مدینہ منورہ میں عطا فرما۔

(بخاری شریف = باب ۱۱۸۱، ص ۶۷۳ جلد اول (مترجم) طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

(مسلم شریف = ص ۴۴۲ جلد اول طبع دہلی ۱۹۳۰ء / ۱۳۴۹ھ) (مشکوٰۃ، ص ۲۴۰ طبع ملتان)

O-- حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کا معمول یہ تھا کہ جب موسم میں کوئی پھل آتا تو سب سے پہلا پھل حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جاتا، حضور ﷺ اس کو لے کر یہ دعا فرماتے کہ اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت فرما اور ہمارے شہر میں برکت فرما۔ اور ہمارے صاع میں برکت فرما۔ اور ہمارے مُد میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے تھے، تیرے خلیل تھے، تیرے نبی تھے، اور میں بھی تیرا بندہ ہوں، اور تیرا نبی ہوں۔ انہوں نے مکہ مکرمہ کے لیے دعا کی میں ویسی ہی دعا مدینہ طیبہ کے لیے کرتا ہوں اور اس سے دوچند کی دعا کرتا ہوں۔ الخ

(مسلم شریف، ص ۴۴۲ جلد اول طبع دہلی ۱۹۳۰ء)

(جذب القلوب الی دیار المحبوب، از عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، ص ۲۴، طبع کراچی (مترجم))

O-- امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت ﷺ کے ہمراہ آپ مدینہ منورہ سے نکلے۔ اور حرہ سقیا کے مقام سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا تھا، پہنچے۔ حضور ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور وضو کیا اور روبقبلہ ہو کر فرمایا۔ اے میرے خدا ابراہیم تیرا بندہ ہے،

اور تیرا خلیل ہے، انہوں نے تجھ سے دعا کی تھی اہل مکہ کی بابت کہ یہاں خیر و برکت کر دے اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا رسول ہوں۔ اہل مدینہ کی شان میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے رب برکت دے دو ان کے مد اور صاع میں جیسی برکت دی تو نے اہل مکہ کو لیکن اہل مدینہ کو اہل مکہ کے مقابلے میں دوہری برکت عطا فرما۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب، ص ۲۵ طبع کراچی از شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ)

اعتراض :- اللہ غنی (کی طرف سے) روزانہ ساری دنیا پر سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اور ان میں سے نوے رحمتیں (مکہ مکرمہ پر نہیں بلکہ) مدینہ منورہ پر نازل ہوتی ہیں اور باقی دس رحمتیں مدینہ پاک کے علاوہ دنیا کے دوسرے شہروں پر (نازل ہوتی ہیں) (میٹھی میٹھی سنتیں یا.............ص ۳۱۶)

الجواب :- مندرجہ بالا عبارت میں کسی ولی کامل کے مشاہدہ کا ذکر ہے کہ مدینہ منورہ پر روزانہ سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ جن میں سے دس رحمتیں دنیا کے باقی شہروں پر۔

جیسا کہ علامہ شوکانی غیر مقلد نے حضرت مجاہد تابعی علیہ الرحمۃ کا مشاہدہ نقل کیا ہے۔

"واخرج ابن ابی شیبہ عن مجاہد: اذا ختم القرآن نزلت الرحمۃ"

(تحفۃ الذاکرین، ص ۴۲ طبع بیروت)

یعنی ختم قرآن کریم کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ رہا ابنِ لعل دین نجدی کا قوسین میں یہ عبارت لکھنا۔ "(مکہ مکرمہ پر نہیں بلکہ)" کذب بیانی، دروغ گوئی اور بہتان تراشی ہے، کیونکہ قادری صاحب کے رسالہ مکتوباتِ مدینہ کے ص ۸ پر یہ الفاظ موجود نہیں ہیں۔

نیز مکہ مکرمہ اپنی مندرجہ ذیل دلیل خاص سے اس عموم سے مستثنیٰ ہے۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ جل شانہٗ کی ایک سو بیس رحمتیں روزانہ اس گھر پر نازل ہوتی ہیں۔ جن میں سے 60 طواف کرنے والوں پر اور چالیس وہاں نماز پڑھنے والوں پر، اور بیس بیت اللہ کو دیکھنے والوں پر ہوتی ہیں۔ (کذا فی الدر المنثور عن ابن عدی والبیہقی وضعفہ وغیرھما، وہ حسنہ المنذری)

الحمد للہ رب العالمین

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

28 - 1 - 2000

ضمیمہ

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی لکھتا ہے۔

جو لوگ اپنے آپکو "سگِ مدینہ" کہتے ہیں۔ ان کا دماغ اسقدر مفلوج وماؤف ہو چکا ہے کہ وہ کتوں کو بھی ولی اللہ اور صاحبِ کرامت بزرگ سمجھنے لگ گئے ہیں۔ جیسا کہ مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب "امداد المشتاق ص ۱۵۸" میں اور حاجی امداد اللہ اپنی کتاب "شمائم امدادیہ" ص ۷۶ حصہ دوم پر لکھتے ہیں: "حضرت جنید بغدادی بیٹھے تھے۔ ایک کتا سامنے سے گزرا، آپ کی نگاہ اس پر پڑگئی۔ اس قدر صاحبِ کمال ہو گیا کہ شہر کے کتے اس کے پیچھے دوڑے وہ ایک جگہ بیٹھ گیا، سب کتوں نے اس کے گرد بیٹھ کر مراقبہ کیا۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا.................. ص ۲۳۵)

الجواب :- مولوی ثناء اللہ امر تسری غیر مقلد لکھتے ہیں:

ہم نے صاف لکھا تھا کہ ہم جانتے ہیں کہ ان دونوں گروہوں (وہابیوں اور دیوبندیوں) میں بھی بعض اوقات نزاع ہو جاتی ہے، اس میں اس طرح اشارہ ہے کہ جس طرح چچازاد سگے بھائیوں میں کبھی کبھی نزاع ہو جاتی ہے۔ (اہل حدیث یکم شعبان ۱۳۳۲ھ امر تسر)

لٰہذا مندرجہ بالا عقیدہ آپ کے چچازاد بھائیوں کا ہے جس کو اہل سنت وجماعت اور خصوصاً دعوتِ اسلامی کے سر تھوپنا سراسر بد دیانتی، دروغ گوئی اور بہتان تراشی ہے۔ نیز آپ کے علم میں اضافہ کے لیے عرض ہے کہ "شمائم امدادیہ" حاجی امداد اللہ صاحب کی تالیف نہیں۔ بلکہ "امداد المشتاق" اور "شمائم امدادیہ" دونوں کتابوں کے مؤلف مولوی اشرف علی تھانوی ہیں۔ جن میں حاجی صاحب کے ملفوظات وغیرہ جمع کئے گئے ہیں۔

حاجی صاحب کی کتب درج ذیل ہیں :- ۱- ضیاء القلوب ۲- فیصلہ ہفت مسئلہ ۳- نالہ امدادِ غریب ۴- ارشاد مرشد ۵- جہاد اکبر ۶- مثنوی تحفہ مشتاق ۷- غذائے روح ۸- وردِ غمناک ۹- گلزار معرفت ۱۰- وحدت الوجود جو کہ "کلیاتِ امدادیہ" کے نام سے کراچی سے شائع ہو چکی ہیں۔

اعتراض :- ابنِ لعل دین نجدی نے حضرت مولانا منظور احمد شاہ صاحب کی تالیف "مدینۃ الرسول" سے تین حکایات لکھ کر طعن و تشنیع اور زبان درازی کی ہے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.................. ص ۲۳۶،۲۳۵)

الجواب :- یہ تینوں واقعات عشق اور محبت پر مبنی ہیں اور عشق کے قوانین عام قوانین سے بالاتر

ہیں۔ ؎ مکتب عشق کے انداز نرالے دیکھے !

اسے چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

عشق کے ضوابط کسی اصول کے تحت نہیں ہوتے نہ یہ پڑھنے لکھنے سے آتے ہیں۔ بلکہ عشق پیدا کرنے سے آتے ہیں۔ اور جب تک عشق پیدا نہ ہو اس وقت تک نہ تو ان واقعات سے استدلال کرنا چاہیے اور نہ ان پر اعتراض کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ وہ عشق کے غلبہ میں صادر ہوتے ہیں۔

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

کہ جو شخص محبت کا پیالہ پی لیتا ہے، وہ مخمور ہو جاتا ہے، اس کے کلام میں وسعت آجاتی ہے۔ اگر اس کا وہ نشہ زائل ہو جائے تو وہ دیکھے گا کہ جو کچھ اس نے غلبہ میں کہا ہے وہ ایک حال ہے حقیقت نہیں اور عشاق کے کلام سے لذت تو حاصل کی جاتی ہے اس پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔

(احیاء علوم الدین، جلد ۳ حوالہ فضائل حج مولانا محمد زکریا، ص ۲۸۷، طبع لاہور)

O-- پروفیسر سید ابو بکر غزنوی غیر مقلد لکھتے ہیں :-

پس تجلیات الٰہی کے غلبہ ہجوم سے حواس بشریہ کا معطل ہونا کتاب اللہ اور حدیث رسول سے ثابت ہے۔ .... تو پھر غلامانِ محمد میں سے اگر کسی پر انوارِ الٰہی کے ورود سے (یا عشقِ نبوی کی زیادتی) سے سکر اور محویت طاری ہوگئی تو اس میں اچنبھے کی کیا بات ہوئی۔

؎ من لم یذق حرق الهوی + لم یدر ما جهد البلاء

جس نے عشق کی سوزش کا مزہ نہیں چکھا وہ محبت کی ان کیفیتوں کو کیا جانے۔

(ابتدائیہ، اولیائے بہاولپور از سید ابو بکر غزنوی، ص ۱۳ طبع لاہور ۱۹۸۴ء)

☆---محبت کا دستور نرالا ہے۔---☆

O-- ایک قریشی لڑکے نے نبی اکرم ﷺ کو پچھنا لگایا۔ اور اس سے فارغ ہو کر خون کو دیوار کے پیچھے لے گیا۔ دائیں بائیں دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا۔ اس نے موقع غنیمت جانا اور خون پی گیا۔ جب واپس آیا تو آپ نے پوچھا تم نے خون کا کیا کیا؟ اس نے کہا کہ دیوار کے پیچھے جا کر میں نے خون چھپا دیا۔ ارشاد فرمایا کہاں چھپایا؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے یہی بہتر سمجھا کہ زمین پر آپ کا یہ خون نہ بہاؤں، اس لیے وہ میرے پیٹ میں چلا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا جاؤ تم نے جہنم سے اپنے آپ کو بچالیا۔

(ذکرہ الحافظ القسطلانی فی المواهب)

O-- حضرت ابو سعید خدری کے والد مالک بن سنان رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں، نبی اکرم ﷺ کے زخمی ہونے کے وقت آپکا زخم چاٹنے لگے اور چوسنے لگے جس سے زخم کی جگہ چمکنے لگی۔ آپ نے ارشاد فرمایا، خون تھوک دو۔ انہوں نے عرض کیا نہیں، میں تو اسے ہرگز نہیں تھوکوں گا، وہ اسے پی گئے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کوئی جنتی آدمی دیکھنا ہو وہ انہیں دیکھ لے۔ مالک بن سنان اُحد ہی میں شہید ہوگئے۔ (فی سنن سعید بن منصور [1] من طریق عمر بن السائب ورواہ الطبرانی)

عاشقوں کی تاریخ پر جعفر سراج کی مصارع العشاق، محدث ابن ابی الدنیا کی کتاب "بندگانِ عشق" اور محمد بن خلف المرزبان کی تصنیف کا مطالعہ کریں۔

(الاعلان بالتوبیخ از علامہ سخاوی (م ۹۰۲ھ) ص ۲۳۶، طبع مرکزی اردو بورڈ لاہور، بار اول جون ۱۹۶۸ء)

اعتراض :-- ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت طنزاً لکھتا ہے۔

کاش میں کتے کی دم ہوتا

مگر سگِ مدینہ (مدینہ کا کتا) عفی عنہ اپنے اندر ایسی جرات نہیں پاتا کہ اونچے اڑ کر محبوب کے بیٹھے بیٹھے سبز گنبد پر چمٹنے کی ہمت کر سکے، ہاں یہ آرزو ضرور ہے کہ کاش مدینے کے کسی محترم کتے کے مبارک پاؤں کا کوئی ناخن بلکہ دم شریف کا آخری بال ہی بن گیا ہوتا .... وغیرہ۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا .... ص ۲۴۰-۲۴۲)

الجواب :-- ابن لعل دین نجدی کی نقل کردہ عبارت کے آگے یہ لفظ موجود ہیں جو کہ اس بات پر شاہد عادل ہیں کہ اس تمام عبارت کا تعلق عشق و محبت کی کیفیات سے ہے، جس کو ابنِ لعل دین نجدی ایسا خشک مولوی سمجھنے سے قاصر ہے۔

"کہ یوں بھی خاکِ مدینہ کے بوسے لیتے رہنے کی سعادت کہیں نہیں گئی۔"

(مکتوبات مدینہ، ص ۳۶ طبع کراچی)

O-- مولوی عبد السلام مبارک پوری غیر مقلد نے اپنی عقیدت و محبت کا یوں اظہار کیا ہے۔

؎ من نہ ہمیں مدح سرائے شہم

شاہ جہانم کہ سگِ در گہم

---

[1] ابو عثمان سعید بن منصور بن شعبہ مروزی (م ۲۲۹ھ) ابو حاتم نے ان کی توثیق و تعدیل کی ہے۔

(بستان المحدثین، ص ۸۰ طبع کراچی)

میں نہ صرف رسول اللہ ﷺ کا مدح سرا ہوں، میں شاہ جہان ہوں کیوں کہ میں رسول اللہ کی بارگاہ کا کتا ہوں۔ (سیرت البخاری، ص ۲۵ از عبدالسلام مبارکپوری طبع ملتان ۱۹۸۸ء)

اگر مدینے کے سگ کی دم بننے کی تمنا باعث تنقید ہے تو اپنے آپ کو (غیر مقلد وہابی مولویوں کا) بارگاہِ نبوی کا سگ (کتا) کہنا باعث طعن کیوں نہیں؟

؎ اتنی نہ بڑھا پاکئ داماں کی حقیقت + دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

اعتراض:۔۔ ابنِ لعل دین نجدی نے درج ذیل عنوان کے تحت چند حکایات نقل کر کے ان پر بےجا تبصرہ کیا ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۲۴۸ تا ۲۵۲)

O۔۔ہرنی کا بچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور عرش باری تعالیٰ

O۔۔اپاہج فرشتہ.......... حضرت حسن رضی اللہ عنہ ....اور حضرت علی

O۔۔دل کون توڑے؟ O۔۔سعادت مند منا۔

الجواب:۔۔ ان تمام حکایات کو نقل کرنے کا مدعا و مقصد فقط حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی فضیلت و رفعت بیان کرنا ہے اور یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کی تعریف و توصیف خود محبوب رب العالمین ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے۔ اور ان حکایات وغیرہ کو مولانا حسین واعظ کاشفی نے اپنی تالیف "روضۃ الشہداء" (فارسی) اور علامہ عبدالرحمٰن صفوری (م ۹۹۳ھ) نے اپنی تصنیف "نزہۃ المجالس" جلد دوم میں نقل کیا ہے۔ اور یہ کوئی حرام و حلال کا مسئلہ نہیں کہ آپ اس قدر سیخ پا ہو رہے ہیں۔

O۔۔سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی "تعالوا ندع ابناء نا و ابناء کم" رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ، ص ۲۴۸ (مترجم اردو) جلد ۳ طبع لاہور)

O۔۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ، ص ۲۵۴ (مترجم) جلد ۳ طبع لاہور)

O۔۔حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۲۵۴، جلد ۳)

O۔۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سے محبت کی اس نے مجھ سے

محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا۔ اس نے مجھ سے بغض کیا۔

حضور ﷺ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو چوم کر فرمایا، حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ جس نے حسین سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی۔

(ابن ماجہ، ص ۲۷ جلد اول طبع لاہور ۱۴۰۳ھ)

O۔۔عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی لکھتا ہے:۔

کتاب و سنت کے بموجب اہل بیت کی محبت و مودت واجب ہے۔ الخ

(تحفہ وہابیہ، ص ۶۷ طبع امرتسر ۱۹۲۷ء)

اعتراض:۔۔ ابنِ لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت طنزاً لکھتا ہے۔

﴿نہر فرات کو گالیاں﴾

ایک جگہ جناب قادری صاحب شیعہ نوازی کا ثبوت دیتے ہوئے اور ان سے اپنی ہمدردیاں جتلاتے ہوئے نہر فرات کو اشعار کی صورت میں کوس (گالیاں دے) رہے ہیں۔ کیونکہ اہل بیت نہر کا پانی نہ پی سکے۔.......... لیکن قادری صاحب نے شیعہ کو خوش کر دیا ہے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا:................ ص ۲۵۲)

الجواب:۔ قبلہ قادری صاحب نے "مکتوبات مدینہ ص ۳۹" پر درج ذیل شعر نقل کئے ہیں۔ جن کا مقصد میدانِ کربلا میں اہل بیت کرام پر مصائب و آلام کو بیان کرنے ہے۔

رزم کا میدان بنا ہے جلوہ گاہِ حسن و عشق — کربلا میں ہو رہا ہے امتحانِ اہل بیت علیہم الرضوان
ہو گئی تحقیق عید دید آب تیغ سے — اپنے روزے کھولتے ہیں صائمانِ اہلبیت علیہم الرضوان
اے شبابِ فصلِ گل یہ چل گئی کیسی ہوا — کٹ رہا ہے لہلہاتا بوستانِ اہل بیت علیہم الرضوان
کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندھیر ہے — دن دہاڑے لٹ رہا ہے کاروانِ اہل بیت علیہم الرضوان
خشک ہو جا خاک ہو کر خاک میں مل جا فرات — خاک تجھ پر دیکھ تو سوکھی زبانِ اہل بیت علیہم الرضوان
تیری قدرت جانور تک آب سے سیراب ہوں — پیاس کی شدت میں تڑپے بے زبانِ اہل بیت علیہم الرضوان
گھر لٹانا جان دینا کوئی تجھ سے سیکھ جائے — جانِ عالم ہو فدا اے خاندانِ اہل بیت علیہم الرضوان
زخم کھانے کو تو آبِ تیغ پینے کو دیا — خوب دعوت کی بلا کر دشمنانِ اہل بیت علیہم الرضوان

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

O-- حضرت شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

سال میں دو مجلسیں فقیر کے مکان پر منعقد ہوا کرتی ہیں۔ مجلس ذکر وفات اور مجلس شہادت حسین رضی اللہ عنہ (پھر مجلس شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ چار پانچ سو بلکہ ہزار آدمی جمع ہوتے ہیں۔ اس کے بعد فقیر جب آتا ہے) تو فضائل حسنین رضی اللہ عنہما کا ذکر جو حدیث شریف میں وارد ہے بیان کیا جاتا ہے۔............اور ان حضرات کے قاتلوں کی بد عنوانی کا بیان ذکر کیا جاتا ہے۔ بعض تکلیفیں جو ان حضرات کو ہوئیں جو کہ وہ روایت معتبرہ سے ثابت ہیں بیان کی جاتی ہیں۔ الخ

(فتاویٰ عزیزی، ص ۷۷ ، طبع کراچی ۱۹۷۳ء)

O-- علامہ محدث جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

(میدانِ کربلا میں) آپ کے ہمراہیوں سمیت شہید کر دیا گیا، اور آپ کا سر مبارک ایک طشت میں رکھ کر ابن زیاد (والیٔ عراق) کے سامنے پیش کیا۔ ابن زیادہ، یزید اور امام حسین کے قاتل، ان تینوں پر اللہ کی لعنت۔

(تاریخ الخلفاء از سیوطی، ص ۳۰۳ طبع کراچی ۱۹۷۱ء)

اگر کربلا کے میدان میں اہل بیت کرام پر جو مصائب و آلام گزرے ہیں۔ ان کو روایات صحیحہ سے بیان کرنا (نظم و نثر) شیعیت ہے اور اس وجہ سے قبلہ قادری صاحب شیعہ ہیں۔ تو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور محدث سیوطی علیہما الرحمۃ کے متعلق بھی اپنا فتویٰ صادر فرمائیں کہ وہ سنی تھے یا شیعہ؟ اور یہ تمام کچھ انہوں نے شیعوں کو خوش کرنے کے لیے کیا ہے۔

اعتراض :- ابنِ لعل دین نجدی لکھتا ہے :

قرآن وحدیث کے مطابق تو اصل کعبہ بیت اللہ ہے۔ مگر یہ لوگ اصل کعبہ "بیت اللہ" کو نہیں مانتے بلکہ نبی مکرم ﷺ کی قبر کو حقیقی کعبہ مانتے ہیں اور قبر نبی کی طرف رخ کر کے دعا مانگنے اور سجدہ کرنے کو سعادت سمجھتے ہیں۔ جو کہ سراسر شرک ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں.........ص ۳۱۷)

الجواب :- مندرجہ بالا عبارت میں ابنِ لعل دین نجدی نے اہل سنت پر دو عظیم بہتان تراشے ہیں۔ (۱) اہل سنت اصل کعبہ "بیت اللہ" کو نہیں مانتے۔

(۲) قبر نبی ﷺ کو سجدہ کرنے کو سعادت سمجھتے ہیں۔ "لعنۃ اللہ علی الکاذبین"

مولانا حکیم امجد علی صاحب بہار شریعت علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

نماز اللہ تعالیٰ ہی کے لیے پڑھی جائے اور اسی کے لیے سجدہ ہو نہ کہ کعبہ کو (سجدہ کیا جائے۔) اگر کسی

نے معاذ اللہ کعبہ کے لیے سجدہ کیا حرام و گناہ کبیرہ ہے۔ اگر عبادت کعبہ کی نیت کی جب تو کھلا کفر ہے۔ کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے۔ (کعبۃ اللہ تو فقط سجدہ کے لیے ایک جہت مقرر کی گئی ہے۔)

(بہار شریعت، ص ۱۷۹، جلد اول حصہ سوم مصدقہ امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ)

مولانا حکیم امجد علی علیہ الرحمۃ (خلیفہ مجاز اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ) لکھتے ہیں :-

(زیارت قبر مکرم کے وقت) چار ہاتھ کے فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ، یہ ان کی رحمت کیا کہ تم کو اپنے حضور بلایا اپنے مواجہ اقدس میں جگہ بخشی۔ الخ

(بہار شریعت، جلد اول ص ۵۹۶ طبع لاہور)

O-- مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

"مسلمان، اے مسلمان! شریعت مصطفوی کے تابع فرمان جان اور یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت عزوجلالہ کے سوا کسی کے لیے نہیں۔ اس کے غیر کو سجدہ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مہین و کفر مبین اور سجدۂ تحیت (یعنی سجدہ تعظیمی) حرام و گناہ کبیرہ بالیقین۔ الخ

(حرمت سجدہ از مولانا احمد رضا خاں بریلوی، ص ۸ طبع لاہور)

ایسی تصریحات کے باوجود یہ کہنا :-

(۱) اہل سنت اصل کعبہ "بیت اللہ" کو نہیں مانتے۔

(۲) قبر نبی کو سجدہ کرنے کو سعادت سمجھتے ہیں۔

سراسر دجل، بہتان، اور ظلم عظیم ہے۔

رہا زیارتِ کے وقت قبر مکرم کی طرف منہ کر کے دعا مانگنا تو اس مسئلہ میں قادری صاحب ہی نہیں۔ بلکہ کثیر علمائے اسلام کا یہی مسلک و مذہب ہے۔

ان میں سے چند ایک کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

O-- شیخ عبدالقادر جیلانی (م ۵۶۱ھ) علیہ الرحمۃ — (غنیۃ الطالبین، ص ۴۰ طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

O-- شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ — (جذب القلوب، ص ۲۵۱ طبع کراچی)

O-- امام نووی (م ۶۷۶ھ) علیہ الرحمۃ — (کتاب الاذکار ص ۵۳۸ طبع کراچی)

O-- حجۃ الاسلام امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ — (کیمیائے سعادت ص ۱۴۲ طبع لاہور)

O-- امام مالک بن انس (م ۱۸۰ھ) علیہ الرحمۃ — (شرح مواہب از علامہ زرقانی)

بدعت ممنوع اور بدعتِ حسنہ

O-- شیخ شہاب الدین عمر سہروردی (م ۶۳۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

وہ بدعت ممنوع ہے جو کسی سنت کے خلاف ہو جس کا حکم دیا گیا ہو ۔ اور اگر ایسی صورت نہیں ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (یعنی وہ بدعت حسنہ ہوگی۔)

(عوارف المعارف، ص ۲۳۸ طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

O-- حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

ہر ایک نو ایجاد بدعت کی ممانعت نہیں۔ بلکہ اس بدعت کی ہے جس کے مقابل کوئی سنت قائم ہو۔ اور باوجود کسی امر شریعت کے موجود رہے کہ اس امر کو دور کردے۔ بلکہ بعض احوال میں جب اسباب بدل جائیں بدعت کا ایجاد واجب ہو جاتا ہے۔ الخ

(احیاء علوم الدین، جلد ۲ ص ۵ طبع لاہور)

O-- علامہ سید محمد علوی مالکی مکی حسنی لکھتے ہیں :-

کچھ ایسے نووارد و دخیل حضرات بھی ہیں جو سلف صالحین کی طرف اپنے آپکو منسوب کرتے ہوئے نہایت جاہلانہ وحشی پن اندھی عصبیت، بیمار و بنجر عقل و فہم اور تنگ دلی کے ساتھ سلفیت کی دعوت دیتے ہیں۔ ہر نئی چیز سے جنگ، ہر مفید اختراع سے تکدر و تنفر اور دعویٰ یہ کہ یہ تو بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

انواع بدعت میں ان کے یہاں کوئی فرق نہیں، حالانکہ روح شریعت اسلامی کا تقاضہ ہے کہ انواع بدعت کے درمیان فرق و امتیاز رکھ کر یہ کہا جائے کہ کچھ بدعتیں حسنہ ہوتی ہیں، اور کچھ سیئہ ہوتی ہیں۔ یہی عقل و شعور اور فکر و نظر کا تقاضہ ہے۔

اس امت کے اسلاف میں جو علماء اصول ہیں ان کی یہی تحقیق ہے، جیسے عزبن عبدالسلام، امام نووی، علامہ جلال الدین سیوطی، امام محلی، علامہ ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین۔

(اصلاح فکر و اعتقاد از علامہ محمد علوی مکی، ص ۱۵۱-۱۵۲ (مترجم) طبع لاہور ۱۹۹۹ء)

نیز فرماتے ہیں :

بدعتِ ضلالہ وہ فعل ہے جو کسی اصل شرعی کے تحت داخل نہ ہو۔ (اگر کسی نئے کام کی اصل کتاب و سنت میں موجود ہو تو وہ کام بدعت حسنہ کہلائے گا۔) (اصلاح فکر و اعتقاد، ص ۱۵۲ (مترجم) طبع لاہور)

☆-- زمانہ صحابہ کرام سے بدعت حسنہ کی ایک مثال :-

عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی رات میں مسجد کی طرف گیا۔ وہاں لوگوں کو دیکھا کہ کوئی الگ نماز پڑھ رہا ہے اور کہیں ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے تو اس کے ساتھ کچھ لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ ان سب کو ایک ہی قاری پر متفق کردوں تو زیادہ بہتر ہو۔ پھر اس کا ارادہ کرکے ان کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کردیا۔ پھر میں ان کے ساتھ دوسری رات میں نکلا، لوگ قاری کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، حضرت عمر نے فرمایا، یہ ایک اچھی بدعت ہے، اور رات کا وہ حصہ یعنی آخری حصہ جس میں لوگ سو جاتے ہیں اس سے بہتر ہے جس میں کھڑے ہوتے ہیں اور ابتدائی حصہ میں کھڑے ہوتے تھے۔

(صحیح بخاری، کتاب الصیام (مترجم اردو) ص ۷۰۹، جلد اول، طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

بدعت حسنہ پر حضرت علی المرتضیٰ کا اظہار خوشی

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ماہ رمضان کی اوّل رات میں گھر سے باہر آئے اور مسجدوں میں قرآن پڑھتے سنا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کو خداوند تعالیٰ روشن کرے کیونکہ انہوں نے خدا کی مسجدوں کو قرآن کی روشنی دی۔ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے، ایک دوسری روایت میں اس طرح آیا کہ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجدوں کے پاس سے گزرے اور ان میں قندیلیں روشن ہو رہی تھیں اور لوگ تراویح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر فرمایا، کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس طرح ہماری مسجدوں کو روشن اور منور کیا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو روشن کرے۔

(غنیۃ الطالبین، از سیدنا عبدالقادر گیلانی علیہ الرحمۃ (م ۵۶۱ھ) ص ۳۹۸، طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

☆--- زمانہ تابعین سے بدعت حسنہ کی ایک مثال

حضرت حماد علیہ الرحمۃ نے حضرت ابراہیم (نخعی) سے تثویب کے متعلق پوچھا، توانہوں نے فرمایا، کہ یہ ان چیزوں میں سے ہے جو لوگوں نے نئی ایجاد کر رکھی ہے۔ لیکن یہ ان نئی باتوں میں سے اچھی ہے۔ (اچھی بدعت ہے۔) (کتاب الآثار (مترجم) ص ۷۵ بروایت امام محمد طبع کراچی)

تثویب کا مفہوم

تثویب کے معنی ہیں نماز کے واسطے پکارنا۔ یعنی اذان کے بعد دوسری بار لوگوں کو پکارنا۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس پر عمل کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا یہی قول ہے۔

(کتاب الآثار، (ت) ص ۷۵ طبع کراچی)

☆--ایک حدیث مبارکہ کی مختصر اور جامع شرح☆--

حضور پر نور سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں :-

سب سے بہتر کلام کتاب اللہ اور سب سے بہتر راہ جادۂ محمدی ہے۔ اور بدتر وہ چیز ہے جو نئی ہو اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (یعنی کل بدعۃ ضلالۃ) رواہ مسلم

O--ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ حضرت ابو زکریا محی الدین یحیٰ بن شرف معروف بہ امام نووی (م ۶۷۶ھ) علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

امام نووی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :- لغوی اعتبار سے بدعت ایسے کام کو کہا جاتا ہے جس کی مثال زمانہ سابق میں نہ ہو۔ اور اصطلاح شریعت میں بدعت ایسی نئی چیز کو کہا جاتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی ظاہری حیات میں نہ ہو اور ارشاد "کل بدعۃ ضلالۃ" عام مخصوص ہے۔ (یعنی وہی بدعت گمراہی ہے جو بدعت سیئہ ہے۔) (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد اوّل)

O--شیخ عبد الحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں :-

جاننا چاہیئے کہ نبی مکرم ﷺ کی حیاتِ ظاہری کے بعد پیدا ہونے والی چیز بدعت ہے۔ اور اس میں سے جو چیز سنتِ رسول کے اصول و قواعد کے مطابق ہو اور اسی پر اسے قیاس کیا گیا ہو، وہ بدعت حسنہ ہے۔ اور جو چیز اصل سنت کے خلاف ہو اسے بدعت ضلالت کہا جاتا ہے۔ اور "کل بدعۃ ضلالۃ" کی کلیت اسی پر محمول ہے۔ (یعنی وہ بدعت گمراہی ہے جو اصول سنت کے خلاف ہو۔)

(اشعۃ اللمعات، جلد اوّل)

☆--لفظِ "کل" کا مفہوم--☆

امام حسین بن محمد راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

کل کا لفظ کسی شئ کے اجزاء کو یک جا کرنے پر بولا جاتا ہے۔ اور یہ دو طرح پر استعمال ہوتا ہے۔ نمبر 1: کبھی اس سے کسی چیز کی ذات اور اس کے احوال خصوصی کا مجموعہ مراد ہوتا ہے، اور لفظاً تمام کے معنی دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ O (۱۷-۱۹) اور نہ بالکل کھول ہی دو۔ (کہ سبھی کچھ دے ڈالو۔)

نمبر 2:- کبھی اس سے کئی چیزوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ (مفردات القرآن، ص ۹۲۴ طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

چنانچہ زیر بحث حدیث مبارکہ میں لفظ "کل" نمبر 1 کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

یعنی لفظ "کل" عام مخصوص ہے۔ ان بدعات کا جن کی اصل کتاب و سنت میں نہ ہو اور جن پر عمل کرنے سے سنت نبویہ قطع ہوتی ہو۔ اور اس کے برعکس جو بدعت ہو اس پر بدعت حسنہ کا اطلاق ہوگا۔ اور اس پر عمل کرنے سے ثواب ہوگا۔ جس کا مژدہ خود محبوب کبریا ﷺ نے خود ارشاد فرمایا ہے۔

"جو شخص اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کرے تو اسے وہ طریقہ رائج کرنے اور اس پر اس کے بعد عمل کرتے رہنے والوں کا ثواب اسے ملتا رہے گا اور کسی کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اور جو شخص اسلام میں کوئی برا طریقہ رائج کرے تو اس پر اس کے رائج کرنے اور اس طریقہ پر اس کے بعد عمل کرنے والوں کا گناہ اسے ہوگا اور کسی کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ (رواہ مسلم، جلد اوّل ص ۳۱۳)

(سنن دارمی، ص ۱۲۱ طبع کراچی) (ریاض الصالحین از علامہ نووی، ص ۱۱۴، ج ۱، طبع لاہور ۱۹۷۰ء) (مشکوٰۃ، طبع ملتان)

لہٰذا معمولات اہلسنت و جماعت کو بدعتِ ضلالۃ سے تعبیر کرنا کتاب و سنت کے رموز و اسرار سے جہالت کا نتیجہ ہے۔

☆علمائے اسلام کے اقوال☆

O--شیخ عزالدین بن عبد السلام "القواعد" میں لکھتے ہیں :-

بدعت کی کئی قسمیں ہیں۔ واجب، حرام، مندوب، مکروہ اور مباح۔ اور یہ جاننے کے لیے کہ کوئی چیز کس قسم کی ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم اس بدعت کو شریعت کے قواعد پر پرکھیں گے۔ اگر یہ قواعد ایجاب میں داخل ہے تو یہ واجب ہے۔ اگر تحریم میں ہے تو یہ حرام ہے۔ اگر ندب میں ہے تو یہ مندوب اگر مکروہ میں تو مکروہ ہے اور اگر جائز میں تو یہ مباح ہے۔

پھر لکھتے ہیں :-

بدعت مندوبہ کی کئی مثالیں ہیں، مثلاً مسافر خانے اور مدرسے بنانا ہے، اور ہر قسم کا کارِ خیر جو پہلے زمانہ میں نہیں کیا گیا۔ (اور بعد میں ایجاد ہوا) مثلاً تراویح، دقائق تصوف کا بیان، علم کلام و مناظرہ اور مسائل میں استدلال کے لیے محافل کا انعقاد، بشرطیکہ ان سے رضائے الٰہی کا حصول مدنظر ہو۔

O--بیہقی نے مناقب شافعی میں خود امام شافعی سے اپنی اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:- بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو کتاب و سنت اور اثر و اجماع کے خلاف ہو، یہ بدعت

ضلالہ ہے۔ دوسری وہ جسے کسی نیک مقصد کے لیے ایجاد کیا گیا ہو اور کتاب و سنت اور اثر و اجماع میں سے کسی کے مخالف نہ ہو۔ ایسی بدعت غیر مذموم ہے۔ (یعنی شرعا اس میں کوئی برائی نہیں) جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قیام رمضان (تراویح) کے بارے میں فرمایا: "نعمت البدعة هذه" (کتنی اچھی بدعت ہے یہ) یعنی یہ اختراع ایسی ہے جو پہلے نہ تھی اور اب شروع ہوئی ہے تو اس میں پہلی کسی چیز کی تردید نہیں پائی جاتی۔ (حسن المقصد فی عمل المولد از محدث سیوطی (م ۹۱۱ھ) ص ۳۲ تا ۳۴ طبع سیالکوٹ)

یاد رہے کہ بدعت حسنہ کا مقام مستحب امر کا ہے، جس کے کرنے پر ثواب اور نہ کرنے پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ اور اگر بدعت حسنہ کو مستحب کا مقام دینے کی جائے، اسے ضروریات دین کا مقام دیا جائے اور ضروریاتِ دین ان چیزوں کو کہتے ہیں کہ جن میں سے کسی ایک چیز کا انکار کرنے سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ تو ایسی بدعت، بدعتِ سئیہ یا بدعتِ ضلالہ کہلائے گی۔ اور یہی مطلب ہے حضور پر نور ﷺ کے ارشاد گرامی کا جو کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو رد

(صحیح بخاری کتاب الصلح، جلد اوّل) (صحیح مسلم، جلد ۲) (مسند احمد حدیث نمبر ۲۵۹۱۱)

جو ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات پیدا کرے جو اس میں نہ ہو تو وہ رد ہے۔

نوٹ:- مندرجہ ذیل اعتراضات کے جوابات ہم نے "میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوتِ اسلامی" جلد اوّل میں دے دیئے ہیں۔ جلد اوّل کی اشاعت کے بعد اس مسئلہ پر کچھ احباب نے تشنگی کا اظہار فرمایا۔ جسکی وجہ سے مزید حوالے یہاں درج کر دیئے ہیں۔

اعتراض :- مولانا الیاس قادری صاحب کے والد عبدالرحمٰن کے متعلق قادری صاحب کے خالو نے بتایا: میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جب وہ کبھی چارپائی پر بیٹھ کر آپ کے والد صاحب قصیدہ غوثیہ پڑھتے تو چارپائی زمین سے بلند ہو جاتی۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ص ۳۲)

الجواب :- مولانا محمد عاشق پھلتی علیہ الرحمۃ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے خلیفہ اجل حافظ عبدالنبی علیہ الرحمۃ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ آپ نے تحریر فرمایا کہ میں نے ایک واقعہ میں دیکھا کہ اس مقام پر جہاں حضرت قطب الدین بختیار کاکی کا مزار ہے حاضر ہوں اور ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا ہوں۔ یہ شعر گنگنا رہا ہوں۔

یَا حَبِیبَ الْاِلٰہِ خُذْ بِیَدِیْ + مَا لِعَجْزِیْ سِوَاکَ مُسْتَنَدِیْ

اور اس کے ذریعہ بارگاہ رسالت میں عرض پرواز ہوں اور حضرت خواجہ اپنے مزار مبارک کی جگہ ایک چارپائی پر تشریف فرما ہیں۔ آپ پر یہ شعر سننے سے وجد طاری ہوا اور آپ رقص فرمانے لگے حتیٰ کہ وہ چارپائی بھی رقص کرنے لگی۔ الخ (القول الجلی، ص ۵۸۸ (مترجم) طبع لاہور ۱۴۲۰ھ)

"ماھو جوابکم فھو جوابنا"

O---مدینہ منورہ میں جنازہ لے جاتے وقت ذکر بالجہر

پاکستان کے غیر مقلد اور وھابی مقلد خاموش کیوں؟

قاری فتح محمد صاحب پانی پتی ثم المدنی کے خادم خاص اور کاتب جناب عبدالقادر صاحب مدینہ منورہ سے آپ کی وفات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(مورخہ 16/اپریل 1987ء) تقریباً 11/بجے غسل و تکفین سے فارغ ہوئے۔ صوفی محمد اسلم صاحب نے مسنون کفن چارپائی پر مرتب کیا، اسپر روئی بچھائی، صندل کا بورہ چھڑکا اور نقش مبارک کو رکھا، کفنی پہنائی، کافی عمدہ عطر چھڑکا گیا.......... نماز ظہر کے بعد امام حرم نبوی شریف علی عبدالرحمٰن الحذیفی مد ظلہ نے نماز جنازہ پڑھائی،.......... نماز کے بعد جنازہ مسجد سے باہر نکلا، تو ہاتھوں پر سروں سے اونچا اٹھالیا گیا، کندھوں پر آنے نہیں دیا، نیچے کرو، انزلوا، انزلوا کی آوازیں تھیں۔ لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ کا ورد تھا، ہزاروں عربوں، عجمیوں کا مجمع مستانہ وار جنت البقیع ساتھ گیا.......... الخ۔ (ماہنامہ الخیر ملتان جلد ۴، ش ۱۰، جون ۱۹۸۷ء، ص ۱۷)

O--الشیخ عبداللہ بن جاراللہ بن ابراہیم الجاراللہ (نجدی مکی) لکھتا ہے۔

جنازوں کے لیے ساتھ چلنے والوں میں سے کسی کا بلند آواز سے کہنا اور لوگوں کا بلند آواز سے لا الہ الا اللہ کہنا، بدعت ہے۔ (جنازہ کے احکام از شیخ بن جاراللہ، ص ۶۲ طبع ڈیرہ غازی خان)

اہل سنت کو بدعتی کہنے والے، غیر مقلد وہابیوں اور مقلد وہابیوں کے لیے لمحہ فکریہ!

3---شاعرِ مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

"قادیان" اور "دیوبند" اگرچہ ایک دوسرے کی ضد ہیں، لیکن دونوں کا سرچشمہ ایک ہے اور دونوں اس تحریک کے پیداوار ہیں جسے عرف عام میں "وہابیت" کہا جاتا ہے۔

(سید نذیر نیازی، اقبال کے حضور، مطبوعہ اقبال اکادمی کراچی پاکستان، صفحہ ۲۶۲)

اقبال کے حضور

نشستیں اور گفتگوئیں

[ایک بیاض یادداشت]

جزو اول

۱۹۳۸

(جنوری تا ۲۱ مارچ)

از

سید نذیر نیازی

★

اقبال اکادمی، کراچی (پاکستان)

سالک و مہر گئے تو کانگرسی اور یونینسٹ خیال مسلمانوں کی باتیں ہونے لگیں، پھر قادیانیوں اور دیوبند کی۔ حضرت علامہ نے فرمایا ''قادیان اور دیوبند اگرچہ ایک دوسرے کی ضد ہیں،لیکن دونوں کا سرچشمہ ایک ہے[1] اور دونوں اس تحریک کی پیداوار جسے عرف عام میں وہابیت کہا جاتا ہے۔''

اس پر کہا گیا کہ دیوبند کی سیاسی روش تو انگریز دشمنی پر مبنی ہے۔ دیوبند کی تو یہ رائے نہیں کہ انگریزی حکومت کی اطاعت مذہباً فرض ہے، جیسا کہ قادیانی کہتے ہیں۔

فرمایا ''انگریز دشمنی سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ ہم اسلام دشمنی اختیار کر لیں۔ یہ کیا انگریز دشمنی ہے جس سے اسلام کو ضعف پہنچے۔ ارباب دیوبند کو سمجھنا چاہیے کہ اس دشمنی میں وہ نادانستہ اس راستے پر چل رہے ہیں جو انگریزوں کا تجویز کردہ ہے۔ انگریز چاہتے ہیں مسلمان جغرافی وطنیت کا اصول اختیار کر لیں تاکہ اسلام کی حیثیت ایک عقیدے سے زیادہ نہ رہے اور امت، یعنی بطور ایک سیاسی اجتماعی نظام کے اس کی وحدت ختم ہو جائے۔ یہ کیسی انگریز دشمنی ہے؟ یہ تو ان کے ہاتھوں میں کھیلنا ہے۔''

اس پر عرض کیا گیا کہ اہل حدیث اقلیت میں ہیں اور اپنے عقائد میں بڑے متشدد، لہذا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو دوسرے مسلمانوں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۹ سے

رشتہ قائم رکھتے۔ رہے اس کے مسلمان ارکان سو انہیں یہ کہنے کی جرأت ہی نہیں تھی کہ پنجاب کی حکومت اسلامی اکثریت کے ہاتھ میں ہونی چاہیے۔ لہذا پنجاب کے مسلمان سیاسی اعتبار سے ہمیشہ دبے رہے اور یہی فی الحقیقت کانگرس کا مقصد بھی تھا۔ پھر اسے فریب نفس کہیے، یا عام مسلمانوں کی تسلی خاطر کے لیے ایک حیلہ کہ انہوں نے صوبائی اور ملکی معاملات میں تفریق کرتے ہوئے یہ عجیب و غریب روش اختیار کی کہ صوبے کے معاملات میں تو وہ ہندوؤں اور سکھوں کا ساتھ دیں گے، ملکی معاملات میں لیگ کا حالانکہ ہندو اور سکھ کسی معاملے میں ان کا ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں تھے۔ یہ ایک اور ضرب تھی جو انہوں نے اسلامیان پنجاب کے اتحاد پر لگائی۔ ان کی اپنی بے بسی کا یہ عالم تھا کہ کسی مسئلے، مثلاً شہید گنج ہی کے معاملے میں وہ حکومت پر زور ڈال سکے، نہ سکھوں پر۔ اگر یہ پارٹی نہ ہوتی تو بہت ممکن ہے پنجاب تقسیم نہ ہوتا، یا اگر ہوتا بھی تو اس کی تقسیم مسلمانوں کے حق میں ہوتی۔

۱۔ احادیث اور روایات پر غیر معمولی زور؛ دیکھیے استدراک۔

سر زمین نجد سے اٹھنے والے فتنوں کے سلسلہ میں

مخبر صادق ﷺ کی پیشین گوئیاں

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد فاسدہ پر نگاہ ڈالنے سے قبل امام الانبیاء حضور سید کائنات ﷺ کے اقوال مبارکہ کو دلوں میں محفوظ کرلیں اور اس کے بعد نجدیوں کے نئے دین کا مطالعہ کریں تو یقیناً حق وباطل میں امتیاز کرنے میں کوئی دشواری نہ آئے گی۔

☆ بخاری ومسلم شریف میں سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کفر کا سر مشرق کی طرف ہے۔''

☆ ایک اور روایت میں ارشاد ہے ایمان یمانی ہے اور ادھر سے فتنہ ہے جہاں سے شیطانی طاقت ابھرے گی۔

☆ بخاری ومسلم شریف میں حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا مبارک چہرہ مشرق کی طرف تھا، آپ نے فرمایا: ''فتنہ ادھر ہے۔''

☆ بخاری شریف کی ہی روایت ہے کہ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:- اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی شَامِنَا وَ یَمَنِنَا،اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی شَامِنَا وَ یَمَنِنَا، قَالُوْ وَفِی نَجدِنَا، قَالَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی شَامِنَا وَ یَمَنِنَا،قَالُوا وَفِی نَجدِنَا، قَالَ الثَّالِثَۃَ ھُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَ مِنْھَا یَطلَعُ قَرْنُ الشَّیْطَان ، وَلاَ حْمَدَ مِنْ ابنِ عُمَرَمَرْفُوعاً اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی مَدِیْنَتِنَا وَفِی صَاعِنَا وَفِی مُدِّنَا وَ یَمَنِنَا وَ شَامِنَا، ثُمَّ اسْتَقْبَلَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ فَقَالَ ھٰھُنَا یَطلَعُ قَرْنُ الشَّیْطَانُ وَقَالَ مِنْ ھٰھُنَا الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ۔

☆ اے اللہ! ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت دے، اے اللہ! ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت دے۔ کہنے والوں نے کہا: اور ہمارے نجد میں، آپ نے فرمایا: اے اللہ ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت دے۔ کہنے والوں نے کہا: اور ہمارے نجد میں۔ آپ نے تیسری مرتبہ فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہاں سے شیطانی قوت ابھرے گی۔ اور امام احمد نے ابنِ عمر کی حدیث مرفوعاً روایت کی ہے: اے اللہ! ہمارے مدینہ میں، ہمارے صاع میں، ہمارے مد میں، ہمارے یمن میں اور ہمارے شام میں برکت دے پھر آپ نے اپنا روئے انور سورج نکلنے کی طرف کیا اور فرمایا: ادھر سے شیطانی قوت ابھرے گی اور فرمایا: یہاں سے زلزلے اور فتنے اٹھیں گے۔

☆ میں کہتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ یقیناً سچے ہیں۔ اللہ کی رحمتیں اور اس کا سلام اور اس کی برکتیں آپ پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے تمام اصحاب پر نازل ہوں، یقیناً آپ نے امانت ادا کی اور پیام پہنچایا۔ شیخ تقی الدین (ابن تیمیہ) نے کہا ہے کہ نبی اللہ ﷺ کے مدینہ سے آفتاب نکلنے کی طرف مشرق (کا علاقہ) ہے اور وہاں سے مسیلمۃ الکذاب نکلا تھا جس نے نبوت کا دعویٰ کا کیا تھا اور یہ پہلا حادثہ تھا جو آنحضرت ﷺ کے بعد رونما ہوا تھا اور خلائق نے اس کی پیروی کی۔

☆ حضرت سید احمد بن زینی دحلان مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۴ھ) اپنی تصنیف ''خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام'' کے صفحات ۲۳۴ / ۲۳۵ میں رقم طراز ہیں کہ علامہ سید علوی بن احمد بن حسن القطب سید عبداللہ بن علوی الحداد نے ابن الوہاب کے رد میں ایک کتاب لکھی ''جلا الظلام فی الرد علی النجدی اضل العوام'' اس میں انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث پیش کی ہے کہ:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بارہویں صدی میں وادی بنی حنیفہ میں ایک شخص کا ظہور ہوگا۔ جس کی ہیئت کذائی بیل کی طرح ہوگی، وہ خشکی کا تمام چارہ کھا جائے گا۔ اس کے زمانہ میں قتل وخونریزی بہت ہوگی، وہ مسلمانوں کا مال حلال سمجھ کر ان کے قتل پر فخر کریگا یہ ایک ایسا فتنہ ہوگا، جس میں ذلیل قسم کے لوگ ابھر کر غالب ہو جائیں گے، نچلے درجہ کے لوگ ان کی خواہشات کی پیروی کریں گے، جیسے کتا اپنے مالک کے پیچھے دم ہلاتا پھرتا ہے

حضرت شیخ دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ شیخ نجدی کے ظہور کی مذمت فرماتے ہوئے احادیث مبارکہ کا حوالہ دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:-

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگوں کا (عرب کے) مشرق کی جانب سے ظہور ہوگا، قرآن پڑھیں گے، لیکن وہ ان کے حلق کے نیچے سے نہیں اترے گا، دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، اور دوبارہ شکار واپس نہیں آسکتا، اسی طرح وہ لوگ بھی جو دین میں دوبارہ داخل نہیں ہو سکیں گے، ان کی علامت یہ ہوگی کہ

وہ سر منڈایا کریں گے، نیز حضور پاک ﷺ نے فرمایا: کفر کا گڑھ مشرق کی جانب ہے، اور فرمایا سخت دلی اور سنگ دلی مشرق کی جانب ہے اور ایمان اصل حجاز میں ہے اور حضور ﷺ کی حدیث ہے کہ آپ نے دعا مانگی: اے اللہ! ہمارے شام میں برکت دے اور ہمارے یمن میں برکت دے، صحابہ نے عرض کیا۔ ہمارے نجد میں، حضور اکرم ﷺ نے نجد کے لیے دعا نہیں مانگی اور تیسری بار فرمایا وہاں سے زلزلے اور فتنے نمودار ہوں گے اور وہیں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا اور یہ بھی حضور کی حدیث ہے کہ کچھ لوگوں کا (عرب کے) مشرق سے ظہور ہوگا، قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے حلق سے نیچے سے نہیں اترے گا، جب ایک صدی ختم ہو جائے گی تو دوسری صدی اسی طرح آئے گی، حتیٰ کہ ان کے آخر میں مسیح الدجال کا ظہور ہوگا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان بد عقیدہ لوگوں کی علامت یہ ہوگی کہ وہ سر منڈائیں گے، یہ نص صریح ہے۔ ان لوگوں پر جو عرب کی مشرقی جانب سے ظاہر ہوئے اور جنہوں نے محمد بن عبدالوہاب کی پیروی کی کیونکہ محمد بن عبدالوہاب، اپنے پیروکاروں کو سر منڈانے کا حکم دیتے تھے اور زائرین مدینہ کی اس وقت تک اس سے جان نہیں چھوٹتی تھی جب تک کہ وہ سر نہیں منڈا لیتے تھے۔

(عالم اسلام پر سامراجیت کے بھیانک سائے، مرتبہ: قاری محمد میاں مظہری دہلوی، طبع کراچی ۱۹۸۶ء)

☆☆◈☆☆◈☆☆◈☆☆



☆☆***☆☆***☆☆***☆☆

تمت بالخیر

****

فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ

پر

اعتراضات کا علمی محاسبہ



اعتراض :- جناب ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

محمد عربی ﷺ احمد رضا بریلوی کا انتظار کرتے رہے۔۔۔۔!

احمد رضا خان بریلوی کو تو خوابوں میں بھی عام لوگوں سے افضل دکھایا جاتا ہے تاکہ یہ فرقہ خوابوں کے زور پر ترقی کرے۔ بریلوی حضرات کو اپنے فرقہ میں داخل کرے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے انہوں نے کیسا قصہ گھڑا۔ آپ بھی سنیئے۔۔۔۔ کہتے ہیں :

"ملکِ شام کے ایک بزرگ نے خواب دیکھا۔ بہت ہی عالیشان دربار لگا ہوا ہے۔ بے شمار نورانی ہستیاں جمع ہیں اور ایک تخت پر تاجدارِ عرب و عجم شہنشاہِ امم ﷺ جلوہ افروز ہیں۔ پورے اجتماع پر سکوت طاری ہے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کسی آنے والے کا انتظار کیا جا رہا ہے۔ اس بزرگ نے سکوت توڑتے ہوئے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، کس کا انتظار فرمایا جا رہا ہے؟ پیارے رسول ﷺ کے لب ہائے مبارکہ کو جنبش ہوئی اور پھول جھڑنے شروع ہوئے۔ الفاظ کچھ یوں تھے : "ہمیں احمد رضا ہندی کا انتظار ہے۔" سرکار کون احمد رضا؟ ارشاد ہوا "ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔"

(فیضانِ سنت ص ۲۰۲-۲۰۳)

یہ بھی لکھتے ہیں کہ جس دن شامی بزرگ کو خواب آیا وہ دن 25 صفر کا تھا اور احمد رضا بریلوی فوت بھی 25 صفر کو ہی ہوئے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا۔۔۔۔؟ ص ۳۰۹-۳۰۸ طبع لاہور 1996ء)

جواب :- حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :

حضرت عبدالواحد طوسی علیہ الرحمۃ نے جو اس زمانہ کے صلحاء اور اکابر اولیاء میں سے تھے۔ خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ مع اپنے اصحاب کے برسرِ راہ منتظر کھڑے ہیں۔ انہوں نے سلام کر کے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کس کا انتظار ہے؟ آپ نے فرمایا : محمد بن اسماعیل بخاری کا انتظار کر رہا ہوں۔

وہ فرماتے ہیں کہ اس خواب کے چند روز بعد ہی میں نے بخاری کی وفات کی خبر سنی۔ جب میں نے لوگوں سے وقتِ وفات کی تحقیق کی تو وہی ساعت معلوم ہوئی جس میں میں نے حضور سرور عالم ﷺ کو خواب میں منتظر دیکھا تھا۔

(بستان المحدثین از حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ص ۴۷، طبع کراچی)

ذرا! سوچ سمجھ کر جواب دیں کہ ان دونوں خوابوں میں کیا فرق ہے؟ اگر پہلی خواب من گھڑت اور قابلِ طعن و تشنیع ہے تو امام بخاری علیہ الرحمۃ والی خواب قابلِ گرفت کیوں نہیں؟

"ماھو جوابکم فھو جوابنا"

اعتراض :- جناب ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں :

"اعلیٰ حضرت دلوں کی بات بھی جانتے ہیں"

اس فرقہ کے لوگوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی بھی دلوں کے راز جانتے ہیں۔ اپنے اسی باطل اور شرکیہ عقیدے کو ایک واقعاتی دلیل سے ثابت کرتے ہیں۔

" مدینۃ المرشد بریلی شریف میں ایک صاحب تھے جو بزرگانِ دین کو اہمیت نہ دیتے تھے اور پیری مریدی کو پیٹ کا ڈھکوسلہ کہتے تھے۔ ان کے خاندان کے کچھ افراد اعلیٰ حضرت سے بیعت تھے۔ وہ لوگ ایک دن کسی طرح سے بہلا پھسلا کر ان کو اعلیٰ حضرت کی زیارت کے لیے لے چلے۔ راستے میں ایک حلوائی کی دکان پر گرم گرم امرتیاں (ماش کے آٹے کی مٹھائی جو جلیبی سے مشابہ ہوتی ہے) تلی جا رہی تھیں۔ دیکھ کر ان صاحب کے منہ میں پانی آگیا۔ کہنے لگے۔ " یہ کھلاؤ تو چلوں گا۔" ان حضرات نے کہا کہ واپسی پر کھلائیں گے پہلے چلو۔ بہر حال سب لوگ اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اتنے میں ایک صاحب گرم گرم امرتیوں کی ٹوکری لے کر حاضر ہوئے۔ فاتحہ کے بعد سب کو تقسیم ہوئیں۔ دربارِ اعلیٰ حضرت کا قاعدہ تھا کہ سادات کرام اور داڑھی والوں کو دگنا حصہ ملتا تھا۔ چونکہ ان صاحب کی داڑھی نہیں

تھی۔ للذا ان کو ایک ہی امرتی ملی۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا ان کو دو امرتیاں دیجئے۔ تقسیم کرنے والے نے عرض کی: حضور! انکی داڑھی نہیں ہے۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا: ان کا دل چاہ رہا ہے۔ ایک اور دے دیجئے۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ اعلیٰ حضرت کے مرید ہو گئے اور بزرگانِ دین کی تعظیم کرنے لگے۔

دل کی جو بات جان لے روشن ضمیر ہے
اس احمد رضا کو ہمارا سلام ہو
(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ؟ص ۹۵ تا ۹۶)

جواب: —علامہ سعدالدین تفتازانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اولیاء کرام کی کرامات کا حق ہونا حضرت مریمؑ کے واقعہ سے نص قرآن کے ذریعہ ولادتِ عیسیٰ علیہ السلام کے وقت سے ثابت ہے۔

O---علامہ نسفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

بطور کرامت اہل ولایت سے ایسی باتیں صادر ہوتی ہیں جو خارق عادت اور ناقص طبیعت ہوتی ہیں۔ یہ اہل سنت کے ہاں جائز ہیں۔

O---امام ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اولیاء کرام سے کرامت کا ظہور جائز ہے۔

O---امام ابواسحاق سفرائنی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اولیاء کرام کے لیے کرامات ہوتی ہیں۔ جو قبولیت دُعا سے مشابہت رکھتی ہیں۔

O---علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ائمہ اہل سنت کراماتِ اولیاء کے جواز کے قائل ہیں۔ معتزلہ میں سے ابوالحسن اور اُس کا دوست محمود خوارزمی کراماتِ اولیاء کے قائل ہیں۔ باقی معتزلہ منکر ہیں۔

(جامع کرامات اولیاء از علامہ نبہانی ص ۱۳۲ تا ۸۵ مطبوعہ لاہور)

O---علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"ولیس انکاراً کرامۃ من اہل البدع" (الحدیقۃ الندیہ)

O---مولوی محمد سلیمان منصورپوری (غیر مقلد) لکھتے ہیں:

کرامات کا کوئی منکر نہیں۔ جب کسی بزرگ کی کوئی کرامت بروایتِ صحیحہ ثابت ہو جاتی ہے تو

اسے دلیلِ صداقت اسلام اور نتیجہ اتباعِ رسول ﷺ سمجھا جاتا ہے۔

(رسائل عشرہ ص ۲۵۵ طبع لاہور ۱۹۷۲ء)

O---مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی وہابی غیر مقلد لکھتا ہے:

ٹھیک اسی طرح جو خوارقِ عادات عامہ اتباعِ رسول اور خدائے واحد کی پرستش کا نتیجہ ہوں وہ کراماتِ اولیاء کہلاتی ہیں جن کے مبارک اور محمود ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ (کراماتِ اہلحدیث ص ۴ طبع سیالکوٹ)

حضراتِ گرامی! کرامات کی بہت سی اقسام ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ولی اللہ کا کسی کی دلی کیفیت پر آگاہ ہو جانا۔ مذکورہ واقعہ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی اسی قسم کی کرامت کا ذکر ہے۔ مگر لعینِ لعل دین کا اس واقعہ پر تبصرہ سراسر جہالت، دجل اور فریب پر مبنی ہے۔

اگر مذکورہ کرامت کی بنا پر مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ موردِ سب وشتم ہیں تو ذرا کان کھول کر "وہابی علماء" کی کرامات سنیئے اور............ قلم کو جنبش دیجئے............ اور مساواتِ محمدی کا ثبوت دیجئے! خدارا! اندھی تقلید چھوڑیئے............ تحقیق کیجئے............ خوفِ خدا کو دل میں جگہ دیجئے............ توبہ کیجئے!

☆مولوی محمد سلیمان وہابی روڑوی کی کرامت☆

مولوی عبداللہ صاحب کا بیان ہے کہ ایک دن میرے دل میں ایک بزرگ سے ملنے کا خیال پیدا ہوا اور جی چاہا کہ کچھ دن ان کے پاس جا کر ٹھہروں اور فیض حاصل کروں ابھی یہ میرے جی ہی جی میں تھا اور میں نے کسی سے اس کا تذکرہ نہیں کیا تھا کہ مولوی (محمد سلیمان) صاحب سامنے آگئے اور آتے ہی فرمایا کہ ذرا سوچ سمجھ کر جانا، آج کل دکانداریاں زیادہ ہیں۔ اللہ والے بہت کم ہیں چنانچہ بعد میں معلوم ہوا کہ واقعی وہ دکاندار ہی تھے۔ (کراماتِ اہل حدیث ص ۲۸ طبع سیالکوٹ)

﴿قاضی محمد سلیمان صاحب منصورپوری کی کرامات﴾

1- پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب بی-اے علیگ جو قاضی صاحب کے شاگرد رشید اور خاص عزیز رہے ہیں۔ بیان فرماتے ہیں کہ بارہا ہمارے ساتھ ایسا ہی ہوا جب کسی مسئلہ کے متعلق ہمارے دل میں شک وشبہ پیدا ہوتا اور ہم اعتراض کرنا چاہتے تو آپ پہلے ہی سے اس کا جواب دے دیتے جس سے ہماری تسلی ہو جاتی۔

2- آپ (قاضی محمد سلیمان صاحب) مسجد ہکلی گراں میں 30 سال تک وعظ کہتے رہے۔ جب 1930ء میں حج کو روانہ ہونے لگے تو نماز جمعہ کے بعد فرمایا: کہ میرا یہ آخری جمعہ ہے۔......... چنانچہ کئی لوگ تاڑ گئے کہ معلوم ہوتا ہے اب آپ واپس نہیں آئیں گے۔ آپکو کشف کے طور پر اپنی موت کا علم ہو چکا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ واپسی پر آپ جہاز ہی میں انتقال کر گئے۔

3- پروفیسر ظہور الدین احمد......... بمبئی میں جو قاضی مرحوم کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار مجھے بدھ ازم کے مطالعہ کا شوق ہوا۔ چنانچہ میں نے ان کی کئی کتابوں کا مطالعہ کیا جن سے میں اتنا متاثر ہوا کہ جی چاہا کہ بدھ مت اختیار کرلوں۔ اس اثناء میں قاضی صاحب کے پاس پہنچا، تو آپ نے خود بخود ہی بدھ مت کی حقیقت بیان کرنی شروع کردی۔ الخ

(کراماتِ اہل حدیث ص ۲۱، ۲۲ طبع سیالکوٹ از عبدالمجید سوہدروی)

☆---دل کی پوشیدہ بات کا انکشاف :

حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں۔ ایک نوجوان حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اٹھتا بیٹھتا تھا۔ اور دل کے خیالات بتادیتا تھا۔ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے سامنے بھی اس کا تذکرہ ہوا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارے متعلق لوگوں کا اس طرح خیال ہے۔ اُس نے جنید بغدادی سے کہا کہ اپنے دل میں کوئی بات سوچو۔ حضرت جنید نے کہا کہ میں نے اپنے دل میں بات سوچ لی ہے۔ نوجوان نے آپ کے دل کی بات فوراً بتادی۔ حضرت جنید بغدادی نے کہا یہ غلط ہے۔ اس نے کہا پھر اپنے دل میں سوچئے۔ آپ نے فرمایا۔ سوچ لی۔ اُس نے کہا بات یوں ہے۔ آپ نے فرمایا غلط ہے۔ اُس نے کہا پھر سوچئے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے سوچ لیا۔ اُس نے کہا بات یہ ہے۔ آپ نے فرمایا تم نے تین مرتبہ ہی درست بتایا تھا۔ میں تمہاری آزمائش کر رہا تھا۔ کہ تمہاری دلی واردات میں تبدیلی تو نہیں آتی۔ (کتاب الروح ص ۱۱۴، ۱۱۵ از حافظ ابن قیم طبع لاہور)

﴿ابن لعل دین نجدی کے چچازاد بھائی[1] مولانا احمد علی لاہوری دیوبندی﴾

کے متعلق سوانح نگار لکھتے ہیں :- اجنیانوالہ کے چوہدری عمر خاں میواتی برادری کے سربراہ ہیں۔ وہ

[1] مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں :- "ہم نے صاف لکھا تھا کہ ہم جانتے ہیں کہ ان دونوں گروہوں (دیوبندیوں اور وہابیوں) میں بھی بعض اوقات نزع ہو جاتی ہے اس میں اس طرح اشارہ ہے کہ جس طرح چچازاد سگے بھائیوں میں بھی نزع ہو جاتی ہے۔ (اہل حدیث (امرتسر) یکم شعبان ۱۳۳۲ھ)

حضرت (احمد علی) کے اور آپ کے مسلک کے سخت مخالف تھے۔ ایک دفعہ ڈاکٹر مناظر حسین صاحب مناظر کے ہمراہ محض آزمائشی طور پر حاضر ہوئے اور یہ کہا کہ اگر حضرت نے میرے دل کے شکوک و شبہات دور کر دیئے تو میں توبہ کر لوں گا۔ اور حضرت کی بیعت کر لوں گا۔ اس کے آتے ہی حضرت نے از خود ایسی باتیں ارشاد فرمائیں جن سے ان کے شبہات دور ہو گئے۔

نیز لکھتے ہیں :

حضرت (احمد علی) کا کشف اس قدر صحیح ہوتا تھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے "اگر ایک آدمی غسل خانہ میں غسل کر رہا ہو تو میں اس کے بدن کا ماء مستعمل (بدن سے اترا ہوا پانی) دیکھ کر بتا سکتا ہوں کہ یہ غسل کرنے والا مقرب بارگاہِ الٰہی ہے یا راندۂ درگاہِ خداوندی ہے۔

نیز لکھتے ہیں :

مولانا حبیب اللہ راوی ہیں۔ کہ ایک دفعہ سفر حجاز میں جب حضرت مدینہ تشریف لے گئے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ تو راہ چلتے چلتے حضرت نے "نقوش پا" دیکھ کر فرمایا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ نقشِ پا کسی ایماندار کے نہیں ہیں۔ بعد ازاں تحقیق پر معلوم ہوا کہ وہ واقعی ایک گمراہ اور بدعقیدہ انسان تھا جو دوسرے ملک سے مدینہ منورہ کسی غرض کے لیے آیا تھا۔ (مردِ مؤمن، از عبدالحمید خاں۔ ص ۱۲۹ طبع لاہور ۱۹۶۴ء)

"ما ہو جوابکم فھو جوابنا"

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوانات کے تحت لکھتا ہے۔

☆---احمد رضا کا اپنے آپ کو کتا قرار دینا

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں (حدائقِ بخشش، ص ۴۳)

مزید سنیئے! تجھ سے۔ در، در سے سگ اور سگ سے ہے نسبت مجھ کو
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

☆---اعلیٰ نسل کے دو کتے حاضر ہیں

ایک مرتبہ خاں صاحب بریلوی کے پیر صاحب نے رکھوالی کے لیے اچھی نسل کے دو کتے منگوائے۔ تو جناب احمد رضا بریلوی اپنے دونوں بیٹوں کو لیے اپنے پیر صاحب کے پاس حاضر ہوئے

اور کہنے لگے " میں آپ کی خدمت میں دو اچھی اور اعلیٰ نسل کے کتے لے کر حاضر ہوا ہوں۔ انہیں قبول فرمائیے"

☆---مجھ کتے کو ٹکڑا مل جائے

اسی طرح خان صاحب کا ایک مرید اپنے پیرو شیخ احمد رضا کے سامنے عجز و نیاز کرتے ہوئے اور اپنا دامن پھیلا کر یوں پکارتا ہے۔

؎ میرے آقا میرے داتا مجھے ٹکڑا مل جائے

دیر سے آس لگائے بیٹھا ہے یہ کتا تیرا (میٹھی میٹھی سنتیں..... ص ۷ ۲۳،۲۳۶)

جواب :- اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اور ان سے قبل یا بعد کے افراد نے اپنے آپکو سگ (کتا) سے جو تشبیہ دی ہے تو صرف اور صرف اس کی صفتِ وفاداری اور خیر خواہی مالک کو دیکھ کر یہ عجز و انکساری کی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے شیخ سے اپنے بیٹوں کی وفاداری کا اظہار کیا ہے، یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ہم بعینہٖ کتے ہیں۔

☆---مولانا عبد الرحمٰن جامی[1] علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

؎ سگت را کاش جامی نام بودے ** کہ آمد بر زبانت گاہے گاہے

ترجمہ :- اے شہنشاہِ کائنات ﷺ کاش! آپ کے کسی کتے کا نام ہی جامی ہوتا کہ کبھی کبھی آپ کی زبان پر میرا نام تو آجاتا۔ (کہ مالک کتے کو نام لے کر بلایا ہی کرتا ہے۔)

☆---مولانا شاہ خش چشتی نظامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

؎ ایں سگ سگانِ خویش را کمتر گرا دل ریش را

تو از ہر دم با عطا بالطفہائے بے کراں

(خواجہ محمد شاہ خش شخصیت اور شاعری ص ۶۴، طبع خانیوال ۱۹۹۶ء)

****

[1] صاحب ہدیۃ العارفین لکھتے ہیں: نور الدین الجامی شیخ الاسلام الھروی الادیب الصوفی۔الخ

(ہدیۃ العارفین ، ص ۵۳۴ جلد دوم طبع بیروت)

☆---مولانا سید محمد اکرام الدین بخاری نقشبندی قادری خلیفہ مجاز مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی (م ۱۳۱۳ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

؎ سگ درگاہِ جیلاں مجھ کو حق کردے تو شاہوں سے

کہوں دنیا کے کتو! بادشاہت اس کو کہتے ہیں

(تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۷۰ مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء)

☆---شاہ مرتضیٰ مجذوب قدس سرہٗ

بنگال میں راج محل رہا کرتے تھے۔ صاحبِ تصرفات صحیحہ اور کشف صدقیہ کے مالک تھے۔ شاہ نعمت اللہ بنگالی سے جو اپنے وقت کے صاحبِ تسخیر ملوک اور امراء تھے دشمنی رکھتے تھے اور انہیں برا بھلا کہتے رہتے اور کہا کرتے تھے یہ طالبِ مولیٰ نہیں۔ شاہ نعمت اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن مرتضیٰ مجذوب ہمارے گھر آگئے۔ گھر کے اندر ایک پلنگ بچھا ہوا تھا۔ آپ اس پر جا بیٹھے اور کہنے لگے برا نہ منانا۔ لوگ اپنے شکاری کتے کو بھی اپنی چارپائی پر بٹھا لیتے ہیں۔ یہ بات ان کی انکساری کی علامت تھی کہ اپنے آپ کو کتے سے تشبیہ دے دی۔ (خزینۃ الاصفیاء، ص ۴۴۹ از مفتی غلام سرور لاہوری طبع لاہور ۱۹۶۳ء)

☆---ربِ کائنات جل جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے :

"کَاَنَّهُنَّ بَیْضٌ مَّکْنُوْنٌ" (پ ۲۳ القرآن)

ترجمہ :- گویا کہ وہ حوریں انڈے ہیں جو چھپی ہوئی ہیں۔

مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں حوروں کو جو انڈوں سے تشبیہ دی گئی ہے اس سے فقط ان کا حسنِ ظاہری بیان کرنا مقصود ہے نہ کہ وہ حوریں انڈے ہیں۔

☆---حضور ﷺ نے واقعہ معراج بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"ثم رفعت الی سدرة المنتهی فاذا نبقها مثل قلال حجر .الخ

ترجمہ :- پھر میں سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لیجایا گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے بیر حجر شہر کے مٹکوں کی مانند ہیں۔ (مشکوٰۃ (عربی۔اردو) جلد ۳ ، ص ۱۵۵ طبع لاہور)

اس حدیثِ پاک میں بیروں کو شہر حجر کے مٹکوں سے تشبیہ دینا فقط بیروں کی جسامت بیان کرنا مقصود ہے نہ کہ حجر شہر کے مٹکے بیر بن گئے۔

☆---حضرت شاہ عبدالعزیز[1] محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

" تشبیہ اور استعارہ سے مشبہ کو مشبہ بہ سے برابری سمجھنا پرلے درجے کی حماقت (بیوقوفی) ہے۔

(تحفہ اثنا عشریہ فارسی ص ۲۱۳ طبع رابع لاہور ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء)

☆---حافظ ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں :

" انہ لا یلزم من تشبیہ الشیء بالشیء مساواتہ لہ -" (المنار المنیف ص ۴۰ طبع بیروت)

نوٹ :- مزید تفصیل کے لیے جلد اول ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض :- کوئی ظاہری شیعہ اپنے اس مقصد میں اتنا کامیاب نہ ہوتا جتنی کامیابی احمد رضا صاحب کو اس سلسلہ میں تقیہ کے لبادے میں حاصل ہوئی۔ انہوں نے اپنے تشیع پر پردہ ڈالنے کے لیے چند ایسے رسائل بھی تحریر کیے جن میں بظاہر شیعہ مذہب کی مخالفت اور اہل سنت کی تائید پائی جاتی ہے۔ شیعہ تقیہ کا یہی مفہوم ہے جس کا تقاضا انہوں نے کماحقہ ادا کیا۔ الخ (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۲۵۳)

جواب :- امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ ایک کٹر سُنّی حنفی مسلمان اور سلف الصالحین کی راہ پر گامزن تھے۔ انہیں رافضی یا شیعہ کہنا دن کو رات کہنے کے مترادف ہے۔ علمائے اہلسنت کو رافضی یا شیعہ کہنا کوئی نئی بات

[1] شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم عمری دہلوی، خطہ ہند میں استاذ الاساتذہ، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، اور خاتم المفسرین والمحدثین تھے۔ ۱۱۵۹ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ علوم اپنے والد گرامی اور ان کے خلفاء سے حاصل کیے۔ آپ کی عمر کا سترھواں برس تھا جب حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۱۷۶ھ میں انتقال فرمایا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز اپنے تمام بھائیوں میں باعتبار علم و فضل بڑے تھے۔ اس لیے والد گرامی کے جانشین ہوئے۔ سوم کے دن آپ کی دستار بندی کا جلسہ ہوا۔ اور حضرت مولانا شاہ فخر الدین محمد چشتی (م ۱۱۹۹ھ) علیہ الرحمۃ نے آپ کے سر پر دستار باندھی۔ تمام عمر تدریس و افتاء، وعظ و تربیت مریدان اور تکمیل تلمیذان میں بسر کی۔ ہندوستان میں علوم حدیث و فقہ حنفی کی خدمت جیسی کہ اس خاندان سے ظہور میں آئی۔ ایسی کسی اور خاندان سے کم وقوع میں آئی ہے۔ ۱۲۳۹ھ میں وفات پائی۔ اور دہلی کے ترکمان دروازہ کے باہر اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔ مفید تصانیف یادگار چھوڑیں۔

سید عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں : " الشیخ الامام العالم الکبیر العلامہ المحدث عبدالعزیز بن ولی اللہ - الخ

(نزہۃ الخواطر جلد ۷، ص ۲۶۸)

نہیں بلکہ خارجیوں کا قدیم طریقہ چلا آ رہا ہے۔ حتیٰ کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ بھی اس الزام سے نہ بچ سکے۔

O---امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا :

قالوا ترفضت قلت کلاً + ما الرفض دینی ولا اعتقادی
لکن تولیت غیر شك + خیر امام و خیر هادی
ان کان حب الولی رفضاً + فاننی ارفض العبادی

(الصواعق المحرقہ، ص ۱۲۳ طبع ملتان از علامہ ابن حجر مکی م ۹۷۴ھ)

ترجمہ :- لوگ کہتے ہیں میں رافضی ہو گیا۔ میں کہتا ہوں ہرگز نہیں۔ میرا دین رفض نہیں اور نہ ہی میرا عقیدہ ہے۔ میں کسی شک و شبہ کے بغیر بہتر امام اور بہتر ہادی سے محبت کرتا ہوں۔ اگر ولی سے محبت رفض ہے تو میں یقیناً سب لوگوں سے بڑا رافضی ہوں۔

نیز امام شافعی نے فرمایا : ان کان رفضا حب آل محمد
فلیشھد الثقلان انی رافضی (الصواعق المحرقہ ص ۱۳۳)

ترجمہ :- اگر آل محمد ﷺ کی محبت رفض ہے تو جن و انس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔

مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے سُنّی ہونے میں ہم چند ایک شہادتیں پیش کرتے ہیں۔

O---السید احمد بن السید اسماعیل الحسینی البرزنجی (مفتی شافعیہ، مدینہ منورہ)

عالم اہلسنۃ والجماعۃ، جناب الشیخ احمد رضا خان البریلوی ادام اللہ- الخ

عالم اہل سنت و جماعت شیخ احمد رضا خاں بریلوی الخ۔ (فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، ص ۵۴ طبع لاہور)

O---شیخ محمد مختار بن عطارد الجاوی علیہ الرحمۃ (مکہ معظمہ)

حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب ہمارے سردار اور ہمارے مولا خاتم المحققین اور سنی علماء کے پیشوا ہیں۔ الخ (فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، ص ۷۲ طبع لاہور)

O---مولانا کوثر نیازی صاحب

بدقسمتی سے ہمارے ہاں اکثر لوگ انہیں (مولانا احمد رضا کو) بریلوی نامی ایک فرقے کا بانی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے مسلک کے اعتبار سے "حنفی اور سلفی" ہیں اور بس۔ الخ

(روزنامہ جنگ لاہور ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ / ۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء) (امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت ص ۶ طبع لاہور) نومبر ۱۹۹۰ء

O-- شیخ محمد اکرام ایم-اے

بانس بریلی میں ۱۲۷۲ھ میں ایک عالم پیدا ہوئے۔ "مولوی احمد رضا خان نام.......... نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی۔ الخ
(موج کوثر ص ۵۲ طبع لاہور)

O-- محمد علی چراغ۔ (اے کرم آباد۔ وحدت روڈ ۔ لاہور)

بریلی (یو-پی) میں ایک حنفی خاندان رہتا تھا.......... مولانا نقی کے گھر 14 جون 1856ء کو بریلی میں مولانا احمد رضا خان پیدا ہوئے۔ الخ
(اکابرین تحریک پاکستان ص ۲۸۷ طبع لاہور ۱۹۹۰ء)

O-- علامہ محمد اقبال

یقیناً مولانا احمد رضا اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کرتے ہیں۔ اسی لئے انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں بھی کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی۔ مولانا احمد رضا خاں اپنے دور کے "امام ابو حنیفہ" تھے۔
(رفیق علم خصوصی ایڈیشن، ص ۷۸۔ کراچی ۲ ر صفر المظفر / ۳۰ ر جون ۱۹۹۷ء)

O-- ڈاکٹر مختار الدین آرزو (ایم-اے، پی-ایچ-ڈی) ڈائریکٹر ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (انڈیا)

حضرت فاضل بریلوی شیخ احمد رضا خاں حنفی قادری متحدہ ہندوستان کے ایک صاحبِ نظر مفسر، عظیم محدث، جلیل القدر فقیہ اور عربی و فارسی و اردو کے نابغہ روزگار مصنف گزرے ہیں۔ الخ
(ماہنامہ "جہانِ رضا" لاہور ر اپریل۔ مئی ۱۹۹۸ء)

O-- "سیارہ ڈائجسٹ" اولیائے کرام نمبر، ص 155 پر ہے:

احمد رضا بریلوی ۱۴ ر جون ۱۸۵۶ء / ۱۰ ر شوال المکرم ۱۲۷۲ھ کو بمقام بریلی (یو- پی) میں پیدا ہوئے۔ آپ نسبتاً پٹھان، مسلکاً حنفی، مشرباً قادری اور مولداً بریلوی تھے۔ الخ

﴿مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے عقائد و نظریات﴾

☆-- بعد سرورِ دو عالم ﷺ سید الاولیاء والخلفاء، امام الصدیقین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل الامت ہیں۔ آپ کے بعد عمر فاروق اعظم، عثمان ذی النورین و مولی المؤمنین مرتضٰی رضی اللہ عنہم بترتیبِ خلافت افضل ہیں۔

☆-- عشرہ مبشرہ ۔ خاتونِ جنت ۔ ام المؤمنین خدیجہ وام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہن و حضرت امام حسن و امام حسین و اصحابِ بدر و بیعۃ الرضوان رضی اللہ عنہم طاہر مطہر قطعی جنتی ہیں۔

☆-- تمام صحابہ خصوصاً اہلِ بدر و اہل بیعت الرضوان نجومِ ہدایت ہیں۔ ان میں سے کسی پر طعن کرنا رفض و استحقاق دخولِ نار ہے۔ ان سب کی تعظیم و توقیر امت پر فرضِ اہم ہے۔

☆-- فتح مکہ کے بعد جو صحابہ کرام مشرف با اسلام ہوئے ان سے وہ صحابہ کرام افضل ہیں جو فتح مکہ سے قبل مشرف با اسلام ہوئے۔ لیکن ان دونوں قسم کے صحابہ سے اللہ تعالیٰ نے حسنیٰ یعنی بھلائی کا وعدہ فرمالیا ہے۔ ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی کرنا رفض و گمراہی ہے۔

(عقائد حقہ اہلسنت، از تصنیفات مبارکہ مولانا الشاہ محمد احمد رضا خاں بریلوی)

المقتبس :- مولانا حشمت علی خاں قادری رضوی علیہ الرحمۃ ص ۴۵ کانپور (انڈیا)

O-- امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ کی نیابت مطلقہ کو امامت کبریٰ اور اس منصب عظیمہ پر فائز ہونے والے کو امام کہتے ہیں۔" امام المسلمین حضور ﷺ کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام امور دینی و دنیوی میں حسبِ شرع تصرف عام کا اختیار رکھتا ہے۔ اور غیر معصیت میں اسکی اطاعت تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہے۔ اس امام کے لیے مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ، قادر، قرشی ہونا شرط ہے ہاشمی، علوی اور معصوم ہونا اس کی شرط نہیں۔

انکا شرط کرنا ، روافض کا مذہب ہے۔ جس سے ان کا مقصد یہ کہ برحق امرائے مؤمنین خلفائے ثلاثہ، ابو بکر صدیق ، و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو خلافتِ رسول سے جدا کردیں۔

حالانکہ ان کی خلافتوں پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ، حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہما نے انکی خلافتیں تسلیم کیں۔ (اعتقاد والاحباب ر ۱۲۹۸ھ) ص ۷۳ طبع لاہور

☆-- جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں سے ایک کتا ہے۔

(احکامِ شریعت ۔ حصہ اول)

☆-- خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا منکر مذہب صحیح پر کافر ہے۔

☆-- جو شخص شیخین کو برا کہے یا تبرا بکے کافر ہے۔

☆-- خلافتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا منکر کافر ہے۔ اور فتح القدیر میں فرمایا کہ خلافتِ فاروق رضی اللہ عنہ کا منکر بھی کافر ہے۔ اور برہان شرح مواہب الرحمٰن میں ہے۔ خلافتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا منکر

بھی کافر ہے۔

☆--اور نماز جائز نہیں اس کے پیچھے جو مسح موزہ یا صحابیتِ صدیق رضی اللہ عنہ کا منکر ہو۔یا شیخین کو برا کہے۔یا صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت رکھے۔اور نہ اس کے پیچھے جو ضروریاتِ دین میں سے کسی شے کا منکر ہوگا۔وہ کافر ہے اور اسکی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا۔

(ردالرفضہ: ص ۵۰، ۵۱ / طبع مرکزی مجلسِ رضا لاہور ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء)

"ردِّ شیعہ" میں امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ کے "چند رسائل کے نام"

1-- ردّ الرفضة (۱۳۲۰ھ)
(روافض زمانہ کے رد میں کہ نہ سنی ان کا وارث نہ ان سے نکاح)

2-- الا دلة الطاعنة فی اذان الملاعنة (۱۳۰۶ھ)
(روافض کی اذان میں کلمہ "خلیفہ بلا فصل" کا رد)

3-- اعالی الأفاد فی تعزیة الهند و بیان الشهادة (۱۳۲۱ھ)
(تعزیہ داری اور شہادت نامہ کا حکم)

4-- غایة التحقیق فی امامة العلی و الصدیق (پہلے خلیفہ برحق کی تحقیق)

5-- مطلع القمرین (۱۳۰۰ھ) (شیخین کریمین کی افضلیت پر مبسوط کتاب)

6-- وجه المشوق (۱۲۹۷ھ) (شیخین کریمین کے اسماء گرامی جو احادیث میں وارد ہیں)

7-- جمع القرآن (۱۳۲۲ھ) (قرآن کریم کیسے جمع ہوا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خاص طور پر جامع القرآن کیوں کہا جاتا ہے۔؟

8-- البشری العاجله (۱۳۰۰ھ) (تفضیلہ اور مفسقانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا رد)

9-- عرش الاعزاز والاکرام (۱۳۱۲ھ) (مناقب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ)

10- الجرح الوالج (۱۳۰۵ھ) (تفضیلہ اور مفسقہ کا رد)

11- الصمصام الحیدری (۱۳۰۴ھ) (تفضیلہ اور مفسقہ کا رد)

12- لمعة الشمعه (۱۳۱۲ھ) (تفضیل اور تفسیق سے متعلق سات سوالوں کا رد)

☆☆☆☆☆☆☆

مولوی محمد حسن سنبھلی تفضیلی سے ایک دلچسپ مناظرہ

☆--مولانا رحمٰن علی صاحب تذکرہ علمائے ہند لکھتے ہیں:

جمادی الآخر ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء میں بریلی، بدایون، سنبھل اور رامپور کے تفضیلی حضرات نے جن کے سرکردہ مولوی محمد حسن سنبھلی تھے۔بریلی میں جمع ہو کر چاہا کہ مولوی احمد رضا سے مسئلہ تفضیل پر مناظرہ کریں۔مولانا موصوف نے علالتِ طبع اور مصنّع کے باوجود فوراً تیس (۳۰) سوالات لکھ کر اس جماعت کے سرکردہ (مولوی محمد حسن سنبھلی م ۱۳۰۵ھ) کے پاس بھیج دیئے۔ان مذکورہ سوالوں کو دیکھتے ہی مناظرین کے سرکردہ دھوئیں کی گاڑی (ریل) پر سوار ہو کر فوراً اپنے وطن (سنبھل) کی طرف روانہ ہوگئے۔اور ان کے دوسرے معاونین نے خاموشی میں ہی سلامتی سمجھی۔چنانچہ اس واقعہ کی تفصیل کے متعلق رسالہ "فتح خیبر ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء" طبع ہو چکا ہے۔اسکے بعد مبحث مذکورہ (مسئلہ تفضیل) کے متعلق مولانا احمد رضا خاں صاحب کی جانب سے مناظرہ کا اعلان عام طور سے طبع ہو کر شائع ہوتا رہا۔آج تک کہیں سے کوئی آواز نہ آئی۔(ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم)

(تذکرہ علمائے ہند، ص ۱۰۱ طبع کراچی ۱۹۶۱ء)

قارئین کرام!

ایسی کھلی تصریحات کے باوجود
"امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ"
کو "شیعہ" یا "رافضی"
کہنا سراسر ظلم و زیادتی ہے۔
اللہ جل جلالہ معترضین کو
ہدایت نصیب فرمائے۔ (آمین)



☆☆☆☆☆☆☆

غیر مقلدین وہابی.............اقراری شیعہ

O-- علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

اہل حدیث "شیعانِ علی" ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ سے دوستی اور محبت کرتے ہیں۔ اور اس میں رسول اللہ ﷺ کی اس وصیت کو یاد رکھتے ہیں، جس میں آپ نے فرمایا "میرے اہل بیت کے حق میں خدا کو یاد کرو۔ اور میں تم میں دو بھاری چیزیں کتاب اور عترت واہل بیت کو چھوڑ رہا ہوں۔"

اہل حدیث (غیر مقلدین) مسائل قیاسیہ میں اہل بیت کے قول کو دوسروں کے قول پر ترجیح دیتے ہیں۔ الخ (ہدیۃ المہدی از علامہ وحید الزمان غیر مقلد ص ۱۸۰-۱۷۹ طبع فیصل آباد ۱۹۸۷ء) ترجمہ: صائم چشتی

علمائے دیوبند کا فتویٰ---غیر مقلدین روافض اور خوارج ہیں

عقائد اس جماعت (غیر مقلدین) کے جب کہ خلاف جمہور اہلسنت ہیں تو بدعتی ہونا ان کا ظاہر ہے اور مثل تجسیم اور تحلیل، چار سے زیادہ ازواج کے اور تجویز تقیہ اور برا کہنا سلف صالحین فسق یا کفر ہے۔ تو اب نماز اور نکاح اور ذبح میں ان کے احتیاط لازم ہے۔ جیسے روافض اور خوارج کے ساتھ احتیاط چاہیے۔ حررہ محمد یعقوب النانوتوی عفا عنہ القوی رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

ابوالخیرات سید احمد عفی عنہ محمود حسن عفا اللہ عنہ محمد محمود دیوبندی عفی عنہ

(فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین ص ۴۵۵ طبع گوجرانوالہ از مولانا منصور علی مراد آبادی)

☆-- مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

غیر مقلد (وہابی) چھوٹے رافضی ہیں۔ (قصص الاکابر ص ۲۵)

"غیر مقلدین مثل دیگر فرق ضالہ روافض وخوارج ومعتزلہ جبریہ وقدریہ کے ہیں۔"

علمائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا فتویٰ

حامداً ومصلیاً۔ فی الحقیقت یہ گروہ غیر مقلدین اور لامذہب خارج ہیں اہل سنت وجماعت سے۔ ان کو اہل سنت وجماعت سے سمجھنا بڑی غلطی کی بات ہے۔ کس واسطے کہ اہل سنت وجماعت منحصر ہے مذاہب اربعہ میں اور جمیع اہل سنت حنفی ہیں یا مالکی یا شافعی یا حنبلی۔ پس جو کوئی بالکلیہ ان چار

مذہبوں میں سے اس زمانہ میں ایک کا بھی پیرو اور مقلد نہ ہو اور اپنے تئیں ان میں سے ایک کی طرف منسوب نہ کرے وہ اہل سنت نہیں بلکہ وہ "خارج مذہب اہل سنت وجماعت سے ہے۔" اور مثل دیگر فرق ضالہ روافض، خوارج و معتزلہ وجبریہ و قدریہ کے ہے۔

"قال الطحطاوی فی شرح الدرالمختار فعلیکم یا معشر المؤمنین اتباع الراسخین صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ الی یوم الدین-الخ"

کتبہٗ عبدالرحمٰن بن مراد (مکہ مکرمہ)، کتبہٗ رحمت اللہ (مکہ مکرمہ)

الفقیر محمد مصطفیٰ الیاس مفتی مدینہ منورہ، السید جعفر بن اسماعیل مفتی بمدینہ منورہ

محمد جلال الدین (قاضی مدینہ)، عبدالجبار (مفتی حنبلیہ)، ابراهیم بن محمد خیار (مدرس)

حسن بن حسین (مدرس مسجد نبوی)، سید یوسف غزنی (مدرس مدرسہ محمودیہ)،

محمد علی بن السید ظاہر (مدرس مسجد نبوی)، عبدالجلیل افندی (مدرس)

عبداللہ بن احمد (مدرس) (فتح المبین از مولانا منصور علی مراد آبادی ص ۴۵۵-۴۵۶ طبع گوجرانوالہ)

غیر مقلدین ــــــ اہل سنت وجماعت نہیں..!

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فتویٰ

"قال رسول اللہ ﷺ اتبعوا السواد الاعظم ولما اندرست المذاهب الحقه الا هٰذه الاربعة (حنفی-شافعی-مالکی-حنبلی) کان اتباعها اتباعاً للسواد الاعظم والخروج عنها خروجاً عن السواد الاعظم۔" (عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید، ص ۳۷ طبع استنبول (ترکیہ) ۱۹۷۶ء/۱۳۹۶ھ)

O-- الشیخ داؤد بن السید سلیمان البغدادی النقشبندی الخالدی کا فتویٰ:

"کہ غیر مقلد اہل سنت نہیں بلکہ رافضی اور خارجی ہیں"

"وحقق الاکابرین من السلف انہٗ محمول علی هؤلآءِ المذاهب فهٰذه الاحادیث و ارشادات منه ﷺ الی هذه المذاهب الاربعة منها السلف الصالح فی زمنهم و بعدهٗ علیهم و علی استحسان اتباعهم دون غیرهم فکیف یقول المدعون لم یرد حدیث فی الاخذ باقوالهم مع ان الحدیث وارد بالعموم و الخصوص و اما قولهم بل لنا اخذ بالکتاب والسنة فیقال لهم وهل خرج هؤلآءِ المذاهب عن الکتاب والسنة و ابقو لاحد شیئاً یاخذ به المتأخر عنهم

فهذا اشیه ما یکون یقول الرافضة والزیدیة والخوارج فانهم یضلون الامة المحمدیه و
یدعون انهم والمذاہب والصحابة علی غیر ہدی و اما اہل السنة والجماعة فلیس کذلك
فان کان ہؤلآءِ المدعون من الرافضةِ والخوارج – الخ"

(اشدالجهاد فی ابطال دعوی الاجتهاد، صـ۱۳، طبع استنبول (ترکیه) ۱۳۹٤ھ/۱۹۷٤ء)

☆صحیح بخاری کے شیعہ رواۃ!

---------- غیر مقلدین خاموش کیوں؟☆

---

(۱) اسماعیل بن ابان (تہذیب التہذیب، ص۲۷۰ جلد اوّل)

(۲) جریر بن عبدالحمید (تہذیب التہذیب، ص۷۷ جلد دوم)

(۳) خالد بن مخلد القلوانی (تہذیب التہذیب، ص۱۷۷ جلد سوم)

(۴) سعید بن فیروز (تہذیب التہذیب، ص۷۳ جلد چہارم)

(۵) سعید بن عمر بن اشوع (تہذیب التہذیب، ص۶۷ جلد چہارم)

(۶) اسماعیل بن زکریا الخلقانی (میزان الاعتدال، ص۱۰۶ جلد اوّل)

(۷) عباد بن العوام (تہذیب التہذیب، ص۹۹ جلد پنجم)

(۸) عباد بن یعقوب (تہذیب التہذیب، ص۱۰۹ جلد پنجم)

(۹) عبداللہ بن عیسیٰ بن عبدالرحمٰن (تہذیب التہذیب، ص۳۵۲ جلد خامس)

(۱۰) بہز بن اسد (تہذیب التہذیب، ص۴۹۸ جلد اوّل)

(۱۱) عبدالملک بن المیین (تہذیب التہذیب، ص۳۸۵ جلد سادس)

(۱۲) عبیداللہ بن موسیٰ العبسی (تہذیب التہذیب، ص۵۲ جلد سابع)

(۱۳) علی بن الجعد (تہذیب التہذیب، ص۲۹۱ جلد سابع)

(۱۴) عوف بن ابی جمیلہ (تہذیب التہذیب، ص۱۶۷ جلد تاسع)

(۱۵) محمد بن حجارۃ الکوفی (تہذیب التہذیب، ص۹۳ جلد تاسع)

(۱۶) محمد بن فضیل بن عزوان (تہذیب التہذیب، ص۴۰۶ جلد تاسع)

(۱۷) مالک بن اسماعیل (تہذیب التہذیب، ص۴ جلد عاشر)

(اقوال الصحیحہ فی جواب الجرح علی ابی حنیفۃ از پروفیسر محمد نور بخش توکلی طبع لاہور (انجمن نعمانیہ ہند لاہور) ۱۳۴۳ھ)

☆--عباد بن یعقوب کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

کہا ابن عدی نے کہ عباد میں شیعہ پن میں غلو ہے۔ کہا صالح بن محمد نے کہ وہ حضرت عثمان کو گالی دیتا تھا...... کہا ابنِ حبان نے کہ وہ رافضی تھا اور لوگوں کو رفض کی طرف بلاتا تھا۔ الخ

(تہذیب التہذیب، ص۱۰۹-۱۱۰ جلد خامس)

☆--جریر بن عبدالحمید: حضرت امیر معاویہ کو علانیہ گالیاں دیتا ہے۔

(تہذیب التہذیب، ص۷۷ جز ثانی)

☆--خالد بن مخلد = کہا جوزجانی نے کہ خالد ایسا بد مذہب (شیعہ) تھا کہ اعلانیہ گالیاں دیتا تھا۔

(تہذیب التہذیب، ص۱۱۷ جلد ۳)

☆--بہز بن اسد = کہا ابوالفتح ازدی نے کہ بہز بن اسد صدوق تھا مگر بد مذہب اور حضرت عثمان غنی پر ستم کرتا تھا۔ الخ (تہذیب التہذیب، ص۴۹۸ جلد اوّل)

☆--علی بن جعد = صحابہ کرام کو برا کہتا تھا۔ (تہذیب التہذیب، ص۲۹۱ جلد ۷)

****

ابن لعل دین نجدی وہابی کے دلائل اور اسکے دلائل کا علمی محاسبہ

دلیل نمبر 1

جناب احمد رضا صاحب نے اپنی تصانیف میں ایسی روایات کا ذکر کثرت سے کیا ہے جو خالصتاً شیعی روایات ہیں۔ اور ان کا عقیدہ اہل سنت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ مثلاً

انّ علیا قسیم النار

انّ فاطمه سميت بفاطمه لان الله فطمها و ذريتها من النار

حضرت علی قیامت کے روز جنم تقسیم کریں گے۔ (الامن والعلی مصنف احمد رضا بریلوی ص ۵۸)

اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کا نام فاطمہ اس لیے رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی اولاد کو جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔ (ختم نبوۃ از احمد رضا : ۹۸) (میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ص ۲۵۳)

الجواب :- ان روایات کو فقط امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے ہی نقل نہیں فرمایا بلکہ ان سے پیشتر جلیل القدر علمائے اہل سنت نے بھی نقل فرمایا ہے۔

☆-- حضرت علامہ قاضی عیاض مالکی اندلسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

" و قد خرج اهل الصحيح و الائمة ما اعلم به اصحابه ﷺ مما وعدهم من الظهور على اعدائه (الى ان قال) و قتل علىّ و أن اشقاها الذى يخضب هذه من هذه اى لحيته من رأسه و انهٔ قسيم النار يدخل وليائه الجنة و اعدائه النار " (الشفاء از قاضی عیاض مالکیؒ جلد-۱، ص ۲۲۳ طبع فاروقی کتب خانہ ملتان)

ترجمہ :- اصحاب صحاح اور ائمہ حدیث نے وہ حدیثیں روایت کیں۔ جن میں حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کو غیب کی خبریں دیں۔ مثلاً یہ وعدہ کہ وہ اپنے دشمنوں پر غالب آئیں گے اور مولا علیؓ کی شہادت اور یہ کہ امت کا بدترین ان کے سر مبارک کے خون سے ان کی ریش مطہرہ کو رنگے گا اور یہ کہ مولا علی قسیم دوزخ ہیں اور اپنے دوستوں کو بہشت اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں داخل کریں گے۔

☆-- علامہ ابن أثیر نے " نہایہ " میں بیان کیا ہے :

کہ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا : " انا قسیم النار "

(نسیم الریاض، احمد شہاب الدین خفاجی، جلد ۳ / ص ۱۶۳ مطبوعہ دار الفکر)

☆-- علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی شرح میں فرماتے ہیں :

ابن اثیر ثقہ ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ وہ رائے سے نہیں کہا جا سکتا ، لہٰذا یہ حتماً حدیث مرفوع ہے۔ کیونکہ اس میں اجتہاد کا دخل نہیں۔ عربی عبارت ملاحظہ ہو۔

" قلت ابن الاثير ثقة وما ذكره على لا يقال من الرائ فهو فى حكم المرفوع اولا مجال فيه لا اجتهاد- الخ " (نسیم الریاض ، ص ۱۶۳ / جلد ۳ دار الفکر)

☆-- ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں :- (و انه) الى عليا (قسيم النار) الى والجنة كما

قيل (على حبه: قسيم النار والجنة) فهو من الكتفاء و يشير اليه قوله (يدخل اولياء الجنة)

(شرح شفاء ملا علی قاری بر حاشیہ نسیم الریاض ص ۱۶۳)

☆-- اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد "حضرت شاذان فضلی" نے " جزء ردّ الشمس " میں روایت کیا ہے۔ عربی عبارت ملاحظہ ہو : " رواه شاذان الفضلى عنه رضى الله تعالىٰ عنه فى جزء ردّ الشمس " (الامن والعلی ، ص ۶۴ طبع لاہور ، نوری کتب خانہ)

☆ بارگاہ رسالت میں " شفاء شریف " کی مقبولیت ☆

قاضی عیاض کے برادر زادہ نے ایک روز اپنے چچا کو خواب میں دیکھا کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سونے کے تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس خواب کے دیکھنے سے ان پر ایک دہشت طاری ہوئی اور توہم لاحق ہوا۔ تو ان کے چچا (قاضی عیاض) جو ان کی اس حالت کو تاڑ گئے تھے۔ کہنے لگے اے میرے بھتیجے! میری کتاب شفاء کو مضبوط پکڑے رہو اور اس کو اپنے لیے حجت بناؤ۔

(بستان المحدثین از شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ ص ۲۲۲ / طبع کراچی)

(تذکرۃ الحفاظ - علامہ ذہبیؒ جلد ۴ / ص ۹۸)

☆-- علامہ لسان الدین الخطیب تلمسانی فرماتے ہیں :

؎ شفاء عياض للصدور شفاء + وليس للفضل قد مواه خفاء

ترجمہ :- قاضی عیاض کی شفاء (دراصل) قلوب کے لئے شفاء ہے۔ اور جس فضیلت کو اس نے جمع کیا وہ کوئی پوشیدہ شئ نہیں۔

☆-- علامہ ابو الحسین عبد اللہ بن احمد بن عبد المجید ازدی فرماتے ہیں :

؎ كتاب الشفاء شفاء القلوب + قد ائتلفت شمس برهانهٔ (بستان المحدثین، ص ۲۲۱)

ترجمہ :- کتاب الشفاء دلوں کی شفاء ہے اور بے شک اس کی دلیل کا آفتاب چمک اٹھا۔

حدیث " انا قسیم النار " روایت کرنے والے ائمہ و علماء اہل سنت کا مختصر تعارف

O-- قاضی عیاض مالکی اندلسی :- ۴۷۶ھ میں بمقام سبتہ پیدا ہوئے۔ 32 سال کی عمر میں حافظ الحدیث قاضی ابو علی غسانی صدفی کے خرمن علم سے خوشہ چینی کی۔ ان کے وصال کے بعد آپ

اندلس آئے اور اجلہ علمائے کرام سے اکتساب فیض کیا۔ ایک مدت تک سبتہ پھر غرناطہ میں قاضی رہے۔ بہت سی مفید تصانیف یادگار چھوڑیں۔ ۵۴۴ھ/۱۱۴۹ء کو وصال ہوا۔

تاثرات ......

☆--ابن خلکان فرماتے ہیں : قاضی عیاض حدیث اور علوم حدیث ، نحو، لغت، کلام عرب اور ان کے ایام وانساب میں اپنے وقت کے امام تھے۔ (وفیات الاعیان جلد ۲/ص ۴۸۳ بیروت)

☆--فقیہ محمد بن حمادہ سبتی فرماتے ہیں : حضرت قاضی عیاض کے زمانہ میں سبتہ میں ان سے زیادہ کثیر التصانیف کوئی نہ تھا......الخ (تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی جلد ۴ ، ص ۹۷)

☆--علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی فرماتے ہیں : بلند پایہ امام قاضی عیاض نے اختصار کے ساتھ سیرت پاک پر کتاب لکھی۔ مشہور آفاق اور بالاتفاق مقبول کتاب "شفاء" پڑھنے والے کے لیے بہت کافی ہے۔ (انوار محمدیہ من المواہب اللدنیہ ص ۴ جلد اول ترکیہ)

☆--قاضی مولوی سلیمان منصور پوری (غیر مقلد) لکھتے ہیں :- عیاض بن موسیٰ صوبہ غرناطہ کے شہر سبتہ کے قاضی، فقہ، تفسیر، حدیث وسائر علوم کے امام تھے۔ (رحمۃ للعالمین جلد ۲)

☆..نواب صدیق حسن خاں بھوپالی (غیر مقلد) لکھتے ہیں :-

"کان امام وقته فی الحدیث و علومه . الخ" (ابجد العلوم ص ۱۴۸ جلد ۳)

☆--احمد شہاب بن محمد خفاجی مصری : وحید الدہر ، فرید العصر اپنے زمانہ میں بدر سمائے عالم اور نیّر افق نثر و نظم، فاضل متفق علیہ تھے۔ علوم عربیہ اپنے ماموں ابی بکر شنوانی سے پڑھے۔ اور فقہ کو شیخ الاسلام رملی اور نور الدین زیادی اور خاتمہ الحفاظ ابراہیم علقمی اور علی بن قائم مقدسی سے اخذ کیا پھر اپنے والد ماجد کے ساتھ حرمین شریفین میں آئے اور اس جگہ علی بن جار اللہ سے پڑھا۔ پھر قسطنطنیہ کو ارتحال کیا۔ حنفی المذہب تھے۔ مختلف علوم وفنون پر ان کی تصانیف ہیں۔ ۱۰۶۹ء میں وفات پائی۔ (حدائق الحنفیہ از فقیر محمد جہلمی، ص ۴۳۶ - طبع لاہور)

☆--ملا علی قاری حنفی :-اپنے زمانہ کے وحید العصر، فرید الدہر ، محقق، مدقق، محدث فقیہ ، جامع علوم عقلیہ ونقلیہ اور متضلع سنت نبویہ جماہیر اعلام اور مشاہیر اولی الحفظ والافہام میں سے تھے خصوصاً آپ کو تحقیق فقہ وحدیث اور دریافت علوم کلام و معقول میں ید طولیٰ حاصل تھا۔

ہرات میں پیدا ہوئے۔ مکہ معظمہ میں آکر علامہ ابن حجر مکی۔ ابی الحسن بکری اور عبد اللہ سندھی اور قطب الدین مکی سے علم پڑھا۔ اور مشہور ہو کر سن ہزار کے سرے پر درجہ مجددیت کو پہنچے۔ بہت سی مفید تصانیف تحریر فرمائیں۔ ۱۰۱۴ھ میں مکہ میں وصال ہوا۔ (حدائق الحنفیہ ، ص ۴۲۱)

☆.. مولوی سرفراز گکھڑوی نے ملا علی قاری کو یگانہ روزگار فقیہ و محدث لکھا۔

(تبرید النواظر ، ص ۱۷)

جواب نمبر 2 :- اس حدیث کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔ جس کو نواب صدیق حسن خان غیر مقلد نے لکھا ہے :

"ومن احب علیا فقد احبنی و من احبنی فقد احب الله . ومن ابغض علیا فقد ابغضنی و من ابغضنی فقد ابغض الله.

اخرجه الطبرانی بسند حسن وقال السیوطی بسند صحیح."

(مناقب الخلفاء الراشدین از نواب صدیق حسن خان ص ۱۱۰ ، طبع بھوپال ۱۳۰۰ھ)

یعنی اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھنے کا ثمر جنت ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول سے بغض رکھنے والے کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ کیونکہ حضرت علی سے محبت کی وجہ سے جنت حاصل ہوگی اور بغض رکھنے کی بنا پر جہنم میں داخل ہوگا۔ اس لئے فرمایا ۔ " انا علیاً قسیم النار" پس حضرت علی کے محبّ جنت میں جائیں گے اور دشمنوں کو جہنم رسید کیا جائے گا۔

جواب نمبر 3 :- رہی یہ روایت کہ جناب فاطمہ کا نام فاطمہ اس لئے رکھا کہ اللہ نے ان کو اور ان کی اولاد کو جہنم سے آزاد کیا۔" اس روایت کو بیان کرنے میں بھی مولانا الشاہ احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ تنہا نہیں۔ بلکہ دسویں صدی ہجری کے مجدد، جلیل القدر امام ومحدث وفقیہ ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں۔ کہ

" فقد ورد مرفوعاً انما سمیت فاطمه لان الله تعالیٰ قد فطمها و ذریتها عن النار یوم القیامة . اخرجه الحافظ الدمشقی و روی النسائی مرفوعاً انما سمیت فاطمه لان الله تعالیٰ فطمها و محبیها عن النار۔" (شرح فقہ اکبر ص ۱۱۰ طبع قدیمی کتب خانہ - کراچی)

یعنی مرفوع حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہ کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے انہیں اور ان کی اولاد کو قیامت کے دن آگ سے محفوظ کر دیا ہے۔ یہ روایت امام حافظ الحدیث ابن عساکر دمشقی نے بیان کی ہے۔ امام نسائی حدیث مرفوع بیان کرتے ہیں کہ فاطمہ نام اس لئے رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کے محبین کو آگ سے محفوظ کر دیا ہے۔

امام حافظ الحدیث ابن عساکر کا مختصر تعارف

☆--اسماعیل پاشا بغدادی صاحب ہدیۃ العارفین فرماتے ہیں :-

" ابنِ عساکر : علی بن ابی محمد الحسن بن هبة الله ابن عبدالله بن الحسین "الحافظ ثقة الدین" ابو القاسم الدمشقی الشافعی المعروف بابن عساکر ولد فی محرم ۴۹۹ھ و توفی فی رجب سن ۵۷۱ھ " (ہدیۃ العارفین جلد اول ص ۷۰۱ طبع بیروت)

☆--مولانا عبدالحلیم چشتی لکھتے ہیں :

صاحبِ تصانیف ہیں۔ ۹۰ کے قریب مفید تصانیف ان کی یادگار ہیں۔ اور جو پایہء تکمیل کو نہ پہنچ سکیں ان کی تعداد ۱۰ کے قریب ہے۔ (فوائد جامعہ ص ۸۹ طبع کراچی ۱۹۶۴ء)

☆ امام نسائی علیہ الرحمۃ کا مختصر تعارف ☆

نسا (خراسان) میں ۲۱۴ھ میں پیدا ہوئے۔ اسم گرامی ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی ہے۔ خراسان، حجاز، عراق، جزیرہ، شام، مصر اور ان کے علاوہ دوسرے شہروں میں گشت کر کے بہت سے اکابر شیوخ سے ملاقات اور علم دین حاصل کیا۔ علم حدیث کے ایک رکن ہیں۔

سنن کبریٰ نسائی ان کی تصانیف صحاح ستہ میں شمار ہوتی ہیں۔ ۳۰۳ھ میں انتقال فرمایا۔ یہ شافعی المذہب تھے اور صوم داؤد پر ہمیشہ عمل پیرا رہتے تھے۔ (بستان المحدثین / ص ۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰)

اگر ان روایات کو نقل کرنے کے جرم میں مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ پر شیعہ ہونے کا الزام ہے تو مندرجہ ذیل علمائے اسلام کے بارے میں " جناب ابن لعل دین نجدی " کی کیا رائے ہے؟ جنہوں نے ان روایات کو ذکر کیا ہے۔ کیا یہ تمام حضرات شیعہ تھے یا اہلسنت؟ سوچ کر جواب دیں۔

O-- قاضی عیاض مالکی اندلسی علیہ الرحمۃ (م ۵۴۴ھ)

O-- علامہ ابنِ اثیر جزری علیہ الرحمۃ (م ۶۰۶ھ)

O-- علامہ احمد شہاب خفاجی علیہ الرحمۃ (م ۱۰۶۹ھ)

O-- ملا علی قاری حنفی مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۴ھ)

O-- حافظ الحدیث ابن عساکر شافعی دمشقی (م ۴۹۹ھ)

O-- امام نسائی شافعی علیہ الرحمۃ (م ۳۰۳ھ)

دلیل نمبر2 :- احمد رضا نے کہا ہے کہ جو " ناد علی " دعائے سیفی (جو کہ شیعہ حضرات کی عکاسی کرتی ہے۔) پڑھے اس کی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ دعائے سیفی درج ذیل ہے۔

ناد علیا مظهر العجائب + تجده عونا لک فی النوائب

کل همّ و غم سینجلی + بولایتک یا علی یا علی

(الامن والعلی : ۱۲، ۱۳) (میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ص ۲۵۴)

الجواب :- یہ کلمات مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے " جواہر خمسہ " حضرت شاہ غوث محمد گوالیاری علیہ الرحمۃ کی تصنیف سے نقل کئے ہیں۔ اور " جواہر خمسہ " کے اوراد و وظائف کی باقاعدہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کو اجازت حاصل تھی اور وہ اس پر عمل پیرا بھی تھے۔ " جواہر خمسہ " کی سند درج ذیل ہے۔

۱= حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (م ۱۱۷۶ھ)

۲= شیخ ابو طاہر کردی مدنی علیہ الرحمۃ (م ۱۱۴۵ھ)

۳= شیخ ابراھیم کردی مدنی شافعی علیہ الرحمۃ (م ۱۱۰۱ھ)

۴= شیخ قشاشی مدنی علیہ الرحمۃ (م ۱۰۷۱ھ)

۵= شیخ احمد شناوی مدنی علیہ الرحمۃ (م ۱۰۲۸ھ)

۶= حضرت سید صبغۃ اللہ مدنی سندھی علیہ الرحمۃ (م ۱۰۱۵ھ)

۷= شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی علیہ الرحمۃ (م ۹۹۸ھ)

۸= شیخ محمد غوث گوالیاری علیہ الرحمۃ (م ۹۷۰ھ)

(انتباہ فی سلاسل اولیاء / ص ۱۵۷ / طبع فیصل آباد)

****

سند میں مذکور علمائے اسلام اور اولیاء کاملین
☆کا مختصر ذکر خیر☆

☆-- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۱۴ھ میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ اور وقت کے جید علمائے کرام سے اکتساب فیض کیا۔ ۱۱۴۳ھ میں حرمین شریفین حاضر ہوئے اور وہاں کے درج ذیل علماء کرام سے علم حدیث اور باطنی فیض پایا۔

(۱) شیخ ابو طاہر کردی مدنی (۲) شیخ وفد اللہ بن شیخ سلیمان مغربی

(۳) مفتی مکہ شیخ تاج الدین بن قاضی عبدالمحسن حنفی

۱۱۴۵ھ میں مناسک حج کی ادائیگی کے بعد ہندوستان واپس آئے اور مخلوق خدا کی ہدایت اور درس و تدریس میں مشغول ہوگئے۔ ۱۱۷۶ھ میں انتقال ہوا۔ بہت سی تصانیف یادگار چھوڑیں۔

O-- نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد لکھتے ہیں :- پھر حق سبحانہ نے ان کے بعد شیخ اجل محدث اکمل، ناطق دوراں اور زعیم عصر شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم دہلوی کو بھیجا۔ (الحطہ بذکر الصحاح الستہ)

نیز لکھتے ہیں :- انصاف کی بات یہ ہے کہ اگر ان کا وجود (یعنی شاہ ولی اللہ) صدر اول اور گزشتہ زمانہ میں ہوتا تو امام الائمہ اور تاج المجتہدین میں ان کا شمار ہوتا۔ علمائے روزگار اور مشائخ عصر نے ان کی ایسی تعریف کی ہے کہ اس مختصر میں اس کو نقل نہیں کیا جاسکتا۔ بے شمار علماء نے علوم ظاہری و باطنی میں ان سے تبحر حاصل کیا۔ الخ (اتحاف النبلاء ، ص ۴۳۰ طبع کانپور ۱۲۸۸ھ)

O-- مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتا ہے :- شاہ ولی اللہ نے تمام عمر قرآن پاک کے ایک ایک نقطہ کی تفسیر و معانی کی تحقیق اور چھان بین میں صرف کر دی۔ نیز لکھا ہے کہ شاہ ولی اللہ ہم سب اہل حدیثان ہند کے استاذ اعلیٰ ہیں۔ (اہل حدیث امرتسر ، ص ۱۴ ، ۱۶ر فروری ۱۹۳۷ء)

O-- مولوی ابراہیم سیالکوٹی لکھتے ہیں :- شاہ ولی اللہ صاحب سے خدا تعالیٰ نے ہندوستان پر خاص فضل کیا اور اسے ان کے لیے مایہ ء ناز اور جائے فخر بنایا۔ نیز انہیں "نعمت الٰہی" لکھا ہے۔

(اہلحدیث امرتسر، ص ۹ / ۱۲ر جون ۱۹۱۴ء)

☆-- شیخ ابو طاہر محمد عبدالسمیع الکردی المدنی

موصوف ۱۰۸۱ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ پدر بزرگوار اور دیگر ارباب کمال سے علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل کی۔ نیز محدث محمد ابن عبدالرسول برزنجی ، علی بن حسین عجمی اور عبداللہ بن سالم وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا۔ حرم نبوی میں درس دینا شروع کیا۔ دور دور سے طلبہ آتے اور اکتساب فیض کرتے تھے۔ ۱۱۴۵ء میں وصال ہوا۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

O-- شیخ الاسلام محمد خلیل مرادی حنفی (م ۱۲۰۶ھ) نے سلک الدرر میں ان کا تذکرہ ان الفاظ سے شروع کیا: ابو طاہر........ الشہیر بالکورانی الشیخ الامام العالم العلامہ المحقق المدقق..... الفقیہ جمال الدین.....کان عالماً فقہاً- الخ

O-- شیخ محمد عابد سندھی مدنی (م ۱۲۵۷ھ) "حصر الشارد" میں لکھتے ہیں۔

ابو طاہر مدنی زبردست عالم تھے۔ مگر علوم حدیث کا ان پر غلبہ تھا۔ الخ

☆-- شیخ ابراہیم بن حسن الکردی الکورانی الشافعی

۱۰۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ پدر بزرگوار کے علاوہ اس عہد کے دیگر نامور علمائے کرام سے علوم دینیہ کی تکمیل کی۔ حرمین شریفین میں قشاشی علیہ الرحمۃ سے ملاقات ہوگئی۔ شیخ موصوف نے ان کو خرقہ پہنایا۔ اور تمام مرویات کی اجازت دی۔ فقہ اور حدیث میں یکتائے زمانہ تھے اور حرمین میں درس دیتے تھے۔ ۱۱۰۱ھ میں انتقال ہوا اور جنت البقیع میں سپرد خاک ہوئے۔

O-- قاضی شوکانی غیر مقلد (م ۱۲۵۰ھ) "البدر الطالع" جلد اول میں لکھتے ہیں :-

وہ تمام علوم وفنون اور عربی، فارسی اور ترکی زبان پڑھانے میں ممتاز تھے۔ الخ

O-- شیخ عبداللہ عیاشی فرماتے ہیں :- موصوف کی مجلس گویا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ تھی۔ شیخ عجمی نے موصوف کو ان لفظوں میں یاد کیا ہے۔ "شیخ الاسلام ، استاذ العلماء ، العلامہ ، حجۃ الصوفیہ ومحی الطریقتہم۔ الخ

☆-- الشیخ احمد بن محمد بن یونس القشاشی المالکی المدنی

۹۹۱ھ دجانہ ء بیت المقدس میں پیدا ہوئے، علمائے عصر سے اکتساب فیض کیا۔ پھر مدینہ منورہ آکر شیخ احمد بن فضل ، شیخ محمد بن عراق ، شیخ عمر بن القلب اور بدرالدین عادلی وغیرہ سے علوم اخذ کئے

بعد ازاں شیخ احمد شناوی کی صحبت اختیار کی اور حدیث کی تکمیل کی۔ شیخ قشاشی کو کم وبیش (۱۰۰) سو شیوخ و مشائخ طریقت سے ذکر و تلقین کی اجازت حاصل تھی۔ ۱۰۷۱ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ بہت سی تصانیف یادگار چھوڑیں۔

O---حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں :- شیخ قشاشی عالم وعارف تھے۔ حدیث وغیرہ میں ان کی تصانیف موجود ہیں۔ الخ (فوائد جامعہ، انتباہ فی سلاسل اولیاء، معجم المؤلفین جلد ۲، ہدیۃ العارفین جلد اوّل)

☆---الشیخ احمد بن علی بن عبد القدوس الشناوی المدنی

۹۷۵ھ میں مصر کے شہر "روح" میں پیدا ہوئے۔ نامور محدثین سے فقہ وحدیث پڑھی۔ پھر مدینہ منورہ میں سید صبغۃ اللہ بن روح اللہ سندھی سے تصوف کے اسماء واشغال کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۰۲۸ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ بہت سی مفید کتابیں یادگار ہیں۔

O---شاہ ولی اللہ "انسان العین" میں فرماتے ہیں :- موصوف علم شریعت وطریقت کے جامع تھے۔ الخ (ہدیۃ العارفین جلد اوّل، فوائد جامعہ، معجم المؤلفین جلد دوم)

☆--- سید صبغۃ اللہ بروجی علیہ الرحمۃ

سید صبغۃ بن روح اللہ بن جمال اللہ حسینی کاظمی بڑے عالم فاضل جامع علوم عقلیہ ونقلیہ تھے۔ قصبہ بروج جو گجرات (انڈیا) کے شہروں میں سے ہے پیدا ہوئے۔ علوم شیخ وجیہ الدین گجراتی سے اخذ کیے۔ چند دن تدریس وارشاد میں مشغول رہ کر حرمین وغیرہ کو تشریف لے گئے۔ کچھ عرصہ ٹھہر کر واپس بروج آئے۔ کچھ عرصہ قیام کیا۔ اور دوبارہ مدینہ منورہ میں داخل ہو کر جبل احد میں ساکن ہوئے جہاں آپ نے "جواہر خمسہ" کو معرب کیا جس پر آپ کے شاگرد شیخ احمد شناوی نے حاشیہ لکھا۔ ۱۰۱۵ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔ (حدائق الحنفیہ ص ۴۲۲ طبع لاہور / ہدیۃ العارفین جلد اوّل)

☆--- شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی

عالم ماہر، فاضل متبحر، زاہد، عارف، فقیہ، محدث وجامع کمالات ظاہری وباطنی تھے۔ ۹۱۱ھ میں قصبہ جاپانیر واقع صوبہ گجرات میں پیدا ہوئے۔ درسی کتب پر حاشیے لکھے۔ حضرت غوث محمد گوالیاری کے مرید خاص تھے۔ ۹۹۷ھ میں وفات پائی۔ مزار پر انوار احمد آباد میں ہے جو کہ زیارت گاہ

خاص وعام ہے۔ (حدائق الحنفیہ، خزینۃ الاصفیاء)

☆--- سید محمد غوث گوالیاری

آپ برصغیر پاک وہند کے متاخرین اولیاء کرام اور مشائخ عظام میں سے تھے۔ آپ کے دادا نیشاپور کے سادات میں سے تھے۔ جو ہجرت فرما کر ہندوستان آئے۔ اور یہیں قیام پذیر ہوئے۔ شیخ محمد غوث گوالیاری بڑے صاحب تصانیف تھے۔ ان میں جواہر خمسہ، اوراد غوثیہ اور بحر حیات مشہور ہیں۔ ۹۷۰ھ میں وصال فرمایا۔ مزار پر انوار گوالیار میں ہے۔ (خزینۃ الاصفیاء ص ۳۱۷)

ابن لعل دین نجدی ! ذرا لب کو جنبش دو اور بتاؤ کہ کیا یہ تمام محدثین اور مشائخ عظام **شیعہ تھے یا سُنّی ؟**

اگر مولانا احمد رضا بریلوی "دعائے سیفی" کو نقل کرنے کی وجہ سے شیعہ ہیں تو ان محدثین کرام کے لیے شیعہ کہنے سے کیوں گریزاں ہو ؟

علمائے غیر مقلدین کی سند حدیث میں "دعائے سیفی" پڑھنے والے محدثین شامل ہیں اس دعویٰ پر دو مثالیں۔

پہلی مثال = سید نذیر حسین دہلوی
مولانا شاہ اسحٰق دہلوی
حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
حضرت ابو طاہر محمد عبد السمیع بن ابراہیم المدنی، شیخ ابراہیم بن حسن کردی، حضرت احمد بن محمد یونس القشاشی مدنی
حضرت احمد بن عبد القدوس شناوی — یہ تمام محدثین دعائے سیفی کے قائل وعامل تھے۔
حضرت محمد بن احمد رملی شافعی مصری
حضرت شیخ الاسلام ابو یحیٰ زکریا بن محمد انصاری شافعی
حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ
الخ.....

دوسری مثال = سید امیر حسن سہسوانی
مولانا سید نذیر حسین دہلوی
حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی
حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
شیخ ابو طاہر محمد عبد السمیع کردی مدنی
شیخ ابراہیم بن حسن کردی مدنی
شیخ احمد بن محمد یونس قشاشی مدنی
حضرت احمد بن عبد القدوس شناوی
حضرت محمد بن احمد رملی شافعی

(عجالہ نافعہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

دلیل نمبر 3 :- اسی طرح انہوں نے (احمد رضا) نے " پنجتن پاک " کی اصطلاح کو عام کیا اور اس شعر کو درج کیا۔ ؎ لی خمسة اطفی بها حر الوباء الحاطمه

المصطفیٰ والمرتضیٰ وابناهما والفاطمه

یعنی پانچ ہستیاں ایسی ہیں جو اپنی برکت سے ہر امراض کو دور کرتی ہیں۔

محمد ﷺ　علی رضی اللہ عنہ　حسن رضی اللہ عنہ　حسین رضی اللہ عنہ　فاطمہ رضی اللہ عنہا

(فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۱۸۷)(میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ص ۲۵۵)

الجواب :- پنج تن کے معنی ہیں پانچ افراد اور ان سے مراد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ حسنین کریمین ، سیدہ فاطمہ زہرا ، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں اور آیتِ تطہیر " انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا " (سورۃ احزاب ۳۳) ان پانچ مقدسین کے بارے میں نازل ہوئی۔ جس میں " و یطهرکم تطهیرا " موجود ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں پاک کر کے خوب پاکیزہ کر دے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ پنجتن واقعی پاک ہیں۔

تفسیر ابن جریر میں ہے۔ حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ :

"قال رسول الله ﷺ نزلت هذه الآیة فی خمسة فی و فی علی رضی اللہ عنہ و حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا "انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا." (ابی جعفر محمد بن جریر طبری (م ۳۱۰ھ) جامع البیان فی تفسیر القرآن ص ۲۲ جلد ۵ طبع مصر)

(تفسیر درِ منثور : علامہ سیوطیؒ جلد ۵ / ص ۱۹۸ طبع قم (ایران))

(تفسیر ابن ابی حاتم : عبدالرحمٰن بن محمد بن ابو محمد ادریس بن ابی حاتم التمیمی (م ۳۲۷ھ) پارہ ۲۲ / آیت ۳۳)

ترجمہ :- رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ آیت پنجتن کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ میری شان میں ، علی رضی اللہ عنہ اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان میں۔ اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے رسول کے گھر والو تم سے ہر قسم کی ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر کے خوب پاکیزہ کر دے۔

رسول اللہ ﷺ نے جب خود اپنی زبان مبارک سے " خمسہ " کا لفظ فرمادیا اور خمسہ سے اپنی مراد کو ظاہر فرمانے کے لیے تفصیل ارشاد فرمادی اور صاف صاف اظہار فرمادیا کہ آیت تطہیر کا شان نزول یہ پانچ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے پاک قرار دیا۔ تو اب اس کے بعد کسی شقی القلب کا یہ کہنا کہ معاذ اللہ! (پنج تن کا تصور مشرکین سے لیا گیا ہے۔) یا ان کو پاک کہنا جائز نہیں اور پنج تن آیت تطہیر میں داخل نہیں۔ بارگاہ رسالت سے بغاوت اور اللہ کے پیارے رسول ﷺ کی تکذیب نہیں تو اور کیا ہے؟

" نعوذ باللہ من ذلک "

☆--- حضرت زید بن یثیغ بیان کرتے ہیں :-

کہ حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ حضور اکرم ﷺ نے خیمہ نصب کرایا اور عربی کمان سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے۔ اس وقت خیمہ میں حضرت علی۔ حضرت فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے گروہ مسلمین! جو شخص ان اہل خیمہ سے صلح رکھے میں اس کے لیے صلح مجسم ہوں اور جو ان سے لڑائی کرے میں ان سے لڑنے والا ہوں۔ اور جو ان کو دوست رکھے میں اس کا دوست ہوں۔ ان سے وہ شخص محبت رکھتا ہے جو نیک بخت اور نیک ذات ہے اور بد بخت اور بد ذات ان سے بغض رکھتا ہے۔

(الموافقۃ بین اہل البیت والصحابہ / ص ۲۷۱، طبع ملتان از علامہ جار اللہ زمخشری (م ۵۲۸ھ)

یاد رہے کہ اس کا یہ مقصد بھی نہیں کہ معاذ اللہ! ان پانچ کے سوا ہم کسی کو پاک نہیں مانتے۔ ہمارے نزدیک حضور ﷺ کی ازواج مطہرات بھی آیت تطہیر میں شامل ہیں۔ اسی لئے ہم ان کے ساتھ مطہرات کا لفظ لازمی طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اور ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے وہ سب محبوب بندے اور بندیاں یقیناً پاک ہیں جن کی پاکیزگی پر کتاب و سنت سے دلیل قائم ہے۔ اور ان کی پاکی کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ لیکن پنجتن پاک بولنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ حدیث منقولہ بالا میں خود حضور ﷺ کی زبان مبارک سے خمسہ کا حکم مقدسہ ادا ہوا اور پھر ان کی تفصیل بھی خود حضور ﷺ نے فرمائی۔

تفسیر ابن جریر کے متعلق علماء کے تاثرات

O--- اس امر پر پوری امت کا اجماع ہو چکا ہے کہ تفسیر ابن جریر جیسی کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی

(امام نووی شارح مسلم متوفی ۶۷۶ھ) (تاریخ تفسیر و مفسرین ص ۱۹۳)

O-- تفسیر ابن جریر جملہ کتب تفاسیر سے اعظم و افضل ہے اس میں تفسیری اقوال کی توجیہ و ترجیح کلمات کی نحوی حالت اور استنباط مسائل سے تعرض کیا گیا ہے۔

(امام جلال الدین سیوطی م ۹۱۱ھ) الاتقان جلد دوم ص ۱۹۰

O-- لوگوں میں جو کتب تفسیر متداول ہیں تفسیر ابن جریر ان سب سے صحیح تر ہے۔ اس میں علمائے سلف کے اقوال صحیح سند کے ساتھ مذکور ہیں۔ (ابن تیمیہ م ۷۲۸ھ) فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۱۹۲/ جلد ۲

☆-- علامہ ابن جریر کے متعلق علماء کے تاثرات

O-- محمد بن جریر بن یزید الطبری الامام الجلیل المفسر ابو جعفر ثقہ الصادق

محمد بن جریر بن یزید طبری جلیل القدر امام مفسر قرآن ابو جعفر ثقہ اور سچے ہیں۔

(علامہ ذہبی میزان الاعتدال جلد ۳)

O-- امام جریر اقوال کی توجیہ سے تعرض کرتے ہیں بعض اقوال کو بعض پر ترجیح دیتے ہیں۔ اعراب سے بحث کرتے ہیں۔ اور استنباط مسائل سے کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ ان وجوہات کی بنا پر متقدمین کی تمام تفسیروں سے اعلیٰ و فائق ہیں۔ حاجی خلیفہ (کشف الظنون ترجمہ ابن جریر)

O-- محمد بن جریر بن یزید طبری جلیل القدر امام اور مفسر ہیں۔ آپ کی کنیت ابو جعفر ہے......... امام ابن جریر اکابرین ائمہ اسلام میں سے ہیں۔ حافظ ابن حجر (لسان المیزان ص ۱۰۰۰/ جلد ۵)

O-- امام الائمہ ابی بکر ابن خزیمہ (م ۳۱۱ھ) نے تفسیر ابن جریر کا اوّل سے آخر تک 60 بار مطالعہ کیا اور فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ روئے زمین پر ابن جریر سے بڑا بھی کوئی عالم ہو۔

ابن کثیر (البدایہ والنہایہ ص ۱۴۵/ جلد ۱۱ طبع بیروت)

O-- خطیب بغدادی فرماتے ہیں: ابن جریر ، کتاب اللہ کے حافظ اور تمام قراتوں سے واقف اور معانی کو جانتے تھے۔ آپ فقیہ فی الاحکام اور سنن و طرائق صحیح و سقیم اور ناسخ و منسوخ کے عالم تھے۔ صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد آنے والوں کے اقوال پہچانتے تھے۔

ابن کثیر (البدایہ والنہایہ ص ۱۴۵/ جلد ۱۱ طبع بیروت)

انسائیکلوپیڈیا: طبری: -ابو جعفر محمد ابن جریر، مؤرخ و مفسر شافعی فقہ کے پیرو......... ان کی ضخیم تفسیر قرآن " جامع البیان فی تفسیر القرآن " کے نام سے مشہور ہے۔ (انسائیکلوپیڈیا ص ۹۳۴)

نوٹ: - ایک ابن جریر طبری فرقہ کرامتیہ میں بھی گزرا ہے وہ بھی صاحب تفسیر و تاریخ تھا۔ دونوں میں صرف سنین ولادت و وفات کا فرق ہے۔ بعض لوگ اس ابن جریر کے اقوال کو ابن جریر شافعی علیہ الرحمۃ کی طرف منسوب کر کے دھوکہ دیتے ہیں۔

(تاریخ التفسیر، از پروفیسر صارم، ص ۹۸، طبع ۱۹۶۶ء لاہور)

O-- حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: -

محمد بن جریر طبری شیعہ ؏ .... محمد بن جریر طبری شافعی است کہ بتاریخ کبیر مشہور است واضح التواریخ است۔ (تحفہ اثنا عشریہ ص ۵۷ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

اس شعر میں اور دعائے سیفی وغیرہ میں اہل بیت کرام سے توسل کیا گیا ہے جو کہ امت مسلمہ کا سلفاً و خلفاً معمول رہا ہے۔ مفہوم یہ ہے کہ ان ذوات قدسیہ کی برکت سے میرے رنج والم دور ہوتے ہیں۔ درج ذیل احادیث، اور بزرگان دین کے اقوال و مشاہدات اسکی تائید کرتے ہیں۔

حدیث: - عن عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ ال قال رسول اللہ ﷺ ابدال فی امتی ثلاثون بھم تقوم الارض و بھم تمطرون تنفرون۔ رواہ الطبرانی و رواہ الحکیم باختلاف یسیر۔

(الحاوی للفتاوی۔ امام سیوطی ص ۲۴۶/ جلد ۲ طبع پاکستان)(نوادر الوصول ص ۶۹ مطبوعہ قسطنطیہ)

ترجمہ: - عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ابدال میری امت میں تیس (۳۰) ہیں انہیں سے زمین قائم ہے انہیں کے سبب سے تم پر مینہ برستا ہے۔ انہیں کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے۔

حدیث: - انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت کے چالیس ابدال ہیں۔ بائیس ان میں سے شام میں اور اٹھارہ عراق میں ہیں۔ جب ان میں سے کوئی وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو قائم مقام فرما دیتا ہے۔ جب قیامت آئے گی۔ سب فوت ہو جائیں گے۔ (الحاوی للفتاوی ص ۲۴۵/ ج ۲)

(روض الریاحین (اردو) از محمد بن ابی عبداللہ یمنی یافعی (م ۷۵۵ھ) ص ۱۰، جلد اوّل طبع کراچی)

؏ جناب غلام محمد حریری لکھتے ہیں: - " اس کا نام محمد بن جریر بن رستم طبری رافضی ہے "

(تاریخ تفسیر و مفسرون ص ۱۹۲ طبع فیصل آباد ۱۹۷۸ء)

☆-- **حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں :-**

جب تو خدا کا محبوب اور ملجا و ماویٰ بن جائے گا اور تیری شان میں لوگوں کی مدح و ثنا بالکل سچ اور جا ہو گی تو ازالہ امراضِ روحانی کے لیے بذاتِ خود اکسیر بن جائے گا........ تجھ سے خلقِ خدا کی مشکلات حل ہوں گی۔ تیری دعا سے بارانِ رحمت کا نزول ہو گا۔ تیری برکت سے کھیتیاں اگائی اور سر سبز و شاداب کی جائیں گی۔ اور تیری دعاؤں سے ہر خاص و عام اہل سرحدات، راعی و رعایا، حاکم و محکوم، ائمہ امت اور افرادِ امت الغرض تمام مخلوق کی مصیبتیں اور بلائیں رفع ہوں گی۔

(فتوح الغیب، ص ۲۴ طبع لاہور)

☆-- **شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-**

"انہی نفوس قدسیہ (یعنی اولیاء اللہ) کی بدولت افلاک بھی تھمے ہوئے ہیں۔"

(عوارف المعارف، ص ۱۷ / ۳، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء)

☆-- **حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔**

قال لا تقوم الساعة حتیٰ لا یقال فی الارض اللہ اللہ۔ — رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نہ قائم ہو گی قیامت حتیٰ کہ زمین میں اللہ اللہ نہ کیا جاوے گا۔

(مشکوٰۃ، ص ۴۵ / جلد ۳ (اردو))

☆-- **ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں :-**

ان البقاء العالم ببركة العلماء العاملين والعباد الصالحين و عموم المؤمنين. الخ

(مرقات شرح مشکوٰۃ، ص ۲۳۷ / جلد ۱۰ طبع ملتان)

☆-- **حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-**

" یحییٰ " محدث کی وفات ماہ رجب المرجب ۲۳۴ھ میں واقع ہوئی۔ ان کی عمر بیاسی (۸۲) برس کی ہوئی۔ قرطبہ میں ان کی قبر ہے۔ خشک سالی میں ان کے طفیل سے لوگ بارش اور برکت کو طلب کرتے ہیں۔ (بستان المحدثین، ص ۲۹ (اردو) طبع کراچی)

نیز "محدث امالی محاملی رحمۃ اللہ علیہ" کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

محمد بن الحسین نے جو اس عہد کے بزرگ شخص ہیں۔ یہ بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی

کہنے والا کہتا ہے۔ حق تعالیٰ اہل بغداد پر سے بطفیل و کرامت محاملی بلا کو دفع کرتا ہے۔ امالی محاملی (ابو عبداللہ حسین بن اسماعیل بن محمد ظبی بغدادی) نے ۳۳۰ھ میں انتقال فرمایا۔

(بستان المحدثین، ص ۱۲۲، اردو طبع کراچی)

☆-- **حضرت امام شافعی فرماتے ہیں :-**

آل النبی ذریعتی بهم ، الیه وسیلتی

ارجو بهم اعطی غداً بید الیمین صحیفتی (الصواعق المحرقہ، ص ۱۸۰ از علامہ ابن حجر مکی)

نبی کریم ﷺ کی آل پاک بارگاہِ الٰہی میں میرا ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔ امید ہے کہ قیامت کے دن ان کے وسیلے سے مجھے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے۔

دلیل نمبر 4 :- انہوں نے شیعہ عقیدے کی عکاسی کرنے والی اصطلاح " جفر " کی تائید کرتے ہوئے اپنی کتاب " خالص الاعتقاد " میں لکھا ہے۔ " جفر چمڑے کی ایک ایسی کتاب ہے جو امام جعفر صادق نے اہل بیت کے لیے لکھی۔ اس میں تمام ضروریات کی اشیاء درج کر دی ہیں۔ اس طرح اس میں قیامت تک رونما ہونے والے تمام واقعات بھی درج ہیں۔"

اسی طرح شیعہ اصطلاح " الجامعہ " کا بھی ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

" کہ الجامعہ ایک ایسا صحیفہ ہے جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمام واقعاتِ عالم کو حروفِ تہجی کی ترتیب کے ساتھ لکھ دیا ہے۔ آپ کی اولاد میں سے تمام ائمہ امور و واقعات سے باخبر تھے۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا........؟ ص ۲۵۵)

الجواب :- علم جفر کے لغوی معانی :

صاحب فرہنگ آمرہ لکھتے ہیں :- جفر = ایک علم غیب دانی (فرہنگ آمرہ ص ۱۹۱ طبع اسلام آباد)

صاحب غیاث اللغات لکھتے ہیں :- جفر = نام علم معروف کہ ازاں بر احوال غیب آگاہی ہست دید

صاحب منجد لکھتے ہیں :- و یقال له علم الحروف.

علم جفر کی تعریف :- هو علم یدعی اصحابه انهم یعرفون الحوادث الی انقراض العالم۔ (التعریفات للعلوم الدرسیة، ص ۱۷۶)

علم جفر ایک مستقل علم ہے۔ اس موضوع پر متعدد کتب ہیں۔ حضرت شیخ محی الدین محمد بن علی

بن احمد المعروف "شیخ اکبر" و "ابن عربی" (م ۶۲۵ھ) نے بھی اس علم میں ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام "الدرۃ الناصعۃ من الجفر و الجامعۃ" (ہدیۃ العارفین از اسماعیل پاشا بغدادی ص ۱۱۵، ج ۲ طبع بیروت)

☆-- صاحب اقتباس الانوار حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:-

حضرت امام ابو الحسن علی رضا ابن امام موسیٰ کاظم کا وصال ۲۰۳ھ میں ہوا۔ وصال سے قبل آپ نے اپنے فرزند ارجمند محمد تقی جن کی عمر سات سال کی تھی۔ وصیت فرمائی کہ فلاں جگہ کو کھودنا وہاں سے ایک پتھر بر آمد ہو گا جس پر کچھ لکھا ہو گا۔ مجھے اس پتھر کے نیچے دفن کر دینا۔ اس کے بعد فرمایا جب تم بلوغت کو پہنچو۔ میں نے فلاں درخت کے نیچے ایک امانت رکھی ہے وہاں جاکر اسکو باہر نکالنا۔ وہ امانت "کتاب جفر جامع" ہے جو امیر المؤمنین حضرت علی نے لکھی تھی۔ اس کے اندر غیب کے رموز درج ہیں۔ اور یہ کتاب درجہ بدرجہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے فرزندوں کو پہنچتی رہے گی۔

(اقتباس الانوار، زمانہ تالیف ۱۱۳۰ھ)

نوٹ:- اقتباس الانوار کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کو حضور رسول مقبول سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے شرف قبولیت ان الفاظ میں بخشا: "تم نے بہت اچھی کتاب لکھی ہے اور اس میں بہت عجیب و غریب احوال کو اسرار درج کئے ہیں۔ ہم تمہاری کتاب کو مقبول کرتے ہیں" (تعارف اقتباس الانوار، ص ۵)

یاد رہے کہ کسی علم کو ماننے یا جاننے سے انسان "شیعہ" قرار نہیں پاتا۔ علم نحو و بلاغت وغیرہ کے بڑے بڑے علماء معتزلی اور شیعہ ہوئے ہیں۔ کیا ان علوم کو ماننے والا معتزلی یا شیعہ قرار پائے گا۔ پھر محض جفر و جامع ذکر کرنے سے اعلیٰ حضرت کا شیعہ ہونا کیونکر لازم آتا ہے۔

O-- فخر الدین محمد بن ابراہیم صاحب "صدرا" (م ۱۰۵۹ھ)

صاحب "ظفر المحصلین" لکھتے ہیں:- فخر الدین شیرازی شیعہ صوفی ہیں۔ صحابہ کرام پر سب و شتم نہیں کرتے تھے۔ لیکن شیخ ابو الحسن اشعری اور فخر الدین رازی کی شان میں بے ادبی کرتے تھے۔

(ظفر المحصلین باحوال المصنفین، ص ۲۷۳ طبع کراچی)

"صدرا" آپ کی معرکۃ الآراء تصنیف ہے جو آج بھی داخل درس ہے۔

O-- مولانا بحر العلوم عبد العلی بن نظام الدین بن قطب الدین

O-- مولانا فیض احمد بن غلام احمد بن شمس الدین بدایونی

O-- ملا نظام الدین بن قطب الدین شہید سیالوی

O-- مولوی ولی اللہ بن حبیب اللہ بن ملا محب اللہ فرنگی محلی اور مفتی عنایت احمد کاکوروی نے اس پر حواشی تحریر کئے ہیں۔

☆-- صاحب القانون " ابو علی حسین بن عبد اللہ (م ۴۲۸ھ)"

صاحب ظفر المحصلین لکھتے ہیں: ان کے عقیدہ و مذہب پر بہت کچھ چہ میگوئیاں ہوتی تھیں۔ کوئی اس کو سنی کہتا اور کوئی شیعہ۔ بلکہ بعض حضرات کافر بھی کہتے تھے۔

(ظفر المحصلین باحوال المصنفین ص ۳۹۱)

☆-- صاحب البیان والتبیین "ابو عمرو بن بحر بن محبوب الجاحظ البصری (م ۲۵۵ھ)"

صاحب ظفر المحصلین لکھتے ہیں:- شیخ المعتزلہ امام الادباء صاحب القلم۔ الخ

(ظفر المحصلین باحوال المصنفین، ص ۴۱۷)

☆-- "صاحب الاغانی" علی بن حسین بن محمد بن احمد اصبہانی (م ۲۶۵ھ)

بطرس بستانی کی تحقیق ہے کہ "شیعہ" تھا۔ (ظفر المحصلین باحوال المصنفین، ص ۴۶۶)

☆-- "صاحب تفسیر کشاف" "ابو القاسم محمود بن عمر بن محمد معروف بہ جار اللہ زمخشری (م ۵۲۶ھ)"

بلند پایہ عالم، ادیب، شاعر، لغوی اور فلسفی تھے۔ تفسیر کشاف جس کا پورا نام " الکشاف عن حقائق التنزیل و عیون الاقاویل وجوہ التاویل" ہے۔ 23/ ربیع الاول ۵۲۸ھ کو مکمل ہوئی۔ اس تفسیر میں اعتزال پایا جاتا ہے۔ اسی لئے علامہ ابن خلدون اور جلال الدین سیوطی نے اسے عقائد اسلام کے خلاف قرار دیا ہے۔ ابو حیان اندلسی نے تفسیر کشاف پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے: "اعتزال کے باوجود ادبی وفنی اعتبار سے کشاف بے مثال تفسیر ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج تک مدارس میں پڑھائی جارہی ہے۔۔ الخ" (تذکرہ مصنفین درس نظامی، ص ۸۰ تا ۸۲ / پروفیسر اختر راہی)

نیز علم فی نفسہ حسن و کمال ہے۔

☆-- حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"دریں جا باید دانست کہ علم فی نفسہ مذموم نیست ہر چونکہ باشد"

ترجمہ :- یہاں جاننا چاہیے کہ علم جیسا بھی ہو فی نفسہ برا نہیں ہوتا۔

اس کے بعد شاہ صاحب نے ان اسباب کا تفصیلی بیان فرمایا ہے۔ جن کی وجہ سے کسی علم میں برائی آسکتی ہے۔ جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

(۱).. توقع ضرر (۲).. استعداد عالم کا قصور (۴).. علوم شرعیہ میں بے جا غور کرنا

(تفسیر عزیزی جلد اول، ص ۴۴۵ / مطبوعہ مطبع العلوم دہلی)

دلیل نمبر 5 :- جناب بریلوی نے ایک اور شیعہ روایت کو اپنے رسائل میں ذکر کیا ہے۔ کہ " امام رضا (شیعوں کے آٹھویں امام) سے کہا گیا ہے کہ کوئی ایسی دعا سکھائیں جو ہم اہل بیت کی قبروں کی زیارت کے وقت پڑھا کریں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ قبر کے قریب جاکر چالیس مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر کہو "السلام علیکم یا اہل البیت" اے اہلبیت میں اپنے مسائل اور مشکلات کے حل کے لیے آپ کو خدا کے حضور سفارشی بنا کر پیش کرتا ہوں اور آلِ محمد ﷺ کے دشمنوں سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ؟ ص ۲۵۶)

الجواب :- فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ نے اس روایت کو " شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ" کی کتاب " جذب القلوب، ص ۲۳۵" سے نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو " فتاوٰی رضویہ، ص ۴۹۹، جلد ۴، مبارک پور انڈیا"

امام احمد رضا فاضل بریلوی اس روایت کے ناقل ہیں۔ اور ناقل پر اصولی طور پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ اعتراض تو صرف منقول عنہ پر کیا جاتا ہے۔ پھر شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو شیعہ ثابت کرو اور شیعہ ہونے کا اعتراض ان پر کرو۔ اور پھر ان علمائے وہابیہ نجدیہ پر اعتراض کرو، جو کہ شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی کو سنّی جانتے ہیں۔ اور انہوں نے ان کی توثیق اور مدح سرائی کی ہے۔

O-- مولوی اسماعیل دہلوی کے شاگرد غوث علی شاہ پانی پتی لکھتے ہیں :-

کہ جب حضرت عبدالحق محدثِ دہلوی مدینہ منورہ میں حدیث ختم کر چکے تو حضرت سرور کائنات ﷺ نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ تم ہندوستان جاکر علم حدیث کو شائع کرو۔ الخ

(تذکرہ غوثیہ : ص ۳۸۹ طبع لاہور)

O-- مولوی ابراہیم سیالکوٹی وہابی لکھتے ہیں :- (کہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ سے) مجھ عاجز

(ابراہیم میر) کو علم وفضل اور خدمت حدیث اور صاحب کمالات ظاہری وباطنی ہونے کی وجہ سے حسن عقیدت ہے۔ (تاریخ اہل حدیث : ص ۳۹۸)

O-- مولوی حکیم عبدالرحیم اشرف وہابی نجدی لکھتے ہیں :-

کہ اللہ عزوجل کی حکمت نے تین عظیم المرتبت شخصیتوں کو پیدا فرمایا۔ جو اس ظلمت کدہ میں اسلام کے مسخ شدہ چہرہ کو اپنی اصل نورانیت کے جلوہ میں پھر سے ظاہر کریں۔ ان حضرات نے قرآن وسنت کے خشک ستونوں کو از سر نو جاری کیا۔ اسلام کے عقائد کو اس شکل میں پیش کیا جو داعی اسلام فداہ روحی ﷺ نے زمانہ میں پیش کیے گئے تھے۔ علمائے سوء کو بے نقاب کیا گیا......... یہ عظیم تجدیدی کارنامے جن تین پاکباز نفوس نے انجام دیئے ان کے اسم گرامی یہ ہیں : اول : حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں دنیائے اسلام مجدد الف ثانی کے لقب سے یاد کرتی ہے۔ دوم : شیخ عبدالحق محدث دہلوی جنہوں نے اس ملک میں حدیث نبوی کے علوم کو عام کیا۔ سوم : الشیخ احمد بن عبدالرحیم جنہیں عالم اسلام شاہ ولی اللہ کے نام سے پکارتا ہے۔ (الاعتصام، ص ۵ / ۱۹ / مارچ ۱۹۵۷ء)

O-- نواب صدیق حسن خان قنوجی (م ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں :-

اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کی سرزمین پر احسان فرمایا کہ بعض علمائے ہند جیسے شیخ عبدالحق بن سیف الدین ترک دہلوی المتوفی ۱۰۵۲ھ وغیرہ کو علم حدیث عطا کر کے اس فیض کو عام کر دیا۔ سب سے پہلے شیخ عبدالحق اقلیم ہند میں حدیث لائے ہیں اور انہوں نے بہتر طریقے سے اس کے فیضان کو اہل ہند پر عام کیا......... اور جس نے کوئی اچھا طریقہ جاری کیا۔ اس کے لیے اس کا اور جس نے اس پر عمل کیا اس کا بھی اجر ہے۔ جیسا کہ اس امر پر ملت کے تمام محدثین وصوفیہ کا اتفاق ہے۔

(الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ، ص ۷۰ مطبع نظامی کان پور ۱۲۸۳ھ)

دلیل نمبر 6 :- یعنی شیعہ کے اماموں کے مسلمانوں کے نزدیک مقدس اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آئمہ اہل سنت سے افضل قرار دینے کے لیے انہوں نے اس طرح کی روایات عام کیں۔ حالانکہ اہل تشیع کے اماموں کی ترتیب اور اس طرح کے عقائد کا عقیدۂ اہل سنت سے کوئی ناطہ نہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ص ۲۵۶)

الجواب :- اہل سنت کے نزدیک حضور ﷺ کی تعظیم وتوقیر میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی آل

پاک کی تعظیم و توقیر اور ان سے الفت و محبت کی جائے کیونکہ یہ جزایمان ہے اور ان سے نفرت اور بغض وحسد سراسر گمراہی اور خارجیت ہے۔

O-- حضور ﷺ نے فرمایا: آل نبی کی معرفت دوزخ سے نجات اور ان سے محبت پل صراط پر گزرنے میں آسانی اور آل نبی کی ولایت کا اقرار عذابِ الٰہی سے حفاظت ہے۔ (الشفاء ص ۶۲ / جلد ۲)

O-- حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کے حق میں فرمایا جس نے علی کو دوست رکھا تو علی بھی اس کے دوست ہیں۔اے خدا! جس نے ان سے دوستی رکھی تو بھی اس کو دوست رکھ اور جس نے ان سے دشمنی کی تو بھی اسے مبغوض رکھ۔ (الشفاء (اردو) ازعلامہ قاضی عیاض مالکی: ص ۶۳ / جلد ۲ لاہور)

O-- حضور ﷺ نے فرمایا: اے علی! تم سے مسلمان ہی محبت رکھے گا اور منافق ہی تمہارا دشمن ہو گا۔ (الشفاء (اردو) ص ۶۳ / جلد دوم طبع لاہور)

O-- حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے حسن سے محبت رکھی اس نے اللہ سے محبت رکھی اور یہ بھی فرمایا جس نے مجھ سے محبت رکھی اس نے ان دونوں (یعنی حسن و حسین) سے محبت رکھی اور یہ کہ ان دونوں کے والدین (حضرت علی المرتضیٰ اور فاطمۃ الزہرا) میرے ساتھ میری جگہ پر بروز قیامت ہوں گے۔ (الشفاء (اردو) ص ۶۴)

O-- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی محبت و تکریم آپ کی اہل بیت میں کرو۔اور یہ بھی فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی قرابت اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اپنی قرابت کے ساتھ صلہء رحمی کروں۔ (الشفاء: ص ۶۴ / جلد دوم طبع لاہور)

اور ابن لعل دین کا یہ کہنا کہ یہی شیعہ کے بارہ امام ہیں۔یہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ درج ذیل حضرات اہل سنت کے نزدیک بھی مسلم روحانی پیشوا ہیں۔

1... خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ (ش ۴۰ھ)

2... امام ابو محمد حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (ش ۵۰ھ)

3... امام ابوعبداللہ حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ (ش ۶۱ھ)

4... امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہ (م ۹۵ھ)

5... امام محمد باقر بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ (م ۱۰۴ھ)

6... امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ عنہ (م ۱۴۸ھ)

7... امام ابوالحسن موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ (م ۱۸۳ھ)

8... امام ابوالحسن علی رضا بن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ (م ۲۰۳ھ)

9... امام ابو جعفر محمد تقی بن امام علی رضا رضی اللہ عنہ (م ۲۲۰ھ)

10. امام ابوالحسن علی الہادی بن محمد رضی اللہ عنہ (م ۲۶۰ھ)

11. امام ابو محمد حسن عسکری بن علی رضی اللہ عنہ (م ۲۵۴ھ)

12. امام ابوالقاسم محمد بن حسن مہدی رضی اللہ عنہ

... اہل سنت اور شیعہ میں امامت کا تصور ...

امامت دو قسم کی ہے۔ صغریٰ کبریٰ امامت، صغریٰ امامت نماز ہے۔ امامت کبریٰ نبی ﷺ کی نیابت مطلقہ کہ حضور کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام امور دینی و دنیوی میں حسب شرع تصرف عام کا اختیار رکھے۔اور غیر معصیت میں اس کی اطاعت تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہو۔اس امام کے لیے آزاد - عاقل - قادر - قریشی ہونا شرط ہے۔ ہاشمی - علوی - معصوم ہونا اس کی شرط نہیں۔ ان کا شرط کرنا روافض کا مذہب ہے۔ جس سے ان کا یہ مقصد ہے کہ برحق امرائے مؤمنین خلفائے ثلثہ ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو خلافت سے جدا کر دیں۔ حالانکہ ان کی خلافتوں پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔ موٰلی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ و حضراتِ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے ان کی خلافتیں تسلیم کی ہیں۔اور علویت کی شرط نے تو موٰلی علی کو بھی خلیفہ ہونے سے خارج کر دیا۔ یہ کیسے علوی ہو سکتے ہیں۔ رہی عصمت یہ انبیاء و ملائکہ کا خاصہ ہے۔ امام کا معصوم ہونا روافض کا مذہب ہے۔ محض مستحق امامت ہونا امام ہونے کے لیے کافی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ اہل حل و عقد نے اسے امام مقرر کیا ہو۔ یا امام سابق نے اور اس کی اطاعت مطلقاً ہر مسلمان پر فرض ہے۔ جب کہ اس کا حکم شریعت کے خلاف نہ ہو۔

(بہار شریعت از مولانا امجد علی ص ۵۷ : حصہ اول طبع لاہور)

****

O---امام الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

حضرت علی کی اولاد میں جو امامت باقی رہی اور ان میں سے ایک دوسرے کو وصی بناتا رہا وہ یہی قطبیتِ ارشاد اور فیض ولایت کا منبع ہونا تھا۔ اسی لئے ائمہ اطہار میں سے کسی سے مروی نہیں کہ انہوں نے امامت کا تسلیم کرنا تمام انسانوں پر لازم قرار دیا ہو۔ بلکہ اپنے چیدہ چیدہ دوستوں اور منتخب مصاحبوں کو اس فیض خاص سے مشرف فرماتے تھے۔ اور ہر ایک کو اس کی استعداد کے مطابق اس دولت سے نوازتے تھے۔ (تحفہ اثنا عشریہ از حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ص ۲۱۴)

نیز شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

نیز پچھلے امام مثل حضرت سجاد و باقر و صادق و کاظم و رضا تمام اہل سنت کے مقتداء اور پیشوا ہوئے ہیں۔ کہ اہل سنت کے علماء مثلاً زہری - امام ابو حنیفہ اور امام مالک نے ان حضرات کی شاگردی اختیار کی اور اُس وقت کے صوفیاء مثلاً معروف کرخی وغیرہ نے ان حضرات سے کسب فیض کیا اور مشائخ طریقت نے ان حضرات کے سلسلہ کو سلسلۃ الذہب قرار دیا اور اہل سنت کے محدثین نے ان بزرگوں سے ہر فن خصوصاً تفسیر و سلوک میں احادیث کے دفتروں کے دفتر روایت کئے۔

(تحفہ اثنا عشریہ ، ص ۲۳۳)

ائمہ اہل بیت کا فیضان :-

O-- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں :- الا ان الصوفیة اتفقوا علی ان الحسن البصری (م ۱۱۰ھ) اخذنا سیدنا علی رضی اللہ عنہ (انتباہ فی سلاسل اولیاء ، ص ۲۰ طبع فیصل آباد)

O-- پروفیسر صارم لکھتے ہیں :- امام زہری - امام ابو حنیفہ - امام مالک - امام سفیان ثوری - امام اوزاعی امام باقر (رضی اللہ عنہ) کے شاگرد تھے۔ (تاریخ التفسیر ، ص ۹۵ طبع لاہور ۱۹۶۶ء)

O-- صاحبِ اقتباس الانوار لکھتے ہیں :- امام ابو حنیفہ نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے پاس دو سال رہ کر مزید تکمیل تک پہنچ گئے۔ اور صدا بلند کی، اگر مجھے امام موصوف کی صحبت کے دو سال نہ ملتے تو میں ہلاک ہو جاتا۔

نیز لکھتے ہیں :- حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کی تبلیغی کوشش نے بے شمار افراد کو اسلام کا شیدائی بنایا اور آپ کی عظیم کوششوں کی بدولت حضرت معروف کرخی (م ۲۰۰ھ) نے آپ کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کیا۔ (اقتباس الانوار ، شیخ محمد اکرام قدوسی ، ص ۱۴۱-۱۴۳ طبع لاہور زمانہ تالیف ۱۱۳۰ھ)

O-- محدث ابن جوزی لکھتے ہیں :- حضرت شقیق بلخی علیہ الرحمۃ نے امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے روحانی فیض پایا۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ ، ص ۵۶ طبع لاہور ۱۹۸۹ء / از عبد المجتبیٰ رضوی)

O-- صاحبِ مسالک السالکین لکھتے ہیں :- حضرت بایزید بسطامی، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں سقائی کرتے تھے۔ ایک دن امام صاحب نے نظر شفقت سے توجہ فرمائی اور آپ کے فیض صحبت سے روشن ضمیر اور اکابر اولیاء عظام میں سے ہو گئے۔ (مسالک السالکین، ص ۲۲۰، ج ۱/ از مرزا عبد الستار بیگ سہرامی)

O-- حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں :- محمد بن مسلم شہاب الزہری (م ۱۲۴ھ) روی .... عن علی بن حسین بن علی (بن ابی طالب) (تہذیب التہذیب، ص ۴۴۶، ج ۹ طبع بیروت)

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا کہ جناب فخر المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے تفہیمات الٰہیہ وغیرہ میں ثابت کیا ہے کہ صفات اربعہ کہ عصمت و حکمت و وجاہت و قطبیت باطنیہ ہے۔ حضرات ائمہ اثنا عشریہ علیہم السلام میں ثابت ہیں......
......اور باوجود اس کے یہ قول اس قول کے منافی ہے کہ جو خلفائے ثلاثہ کی تفضیل کے بارہ میں ہے۔

(از مرزا حسن علی)

حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :-

قطبیت باطنیہ کے معنی یہ ہیں کہ حق تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو خاص کرنے کے واسطے مقام نزول فیض الٰہی کے اولاً بالذات وہ بندے خاص ہوں۔ اور پھر خاص بندوں سے کسی دوسرے نے تلمذ اور اکتساب کے ذریعے سے وہ فیض الٰہی حاصل کیا ہے۔ جیسے کہ آفتاب کی شعاعیں روزن خانہ سے گھر کے اندر پڑتی ہیں تو پہلے وہ روزن روشن ہوتا ہے۔ یعنی روشندان وغیرہ میں روشنی ہوتی ہے پھر اس کے ذریعہ سے اس کے ساتھ سے آفتاب کی شعاع گھر کے اندر بھی آ جاتی ہے۔ اور اگر وہ شعاع گھر کے اندر تک نہ بھی پہنچے تو صرف اس روشندان کی روشنی سے گھر کے اندر تمام چیزیں روشن یعنی ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اس کو قطب ارشاد بھی کہتے ہیں اور یہ قطب مدار کے سوا ہے۔

حاصل کلام تحقیق کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صفات اربعہ (جن کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے) ثابت کرنا اہل سنت کے مذہب کے خلاف نہیں۔ اگرچہ وہ لوگ جن کی نظر صرف ظاہر پر ہوتی ہے ان الفاظ سے اطلاق سے پرہیز کرتے ہیں اور تفضیل یہ کہ شیخین کے خلاف بھی نہیں۔ کہ اس پر اہل حق کا اجماع ہے۔ الخ (تلخیص)

(فتاوی عزیزی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (اردو) / ص ۳۵۸ تا ۳۶۱ / طبع ۱۹۷۳ء / ۱۳۹۳ھ کراچی)

اس عبارت سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نزدیک بارہ امام نہ صرف مسلمانوں کے روحانی پیشوا ہیں۔ بلکہ عصمت، حکمت، وجاہت اور قطبیت باطنیہ چاروں صفات سے متصف ہیں۔ اور ربّ کائنات جل جلالہ کا فیض اوّلاً ان پر نازل ہوتا ہے اور ان کے واسطے سے دوسروں تک پہنچتا ہے۔

نیز حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں :-

" حضرت امیر و ذریّت او را تمام امت بر مثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را بایشان وابستہ می دانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر و منت بنام ایشاں .... رائج و معمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است"

(تحفہ اثنا عشریہ از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (فارسی)، ص ۲۱۴ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء)

ترجمہ :- حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد پاک کو تمام امت پیروں اور مرشدوں کی طرح مانتے ہیں۔ امور تکوینیہ کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں اور فاتحہ - درود - و صدقات اور نذر و نیاز ان کے نام کی ہمیشہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ تمام اولیاء اللہ کا یہی طریقہ و معمول ہے۔ [1]

جناب ابن لعل دین نجدی ! بتائیں کہ کیا " شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی شیعہ ہیں یا یہ فتویٰ فقط اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے لئے مختص ہے....... ؟

دلیل نمبر 7 :- جناب احمد رضا شیعہ تعزیہ کو اہل سنت میں مقبول بنانے کے لیے اپنی ایک کتاب میں رقم طراز ہیں : " تبرک کے لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقبرے کے نمونہ بنا کر گھر کے اندر رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا .... ؟ ص ۲۵۶)

الجواب :- روضہء مبارکہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی صحیح تصویر کاغذ پر بنا کر بہ نیت تبرک مکان میں رکھنا جائز ہے۔ اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں کہ تصویر مکانات وغیرہا ہر غیر جاندار

[1] مشہور دیوبندی ناشر نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی نے تحفہ اثنا عشریہ کا جو اردو ترجمہ شائع کیا ہے۔ اس میں سے اس عبارت کا ترجمہ غائب کر دیا ہے۔ اور اپنی خارجیت کا ثبوت دیا ہے۔

کی بنانا اور رکھنا سب جائز ہیں :-

☆-- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

سمعت رسول اللہ ﷺ یقول کل مصور فی النار یجعل له بکل صورة صورها نفسا فیعذبه فی جهنم قال ابن عباس فان کنت لابد فاعلا فاصنع الشجر و مالا روح فیه. (متفق علیه)

(مشکوٰۃ، ص ۳۸۶ باب التصاویر طبع ملتان)

مولوی نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کا فتویٰ :-

س = تصویروں کا پاس رکھنا یا کہ دیوار پر چسپاں کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

ج = ذی روح کی تصویروں کا پاس رکھنا اور دیواروں پر چسپاں کرنا شرعاً ممنوع و حرام ہے۔

(فتاویٰ نذیریہ، ص ۲۴۲، جلد اوّل، طبع لاہور ۱۳۹۰ھ)

معلوم ہوا......! خانہ کعبہ، روضہ رسول اور دیگر مقابر وغیرہ کے فوٹو دیواروں پر لگانا جائز ہے۔

راقم نے خود حضرت مولانا عبدالرحمٰن غیر مقلد شیخ الحدیث مدرسہ رحمانیہ و امام اور خطیب مرکزی جامع مسجد اہل حدیث خانیوال کی رہائش گاہ پر بیٹھک میں روضہ رسول کی تصویر فریم کی ہوئی دیوار پر لگی ہوئی دیکھی۔ اور ان کے ہاں بڑے بڑے علماء تشریف لاتے دیکھے ہیں۔ جن میں مولانا عبدالستار دہلوی کا نام سر فہرست ہے۔ مگر کسی نے بھی روضہ رسول کی تصویر لٹکانے پر اعتراض نہ کیا

آج کل سعودی عرب میں خانہ کعبہ اور روضہ رسول کی تصاویر کے پرنٹ شدہ بڑے چھوٹے کلینڈر فروخت ہوتے ہیں اور حاجی صاحبان انہیں بطور برکت خرید کر لاتے ہیں۔

علاوہ ازیں شیشے کے بکس میں روضہ رسول اور خانہ کعبہ کا ماڈل بنا ہوا عام طور پر وہاں فروخت ہو رہا ہے۔ مگر اس کے خلاف کبھی بھی آپ کے قلم نے جنبش نہیں کی۔

دلیل نمبر 8 :- جناب احمد رضا بریلوی نے برصغیر کے اہل سنت اکابرین کی تکفیر کی اور فتویٰ دیا کہ "ان کی مساجد کا حکم عام گھروں جیسا ہے" انہیں خدا کا گھر تصور نہ کیا جائے۔

(ملاحظہ ہو ملفوظات : ۱۰۶) (میٹھی میٹھی سنتیں یا........ ص ۲۵۶)

الجواب :- جناب ابن لعل دین نے ملفوظات ص ۱۰۶ کی عبارت نقل کرنے میں بد دیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو :

عرض = وہابیوں کی مسجد ہوائی ہوئی مسجد ہے یا نہیں ؟

ارشاد = کفار کی مسجد مثل گھر کے ہے۔ (ملفوظات حصہ اوّل ص ۱۰۶ طبع لاہور)

مولانا احمد رضا بریلوی نے وہابیوں کی مساجد کو مثل گھر کہا ہے۔ نہ کہ اہل سنت کی مساجد کو۔ وہابیوں کی جگہ اہل سنت کے الفاظ استعمال کر کے عوام الناس کو صریح دھوکہ دینے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ اور واقعی فرقہ وہابیہ نجدیہ اہل سنت سے خارج ہے۔ اور مولانا کا فرمان صحیح ہے۔

☆--مفتی عزیز الرحمٰن لکھتے ہیں :-

"۱۸۵۷ء کے بعد آزاد روشی (غیر مقلدیت) کی وبا نجد سے چل کر ہندوستان میں آگئی جس نے ایک خاص طبقہ کو جنم دیا۔" (امام اعظم ابو حنیفہ، ص ۲۰۰، طبع لاہور)

﴿فرقہ غیر مقلد اور علمائے اسلام﴾

☆-امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں :-

وثانیاً قال رسول اللہ ﷺ " اتبعوا السواد الاعظم " ولما اندرست المذاهب الحقة الا هذه الاربعه (حنفی - شافعی - مالکی - حنبلی) کان اتباعها اتباعا للسواد اعظم والخروج منها خروجاً عن السواد الاعظم۔ (عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید ، ص ۳۷ طبع استنبول ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء)

O--حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث ہے۔

کہ حضور پر نور سید عالم ﷺ نے فرمایا : " اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ " (مشکوٰۃ شریف، ص ۳۰ / طبع ملتان)

ترجمہ :- " بڑی جماعت کی پیروی کرو۔ جو جماعت سے الگ ہوا وہ دوزخ کی آگ میں الگ ہوا۔"

لہٰذا :- رسول اکرم ﷺ کے ارشاد اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے فرمان کے مطابق فرقہ غیر مقلد اہل سنت سے خارج ہے۔

☆--حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (م ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۴ء) فرماتے ہیں :-

بندہ ضعیف عبد العزیز عفی عنہ کہتا ہے کہ فقیر کا مذہب اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے اور جو لوگ اہل سنت وجماعت کے مخالف ہیں خواہ کفار ہوں خواہ اسلام کا کلمہ پڑھنے والے مثلاً روافض اور خوارج اور نواصب وغیرہ جو مخالفین اہل سنت وجماعت سے ہیں فقیر ان سب فرقوں کو باطل جانتا

ہے اور ہزار دل سے ان سب فرقوں سے بیزار ہے۔ لیکن اہلسنت وجماعت کے جو مذاہب مختلف ہیں۔ جیسے اشعریہ اور ماتریدیہ کہ ان میں عقائد میں باہم اختلاف ہے۔ جیسے حنفی - شافعی - مالکی اور حنبلی کہ ان میں مسائل فقہیہ میں باہم اختلاف ہے۔ جیسے قادریہ - چشتیہ - نقشبندیہ اور سہروردیہ کہ ان میں سلوک میں باہم اختلاف ہے۔ تو فقیر مانتا ہے کہ یہ فرقے برحق ہیں"

(فتاویٰ عزیزی، ص ۲۳۰ طبع کراچی ۱۹۷۳ء / ۱۳۹۳ھ)

لہٰذا ثابت ہوا کہ فرقہ غیر مقلد کا ان تمام فرقوں سے واسطہ نہیں جن کے برحق ہونے کی قبلہ شاہ صاحب نے شہادت دی ہے۔ اور مذکورہ بالا عبارت سے یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ فرقہ وہابیہ - نجدیہ اور غیر مقلد کا شمار فرقہ ہائے باطلہ میں ہوتا ہے۔

O---حضرت مجدد الف ثانی[1] رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۳۴ھ) فرماتے ہیں :-

مخالفین امام اعظم، امام کے تقویٰ اور کمال علم کے معترف ہیں اور پھر بھی گستاخانہ کلمات سے امام صاحب کو یاد کر کے سواد اعظم کے دل دکھاتے ہیں۔ الخ

جو لوگ اکابر دین کو اصحاب رائے کہتے ہیں۔ اگر مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ نصوص شرع کو نظر انداز کر کے اپنی رائے کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے تو (افتراء اور بہتان کے علاوہ) یہ بھی لازم آتا ہے کہ اہل اسلام کا سوادِ اعظم گمراہ اور مبتدع ہو بلکہ جرگہ اہل اسلام سے خارج ہو۔ کوئی جاہل یا زندیق ہی اس قسم کا عقیدہ رکھ سکتا ہے۔ جو دین کے ایک بڑے حصہ کو برباد کرنا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ چند

[1] مولوی داؤد غزنوی وہابی کی زیر نگرانی شائع ہونے والا ہفت روزہ "الاعتصام" لکھتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں اسلام کی نصرت وحمایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد بن عبد الاحد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا فرمایا۔ شیخ سرہندی تمام داعیانہ صلاحیتوں سے آراستہ تھے۔ شیخ احمد سرہندی نے نابغہ روزگار علماء فحول اساتذہ اور کبار فقہاء سے علم حاصل کیا اور تمام مروجہ علوم میں پوری مہارت حاصل کی تھی (الاعتصام ص ۵ ، ۱۱ر دسمبر ۱۹۵۹ء) حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات میں علوم ومعارف اور حقائق واسرار کے خزانے پنہاں ہیں۔ (الاعتصام، ص ۳ ، ۳ر جون ۱۹۵۵ء) ۔ (اہلحدیث امرتسر جون ۱۹۲۲ء) میں مرقوم ہے کہ مجدد الف ثانی مجدد وقت تسلیم کیے گئے ہیں۔ مجدد کا یہی کام ہوتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ (کی اسلامی خرابیوں) یا غلط فہمیوں کی اصلاح کر کے لوگوں کو راہِ راست کی طرف توجہ دلائے۔ الخ

حدیثیں یاد کر کے سمجھتے ہیں کہ دین کے تمام مسائل انہیں میں منحصر ہیں۔ جو ان کو معلوم نہیں وہ گویا کہ موجود ہی نہیں۔ ان تعصب پرستوں کے تعصب پر اور ان کی نظر کوتاہ پر افسوس صد افسوس۔ بانی فقہ ابو حنیفہ ہیں۔ اور تسلیم ہے کہ تین حصہ امام اعظم کے لیے مخصوص ہے اور ایک چوتھائی میں امام مالک، امام شافعی اور امام احمد وغیرہ جملہ ائمہ شریک ہیں۔

سلسلہ ء فقہ میں امام ابو حنیفہ گویا صاحبِ خانہ ہیں۔ اور دیگر ائمہ عیال۔ باوجود میں اسی مذہب (حنفی) کا پابند ہوں مگر حضرت امام شافعی سے گویا مجھے ذاتی محبت ہے۔ میں ان کو بزرگ جانتا ہوں۔ اور بعض نفلی اعمال میں ان کے مذہب کی تقلید کر لیتا ہوں۔ مگر اس کا کیا علاج ہے کہ کثرتِ علم و کمال کے باوجود دوسرے حضرات امام اعظم کے مقابلہ میں طفلِ مکتب معلوم ہوتے ہیں۔ والامر الی اللہ

(صہ ۱۰۷، ۱۰۸، جلد ۲، مکتوب ۵۵) (علمائے ہند کا شاندار ماضی، ص ۱۴۸، ۱۴۷ حصہ اول طبع کراچی)

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حضرت امام مجدد الف ثانی کے نزدیک فرقہ غیر مقلد سوادِ اعظم سے خارج ہے۔ اور رسول اکرم ﷺ کے فرمانِ عالی " اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار " کے مطابق گمراہ اور اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔

☆---امام ابو حنیفہ کی شان میں فرقہ غیر مقلد وہابیہ کے گستاخانہ الفاظ

O--امام صاحب (یعنی امام ابو حنیفہ) کی تاریخ میں کسی نے یوں کہا :- س۔ گ ۸۰ھ اور انتقال کی تاریخ یہ ہے :- " بوکم جہاں پاک " (الجرح علی ابی حنیفہ از مولوی محمد سعید بنارسی م ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء، ص ۳۰)

O--مولوی محمد سعید بنارسی غیر مقلد لکھتا ہے :- امام صاحب کی موت و حشر = آخر امام صاحب اسی قید خانہ کی ہیر کی میں گھلتے گھلتے عدم کے اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ اور دنیا کو خیر باد ان لفظوں میں کہہ گئے۔

؎ نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن
بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے (ایضاً ص ۲۹)

O--امام صاحب ایک حدیث بھی از روئے تحقیق و انصاف نہیں جانتے تھے کیونکہ امام صاحب نے علم حدیث پڑھا ہی نہیں۔ (ایضاً، ص ۲۴)

O--امام صاحب سے کوئی تفسیر آیات احکام وغیرہ کی منقول نہیں امام صاحب نے علم قرآن سیکھا ہی نہیں۔ الخ (ایضاً، ص ۲۳)

O--قرآن و حدیث کی امام صاحب کے نزدیک کچھ قدر نہیں۔ (ایضاً ص ۲۰)

O--حاصل یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کے مسائل بالکل قرآن و حدیث کے مخالف ہیں۔ (ایضاً ص ۳۰)

قارئین کرام ! امام مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا یہ فرمان پھر غور و خوض سے پڑھیں تو آپ پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ فرقہ غیر مقلدین نجدیہ وہابیہ سوادِ اعظم اہلِ سُنّت و جماعت سے خارج اور گمراہ ہے۔

" مخالفین امام اعظم، امام کے تقویٰ اور کمالِ علم کے معترف بھی ہیں اور پھر بھی " گستاخانہ کلمات " سے امام صاحب کو یاد کر کے سوادِ اعظم کے دل دکھاتے ہیں۔ "

(جلد نمبر ۲، مکتوب ۵۵، علمائے ہند کا شاندار ماضی، ص ۱۴۷ / حصہ اول)

☆--علامہ سید احمد طحطاوی مفتی مصر علیہ الرحمۃ (م ۱۲۳۳ھ) فرماتے ہیں :-

یعنی یہ گروہ نجات پانے والا جمع ہے آج کے دن چاروں مذاہب میں اور وہ لوگ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ہیں۔ اور جو شخص ان چاروں مذاہب سے اس زمانے میں خارج ہوا وہ بدعتی ہے۔

(حاشیہ در مختار کتاب الذبائح از علامہ طحطاوی)

☆--شیخ الاسلام داؤد بن السید سلیمان البغدادی النقشبندی الخالدی فرماتے ہیں :-

" و حقق الاکابر من السلف انه محمول علیٰ هؤلآء المذاهب فهذه الاحادیث ارشادات منه ﷺ هذه المذاهب الاربعة وفهم منها السلف الصالح فی زمنهم و بعدهٗ علیهم و علی استحسان اتباعهم دون غیر فکیف یقول المدعون لم یرد حدیث فی الاخذ باقوالهم مع ان الحدیث و ارد بالعموم والخصوص واما قولهم بل لنا الاخذ بالکتاب والسنة فیقال لهم و هل خرج هؤلآءِ المذاهب عن الکتاب والسنة وابقوا لاحد شیئاً یاخذبه المتاخر عنهم فهذا اشبه ما یکون بقول الرافضة والزیدیة والخوارج فانهم یقتلون الامة المحمدیه ویدعون انهم والمذاهب و الصحابة علی غیر هدی و اما اهل السنت والجماعت فلیس کذالك فان کان هؤلآءِ المدعون من الروافضة والخوارج۔ الخ "

(اشد الجهاد فی ابطال الاجتهاد، تالیف : داؤد بن سید سلیمان بغدادی (م ۱۲۹۹ھ) ص ۱۳ طبع استنبول (ترکیہ) ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء)

علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ

حامداً و مصلیاً - فی الحقیقت یہ گروہ غیر مقلدین اور لامذہب، خارج ہیں۔ اہلسنت و جماعت

سے ان کو سمجھنا بڑی غلطی کی بات ہے۔ اس واسطے کہ اہل سنت وجماعت منحصر ہے مذاہب اربعہ میں۔ اور جمیع اہلِ سنت حنفی ہیں یا شافعی یا مالکی یا حنبلی ہیں۔ پس جو کوئی بالکلیہ ان چاروں مذاہب اربعہ میں سے اس زمانہ میں ایک کا بھی مقلد اور پیرو اپنے تئیں ان میں سے ایک طرف منسوب نہ کرے وہ اہل سنت وجماعت سے نہیں بلکہ وہ خارج مذہب اہلسنت وجماعت سے ہے۔ اور مثل دیگر فرق ضالہ روافض وخوارج ومعتزلہ وجبریہ وقدریہ کے ہیں۔ الخ

کتبہٗ عبدالرحمن بن مراد، مکہ معظمہ

کتبہٗ رحمت اللہ، مکہ معظمہ ، الفقیر محمد مصطفیٰ الیاس مفتی المدینہ منورہ

السید جعفر بن اسماعیل مفتی الشافعیہ بالمدینۃ المنورہ محمد جلال الدین قاضی مدینہ عبداللہ بن احمد مدرس

عبدالجبار مفتی حنابلیہ حسن بن حسین مدرس مسجد نبوی السید یوسف غزی مدرس مدرسہ محمودیہ

ابراہیم بن محمد خیاد مدرس محمد علی بن السید ظاہر مدرس مسجد نبوی عبدالجلیل افندی مدرس

محدث وصی احمد [1] سورتی تلمذ مولانا احمد علی سہارنپوری

فتح المبین از مولانا منصور علی ص ۴۵۵ طبع گوجرانوالہ

وہابیہ غیر مقلدین (جن کی علامات یہ ہیں) ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید نہ کرنا اور فقہ کو مخالف حدیث کے کہنا اور مقلدوں کا نام مشرک وبدعتی رکھنا اور اپنے تئیں موحد اور محمدی ظاہر کرنا اور تقلید سے چڑنا.......... اور بغیر کسی امام کی تقلید کے نماز میں آمین پکار کے کہنا اور وقتِ رکوع اور قومہ کے رفع یدین کرنا اور نماز میں ناف سے اوپر بلکہ سینہ پر ہاتھ باندھنا اور امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا اور جو ایسا نہ کرے اسے برا کہنا۔ مثل دیگر فرق ضالہ رافضی خارجی کے اہل سنت وجماعت سے خارج ہیں۔ (فتویٰ جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد، بحوالہ فتح المبین ص ۴۴۱)

☆ --- حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں :-

اور غیر مقلد لوگ کہ فی زمانہ دعویٰ حدیث دانی کرتے ہیں۔ حاشا وکلا کہ حقانیت سے بہرہ نہیں رکھتے تو اہل حدیث کے زمرے میں کب شامل ہو سکتے ہیں۔ بلکہ ایسے لوگ (غیر مقلدین) دین کے راہزن ہیں۔ ان کے اختلاط سے احتیاط کرنی چاہیے۔ (شمائم امدادیہ ص ۲۸)

حضرات گرامی! اس طویل بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر مقلدین، وہابی، نجدی

[1] مولوی عبدالحئی شاگرد رشید مولوی نذیر حسین دہلوی غیر مقلد لکھتے ہیں :- المولوی وصی احمد السورتی : الشیخ العالم الفقیہ وصی احمد الحنفی السورتی ثم الکانبوری، احد العلماء المشہورین فی الفقہ والکلام۔ (نزہۃ الخواطر، جلد ۸، ص ۵۱۶)

موجود ہو واللہ اعلم وعلمہ اتم

خادم السلام محمد حبیب الرحمن لودھیانوی المرقوم

عقائد میں جماعت کے خلاف جمہور اہل سنت ہیں تو بدعتی ہونا انکا ظاہر ہے اور مثل تجسیم اور تحلیل چار سے زیادہ ازواج کے اور تجویز تقلید اور برا کہنا سلف صالحین کا فسق یا کفر ہو تو اب نماز اور کل امور دینیہ میں انکے احتیاط لازم ہے جیسے روافض اور خوارج کے ساتھ احتیاط چاہیے حررہ محمد یعقوب النانوتوی عفا عنہ القوی

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ ابوالخیرات سید احمد عفی عنہ محمود حسن عفا اللہ عنہ احمد محمود دیوبندی عفی عنہ

حامدا ومصلیا۔ فی الحقیقت یہ گروہ غیر مقلدین اور انا مذہب خارج ہیں اہل سنت وجماعت سے اگر اہل سنت وجماعت میں سمجھنا بڑی غلطی کی بات ہے کس واسطے کہ اہل سنت وجماعت منحصر ہیں مذاہب اربعہ میں اور جمیع اہل سنت حنفی ہیں یا مالکی یا شافعی یا حنبلی پس جو کوئی بالکلیان چار مذہبوں میں سے اس زمانے میں ایک کا بھی مقلد اور پیرو نہو اور اپنے تئیں انمیں سے ایک کی طرف منسوب نکرے وہ اہل سنت سے نہیں بلکہ وہ خارج مذہب اہل سنت وجماعت سے ہے اور مثل دیگر فرق ضالہ روافض وخوارج ومعتزلہ وجبریہ وقدریہ کے ہے قال الطحاوی فی شرح الدر المختار فعلیکم یا معشر المؤمنین اتباع

فتح المبین ص ۴۵۵ کا عکس

اذا رجعنا من صلى الله عليه وعلى آله واصحابه الى يوم الدين اما بعد فلما تفكرت
بالذي حرر في السؤال والجواب في هذه الرسالة ثم تأملت آخر المعاني والمدرسين
بالمسجد الحرام فرأيت جوابهم صوابا يوافق الحديث ومحكم القرآن
الذي بين فيه الحلال والحرام كتبه عبد الرحمن بن محمد مراد

عبد الرحمن بن محمد مراد

رحمت الله

بسم الله الرحمن الرحيم ما اجاب به موالينا الكرام من المفاتي العلماء
الاعلام المقيمين ببلد الله الحرام هو الحق بالقبول كتبه رحمت الله

مواهير علماء المدينة المنورة

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله على نعمة الايمان والصلوة على سيدنا محمد وعلى آله اما بعد
فاقول ان ما ذكره هؤلاء هو القول السديد والعمل به هو الفعل الحميد
كتبه الفقير محمد مصطفى الياس مفتي المدينة المنورة

محمد مصطفى الياس

بسم الله الرحمن الرحيم الذي اقول واعتقد به تعالى ان ما قاله هؤلاء هو الحق المبين ومنهج المؤمنين
والصواب الذي يجب المصير اليه والصراط المستقيم الذي يبين سبيله عليه
كتبه السيد جعفر بن اسمعيل مفتي الشافعية بالمدينة المنورة

جعفر بن اسمعيل

بسم الله الرحمن الرحيم ما قاله زيد فهو حق لا ريب فيه حرره الفقير السيد محمد جلال الدين ... بالمدينة المنورة

محمد جلال الدين	عبد الجبار	حسين بن حسن	يوسف بن عبد الصمد
قاضی مدینہ	مفتی حنبلیہ	مدرس مسجد نبوی	مدرس مدرسہ محمودیہ

ابراهيم بن محمد خان	محمد علي بن ظاهر	عبد الجليل	احمد بن عبد الله
مدرس	مدرس مسجد نبوی	مدرس	مدرس

مواهير علماء العجم من مشاهير ديار الهند

ما قاله زيد فهو صحيح وعليه العلماء دفع الفساد اهل السنة والجماعة

اہل سنت وجماعت سے خارج ہیں اور مثل فرقہ ہائے روافض ، خوارج اور قدریہ کے ہیں۔ اس لیے امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کا ان غیر مقلدین وہابیوں کی بنائی ہوئی مساجد کو مثل گھر کہنا درست ہے۔

فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ پر ابن لعل دین وھابی کا ایک اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض :- جناب احمد رضا بریلوی صاحب نے بر صغیر کے اہل سنت اکابرین کی تکفیر کی ہے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۲۵۶)

الجواب :- مثل مشہور ہے کہ " الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے "

۱۸۵۷ء سے پہلے بر صغیر پاک وہند کے تمام مسلمان مقلد تھے اور فروعی مسائل میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کرتے تھے اور سلاسل طریقت (قادری ، چشتی ، نقشبندی اور سہروردی) میں کسی نہ کسی سلسلہ سے وابستہ تھے۔

O-- مولوی نواب صدیق حسن خان غیر مقلد وھابی کا فتویٰ

سرچشمہ سارے جھوٹے حیلوں اور مکروں کا اور ان تمام فریبوں اور دغابازیوں کی " علم فقہ ودرائے " ہیں۔ اور مہاجال ان سب خرابیوں کا " فقہا اور مقلدین " کی بول چال ہے۔ اور ساری خرابی ڈالی ہوئی ان " ملاؤں کی ہے " جو " دام تقلید میں " گرفتار ہیں اور نشہء شرک وبدعت میں سرشار اور تمام " عالم کا فساد اور ساری خرابیوں کی بنیاد گروہ مقلدین سے ہے۔ "

(ترجمان وہابیہ ، از صدیق حسن خاں بھوپالی، ص ۳۶-۳۵ ، مطبوعہ مفید عام آگرہ)

O-- " صاحب کتاب اعتصام السنۃ " غیر مقلد وہابی نے لکھا ہے :-

چاروں اماموں کے مقلد اور چاروں طریقوں کے متبع یعنی حنفی - شافعی - مالکی - حنبلی اور چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ وغیرہ سب لوگ مشرک اور کافر ہیں۔

(کتاب اعتصام السنۃ ، ص ۸،۷)

مولوی محی الدین نو مسلم کتب فروش لاہوری غیر مقلد وھابی نے تقلید کو شرک اور مقلدین حنفیہ کو مشرک اور کافر لکھا ہے۔ (ظفر المحصلین ص ۱۸۹-۲۳۰-۲۳۲ مطبوعہ لاہور ۷ رمضان ۱۲۹۷ھ)

حوالہ (فتح المبین از مولانا منصور علی مراد آبادی ص ۴۴۴ طبع گوجرانوالہ ۱۹۸۵ء)

O-- محمد بن عبد الوہاب نجدی لکھتا ہے :- مشرکین نے اپنے مذہب کے کئی ایک اصول بنا

رکھے تھے۔ جن میں سر فہرست تقلید تھی۔ مشرکین عالم کا سب سے بڑا اور اہم قاعدہ اپنے پیش رو صلحاء کی تقلید کرنا تھا۔ الخ

(مسائل الجاہلیہ، ص ۵۲ طبع لاہور از محمد بن عبدالوہاب نجدی)

کیوں ابنِ لعل دین صاحب ! مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے برصغیر کے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہا ہے یا کہ مقلیانِ فرقہ وہابیہ نجدیہ نے۔

☆-- علامہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی (از اولاد حضرت مجدد الف ثانی) لکھتے ہیں :-

" حضرت مجدّد (الف ثانی) کے زمانے سے ۱۲۴۰ھ تک ہندوستان کے مسلمان دو فرقوں میں بٹے رہے۔ ایک اہل سنت و جماعت اور دوسرے شیعہ۔ اب مولانا اسماعیل دہلوی کا ظہور ہوا۔ شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے پوتے اور شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر کے بھتیجے تھے۔ ان کا میلان محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف ہوا اور نجدی کا رسالہ "رد الاشراک" ان کی نظر سے گزرا اور انہوں نے اردو میں " تقویۃ الایمان " لکھی۔ اس کتاب سے مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا۔ کوئی غیر مقلد ہوا۔ کوئی وہابی بنا۔ کوئی اہل حدیث کہلایا، کسی نے اپنے آپ کو سلفی کہا۔ ائمہ مجتہدین کی جو منزلت اور احترام دل میں تھا وہ ختم ہوا۔ معمولی نوشت و خواندہ کے افراد امام بننے لگے اور افسوس اس بات کا ہے کہ توحید کی حفاظت کے نام پر بارگاہِ نبوۃ کی تعظیم و احترام میں تقصیرات کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ ساری قباحتیں ماہ ربیع الاول ۱۲۴۰ھ کے بعد سے ظاہر ہونی شروع ہوئیں۔ الخ"

(مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان از علامہ ابوالحسن زید فاروقی، ص ۱۰ طبع لاہور ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء)

☆-- محقق لاہوری سیّد قلندر علی شاہ سہروردی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

ایک مسلمان کے لیے عقائد کا معاملہ جس قدر اہم ہے اسی قدر فی زمانہ اس کی طرف عام تعلیم یافتہ طبقہ کو ذہول ہو رہا ہے۔ اور "ضرورت تقلید" فضولیات میں شمار کی جاتی ہے۔ حالانکہ اسلامی دنیا میں ابتداء سے لے کر گیارہویں صدی ہجری تک کتب تاریخ سے کسی ایسے مفسر، محدث اور فقیہ کا پتہ نہیں چلتا جو "غیر مقلد" ہو۔ اس عدم تقلید کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں اتباع ہوائے نفس کا دروازہ کھل گیا۔ اور جس نے جو چاہا کہہ دیا۔ چنانچہ اسی بے روی اور نااہلی و بدلگامی کا یہ نتیجہ ہوا کہ عقائدِ اسلامیہ کا جو حضرات اکابر ائمہ قرون ثلاثہ کا شعار تھا تمام تار و پود بکھر گیا۔ قاعدہ یہ ہے کہ جب عقائدِ باطلہ سیاہ خانہ عملی میں جاگزیں ہو جائیں تو بزرگانِ سلف کی نسبت سوء ظن ہو کر دریدہ دہنی تک

نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اس عدم تقلید کے باعث فیضانِ روحانی کا یہ کلی سدباب ہو کر "بد عقیدگی کی انتہا ہو چکی ہے۔"

(باحث کون و مکاں کا علم غیب، ص ۷ طبع اول ۱۹۳۳ء لاہور)

☆-- **تکفیر مسلمین اور امام احمد رضا بریلوی** علیہ الرحمۃ

علماء اہلسنت پر یہ الزام لگایا جاتا ہے۔ (جیسا کہ ابن لعل دین نجدی وہابی نے لکھا ہے۔) کہ انہوں نے مسلمانوں کو کافر قرار دیا ہے۔ گویا بریلی میں کفر کی مشین لگی ہوئی ہے جس کے نشانے سے کوئی مسلمان نہیں بچ سکتا۔! اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہا جائے کہ :

" ھذا بھتان عظیم "

کسی مسلمان کو کافر کہنا مسلمان کی شان نہیں

☆-- امام طحاوی حنفی التوفی ۳۲۱ھ لکھتے ہیں :-

"ہم کسی فرد کو جنتی یا جہنمی قرار نہیں دیتے اور نہ ہی کسی پر کفر و شرک یا نفاق کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ تاوقتیکہ ان چیزوں کا اس سے ظہور نہ ہو جائے۔ الخ"

(العقیدۃ الطحاویہ ص ۱۷، طبع انصار السنۃ المحمدیہ نواں کوٹ لاہور)

ہمارا عقیدہ ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے کا وبال کافر کہنے والے پر عائد ہوتا ہے۔

☆-- حضرت ابنِ عمر کی مرفوع حدیث ہے :-

" قال قال رسول اللہ ﷺ ایما امرءٍ قال لاخیہ کافر فقد باءَ بھا احدھما "

(مؤطا امام محمد، ص ۳۲۲ طبع کراچی از امام محمد (م ۱۸۹ھ))

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو وہ کفر اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔

☆-- امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :- کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ کسی مسلمان کو کافر کہہ دے اگرچہ بہت بڑا گناہ کیا ہو۔ امام ابو حنیفہ اور اکثر فقہائے احناف کا یہی قول ہے۔

(مؤطا امام محمد، ص ۳۲۲ طبع کراچی)

☆-- حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی فرماتے ہیں :- میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ علمائے بریلی یا ان کے ہم خیال کسی عالم نے آج تک کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا۔ خصوصاً اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز تو مسئلہ تکفیر میں اس قدر محتاط واقع ہوئے تھے۔

کہ امام الطائفہ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے بکثرت اقوال کفریہ نقل کرنے کے باوجود لزوم و التزام کفر کے فرق کو ملحوظ رکھنے یا امام الطائفہ کی توبہ مشہور ہونے کے باعث از راہ احتیاط مولوی اسماعیل دہلوی صاحب کی تکفیر سے کف لسان فرمایا۔ اگرچہ وہ شہرت اس درجہ کی نہ تھی کہ کف لسان کا موجب ہو سکے۔ لیکن اعلیٰ حضرتؒ نے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

دیکھئے : (الکوکبۃ الشہابیہ ، ص ۶۲ طبع بریلی)

حیرت ہے ! ایسے محتاط عالم دین پر تکفیر مسلمین کا الزام عاید کیا جاتا ہے۔ دراصل اس پروپیگنڈے کا پس منظر یہ ہے کہ جن لوگوں نے بارگاہِ نبوۃ میں صریح گستاخیاں کیں۔ انہوں نے اپنی سیاہ کاریوں پر نقاب ڈالنے کے لیے اعلیٰ حضرت اور ان کے ہم خیال علماء کو تکفیر مسلمین کا مجرم قرار دے کر بدنام کرنا شروع کر دیا تاکہ عوام کی توجہ ہماری گستاخیوں سے ہٹ کر اعلیٰ حضرت کی تکفیر کی طرف مبذول ہو جائے۔ اور ہمارے مقاصد کی راہ میں کوئی چیز حائل نہ ہونے پائے۔

مسئلہ تکفیر میں ہمارا مسلک ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ جو شخص بھی کلمہ کفر بول کر اپنے قول یا فعل سے التزام کفر کر گیا تو ہم اس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے خواہ وہ دیوبندی ہو یا بریلوی ، لیگی ہو یا کانگریسی ، نیچری ہو یا ندوی اس بارے میں اپنے پرائے کا امتیاز کرنا اہل حق کا شیوہ نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک لیگی نے کلمہ ء کفر بولا تو ساری لیگ کافر ہو گئی۔ یا ایک ندوی نے التزام کفر کیا تو معاذ اللہ سارے ندوی مرتد ہو گئے۔ ہم تو بعض دیوبندیوں کی عبارات کفریہ کی بنا پر ہر ساکن دیوبندی کو بھی کافر نہیں کہتے۔ چہ جائیکہ تمام لیگی اور سارے ندوی کافر ہوں۔ ہمارے اکابر نے بارہا اعلان کیا کہ ہم کسی دیوبندی یا لکھنؤ والے کو کافر نہیں کہتے۔ ہمارے نزدیک وہی لوگ کافر ہیں جنہوں نے معاذ اللہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ و محبوبانِ ایزدی کی شان میں صریح گستاخیاں کیں اور باوجود تنبیہ شدید کے انہوں نے اپنی گستاخیوں سے توبہ نہیں کی۔ نیز وہ لوگ جو ان گستاخیوں کو حق سمجھتے ہیں اور گستاخیاں کرنے والوں کو مومن اہل حق - اپنا مقتدا اور پیشوا مانتے ہیں اور بس ان کے علاوہ ہم کسی مدعی اسلام کی تکفیر نہیں کرتے۔ اور وہ بہت قلیل اور محدود افراد ہیں۔ ان کے علاوہ نہ کوئی دیوبند کا رہنے والا کافر ہے نہ بریلی کا ، نہ لیگی اور نہ ندوی۔ ہم سب مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ (الحق المبین ، ص ۲۰ تا ۲۲ طبع مکتبہ فریدیہ ساہیوال)

مسئلہ توسل احادیث مبارکہ و اقوال اکابر علماء اہل سُنت

حدیث 1 :- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

" لما توفیت فاطمة بنت اسد ام علی ، دخل علیها النبی ﷺ فجلس عند رأسها ، فقال: رحمك الله یا أمی ، كنت أمی بعد أمی ، تجوعین و تشبعیننی ، وتعرین و تكسیننی ، و تمنعین نفسك طیبا و تطعمیننی ، ترید بذلك وجه الله والدار الآخرة ، ثم أمران تغسل ثلاثاً ثلاثاً ، فلما بلغ الماء الذی فیه الكافور سكبه ﷺ بیده ، ثم خلع قمیصه فألبسها إیاه و كفنها ببرد فوقه ، ثم دعا أسامة و ابا ایوب الانصاری و عمر و غلاما أسود یحفرون ، فحفروا قبرها ، فلما بلغوا اللحد حفره ﷺ بیده ، وأخرج ترابه بیده ، فلما فرغ دخل فاضطجع فیه ، ثم قال: الله الذی یحی و یمیت هو حی لا یموت ، اللهمّ اغفر لأمی فاطمة بنت اسد ، ولقنها حجتها ووسع علیها مدخلها ، بحق نبیك و الانبیاء الذین من قبلی ، فإنك أرحم الراحمین ، و كبر علیها أربعاً وأدخلها اللحد هو والعباس و أبوبكر * للكبیر والاوسط بلین۔

رواہ ؛
- O-- طبرانی اوسط و کبیر از ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی (م ۳۶۰ھ)
- O-- جمع الفوائد از امام محمد بن سلیمان فاسی مغربی (م ۱۰۹۴ھ) ص ۴۰۸ ، جلد ۲ طبع لاہور
- O-- جذب القلوب الی دیار المحبوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) ص ۱۷۸ طبع کراچی)
- O-- مناقب الخلفاء الراشدین ، نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد ، ص ۹۹ ، طبع ۱۳۰۰ھ

ترجمہ :- جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت فاطمہ بنتِ اسد نے وفات پائی تو نبی ﷺ تشریف لائے اور انکے سر مبارک کے پاس بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا : " امی جان ! اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ میری سگی ماں کے بعد ماں ہی تھیں۔ خود تو بھوکی رہتیں مگر مجھے کھلاتی تھیں۔ اپنی بجائے مجھے لباس پہناتی تھیں۔ اپنے آپ کو عمدہ چیزوں سے روکتی تھیں مگر مجھے عطا فرماتی تھیں۔ اس سے آپ صرف اللہ پاک کی رضا اور دارِ آخرت کو تلاش کرتی تھیں۔ " پھر نبی ﷺ نے ان کے متعلق غسل دیئے جانے کا حکم فرمایا ، جب کافور ملا پانی حاضر کیا گیا۔ تو نبی ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے پانی انڈیلا۔ پھر نبی ﷺ نے اپنی قمیص مبارک اتار کر حضرت فاطمہ بنتِ اسد کو پہنائی۔ اور اپنی چادر

مبارک کو بھی بطور کفن ان پر ڈالا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت اُسامہ، حضرت ابو ایوب انصاری اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم اور ایک غلام اَسود کو بُلایا۔ اور قبر کھودنے کا حکم فرمایا، جب یہ حضرات لحد (سامی) تک پہنچے تو نبی ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے لحد (سامی) تیار فرمائی اور اس کی مٹی بھی اپنے ہاتھوں سے باہر نکالی۔ پھر اس میں خود لیٹ گئے۔ پھر فرمایا: "اللہ پاک وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، خود حیّ، لایموت ہے۔ اے اللہ! میری ماں فاطمہ بنتِ اسد کی مغفرت فرما۔ ان کو انکی حجت سکھلا اور انکی قبر کو ان پر کشادہ فرما اپنے نبی ﷺ کے وسیلہ سے اور مجھ سے قبل کے انبیاء کے وسیلہ سے۔ بے شک تو ہی ارحم الراحمین ہے۔" پھر نبی ﷺ نے آپ پر چار تکبیریں فرمائیں اور اُنھیں لحد میں داخل کر دیا حضرت عباس اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مل کر۔

(اسے طبرانی نے معجم کبیر اور اَوسط میں نقل کیا ہے۔)

حدیث 2 :- عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لما اقترف ا دم الخطيئة قال يا رب اسالك بحق محمد لما غفرت لی فقال اللہ یا ادم وكيف عرفت محمدا ولم اخلقه؟ قال يا رب لانك لماخلقتنى بيدك و نفخت فی من روحك رفعت رأسى فرأيت على قوائم العرش مكتوباً لا اله الا الله محمد رسول الله- فعلمت انك تضف الى اسمك الا احب الخلق اليك فقال الله صدقت يا آدم انه لاحب الخلق الى ادعنى بحقه فقد غفرت لك ولولا محمد ما خلقت- هذا حديث صحيح الاسناد۔

رواۃ: O--الحاکم (م ۴۰۵ھ) فی المستدرک کتاب التاریخ جلد دوم، ص ۶۱۵

O--الطبرانی (م ۳۶۰ھ) فی المعجم الصغیر، ص ۲۰۷

O--ابن عساکر (م ۵۷۱ھ) فی التاریخ، ج ۲ ص ۳۵۷

O--نقلہ الحافظ الذھبی (م ۷۴۸ھ) فی التلخیص من المستدرک جلد ۲، ص ۶۱۵

O--نقلہ احمد بن محمد القسطلانی (م ۹۲۳ھ) فی المواھب اللدنیہ، فصل زیارۃ قبرہ علیہ السلام

O--نقلہ محمد بن عبد الباقی الزرقانی (م ۱۱۲۲ھ) فی شرح المواھب ص ۶۲، جلد اوّل

O-- نقلہ محمد بن محمد سلیمان الفاسی المغربی (م ۱۰۹۴ھ) فی جمع الفوائد ص ۳۱۱، جلد ۲

O-- نقلہ عبد الحق بن سیف الدین دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) فی جذب القلوب ص ۲۳۴

O--نقلہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) فی تفسیر عزیزی جلد اوّل، ص ۳۳۹

ترجمہ :- جب آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو انھوں نے دعا مانگی۔ اے میرے رب! میں تجھ سے محمد مصطفےٰ ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگتا ہوں کہ میری مغفرت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم علیہ السلام تم نے محمد مصطفےٰ ﷺ کو کیسے پہچانا؟ حالانکہ میں نے انھیں ابھی پیدا بھی نہیں کیا۔ عرض کیا: میرے رب! جب تو نے میرا جسم اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور میرے اندر روحِ خاص پھونکی تو میں نے سر اٹھایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ عرش کے پاؤں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اس ہستی کا نام لکھا ہوا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آدم! تو نے سچ کہا وہ مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ تم مجھ سے ان کے وسیلے سے دعا مانگو، میں نے تمھاری مغفرت فرما دی۔ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ فرماتا۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

حدیث 3 :- (ابو بکر) علمنی النبی ﷺ هذا الدعاء فقال قل: اللهم إنی أسألك بمحمد نبيك و بإبراهيم خليلك، و بموسیٰ نجيك و عيسیٰ روحك وكلمتك، وبتوراة موسیٰ و إنجيل عيسیٰ، وزبور داوٗد و فرقانِ محمد، وكل وحی أوحيته أو قضاء قضيته، وأسألك بكل اسم هو لك أنزلته فی كتابك أو استأثرت به فی غيبك، و أسألك باسمك الطهر الطاهر بالاحد الصمد الوتر، وبعظمتك و كبريائك و بنور وجهك، أن ترزقنی القرآن والعلم، وأن تخلطه بلحمی ودمی وسمعی و بصری، وتستعمل به جسدی بحولك و قوتك، فإنه لا حول ولا قوة إلا بك * لرزين۔

(جمع الفوائد از امام محمد بن محمد سلیمان الفاسی ص ۲۵۸، جلد ۲)

ترجمہ :- حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے یہ دعا سکھلائی کہ تم یوں دعا مانگا کرو۔ اے اللہ! بے شک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے نبی حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے۔ اور تیرے خلیل ابراھیم کے وسیلہ سے۔ اور تیرے نجی موسیٰ اور تیرے کلمہ اور روح عیسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے۔ اور موسیٰ کی تورات، عیسیٰ کی انجیل اور داؤد کی زبور اور حضرت محمد ﷺ کے فرقانِ مجید کے وسیلہ سے۔ اور ہر اس وحی کے وسیلہ سے جو تو نے فرمائی اور ہر قضا کے وسیلہ سے جو تو نے صادر فرمائی۔ اور تیرے ان ناموں کے وسیلہ سے مانگتا ہوں جو تو نے اپنی کتاب میں نازل کئے ہیں یا جن کو تو نے اپنے غیب میں پوشیدہ رکھا ہوا ہے۔ اور میں مانگتا ہوں تجھ سے تیرے طاہر، اطہر، احد، صمد اور

وترناموں کے وسیلہ سے اور تیری عظمت، کبریائی اور نورِ ذات کے وسیلہ سے مانگتا ہوں تاکہ تو مجھے قرآن اور علم عطا فرمادے اس طرح کہ یہ علوم میرے گوشت، خون، سمع اور بصر میں شامل ہو جائیں اور تو اے اللہ! میرے جسم کو اپنی توفیق سے اور قوت سے نیکیوں میں مشغول فرمادے۔ بے شک تیرے سوا کوئی نیکی کی طاقت نہیں دے سکتا اور نہ کوئی برائی سے بچا سکتا ہے۔

(اسے امام رزین نے روایت فرمایا ہے۔)

☆--علامہ تقی سبکی (م ۷۵۶ھ) فرماتے ہیں :-

نبی اکرم ﷺ سے توسل، استقامت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کی درخواست جائز اور مستحسن ہے اس کا جواز اور حسن، ان امور میں سے ہے جو ہر مؤمن کو معلوم ہے۔ اور انبیاء و مرسلین، سلف صالحین علماء اور عامۃ الناس کا طریقہ ہے۔ الخ (شفاء السقام از تقی الدین سبکی ص ۱۶۰ طبع فیصل آباد)

☆--علامہ ابن الحاج فرماتے ہیں :-

جو شخص آپ کا وسیلہ پکڑتا ہے یا آپ کے ذریعہ مدد طلب کرتا ہے۔ وہ محروم نہیں کیا جاتا۔ مشاہدہ اور آثار اس پر گواہ ہیں۔ آپ کی زیارت میں کامل ادب کی ضرورت ہے۔ ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ زائر یوں محسوس کرے کہ میں آپ کے ساتھ کھڑا ہوں جیسے آپ کی ظاہر حیات میں تھا۔ کیونکہ آپ کی موت اور حیات میں فرق نہیں۔ آپ امت کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ الخ

(المدخل از علامہ ابن الحاج، ص ۲۵۴، جلد اوّل)

نیز فرمایا :- جو شخص کسی حاجت کا ارادہ کرے وہ اولیاء اللہ کے مزارات پر جائے اور ان کا وسیلہ پکڑے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیاں واسطہ ہیں۔

(المدخل از علامہ ابن الحاج ص ۲۴۹، جلد اوّل)

☆--امام ابو عبداللہ بن نعمان فرماتے ہیں :-

اولیاء کرام کے مزارات کی زیارت باعث برکت اور عبرت حاصل کرنے کے لیے محبوب ہے۔ کیونکہ اولیاء کرام کی برکت ان کی (ظاہری) زندگی کی طرح وصال کے بعد بھی جاری ہے۔ اولیاء کرام کی قبروں کے پاس دعا کرنا اور ان کو وسیلہ بنانا ہمارے علمائے محققین، ائمہ دین کا معمول ہے۔

اس کے بعد انبیاء کرام کے مزارات پر حاضری دینے کے بارے میں فرماتے ہیں۔

انبیاء کرام کے اجسام مبارک میں بوسیدگی اور تغیر پیدا نہیں ہوتا۔

پھر اللہ تعالیٰ کے شایان شان حمد و ثنا کرے۔ انبیاء کرام پر درود بھیجے۔ ان کے اصحاب کے لیے رضائے الٰہی کی دعا کرے؟........ پھر اپنی حاجتوں کے بر آنے اور گناہوں کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء کرام کا وسیلہ پیش کرے۔ ان کی بدولت امداد کی درخواست کرے.....اور یقین کرے کہ ان کی برکت سے دعا قبول ہو گی۔ (المدخل از امام ابن الحاج، جلد اوّل، ص ۲۴۹-۲۵۱)

☆---حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

اہل قبور میں سے بعض بزرگ کمال میں مشہور ہیں اور ان کا کمال متواتر طور پر ثابت ہے۔ ان بزرگوں سے استمداد کا طریقہ یہ ہے کہ اس بزرگ کی قبر کے سرہانے کی جانب قبر پر انگلی رکھے اور شروع سورۃ بقر سے مفلحون تک پڑھے۔ پھر قبر کی پائنتی کی طرف جاوے اور امن الرسول آخر سورۃ تک پڑھے۔ اور زبان سے کہے اے میرے حضرت فلاں کام کے لیے میں درگاہِ الٰہی میں دعا اور التجا کرتا ہوں۔ آپ بھی دعا کریں۔ پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے اپنی حاجت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ (کمالاتِ عزیزی، ص ۴۸ طبع کراچی ۱۹۸۲ء)

نیز حضرت شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی فرماتے ہیں :-

محتاج اپنی حاجت طلب کرے۔ جناب عزاسمہ سے اس بندے کے روحانی توسل کے ذریعے سے کہ وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں مقرب ہو۔ اور کہے اے خدا تعالیٰ! اس بندہ کی برکت سے کہ تو نے اس پر رحمت فرمائی ہے اور اس کو بزرگی مرحمت فرمائی ہے میری حاجت پوری فرما........ کیونکہ بندہ درمیان میں کچھ نہیں سوائے اس کے کہ صرف وہ وسیلہ ہے۔ اور قادر اور معطی اور مسئول حق تعالیٰ ہے۔ اور اس صورت میں شرک کا کوئی شائبہ بھی نہیں ہو سکتا۔ منکر کو وہم ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ بالاتفاق جائز ہے کہ صالحین اور دوستانِ خدا سے ان کی حالتِ حیات میں توسل طلب کیا جائے اور ان سے دعا کرنے کے لیے کہا جائے تو یہ کیوں جائز نہیں کہ ان کی وفات کے بعد ان سے استمداد (توسل) کیا جائے اور کاملین کی ارواح میں حین حیات اور بعد ممات دونوں حالتوں میں کچھ فرق نہیں۔ سوا اس کے کہ بعد ممات ان کے کمال میں ترقی ہو جاتی ہے۔ (فتاویٰ عزیزی، ص ۷۰ طبع کراچی ۱۹۷۳ء / ۱۳۹۳ھ)

☆---حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں :-

آنحضرت ﷺ کی جناب میں توسل و استغاثہ اور استمداد انبیاء و مرسلین متقدمین اور متاخرین بزرگوں کا فعل ہے۔ خواہ یہ آپ کے عالم وجود میں آنے سے پہلے ہو یا اس کے بعد ہو۔ الخ......

آپ کی وفات کے بعد استمداد و توسل کے باب میں بھی حدیثیں وارد ہیں۔

(راحت القلوب الی الدیار المحبوب ، ص ۲۳۶-۲۳۴ طبع کراچی)

ائمہ اربعہ کے مقلدین علمائے کرام کے ارشادات

1... محدث ابن قدامہ مقدسی حنبلی (م ۶۲۰ھ) "مغنی" میں لکھتے ہیں :-

سلام کے بعد یہ الفاظ پڑھے۔

اللهم انك قلت و قولك الحق ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما ○ وقد اتيتك مستغفراً من ذنوبي مستشفعاً بك الى ربي فاسئلك يارب ان توجب لي المغفرة كما اوجبتها لمن اتاه في حياته ---الخ

اے اللہ تیرا پاک ارشاد ہے۔ اور تیرا ارشاد حق ہے اور وہ یہ ہے کہ ولو انہم اذ ظلموا آخر آیت تک۔ اب میں آپ کے پاس آیا ہوں اور اپنے گناہوں سے مغفرت چاہتا ہوں۔ آپ سے اپنے رب کی بارگاہ میں شفاعت چاہتا ہوں۔ اے اللہ میں تجھ سے یہ مانگتا ہوں کہ تو میری مغفرت کو واجب کردے جیسا کہ تو نے اس شخص کی مغفرت کو واجب کیا جو حضور کی زندگی میں حاضر ہوا۔

(المغنی۔ جلد ثالث، ص ۶۰۱ طبع بیروت)

2... علامہ قسطلانی شافعی (م ۹۲۳ھ) فرماتے ہیں :-

کہ زائرین کو چاہیے کہ بہت کثرت سے دعائیں مانگیں اور حضور ﷺ کا وسیلہ پکڑیں اور حضور سے شفاعت چاہیں کہ حضور اقدس کی ذات اقدس ایسی ہی ہے کہ جب ان کے ذریعے سے شفاعت چاہی جائے تو حق تعالیٰ شانہٗ قبول فرمائیں۔ (المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ)

3... علامہ محدث محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی (م ۱۱۲۲ھ) اسکی شرح میں لکھتے ہیں :-

کہ علامہ خلیل مالکی (احمد بن حنبل بن ابراہیم بن ناصر الدین المصری (م ۱۰۳۲ھ)) نے بھی یہی مضمون لکھا ہے: کہ زائر کو چاہیے کہ بہت کثرت سے دعائیں مانگیں۔ اور حضور ﷺ کا وسیلہ پکڑیں۔

اور حضور ﷺ سے شفاعت چاہیں۔ کہ حضور اقدس ﷺ کی ذات مبارکہ ایسی ہی ہے کہ جب ان کے ذریعے سے شفاعت چاہی جائے تو حق تعالیٰ شانہٗ قبول فرمائیں۔ (مناسک الحج)

4... علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

کہ سلام کے بعد پھر حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت چاہے۔ اور یہ الفاظ کہے :-

" يا رسول الله اسئالك الشفاعة و اتوسّل بك الى الله في اموات مسلماً على ملتك و سنتك " اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں اور آپ کے وسیلہ سے اللہ سے یہ مانگتا ہوں کہ میری موت آپ کے دین اور آپ کی سنت پر ہو۔ (فتح القدیر باب زیارت روضہ رسول)

5... امام ابوزکریا محی الدین نووی (م ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں :-

کہ حضرت عمر پر سلام کے بعد پھر پہلی جگہ یعنی حضور اقدس ﷺ کے سامنے آئے اور حضور ﷺ کے وسیلہ سے اپنے لیے دعا کرے اور حضور ﷺ کی شفاعت کے ذریعے اللہ جل شانہٗ سے دعا کرے۔ الخ (مناسک الحج)

6... علامہ ابن حجر مکی (م ۹۷۴ھ) اس کی شرح میں لکھتے ہیں :-

کہ حضور ﷺ کے ساتھ توسل کرنا سلف الصالحین کا طریقہ رہا ہے۔ اور انبیاء اور صلحاء نے حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعا کی۔ الخ (فضائل حج / ص ۱۴۷ مولانا زکریا صاحب)

7... محدث ابن جزری [1] (م ۸۳۳ھ) فرماتے ہیں :-

دعا کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء و اولیاء کے وسیلہ پیش کیا جائے۔

(حصن حصین مع شرح علامہ شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) / ص ۳۷ طبع بیروت)

8... امام السالکین الشیخ عبدالقادر جیلانی (م ۵۶۱ھ) لکھتے ہیں :-

اس کے بعد رسول اکرم ﷺ کی قبر کے پاس آئے اور منبر کے نزدیک ہو کر اس طرح کھڑا ہو کہ وہ بائیں طرف پر ہو اور منہ قبر کی طرف کرے اور پیٹھ قبلہ کی طرف ہو۔ اور پھر یہ دعا پڑھے :

"السلام عليك ورحمة الله - الخ يعني وجعلنا من اهل شفاعته تک (ترجمہ) اے پیغمبر خدا

[1] علامہ شوکانی لکھتے ہیں :- الامام الكبير محمد بن محمد بن محمد بن علي بن يوسف الجزري" - الخ (تحفۃ الذاکرین ، ص ۴ طبع بیروت)

تیرے اوپر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت ہو۔ اے اللہ! محمد ﷺ پر ان کی اولاد پر درود بھیج جیسا کہ تو نے ابراہیم پر درود بھیجا ہے۔ تعریف کیا گیا اور بزرگ تو ہی ہے۔ اے اللہ! تو ہمارے بزرگ اور ہمارے سردار کو جو محمد ہے ۔ ہمارے واسطے وسیلہ بنا اور دنیا اور آخرت میں محمد ﷺ کو بزرگی اور بلند درجہ عطا فرما اور ان کو مقام محمود نصیب کر جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ خداوندا! روحوں میں تو محمد ﷺ کی روح پر درود بھیج اور جسموں میں سے ان کے جسم پر درود بھیج جیسا کہ اس نے تیرے پیغاموں کو پہنچایا اور تیری آیتوں کو بیان کیا اور تیرے حکم کے موافق باطل سے حق کو جدا کیا اور تیرے راستہ میں جہاد کیا اور لوگوں کو تیری اطاعت کرنے کے لیے امر کیا اور گناہوں سے ان کو منع کیا۔ تیرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کی اور تیرے دوستوں کے ساتھ دوستی اور وفات پانے تک تیری عبادت کی۔ خداوندا! تحقیق تو نے اپنی کتاب میں اپنے پیغمبر کو فرمایا ہے کہ اگر لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم بھی کیا ہے اور پھر وہ تیرے پاس آجائیں اور اللہ سے بخشش چاہیں اور رسول ان کے واسطے بخشش کی درخواست کرے تو خداوند تعالیٰ کو بخشنے والا اور مہربان پائیں گے۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ میں تیرے پیغمبر کے پاس اپنے گناہوں سے لوٹ کر واپس آیا ہوں اور تیری بخشش کا طلبگار ہوں پس میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو میرے واسطے اپنی بخشش ایسی ہی واجب کر جیسی کہ تو نے اس شخص کے واسطے واجب کی ہے جو حیاتی میں پیغمبر کے پاس آیا تھا اور اپنے گناہ لیے ہوئے اس کے پاس کھڑا ہوا اور پیغمبر نے اس کے واسطے دعا کی اور تو نے اس کو بخش دیا۔ اے اللہ! میں تیرے پیغمبر کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اس پر تیرا سلام ہو کیوں کہ نبی ﷺ تیری رحمت ہے۔ اے خدا کے پیغمبر اس میں کوئی شک نہیں کہ میں تیرے وسیلہ سے اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ وہ میرے گناہوں کو بخش دے۔ اے اللہ! میں تیرے پیغمبر کے طفیل تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحمت کرے۔ اے اللہ! محمد ﷺ شفاعت کرنے والوں سے پہلا شفاعت کرنے والا اور تیری درگاہ کے سالکوں سے جتنے مقصود کو پہنچنے والے ہیں ان میں سے پہلا کر۔ الخ

(غنیۃ الطالبین: از شیخ عبدالقادر جیلانی ، ص ۴۱-۴۰ طبع لاہور)

مسئلہ توسّل - اور عالم اسلام کے موجودہ علماء کے فتاویٰ

مولانا محمد عاشق الرحمٰن قادری الہ آبادی نے اپنی تالیف " مجاہد ملت کا حرفِ حقانیت " میں پاک

و ہند اور دیگر ممالک کے علماء سے حاصل کردہ ایسے فتاویٰ جمع کر دیئے ہیں جو مسئلہ توسل سے متعلق ہیں۔ اس کتاب کے چند اقتباسات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

☆خطیبِ بغداد☆

حضرت سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی جامع مسجد بغداد کے امام اور مدرس مولانا عبدالکریم محمد، توسل کے جائز ہونے پر دلائل پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں "فکیف یبقیٰ مجال انکارا التوسل بذوات الرسل علیهم الصلوٰة والسلام فالتوسل بهم و بالاولیاء الکرام و باعمالهم الصالحة و باعمال نفس الداعین کان ذالك حق مشروع ولاینکر الآ جاهل غبی انحرف عن طرق الرشد واجماع المسلمین وماراه المسلمون حسنا فهو عندالله حسن۔"

(مجاہدِ ملت کا حرف حقانیت ، ص ۴۱ مطبوعہ الہ آباد)

"پس رسولان گرامی علیہم السلام کی ذواتِ مبارکہ سے توسل کے انکار کی گنجائش کیسے رہ جائے گی؟ ان اولیاء کرام ، ان کے اعمالِ صالحہ اور دعا کرنے والے کے اپنے اعمال سے توسل سب حق اور مشروع ہے اس کا انکار وہ جاہل اور غبی ہی کرے گا جو راہِ ہدایت اور مسلمانوں کے اجماع سے برگشتہ ہو، جس [1] کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

اس جواب پر جن علماء نے تصدیقی دستخط فرمائے ہیں ان کے اسماء یہ ہیں:

- O-- مولانا محمد نمر، خطیب جامع مسجد قادریہ بغداد شریف
- O-- مولانا نوری سیاب، امام جامع مسجد قادریہ بغداد شریف
- O-- مولانا رشید حسن ، بغداد شریف
- O-- مولانا محمد شیخ عبدالقادر، امام و خطیب مقام ابو شیخ - بغداد شریف

☆-- کلیۃ الشریعہ بغداد کے استاذ علامہ احمد حسن طہٰ فرماتے ہیں:

فان الله تعالیٰ هو المؤثر فی کل شئ و بناء علیٰ هذه العقیده فلا مانع شرعاً فی التوسل بالانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام مطلقاً –بل ان التوسل لا یخل بالتوحید کما لا تخل الشفاعة بالتوحید" (ایضاً ص ۴۵-۴۳)

ہر شئ میں مؤثر اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس عقیدے کی بنا پر انبیاء کرام علیہم السلام سے توسل میں شرعاً

[1] مؤطا امام محمد، ص ۱۰۴ طبع کراچی

ہر گز کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ بلکہ شفاعت کی طرح توسل بھی توحید کے منافی نہیں۔

حماۃ شام کے جلیل القدر عالم مولانا محمد علی تحریر فرماتے ہیں :-

" واذا کان التوسل مشروعاً بالاعمال الصالحة دون معارض و هی مخلوقة مع کونها لا ندری هل تلك الاعمال مقبولة ام لا؟ فکیف لا یجوز التوسل بالنبی ﷺ و هو افضل و مقبول لدی الله تعالیٰ فی حیاته و بعد وفاته باعتباره حیا و تعرض علیه اعمالنا دائما کما ورد " (حرفِ حقانیت، ص ۴۱)

جب اعمالِ صالحہ سے توسل جائز ہے اور اس کا کوئی مخالف نہیں ہے ، حالانکہ یہ مخلوق ہیں اور ہمیں معلوم نہیں کہ وہ اعمال مقبول ہیں یا نہیں۔ تو حضور نبی کریم ﷺ سے توسل کیوں جائز نہ ہو گا؟ جب کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہر مخلوق سے افضل ہیں۔ اپنی ظاہری حیات میں بھی اور وصال کے بعد بھی۔ کیونکہ آپ زندہ ہیں اور ہمارے اعمال آپ کے ساتھ پیش کئے جاتے ہیں جیسے کہ احادیث میں وارد ہے۔

خطیبِ شام حماۃ شام کے علامہ عبدالعزیز طہماز مدرس و خطیب جامع سلطان فرماتے ہیں :-

" واذا کانت الشفاعة لیست شرکاً فالوسیلة ایضاً لیست شرکاً لانها بمعناها فهی لیست سوی مکانة یتفضل بها علیٰ من یشاء من عباده اظهار الفضله سبحانه علیٰ عبده، قال سبحانه فی حق موسیٰ علیه السلام " و کان عندالله وجیها " (الانبیاء) افلا یکون خاتم الرسل والانبیاء وجیها عندالله سبحانهٗ O

(حرفِ حقانیت، ص ۵۱)

جب شفاعت شرک نہیں ہے تو وسیلہ بھی شرک نہیں ہے کیونکہ ان دونوں میں ایک ہی مطلب ہے۔ وسیلہ کا مطلب اس کے علاوہ نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عبدِ مکرم پر احسان کو ظاہر کرنے کے لیے اس مقام کی بدولت جس بندے پر چاہتا ہے فضل فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ انبیاء میں حضرت موسیٰ کے بارے میں فرماتا ہے۔ " و کان عندالله وجیها " (الانبیاء) کیا انبیاء ورسل کے خاتم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معزز نہیں ہوں گے۔

حماۃ شام کے مفتی علامہ صالح النعمان ، خطیب جامع مدفق لکھتے ہیں :-

" و قد اجمعت الامة علی جواز التوسل اذا صحت العقیدة و اجماع الامة حجة شرعیة کما قال علیه السلام "لا تجتمع امتی علیٰ ضلالة"[1] اما ما یدعیه بعض الغلاة من الوهابیة بان

[1] ترمذی ، ص ۳۹ ، جلد دوم / مشکوٰۃ ، ص ۳۰ طبع معارف الاشاعت ملتان

حکم التوسل انه شرك فلا دلیل علیه شرعاً ولا عقلاً۔" (حرفِ حقانیت ، ص ۵۱)

توسل کے جائز ہونے پر امت کا اجماع ہے بشرطیکہ عقیدہ صحیح ہو اور اجماع امت حجت شرعیہ ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا : میری امت گمراہی پر متفق نہ ہو گی۔ بعض غالی وہابی جو دعویٰ کرتے ہیں کہ توسل شرک ہے تو اس پر شرعی یا عقلی کوئی دلیل نہیں ہے۔

دمشق کی جامع النجارین کے امام علامہ ابو سلیمان زبیبی نے مسئلہ توسل پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے اور اپنا موقف ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ان الاعتقاد بالتوسل بالانبیاء والمرسلین علیه الصلوٰة والتسلیم والاولیاء الصالحین المجمع علی فضلهم وصلاحهم وعدلهم وولایتهم ایمان لا کفر وجائز عندی لا محظور وان التوسل بهؤلآء الی الله تعالیٰ لتقضی حاجاته یکون مؤمناً موحداً لیس بمشرك وتصح جمیع عباداته - (حرفِ حقانیت، ص ۵۹)

انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان اولیاء صالحین سے توسل کرنا جن کی فضیلت تقویٰ اور عدالت اور ولایت پر اتفاق ہے۔ ایمان ہے کفر نہیں ہے۔ اور میرے نزدیک جائز ہے ممنوع نہیں ہے۔ اور جو شخص اپنی حاجتوں کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان حضرات کا وسیلہ پیش کرتا ہے وہ مومن موحد ہے مشرک نہیں اور اس کی تمام عبادتیں صحیح ہیں۔

☆ ... جمہوریہ لبنان کے مفتی شیخ حسن خالد (بیروت) فرماتے ہیں :-

" واما التوسل بالنبی ﷺ والتوجه به فی کلام الصحابة فیریدون به التوسل بدعائه و شفاعته...... وعلیٰ التوسل بالانبیاء والصالحین احیاءً و امواتاً جرت الامة طبقة وطبقة۔

(حرفِ حقانیت. ص ۷۱)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کلام میں نبی اکرم ﷺ سے توسل اور آپکی طرف متوجہ ہونے سے ان کی مراد آپ کی دعا و شفاعت کو وسیلہ بنانا ہے۔ امتِ مسلمہ انبیاء و اولیاء سے ان کی ظاہر حیات میں اور وصال کے بعد ہر دور میں توسل کرتی رہی ہیں۔

☆ ... صدر مجلس اتحاد مبلغین انڈونیشیا

جکارتہ (انڈونیشیا) کی مرکزی مجلسِ اتحاد مبلغین کے صدر شیخ احمد شیخو فرماتے ہیں :-

" و اقول ان التوسل بالنبی ﷺ جائز فی کل قبل خلقه وبعد خلقه فی مدة حیاته فی الدنیا و بعد موته فی مدة البرزخ و بعد الموت فی عرصات القیامة والجنة۔" (حرفِ حقانیت، ص ۷۷)

قارئین کرام ! اب ذرا فرقہ وہابیہ نجدیہ کے مفتیان کے فتاویٰ ملاحظہ ہوں

O --- عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب (نجدی)

﴿ وسیلہ کا مسئلہ ﴾...... جب کوئی کہے کہ خدا یا بجاہِ نبی، یابحقِ نبی یا بجاہِ عبادك الصالحين یابحق تیرے فلاں بندے کے میں یہ چاہتا ہوں تو بدعتِ مذمومہ ہے۔

(دوسرا رسالہ : عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی)

(اردو ترجمہ : تحفہ وہابیہ، ص ۷ از اسماعیل غزنوی امرتسر، یکم رجنوری ۱۹۲۷ء)

O --- مورثِ اعلیٰ وہابیہ : تقی الدین احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام المعروف ابنِ تیمیہ (م ۷۲۸ھ)

جو کوئی ان دونوں کو برابر سمجھتا ہے۔ اور آپ کی زندگی میں وسیلہ چاہنے اور وفات کے بعد وسیلہ چاہنے کو یکساں قرار دیتا ہے وہ سخت گمراہ ہے۔ (الوسیلہ، از ابن تیمیہ (اردو) ص ۲۲۶-۲۲۵ طبع لاہور ۱۹۸۴ء)

O --- شیخ عبدالعزیز بن باز (رئیس ادارہ بحوث اسلامیہ وافتاء ﴿سعودی عرب﴾)

مولانا محمد عاشق الرحمٰن قادری الہ آبادی کے استفتاء کے جواب میں ۲۰ ر ذوالحجہ ۱۴۰۰ھ کو پہلے سے لکھا ہوا ایک جواب بھجوایا جس میں یہ تحریر ہے۔

" اللہ تعالیٰ سے انبیاء واولیاء کے جاہ ومنزلت کے وسیلہ سے دعا کرے یہ ناجائز ہے۔"

"بندہ اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے طلب کرتے ہوئے نبی یا ولی کی قسم دے یا بحق نبیہٖ یا بحق اولیاء کہے تو یہ ناجائز ہے۔" اس فتویٰ پر نائب الرئیس عبدالرزاق عفیفی اور ارکانِ لجنہ عبداللہ منیع اور عبداللہ بن عذبان کے دستخط بھی موجود ہیں۔

O --- محمد بن عبدالوہاب نجدی (م ۱۲۰۶ھ) لکھتا ہے :-

اولیاء کے بارے میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض اولیاء اللہ کو ایک خاص مقام عطا فرمایا ہے کہ لوگ اس کی طرف مائل ہوں ان سے اپنی امیدیں وابستہ کریں ان سے پناہ طلب کریں اور ان کو میرے اور اپنے درمیان وسیلہ بنائیں...... پس ہمارے دور کے مشرکین ان اولیاء اللہ کو اپنے اور اللہ کے درمیان وسیلہ اور مشرکین عرب ان کو الٰہ کہتے ہیں۔

(تفسیر کلمہ توحید، ص ۳ طبع لاہور از محمد بن عبدالوہاب نجدی)

ذرا ابن لعل دین ! سوچ کر بتائیں کہ مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے برصغیر کے اہل سنت کی تکفیر کی ہے یا فرقہ نجدیہ وہابیہ کے اکابرین نے ! جن کے فتویٰ کی زد سے صحابہ کرام اور

اولیاء عظام تو کیا خود امام الانبیاء مقصود کائنات حضرت محمد ﷺ بھی نہ بچ سکے۔ اور انہوں نے قائلینِ توسل کو کیا بدعتی ، گمراہ اور مشرکوں سے تشبیہ نہیں دی۔ وہابیہ اکابرین کی عبارتیں ہم نے گذشتہ اوراق پر نقل کر دی ہیں۔ اور سنیئے !

ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ چند حضرات کے علاوہ جن کا خلاف کچھ معتبر نہیں بالاتفاق تمام مسلمانوں کے نزدیک حضور اقدس ﷺ کی قبر کی زیارت اہم ترین نیکیوں میں سے ہے اور افضل عبادات میں ہے اور اعلیٰ درجات تک پہنچنے کے لیے کامیاب ذریعہ اور پُر امید وسیلہ ہے اس کا درجہ واجبات کے قریب ہے۔ (فضائل حج از مولانا محمد زکریا، ص ۱۱۹، طبع لاہور)

در مختار میں لکھا ہے کہ حضور کی قبر کی زیارت مندوب ہے بلکہ بعض علماء نے اس شخص کے حق میں جس میں وسعت ہو واجب کہا ہے۔ علامہ شامی کہتے ہیں کہ خیر رملی شافعی نے ابنِ حجر سے اس قول کو نقل کیا اور اس کی تائید کی۔ (رد المحتار علی الدر المختار (عربی) مطبوعہ مصر، جلد ثانی، ص ۲۵۷)

ائمہ اربعہ کے سب مذاہب اس پر متفق ہیں کہ حضور کی قبر مبارک کی زیارت کا ارادہ بھی مستحب ہے۔ شافعیہ کے مقتداء امام نووی اپنی مناسک میں لکھتے ہیں کہ جب حج سے فارغ ہو جائے تو چاہیئے کہ حضور اقدس ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کی نیت سے مدینہ منورہ کا ارادہ کرے کہ حضور ﷺ کی قبر کی زیارت اہم ترین قربات میں سے ہے اور کامیاب مساعی سے ہے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ روضہ انور کی زیارت کرنا تمام اہلِ اسلام کے لیے طریقہ مسنون ہے اس پر سب کا اجماع ہے۔ اس میں ایسی فضیلت جس کی ترغیب دی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے بالاسناد مروی ہے۔ کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ (ترجمہ الشفاء، جلد دوم، ص ۱۰۶ طبع لاہور)

" مغنی " جو فقہ حنابلہ کی بہت معتبر کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ قبر شریف کی زیارت مستحب ہے۔ اس لئے کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص حج کرے پھر میری قبر کی زیارت کرے اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گی۔

(مغنی، جلد ۳، ص ۵۹۹، طبع بیروت، از ابنِ قدامہ (م ۶۲۰ھ))

" دلیل الطالب " جو فقہ حنبلی کا مشہور متن ہے اس میں حج کے احکام لکھنے کے بعد لکھا

ہے کہ حضور ﷺ کی قبر مبارک اور حضور کے دو ساتھیوں کی قبر کی زیارت مسنون ہے۔ اس کے شارح نیل المارب میں لکھتے ہیں کہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ان قبروں کی زیارت کے لیے سفر کرنا مستحب ہے۔ اسی طرح روض المربع فقہ حنبلی میں لکھا ہے کہ حضور کی قبر انور اور حضور کے دو ساتھیوں کی قبر کی زیارت مستحب ہے۔ اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جس نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی وہ ایسا ہے جیسا کہ میری زندگی میں میری زیارت کی۔

ان سب سے معلوم ہوا کہ ائمہ اربعہ کا متفقہ مسئلہ ہے۔

O--- تقی الدین ابو الحسن عبد الکافی السبکی الشافعی (م ۷۵۶ھ) علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے:

کہ حضرت بلال کا سفر شام سے حضور اقدس ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کے لیے عمدہ سندوں سے ثابت ہے۔ جو متعدد روایات میں مذکور ہے۔ (جذب القلوب ص ۲۳۰ از عبد الحق محدث دہلوی)

متعدد روایات میں ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز مستقل طور پر شام سے اونٹ سوار قاصد بھیجا کرتے تھے تاکہ قبر مکرم پر ان کا سلام پہنچائیں۔ (شفاء السقام)

(جذب القلوب ص ۲۳۲ از عبد الحق محدث دہلوی)

حضرت عمر جب بیت المقدس تشریف لے گئے تو کعب احبار جو یہود کے بڑے عالم تھے مسلمان ہوئے حضرت عمر کو ان کے اسلام لانے کی بڑی خوشی ہوئی اور ان سے فرمائش کی کہ میرے ساتھ مدینہ چلیں تاکہ حضور ﷺ کی قبر مبارک پر حاضری ہو انہوں نے قبول کیا اور حضرت عمر کے ارشاد کی تعمیل کی۔ (جذب القلوب ص ۲۳۱ از عبد الحق محدث دہلوی)

O--- ابن تیمیہ امام الوہابیہ کا فتویٰ

جو لوگ شریعت کا علم رکھتے ہیں۔ حدود اللہ اور اوامر و نواہی پر ان کی نگاہ ہے ایسے علماء میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس نے یہ لکھا ہو کہ محض زیارت قبر مکرم یا کسی اور قبر کے لئے رختِ سفر باندھنا جائز ہے۔ بلکہ جید علماء کرام نے ایسے سفر کو حرام قرار دیا ہے۔ جس کا سفر ہی مبنی بر گناہ ہو وہ نماز میں قصر کیسے کر سکتا ہے پس ایسا شخص قصر نہ کرے۔ (الجواب الباہر فی زوار المقابر، ص ۵۲ طبع فیصل آباد)

کیوں جناب ابن لعل دین صاحب!

حضرت عمر۔ حضرت عمر بن عبد العزیز۔ حضرت بلال حبشی۔ ملا علی قاری۔ خیر رملی۔

صاحب در مختار۔ علامہ شامی۔ امام نووی۔ قاضی عیاض۔ صاحبِ مغنی۔ صاحبِ دلیل الطالب۔ اور دیگر اہل اسلام کو حرام کا مرتکب کس نے ٹھہرایا ہے۔ امام احمد رضا نے یا ابن تیمیہ نے۔

؎ اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حقیقت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

نوٹ:- ابن تیمیہ کے معاصرین میں سے حافظ صلاح الدین خلیل علائی دمشقی المتوفی ۷۶۱ھ نے اپنے ایک مکتوب میں ان کے تفردات کو یکجا جمع کر دیا ہے۔ ان کا وہ معلومات افزا مکتوب محدث ناقد شیخ محمد زاہد کوثری نے ذخائر القصر کے حوالہ سے السیف الصیقل میں نقل کیا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں:-

"انبیاء علیہم السلام معصوم نہیں ہیں اور ہمارے نبی ﷺ کے لیے جاہ نہیں جو کوئی آپ کی ذات سے وسیلہ پکڑے گا وہ خطاکار ہے۔"

"یہ کہ ہمارے نبی ﷺ کی زیارت کے لیے سفر کرنا معصیت ہے۔ اس میں نماز قصر نہیں کی جا سکتی" اور اس میں بڑا ہی غلو کیا۔ حالانکہ مسلمانوں میں ان سے پہلے اس کا کوئی قائل نہیں ہوا۔

(فوائد جامعہ از مولانا عبد الحلیم چشتی، ص ۲۵۱ طبع کراچی ۱۹۶۴ء)

فرقہ نجدیہ وہابیہ اور شرک وبدعت

ابن تیمیہ، محمد بن عبد الوہاب، اسماعیل دہلوی اور ان کے متوسلین اپنے سوا دنیا کے تمام مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی تصور کرتے ہیں اور توحید کی آڑ میں اپنے زعم باطل میں ائمہ ہدیٰ اور اولیاء کاملین جن کی ولایت تواتر سے ثابت ہے کو اپنی تنقید و تشنیع کا نشانہ بنانے کو اپنی زندگی کا حاصل سمجھتے ہیں۔ اس دعویٰ پر ہم چند ایک مثالیں پیش کرتے ہیں:

☆--- مولانا عبد الرحمٰن جامی نقشبندی (م ۸۹۸ھ)

پروفیسر اختر راہی (غیر مقلد۔ وہابی) لکھتا ہے:- مولانا جامی درویش صفت انسان تھے اور ہرات کے قریب مزارِ خیابان کی خانقاہ میں سکونت رکھتے تھے۔ ان کی پرکشش شخصیت کے پیشِ نظر عوام و خواص جوق در جوق ان کے پاس حاضر ہوتے رہتے تھے۔

مولانا جامی علیہ الرحمۃ نے خواجہ سعد الدین کاشغری، خواجہ برہان الدین، ابو نصر پارسا، شیخ بہاؤ الدین عمر، مولانا فخر الدین، خواجہ شمس الدین کوسوی اور خواجہ عبید اللہ احرار سے اکتسابِ فیض کیا۔

خواجہ احرار علیہ الرحمۃ کو مولانا جامی سے اس قدر تعلق خاطر تھا کہ جو لوگ خراسان سے ان کے پاس جاتے تھے انہیں کہا کرتے تھے " مولانا جامی جب وہاں موجود ہیں تو تم لوگ یہاں آنے کی کیوں تکلیف اٹھاتے ہو۔ عجیب بات ہے کہ دریائے نور تو خراسان میں موجزن ہے اور لوگ چراغ کی روشنی حاصل کرنے کے لیے یہاں دوڑے چلے آتے ہیں۔" ۹۸۹ھ میں انتقال فرمایا اور تقریباً 50 مفید کتابیں یادگار چھوڑیں۔ (تذکرۂ مصنفین درسِ نظامی از پروفیسر اختر راہی، ص ۱۲۴ تا ۱۲۸ طبع لاہور ۱۹۷۸ء)

O-- مولوی نور محمد سوتروی وہابی غیر مقلد نے اپنی کتاب "شہبازِ طریقت" میں لکھا ہے:

ایہہ جامی کتا بھونکیا اندر تخنے کفراں والے

جو جامی رومی دے پچھلگ اوہ کافر سڑن منہ کالے

نوٹ:- یہ کتاب مولانا علی محمد سعیدی مرحوم خانیوال کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

☆--- ابو عبداللہ شرف الدین محمد بن سعید بوصیری علیہ الرحمۃ

پروفیسر اختر راہی وہابی لکھتا ہے:- امام بوصیری صوفی صافی تھے۔ انہوں نے اپنے زمانے کے مشہور بزرگ ابوالعباس مرسی (م ۶۸۶ھ) سے فیض حاصل کیا۔ آخری زندگی میں اپنے مرشد کے شہر اسکندریہ میں مقیم تھے کہ ۶۹۴ھ میں وہیں فوت ہوئے اور فسطاط میں دفنائے گئے۔

امام بوصیری علیہ الرحمۃ کی شہرت معروف نعتیہ قصیدہ " الکواکب الدریہ فی مدح خیر البریہ" ہے جو عرف عام میں " قصیدہ بردہ" مشہور ہے۔ تاہم امام بوصیری کا مجموعہ کلام " دیوان بوصیری" شائع ہو چکا ہے۔ قصیدہ بردہ کے بارے میں روایت ہے کہ امام بوصیری یہ قصیدہ لکھنے سے پہلے فالج میں مبتلا تھے۔ انہوں نے کافی علاج کیا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ آخر حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ انہوں نے امام بوصیری کو ایک چادر اوڑھادی۔ صبح بیدار ہوئے تو اپنے آپ کو تندرست محسوس کیا۔ اس نسبت سے یہ "قصیدہ بردہ" مشہور ہوا۔

ایک ندوی عالم محمد ناظم لکھتے ہیں:- بوصیری کا یہ قصیدہ...... عشقِ رسول ﷺ میں ایک لاثانی شہرت رکھتا ہے۔ اس میں سوز عشق ہے دردِ دل ہے۔ اس میں ہجر و فراق کے واردات ہیں۔ الخ

(تذکرۂ مصنفین درس نظامی ص ۳۱۳، ۳۱۴ طبع لاہور ۱۹۷۸ء)

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن آل الشیخ (محمد بن عبدالوہاب نجدی) (م ۱۲۸۵ھ) نجدی وہابی قصیدہ بردہ کے

ایک شعر کے متعلق لکھتا ہے۔ " اس شخص کے شرک میں کونسی کسر باقی رہ گئی جس نے یہ اشعار لکھ دیئے۔ ۔ مَا لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ سِوَاكَ (قرۃ عیون الموحدین جلد ۲، ص ۵۴۱ طبع لاہور)

O----- یعنی نعوذ باللہ "امام بوصیری علیہ الرحمۃ" مشرک تھے۔

☆--- امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ (م ۹۱۱ھ)

۸۴۹ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ وقت کے جید علماء سے اکتسابِ فیض کیا۔ موصوف تاحیات درس و تدریس، ارشاد و ہدایت اور تصنیف و تالیف میں منہمک رہے۔ سات علوم میں تبحر حاصل تھا۔ ۵۰۶ تصانیف یادگار چھوڑیں۔ ۹۱۱ھ میں وفات پائی۔

حضرت شیخ عبدالقادر شاذلی سے روایت ہے کہ امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے نبی اکرم ﷺ کو خواب اور بیداری متعدد بار دیکھا۔ میں نے دریافت کیا کہ کتنی بار زیارت کی تو فرمایا ستر بار اور چند بار۔ اور روایت کی گئی ہے کہ نبی اکرم ﷺ آپ کو زیارت میں " شیخ السنۃ اور شیخ الحدیث" کے خطابات سے مخاطب فرماتے تھے۔ (مقدمہ الخصائص الصغریٰ (عربی) از ڈاکٹر ظہور احمد، ص ۲۲ طبع لاہور ۱۴۰۱ھ)

امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں: کہ حضرت امام رفائی روضہ رسول پر حاضر ہوئے اور (۲) دو اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ "جب میں دور تھا تو اپنی روح کو اپنا نائب بنا کر بھیجتا تھا۔ جو میری طرف سے زمین کو بوسہ دیتی تھی۔ اب میرا وجود خود حاضر ہے آپ ہاتھ بڑھائیے تاکہ میرے ہونٹ اس کو چوم کر سعادت حاصل کر سکیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنا دستِ مبارک کھڑکی سے نکالا تو رفائی علیہ الرحمۃ نے اس کو بوسہ دیا۔ (تنویر الحلکہ، از امام سیوطی ص ۱۲ طبع استنبول)

اسی واقعہ کو علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ نے " شواہد الحق" اور مولوی محمد زکریا سہارنپوری نے "فضائلِ حج، ص ۱۱۶ طبع لاہور" میں نقل کیا ہے۔

O-- محمود شکر آلوسی غیر مقلد وہابی لکھتا ہے:

"پھر بھی ثقہ لوگوں نے اس (واقع) کو ذکر نہ کیا۔ بلکہ جھوٹے، گمراہ اور دجال قسم کے لوگوں نے اس کو ذکر کیا ہے"۔ (انوار رحمانی از محمود شکری، جلد اول ص ۳۴۷ طبع جہلم)

دیکھئے! امام اجل علامہ سیوطی کو دجال، جھوٹا اور گمراہ کہا گیا ہے۔ (اللہ تعالیٰ اپنی امان میں رکھے)

****

☆---علامہ ابن حجر مکی شافعی علیہ الرحمۃ (م ۹۷۳ھ)

۹۰۹ھ میں قاہرہ کے علاقہ میں پیدا ہوئے۔ قرآنِ مجید حفظ کیا۔ ۹۲۴ھ میں جامع ازہر میں داخلہ لیا اور اس زمانہ کے نامور علماء کرام سے علوم معقولہ اور منقولہ کی تکمیل کر کے 19/برس کی عمر میں سندِ فراغ حاصل کی۔ ۹۳۳ھ میں حجاز گئے، حج کیا پھر کچھ عرصہ حرم میں رہ کر قاہرہ واپس آگئے۔ اور حسبِ دستور درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔

۹۳۷ھ میں جب کسی عالم نے ان کی کتاب "روض مقری" کی شرح کو چرا لیا تو وہ دل برداشتہ ہو کر مع اہل و عیال حرم (مکہ معظمہ) ہجرت کر گئے اور تا حیات حرم میں درس دیتے رہے اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔

O--علامہ خفاجی حنفی (م ۱۰۶۹ھ) علامہ ابنِ حجر کے متعلق فرماتے ہیں :-

علامة الدهر خصوصاً الحجاز...... و توجهت وجوه الطلب الى مقبلة ان حدث عن الفقه والحديث۔ الخ (ريحانة الالباء، ص ۱۶۳)

O--شیخ نجم الدین غزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

علامہ ابنِ حجر مکی متاخرین علماء کے معتمد علیہ ہیں اور فتویٰ دینے میں رافعی، نووی اور متاخرین میں قاضی زکریا انصاری کے بعد ان کے کلام کی طرف مراجعت کی جاتی ہے۔ اور مکہ کے فقیہ واعظ اور محدث تھے۔ (فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ از مولانا عبدالحلیم چشتی ص ۳۱۱ طبع کراچی ۱۳۸۳ھ)

O--علامہ شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں :-

علامہ ابنِ حجر مکی زاہد تھے...... اور سلف کے طریقہ پر تھے۔ بھلائی کا حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے تھے۔ مرتے دم تک ان باتوں پر عمل کرتے رہے۔

(فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ، ص ۳۳۲ طبع کراچی ۱۳۸۳ھ)

۹۷۳ھ میں انتقال فرمایا۔ تقریباً 41 تصانیف یادگار چھوڑیں۔

****

O--محمود شکری آلوسی بغدادی غیر مقلد وہابی لکھتا ہے :-

ابنِ حجر کا عملی کردار اس کے سراسر خلاف ہے۔ آپ اس کی کتابوں کو دیکھیں گے کہ وہ

"بدعات" کو رواج دیتا ہے۔ اور بدعت اور بدعتیوں کی طرف سے مدافعت کرتا اور اتباعِ سنت کی مخالفت اور اہل حدیث (غیر مقلدوں) کے ساتھ دشمنی کرتا نظر آئے گا۔ اس کے جی میں جو آتا ہے، شیخ رحمہ اللہ (ابنِ تیمیہ) کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ اس کی زبان قلم جھوٹ افتراء پر خوب چلتیں ہیں۔ اس کے فتاویٰ حدیثیہ، جس کو فتاویٰ بدعتیہ کہنا مناسب ہے۔ الخ

(غایۃ الامانی (اردو ترجمہ انوار رحمانی) از محمود شکری غیر مقلد وہابی، ص ۵۶۱ / جلد اوّل طبع جہلم)

☆---شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی شافعی (م ۱۳۵۰ھ) علیہ الرحمۃ

آپ قصبہ "اجزم" میں ۱۸۴۹ھ میں پیدا ہوئے 8 سال کی عمر میں قرآنِ کریم حفظ کیا۔ ۱۲۸۳ھ سے ۱۲۸۹ھ تک جامعہ ازہر مصر میں زیر تعلیم رہے۔ تقریباً 31/اساتذہ سے علوم اخذ کئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے جامعہ ازہر میں ایسے ایسے محقق اساتذہ سے استفادہ کیا کہ اگر ان میں سے ایک بھی کسی ملک یا علاقہ میں موجود ہو تو وہاں کے رہنے والوں کو جنت کی راہ پر چلانے کے لیے کافی ہو۔ اور تن تنہا تمام علوم میں لوگوں کی ضروریات کو پورا کر دے۔

(نابغہ فلسطین، ص ۹-۱۰ طبع لاہور ۱۴۱۵ھ) (اشرف المؤید لال محمد (عربی) ص ۱۲۳ / طبع مصر ۱۳۱۸ھ)

O--مولوی محمد میاں صدیقی (جامعہ مدنیہ لاہور) لکھتے ہیں :-

علامہ یوسف نبہانی چودھویں صدی ہجری کے اوائل کی ایک فاضل اور یگانہ روزگار شخصیت ہیں۔ نبی ﷺ کی ذاتِ گرامی سے جو آپ کو والہانہ شوق تھا۔ اس کی حرارت آپ کی تحریروں میں نمایاں ہے۔ یہ اسوۂ رسول سے عشق و محبت کا اعجاز تھا۔ جس نے آپ کے قلم سے ہزاروں صفحات نبی ﷺ کی سیرت اور اخلاق حسنہ پر تحریر کرائے۔ (شمائل رسول (ترجمہ) ص ۹ طبع لاہور)

O--محمود شکری آلوسی بغدادی نجدی وہابی "علامہ نبہانی" کے متعلق رقمطراز ہے :-

نبہانی کی جہالت و ضلالت اس کے دعویٰ کو جھٹلاتی ہے۔ معقول و منقول کے علم اس کے پاس کب تھے۔ جن کی اجازت ملی ہو۔ علوم عقلیہ ونقلیہ تو در کنار کسی ایک علم کا کچھ حصہ بھی اس کو نہیں ملا...... پھر بھی اس کا زہد و ورع اور تقویٰ کہاں ہے۔ اس نے اپنی پوری زندگی غیر شرعی قوانین کے مطابق چھوٹے چھوٹے مقدمات طے کرنے میں گزار دی تھی۔ ایسے شخص کو شرم نہیں آتی کہ اپنے آپ کو مسلمان کہے چہ جائیکہ صالحین اور باعمل علماء میں شمار کیا جائے۔ وہ تو ہر فضیلت سے عاری

اور ہر خوبی سے خالی ہے........... کاش وہ اپنی سند کو رفاعی طریقہ سے بھی ذکر کرتا جس کو اس نے اپنے شیخ اور شیطان سے حاصل کیا تھا۔ جو ہر برائی کا شیخ ، دجالوں کا مقتداء ، خبیث ذات وافعال والا ہے۔ بدعتیوں کا باپ اور گمراہی کا عنوان ہے۔ (انوار رحمانی ترجمہ غایۃ الامانی، ص ۶۰۷، جلد ۲ طبع جہلم ۱۹۹۱ء)

(ناشر : محمد مدنی (وہابی، نجدی، غیر مقلد) بن عبدالغفور رئیس جامعہ العلوم الاثریہ جہلم)

O-- محمد بن عبدالوہاب نجدی کے نزدیک اس کے ماننے والوں کے سوا دنیا کے تمام مسلمان مشرک ہیں۔ اور اس کے رسائل میں جا بجا مسلمانوں کو مشرک کے لقب سے نوازا ہے۔ چند ایک حوالہ جات ملاحظہ ہوں :

1...... لیکن اے مشرک ! جو تو قرآن کریم کی آیت یا رسول اکرم ﷺ کا کلام پیش کرتا ہے۔ الخ

(کشف الشبہات از محمد بن عبدالوہاب نجدی ، ص ۲۱ طبع لاہور)

2...... مشرکین کا ایک شبہ اور اعتراض اور بھی ہے۔ الخ (کشف الشبہات، ص ۴۳ طبع لاہور)

3...... پس ہمارے دور کے مشرکین (یعنی مسلمان) ان اولیاء اللہ کو اپنے اور اللہ کے درمیان وسیلہ اور مشرکین عرب ان کو الٰہ کہتے ہیں۔ الخ (تفسیر کلمہ توحید از محمد بن عبدالوہاب نجدی، ص ۷۶ طبع لاہور)

کھلیں آنکھیں ! جناب ابنِ لعل دین ! کہ دنیا کے تمام مسلمانوں کو مشرک ، بدعتی، گمراہ اور دجال کس نے کہا ہے ؟ **امام احمد رضا بریلوی** یا **علمائے وہابیہ نجدیہ** نے ؟

" ﴿ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین ﴾ "

الزام نمبر 9 :- احمد رضا صاحب پر رفض و تشیع کا الزام اس لیے بھی لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے شیعہ اماموں کی شان میں شیعوں کے انداز میں مبالغہ آمیز قصائد بھی لکھے ہیں۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۲۵۷)

الجواب :- ائمہ اہل بیت کرام رشد و ہدایت کے ستارے ہیں۔ ان کو فقط شیعہ حضرات ہی نہیں مانتے بلکہ وہ اہل سنت کے بھی ائمہ ہدیٰ ہیں۔ مگر شیعہ اور اہل سنت کے ماننے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جیسا کہ ہم اوراقِ گذشتہ میں تفصیلاً گفتگو کر چکے ہیں۔ اور ان نفوسِ قدسیہ کی کتاب و سنت کی روشنی میں مدح و توصیف کرنا خواہ نثر میں ہو یا نظم میں ایمان کا تقاضا ہے۔

O-- علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتا ہے :-

اہل بیت حضرت علی ، حضرت حسن ، حضرت حسین ، حضرت فاطمہ اور اولادِ فاطمہ اور قیامت تک ان کی اولاد کی اولاد ہے۔ (ہدیۃ المہدی از وحید الزمان، ص ۱۸۰ طبع فیصل آباد ۱۹۸۷ء)

☆--- قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں :- کہ

حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی آل و اولاد اور ازواج وامہات المومنین کی تعظیم و توقیر کی جائے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس کی ترغیب و تلقین کی ہے۔

حدیثِ مبارکہ :- رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا : میں تم کو اپنی اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ یہ تین مرتبہ فرمایا (یعنی اہلِ بیت کی تعظیم و توقیر کرو)۔

حدیثِ مبارکہ :- حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا :- میں تم میں وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب تک تم اس کو مضبوط پکڑے رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ ایک کتاب اللہ اور دوسری میری عترت اہل بیت ہے۔ اب تم غور کرو کہ کس طرح تم ان دونوں کے بارے میں میری نیابت کرو گے۔

حدیثِ مبارکہ :- حضور پر نور سید عالم ﷺ نے فرمایا :- آلِ نبی کی معرفت دوزخ سے نجات اور آلِ نبی سے محبت صراط پر گزرنے میں آسانی اور آلِ نبی کی ولایت کا اقرار عذابِ الٰہی سے حفاظت ہے۔ (ترجمہ اردو الشفاء از قاضی عیاض ، ص ۶۲-۶۱ / جلد دوم طبع لاہور)

جناب **ابنِ لعل دین نجدی** نے یہ دعویٰ تو کر دیا کہ مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے ائمہ اہلِ بیت کی مدح میں شیعہ حضرات کی طرح مبالغہ آمیز قصیدے لکھے ہیں مگر اس دعویٰ پر کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ اور دعویٰ بغیر دلیل بے بنیاد ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿ مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نعتیہ شاعری اور اربابِ علم و دانش ﴾

O-- پروفیسر محی الدین الوائی مصری :

مولانا احمد رضا بریلوی عالم و محقق ہونے کے ساتھ بہترین نازک خیال شاعر بھی تھے۔ جس پر آپ کے دیوان "حدائقِ بخشش" "حدائقِ العطیات" و مدحِ رسول بہترین شاہد ہیں۔

(انوارِ رضا ، ص ۶۸۰) (صوت الشرق قاہرہ)

O-- حکیم محمد سعید احمد دہلوی مرحوم (م ۱۹۹۱ء)

مولانا شریعت و طریقت دونوں کے رموز سے آگاہ تھے اگر ایک طرف ان کے فتاویٰ نے عرب و عجم میں ان کی دینی و علمی بصیرت کی دھاک بٹھادی تو دوسری طرف عشقِ رسول ﷺ نے ان کی نعتیہ شاعری کو فکر و فن کی بلندیوں پر پہنچادیا۔

O-- نعیم صدیقی صاحب

مولانا احمد رضا کی جو نعتیں پڑھنے اور سننے میں آئیں ان میں خصوصی طور پر للہیت کی روح کار فرما ہے۔

O-- ڈاکٹر سلام سندیلوی، شعبہ اردو / گورکھپور یونیورسٹی (انڈیا)

حضرت امام احمد رضا نے اپنی نعت میں خلوص کی مہک بھر دی۔ یہ خلوص ان کے ذاتی تجربہ پر مبنی ہے۔ انہوں نے ہر نفس پر بوئے محمد کو محسوس کیا۔

O-- ملک زادہ منظور احمد لکھنؤ یونیورسٹی (انڈیا)

شعر گوئی کا جو ملکہ انہیں (مولانا احمد رضا کو) حاصل تھا۔ اس کی غمازی حدائقِ بخشش میں شامل وہ نعتیں اور منقبتیں کرتی ہیں جو آج گھر گھر پڑھی جاتی ہیں۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، از مولانا عبدالمجتبیٰ، ص ۴۱۹-۴۱۸ / طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

O-- ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی

مولانا احمد رضا خاں صاحب غالباً واحد عالم دین ہیں جنہوں نے اردو نظم و نثر دونوں میں اردو کے بے شمار محاورات شامل کئے ہیں۔ اور اپنی علمیت سے اردو شاعری میں چاند لگادیئے۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، ص ۴۱۹)

O-- ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی سابق وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی

مولانا احمد رضا کا دل چونکہ عشقِ نبوی میں کباب تھا اس لئے نعت میں خلوص اور سوز ہے۔ جو بغیر عمیق جذبات کے پیدا نہیں ہوتا۔ (خیابانِ رضا - ص ۴۳ طبع لاہور)

O-- مولانا کوثر نیازی مرحوم

ان کی امتیازی خصوصیت ان کا عشق رسول ہے جس میں وہ سر تا پا ڈوبے ہوئے ہیں۔ چنانچہ

ان کا نعتیہ کلام بھی سوز و گداز کی کیفیتوں کا آئینہ دار ہے۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، ص ۴۳۷ طبع لاہور)

O-- مولوی اسماعیل دہلوی کے پیرومرشد سید احمد کا ائمہ اہل بیت کی شان میں قصیدہ:

آن علی مرتضیٰ شیر خدا	ہم براں خورشید چرخ ابتداء
یعنی آن حسنین ابناء بتول	ہم براں دو گوہر گوش قبول
آن کہ اندر بزم عرفان ساقی اند	ہم براں شش کس کہ از دہ باقی اند
ہم بر اولاد تو اے عالی مقام	ہم بر ازواج و بنات تو تمام
کار دل ایشانست زین العابدین	خاصہ بر ارواح آن اقطاب دین
بعد ازاں بر صادق فرخندہ حال	بعد ازاں بر باقر بحر کمال
بعد ازاں بر موسیٰ والا گہر	بعد ازاں بر کاظم نیکو سیر

(مخزن احمدی - از مولوی سید محمد علی سن تصنیف ۱۲۹۹ھ، طبع آگرہ)

اگر مولانا احمد رضا بریلوی ائمہ اہل بیت کی شان میں قصیدے لکھنے کی وجہ سے شیعہ ہیں تو مولوی اسماعیل دہلوی کے پیرومرشد "شیعہ کیوں نہیں"......؟

الزام :- جنابِ احمد رضا بریلوی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء پر موت طاری نہیں ہوتی۔ بلکہ انہیں زندہ ہی دفنا دیا جاتا ہے۔ اور ان کی قبر کی زندگی دنیا کی زندگی سے زیادہ قوی اور افضل ہوتی ہے۔ جناب بریلوی انبیائے کرام کے متعلق لکھتے ہیں:

انبیاء کو زندہ ہی دفن کردیا گیا۔

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے ان پر تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لیے محض ایک آن کی آن موت طاری ہوتی ہے۔ پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا کردی جاتی ہے۔ اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں۔ ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا۔ ان کی ازواج کا نکاح حرام، نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں۔ (ملفوظات احمد رضا: ص ۲۷۶ حصہ سوم) (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۹۸)

الجواب :- ابن لعل دین نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ مولانا احمد رضا بریلوی کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء اور اولیاء پر موت طاری نہیں ہوتی۔

اس دعویٰ پر جو ملفوظات حصہ سوم ص ۲۷۶ کی عبارت نقل کی گئی ہے اس میں صراحتاً یہ لفظ منقول ہیں۔ " ان پر تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لیے محض ایک آن کی آن موت طاری ہوتی ہے۔"

اب جب کہ مولانا احمد رضا بریلوی انبیاء واولیاء کی موت کے قائل ہیں تو پھر یہ کہنا کہ موصوف انبیاء واولیاء کی موت کے قائل نہیں ہیں۔ سراسر دجل، فریب اور بہتان ہے۔ رہا آن کی مدت تو پروردگار عالم اپنی مشیت کے تحت جب تک چاہتا ہے انبیاء واولیاء پر موت طاری فرماتا ہے۔

﴿اہلِ سنّت وجماعت کا عقیدہ﴾

☆---مولانا حکیم محمد امجد علی رضوی خلیفہ مجاز مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لیے ایک آن کی آن موت طاری ہوتی ہے۔ الخ

(بہارِ شریعت، ص ۲۲ / حصہ اوّل طبع لاہور)

مولانا عبدالحکیم شرف قادری مدظلہٗ بہارِ شریعت کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ بہارِ شریعت کے ابتدائی چھ حصے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی نے حرف بحرف سنے اور جا بجا اصلاح فرمائی اور انہیں تقریظ سے مزین کیا۔ (بہارِ شریعت، ص ۸ / حصہ اول طبع لاہور)

☆---علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

انبیاء علیہم الصلوۃ کی موت اور قبض روح کے معنی مطلقاً یقیناً وہی ہیں جو آج تک ساری امت نے سمجھے یعنی بدن سے روح مبارک کا نکل کر رفیقِ اعلیٰ کی طرف جانا انبیاء علیہم الصلوٰۃ کی موت ہے۔ پھر اس کے بعد ان کی حیات کے معنی یہ ہیں کہ اجسادِ مقدسہ سے باہر نکلی ہوئی ارواحِ طیبہ اپنے تمام اوصاف وکمالاتِ سابقہ کے ساتھ رفیقِ اعلیٰ سے دوبارہ اجسام شریفہ میں لوٹ آتی ہیں۔ لیکن باوجود اس کے ان کی حیات اور آثارِ حیات عادۃً ہم سے مستور رہتے ہیں۔ جس طرح ملائکہ ہماری نظروں سے غائب کر دیئے گئے۔ (مقالاتِ کاظمی، ص ۸۰ / حصہ دوم طباعت بار اول ۱۳۹۸ھ ناشر مکتبہ فریدیہ ساہیوال)

☆---حضرت مولانا محمد فخر الدین[1] چشتی نظامی (م ۱۱۹۹ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

"رسول ﷺ انتقال ازیں عالم بر ایمان کردند"

(نظام العقائد المعروف عقائد نظامیہ، ص ۱۴ طبع استنبول (ترکیہ) ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء)

[1] حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی کے مقدمہ میں حضرت مولانا فخر الدین کو اس طرح یاد کیا ہے۔ " برادر دینی ، جوہر حق گزینی، سالک راہ خدا......... جناب مولانا عالی جناب خلائق مآب وبالفضل اولانا فخر الملۃ والدین محمد فخر الدین قدس سرہٗ لا مجدد۔" (مقدمہ عقائد نظامیہ ص ۸، طبع استنبول)

وعدۂ الٰہیہ کے مطابق حضور ﷺ کے جسم اقدس سے روح کا نکلنا، آپ کو غسل مبارک دینا کفن پہنانا ، نمازِ جنازہ پڑھنا، آپ کو قبر انور میں اتارنا اور اس کے بعد آپ کو حیاتِ جاوداں کا حاصل ہونا، ایک امر واقع ہے اس کو یوں کہنا: "کہ آپ کو یا انبیاء کرام کو زندہ دفن کر دیا گیا" سراسر توہینِ رسالت ہے۔ اور اس کا انجام دوزخ ہے۔

الزام :- نبی کریم ﷺ کی توہین کا ارتکاب کرتے ہوئے انہوں (مولانا احمد رضا) نے اپنی کتب میں لکھا ہے: کہ آپ ﷺ کو جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دفن کیا تو آپ زندہ تھے۔

"قبر شریف میں اتارتے وقت حضور" امتی امتی "فرما رہے تھے۔

(رسالہ نفی الفئی عمن انار بنورہ کل شئی للبریلوی المندرجہ فی مجموعۃ مسائل رضویہ : ۱۷، ۲۲۱)

(حیات النبی للکاظمی : ۱۲۴) (میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ص ۹۸)

الجواب :- شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

"وبود قثم بن عباس آخر کسے کہ بر آمد از قبر وازمی آرند کہ گفت آخر کسے کہ روئے مبارک آنحضرت ﷺ را دید در قبر من بودم ، نظر کردم در قبر کہ آنحضرت ﷺ لب ہائے مبارک خود را می جنبانید۔ پس گوش پیش دہان وے داشتم ، شنیدم کہ می فرمودہ "رب امتی امتی" الخ

(مدارج النبوۃ[1] جلد ۲، ص ۵۶۸ مطبوعہ نورکشور)

ترجمہ :- حضرت قثم بن عباس قبر انور سے باہر آنیوالوں میں سب سے آخر تھے۔ ان سے مروی ہے کہ جس نے قبر انور میں رسول اللہ ﷺ کا آخری دیدار کیا وہ میں تھا۔ میں نے قبر انور میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ اپنے لب ہائے اقدس کو متحرک فرما رہے ہیں۔ دہن اقدس کے آگے میں نے اپنے کان لگا دیئے۔ میں نے سنا کہ حضور ﷺ "رب امتی امتی" فرما رہے تھے۔

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ "نفی الفئی" میں غافل لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے رقم طراز ہیں :- " تم رات دن لہو ولعب اور اس کی نافرمانیوں میں مشغول ہو اور وہ (حضور ﷺ)

[1] حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ مدارج النبوۃ اہلسنت کی کتب میں سے ہے۔

"اما روایات اہل سنت پس در مدارج النبوۃ وکتاب الوفاء وبیہقی وشروح مشکوٰۃ موجود است۔" الخ

(تحفہ اثنا عشریہ، ص ۲۷۸، طبع لاہور)

شب وروز تمہاری بخشش کے لیے گریاں وملول۔ جب وہ جانِ رحمت وکانِ رافت پیدا ہوا، دربارِ الٰہی میں سجدہ کیا اور "ربِ ھبلی امتی" فرمایا۔ اور جب قبر شریف میں اتارا تولبِ جان بخشش کو جنبش تھی۔ بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا تو آہستہ آہستہ امتی امتی فرما رہے تھے۔

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا" کان لگا کر سنا تو آہستہ آہستہ "ربِ امتی امتی" فرما رہے تھے۔" اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس کو ہم نے مدارج النبوۃ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ اور علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "حیات النبی" میں تمام حدیث کو نقل فرمایا ہے۔

معلوم ہوا کہ حدیث کے اصل الفاظ "رب امتی امتی" کے راوی اور سننے والے حضرت قثم بن عباس صحابی رسول ہیں۔ اور ابنِ **لعل دین نجدی** کا ان الفاظ کو مولانا احمد رضا بریلوی اور علامہ کاظمی کی طرف نسبت کر کے انہیں توہینِ رسالت کا مرتکب قرار دینا ، درحقیقت حضرت قثم بن عباس صحابی رسول کو توہینِ رسول کا مرتکب ٹھہرانا ہے۔ جو کہ سراسر کفر ہے۔

☆--شیخ سہل بن عبداللہ تستری (م ۲۸۳ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

"لم یؤمن بالرسول من لم یؤقر اصحابہ" (الشفاء از علامہ قاضی عیاض ص ۴۴، جلد ۲ طبع ملتان)

یعنی وہ شخص نبی ﷺ پر بالکل ایمان نہیں لے آیا جو آپ کے صحابہ کا احترام نہیں کرتا۔

☆--حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ) فرماتے ہیں :-

"سب موجب بغض ایشاں است وبغض ایشاں کفر است" (رسالہ رد روافض، ص ۳۱ طبع ۱۴۰۴ھ)

صحابہ پر تبرا بکنے والا تو ظاہر ہے کہ بغض کی وجہ سے بکتا ہے۔ اور صحابہ سے بغض رکھنا کفر ہے۔

☆--علامہ جوینی (م ۴۷۸ھ) لکھتے ہیں :-

"الاجماع علیٰ عدالتھم کلھم صغیر ھم و کبیر ھم فلا یجوز الانتقاد علیھم"

(الاسالیب البدیعہ فی فضل الصحابہ ، ص ۱۱)

چھوٹے صحابہ ہوں یا بڑے سب کی عدالت پر اجماع ہے کسی ایک صحابی پر جرح وتنقید کرنی جائز نہیں۔

حدیث :- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ انہیں اپنی اغراض مشنوعہ کا نشانہ نہ بناؤ۔ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت رکھنے کی وجہ سے اور جس نے ان سے بغض وعداوت رکھی۔ اس نے مجھ سے دشمنی رکھنے کی وجہ سے کی۔ جس نے ان کو ایذا دی ، اس نے مجھ کو ایذا دی ، اور جس نے مجھے ایذا دی۔ اس نے اللہ کو ایذا دی ، اور جس نے اللہ کو ایذا

دی وہ بہت جلد اس کی پکڑ میں آئے گا۔ (الشفاء ، جلد دوم ، ص ۶۹ طبع لاہور)

حضراتِ گرامی ! ابنِ لعل دین نجدی وہابی نے حضرت قثم بن عبداللہ کو تنقیصِ رسالت کا مرتکب قرار دیکر ان کو ایذا دی ہے۔ اور ان کو ایذا دینا رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینا ہے اور رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینا خداوندِ قدوس کو ایذا دینا ہے۔ انشاء اللہ جلد ابنِ لعل دین نجدی اللہ کی پکڑ میں آنے والا ہے۔ مولانا روم نے فرمایا : جب انسان کے کم بختی کے دن آتے ہیں تو پاک لوگوں پر طعنہ زنی شروع کر دیتا ہے۔

اعتراض :- جناب خان صاحب بریلوی فرماتے ہیں :-

"اولیاء کرام اپنی قبروں میں پہلے سے زیادہ سمع اور بصر رکھتے ہیں۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ص ۹۸)

الجواب :- حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"ادراک وشعور اہلِ قبور کا بعد موت کے بعض امور میں زیادہ ہو جاتا ہے اور بعض امور میں کم ہو جاتا ہے۔ جس چیز کو تعلق امور غیب سے ہے۔ اس میں ادراک وشعور اہل قبور کا زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور جس چیز کا تعلق دنیاوی امور سے ہے اس میں ادراک وشعور اہل قبور کا کم ہو جاتا ہے۔

سبب اس کا یہ ہے کہ التفات اور توجہ اہل قبور کی امور غیبیہ میں زیادہ ہوتی ہے اور دنیاوی امور میں کم ہوتی ہے۔.......... ورنہ فی نفسہ اصل ادراک وشعور میں فرق نہیں ہوتا۔ بلکہ اصل ادراک وشعور امور غیبیہ اور دنیاوی امور دونوں کے متعلق یکساں رہتا ہے۔ بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں بھی حالت حیات باعتبار توجہ التفات اور ادراک وشعور میں کمی زیادتی ہوا کرتی ہے۔ الخ

(فتاویٰ عزیزی ، ص ۱۴۴ طبع کراچی ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء)

"ما ھو جوابکم فھو جوابنا"

حافظ ابن قیم لکھتے ہیں :-

حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان کسی ایسے شخص کی قبر سے گزرتا ہے۔ جسے وہ حیاتی میں جانتا تھا۔ اس پر سلام کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی روح لوٹا دیتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ پتہ چلا کہ مردہ اہلِ زیارت کو پہچانتا اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ (کتاب الروح : از حافظ ابن قیم ، ص ۱۷ طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

نیز لکھتے ہیں :-

مختلف اسناد سے شیخین (مسلم و بخاری) میں روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے امر سے بدری مقتولوں کو ایک گڑھے میں ڈال دیا گیا تھا۔ پھر نبی کریم ﷺ اس گڑھے کے قریب آ کر کھڑے ہوئے اور ان کے ناموں کے ساتھ فرمایا: کیا تم نے اپنے پروردگار کے عہد کو سچا پالیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ نبوی ﷺ میں عرض کیا۔ آپ ان سے مخاطب فرمارہے ہیں۔ جن کی لاشیں بھی سڑ چکی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے عمر! اس خالقِ برحق کی قسم جس نے مجھے رسول برحق بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ میری بات تم بھی ان سے زائد نہیں سنتے۔ جس قدر وہ سنتے ہیں۔ مگر جواب دینے سے قاصر ہیں۔ حضور ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے کہ جب لوگ مردہ کو دفن کرنے کے بعد واپس آتے ہیں تو مردہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ اس کے علاوہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی امت کو یہ تعلیم بھی دی ہے کہ جب وہ مردوں کو سلام کریں تو خطاب کے ساتھ سلام کریں۔ یہ کہا کریں: "السلام علیک دار قوم مؤمنین" "اے اہل ایمان تم پر سلامتی ہو۔ اس نوع کا خطاب اس سے کیا جاتا ہے جو سماعت اور معرفت رکھتا ہو.......... اگر کوئی صاحب میّت کے قریب نماز پڑھتا ہے تو وہ اسے دیکھتا ہے اور اسے نماز کی خبر ہو جاتی ہے۔ اور اس پر نماز کی وجہ سے رشک کرتے ہیں۔

(کتاب الروح، ص ۱۷-۱۸ طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

جب عالم برزخ میں عام لوگوں کی سماعت وبصر کا یہ حال ہے تو اولیاء کرام کی سمع وبصر کا زیادہ ہو جانا کوئی بعید بات نہیں۔ دیگر نبی کریم ﷺ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمانا کہ کفار مردے تم زندوں سے زیادہ سنتے ہیں۔ تو جب کفار مردوں کی یہ حالت ہے تو اولیاء کرام کی سماعت کو قبروں میں زیادہ ماننے سے کون سی شرعی حجت مانع ہے۔

☆--حافظ ابنِ قیم مزید لکھتے ہیں :-

ایک دن ابنِ اساس ایک جنازے کے ہمراہ تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے ایک قبر کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ واللہ! میرا دل بیدار تھا۔ قبر سے آواز آئی یہاں سے ہٹ جاؤ، مجھے تکلیف نہ دو۔ الخ (کتاب الروح، ص ۱۸ طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

****

اعتراض :- ابنِ لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

"میں کل مرجاؤں گا"

ظرافتِ طبع کے لیے ایک افسانوی قصہ بھی سن لیجئے۔

ایک عارف راوی ہیں۔ مکہ معظمہ میں ایک مرید نے مجھ سے کہا: "پیرومرشد میں کل ظہر کے بعد مرجاؤں گا۔ حضرت ایک اشرفی لیں۔ آدھی میں میرا دفن اور آدھی میں میرا کفن کریں۔

جب دوسرا دن ہوا اور ظہر کا وقت آیا مرید مذکور نے آکر طواف کیا، پھر کعبہ سے ہٹ کر لیٹا تو روح نہ تھی۔ میں نے قبر میں اتارا (اس نے) آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا: کیا موت کے بعد زندگی ہے؟ کہا: "انا حی وکل محب اللہ حی" میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر دوست زندہ ہے۔

(احکام المؤمنین، رسائلِ رضویہ: ۲۴۳)

احمد رضا نے اپنی ایک اور کتاب میں اس مسئلہ پر یوں باب باندھا ہے۔ "انبیاء و شہداء اور اولیاء اپنے ابدان مع اکفان زندہ ہیں۔" (ایضاً، ص ۲۳۹) (میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ص ۹۹-۹۸)

الجواب :- اس قصہ کو افسانوی قصہ قرار دینا سراسر جہالت اور وہابیت ہے۔ اس واقعہ کو مولانا احمد رضا بریلوی اور محدث علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۱۱ء) نے استاذ ابوالقاسم قشیری (م ۴۶۵ء) کے رسالہ قشیریہ سے نقل کیا ہے۔ اور یہ ابو یعقوب سوسی علیہ الرحمۃ کے ایک مرید کا واقعہ ہے۔ فرماتے ہیں :- میرا ایک مرید آیا اور مجھ سے کہا اے استاذ! میں کل ظہر کے وقت مرجاؤں گا تو یہ دینار رکھ لو۔ آدھے میں قبر اور آدھے میں میرے کفن کا انتظام کرنا۔ جب دوسرے روز ظہر کا وقت آیا تو اس نے آکر طواف کیا۔ اور پھر دور کھڑا ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد مرگیا۔ جب میں نے اس کو قبر میں رکھ دیا تو اس نے آنکھیں کھول دیں، تو میں نے اس سے کہا کہ مرنے کے بعد بھی زندگی ہوتی ہے؟ تو اس نے کہا میں اللہ کا محب ہوں اور اللہ کا ہر محب ہمیشہ کے لیے زندہ ہے۔

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور: از امام سیوطی، ص ۱۹۱، طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

اس واقعہ کو افسانہ کہنے والو! مولانا احمد رضا بریلوی اور امام جلال الدین سیوطی محدث اس واقعہ کے ناقل ہیں۔ اور اس کا اصل ماخذ استاذ ابو القاسم قشیری (م ۴۶۵ھ) کا رسالہ قشیریہ ہے۔ اور ان کے متعلق ابنِ لعل دین کی قلم حرکت میں کیوں نہیں آئی؟ تقریباً 950 سال

اس واقعہ کو رسالہ قشیریہ میں درج کئے ہوئے گزر چکے ہیں۔ مگر آج تک کسی جید عالم، مفسر، محدث اور فقیہہ نے اس کو افسانہ قرار نہیں دیا۔ یہ فقط آپ کی جہالت اور وہابیت ہے۔

(ان قوم الوہابیۃ لایعقلون)

امام قشیری (م ۴۶۵ھ) کا مقام حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی نظر میں

امام قشیری ۳۷۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ابوالقاسم یمانی، ابو بکر فورک، ابو اسحاق سفرائنی اور دیگر علماء عصر سے علوم دینیہ کی تکمیل کی۔ شیخ ابو علی دقاق اور شیخ عبدالرحمٰن کی صحبت میں رہ کر ان سے ظاہر و باطن کا فیض حاصل کیا۔ احوالِ عالیہ، مجاہدات، تربیتِ مریدین اور عبارتِ شیریں سے تذکیر اور نصیحت کرنا ان تمام نعمتوں سے مالا مال ہو کر اپنے وقت کے بے نظیر امام تھے۔ ۴۶۵ھ میں اس دارِ فانی سے رحلت فرمائی۔ ان کے حالات میں بطریقِ تواتر یہ منقول ہے کہ جو نوافل صحت کی حالت میں ادا کیا کرتے تھے وہ مرض الموت میں بھی فوت نہیں ہوئے۔ تمام نمازیں کھڑے ہو کر ادا کرتے رہے۔ ان کے انتقال کے بعد ابو تراب مراغی نے خواب میں دیکھا تو ان کے سوال پر یہ فرمایا کہ میں عجب عیش اور راحت میں ہوں۔ (بستان المحدثین، ص ۱۲۵ طبع کراچی)

مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں :-

آپ خراسان کے اعاظم مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ رسالہ قشیریہ، تفسیر الطائف الاشارات آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ "قاسم امام اصفیا" (۴۶۵ھ) آپ کی تاریخ وفات نکلتی ہے۔

(خزینۃ الاصفیاء، ص ۷۶ الطبع لاہور ۱۹۸۳ء)

چند واقعات جو اس واقعہ کی تصدیق کرتے ہیں

O-- جبیر کہتے ہیں کہ میں خدائے وحدہٗ لاشریک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے ثابت بنانی علیہ الرحمۃ کو قبر میں اتارا، میرے ساتھ حُمیدؒ بھی تھے۔ جب ہم اینٹیں رکھ چکے تو اچانک ایک اینٹ گر پڑی اور میں نے ثابت[1] کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور، ص ۷۴ طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

[1] ثابت بن اسلم البنانی :- تابعی ہیں بصرہ کے مشہور علماء میں سے ہیں اور ثقات میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرنے میں مشہور ہوئے۔ اور ان کی شاگردی میں چالیس سال گزارے انہوں نے بہت سے علماء سے روایتِ حدیث کی ہے اور ایک بڑی جماعت نے ان سے۔ ان کی وفات ۱۲۳ھ میں واقع ہوئی۔ انہوں نے ۸۶ سال کی عمر پائی۔

O-- حضرت قاضی محمود علیہ الرحمۃ (م ۹۲۰ھ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں :- قاضی محمود است صاحب سکر و ذوق و عشق و محبت .... نقل است کہ در وقتی کہ او را دفن میکردند پدر بزرگوار او گوشہ کفن از روی او برو آشتہ نگاہی جانب اومی کرد او نیز چشم بکشاد و تبسم کرد پدر گفت بابا محمود ایں چہ اداہائے طفلانہ است ہمچناں باز چشم بر بست وی۔ الخ (اخبار الاخیار، ص ۱۶۲، طبع سکھر)

وہابیہ نجدیہ کی افسانوں بھری کتاب = کتاب الروح از ابنِ قیم جوزی

جس میں اس قسم کے کئی ایک واقعات درج ہیں مگر ابنِ لعل دین اور امیر حمزہ کی زبان اور قلم حرکت میں نہیں آتی۔ طوالت کے خوف سے ہم اپنے اس دعویٰ پر چند ایک قصص بیان کرتے ہیں۔

......☆ وہابیہ کے دس افسانے ☆......

نمبر 1 .. اہل و عیال کے حالات سے باخبر رہنا :-

حضرت عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مرنے والا اپنے اہل و عیال کے حالات سے باخبر رہتا ہے اسے ان کے غسل دینے اور کفنانے کا بھی علم ہوتا ہے۔ اور وہ انہیں دیکھتا ہے۔ مجاہد کا قول ہے کہ مردہ اپنی اولاد کی نیکیوں سے قبر میں خوش ہوتا ہے۔ (کتاب الروح از ابنِ قیم جوزی، ص ۲۶، طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

نمبر 2 .. عبداللہ کی حکمتِ عملی :-

کہتے ہیں کہ عبداللہ ایک صالح آدمی تھے۔ یہ مردوں کو خواب میں دیکھ کر ان سے خفیہ باتیں معلوم کر لیا کرتے تھے اور ان کے اہلِ خانہ اور رفقاء کو بتا دیا کرتے تھے۔ ان میں انہیں کمال حاصل تھا اور دور دور تک معروف تھے۔ لوگ دور دور سے ان کے پاس آکر کہتے کہ ہمارا فلاں رفیق مر گیا اس کے پاس مال تھا مگر اسے بتانے کا موقعہ نہ مل سکا۔ اب مال کا پتہ نہیں کہ کہاں گڑا ہوا ہے۔ یہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہوگا تو مل جائے گا تم کل آنا۔ پھر یہ اللہ کی بارگاہ میں دعا کر کے سو جاتے اور خواب میں اسی مردے کو دیکھتے۔ پھر اس سے اس کے مال کے بارے میں دریافت کرتے وہ اسے بتا دیتا تھا کہ مال فلاں جگہ ہے۔ (کتاب الروح، ص ۶۶-۶۷)

نمبر 3 .. دینار کا مل جانا :-

عبداللہ کا ایک واقعہ ہے کہ ایک بڑی عورت نے وفات پائی۔ جو نہایت صالحہ تھی۔ ان کے پاس کسی عورت کی سات اشرفیاں امانت رکھی ہوئی تھیں۔ وہ آہ وزاری

کرتی ہوئی عبداللہ کی خدمت میں آئی اور ان سے اپنا واقعہ بیان کیا اور صالحہ کا نام بتا کر چلی گئی۔ پھر دوسرے روز آئی تو عبداللہ نے کہا کہ مجھے خواب میں صالحہ نے بتایا ہے کہ میرے گھر کی چھت پر سات لکڑیاں ہیں۔ ساتویں لکڑی میں ایک اونی کپڑے میں لپٹے ہوئے دینار رکھے ہیں۔ وہاں سے لے لو۔ چنانچہ وہاں سے دینار مل گئے۔ (کتاب الروح، ص ۶۷)

نمبر 4.. آیۃ کریمہ کا کمال :- زید بن وہب کا بیان ہے کہ میں ایک قبرستان میں گیا۔ اتنے میں ایک شخص نے آکر قبر برابر کی۔ پھر میرے پاس آکر بیٹھ گیا۔ میں نے اس سے دریافت کیا یہ قبر کس کی ہے؟ اس نے کہا کہ یہ میرے بھائی کی قبر ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ تمہارے سگے بھائی کی قبر ہے۔ اس نے کہا نہیں میرے اسلامی بھائی کی قبر ہے۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا۔ دریافت کیا سب تعریف اللہ کے لیے ہے آپ تو حیات ہیں۔ کہا سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ جو آیت تم نے پڑھی اگر میں اسے پڑھ سکتا تو یہ مجھے تمام دنیا جہان سے عزیز تھی۔ پھر کہا کہ تم خبر نہیں رکھتے ہو جس جگہ مجھے مسلمانوں نے دفن کیا تھا فلاں شخص نے وہاں دو رکعت نماز پڑھی۔ کاش میں ان دو رکعات پر اختیار رکھتا تو مجھے یہ دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز ہیں۔

(کتاب الروح، ص ۱۹)

نمبر 5.. عالمِ نزع میں مرحبا کی پکار :- اور اگر مرنے والا بول نہیں سکتا تو دل سے جواب دیتا ہے۔ اسی سبب سے بعض اہلِ موت کو سکرات کے وقت اہلاً و سہلاً اور مرحبا مرحبا کہتے ہوئے سنا گیا ہے۔ ہمارے استاد صاحب کا قول ہے نہ جانئے کہ آپ نے مشاہدہ فرمایا تھا یا کسی سے سنا تھا کہ ایک مرنے والا کہہ رہا تھا مرحبا مرحبا۔ (کتاب الروح، ص ۲۰)

نمبر 6.. ملائکہ سے گفتگو کا راز :- ایک بزرگ خیر النساج نامی نے بوقتِ نزع فرمایا میں صبر کروں گا۔ اللہ رحیم و کریم تمہیں خیریت سے رکھے۔ جو تم پر حکم کیا گیا ہے اس کے بغیر چارہ نہیں اور میری عمر کا پیمانہ بھر چکا ہے۔ پھر پانی منگوایا اور وضو کیا اور نماز ادا کر کے فرمایا اب تم اللہ کے حکم کو بجا لاؤ۔ یہ کہہ کر حیاتِ جاودانی حاصل کر لی۔ (کتاب الروح، ص ۱۲۰)

نمبر 7.. خواب میں زیارت سے خوشخبری دینا :- تماضر بنتِ سہل ایوب بن عینیہ کی بیوی کا بیان ہے کہ میں نے سفیان بن عینیہ کو خواب میں دیکھا۔ کہہ رہے تھے کہ اللہ تبارک

وتعالیٰ میرے بھائی کو بہتر جزا دے۔ وہ میری بکثرت زیارت کرتے ہیں۔ وہ آج بھی میرے پاس آئے تھے۔ ایوب نے یہ سن کر کہا واقعی آج بھی وہ قبرستان گئے تھے اور سفیان کی قبر پر بھی گئے تھے۔

(کتاب الروح، ص ۲۸)

نمبر 8.. مسائل کی دریافتگی :- علامہ ابن قیم نے کہا ہے کہ بہت سے ان لوگوں نے جو شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ کے معتقد نہیں تھے۔ بیان کیا کہ انہوں نے ابن تیمیہ کو خواب میں دیکھا اور فرائض کے پیچیدہ مسائل دریافت کیے اور شیخ نے انھیں حل کر دیا۔ (کتاب الروح، ص ۶۸)

نمبر 9.. زیورات سے آراستہ کرنا :- ایک دفعہ ایک طرطوسی نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی الٰہی مجھے اہلِ قبور کی زیارت کرا تاکہ میں ان کے مقام کے بارے میں دریافت کروں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ پھر میں نے دس برس کے بعد خواب میں دیکھا کہ جیسے اہلِ قبور اپنی قبروں سے نکل کر آئے ہیں۔ اور مجھ سے ہر شخص پہلے گفتگو کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم دس برس سے بارگاہِ الٰہی میں دعا کر رہے ہو کہ اللہ تمہیں ہمیں دکھلائے اور تم ایک ایسے شخص کے متعلق ہم سے دریافت کرو جو تم سے جس وقت جدا ہوا ہے اسی وقت سے اسے فرشتے طوبیٰ کے درخت کے نیچے زیورات سے آراستہ کر رہے ہیں۔ (کتاب الروح، ص ۵۵-۵۶)

اعتراض :- احمد رضا بریلوی نے اپنی ایک اور کتاب میں اس مسئلہ پر یوں عنوان باندھا ہے۔

"انبیاء و شہداء اور اولیاء اپنے ابدان مع اکفان زندہ ہیں"

الجواب :- حافظ ابنِ قیم جوزی لکھتے ہیں :- ایک بزرگ نامی احمد بن عمر نے فرمایا کہ یہ پیچیدگی انشاء اللہ اس بیان سے حل ہو جائے گی کہ موت میں عدم نہیں ہے بلکہ انتقال مکانی ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ شہید قتل اور موت کے بعد زندہ رہتے ہیں۔ کھاتے پیتے ہیں۔ نعمتِ خداوندی سے لطف حاصل کرتے ہیں۔ اور دنیاوی احباب و اقارب سے بھی خوش ہوتے ہیں۔ پھر جب شہداء کی یہ برزخی حیاتی ہے تو انبیاء علیہم السلام بدرجہ اولیٰ اس کے مستحق ہیں۔ مزید برآں حضور ﷺ سے ثابت ہے کہ زمین انبیاء کرام کے اجسام کو نہیں کھاتی۔ اور یہ بھی کہ آپ اسراء کی رات بیت المقدس میں انبیاء کرام کے اجتماع میں شریک ہوئے اور آسمان میں بھی انبیاء کرام سے ملے۔ خاص طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور یہ بھی آپ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جو مسلمان مجھے سلام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے سلام کا جواب

دینے کے لیے میری روح مجھ پر لوٹا دیتا ہے۔......ان تمام اقوال سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ انبیاء کرام برزخی زندگی سے زندہ ہیں۔ (کتاب الروح، ص ۲۷ از ابن قیم جوزی طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

☆--امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں :-

ابو یعلی اور بیہقی نے اور ابنِ مندہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء کرام (موت کے بعد) زندہ ہیں۔ اور اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

مسلم نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ رسول ﷺ نے معراج کی شب میں موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا، (شرح الصدور حال الموتی والقبور، ص ۱۷۳ طبع کراچی)

نیز فرماتے ہیں :- اللہ تعالیٰ نے شہداء کے بارے میں فرمایا اور گمان نہ کرو ان لوگوں کے بارے میں جو قتل کیے گئے اللہ کی راہ میں مردہ ۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے نزدیک رزق دیے جاتے ہیں اور انبیاء اس کے ساتھ اولیٰ ہیں اور وہ اجل واعظم ہیں، اور کوئی نبی نہیں لیکن اس نے نبوت کے ساتھ وصفِ شہادت کو بھی جمع کر لیا۔ لہٰذا وہ لفظ آیت کے عموم میں ضرور داخل ہوں گے۔

(انباء الاذکیاء، ص)

O-- قاضی شوکانی غیر مقلد لکھتے ہیں :-

جمہور (اہل سنت) کے نزدیک آیۃ کے معنی یہ ہیں کہ شہداء کرام حیاتِ حقیقیہ کے ساتھ زندہ ہیں۔ (حیاۃ حقیقی تسلیم کرنے کے بعد) اس کی کیفیت میں جمہور کے درمیان اختلاف ہے۔ الخ

(تفسیر فتح القدیر از شوکانی ، ص ۱۶۵)

☆--ملا علی قاری حنفی مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"اولیاء اللہ لا یموتون ولکن ینتقلون من دار الی دار" (مرقاۃ، ص ۲۴۱ طبع ملتان)

ترجمہ :- اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک دار سے دوسرے دار (یعنی دنیا سے برزخ) کی طرف انتقال کرتے ہیں۔

O--- حافظ ابو بکر خطیب نے محمد بن مخلد سے روایت کی کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا۔ تو میں ان کو قبر میں اتارنے کے دلیے اترا۔ تو میں نے دیکھا کہ پاس والی قبر سے کچھ حصہ کھل گیا ہے تو مجھے ایک شخص نظر آیا۔ جو نئے کفن میں ملبوس تھا اور اس کے سینہ پر چنبیلی کے پھولوں کا ایک گلدستہ رکھا تھا۔ تو

میں نے اس کو اٹھایا تو وہ بالکل تروتازہ تھے۔ میرے ساتھ دوسرے حضرات نے بھی سونگھا۔ پھر ہم نے اس کو وہیں رکھ دیا۔ اور اس سوراخ کو بند کر دیا۔ (شرح الصدور حال الموتی والقبور، ص ۱۸۱ طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

O-- صاحبِ دلائل الخیرات حضرت سید محمد بن سلیمان حسینی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۷۰ھ) کے متعلق صاحبِ جامع کرامات اولیاء لکھتے ہیں :- آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی وفات کے ستر سال بعد بلاد سوس میں آپ کی قبر میں سے نعش مبارک کو مراکش نقل کیا گیا تو آپ کو ایسا ہی پایا گیا جیسے دفن کیے گئے تھے۔ اور ایک طویل مدت گزارنے کے بعد کوئی تغیر پیدا نہیں ہوا تھا۔ سر اور داڑھی کے بالوں میں خط بنانے کا نشان ایسا ہی تازہ تھا جیسا کہ انتقال کے وقت، کیونکہ انتقال کے وقت آپ نے خط بنوایا تھا۔ اور کسی شخص نے ان کے چہرے پر انگلی رکھ کر چلائی تو اس کے نیچے سے خون ہٹ گیا۔ جب انگلی اٹھائی تو خون لوٹ آیا۔ (جمال الاولیاء، خلاصہ جامع کرامات اولیاء، ص ۱۷۶،۱۷۷ الطبع لاہور)

O-- مولانا محمد عمر نعیمی کا بیان ہے : کہ مولانا کفایت علی شہید (جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء) کی شہادت سے تقریباً ۳۵ سال بعد مولانا کی قبر کو جو جیل کے قریب واقع ہے سڑک میں آگئی تھی جس سے قبر کھل گئی۔ دیکھا کہ جسم ویسا ہی رکھا تھا۔ مولانا محمد عمر نعیمی کے نانا شیخ کرامت علی ٹھیکیدار نے جسم مبارک دوسری جگہ عقب جیل دفن کرادیا۔ قبر اب تک محفوظ ہے۔

(تذکرہ کافی شہید، ص ۱۳۳ طبع خانیوال)

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ میرے ناز اُٹھاتا ہے"

☆--سید ابو علی قدس سرہٗ راوی ہیں :

"میں نے ایک فقیر (یعنی صوفی) کو قبر میں اتارا جب کفن کھولا ، ان کا سر خاک پر رکھ دیا۔ فقیر نے آنکھیں کھول دیں اور مجھ سے فرمایا : اے ابو علی! تم مجھے اس کے سامنے ذلیل کرتے ہو جو میرے ناز اٹھاتا ہے۔ میں نے پوچھا : اے میرے سردار! کیا موت کے بعد بھی تم زندہ ہو؟ فرمایا : بلیٰ انا حی وکل محب اللہ حی لا نصرنک بجاھی غداً - میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر پیارا زندہ ہے بے شک وہ عزت جو مجھے روزِ قیامت ملے گی۔ اس سے میں تیری مدد کروں گا۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.........ص ۹۹)

الجواب :- اس واقعہ کو امام جلال الدین سیوطی محدث (م ۹۱۱ھ) نے اپنی تالیف "شرح الصدور فی حال الموتی والقبور" میں رسالہ قشیریہ (از امام ابو القاسم قشیری م ۴۶۵ھ) سے نقل کیا ہے اور انہوں نے اس واقعہ کو "کراماتِ اولیا" میں ذکر کیا ہے۔ اور اس کے راوی شیخ ابو علی احمد رودباری (م ۳۲۲ھ) ہیں۔ تقریباً ۱۱۰۰ برس گزر چکے ہیں اور علمائے اسلام اس واقعہ کو اپنی تصانیف و تالیفات میں نقل کرتے آرہے ہیں۔ مگر ان میں سے کسی نے بھی ابنِ لعل دین نجدی جیسا جاہلانہ تبصرہ نہیں کیا اور اولیاء کاملین کی کرامات کا انکار اور تمسخر اڑانا سراسر گمراہی ، بے دینی اور خداوند قدوس کے غضب کو دعوت دینا ہے۔ اور معتزلہ کا طریقہ ہے۔

﴿اولیاء کی کرامات برحق ہیں﴾....... اولیاء کی کرامات کا قائل ہونا صحیح عقیدہ ہے اور اولیاء اللہ کی بہت سی حکایتوں سے کرامات کے برحق ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

(رسالہ قشیریہ ص ۴۸۲ / از امام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری م ۴۶۵ھ / طبع اسلام آباد ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء)

جس طرح اولیاء کاملین کی ظاہری حیات میں ان سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے اسی طرح موت کے بعد بھی عالم برزخ میں ان سے کرامات کا ظہور ہونا اہل سنت کے نزدیک درست و صحیح ہے۔

☆--- علامہ عبد الغنی نابلسی (م ۱۱۴۳ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

" وقدورد فی کتب المحققین من اهل الله تعالیٰ کثیر من الحکایات والاخبار المصححة عن وقوع الکرامات الاولیاء بعد الموت و تداولة الثقات محالا یسعنا انکاره "

(کشف النور عن اصحاب القبور، ص ۶ طبع استنبول (ترکیہ) ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء)

☆--- حضرت ابو یعقوب سوسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں۔ (خلاصہ)

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور ص ۱۹۱) (رسالہ قشیریہ ص ۶۵۴ طبع اسلام آباد ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء)

"رہا ہر رگ کا فرمانا : بے شک وہ عزت جو مجھے روز قیامت ملے گی اس سے میں تیری مدد کروں گا۔"

درج ذیل حدیث نبوی سے اس کی تائید ہوتی ہے :

" و عن عثمان بن عفان قال قال رسول الله ﷺ یشفع یوم القیامة ثلثة الانبیاء ثم العلماء ثم الشهداء۔ رواه ابن ماجه " (مشکوٰۃ مع اردو ترجمہ ص ۸۷ جلد سوم طبع لاہور)

ترجمہ :- عثمان بن عفان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین قسم کے لوگ قیامت کے دن سفارش کریں گے۔ انبیاء پھر علماء پھر شہداء۔

☆--- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

" قال رسول الله ﷺ اهل المعروف فی الدنیااهل المعروف فی الآخرة و اهل المنکر فی الدنیا هم اهل المنکر فی الآخرة " (کرامات الاولیاء للخلال م ۴۳۹ھ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو دنیا میں بھلائی کرنے والے ہیں وہی آخرت میں بھلائی کرنے والوں میں شمار ہوں گے۔ اور جو دنیا میں برائی کرنے والے ہیں وہی آخرت میں برائی کرنے والوں میں شمار ہوں گے۔

اور جب ولیٔ کامل مراتبِ قطبیت و فردانیت طے کر کے مرتبہ محبوبیت پر پہنچ جاتے ہیں تو ان کی ذات اسرار الٰہی کا مرکز بن جاتی ہے اور پھر پروردگار ایسے بندے کی رضا کا طالب ہو جاتا ہے۔ یہ کیف و سرور ، رازو نیاز اور مشاہدہ حق کی باتیں ہیں جن کو فرقہ وہابیہ سمجھنے سے قاصر ہے۔ اسی لیے اولیاء اللہ پر بے جا تنقید کرنا ان کی عادت بن چکی ہے۔

اعتراض :- ابنِ لعل دین نجدی مندرجہ ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے :

.... مردے نے چادر پکڑ لی ....

اعلیٰ حضرت کے بیٹے کے متعلق لکھتے ہیں : " ہندوستان کے جلیل القدر محدثین مشائخ اور خاندان کے افراد کی موجودگی میں حضور مفتی اعظم ہند کو (مرنے کے بعد) غسل دیا جارہا تھا۔ تمام ملبوسات اتار لئے گئے اور چادر آپ کے جسم مبارک پر ڈال دی گئی۔ اچانک ہوا چلی اور جسم اطہر پر پڑی ہوئی چادر مبارک ہوا کی وجہ سے ہلنے لگی۔ قریب تھا کہ بے پردگی ہو جاتی۔ حضور مفتی اعظم ہند نے اس اڑنے اور کھسکنے والی چادر کو انگشت شہادت والی انگلی کی گرفت میں لے لیا اور پھر بتدریج ہاتھ مبارک نیچے آگیا اور جسم مبارک پر چادر تن گئی۔ اور آپ نے تا فراغتِ غسل چادر مبارک کو دست مبارک سے نہ چھوڑا۔ جب کفن زیبِ تن کرنے کا موقعہ آیا تو چادر دست پاک سے چھوڑ دی۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا........ ص ۱۰۰)

الجواب :- یہ حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی کرامت ہے۔ جیسا کہ مولانا عبد المجتبیٰ رضوی

نے ''تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ'' میں قبلہ مفتی صاحب کے ترجمہ میں زیرِ عنوان تحریر کیا ہے۔
''وقتِ غسل عظیم کرامت'' اور پھر مذکورہ بالا کرامت کا تذکرہ کیا ہے۔الخ

(مشائخ قادریہ رضویہ ص ۵۲۵ طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

اور اس قسم کی کرامات کا ظہور تابعین اور سلف صالحین سے ثابت ہے اور کرامات کا انکار کرنا معتزلہ کا مذہب ہے۔ طوالت کے پیشِ نظر ہم چند ایک کرامات تحریر کرتے ہیں :-

O---زمانہ تابعین کا واقعہ :

ابو نعیم نے ربعی سے روایت کی، وہ کہتے ہیں کہ ہم چار بھائی تھے اور میرا بھائی ربیع ہم سے زاید پابندِ صوم وصلوٰۃ تھا۔اس کا انتقال ہوگیا۔ہم لوگ اس کے اردگرد تھے۔ کہ اچانک اس نے کپڑا اٹھا کر کہا۔السلام علیکم ! ہم نے وعلیکم السلام کے بعد کہا کیا موت کے بعد بھی، اس نے کہا جی ہاں۔اس نے کہا کہ میں نے تمہارے بعد اپنے راضی اور خوش اللہ سے ملاقات کی تو اس نے مجھ کو اپنی رحمت عطا کی اور استبرق کا لباس زیب تن کرایا۔سنو! ابو القاسم (محمد ﷺ) نماز کے لیے میرے منتظر ہیں۔جلدی کرو۔پھر وہ یہ کہہ کر حسبِ معمول خاموش ہوگئے۔

یہ بات حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پہنچ گئی تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ میری امت میں ایک شخص مرنے کے بعد بھی کلام کرے گا۔ابو نعیم کہتے ہیں کہ یہ حدیث مشہور ہے۔ بیہقی نے اس حدیث کو '' دلائل النبوۃ'' میں درج کیا اور کہا کہ یہ صحیح ہے۔اور اس کی صحت میں کوئی شک نہیں۔ (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور، ص ۳۷ طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

O--علامہ ابو القاسم قشیری فرماتے ہیں : میں نے محمد بن عبد اللہ الصوفی سے سنا کہ عمر بن یحیٰ الاردبیلی نے ان سے کہا کہ الرضی کہتے تھے کہ ابنِ جلا فرماتے تھے کہ جب میرے والد فوت ہوئے تو تختے پر پڑے پڑے مسکرادیے۔ لہٰذا کسی کو انہیں غسل دینے کی جرأت نہ ہوئی اور وہ کہتے تھے کہ یہ تو زندہ ہیں۔یہاں تک کہ ان کے ہم مرتبہ لوگوں میں سے ایک شخص نے آکر انہیں غسل دیا۔

(رسالہ قشیریہ ص ۶۳۶ طبع اسلام آباد ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء)

O--ابو القاسم قشیری فرماتے ہیں : میں نے عبد الباقی صوفی سے سنا کہ حسین بن احمد فارسی نے ان سے بیان کیا کہ وتی نے ان سے کہا کہ احمد بن منصور فرماتے تھے۔میرے استاد ابو یعقوب سوسی نے

بتلایا کہ میں نے ایک مرید کو غسل دیا تو اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا۔حالانکہ وہ تختے پر پڑا ہوا تھا۔میں نے کہا بیٹا! میرا ہاتھ چھوڑ دے۔ میں جانتا ہوں کہ تو مردہ نہیں ہے یہ (موت) تو ایک گھر سے دوسرے گھر کو منتقل ہونے کا نام ہے۔اس پر اس نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔

(رسالہ قشیریہ ص ۶۵۴ طبع اسلام آباد ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء) (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور ص ۱۹۰ طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

☆--ابراہیم بن شیبان فرماتے ہیں کہ ایک ارادت مند مرید میری صحبت میں رہا۔وہ مر گیا۔ مجھے اس کا بہت غم ہوا۔ میں خود اس کو غسل دینے لگا۔ مگر جب اس کے ہاتھ دھونے لگا تو دہشت کے مارے جائے اس کے کہ دائیں ہاتھ سے شروع کرتا۔ میں نے بائیں ہاتھ سے شروع کیا۔ مگر اس نے بایاں ہاتھ چھڑا کر دایاں ہاتھ پکڑا دیا۔اس پر میں نے کہا۔بیٹا! تو سچا ہے، مجھ ہی سے غلطی ہوئی۔ (رسالہ قشیریہ ص ۶۵۵ طبع اسلام آباد ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء) (شرح الصدور ص ۱۹۰ طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

''ھو جوابکم فھو جوابنا''

****

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ

O--صانع عالم جل مجدہٗ واجب الوجود ازلی ابدی ہے اس کا کوئی مثل نہ ذات میں ہے نہ صفات میں۔تمام کمالات ممکنات اس کی عظمت ذاتی کے ظل وپر ہیں۔

O--وجوبِ وجود ، استحقاق عبادت ، خالقیت باختیارِ خود ، تدبیرِ کائنات کلی وجزوی اس کی ذات مقدس سے مختص ہیں۔

O--کائنات کو خلعت وجود بخشنے سے پیشتر ویسا ہی کامل تھا جیسا بعد میں۔ (الآن کما کان)

O--بے نیاز ہے۔ کسی پر اس کا حق نہیں مگر اپنے فضل سے جو وعدہ فرمائے وہ ضرور وفا فرماتا ہے۔

(عقائدِ اہل سنت، ص ۳۴، ۳۵ از مولانا حشمت علی خان طبع انڈیا)

O-- ہر نبی کی روح مبارک عند الوفات جسم اقدس سے قبض ہو کر باہر نکلتی ہے اور رفیقِ اعلیٰ کی طرف جاتی ہے۔ جیسا کہ صحیحین و دیگر کتب حدیث میں وارد ہے۔

(حیات النبی، ص ۸۲ از علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ طبع ساہیوال ۱۳۹۸ھ)

O--ارشادِ خداوندی ہے ۔ کل نفس ذائقۃ الموت (القرآن الحکیم) ہر جان موت کا ذائقہ چکھنے والی

ہے۔ یہ قطعی اور یقینی حقیقت ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد اہل سنت کے نزدیک اسے ایک قسم کی زندگی عطا کی جاتی ہے۔ جس کے ذریعہ وہ ثواب و عذاب کا ادراک کرتا ہے۔ (حیاتِ جاودانی (اردو) ص ۳، علامہ شرف قادری، ص ۳ (تلخیص) طبع لاہور ۱۹۸۹ء / ۱۴۰۹ھ)

بعض معاندین یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک انبیاء علیہم السلام پر موت طاری نہیں ہوتی۔ یہ محض افتراء ہے۔ حقیقت کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

☆... علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"جو شخص انبیاء علیہم السلام کے حق میں موت اور قبضِ روح کا مطلقاً انکار کرے وہ نصوصِ قرآنیہ اور احادیثِ متواترہ کا منکر دائرہ اسلام سے قطعاً خارج ہے۔" (حیات النبی ﷺ ص ۸۰ طبع ساہیوال ۱۳۹۸ھ)

لہٰذا جب ہم انبیاء کرام کی موت اور قبض روح کا انکار نہیں کرتے تو اولیاء کرام کی موت اور قبض روح کا کس طرح انکار کر سکتے ہیں۔

ابن لعل دین وہابی کے افتراء

(۱)... کہ ہمارے (اہلسنت کے) پیر کبھی نہیں مرتے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا........ ص ۱۰۰)

(۲)... یہ لوگ (اہلسنت) رسول اللہ ﷺ اور بزرگانِ دین اور اولیاء کو اللہ کی طرح ہر وقت حاضر ناظر اور زندہ سمجھتے ہیں۔ الخ (میٹھی میٹھی سنتیں........ ص ۱۰۱)

آیتِ مبارکہ "اللہ لاالٰہ الا ھو الحی القیوم۔ الخ" اور خطبہء صدیق اکبر کو جو انہوں نے حضور پرنور ﷺ کے انتقال کے وقت دیا۔ اس سے ہمارے عقائد پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ جیسے کہ ہم نے اپنے عقائد کو تفصیلاً بیان کر دیا ہے۔ خود ساختہ عقائد و نظریات گھڑ کر انہیں اہل سنت کی طرف منسوب کرنا سراسر دجل اور ظلم عظیم ہے۔

مسئلہ حاضر و ناظر اور اس کی وضاحت

حضور ﷺ حاضر ناظر ہیں جسمانیت اور بشریت کے ساتھ نہیں بلکہ بایں طور کہ عالم کا ذرہ ذرہ روحانیت و نورانیت نبی ﷺ کی جلوہ گاہ ہے۔ اور روحانیت و نورانیت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے لیے قرب و بعد یکساں ہے۔ کیونکہ عالم خلق زمان و مکان کی قید سے مقید ہے۔ لیکن عالم امر ان قیود سے پاک ہے۔

اعتراض: --ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

نماز فجر کے بعد بناوٹی اذکار:

اللھم اکفنی کل ھم من حیث شئت و من این شئت حسبی اللہ لدینی حسبی اللہ لدنیای حسبی اللہ لما اھمنی حسبی اللہ لمن بغی حسبی اللہ لمن حسدنی حسبی اللہ لمن کادنی بسوء حسبی اللہ عند الموت حسبی اللہ عند المساء له فی القبر، حسبی اللہ عند المیزان حسبی اللہ عندالصراط، حسبی اللہ الذی لا اله الا ھو علیه توکلت و ھو رب العرش العظیم O

اب اس بناوٹی ذکر کے فوائد بتاتے ہیں:

"ایک ایک بار یا تین تین بار (پڑھیں) ہر مشکل آسان ہو، سب پریشانیاں دور ہوں۔ ایمان سلامت رہے۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ مدد فرمائے۔ دشمن برباد ہوں۔ حاسد اپنی آگ میں جلیں۔ نزع (موت کے وقت روح نکلنے کا وقت) آسان ہو۔ قبر میں شاداں ہوں۔ نیکیوں کے پلہ بھاری ہو۔ صراط پر سہل جاری ہو۔"

"بعد نماز صبح بغیر پاؤں بدلے بیٹھا ہوا ذکر الٰہی میں مشغول رہے، یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو یعنی طلوع کنارہ شمس کو بیس پچیس منٹ گزر جائیں، اسوقت دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ پورے حج و عمرہ کا ثواب لے کر پلٹے۔" (الوظیفۃ الکریمہ: ۱۱، ۱۲) (میٹھی میٹھی سنتیں یا................ ص ۱۲۹)

الجواب: - مندرجہ بالا دعا میں خالق کائنات جل جلالہ سے التجاء و فریاد کی گئی ہے۔ اس دعا میں کوئی شرکیہ یا کفریہ کلمات نہیں ہیں۔ خدا جانے! ابن لعل دین کیوں آپے سے باہر ہو رہے ہیں؟ جبکہ اس دعا کے تمام الفاظ صریح اور واضح ہیں۔

O-- ابن تیمیہ لکھتا ہے:

مجہول اور غیر معروف اسماء سے دم نہیں کرنا چاہیے، چہ جائیکہ ان الفاظ سے دعا مانگی جائے۔ اگرچہ ان اسماء اور الفاظ کے معنی معلوم ہی ہوں۔ اسی بنا پر غیر عربی الفاظ سے دعا کرنا مکروہ ہے۔ ہاں جو شخص بالکل عربی نہیں جانتا وہ دوسری زبان میں دعا مانگ سکتا ہے۔ الخ

(فتح المجید شرح کتاب التوحید، ص ۴۲۹، جلد اول طبع لاہور (از عبدالرحمٰن بن حسن آل شیخ))

O--نواب صدیق حسن خاں بھوپالی وہابی لکھتا ہے :-

لیکن اکثر خلق " متوکل علی اللہ " نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رقیہ کو جائز رکھا ہے۔ مگر اس شرط سے کہ آیت یا حدیث سے ہو اور عربی زبان میں مفہوم المعنی ہو۔ لہٰذا مشائخ واہل علم نے اس طرح کے رقیئے ذکر کیے ہیں۔ اور خلق میں ان کا نفع دیکھا گیا ہے۔

(کتاب الداء والدواء از نواب صدیق حسن خان، ص ۷ طبع لاہور)

نمازِ اشراق اور اس کی فضیلت

" عن انس ؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی الفجر فی جماعة ثم قعده یذکر اللہ حتی تطلع الشمس ثم صلی رکعتین کانت له کاجر حجة و عمرة " (ترمذی شریف جلد اول (مترجم) ص ۳۱۲ طبع کراچی ۱۹۶۱ء)

☆--حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے :- حضور پر نور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ کا ارشاد پاک ہے " فیما یذکر عن ربه تبارک وتعالیٰ اذکرنی بعد العصر و بعد الفجر ساعة اکفک فیما بینهما۔ (اخرجه احمد کذا فی الدر)

کہ تو صبح کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر مجھے یاد کر لیا کر، میں درمیانی حصہ میں تیری کفایت کروں گا۔

الجواب نمبر2 :- زیر بحث دعا کے الفاظ "حسبی اللہ لدینی تا حسبی اللہ عند الصراط" کے الفاظ امام الاولیاء سید علی ہمدانی (م ۷۸۶ھ) کے جمع کردہ اوراد " اورادِ فتحیہ " میں موجود ہیں۔

(۱)..(انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، مع اورادِ فتحیہ، ص ۷۷-۷۸ طبع لائل پور از شاہ ولی اللہ دہلوی ؒ)

(۲).(جواہر الاولیاء تالیف سید باقر بن سید عثمان بخاری، ص ۳۸۲ طبع اسلام آباد (پاکستان))

اور دعا کے آخری الفاظ "حسبی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت وہو رب العرش العظیم" قرآن کریم پارہ ۱۱، سورۃ توبہ میں موجود ہیں۔ اور حصن حصین میں ماثورہ دعاؤں میں درج ذیل الفاظ موجود ہیں۔

"لا الہ الا اللہ رب العرش العظیم" (ص ۱۹۳ مع شرح شوکانی طبع بیروت)

اور دعا کے ابتدائی الفاظ " جمع الفوائد از امام محمد فاسی مغربی م ۱۰۹۶ھ کے ص ۴۶۱، جلد ۲" کی ماثورہ دعاؤں میں مفہوماً منقول ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں : پھر فرض صبح کے پڑھے۔ جب سلام پھیرے اور اورادِ فتحیہ پڑھنے میں مشغول ہو کہ ایک ہزار چار سو (۱۴۰۰) ولی کامل کے متبرک کلام سے جمع ہوا ہے۔ اور فتح ہر ایک کی ان میں سے ایک کلمہ میں ہوئی ہے۔ جو حضوری کے ساتھ اپنے اوپر لازم کر لے۔ (یعنی اسکی برکت سے مشکل آسان، پریشانیاں دور، ایمان سلامت رہے، اللہ تعالیٰ ہر جگہ مدد فرمائے، دشمن برباد ہوں۔ حاسد اپنی آگ میں جلیں۔ نزع آسان ہو۔ قبر شاداں ہو وغیرہ وغیرہ)

(انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، ص ۱۴۲ طبع لائلپور)

اورادِ فتحیہ کی بارگاہِ نبوت میں قبولیت

حضرت شاہ عبد الرحیم (م ۱۱۳۱ھ) والدِ گرامی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت سید علی ہمدانی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب بارہویں دفعہ کعبہ شریف کی زیارت کو گیا، مسجد اقصیٰ میں پہنچا۔ حضور پر نور سید عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ اس درویش کی طرف تشریف لا رہے ہیں۔ میں اٹھا اور آگے آ گیا اور سلام کیا۔ آپ نے اپنی آستین مبارک سے ایک جز نکالا اور اس درویش سے فرمایا کہ " خذ هذا الفتحیة " اس فتحیہ کو لے۔ جب میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک سے لیا اور نظر کیا تو یہی اوراد تھے۔ (جن کو میں نے جمع کیا تھا)......اس اشارہ سے اس کا نام فتحیہ رکھا گیا۔ (انتباہ فی سلاسل اولیاء، ص ۱۴۳ طبع لائل پور)

ایسی متبرک دعا جس کو بارگاہِ نبوت ﷺ سے قبولیت حاصل ہو اس کو بناوٹی کہنا اور اس پر طنز و تشنیع کرنا، رحمتِ خداوندی سے محرومی کا باعث اور پاکانِ امت سے سراسر بغاوت کرنا ہے۔

O-- مولوی عبد اللہ غزنوی غیر مقلد وہابی : اہل اللہ پر طعن کرنے اور جرح کرنے کو خدا کی درگاہ سے مردود ہونے اور محرومی کا سبب سمجھتے تھے۔

(سوانح عمری مولوی عبد اللہ غزنوی تالیف : عبد الجبار غزنوی، ص ۲۶ طبع لاہور)

****

[{غیر مقلدوں وہابیوں اور نجدیوں کے خود ساختہ (بناوٹی) اوراد و وظائف، عملیات اور نمازیں}]

O-1... فقیہ صالح بن محمد نے کہا ہے جس کو ڈر پیاس کا ہو اور وہ وقت صبح کے فاتحہ مع بسم اللہ پڑھ کر

دونوں ہاتھوں پر دم کر کے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرے تو اس دن اس کو پیاس نہ لگے گی۔

(کتاب الداء والدواء (مولوی صدیق حسن خاں بھوپالی) ص ۱۵ طبع لاہور)

O-2.. جو کوئی سورہ الم نشرح کو تین بار اور فاتحہ کو ایک بار اور انا انزلنا کو ۱۱ بار پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر فتح بغیر طلب کے کرے گا۔ (باذن اللہ) (کتاب الداء، ص ۲۵)

O-3.. چور پکڑنے کا عمل :- دو آدمی ایک لوٹا لے کر مقابل بیٹھیں اور اس کو سبابہ (انگوٹھے کے ساتھ کی انگلی) سے اٹھائیں اور نام متہم (جس پر الزام لگا ہو) کا لوٹے پر لکھیں اور سورہ یٰسین تا وجعلنی من المکرمین تک پڑھیں۔ اگر سارق (چور) وہی ہے تو ابریق (لوٹا) دورہ کرے گا اگر نہ پھرے تو دوسرے متہم کا نام لکھے، علیٰ ہٰذا القیاس جس کے نام پر چکر لگائے وہ چور ہے۔ (کتاب الداء، ص ۵۹)

O-4.. برائے ہلاکت عدو :- دشمن کا کپڑا پا کر تہ لے کر اس پر نام اس کا اور اس کی ماں کا لکھ کر ایک دائرہ کھینچ دے اور اردگرد دائرہ کے یہ آیت لکھے "اولئك الذين اشترو االضلالة مهتدين تک" پھر اس خرقہ کو ایک کوزہ جدید گلی میں رکھ کر خانہ عدو کی چوکھٹ کے نیچے گاڑ دے ایسی جگہ کہ اس کا آنا جانا ہو اس پر سے۔ (کتاب الداء، ص ۷۰)

O-5.. ایک مرد ہاشمی نے سورۃ فاتحہ لکھی اور مالک یوم الدین سات بار لکھا پھر اس کو پانی سے دھو کر اشجار پر چھڑک دیا۔ ایک سال سے وہ درخت پھل نہ لائے تھے۔ (کتاب الداء، ص ۷۹)

O-- اگر شیطان کسی گھر سے قریب ہو اور پتھر پھینکے تو یہ آیت چار لوہے کے کیلوں پر پڑھے۔ "انہم یکیدون تا رویدا O ہر کیل پر 25 مرتبہ پھر ان کو گھر کے چاروں کونوں میں گاڑ دے۔ یا اصحاب کہف کے اسماء گھر کی دیواروں پر لکھ دے۔ (کتاب الداء ، ص ۱۰۲)

O-- ختم قادریہ :- اس کو مشائخ نے واسطے بر آمد مہم کے مجرب سمجھا ہے۔ عروج ماہ میں پنجشنبہ سے شروع کر کے تین دن تک پڑھے بسم اللہ مع فاتحہ و کلمہ تمجید و درود و سورۃ اخلاص ہر ایک کو ایک سو گیارہ بار، پھر شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر اور ثواب اس کا روح پر فتوح آنحضرت و مشائخ طریقت کو دیکر تقسیم کرے۔ (کتاب الداء : ص ۱۱۲)

O-- دیگر پہلے دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورۃ اخلاص گیارہ بار پھر بعد سلام کے یہ درود ایک سو گیارہ بار پڑھے۔ اللھم صل علیٰ محمد معدن الجود والکرم و علیٰ آلِ محمد وبارک وسلم۔ پھر شیرینی پر

فاتحہ شیخ جیل (سید عبدالقادر جیلانی) پڑھ کر تقسیم کردے۔ (کتاب الداء ، ص ۱۱۲)

O-- دعائے یونس علیہ السلام برائے ہر مطلب :-

اس کے دو طریق ہیں۔ ایک تو یہ کہ سوا لاکھ بار بہیئت اجتماعی ایک مجلس میں پڑھے۔ دوسرے یہ کہ ایک شخص تنہا اس آیت کو تین سو بار بعد نماز عشاء تاریک مکان میں بیٹھ کر شرائط طہارت و استقبال قبلہ کے پڑھے اور پیالہ پانی کا بھر کر رکھ لیوے اور لحہ لحہ میں اس پانی میں ہاتھ اپنا ڈال کر منہ اور بدن پر پھیرتا رہے۔ تین روز یا سات روز یا چالیس روز تک اسی ترتیب سے پڑھے۔

(کتاب الداء ، ص ۱۱۵، از مولوی صدیق حسن خاں ، طبع لاہور)

O-- مولوی محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد وہابی : اس کے پڑھنے کا تیسرا طریق یہ لکھتے ہیں کہ نماز عشاء کے بعد تاریک مکان میں بیٹھ کر ایک پانی کا پیالہ بھر کر آگے رکھ لیں اس طرح حضرت یونس علیہ السلام کے مچھلی کے پیٹ کے اندھیرے اور دریا کے پانی کا نقشہ کھنچ جائے گا۔ اور بدن اور کپڑوں کی طہارت کے ساتھ باوضو قبلہ رو ہو کر نہایت عاجزی، زاری، خضوع اور استحضار کے ساتھ یہ دعا تین سو بار پڑھیں اور پڑھنے کے دوران میں ہر سو بار کے خاتمے پر پانی میں ہاتھ ڈال کر منہ اور بدن پر پھیرتے رہیں۔ جب پڑھ چکیں تو اکتالیس بار درود شریف پڑھیں۔ اس طرح اکتالیس روز تک یہ عمل جاری رکھیں۔ خدا کی مہربانی سے ہموم و غموم کے بادل چھٹ کر مطلع امید نظر آجائے گا۔ اور کوئی مشکل اور مصیبت ایسی نہیں جو دور نہ ہو۔ انشاء اللہ الغفار

(صلوٰۃ الرسول، ص ۴۵۱، از مولوی محمد صادق سیالکوٹی، طبع لاہور)

O-- ختم بخاری :- اس کتاب مبارک کا ختم کرنا واسطے شفاء بیمار و حفظ آفات و حوادث زمان کے بطور رقیہ جائز ہے۔ اس میں کسی شخص کا خلاف منجملہ اہل علم کے معلوم نہیں ہے۔ (کتاب الداء، ص ۱۱۷)

O-- صلوٰۃ تفریجیہ قرطبیہ :- اس کو مغاربہ صلوٰۃ ناریہ کہتے ہیں اس لئے کہ جب یہ درود ایک مجلس میں واسطے تحصیل مطلوب یا دفع مرہوب کے بعد 4444 پڑھی جاتی ہے تو وہ مقصد سرعت میں مثل نار کے حاصل ہوتا ہے۔ صیغہ اس درود کا یہ ہے۔ اللھم صل صلوٰۃ کاملۃ وسلم سلاماً تاماً علی سیدنا محمد تنحل بہ العقد وتنفرج الکرب۔ الخ (کتاب الداء ، ۱۲۰)

O-- صلوٰۃ کن فیکون :- اس کا نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ مطلب براری میں اس کو تاثیر نہایت

جلد اور قوی ہوتی ہے۔ جس کو سخت حاجت پیش آئے وہ بدھ ، جمعرات اور جمعہ کی راتوں میں دو رکعت ادا کرے ۔ پہلی رکعت میں فاتحہ ایک بار اور قل ھو اللہ احد ایک بار اور سو بار یوں کہے اے آسان کنندہ دشواری ہائے وائے روشن کنندہ تاریکی ہائے ۔ پھر سو بار استغفار اور سو بار درود شریف پڑھے۔ اور حضور دل سے دعا مانگے۔ (کتاب الداء : ص ۱۲۴)

O-- برائے ولادت مولود ذکر :-- ناف پر عورت کے جب کہ سوتی ہو ہاتھ سے مسح کرے اوّل حمل میں اگرچہ شروع ماہ سوم میں ہی کیوں نہ ہو۔ پھر تین بار یوں کہے : اللھم ان کنت خلقت۔ الخ

(کتاب الداء : ص ۱۴۶)

اعتراض :-- " ایک جگہ ذکر پاس انفاس کے متعلق ذکر اللہ کی تفصیل بتاتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ انہیں پانچوں طریقوں سے جسے چاہے ہر سانس کی آمد و رفت میں کھڑے بیٹھے، چلتے پھرتے ، وضو بے وضو ، بلکہ قضائے حاجت کے وقت (لیٹرین میں) بھی ملحوظ رکھے۔ یہاں تک کہ اس کی عادت پڑ جائے اور تکلف کی حاجت نہ رہے۔" (الوظیفہ الکریمہ، ص ۱۸-۱۷)

(میٹھی میٹھی سنتیں .... ص ۱۳۴)

الجواب :-- جناب ابن لعل دین نے وظیفہ الکریمہ کی ایک عبارت کے آخری کلمات نقل کر کے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی ذات کو تنقید و ہدف کا نشانہ بنایا ہے۔ جبکہ عبارت کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں : " دوزانو آنکھ بند کیے، زبان تالو سے جمائے کہ متحرک نہ ہو، محض تصور سے کہ سانس کی آواز بھی نہ سنائی دے۔ الخ (الوظیفہ الکریمہ ، ص ۱۷ طبع لاہور)

اگر تمہارے پاس اس طریقہ سے ہر وقت ہر جگہ ذکر کرنے کی کوئی دلیل ہو تو پیش کرو اور یاد رہے کہ دلیل نصِ قطعی اور حدیث مرفوعہ صحیحہ سے ہو۔ (انشاء اللہ قیامت تک دلیل پیش نہ کرسکو گے)

جبکہ امام الکبیر محمد بن محمد بن علی بن یوسف المشہور ابن جزری (م ۸۳۳ھ) لکھتے ہیں :

" و اذا دخل باھله فلیاخذ بناصیتھا ، ثم لیقل - اللّٰھم انی اسئالك خیرھا و خیر ما جبلتھا علیه و اعوذبك من شرھا و شر ما جبلتھا علیه " (تحفۃ الذاکرین، ص ۱۷۱ علامہ شوکانی طبع بیروت)

اب ایسی حالت میں دعائیہ کلمات پڑھنے جائز ہیں تو محض تصور میں ذکر الٰہی کرنا کیونکر ممنوع ہوگا۔

☆-- خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا کہ مقصود ذکر کرنے سے یہ ہے کہ دل ہمیشہ حضرت حق

کے ساتھ رہے۔ بوصفِ محبت اور تعظیم کے۔ اس واسطے کہ ذکر یعنی یاد دفع غفلت کا نام ہے۔

(شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل از شاہ ولی اللہ، ص ۹۰، طبع کراچی)

☆-- **حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :**

اور خلوت در انجمن کا مطلب یہ ہے کہ دل سے خدا کے ساتھ مشغول رہے اپنے جمیع حالات میں پڑھنے میں۔ اور کلام کرنے اور کھانے پینے اور چلنے میں تو سالک کو واجب ہے خدا کی طرف متوجہ رہنے کا۔ الخ (شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل از شاہ ولی اللہ ... ص ۸۸ ، طبع کراچی)

اعتراض :-- ابنِ لعل دین نجدی زیرِ عنوان لکھتا ہے۔

" بعد نماز عشاء کے بناوٹی اذکار"

اللّٰھم صلّ علی سیّدنا محمد کما امرتنا ان نصلی علیه

// // // کما ھو اھله

// // // کما تحب و ترضیٰ

// // روح سیدنا محمد فی الارواح

اللّٰھم صلّ علی سیدنا محمد فی الاجساد

اللّٰھم صلّ علی قبرِ سیدنا محمد فی القبور

صلی اللہ علٰی سیدنا و مولانا محمد

طاق بار جتنا نبھ سکے۔ حصول زیارت کے لیے اس سے بہتر صیغہ نہیں۔ مگر خاص تعظیم شان اقدس کے لیے پڑھے۔ اس نیت کو بھی جگہ نہ دے کہ مجھے زیارت (رسول) عطا ہو، آگے ان کا کرم بے حد و انتہا ہے .... منہ مدینہ کی طرف ہو اور دل حضور اقدس ﷺ کی طرف دست بستہ پڑھے، یہ تصور باندھے کہ روضہ انور کے حضور حاضر ہوں اور یقین جانے کہ حضور انور ﷺ اسے دیکھ رہے ہیں اور اس کی آواز سن رہے ہیں۔ اس کے دل کے خطروں سے مطلع ہیں۔

(الوظیفہ الکریمہ ص ۱۴-۱۳)

الجواب :-- شیخ عبد الحق محدثِ دہلوی لکھتے ہیں :- کہ علامہ سدی جو بڑے مفسرین میں سے ہیں۔ صحابہ کرام کی ایک جماعت سے نقل کرتے ہیں کہ جس شخص کو حق تعالیٰ شانہٗ قوتِ گویائی اور

صحیح معانی کو فصیح الفاظ میں تعبیر کرنے کی قوت عطا فرمائے۔ اور جو حضور ﷺ کی آیات شرف و عظمت کو صلوٰت و تسلیمات کے ساتھ بیان کرے اور اس مسلک عالی کا چلنے والا اور اس نعمت مبارک کو پہچاننے والا ہو وہ اس حکم عالی کا جالانے والوں میں سے ہوگا۔ اور درود پاک کے بعض صیغوں کی فضیلت کے بارے میں جو علماء کا اختلاف ہے غالباً اس کا دار و مدار اسی حدیث (اذا صلیتم علی فاحسنو الصلاۃ) پر ہوگا۔ اور اس کا اعتبار کرتے ہوئے اکابر سلف و خلف نے درود شریف کے ماثورہ صیغوں کے مطابق بلیغ اور کامل صیغے درود شریف جمع کیے ہیں۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب۔ ص ۲۶۳ کراچی ۱۳۹۲ھ)

مزید لکھتے ہیں :- خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے اسباب میں سے مندرجہ ذیل درود شریف بھی ہے جس کو کامل طہارت کے ساتھ اور التزام کے ساتھ پڑھا جائے اس درود کو کثرت سے پڑھنے کی برکت سے حق تعالیٰ شانہٗ خواب میں آپکی زیارت پاک نصیب فرمادیتے ہیں :

اللّٰهم صلِّ علیٰ سیّدنا محمد کما تحب و ترضیٰ له

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل درود پاک بھی اس سعادت کے حصول کے لیے اکثیر ہے۔

اللّٰهم صلِّ علیٰ روحِ محمد فی الارواح ، اللّٰهم صلِّ علیٰ جسده فی الاجساد
اللّٰهم صلِّ علیٰ قبره فی القبور (جذب القلوب الی دیار المحبوب، ص ۳۵۱ طبع کراچی ۱۳۹۲ھ)

وظیفۃ الکریمہ میں جو درود شریف زیارتِ رسول مقبول ﷺ کے لیے لکھا گیا ہے وہ ان دونوں درودوں کا مجموعہ ہے۔ مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ پر تنقید کرنے والو! شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے متعلق کیا رائے رکھتے ہو؟

الحمد للہ! معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے وہی عقائد و نظریات تھے جس راستہ کی نشان دہی شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی نے کی تھی۔ ان کو شیعہ ، بدعتی ، مشرک اور دیگر القابات سے نوازنا سراسر جہالت و بے دینی ہے۔

جواب نمبر 2 :- فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ کے وظیفۃ الکریمہ میں درج کردہ درود شریف کی تائید مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔ جس کو علامہ سخاوی علیہ الرحمۃ نے نقل کیا ہے۔

ویروی عنه ﷺ انه من قال من صلی علیٰ روحِ محمد فی الارواح و علیٰ جسده فی الاجساد

و علیٰ قبره فی القبور آتی فی منامه الخ ۔ ذکره ابوالقاسم بستیؒ فی کتابه "در المنظم فی المولد المعظم" له لکنی لم اقف علی اصله الی الآن ۔ (القول البدیع، ص ۴۳ طبع سیالکوٹ)

ترجمہ :- جو شخص روحِ محمد ﷺ پر ارواح میں اور آپ کے جسدِ اطہر پر بدنوں میں اور آپ کی قبر مبارک پر قبور میں درود بھیجے گا، وہ مجھے خواب میں دیکھے گا۔ الخ...... ابوالقاسم بستی نے اپنی کتاب "در المنظم فی المولد المعظم" میں اس کو نقل کیا ہے۔ مگر مجھے (سخاوی کو) اب تک اس کی اصل نہیں ملی۔

لم اقف علیٰ اصلہ کا مفہوم

کسی حدیث کے متعلق یہ لفظ کہنے سے اس حدیث کے وجود کا انکار نہیں ہوتا۔ بلکہ محدث کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ میں ان الفاظ سے واقف نہ ہوسکا۔ ہوسکتا ہے اس کے الفاظ یا اس کی اصل کسی کتاب میں موجود ہو۔

مثال :- حدیث : احذروا اصفر الوجوه فانه ان لم یکن من علة او سهر فانه من غل فی قلوبهم للمسلمین ، (عن ابنِ عباسؓ) الدیلمی

قال العسقلانی : لم اقف له علی اصله

مگر حافظ ابنِ قیم نے اسے "الطب النبوی" میں نقل کیا ہے۔

☆-- ملاں علی قاری حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

" وان ذکر ابن قیم فی الطب النبوی له خذ لك بغیر سند "

(الموضوعات الکبیر، ص ۵۰ طبع کراچی)

معلوم ہوا کہ کسی حدیث کے متعلق کسی محدث کا ان الفاظ "لم اقف علیٰ اصلہ" کو کہنا اس سے حدیث کے وجود کا انکار نہیں ہوتا۔

درود شریف پڑھنے کے آداب

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"آدمی ظاہر و باطن میں حضور ﷺ کے ذکر پاک میں ہمہ تن منہمک ہو جائے اور آپ پر کثرت سے صلوٰۃ و سلام بھیجتا ہے اور آپ کی طرف پوری توجہ مرکوز کردے۔"

(جذب القلوب، ص ۳۵۲ ، طبع کراچی ۱۳۹۲ھ)

☆--حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

عشاء کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور خدا کی درگاہ میں جمال مبارک آنحضرت ﷺ کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے۔ دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت ﷺ کی صورت کا سفید اور شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے۔ (ضیاء القلوب، ص ۶۱ طبع کراچی ۱۹۷۶ء)

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت کی تشریح :-

منہ مدینے کی طرف ہو اور دل حضور ﷺ کی طرف .... یہ تصور باندھے کہ روضہ انور کے حضور حاضر ہوں اور یقین جانے کہ حضور انور اسے دیکھ رہے ہیں۔ اور اس کی آواز سن رہے ہیں۔ اس کے دل کے خطروں سے مطلع ہیں۔ (وظیفہ الکریمہ، ص ۱۴-۱۳)

قبر انور پر جو درود پڑھا جائے حضور ﷺ اسے سنتے بھی ہیں اور فرشتہ بھی اسے پیش کرتا ہے اور دور سے جو لوگ درود شریف پڑھتے ہیں اسے فرشتے بھی پیش کرتے ہیں اور سمع خارق للعادۃ سے حضور ﷺ سماع بھی فرماتے ہیں۔

O-- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو کہ وہ یوم مشہود ہے۔ اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ کوئی بندہ (کسی جگہ سے) مجھ پر درود نہیں پڑھتا مگر اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے۔ وہ جہاں بھی ہو۔ حضرت ابو درداء فرماتے ہیں ہم (صحابہ) نے عرض کیا کہ حضور ﷺ آپ کی وفات کے بعد بھی ؟ فرمایا : ہاں! میری وفات کے بعد بھی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ نبیوں کے جسم کو کھائے۔

(جلاء الافہام، ص ۶۳ از ابن قیم جوزی طبع فیصل آباد)

O-- نہیں کوئی جو سلام پڑھے لیکن اللہ تعالیٰ میری طرف میری روح لوٹا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (مشکوٰۃ، ص ۸۲ رواہ ابو داؤد و بیہقی فی الدعوات الکبیر)

O--- جلاء الافہام (اردو) ص ۲۳ طبع لاہور از ابن قیم جوزی

O--- اسلامی تعلیم از عبد السلام بستوی وہابی غیر مقلد، ص ۸۲۶ طبع لاہور ۱۹۸۹ء

علامہ نووی (م ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں : بالاسناد الصحیح (کتاب الاذکار، ص ۱۰۶)

امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں :

اور اس جواب سے ایک اور جواب پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ ردِ روح سے یہ مراد ہو کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ پر آپ کی سمع خارق للعادۃ کو لوٹا دیتا ہے۔ اس طرح کہ حضور ﷺ سلام بھیجنے والے کے سلام کو سنتے ہیں۔ خواہ وُہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہو۔ (انباء الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء، ص ۱۵۲، طبع فیصل آباد)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

اس حدیث کے ایک راوی محمد بن موسیٰ کو محدثین نے متروک الحدیث کہا ہے۔

جواب :- بعض محدثین نے اسے متروک الحدیث کہا ہے۔ لیکن جلیل القدر محدثین نے اس کی توثیق بھی کی ہے۔ (تہذیب التہذیب (حرف م))

O---صاحبِ دلائل الخیرات لکھتے ہیں :-

اسمع صلوٰۃ اھل محبتی و اعرفھم (دلائل الخیرات، ص ۳۸ طبع لاہور)

ترجمہ :- میں اہلِ محبت کا درود خود سنتا ہوں اور انہیں پہچانتا ہوں۔

نوٹ :- صاحبِ دلائل الخیرات نے اگرچہ اس حدیث کی سند بیان نہیں کی لیکن تمام اکابر اولیاء اللہ اور جمیع سلاسل عالیہ کے مشائخ کرام کا دلائل الخیرات کے ضمن میں اس کی تلقی بالقبول اور عدم انکار صحت مضمون حدیث کی روشن دلیل ہے۔ خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ دیگر احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہو۔

O--- حضرت عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے لوگوں کی باتیں سننے کی طاقت دی ہے۔ بعد از وصال وہ میری قبر پر کھڑا رہے گا جو بھی مجھ پر صلوٰۃ بھیجے گا۔ وہ کہے گا یا محمد ﷺ فلان بن فلان نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ ایک کے بدلے دس مرتبہ اس شخص پر درود بھیجتا ہے۔

(القول البدیع از علامہ سخاوی م ۹۰۲ھ، ص ۱۱۲ طبع سیالکوٹ) (جلاء الافہام از ابن قیم جوزی، ص ۴۵ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

O--- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا : رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری قبر کے پاس آ کر مجھ پر درود پڑھا میں اسے سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر دور سے درود پڑھا تو وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ، ص ۸۷ طبع ملتان)

ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا و الیٰ ماھو کائن کانما انظر الی کفی ھذہ الی یوم القیامۃ ۔(کنز العمال) رواہ الطبرانی (م ۲۷۳) بحوالہ زرقانی شرح مواہب ج ۷ ص ۲۳۴

O---حضرت شاہ عبد العزیز محدثِ دہلویؒ فرماتے ہیں : یعنی تمہارے رسول تم پر گواہ ہیں کیونکہ حضور ﷺ نور نبوۃ سے ہر دین دار کے اس رتبہ پر مطلع ہیں کہ جس تک وہ پہنچا ہوا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کے ایمان کی کیا حقیقت ہے ۔اور اس حجاب سے بھی واقف ہیں کہ جس کی وجہ سے رکا ہوا ہے ۔تو حضور ﷺ تمہارے گناہوں کو اور تمہارے درجاتِ ایمان کو اور تمہارے نیک اور بد اعمال کو اور تمہارے اخلاص و نفاق کو جانتے اور پہچانتے ہیں ۔اسی لئے حضور ﷺ کی شہادت دنیا و آخرت میں حکم شرع امت کے حق میں مقبول اور واجب العمل ہے ۔

(تفسیر عزیزی (فارسی) پ ۲ مطبوعہ لاہور ص ۵۱۸)

ابنِ لعل دین اور تمام دنیا کے وہابیوں کو چیلنج ***............!

درج ذیل "رسول اللہ ﷺ" کو خواب میں دیکھنے کے متعلق جس قدر وظائف نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد وہابی نے نقل کئے ہیں ۔ان کو احادیث نبویہ سے ثابت کرو۔

﴿برائے دیدن رسول اللہ ﷺ در خواب﴾

جو شخص سورہ کوثر شب جمعہ میں ہزار بار پڑھ کر حضرت ﷺ پر درود بھیجے گا خواب میں دیکھے گا۔

خزینۃ الاسرار میں کہا ہے "وَ اَنَا جَرَّبْتُھَا بِھٰذِہِ الصِّیْغَۃِ وَ ھِیَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ وَ کَثِیْر" مَنَ الاخوان جَرَّبُوْا سُوْرَۃَ الکوثر بِھٰذِہِ الصَّلٰوۃِ فَرَاَوْہُ فِی الْمَنَامِ " اور بعض مشائخ نے کہا ہے جو شخص نصف شب جمعہ سورہ قریش ہزار بار پڑھ کر باوضو سوئے گا۔وہ حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھے گا۔اور اس کا ہر مقصود حاصل ہوگا۔اس کو مجرب عظیم کہا ہے۔صاحبِ خزینۃ الاسرار نے اپنا دیکھنا حضرت کو ۱۲۶۱ھ میں نقل کیا ہے، اور کہا ہے، بعض لوگ جو حضرت کو ساتھ نقصان شمائل شریفہ کے دیکھتے ہیں، یہ امر راجع ہے طرف حال رائے کے کہ وہ استقامت میں متغیر الحال ہوتا ہے۔کیونکہ آنحضرت ﷺ مثل آئینہ کے ہیں۔

(کتاب الداء والدواء، ص ۱۱۹ طبع لاہور از صدیق حسن خان بھوپالی)

اگــــــر ثابت نہیں کرسکتے تو ان کے متعلق بھی شرعی فیصلہ دو کہ وہ بدعتی ہیں یا مسلمان؟

اعتراض :--ابنِ لعل دین نجدی طنزاً لکھتا ہے : مولانا احمد رضا ملفوظات، ص ۲۰۰-۲۰۱ پر لکھتے ہیں۔ : ایک بار حضرت سید اسماعیل حضرمی ایک قبرستان میں سے گزرے۔امام محب الدین طبری بھی ساتھ تھے۔حضرت سیدی اسماعیل نے ان سے فرمایا "اتومن بکلام الموتی"؟ کیا آپ اس پر ایمان لاتے ہیں کہ مردے زندوں سے کلام کرتے ہیں۔فرمایا یہ قبر والا مجھ سے کہہ رہا ہے "انا من حشوب الجنۃ" "میں جنت کی بھرتی میں سے ہوں۔

آگے چلے ۔چالیس قبریں تھیں۔آپ بہت دیر تک روتے رہے یہاں تک کہ دھوپ چڑھ گئی اس کے بعد آپ ہنسے اور فرمایا : تو بھی انہیں میں سے ہے۔لوگوں نے یہ کیفیت دیکھی تو عرض کیا : حضرت یہ کیا راز ہے؟ ہماری سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

فرمایا! ان قبر پر عذاب ہو رہا تھا۔جسے دیکھ کر میں روتا رہا اور میں نے شفاعت کی۔مولا تعالیٰ نے میری شفاعت قبول فرمائی اور ان سے عذاب اٹھالیا۔ایک قبر گوشے میں تھی۔جس کی طرف میرا خیال نہ گیا تھا۔اس میں سے آواز آئی" یا سیدی انا منھم انا فلانہ المغنیۃ "اے میرے آقا! میں بھی انہیں میں سے ہوں، میں فلاں گانے والی ڈومنی ہوں۔مجھے اس کے کہنے پر ہنسی آگئی اور میں نے کہا: "انت منھم "تو بھی انہیں میں سے ہے؟ للذا اس پر سے بھی عذاب اٹھالیا گیا۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.............ص ۱۰۵)

الجواب :--اس واقعہ کو امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) نے امام عبد اللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان بن فلاح الیافعی الیمنی الشافعی نزیل حرمین (م ۷۶۸ھ) سے نقل کیا ہے۔اور انہوں نے محدث محب الدین ابو جعفر احمد بن عبد اللہ بن محمد طبری مکی شافعی (م ۶۹۴ھ) سے نقل کیا ہے۔اور وہ شیخ اسماعیل حضرمی سے روایت کرتے ہیں :-اگر اس واقعہ کو فقط نقل کرنے کی وجہ سے مولانا احمد رضا موردِ طعن ہیں تو "امام جلال الدین سیوطی، امام یافعی اور امام محب طبری" کے متعلق کیا حکم ہے؟ یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں پر طنز کرنا سراسر بد بختی اور رب کائنات سے جنگ کرنے کے مترادف ہے جیسا کہ " مشکوٰۃ" میں اس بارہ میں حدیث قدسی موجود ہے۔" من عاد لی ولیاً

فقد اذنته' باالحرب" (مشکوٰۃ، ص ۱۹۷ طبع ملتان)

اعتراض :- ابنِ لعل دین نجدی زیرِ عنوان لکھتا ہے :

نمازِ جمعہ کے بعد کا ایک خاص ذکر :

نئی شریعت کے چیدہ چیدہ نمونوں میں سے نماز جمعہ کے بعد ایک بدعت پر مبنی "مصنوعی ذکرِ خاص" بھی بناڈالا ہے۔ ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں :

سنی مسلمانوں کے دین ودنیا کا بھلا۔ لازوال دولت اور بہت آسان۔

صلی اللہ علی النبی الامی وآلہ صلی اللہ علیہ وسلم ، صلاۃ وسلاماً علیك یا رسول اللہ

(یہ ذکر) بعد نمازِ جمعہ مجمع کے ساتھ "مدینہ طیبہ" کی طرف منہ کر کے دست بستہ کھڑے ہو کر سو بار پڑھیں۔ جو کہیں اکیلا ہو تنہا بھی پڑھے۔ یونہی عورتیں اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں۔

اس کے چالیس فائدے ہیں، جو صحیح اور معتبر حدیثوں سے ثابت ہیں (وہ حدیثیں گھر کی فیکٹری میں ہی تیار کی ہوں گی کیونکہ اس مضمون کو بیان کرنے والی کوئی مرفوع حدیث نہیں ہے۔) یہاں مشتے نمونہ چند ذکر کئے جاتے ہیں۔ جو شخص رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھے گا جو ان کی عظمت تمام جہان سے زیادہ دل میں رکھے گا، جو ان کی شان گھٹانے والوں سے، ان کا ذکر مٹانے والوں سے دور رہے گا، دل سے بیزار ہوگا، ایسا جو کوئی مسلمان اسے پڑھے گا، اس کے لئے بے شمار فائدے ہیں۔ جن میں بعض درج کئے جاتے ہیں :

۱۔ اس کے پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ تین ہزار رحمتیں اتارے گا۔

۲۔ اس پر دو ہزار بار اپنا سلام بھیجے گا۔ ۳۔ پانچ ہزار نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھے گا۔

۴۔ اس کے پانچ ہزار گناہ معاف کرے گا۔ ۵۔ اس کے پانچ ہزار درجے بلند کرے گا۔

۶۔ اس کے ماتھے پر لکھ دے گا کہ "یہ منافق نہیں" ۷۔ اس کے ماتھے پر تحریر فرمادے گا کہ "یہ دوزخ سے آزاد ہے۔" ۸۔ اللہ اسے قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ رکھے گا۔

۹۔ اس کے مال میں ترقی دے گا۔ ۱۰۔ اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت دے گا۔

۱۱۔ دشمنوں پر غلبہ دے گا۔ ۱۲۔ دلوں میں اس کی محبت رکھے گا۔

۱۳۔ کسی دن خواب میں برکت زیارت (رسول) اقدس سے مشرف ہوگا۔

۱۴۔ ایمان پر خاتمہ ہوگا۔ ۱۵۔ قیامت میں رسول اللہ ﷺ اس سے مصافحہ کریں گے۔

۱۶۔ رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اس کے لیے واجب ہوگی۔

۱۷۔ اللہ تعالیٰ اس سے ایسا راضی ہوگا کہ کبھی ناراض نہ ہوگا۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا .... ص ۱۳۴)

الجواب :- "صلی اللہ علی النبی الامی و الہ صلی اللہ علیہ وسلم، صلاۃً و سلاماً علیك یا رسول اللہ"

(وظیفہ الکریمہ)

فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ترتیب دیئے ہوئے درود شریف کے درج ذیل درود شریف مؤید ہیں۔ جن کو آپ نے اپنے علمی کمال کے تحت یکجا کر دیا ہے۔

☆...... **حضور پُر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا :**

اذا صلیتم علیّ فقولوا= اللّٰھُمَّ صل علیٰ محمدالنبی الامی وعلیٰ آلِ محمد۔ الخ

(حصنِ حصین مع شرح علامہ شوکانی، ص ۱۱۱/ طبع بیروت)

☆...... **حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا درود :** اللّٰھُمَّ صلی علی محمد النبی الامی و الہ وسلم

(جذب القلوب الی دیار المحبوب، ص ۳۵۱، طبع کراچی ۱۳۹۲ھ)

(جواہر الاولیاء، ص ۲۶۶ طبع اسلام آباد ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء)

☆...... **ایک ولی کامل کا درود :**

صلی اللہ علی النبی الامی (جذب القلوب الی دیار المحبوب، ص ۳۵۲، طبع کراچی ۱۳۹۲ھ)

☆...... **تمام محدثین کا درود :** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(جلاء الافہام، ص ۲۴۸ از ابنِ قیم جوزی طبع لاہور ۱۳۹۲ھ)

☆...... **حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا سلام :**

السلام علیک یارسول اللہ (جذب القلوب الی دیار المحبوب، ص ۳۱۱)

☆...... **حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا درود :** صلی اللہ علیک یا محمد

(جلاء الافہام، ص ۲۵۹، طبع لاہور ۱۳۹۲ھ) (قول البدیع، ص ۱۷۳ طبع سیالکوٹ)

☆...... **محدث المجد اللغوی کا درود :** اللھم صل علی سیدنا محمد النبی الامی - الخ

(قول البدیع، ص ۱۷۳ طبع سیالکوٹ)

☆...... حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :-

" من صلی علی صلوٰۃ واحدہ صلی اللہ علیہ عشر صلوت وحطت عنہ عشر خطیئات و رفعت لہ عشر درجات " (مشکوٰۃ، ص ۸۶، طبع ملتان)

جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ جل شانہٗ اس پر دس بار درود بھیجے گا، اور اس کی دس خطائیں معاف کرے گا۔ اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔

اس حدیث کو نسائی، ابن ابی شیبہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ آخری دو کی روایت میں "و رفعت لہٗ عشر درجات" کے الفاظ نہیں ہیں۔ حاکم نے ان الفاظ میں روایت کیا ہے۔ "جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس درود بھیجے گا۔ اور اسکی دس خطائیں معاف کر دے گا۔

(قول البدیع، ص ۱۷۱ (اردو) طبع لاہور ۱۹۹۸ء)

حضور ﷺ نے فرمایا : کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

" ان لا یصلی علیک احد من امتک الاصلیت علیہ عشراً ولایسلم علیک احد من امتک الاسلمت علیہ عشراً " (دارمی، احمد، حاکم، ابن حبان، نسائی، قول البدیع، ص ۱۸۳ طبع لاہور)

جو تجھ پر تیری امت میں سے درود پڑھے میں اس پر دس مرتبہ درود پڑھوں اور آپ کا کوئی امتی آپ پر سلام پڑھے اور میں اس پر دس مرتبہ سلام پڑھوں۔

وہابیہ کی ریاضی کمزور ہے وہ کہتے ہیں تین طلاق = ایک طلاق

جو قوم جمع کا اتنا آسان سوال نہ سمجھ سکے وہ ضرب در ضرب کو کیسے سمجھ سکتی ہے ؟

فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے مرتب کردہ درود میں "صلوٰۃ"، " سلام " درج ذیل تعداد میں موجود ہے۔

سلام	صلوٰۃ
2 بار	3 بار
ایک مرتبہ پڑھنے کا ثواب = 10 سلام	ایک مرتبہ پڑھنے کا ثواب = دس رحمتیں

100 مرتبہ پڑھنے کا اجر

سلام	صلوٰۃ
2000=100×10×2	3000=100×10×3

نوٹ :- فائدہ نمبر 1، نمبر 2 احادیث مذکورہ بالا کی روشنی میں ثابت ہو گیا۔

فائدہ نمبر 3 : پانچ ہزار نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھے گا۔

فائدہ نمبر 4 :- اس کے پانچ ہزار گناہ معاف ہو جائیں گے۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے کہ جو شخص تیری امت میں سے ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا۔ اور اس کے دس گناہ مٹادے گا اور دس درجے بلند کرے گا۔ (رواہ احمد، قول البدیع، ص ۱۸۴ طبع لاہور ۱۹۹۸ء)

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا : جو تجھ پر تیری امت میں سے (اے محبوب ﷺ !) ایک بار سلام پڑھے میں اس پر دس مرتبہ سلام پڑھوں۔ (قول البدیع، ص ۱۸۳ طبع لاہور ۱۹۹۸ء)

حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، جو شخص سچے دل سے مجھ پر درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے دس درجے بلند کرتا ہے اور اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ (جلاء الافہام، ص ۵۳ طبع لاہور ۱۹۷۲ء)

	سلام	صلوٰۃ
نیکیاں	2000=100×10×2	3000=100×10×3

کل نیکیاں 2000 + 3000 = 5000 (لکھی جائیں گی)

	سلام	صلوٰۃ
گناہ	2000=100×10×2	3000=100×10×3

کل گناہ جو معاف ہوں گے 2000 + 3000 = 5000

فائدہ نمبر 5 :- اس کے پانچ ہزار درجات بلند ہوں گے۔

	سلام	صلوٰۃ
	2	3
درجات	2000=100×10×2	3000=100×10×3

کل درجات جو بلند ہوں گے۔ 2000 + 3000 = 5000

فائدہ نمبر 6 :- اس کے ماتھے پر لکھ دیا جائے گا یہ منافق نہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا : کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ اس پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اور جو مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی پیشانی پر "براءۃ من النفاق" اور "براءۃ من النار" لکھ دیتے ہیں۔ یعنی یہ شخص نفاق سے بری ہے اور جہنم سے بھی بری ہے اور قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔

(طبرانی اوسط، طبرانی صغیر، قول البدیع، ص ۱۷۱ (مترجم) طبع لاہور ۱۹۹۸ء)

فائدہ نمبر 8,7,6 مندرجہ بالا حدیثِ نبوی سے ثابت ہوئے۔

فائدہ نمبر 9 :-اس کے مال میں ترقی ہوگی۔

ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور غربت و تنگ زندگی کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کیا کر خواہ کوئی شخص ہو یا نہ ہو پھر مجھ پر سلام پیش کر اور ایک مرتبہ سورۃ اخلاص کو پڑھا کر۔ اس نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا رزق بڑھا دیا حتیٰ کہ اس کے پڑوسیوں اور رشتے داروں پر بھی رزق کے دروازے کھول دیئے۔

(قول البدیع، ص ۲۳۰، طبع لاہور ۱۹۹۸ء)

O--علامہ سخاوی فرماتے ہیں :-

درود شریف پڑھنے سے غربت و فقر دور ہوتا ہے۔.........اور مال میں برکت ہوتی ہے۔

(قول البدیع، ص ۱۶۹، طبع لاہور ۱۹۹۸ء)

فائدہ نمبر 10 :-اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں ترقی ہوگی۔

حضرت حذیفہ سے مروی ہے : نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے والے کو اس کی اولاد اور اس کے پوتوں کو درود کا ثواب پہنچے گا۔ (قول البدیع، ص ۲۳۳، طبع لاہور ۱۹۹۸ء)

O--شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں :-

درود شریف پڑھنے سے فراغبالی اور تمام کاموں میں برکت حاصل ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ یہ نعمتیں اس کے مال و اسباب اور اولاد در اولاد حتیٰ کہ چوتھی پشت تک کو حاصل ہوتی ہے۔

(جذب القلوب، ص ۳۲۹ طبع کراچی)

O--حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں :-

درود خواں کی ذات خاص اور عمل و عمر و دیگر اسباب مصالح میں برکت کا باعث ہے۔

(جلاء الافہام، ص ۲۶۷ طبع لاہور)

O--امام سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

درود شریف پڑھنے سے وہ خود، اس کے بیٹے، پوتے نفع پائیں گے۔

(قول البدیع، ص ۱۶۹، طبع لاہور ۱۹۹۸ء)

فائدہ نمبر 11 :-دشمنوں پر غلبہ ہوگا۔

O--امام سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

درود ایک نور ہے اس کے ذریعے دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے۔

(قول البدیع، ص ۱۶۹، طبع لاہور ۱۹۹۸ء)

O--شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں :-

درود شریف پڑھنے سے دشمنوں پر فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے۔

(جذب القلوب، ص ۳۲۸ طبع کراچی)

فائدہ نمبر 12 :-دلوں میں اس کی محبت رکھے گا۔

O--علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں :-

مومن "صلی اللہ علی محمد" کہتا ہے تو لوگ اس سے محبت کرتے ہیں۔ اگرچہ پہلے اس سے نفرت کرتے تھے وہ اس سے قسم خدا محبت نہیں کرتے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرمائے۔

(قول البدیع، ص ۲۳۶، طبع لاہور ۱۹۹۸ء)

O--حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں :-

درود شریف درود خواں کی ثنا حسن، اہل زمین و آسمان کے اندر باقی رہنے کا سبب ہے۔

(جلاء الافہام، ص ۲۶۷ طبع لاہور)

فائدہ نمبر 13 :- کسی دن خواب میں برکت زیارت (رسول) اقدس سے مشرف ہوگا۔

O--امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں :-

حضور ﷺ نے فرمایا: جو سات رات "صلی اللہ علی محمد" کا ورد کرے وہ مجھے خواب میں دیکھ لے گا۔

(قول البدیع، ص ۲۳۶، طبع لاہور ۱۹۹۸ء)

O--حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں :-

جو شخص ۲ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد الحمد ۲۵ بار سورۃ اخلاص اور بعد سلام کے یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے تو دولتِ زیارت نصیب ہوگی۔ وہ یہ ہے۔ "صلی اللہ علی النبی الامی"

(ترغیب اہل السعادت)

فائدہ نمبر 14 :-ایمان پر خاتمہ ہوگا۔

☆---حضور ﷺ نے فرمایا:-

جو کوئی ہزار دفعہ روزانہ درود پڑھ لیتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک کہ اپنا مقامِ جنت نہ دیکھ لے۔

(جلاء الافہام، ص ۲۹ طبع لاہور ۱۹۷۲ء)

فائدہ نمبر 15:- قیامت میں رسول اللہ ﷺ اس سے مصافحہ کریں گے۔

☆---حضور ﷺ نے فرمایا:-

جو دن میں پچاس مرتبہ مجھ پر درود پڑھے گا۔ قیامت کے دن میں اس سے مصافحہ کروں گا۔

(قول البدیع، ص ۲۴۱، طبع لاہور ۱۹۹۸ء)

O--شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی فرماتے ہیں:-

درود شریف پڑھنے والے کو قیامت کے روز آپ سے مصافحہ کی سعادت نصیب ہوگی۔ خواب میں جمالِ محمدی ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی۔ (جذب القلوب: ص ۳۳۰ طبع کراچی)

فائدہ نمبر 16:- رسول اللہ ﷺ کی شفاعت واجب ہوگئی۔

☆--حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے قیامت کے دن میں اس کا شفیع ہوں گا۔ (رواہ ابن شاہین، جلاء الافہام، ص ۴۹ طبع لاہور)(قول البدیع، ص ۲۱۳، طبع لاہور

☆---رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-

یعنی جو شخص " اللھم صلی علی-الخ" پڑھتا ہے اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(طبرانی کبیر، جلاء الافہام، ص ۴۴ طبع لاہور)

O--حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:-

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام کے وقت مجھ پر درود پڑھے گا قیامت کے دن میری شفاعت اسے پالے گی۔ (رواہ الطبرانی، قول البدیع، ص ۲۱۲، طبع لاہور ۱۹۹۸ء)

☆---رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-

جو دن کی ابتداء میں دس مرتبہ اور دن کے آخر میں دس مرتبہ مجھ پر درود بھیجے گا قیامت کے دن اسے میری شفاعت ملے گی۔ (قول البدیع، ص ۲۱۳، طبع لاہور ۱۹۹۸ء)

فائدہ نمبر 17:- اللہ جل جلالہ اس سے ایسا راضی ہوگا کہ کبھی ناراض نہ ہوگا۔

☆--حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے:-

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جبریل علیہ السلام نے کہا۔ اے محمد ﷺ! بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو تجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے گا وہ میری ناراضگی سے محفوظ و مامون رہیگا۔ (قول البدیع، ص ۲۱۵)

☆--حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:-

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے حالتِ رضا میں ملے تو اسے مجھ پر کثرت سے درود بھیجنا چاہیئے۔ (قول البدیع، ص ۲۱۴، طبع لاہور ۱۹۹۸ء)

جواب نمبر 2:- قارئینِ کرام!

مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے وظیفہ الکریمہ میں جو درود و سلام پڑھنے کے فضائل و ثمرات لکھے ہیں وہ ہی تقریباً شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تالیف "جذب القلوب" میں موجود ہیں۔ جس کے بارے میں مؤلف خود لکھتے ہیں "اس کا آغاز ۹۹۸ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا اور نظرِ ثانی ۱۰۰۱ھ میں شہر دہلی میں ہوئی۔" مقدمہ جذب القلوب، ص ۱۰)

تقریباً 400 برس کا طویل عرصہ گزر چکا ہے اور اس دوران ہندوستان میں بڑے بڑے جید علماء کرام نے جنم لیا۔ مگر کسی نے بھی اس کتاب (جذب القلوب) کے اس باب پر نکتہ چینی نہیں کی۔ ۱۳۹۲ھ میں کتب خانہ علوم الشرعیہ مدینہ منورہ سے اس کا اردو ترجمہ شائع ہوا مگر کسی نجدی عالم نے اس پر تنقید نہیں کی اور نہ ہی سعودی عرب کی حکومت نے اس پر کوئی پابندی لگائی ہے۔

مگر آج ابنِ لعل دین وہابی اس پر نکتہ چینی کر کے اپنی جہالت اور دشمنئ رسول کا ثبوت دے رہا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

جاننا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے کے نتائج اور فوائد حدِ بیان سے باہر اور متجاوز ہیں۔ جن کو ضبطِ تحریر یا بیان میں لانا مشکل ہے البتہ بعض علماء کرام اور محدثین عظام نے چند فوائد کو جن کا ذکر صحیح احادیث یا حسن روایات میں تھا اور ان تک وہ احادیث پہنچی تھیں ضبطِ تحریر میں لائے ہیں۔ ان فوائد میں سے بعض فوائد اور نتائج تو اصل درود سے حاصل ہوتے ہیں اور بعض فوائد

چند مخصوص تعداد میں درود شریف پڑھنے پر مرتب ہوتے ہیں۔ الخ (جذب القلوب، ۳۲۷)

بقیہ عبارت جذب القلوب سے

ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض:- ابنِ لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

﴿نمازِ عشاء کے بعد یا غوث والی دعا﴾

............صلی وسلم وبارک ابدا، علی النبی الامی وآلہ واصحابہ اجمعین، اللہ اللہ اللہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا غوث یا غوث یا غوث۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۳۴)

الجواب:- بتائیں ان کلمات میں کون سی بات کفر و شرک ہے۔ جس پر آپ سیخ پا ہو رہے ہیں۔ رہا "یا غوث یا غوث" تو محبوبانِ الٰہی کو بطور محبت لفظ "یا" سے یاد کرنا جائز ہے۔

O-- علامہ شوکانی غیر مقلد لکھتا ہے:-

"قال کنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فخذرت رجلہ، فقال رجل اذکر احب الناس الیک، فقال یا محمد ﷺ"

(تحفۃ الذاکرین، ص ۲۰۷ طبع بیروت)

O-- علامہ وحید الزمان غیر مقلد وہابی لکھتا ہے:-

اور اگر اسے پکارنے والا دور سے پکارے اور اس کی محبت میں وارفتہ ہو جیسے عاشق اپنے غائب معشوق کو حاضر متصور کر کے پکارتا ہے اور پکارنے والا کوفہ میں اور وہ بصرہ میں ہو تو اس سے وہی ظاہر ہوتا ہے۔ جو عوام الناس کہتے ہیں۔ یعنی یا رسول اللہ، یا علی، یا غوث تو اس اکیلی ندا سے ان پر شرک کا حکم نہیں دیا جائیگا اور کیسے دیا جا سکتا ہے۔ الخ (ہدیۃ المہدی (اردو) ص ۵۰ طبع فیصل آباد ۱۹۸۱ء)

اعتراض:- ابنِ لعل دین نجدی وہابی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

﴿ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں﴾

قادری صاحب اعلیٰ حضرت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"ہو سکے تو پیادہ (پیدل) (مکہ مکرمہ سے منیٰ عرفات وغیرہ) جاؤ۔ کہ جب تک مکہ معظمہ پلٹ کر آؤ گے۔ ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ یہ نیکیاں تخمیناً (یعنی اندازاً) ۸۷ کھرب ۴۰ ارب آتی ہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۳۷)

الجواب:- خط کشیدہ الفاظ درج ذیل احادیث نبویہ کا خلاصہ ہیں۔

حدیث ①: عن ابن عباس مرفوعاً من حج الیٰ مکۃ ماشیاً حتی رجع کتب لہ بکل خطوۃ سبعمائۃ حسنۃ من حسنات الحرم قیل و ما حسنات الحرم قال کل حسنۃ بمائۃ الف حسنۃ (صححہ الحاکم کذا فی العینی)

ترجمہ:- حضرت ابنِ عباس حضور ﷺ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص حج کے لیے پیدل جائے اور آئے اس کے لیے ہر قدم پر حرم کی نیکیوں میں سے سات سو نیکیاں لکھی جائیں گی۔ کسی نے عرض کیا کہ حرم کی نیکیوں کا کیا مطلب ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر نیکی ایک لاکھ کے برابر ہے۔ (ابن خزیمہ، ص ۲۴۴، جلد ۴: حدیث=۲۷۹۱)

O-- مولانا زکریا صاحب اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:-

اس حساب سے سات سو نیکیاں سات کروڑ کے برابر ہو گئیں۔ اور ہر قدم پر یہ ثواب ہے۔ تو سارے راستہ کے ثواب کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ (فضائلِ حج، ص ۴۳)

حدیث ②: حضرت ابنِ عباس نے اپنے انتقال کے وقت اپنی اولاد کو وصیت فرمائی:-

"قال یا بنی اخرجوا من مکۃ حاجین مشاۃ حتی ترجعوا الی مکۃ مشاۃ فقد سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان الحاج الراکب لہٗ بکل خطوۃ تخطوھا راحلتہ سبعون حسنۃ وان الحاج الماشی لہٗ بکل خطوۃ تخطوھا سبعمائۃ حسنۃ من حسنات الحرم قیل یا رسول اللہ وما حسنات الحرم؟ قال الحسنۃ بمائۃ الف حسنۃ۔ (للبزار از احمد بن عمرو م ۲۹۲ھ، والکبیر، والاوسط از سلمان بن احمد م ۳۶۰ھ)

(جمع الفوائد من جامع الاصول و مجمع الزوائد از علامہ محمد بن محمد م ۱۰۹۴، ص ۲۸۴، جلد اول طبع لاہور۔)

☆--- حضرت امام غزالی (م ۵۰۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

کہ جو شخص قادر ہو اس کے لیے افضل یہ ہے کہ پیدل چلے۔ اس لئے کہ حضرت ابنِ عباسؓ نے اپنے بیٹوں کو انتقال کے وقت اس کی وصیت فرمائی اور یہ فرمایا کہ پیدل چلنے والے کے لیے ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر نیکی ایک لاکھ کے برابر ہے۔ اس لئے جو لوگ چلنے کے عادی ہیں اور راستہ کا عمل حاصل ہو، ان کے لیے پیدل چلنا افضل ہے۔ البتہ یہ شرط ضروری ہے کہ راستہ پیدل چلنے کے لیے مامون ہو۔ اور کم از کم مکہ مکرمہ سے جب عرفات پر حج کرنے جائیں اس وقت تو نوجوانوں کو اور پیدل چلنے پر قادر لوگوں کو پیدل ہی چلنا چاہیے۔ الخ (احیاء علوم الدین، ص ۲۶۴ طبع مصر جلد اول)

"ابنِ لعل دین نجدی کا طنزاً یہ لکھنا" ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں " قولِ رسول ﷺ کا استہزاء ہے جو کہ سراسر کفر اور مشرکین مکہ کا طریقہ ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے" قد کفرتم بعد ایمانکم " " بے شک تم کافر ہو گئے ایمان لانے کے بعد"

جواب نمبر2:- "نجدی کے گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے"

☆.. **مولوی عبد السلام بستوی** (م ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء) جن کو

O- مولوی احمد اللہ (مرحوم) شیخ الحدیث رحمانیہ (غیر مقلد)

O- مولوی شرف الدین مرحوم دہلوی شیخ الحدیث مدرسہ سعیدیہ (غیر مقلد)

O- مولوی عبیداللہ مرحوم شیخ الحدیث مدرسہ زبیدیہ (غیر مقلد)

O- مولوی عبد الرحمٰن مبارکپوری مرحوم (مؤلف الدموزی شرح ترمذی)

وغیرہ سے سندِ حدیث حاصل تھی اور 20 سال تک مدرسہ دار الحدیث والقرآن دہلی میں درسِ حدیث دیتے رہے۔ (شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی کے مختصر حالاتِ زندگی،

از عبدالرشید بن شیخ الحدیث عبدالسلام بستوی، اسلامی تعلیم ص ۱ تا ص ۹ طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:-

"حاجی کو ہر قدم کے بدلے سات سو نیکیاں"

من حج مكة ماشيا حتى يرجع الى بيته كتب الله له بكل خطوةٍ سبع مائة حسنة كل حسنة مثل حسنات الحرم قيل وما حسنات الحرم؟ قال بكل حسنة مائة الف حسنةٍ.

(ابن خزیمہ جلد ۴، ص ۲۴۴ حدیث نمبر ۲۷۹۱)

ترجمہ:- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- جس نے مکہ سے پیدل حج کیا اور پھر پیدل اپنے گھر واپس آیا تو اس کے ہر قدم کے بدلے میں سات سو نیکیاں ملیں گی ہر نیکی حرم کی نیکی کی مثل ہے عرض کیا گیا حرم کی نیکی کیا ہے؟ فرمایا ہر نیکی لاکھ نیکی کے برابر ہے۔ (اسلامی تعلیم چھٹا حصہ، ص ۲۷۸، ۲۷۹)

(از مولوی عبدالسلام بستوی غیر مقلد، ناشر المکتبۃ السلفیہ، شیش محل روڈ لاہور ۱۹۸۹ء)

اگر ابن لعل دین نجدی کو ضرب نہیں آتی تو اس سوال کو ہم حل کر دیتے ہیں: ہر قدم پر=700 نیکیاں ، ہر نیکی=100000

کل نیکیاں=100000×700=70000000 (سات کروڑ)

فاضلِ بریلوی 7 کروڑ نیکیاں لکھنے پر تنقید و تشنیع کا نشانہ اور مولوی عبدالسلام بستوی

"بری" کیوں؟

اگر مولانا احمد رضا بریلوی کو سات کروڑ نیکیاں لکھنے پر بدعتی کہتے ہو تو "مولوی عبدالسلام بستوی کو بدعتی ---- کیوں نہیں کہتے؟

کیا اسلام کے احکام! نجدیوں، وہابیوں کے لئے اور ہیں، اور اہل سنت وجماعت کے افراد کے لیے اور؟

یا صرف سعودی ریالوں کو ہضم کرنے کے لیے یہ ڈھونگ رچا رکھا ہے؟

ڈرو! اس دن سے جب تمام پردہ چاک ہو جائے گا۔

جب کوئی کسی کا پرسان حال نہیں ہوگا۔

جب سورج سوا نیزے پر ہوگا۔

جب زمین بدل دی جائے گی۔

پتھر اور انسان دوزخ کا ایندھن ہوں گے۔

تمہارے سعودی خدا کسی کام نہیں آئیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کے کلام کا مذاق مت اڑاؤ، توبہ کرو، خدا سے ڈرو!

اعتراض:- ابنِ لعل دین درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

احمد رضا پر پڑھے جانے والے دو بدعت بھرے درود

1- اللّٰهم صلّ وسلّم وبارك وسلّم عليه و عليهم وعلى المولى الهمام امام اہل السنة مجدد الشريعة العاطرة مويد الملة الطاهرة حضرت الشيخ احمد رضا خان رضی الله عنہ بالرضا السرمدی۔

2- وصلّى الله تعالٰى على خير خلقه و نورِ عرشه سيدنا و سندنا وحبيبنا و شفيعنا ومولانا محمد وآله واصحابه و ابنه الغوث الاعظم و شهيد محبه الامام الاكرم وارث علوم وسالك طريقة مولانا و مأونا احمد رضا البريلوى و على جميع محبته من اهل السنة الى يوم القيامة. (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۲۱۳)

الجواب :- محققین علمائے اہل سنت سلف و خلف کے نزدیک غیر نبی پر درود مستقلاً منع اور طبعاً جائز ہے۔ مذکورہ بالا دونوں درودوں میں فاضل بریلوی پر طبعاً درود کا استعمال ہوا ہے۔ اس لیے اس پر اعتراض کرنا جہالت ہے۔

O- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

و قالت طائفة يجوز تبعاً مطلقاً ولايجوز استقلالاً وہذا قول ابی حنيفة وجماعته

O- امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

وقالت طائفة يكره استقلالاً لا تبعاً وهی رواية عن احمد

O- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

وحكى عن الامام مالك كما تقدم وقالت طائفة لا يجوز مطلقاً استقلالاً ويجوز تبعاً۔

(القول البدیع فی الصلوۃ علی حبیب الشفیع از علامہ سخاوی شافعی م ۹۰۲ھ، ص ۵۵ سیالکوٹ)

O- ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ

قال ابو محمدالجوينی السلام كالصلوة يعنی لا يجوز على غير الانبياء والملائكة الا تبعاً۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ملا علی قاری م ۱۰۱۴ھ، ص ۳۴۰، جلد دوم طبع ملتان)

O- امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ

ولا الصلوة والسلام فی الصحابة استقلالاً ويجوز تبعاً۔

(تدریب الراوی فی شرح تقریب الراوی، ص ۸۷، جلد ۲ طبع پاکستان)

O- شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

جمہور علماء کا جو مسلک مختار ہے اور جس پر کثیر فقہاء و متکلمین متفق ہیں یہ ہے کہ غیر نبی پر تنہا مستقلاً صلوٰۃ بھیجنا جائز نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے اور ان کی تعظیم و توقیر میں اسے شعار اور علامت مقرر کیا گیا ہے۔ (مدارج النبوۃ، ص ۵۸۱ جلد اول طبع کراچی)

O- علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی علیہ الرحمۃ

ولا يصلى على غير الانبياء والملائكة الا بطريق التبع

(الحدیقۃ الندیہ، ص ۹ جلد اول طبع پاکستان)

O- قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ

هل يجوز الصلوة و السلام علىٰ غير الانبياء والصحيح انه يجوز تبعاً و يكره استقلالاً۔

(تفسیر مظہری ص ۳۷۹ جلد ۷ طبع دہلی) نیز دیکھئے -- (تفسیر مظہری، ص ۲۹۲ جلد ۴ طبع دہلی)

O- علامہ یوسف جہانی علیہ الرحمۃ

علامہ جوینی قدس سرہ نے فرمایا: صلوٰۃ کی طرح "سلام" بھی مستقلاً ممنوع ہے۔

(جواہر البحار فی فضائل النبی المختار (اردو) ص ۷۸۹ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء)

O- علامہ انور شاہ کشمیری

ذهب المفتيون من المذاهب الاربعة الى حجرها و هكذا ينبغي فان لفظ الصلوة صار شعاراً للانبياء عليهم السلام فی زماننا فلا يصلى على غير الا ان يكون تبعاً۔

(فیض الباری علی صحیح البخاری، ص ۴۹ مطبوعہ پاکستان)

الزام :- جو مذکورہ بالا درود شریف نہ پڑھے تو ایسے شخص کو وہابی قرار دیتے ہیں۔

الجواب :- ہم ان درود شریف نہ پڑھنے والوں کو ہرگز وہابی نہیں کہتے :

بلکه وہابی وہ ہے -!

O- جو کہ توحید باری تعالیٰ کے درپردہ انبیاء کرام و صلحاء عظام کے خداداد اختیارات کا انکار کرتا ہے۔

O- جو کہ انبیاء کرام خصوصاً نبی اکرم ﷺ کے علم غیب عطائی کا منکر ہے۔

O- جو کہ حضور مقصودِ کائنات ﷺ کی نورانیت کا انکار کرتا ہے۔

O- جو کہ روضہ انور کی زیارت کرنے کے سفر کو حرام قرار دیتا ہے اور اسے سفرِ معصیت جانتا ہے۔

O- جو کہ روضہ مبارک کی زیارت کرنے والی عورتوں کو ملعون قرار دیتا ہے۔

O- جو کہ نبی مکرم ﷺ کے اس جہاں سے پردہ فرما جانے کے بعد ان کی ذات کے وسیلے سے دعا مانگنے کو ناجائز قرار دیتا ہے۔

O- جو کہ دعا کا یک ہی مفہوم لے دنیا کے تمام مسلمانوں کو اپنے زعم باطل میں مشرک خیال کرتا ہے

O- جو کہ نماز میں ٹانگیں چوڑی کر کے سینہ پر ہاتھ باندھ کر بارگاہِ رب العزت میں اکڑ کر کھڑا ہوتا ہے۔ جبکہ عجز و انکساری کا حکم ہے۔

O-وہابی وہ ہے جو ننگے سر نماز پڑھتا ہے۔ اور چل پھر کر بازار میں کھاتا پیتا نظر آتا ہے۔

O-وہابی وہ ہے جو کہ ہر وقت جلا بھنا رہتا ہے اور حلاوتِ محبت اس سے کوسوں دور ہے۔

O-وہابی وہ ہے جو ابن عبد الوہاب نجدی کی عقائد میں تقلید کرتا ہے۔ جو کہ اپنے زمانہ کا مشہور خارجی تھا۔ جیسا کہ علامہ شامی حنفی نے تحریر فرمایا ہے اور مولانا انور شاہ کشمیری نے کہا وہ جاہل تھا۔ مزید اس کی تاریخ کے لیے "ہمفرے کے اعترافات" کا مطالعہ مفید ہوگا۔

وہابیہ - نجدیہ کی انگریز نوازی

O-- 1928ء میں اہل حدیث کانفرنس کا انعقاد اور اس کا چھٹا مقصد:

یہ قاضی محمد سلیمان صاحب مرحوم کا وہ خطبہ صدارت ہے جو آپ نے آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کے پندرھویں سالانہ جلسہ آگرہ میں ۳۰/ مارچ ۱۹۲۸ء کو پڑھا اور حاضرین نے نہایت توجہ سے سنا اور جماعت میں نہایت قدر کی نگاہوں سے دیکھا گیا۔

مقصد ششم:- "حکومت کی وفاداری کے ساتھ ساتھ اپنی دینی و دنیوی ترقی کا انتظام"

(رسائل عشرہ (یعنی خطبات سبحانی)، ص ۲۴۰ طبع لاہور ۱۹۷۲ء)

مزید لکھتے ہیں:-

اس کانفرنس کا حکومت کی وفاداریوں کے ساتھ ساتھ دینی و دنیوی ترقی کا انتظام کرنا ہے۔ مجھے امید ہے کہ کوئی مسلمان بھی بغاوت یا مجرمانہ سازش یا معاندت سلطنت (انگریزی) کا روادار نہیں۔ الخ (رسائل عشرہ، ص ۲۷۲ طبع لاہور ۱۹۷۲ء)

O-میاں نذیر حسین دہلوی نجدی وہابی------اور جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء

میاں صاحب کے سوانح نگار مولوی فضل حسین بہاری لکھتے ہیں:-

"مگر اسی کے ساتھ یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ میاں صاحب بھی گورنمنٹ انگلشیہ کے کیسے وفادار تھے۔ زمانہ غدر ۱۸۵۷ء میں جب کہ دہلی کے بعض مقتدر اور بیشتر معمولی مولویوں نے انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ دیا تو میاں صاحب نے نہ اس پر دستخط کیے نہ مہر۔ وہ خود فرماتے تھے کہ "میاں وہ ہلڑ تھا۔ بہادر شاہی نہ تھی۔ وہ بے چارہ بوڑھا بہادر شاہ کیا کرتا .... شرائط امارت و جہاد

بالکل مفقود تھے ہم نے تو اس فتویٰ پر دستخط نہیں کیا۔ مہر کیا کرتے اور کیا لکھتے" مفتی صدر الدین خاں صاحب چکر میں آگئے۔" (فضل حسین بہاری، الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۱۲۵ طبع مکتبہ سعودیہ کراچی ۱۹۵۹ء/ ۱۳۷۹ھ)

O---محمد اسحاق بھٹی غیر مقلد کی کذب بیانی

موصوف لکھتے ہیں:- اس فتوے (یعنی جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء) پر چونتیس علمائے کرام کے دستخط موجود ہیں۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱).. مولانا نور جمال (۲).. مولانا محمد (۳).. مولوی عبد الکریم

(۴). مولانا سکندر علی (۵).. مولانا سید نذیر حسین دہلوی - الخ

(فقہائے پاک و ہند، تیرھویں صدی ہجری، جلد اوّل۔ ص ۱۵ طبع لاہور)

توبہ کا دروازہ ابھی کھلا ہے۔ بھٹی صاحب کو چاہئے کہ تحریری توبہ نامہ شائع کر کے آخرت کے عذاب سے بچیں۔

O---میاں نذیر حسین دہلوی اور انگریزی میم کی حفاظت

میاں صاحب کے سوانح نگار لکھتے ہیں:-

عین حالت غدر میں جبکہ ایک ایک بچہ انگریزوں کا دشمن ہو رہا تھا۔ مسز لینس ایک زخمی میم کو میاں صاحب رات کے وقت اٹھا کر لے آئے۔ پناہ دی۔ علاج کیا، کھانا دیتے رہے...... تین مہینوں کے بعد جب پوری طرح امن ہو چکا، تب اس نیم جان میم کو جو اب بالکل تندرست اور توانا تھی۔ انگریزی کیمپ میں پہنچا دیا۔ جس کے صلے میں مبلغ ایک ہزار تین صد روپیہ اور مندرجہ ذیل سر ٹیفکیٹس ملیں۔ (فضل حسین بہاری، الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۱۶۷)

O---میاں نذیر حسین کے سوانح نگار فضل حسین بہاری کی کذب بیانی

پروفیسر محمد ایوب قادری مرحوم لکھتے ہیں: (سوانح عمری میاں نذیر حسین) کے مؤلف کا یہ بیان درست نہیں کہ شاہ محمد اسحاق کے ہجرت کرنے کے بعد خاندان ولی اللٰہی کے صدر نشین میاں نذیر حسین ہوئے۔ بلکہ حضرت شاہ محمد اسحاق کے جانشین ان کے تلمیذ خاص شاہ عبد الغنی مجددی دہلوی تھے۔ جنہوں نے اپنے شیخ کے مسلک کا اتباع کیا اور حجاز کو ہجرت کر گئے۔ اور میاں نذیر حسین نے حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی کے مسلک کے خلاف انگریزوں سے خوشنودی کے سرٹیفیکیٹ، انعام اور

شمس العلماء کا خطاب حاصل کیا۔

(تذکرہ علمائے ہند از رحمان علی مرتبہ: محمد ایوب قادری، ص ۴۱۰، کراچی ۱۹۶۱ء)

میاں نذیر حسین---سفر حج اور کمشنر دہلی کی چٹھی

۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء میں میاں صاحب نے حج کا ارادہ کیا اور اس خیال سے کہ مخالفین جس طرح ۱۸۶۴ء کے مقدمہ میں غلط بیانی سے الجھا چکے ہیں کہیں اس سفر میں بھی پریشان نہ کریں۔ کمشنر دہلی سے مل کر یہ صورت حال بیان کی۔ کمشنر نے ایک چٹھی انہیں دی جو اس کی وفاداری کا سرٹیفکیٹ تھی۔ وہ یہ تھی:

"مولوی نذیر حسین دہلی کے ایک بڑے مقتدر عالم ہیں جنہوں نے نازک وقتوں میں اپنی وفاداری گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ثابت کی ہے وہ اپنے فرض زیارت کعبہ کے ادا کرنے کو مکہ جاتے ہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ جس کسی برٹش گورنمنٹ افسر کی وہ مدد چاہیں وہ ان کو مدد دے گا۔ کیونکہ وہ کامل طور پر اس مدد کے مستحق ہیں۔

دستخط: جے۔ڈی ٹریملٹ بنگال
سروس کمشنر، دہلی سپرنٹنڈنٹ
۱۰؍اگست ۱۸۸۲ء

(فضل حسین بہاری، الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۱۴۰)

☆☆ہندوستان دار الامان☆☆

فضل حسین بہاری لکھتے ہیں:-

"ہندوستان کو ہمیشہ میاں صاحب دار الامان فرماتے تھے۔ دار الحرب کبھی نہیں کہا۔"

(فضل حسین بہاری، الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۱۳۴)

انگریز گورنمنٹ خدا کی رحمت ہے

میاں صاحب کے تلمیذ خاص اور سفر حج کے رفیق مولوی تلطف حسین نے ایک موقع پر پاشا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا: ہم یہ کہنے سے معذور سمجھے جائیں گے کہ انگریزی گورنمنٹ ہندوستان میں خدا کی رحمت ہے۔

(فضل حسین بہاری، ص الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۱۶۲)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد وہابی نجدی کی انگریز نوازی

O---اور جب ہندوستان دار الاسلام ہے تو یہاں جہاد کا کیا مطلب؟ بلکہ گناہوں میں سے ایک گناہ اور کبائر میں سے ایک کبیرہ ہے۔ (عوائد الموائد، مطبع صدیقی پریس بھوپال۔ ص ۳۴)

۱۸۵۷ء کے مجاہدین مرتکب گناہ کبیرہ

جو لوگ ارباب حکومتِ برطانیہ یا دوسرے لوگوں کے قتل پر اقدام کرتے ہیں۔ وہ خود علم اور دین سے محض بے بہرہ واقع ہوئے ہیں۔ جو شخص تحقیقی طور پر شریعت اسلام کو پہچانتا ہے اس سے یہ بڑا جرم (گناہِ کبیرہ) سرزد نہیں ہو سکتا۔ (عوائد الموائد، ص ۳۸)

"غدر ۱۸۵۷ء میں اہل حدیث (وہابیوں) نے حصہ نہیں لیا"

جتنے لوگوں نے غدر میں شر و فساد کیا اور حکامِ انگلشیہ سے برسر عناد ہوئے، وہ سب کے سب مقلدانِ مذہب حنفی تھے۔ نہ متبعان حدیث نبوی۔ (نواب صدیق حسن خاں بھوپالی، ترجمان وہابیہ، ص ۲۵)

نواب صاحب کی وفات

۱۹؍جمادی الآخر ۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۰ء کو نواب صاحب کی وفات ہوئی۔

O- حکیم عبدالحئی لکھنوی لکھتے ہیں:-

وقد صدر الامر من الحكومة الانجليزيةان يشيع و يدفن بتشريف لائق بالامراء واعيان الدولة كما كان لو بقيت له الالقاب المدوكية والمراسيم الاميرية.

(نزہۃ الخواطر، ص ۱۹۱ جلد ۸ طبع کراچی)

انگریزی حکومت نے حکم جاری کیا کہ انہیں نوابوں والی شان و شوکت کے ساتھ دفن کیا جائے جیسے اس وقت دفن کیا جاتا ہے۔ جبکہ ان کے شاہی القاب اور امیرانہ نشانات برقرار ہوئے۔

مولوی محمد حسین بٹالوی غیر مقلد وہابی نجدی کی انگریز نوازی

جہاد حرام ہے۔

دربھنگہ کے ایک اہل حدیث (وہابی) لکھتے ہیں:-"حکام نے مولوی محمد حسین صاحب سے

پوچھا کہ تمہارے مذہب میں سرکار (انگریز) سے جہاد درست ہے یا نہیں؟ تب انہوں نے ایک کتاب لکھی اور بہت علماء سے دستخط کرا کے بھیجی کہ ہم لوگ اہل حدیث (وہابیوں نجدیوں) کے مذہب میں بادشاہ سے جس کے امن میں رہتے ہیں، جہاد حرام ہے۔ (اشاعۃ السنۃ، ج۱۰، ش ۲، ص ۳۶)

O-- مولوی محمد حسین بٹالوی غیر مقلد اپنے رسالہ "الاقتصاد فی مسائل الجہاد" حصہ اوّل کے دوسرے صفحے پر زیرِ عنوان "التماس" لکھتے ہیں:-

"..........ہم ان ناموں کو بشمول رسالہ اقتصاد یا بذریعہ اشاعۃ السنۃ گورنمنٹ میں پیش کریں گے اور سلطنتِ انگلشیہ کی نسبت ان کی وفاداری واطاعت شعاری کو خوب شہرت دیں گے۔ الخ"

۱۸۵۷ء کے مجاہدین مفسد، بد کردار اور باغی تھے۔

مفسدہ ۱۸۵۷ء میں جو مسلمان شریک ہوئے تھے وہ سخت گناہگار اور بحکم قرآن وحدیث وہ مفسد و باغی بد کردار تھے۔ اکثر ان میں عوام کالانعام تھے۔ بعض جو خواص وعلماء کہلاتے تھے وہ بھی اصل علوم دینیہ (قرآن وحدیث) سے بے بہرہ تھے یا نافہم و بے سمجھ۔ باخبر و سمجھ دار علماء اس میں ہرگز شریک نہیں ہوئے اور نہ ہی اس فتویٰ پر جو اس غدر کو جہاد بنانے کے لیے مفسد لیے پھرتے تھے انہوں نے خوشی سے دستخط کیے.......... یہی وجہ تھی کہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی جو قرآن وحدیث سے باخبر تھے اور اس کے پابند تھے اپنے ملک ہندوستان میں انگریزوں سے (جن کے امن وعہد میں رہتے تھے) نہیں لڑے۔ الخ (الاقتصاد فی مسائل الجہاد، ص ۵۰-۴۹ طبع وکٹوریہ پریس انڈیا)

مولوی محمد حسین بٹالوی غیر مقلد وہابی اور انعام وفاداری

O-- مولوی موصوف لکھتے ہیں:-

"اراضی جو خدا تعالیٰ نے گورنمنٹ سے مجھے دلائی چار مربع ہے۔"

(اشاعۃ السنۃ، جلد ۱۹، ش ۹، ص ۲۷۷)

O-- مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں:-

ہندوستان کی جماعت اہل حدیث موجودہ شکل میں نمایاں ہوئی اور ان کے سرکردہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے سرکار انگریزی کی اطاعت کو واجب قرار دیا اور حد یہ کہ وقت کے بعض مشہور حنفی

علماء (مولانا فضل حق خیر آبادی اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی) کو سرکار سے بغاوت کے طعنے دیئے۔

(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک، ص ۲۷)

مزید لکھتے ہیں:- مولوی محمد حسین بٹالوی نے جہاد کی منسوخی پر اک رسالہ (الاقتصاد فی مسائل الجہاد) فارسی زبان میں تصنیف فرمایا تھا اور مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے شائع کرائے تھے۔ معتبر اور ثقہ راویوں کا بیان ہے کہ اس کے معاوضے میں سرکار انگریزی سے انہیں جاگیر بھی ملی تھی۔ اس رسالہ کا پہلا حصہ ہمارے پیش نظر ہے۔ پوری کتاب تحریف وتدلیس کا عجیب وغریب نمونہ ہے۔

(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک، ص ۲۷)

الزام:- مولانا احمد رضا بریلوی نے تحریک خلافت، تحریک ترک موالات کی مخالفت کی ہے۔ اس لئے وہ انگریزوں کے ایجنٹ تھے۔ (تلخیص میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ص ۱۶۰ تا ۱۶۴)

الجواب:- مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ پر ان الزامات کا جواب ہمارے اکابر کئی بار دے چکے ہیں۔ خدا جانے مخالفین کی بینائی جاتی رہی ہے کہ آئے دن "نام تبدیل" کر کے وہی پرانے اعتراضات والزامات لکھ کر کتاب شائع کر دیتے ہیں۔ درحقیقت یہ فقط سعودی ریالوں کو ہضم کرنے کا ایک جدید طریقہ اور اپنے فرمانرواؤں کو خوش کرنے کا ایک نرالا ڈھنگ ہے۔ ان تمام اعتراضات والزامات کے جواب میں ہم "اکابرین تحریک پاکستان" سے ایک جامع اور مختصر مضمون اور دیگر سکالرز کے چند اقتباسات نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کی سیاسی خدمات

مولانا احمد رضا بریلوی مذہبیات اور ادبیات کے علاوہ سیاسیات میں بڑی بصیرت رکھتے تھے۔ وہ ایک عظیم مدبر تھے۔ ان کا سیاسی مسلک بہت صاف اور واضح تھا۔ ان کی اسی بصیرت کے حوالے سے علامہ اقبال نے ایک بار فرمایا تھا کہ "وہ بڑے غور وفکر سے فیصلہ صادر کرتے ہیں۔ اسی لئے ان کو رجوع کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔"

بیسویں صدی کے آغاز ہی سے برعظیم پاک وہند کی سیاست میں بھی بڑی تیزی کے ساتھ خوشگوار تبدیلیاں رونما ہونے لگی تھیں۔ اس خطہ ارض کے مسلمانوں کو اپنی حیثیت اور اہمیت کا احساس ہونے لگا تھا۔ مسلمان اپنے حقوق ومفادات کے تحفظ کے لیے کوشش کرنے لگے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہندوؤں اور مسلمانوں کی علیحدہ علیحدہ سیاسی جماعتیں بھی بن چکی تھیں۔

بیسویں صدی کے اوائل میں علمی حالات نے بھی برعظیم پاک و ہند کی سیاسی صورت حال پر اپنا اثر ڈالنا شروع کر دیا تھا۔ مسلم لیگ کا قیام اور پھر بنگال کی تقسیم اور تنسیخ نے مسلمانوں کے لئے ایک لمحہ فکریہ پیدا کر دیا تھا۔ برعظیم میں سیاسی جماعتوں کے قیام نے اور پہلی جنگِ عظیم نے دنیا جہان کی محکوم اقوام کو استعماری قوتوں کے عزائم اور ان کے رویوں سے باخبر کر دیا تھا۔ لہٰذا اس موقع پر برعظیم کی آزادی کی تحریکیں بھی اپنا اثر و رسوخ دکھانے لگی تھیں۔ آزادی کی اس تحریک کو ہندو رہنما اشتراک و تعاون اور ہندو مسلم اتحاد کے سائے میں پروان چڑھانے کے بارے میں کوششیں کرنے لگے تھے۔ لیکن یہ ہندو مسلم اتحاد ممکن ہے وقتی طور پر ملک کی آزادی کی منزل کو قریب کر دیتا لیکن اس اتحاد سے مسلمانوں کا ذاتی تشخص ہندوؤں کی عددی اکثریت میں مشکوک اور بے اثر ہو کر رہ جاتا۔

آغاز میں متعدد مسلمان رہنما اور سیاست دان بھی اس ہندو مسلم اتحاد کے سحر کا شکار ہو گئے تھے۔ لیکن بعد میں جب یہ ثابت ہو گیا کہ ہندو مسلم اتحاد عملی طور پر مسلمانوں کی موت کے مترادف ہے تو مسلمانوں نے اپنی جداگانہ راہ اختیار کر لی تھی۔

دو قومی نظریہ

مولانا احمد رضا خان بریلوی کے سامنے یہ ساری صورتِ حال روز روشن کی طرح واضح اور عیاں تھی۔ اس کی دینی بصیرت اور اسلامی تعلیمات نے انہیں اس نتیجہ پر پہنچا رکھا تھا کہ مسلمان ایک جداگانہ اور علیحدہ قوم ہیں۔ ان کا دین ایک انفرادی اور یکتا دین ہے۔ اس حوالے سے ان کا کسی دوسری قوم کے ساتھ اشتراک ممکن ہی نہیں ہے۔ ان غیر اقوام کے ساتھ کسی مشترکہ مفاد کی خاطر اتحاد و تعاون تو بعد کی بات ہے وہ اس قدر واضح اور دو ٹوک رویہ رکھتے تھے کہ "کافر بلکہ ہر فرد و فرقہ ہمارا دشمن ہے خواہ وہ مرتد ہو، مشرک ہو، یہودی ہو، عیسائی ہو یا آتش پرست۔"

مولانا احمد رضا خاں بریلوی روزِ اوّل سے دو قومی نظریہ کے علمبردار رہے اور آخر تک اس کے لئے کوشاں رہے۔ وہ ہنود کی سیاسی چالوں ۔ بخوبی باخبر تھے۔ اس لئے سیاستِ ملیہ کے ہر اہم موڑ پر انہوں نے مسلمانوں کو خبردار کیا۔ ہنود کے چھپے ارادوں اور ہندو مسلم اتحاد کے خطرناک نتائج سے آگاہ کیا۔

ہندو سیاست دان اور کانگریسی رہنما برعظیم کی آزادی کے متمنی تو ضرور تھے لیکن وہ ایسی آزادی چاہتے تھے کہ جس میں مسلمانوں کی اقلیت ہندوؤں کی اکثریت کے اندر رہے۔ ہر طرح کے

قوانین ہندوؤں کی اکثریت رائے سے بنیں اور وضع ہوں۔ لیکن ان کا نفاذ اقلیتی مسلمانوں پر بھی ہو۔ یہ صورتِ حال مسلمانوں کو ایک غلامی سے آزاد کر کے دوسری ہندو غلامی میں لانے کے برابر تھی۔

ترکِ موالات

تحریکِ خلافت جب اپنے عروج پر تھی تو اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کا اپنا وجود ایک طرح سے مشکوک ہو گیا تھا۔ اور ہندو مسلم اتحاد کا ایک بہت بڑا ریلا آیا تھا جو بڑی حد تک سراسر جذباتی تھا۔ اس نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے متعدد امتیازات و تنازعات بھی ختم کر دیئے تھے۔ اس حوالے سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے کئی مشترکہ اجلاس منعقد ہونے لگے تھے۔ بعض مسلمانوں اور ہندوؤں نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ ہندوستان چونکہ ایک طرح کے دار الحرب کا درجہ اختیار کر چکا ہے اس لئے یہاں پر جان و مال محفوظ نہیں ہیں۔ ایسی صورت میں کسی محفوظ ملک میں چلے جانا چاہیے۔ مسلمانوں نے اس "دار الحرب" کو اپنی مذہبی تاویلات کی روشنی میں دیکھا اور یہاں سے ترکِ موالات کر کے کسی محفوظ اور پر امن ہمسایہ ملک چلے جانے کو عین اسلام قرار دیا تھا۔ اس تحریک ترکِ موالات میں بھی بالآخر فائدہ ہندوؤں کا تھا۔ اس تحریک میں مسلمانوں کو بہت زیادہ مالی اور جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ ایک طرف مسلمان اس برعظیم کو دار الحرب قرار دے کر دوسرے اسلامی ملک افغانستان میں جا رہے تھے لیکن اس کے برعکس ہندو اور کانگریسی رہنما حکومت سے مراعات اور ہندوؤں کے لئے مناسب مناصب اور عمدہ عہدے اور موالات حاصل کر رہے تھے۔

اس نازک صورت حال میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے مسلمانوں کی کئی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا اور انہیں صحیح اسلامی نقطۂ نظر سے کسی ملک کے دار الحرب ہونے کے بارے میں وقیع اور اہم معلومات فراہم کیں۔ ان کے خیال میں غیر منقسم ہندوستان میں مسلمانوں کا پورا پورا حق تھا۔ انہوں نے ایک ہزار سال سے زیادہ کامیاب حکومت کی تھی = مولانا احمد رضا خاں بریلوی مسلمانوں کے اس حق سے دستبردار ہونے کے حق میں نہیں تھے۔ اپنے اس مؤقف کی تائید کے لئے مولانا احمد رضا نے ایک رسالہ "اعلام الاعلام" بھی لکھا تھا اور یہ واضح کیا تھا کہ ہندوستان دار الحرب نہیں ہے بلکہ "دار السلام" کا درجہ رکھتا ہے۔ اس رسالہ کی جو روح ہے اس سے مترشح ہوتا ہے کہ مولانا احمد رضا ہندوستان پر انگریزوں کے قبضے کو غاصبانہ سمجھتے تھے اور مسلمانوں کو یہ حق دیتے تھے کہ وہ بقدر استطاعت ملک کی آزادی کے لئے کوشش کریں۔ ملک کو دراصل دار الحرب قرار دے کر ترکِ

موالات کر جانا ایک طرح کا کمزور احتجاجی عمل تھا اور اس طرح ترکِ موالات کر جانے سے مسلمان عملاً اپنے حق سے دستبردار ہو جاتے تھے۔ ایسی صورتِ احوال ہندو لیڈروں اور کانگرس کے لئے زیادہ سود مند تھی۔ وہ اس طرح حکمران انگریزوں سے کسی طرح کی سودے بازی کر سکتے تھے۔

گاؤ کشی پر پابندی

مسلمانانِ عالم میں گائے کی قربانی دینا شعائرِ اسلام میں شامل ہے۔ لیکن اکبر اعظم کے زمانے میں جب اس نے دینِ الٰہی کے تحت دوسرے مذاہب کی خوشنودی حاصل کرنے پر توجہ دی تو اس نے ملک میں گائے کی قربانی پر پابندی عائد کر دی تھی۔ اکبر کی حکومت میں ہندوؤں کا بھی خاصا عمل دخل تھا۔ اس لئے بھی ہندوؤں نے گائے پوتر اور مقدس قرار دلوا کر مسلمانوں کو اس کی قربانی سے رکوا دیا تھا۔ لیکن اس کے بعد جب دینِ الٰہی کا طلسم ختم ہوا تو گائے کی قربانی مسلمانوں میں پھر سے رائج ہو گئی تھی۔

۱۸۵۷ء کی جدوجہد آزادی میں چونکہ مسلمانوں نے سب سے زیادہ فعال حصہ لیا تھا اور اس کے نتیجے میں انہوں نے نقصان بھی سب سے زیادہ اٹھایا تھا۔ ہندوؤں کو اس انقلاب کے دوران میں چونکہ انگریزوں کا زیادہ قرب حاصل کر لیا تھا۔ اس لئے وہ مسلمانوں کو مزید پستی اور گہرائی میں دھکیلنے کے لئے یہ بھی کوشش کرنے لگے تھے کہ گائے کی قربانی پر پابندی لگا دی جائے۔ اگر مسلمانوں کے اسلامی شعائر کو کسی طرح مصلحت انگیزیوں کے تحت بھینٹ چڑھایا جانا ممکن ہوتا تو اب تک اسلام کی صورت ہی مسخ ہو چکی ہوتی۔ اپنے اسلامی شعائر پر قائم رہنا اور ان کی پابندی کرنا ہی اصل میں مسلمانوں کی ایک جداگانہ شناخت تھی اور ان کے ایک جداگانہ قوم ہونے کی دلیل تھی۔

پھر جب ہندوؤں کی سیاسی جماعت کانگرس قائم ہو گئی تو اس کے پردے میں بھی ہندوؤں نے گاؤ کشی کو ممنوع قرار دینے کی کوششیں جاری رکھیں۔ اس حوالے سے ہندو مسلم اتحاد واشتراک کے نعروں سے بھی سہارا لیا جانے لگا تھا۔ بعض کانگریسی مسلمان بعض صورتوں میں گائے کی قربانی ترک کر دینے کے بارے میں لچکیلا رویہ اختیار کرنے لگے۔ اس وقت مولانا احمد رضا خاں بریلوی ابھی تئیس سال کے نوجوان ہی تھے اور انہوں نے اس حوالے سے ایک بڑا واضح اور دوٹوک فتویٰ دیا تھا کہ "گاؤ کشی اسلام کا طریقہ قدیم ہے، ترک نہ کریں۔"

برعظیم پاک و ہند میں جن دنوں تحریک خلافت عروج پر تھی تو اس میں ہندو مسلم ایکتا اور اتحاد

دکھائی دینے لگا تھا۔ تو ہندوؤں کی شاطرانہ اور مصلحت انگیز کاروائیوں کے باعث سیاسی پلیٹ فارم سے ہندوؤں کی خاطر گائے کی قربانی ترک کر دینے کا مطالبہ ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں میں زور پکڑنے لگا تھا۔ کانگرس کے صدر پنڈت مدن موہن مالویہ اور بعض مسلمان رہنما بھی اس کا مطالبہ کرنے لگے تھے۔ یہاں پر بھی مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے ہندوؤں اور ہندو رہنماؤں کے ان عزائم کے بارے میں یہاں تک واضح کر دیا تھا۔ کہ "مسلمان اگر قربانی گائے نہ چھوڑیں گے تو ہم تلوار کے زور سے چھڑا دیں گے۔"

یہی نہیں بلکہ ہندو اور کانگرسی رہنما چاہتے تھے کہ مسلمان ترکِ موالات کر کے دوسرے ملک چلے جائیں۔ ہر طرح کی نوکریاں چھوڑ دیں۔ کونسلوں میں داخل نہ ہوں۔ مال گزاری ٹیکس نہ دیں۔ خطابات واپس کر دیں۔ بقول مولانا احمد رضا بریلوی کے "امر اخیر تو صرف اس لئے ہے کہ ظاہر نام کا دنیاوی اعزاز بھی کسی مسلمان کے لئے نہ رہے اور پہلے تین اس لئے کہ ہر شعبے اور محکمے میں صرف ہندو رہ جائیں۔" اس صورتِ حال کے تحت مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے ایک مقام پر لکھا کہ " تبدیل احکام الرحمٰن اور اختراع احکام الشیطان سے ہاتھ اٹھاؤ۔ مشرکین سے اتحاد توڑو، مرتدین کا ساتھ چھوڑو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے دامن پاک تمہیں اپنے سائے میں لے۔ دنیا نہ ملے نہ ملے دین تو ان کے صدقے میں ملے۔"

مولانا کے دیگر افکارِ عالیہ

کانگرس کے قیام کے بعد اور مسلمانوں کے اس فریب میں آنے کے بعد کہ ہندو مسلم اتحاد ہی ہندوستان کے سیاسی مسائل کا حل ہے، مسلمانوں کی وحدت کو بھی ضعف پہنچنے لگا تھا۔ یہی نہیں بلکہ کانگرسی مسلمانوں کے خیالات کے باعث مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ ہونے لگا تھا۔ اس اتحاد کو برقرار رکھنے کی خاطر مسلم لیگ اس دور میں جو کوشش کر رہی تھی۔ اس سے ہٹ کر بھی علمائے حقہ اس مقصد کے لئے کوشاں تھے۔ دوسری جانب متعدد مسلمان سیاسی رہنما بھی ہندو مسلم اتحاد پر زور دے رہے تھے۔

اس نازک اور ادبار کے عالم میں کہ جب شدھی سنگھٹن تحریک بھی اپنا رنگ دکھانے لگی تھی اس وقت مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے وحدتِ ملتِ اسلامیہ کے لئے کوششیں کیں۔ انہوں نے وحدتِ ملی کا چراغ روشن رکھا۔ یہی نہیں بلکہ جو لوگ مسلمانوں کی وحدتِ ملی کے لئے باعثِ نقصان تھے ان کے بارے میں مولانا احمد رضا بریلوی بڑا درشت اور سخت رویہ رکھتے تھے۔ وہ ہندوؤں اور انگریزوں دونوں کے دشمن تھے۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی انگریزی حکومت کے طور طریقوں اور ان کے نظامِ حکومت اور پالیسیوں

کو ناپسند کرتے تھے۔ انہوں نے ۱۸۹۳ء میں ندوۃ العلماء کے قیام کے وقت اس کے منشور کے حوالے سے لکھا تھا کہ "گورنمنٹ انگریزی کا معاملہ خدا کے معاملوں کا پورا نمونہ ہے۔ اس کے معاملے کو دیکھ کر خدا کی رضا اور ناراضی کا حال کھل سکتا ہے۔" اس کے ساتھ ساتھ مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے اپنے رسائل "اعلام الاعلام"، "تدبیر فلاح ونجات" اور "الطاری الداری" میں بھی انگریزی حکومت کے خلاف اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

برعظیم پاک وہند میں علامہ اقبال اپنے قومی ترانوں اور شاعری میں مسلمانوں کو اتحاد واتفاق کا عالمگیر سبق دے رہے تھے۔ وہاں پر مولانا احمد رضا خاں بریلوی ہندوستان کے طول وعرض میں مسلمانوں کے دلوں میں عشق مصطفٰے ﷺ کے چراغ روشن کر رہے تھے۔ بعض حوالوں سے مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور علامہ اقبال عشقِ رسول میں ہم نوا اور ہم آہنگ دکھائی دیتے ہیں۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی مسلمانانِ ہند کو ہمیشہ اولوالعزمی اور غیرت کا درس دیتے تھے۔ اس مقصد کے لئے وہ اپنی اردو اور فارسی شاعری سے بھی کام لیتے رہے۔ انہوں نے چونکہ کانگرس کے دیگر رہنماؤں اور بالخصوص گاندھی کی پالیسیوں کے بارے میں ان کے پس پردہ عزائم کو بھانپ لیا تھا۔ اس لئے وہ گاندھی کی پالیسیوں کو مسلمانوں کے لئے مضر اور نقصان دہ قرار دیتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ "گاندھی کی قیادت سے سراسر ہندوؤں کو فائدہ ہوگا اور مسلمانوں کو نقصان"۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی یہ بھی کسی طرح گوارا نہیں کرتے تھے کہ مسلمان گاندھی کے لئے سواری کا کردار ادا کریں۔ کیونکہ ۱۹۱۹ء میں خلافت کمیٹی میں مسلمانوں نے کئی ہندوؤں اور گاندھی کو بھی ممبر بنا لیا تھا۔ یہی نہیں بلکہ گاندھی جی کو تو صدر کا عہدہ بھی دے دیا گیا تھا۔ رولٹ ایکٹ کہ جس کے تحت حکومتِ برطانیہ نے انتظامیہ کو آزادیٔ تحریر اور آزادیٔ نقل وحرکت کو کچلنے کے وسیع اختیارات دے دئے تھے۔ اس کے خلاف بھی مسلمان اور ہندو ہم آہنگ اور نظریاتی طور پر متحد تھے۔ لیکن ہندوؤں اور مسلمانوں کا یہ اتحاد ایک جانب سیاسی طور پر بھی انہیں ہم آہنگ کرنے لگا تھا۔ اسطرح خلافت کمیٹی کی کاروائیوں اور رولٹ ایکٹ کے خلاف ہندوؤں کی اموات پر مساجد میں فاتحہ خوانی اور مغفرت کی دعاؤں کے انتظامات ہونے لگے تھے۔ یہ مضحکہ خیز صورتِ حال مسلمانوں کے حق میں ایک طرح کی ہلاکت اور اپنی شناخت اور تشخص پامال کرنے کے برابر تھی۔ اس موقع پر مولانا احمد رضا خاں نے مسلمانوں کو نصیحت بھی کی اور ہندوؤں کی چالوں سے آگاہ بھی کیا۔ اس ساری صورتِ حال کو انہوں نے اپنے فارسی اشعار میں یوں سمویا:

- مرتد را صدر و مشرکان را ارکاں
کردند و پے مرتد و اصنامیاں
ہم فاتحہ، ہم نماز، ہم دعوتِ عفو
واللہ کہ مسخ شد ز دلہا ایماں

مولانا احمد رضا خان نے ایک طرح کے پر خطر اور آتش فشاں دور میں مسلمانوں کی اسلامی بنیادوں پر صحیح سمت میں رہنمائی فرمائی۔ انہوں نے ایک غیور مسلمان کے طور پر اسلام کی روح کو مجروح کرنے والی کوششوں کے خلاف اپنی تمام تر صلاحیتوں کو استعمال کیا اور مسلمانوں میں اسلام کی وہ روح پیدا کی اور راست اور صحیح جذبہ ابھارا جو بعد میں تحریکِ اسلامی و قومی تشخص کو قوت وطاقت بخشنے کا موجب بنا۔ اس طرح لادینی قوتوں اور اسلامیانِ ہند کے اسلامی و قومی تشخص کو مجروح کرنے والی قوتوں اور غیر اسلامی تحریکوں کو دبانے اور ختم کرنے کی مسلمانوں میں قوت وہمت پیدا ہو سکی۔

(اکابرین تحریک پاکستان از محمد علی چراغ، ص ۲۸۹ تا ۲۹۴ طبع لاہور)

اقتباسات

O--- ہندو مسلم اتحاد کے مؤید اور ہمارے محترم بزرگ مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی جب فاضلِ بریلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اپنی تحریک میں شمولیت کی دعوت دی تو فاضلِ بریلوی نے صاف صاف فرمایا:-

"مولانا میری اور آپ کی سیاست میں فرق ہے۔ آپ ہندو مسلم اتحاد کے حامی ہیں میں مخالف ہوں۔"

اس جواب سے علی برادران کچھ ناراض سے ہو گئے تو فاضلِ بریلوی نے تالیف قلب کے لیے مکرر ارشاد فرمایا:- "مولانا میں ملکی آزادی کا مخالف نہیں ہوں، ہندو مسلم اتحاد کا مخالف ہوں۔"

(فاضلِ بریلوی اور ترکِ موالات از ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد، ص ۴۵ طبع لاہور ۱۹۷۸ء)

O--- فاضلِ بریلوی نے ترکِ موالات کے نتیجے میں ہندو مسلم اتحاد کو جو وطنیت پرستی اور دین سے بے خبری پر مبنی تھا سخت مخالفت فرمائی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ترکِ موالات کے خلاف آواز اٹھانا خود کو انگریز حاکموں کا حمایتی ظاہر کرنے کے مترادف تھا۔ مگر فاضلِ بریلوی نے اظہارِ حق میں ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پروانہ کی اور فقیہانہ شان کے ساتھ اپنے فیصلے صادر فرمائے اور بالآخر جو کچھ فرمایا تھا سچ ثابت ہوا۔

جب طوفان جنوں ختم ہوا اور آنکھیں کھلیں تو وہی سچا نظر آیا۔ جس کو کل تک جھوٹا کہا گیا تھا۔ قائدِ اعظم اور علامہ اقبال جیسے مفکرین و رہنما ابتداء میں ایک قومی نظریہ کے حامی تھے مگر بعد میں اچانک اپنا رخ موڑتے ہیں اور ایک قومی نظریہ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر دو قومی نظریہ کی پوری پوری حمایت فرماتے ہیں۔......... یہ وہی نظریہ ہے جس کی حفاظت کے لیے حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت فاضل بریلوی نے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں۔ (فاضل بریلوی اور ترکِ موالات، ص ۱۴ طبع لاہور ۱۹۷۸ء)

○---تمام مسلم شخصیات تحریک خلافت میں سرگرم عمل تھیں۔ ہر سطح پر مسلمانوں نے جان و مال کے نذرانوں سے اس تحریک کو زندہ رکھنا چاہا لیکن مشترکہ پروگرام کی اعلیٰ قیادت گاندھی کے ہاتھ میں تھی اور وہ مسلمانوں کے جوش و جذبے کو اپنے مفادات میں استعمال کر رہے تھے۔......... مسلمانوں کی کمزوری اور حالات کی کشیدگی سے گاندھی نے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ تحریک خلافت میں بھرپور سرگرم رہنے کے باوجود تشدد کے ایک واقعہ کو بہانہ بنا کر یک طرفہ تحریک خلافت ختم کر دی، یہیں سے مسلمانوں میں بددلی اور مایوسی پیدا ہوئی۔ الخ

(تاریخ تحریک پاکستان حصہ اوّل (ڈاکٹر عبدالسلام خورشید، ڈاکٹر روشن آراؤ) ص ۱۷۳، ۱۷۴ اسلام آباد ۱۹۹۳ء)

○---گاندھی نے تمام ہندوؤں کی طرف سے غیر مشروط مسلمانوں کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ ان کے اس رویئے کے پیچھے ہندو اور مسلمانوں کی بلا امتیاز لیڈری اختیار کرنا تھا۔ تاہم گاندھی کے اس اطلاق نے انہیں مسلمانوں اور ہندوؤں میں یکساں مقبول بنا دیا۔ اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ خلافت سے متعلق مطالبات منظور نہ ہونے کی صورت میں ترکِ موالات کیا جائے گا۔ (تاریخ تحریک پاکستان، حصہ اول، ص ۱۷۰)

○---تحریک خلافت اور تحریک ترکِ موالات تقریباً یکساں حالات و مسائل کی پیداوار تھیں۔ چنانچہ گاندھی نے نہایت ہوشیاری سے ہندو مسلمانوں میں اس طرح اتحاد پیدا کیا کہ مسلمانوں کے لیے جداگانہ تشخص کی نفی ہونے لگی۔ (تاریخ تحریک پاکستان، حصہ اوّل، ص ۱۷۱)

☆---علامہ اقبال اور تحریکِ خلافت

اسلام کا ہندوؤں کے ہاتھوں بک جانا گوارا نہیں ہو سکتا۔ افسوس اہل خلافت اپنی اصلی راہ سے بہت دور جا پڑے۔ وہ ہم کو ایک ایسی قومیت کی راہ دکھا رہے ہیں جس کو کوئی مخلص مسلمان ایک منٹ کے لیے بھی قبول نہیں کر سکتا۔ (اقبال نامہ، جلد اوّل، ص ۵۸ بحوالہ تاریخ تحریک پاکستان، ص ۱۷۴)

○---علماء جن میں مولانا ابوالکلام آزاد بھی شامل تھے نے کہنا شروع کیا کہ برطانوی حکومت نے

مسلمانوں سے کئے وعدوں کو ڈھٹائی سے پس پشت ڈال دیا ہے اور وہ مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ میں ناکام رہی ہے۔ برصغیر بھی روز افزوں فتنہ و فسادات کی لپیٹ میں ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کو پاک و ہند سے ہجرت کر جانی چاہیے۔ خلافت کمیٹی نے بھی جولائی ۱۹۲۱ء میں اپنے ناگپور کے اجلاس میں تحریک ہجرت کی پرزور حمایت کی۔ مذہبی جوش میں ہزاروں سادہ لوح مسلم برصغیر سے افغانستان کی طرف روانہ ہوئے۔ کوڑیوں کے مول اپنا اسباب بیچنے والے مہاجرین کو افغانستان کی سرحد کے عبور کرنے سے روک دیا گیا۔ کٹھن مسافت اور راہوں کی تنگ دامانی نے مہاجرین کو دلبرداشتہ کیا۔ ہزاروں جانیں تلف ہوئیں اور یوں بے یار و مددگار بچے کھچے مہاجرین دوبارہ برصغیر میں پناہ لینے کیلئے پلٹ آئے جہاں پہلے ہی ان کے لئے کچھ باقی نہ رہا تھا۔ (تاریخ تحریک پاکستان، ص ۱۷۲ طبع اسلام آباد ۱۹۷۸ء)

○---انگریز اپنے وفاداروں کو نوازنے میں بخل سے کام نہیں لیتا تھا۔ اس نے اپنے وفاداروں کو نوازا اور خوب نوازا---امام احمد رضا پر ان کے مخالفین شدید سے شدید تر الزامات عائد کرنے سے نہیں چوکتے۔ لیکن آج تک بڑے سے بڑا مخالف یہ ثابت نہیں کر سکا کہ انہیں یا ان کے صاحبزادوں کو گورنمنٹ نے شمس العلماء خطاب دیا ہو۔ کوئی جاگیر یا کوئی انعام دیا ہو؟ پھر یہ کیسے تسلیم کر لیا جائے کہ وہ انگریز کے حمایتی وظیفہ خوار تھے۔ اور انگریز کے سب سے بڑے دشمن علماء اہل حدیث تھے۔ (علامہ شرف قادری)

جہلاء وہابیہ کی طرح رابن سن انگریز بھی ترکِ موالات اور تحریک خلافت میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی شمولیت کے فلسفہ کو نہیں سمجھ سکا۔ موصوف تحریکوں کے مخالف نہیں تھے۔ بلکہ مسلم ہندو اتحاد کے سخت مخالف تھے۔ اور ان تحریکوں کا جو انجام ہوا وہ محققین مؤرخین پر عیاں ہے۔

تحریکِ خلافت اور علمائے کرام

یہ ایک الجھا ہوا مسئلہ ہے۔ مؤرخین نے آج تک اس کو مفصل سمجھنے یا سمجھانے کی کوشش نہیں کی۔ عام طور پر علمائے کرام کو تحریک خلافت کا یا تو حامی کہا جاتا ہے یا مخالف۔ اس کا مطلب یہ نکالا جاتا ہے کہ تحریک خلافت کے حامی علماء کو ترکی سلطنت سے ہمدردی تھی اور مخالف حضرات کو ترکی سلطنت سے کوئی ہمدردی نہ تھی۔ (ترکی سلطنت مقاماتِ مقدسہ اور مآثر شریفہ کی محافظ اور خادم ہونے کی بنا پر سب مسلمانوں میں معظم تھی) اس تاریخی تحریک کو اگر تفصیل سے بیان نہ کیا جائے تو مذکورہ بیان غلط ہے۔ قصہ یوں ہے کہ معاہدہ سیورے پر دستخط کے بعد (بلکہ اس سے پہلے) برصغیر کے مسلم زعماء انگریزوں کے خطرناک عزائم سے آگاہ ہو چکے تھے اور ان کو ترکی سلطنت کے متوقع خاتمہ سے سخت صدمہ

پہنچا۔ انگریزوں کی سرگرمیوں کے خلاف برصغیر میں احتجاج شروع ہوگیا۔ علی برادران اور دیگر لیڈروں کے خطابات سے ملک میں آگ سی لگ گئی۔ ۲۲/ ستمبر ۱۹۱۹ء کو "آل انڈیا مسلم کانفرنس" نے لکھنؤ میں سر ابراہیم ہارون جعفر کی صدارت میں احتجاجی جلسہ منعقد کیا۔ جس میں مجلسِ خلافت قائم کی گئی۔ ۲۷/ اکتوبر ۱۹۱۹ء کو ملک بھی میں یومِ خلافت منایا گیا۔ (خطبہ صدارت سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون صدر آل انڈیا خلافت کانفرنس منعقدہ ۲۶/ تا ۲۸/ فروری ۱۹۲۷ء)

خلافت کانفرنس کے پہلا اجلاس ۲۳/ نومبر ۱۹۱۹ء کو دہلی میں مولوی فضل الحق کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں تحریک خلافت میں غیر مسلموں سے تعاون کی اپیل کی گئی۔ جس کے نتیجے میں بہت سے ہندوؤں نے بھی شرکت کی۔ (خطبہ صدارت مولانا آزاد سبحانی اجلاس جمعیت علماء بہار مطبوعہ ملتان، ص ۴۱)

اجلاس کے بعد ہندو اور مسلم لیڈروں کی ایک مشترکہ کانفرنس ہوئی جس کی صدارت کرم چند موہن داس گاندھی نے کی۔ اس اجلاس میں پنڈت موتی لال نہرو اور پنڈت موہن مالوی وغیرہ بھی شریک ہوئے۔ ہندوؤں کا تعاون حاصل کرنے کے لیے مجلس استقبالیہ کے صدر آصف علی نے ترک ذبحہ گاؤ کی تجویز ایجنڈے میں شامل کردی۔ (تاریخ پاکستان از پروفیسر احمد سعید)

مسٹر گاندھی نے مسئلہ خلافت پر مسلمانوں کو ہندوؤں کی بھرپور حمایت کا یقین دلایا۔ ۲۸/ مئی ۱۹۲۰ء کو بمبئی میں خلافت کانفرنس کا جلسہ ہوا۔ جس میں عدم تعاون کا اصول تسلیم کیا گیا۔ (مہر منیر از مولانا فیض احمد)

بس اب کیا تھا ایک طوفان برپا ہوگیا۔ اکثر علماء حضرات بھی اس میں سرگرم رکن کی حیثیت سے شامل ہوگئے۔ تحریک خلافت کا مقصد تو سلطان ترکی کی حمایت واعانت تھا.......... مگر سحر گاندھی میں آکر لیڈر حضرات سے ایسے ایسے افعال سرزد ہوئے کہ جن کے تصور سے آج بھی حیاء کے مارے سر جھک جاتا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم پروفیسر محمد مسعود احمد مطبوعہ لاہور ص ۲۰۶ تا ۲۰۸) یہاں پہنچ کر علماء دو طبقات میں بٹ گئے۔ ایک وہ تھے جو سلطان ترکی کو خلیفہ تسلیم کرتے ہوئے اس کی حمایت پر کمربستہ تھے اور بعض وہ تھے جو سلطان ترکی کو سلطان المسلمین سمجھ کر اس کی حمایت کرتے رہے اس کے ساتھ ساتھ اوّل الذکر حضرات کی شرعی امور میں غلطی اور سیاسی امور میں عدم اجرت پر انہیں ٹوکتے رہے۔

(عرفِ عام میں) مخالفین میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ سرفہرست ہیں۔ لیکن ملاحظہ فرمایئے آپ فرماتے ہیں: "سلطنت علیہ عثمانیہ ایدہا اللہ تعالیٰ نہ صرف عثمانیہ، ہر سلطنت اسلام نہ صرف سلطنت

اسلام ہر جماعت اسلام نہ صرف جماعت۔ ہر فرد اسلام کی خیر خواہی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس میں قرشیت ہونا کیا معنی۔ دل سے خیر خواہی مطلقاً فرض عین ہے۔ اور وقتِ حاجت دعا سے امداد واعانت بھی ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس سے عاجز نہیں۔ مال یا اعمال سے استعانت فرض کفایہ ہے۔"

(دوام العیش فی الائمۃ من قریش: امام احمد رضا بریلوی، مطبوعہ بریلی بار اول، ص ۱۴/ ۱۳۴۱ھ)

نیز فرماتے ہیں: —"رہا مسئلہ اعانت کا۔ آپ لوگوں کے زعم میں سلطان اسلام کی اعانت کچھ ضرور نہیں۔ صرف خلیفہ کی اعانت چاہیئے کہ مسلمانوں کو ابھارنے کے لیے ادعائے خلافت ضرور ہوا۔ یا سلطان المسلمین کی اعانت صرف قادروں پر ہے۔ اور خلیفہ کی اطاعت بلا قدرت بھی فرض ہے یہ نصوص قطعیہ قرآن کے خلاف ہے۔" (دوام العیش فی الائمۃ من قریش، ص ۱۴)

اس طرح کی بے شمار تحریرات میں آپ نے سلطنت ترکی کی حمایت کی اور تحریکِ خلافت کا خلاف بھی کیا۔ لیکن شرعی امور کی بنا پر۔ حتیٰ کہ خود امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے سلطنت ترکی کے لیے چندہ دیا۔ اور جماعت "انصار الاسلام" قائم کی۔ اور مسلمانوں کو ترک امداد سے طریقے بتائے۔

(برکاتِ مارہرہ و مہمانان بدایوں از سید میاں محمد مارہروی، مطبوعہ ۱۳۴۰ھ بریلی، ص ۱۲)

ایسے ہی دیگر محتاط علماء نے تحریک میں شامل ہوئے بغیر سلطان ترکی کی حتی المقدور امداد کی۔ بعض علماء اہل سنت تحریک خلافت کے پاکیزہ مقاصد کے پیش نظر خلافت کے سرگرم رکن بنے۔ وہ گاندھی کے ہم رنگ زمین جال کو نہ دیکھ سکے۔ مگر جب ان پر بھی گاندھی کی ویسیہ کاریوں کا پردہ کھلا وہ بھی تحریک سے الگ ہوگئے۔ ان کی شمولیت جذبہ صادقہ کے پیش نظر تھی۔ اور علیحدگی شرعی وجوہات کی بنا پر۔ سہولت کی خاطر ہم تحریک خلافت کے شرکاء کو چار شقوں میں تقسیم کرتے ہیں:۔

(۱).. جن حضرات نے اس تحریک میں حصہ لیا۔ ان میں ایک منافقین کا گروہ تھا۔ جو بہت پیش پیش تھا۔ اس گروہ نے تحریک کے ساتھ محسن ملت مولانا احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کے خلاف بھی زبردست تحریک شروع کی۔ جس سے ان کے خبث باطنی کا اندازہ ہوتا ہے۔ ذرا ان کے نفاق اور خبث باطنی کا اندازہ اس سے کیجئے کہ سلطان ترکی اور عوام ترکی کے عقائد اور ان کے عقائد میں زمین وآسمان سے زیادہ فرق تھا۔ اپنے عقیدے کے خلاف ترکوں کی امداد کرنے میں درپردہ ان کے کون سے مقاصد تھے مورخ پر مخفی نہیں۔

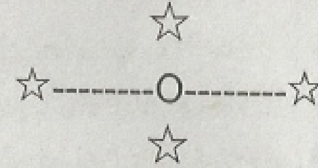
(۲).. بعض حضرات نے امداد میں زیادہ سرگرمی نہ دکھائی۔ اس کی سیاسی وجوہات تھیں۔ یہ حضرات

سمجھتے تھے کہ اغیار نے اس چال سے مسلمانوں کے معاشی اور سیاسی استحکام کو تباہ کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔

(۳).. بعض وہ حضرات بھی تھے جو شروع میں شریک تھے لیکن تحریک خلافت شروع ہوتے ہی تحریک خلافت سے علیحدہ ہوگئے۔ ان حضرات پر تحریک خلافت کے خفیہ ناپاک مقاصد واضح ہوگئے۔ ان کی علیحدگی کی وجوہات خالصۃً شرعی تھی۔

(۴).. بعض سادہ لوح اور جذباتی حضرات وہ تھے جو مخالفین کی چال میں آگئے تھے اور بہت آگے نکل گئے مگر بعد میں ضرور پچھتائے۔ یوں کہیئے کہ ان میں سیاسی بصیرت کا فقدان تھا مگر جذبہ صادقہ تھا۔

تفصیل کے لیے دیکھئے "تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم" پروفیسر محمد مسعود احمد، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء / ص ۱۹۹ تا ۲۱۷





اذان میں انگوٹھے چومنے کا مسئلہ







اہلسنت وجماعت (احناف) کا مذہب :

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :-

"ان رسول الله ﷺ قال اذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما يقول المؤذن ."

ترجمہ :- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم اذان سنو تو تم مؤذن کے جواب میں وہی کلمات کہتے جاؤ جو مؤذن کہے۔

(۱)...(موطاء امام محمد، ص ۴۸ طبع کراچی)

(۲)..(بخاری شریف مع شرح فیوض الباری، ص ۲۷۸، پ ۳ طبع لاہور)

(۳)..(مصنف ابن ابی شیبہ، ص ۲۲۷ جلد اول طبع کراچی ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء)

(۴)..(کتاب الاذکار از علامہ نووی ص ۱۱۸ جلد اول طبع کراچی)

☆--- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

ثم قال حي على الصلوة قال لا حول ولا قوة الا بالله ثم قال حيّ على الفلاح. الخ

(مسلم شریف، ص ۱۶۷ جلد اول طبع کراچی)(مشکوٰۃ، ص ۶۵ طبع ملتان)

(مصنف ابن ابی شیبہ، ص ۲۲۷، جلد اول طبع کراچی ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء)(عبداللہ بن الحارث عن ابیہ عن النبی ﷺ)

ترجمہ :- جب مؤذن کہے حی علی الصلوٰۃ تو جواب دینے والا کہے، لاحول ولا قوۃ الا باللہ پھر جب مؤذن کہے حی علی الفلاح تو جواب دینے والا کہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اذان کا جواب دینا واجب ہے۔

علامہ بدر الدین حنفی (م ۸۵۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس کے وجوب کی دلیل یہ ہے کہ ایک حدیث میں فرمایا:- حدثنا ابو بكر قال ثنا وكيع عن سفيان عن عاصم عن المسيب ابن

رافع عن عبدالله قال من الجفاء ان تسمع الاذان ثم لاتقول مثل ما يقول"

(مصنف ابن ابی شیبہ، ص ۲۲۸ جلد اول طبع کراچی ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء)

ترجمہ :- یہ بھی ظلم ہے کہ تو اذان سنے اور جو مؤذن کہتا ہے تو نہ کہے۔

ظاہر ہے وعید ترک واجب پر ہوتی ہے اور مستحب کے تارک کو ظالم نہیں کہہ سکتے۔

(عینی شرح بخاری، ص ۶۳۶ جلد دوم)

☆--- صاحب مرأت شرح مشکوٰۃ لکھتے ہیں :-

اور جواباً کلمات اذان ادا کرنا واجب ہے۔ الخ (مرأت شرح مشکوٰۃ، جلد اول، ص ۴۰۹)

حدیث:- ذكره الديلمي في الفردوس من حديث ابي بكر الصديق رضي الله عنه انه لما سمع قول المؤذن اشهد ان محمدا رسول الله قال هذا وقبل باطن الانملتين اسبابتين و مسح عينيه فقال ﷺ مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيْلِيْ فَقَدْ حِلَّتْ عَلَيْهِ شَفَاعَتِيْ وَلَايَصِحّ .

(المقاصد حسنہ، حدیث ۱۰۲۱، ص ۳۸۴ طبع بیروت)

ترجمہ :- اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب اس جناب نے مؤذن کو اشہد ان محمدا رسول اللہ کہتے سنا تو یہ ہی کہا۔ اور اپنی انگشتان شہادت کے پورے جانب زیریں سے چوم کر آنکھوں سے لگائے۔ اس پر حضور اقدس نے فرمایا جو ایسا کرے جیسا میرے پیارے نے کیا اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو جائے۔ اور یہ حدیث اس درجہ کو نہ پہنچی جسے محدثین اپنی اصطلاح میں درجہ صحت نام دیتے ہیں۔

معلوم ہوا :- اذان کا جواب دینا واجب ہے کیونکہ جواب کے ترک پر وعید آئی ہے۔ اور اذان میں فخر موجودات باعثِ ایجاد عالم محبوب کبریا محمد مصطفیٰ ﷺ کا نام پاک اذان میں سنتے وقت انگوٹھے یا انگشتانِ شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا جائز ہے۔ چونکہ اس کے ترک پر کوئی وعید نہیں آئی۔ اس لئے اس کو مستحب کا درجہ دیا جائے گا۔ جیسا کہ ہمارے علماءِ احناف نے اس کی تصریح کی ہے اور اس کے مستحب ہونے کی دلیل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ حضرت خضر والی روایت بطور تائید پیش کی جاتی ہے۔ اور اگر امام سخاوی نے اس کی سند پر جرح بھی کی ہے تو وہ ہمیں مضر نہیں کیونکہ وہ ہمارے مسئلہ اذان میں انگوٹھے چومنے کی دلیل نہیں۔

****

علامہ شیخ احمد طحطاوی[1] رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۳۳ھ) فرماتے ہیں :-

"ذکر القهستانی عن کنز العباد انه یستحب ان یقول عند سماع الاولیٰ من الشهادتین للنبی ﷺ صلّی الله علیك یا رسول الله وعند سماع الثانیة قرت عینی بك یا رسول الله اللّٰهمّ متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ابهامه علی عینیه فانه رسول الله ﷺ یکون قائداً له فی الجنة وذکر الدیلمی فی الفردوس من حدیث ابی بکر رضی الله عنه مرفوعاً من مسح العین بباطن اغلة السبابتین بعد تقبیلهما عند قول المؤذن اشهد ان محمداً رسول الله وقال اشهد ان محمداً عبده و رسوله رضیت بالله ربا وبالاسلام دینا و بمحمد ﷺ نبیا حلت له شفاعتی."

(الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۱۱۱ طبع کراچی)

ترجمہ :- قہستانی نے کنزالعباد سے ذکر کیا ہے کہ مستحب ہے کہ اشھد ان محمد رسول اللہ جب مؤذن پہلی بار کہے تو (سننے والا) کہے صلی اللہ علیک یارسول اللہ اور دوسری بار اشھد ان محمد رسول اللہ کہنے کے وقت (سننے والا) کہے "قرت عینی بک یارسول اللہ اللھم متعنی بالسمع والبصر" اپنے دونوں انگوٹھوں کو دونوں آنکھوں پر رکھ کر یہ پڑھے تو نبی ﷺ جنت میں اس کے قائد ہوں گے اور دیلمی نے فردوس میں ذکر کیا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوعاً دونوں ہاتھوں کی دونوں انگلیوں کے پوروں کا بوسہ لے کر آنکھ پر ملنا مؤذن کے اشھد ان محمد رسول اللہ کہنے کے وقت اور کہے " اشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ رضیت باللہ رباً و بالاسلام دیناً و محمدٍ نبیاً" تو اس کو میری شفاعت لازمی ہے۔

☆- علامہ شامی[2] (م ۱۲۶۰ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

ایسا ہی کنزالعباد امام قہستانی میں اسی کی مثل فتاوئ صوفیہ میں ہے اور کتاب الفردوس میں ہے کہ جو شخص اذان میں اشھد ان محمد ارسول اللہ سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے (اس کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان یہ ہے کہ) میں اس کا قائد ہوں گا اور اس کو جنت کی صفوں میں داخل کروں گا۔ اس کی پوری بحث بحر الرائق کے حواشی رملی میں ہے۔ (ردالمحتار شرح درمختار، ص ۳۷۰ جلد اول)

☆- مولانا عبدالحیٰ لکھنوی حنفی (م ۱۳۰۴ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

بعضے فقہا مستحب نوشتہ اند و حدیثے ہم دریں باب نقل میسازند مگر صحیح نیست و در امر مستحب فاعل و

[1] سید احمد طحطاوی فقیہ عصر، وحید دہر، محدث جید، علامہ محقق اور فاضل مدقق تھے۔ مدت تک مصر کے مفتی رہے۔ درمختار کا حاشیہ تحریر کیا اور بہت سے رسائل لکھے۔ وفات ۱۲۳۳ھ میں ہوئی۔

[2] اپنے زمانہ کے علامہ، فہامہ، فقیہ، محدث، محقق، مدقق اور جامع علوم عقلیہ ونقلیہ تھے۔ ۱۲۶۰ھ میں انتقال فرمایا۔

تارک ہر دو قابل ملامت و تشنیع نیستند در جامع الرموزمی آرد "اعلم انه یستحب ان یقال عند سماع الاول من الشهادة صلی الله علیك یا رسول الله و عند سماع الثانیة قرة عینی بك یا رسول الله ﷺ ثم یقال اللّٰهم متعنی بالسمع والبصر وبعده وضع ظفر الیدین علی العینین فانه ﷺ یکون قائداً اله الی الجنة کذا فی کنز العباد انتهی. (مجموعہ فتاوی، ص ۴۷ حصہ سوم طبع فرنگی محل (لکھنؤ) ۱۹۳۵ء)

☆- ملا علی قاری حنفی مکی (م ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

"واعلم انه یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشهادة صلّی الله علیك یا رسول الله وعند الثانیة منها قرة عینی بك یا رسول الله ثمّ یقال اللّٰهُم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه ﷺ یکون له قائداً الی الجنة. (فتح باب العنایۃ فی شرح نقایہ[1] باب الاذان)

ترجمہ :- جان لو کہ بے شک اذان کی پہلی شہادت کے سننے پر صلی اللہ علیک یارسول اللہ اور دوسری شہادت کے سننے پر قرۃ عینی بک یارسول اللہ کہنا مستحب ہے۔ پھر اپنے انگوٹھوں کے ناخن (چوم کر) اپنی آنکھوں پر رکھے۔ اور کہے اللھم متعنی بالسمع والبصر۔ تو حضور ﷺ ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

حدیثِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) کا ارشاد گرامی

"قلت اذا ثبت رفعه علی الصدیق فیکفی العمل به لقوله علیه الصلوٰة والسلام علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین." (الموضوعات الکبریٰ، ص ۲۱۰ طبع کراچی)

ترجمہ :- یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہی اس فعل کا ثبوت عمل کو بس ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور اپنے خلفائے راشدین کی سنت۔

[1] یہ علی بن سلطان بن محمد المشہور بالقاری الہروی الحنفی المکی (م ۱۰۱۴ھ) کی تالیف ہے۔

مولانا عبدالحیٰ لکھنوی لکھتے ہیں :-

آپ کی سب تصانیف مفید ہیں اور آپ کو دسویں صدی کے مجدد ہونے تک پہنچادیا ہے۔

(الفوائد البہیہ، ص ۹ طبع کراچی)

شرح نقایہ کتب فقہ میں نہایت اہم درجہ رکھتی ہے اور یہ کتاب ان لوگوں کا جواب ہے جو کہتے ہیں کہ فقہ حنفی کے مسائل احادیث صحیحہ سے مبرہن نہیں ہوتے اس میں آپ نے تمام مسائل پر محدثانہ کلام کیا ہے۔

(ظفر المحصلین، ص ۳۸۴، طبع کراچی ۱۹۸۶ء)

اس مسئلہ پر

ابنِ لعل دین نجدی وہابی کے اعتراضات کا علمی محاسبہ

اعتراض :- اسی طرح امام سخاوی، ملا علی قاری، محمد طاہر الفتنی اور علامہ شوکانی وغیرہ نے ان تمام روایات کو موضوع قرار دیا ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.............. ص ۱۱۸ طبع لاہور)

الجواب :- علامہ شوکانی غیر مقلد ہے۔ ہمارے لیے اس کی بات حجت ؏ نہیں۔ رہے باقی علمائے اہل سنت تو انہوں نے ان روایات کو موضوع نہیں کہا۔ (جو صدیق اکبرؓ سے مروی ہیں۔) بلکہ "لا یصح" کہا ہے۔ اگر آپ لفظ "موضوع" دکھادیں۔ نقد Rs =/1000 روپیہ حاصل کریں۔ ان علمائے اہلسنت کی عبارات ملاحظہ ہوں۔

(۱) ذکرہ الدیلمی (فی الفردوس) من حدیث ابی بکر الصدیق ان النبی ﷺ قال: من فعل ذلک فقد حلت له شفاعتی.

"قال السخاوی لا یصح" (موضوعات الکبریٰ از ملا علی قاری حنفی، ص ۲۱۰ طبع کراچی)

"لا یصح فی المرفوع من کل ھذا الشیٔ." (المقاصد الحسنہ، حدیث ۱۰۲۱، ص ۳۸۵، طبع بیروت)
بیان کردہ مرفوع احادیث میں کوئی بھی درجہ صحت پر فائز نہیں۔

☆--- ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

"کل مایروی فی ھذا فلا یصح رفعہ البتتہ" (موضوعات الکبریٰ، ص ۲۱۰ طبع کراچی)
اس بارے میں جو بھی روایات بیان کی گئی ہیں۔ ان کا مرفوع ہونا حتمی صحیح نہیں۔

؏ ابن لعل دین کا یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ کہ علامہ شوکانی نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔

الشیخ محمد ناصر الدین البانی (غیر مقلد) لکھتے ہیں :- مؤذن جب اشھد ان محمدا رسول اللہ کے تو دونوں ہاتھوں کی انگشت کے پوروں کے ساتھ دونوں آنکھوں کو مسح کیا جائے۔ جو شخص یہ کام سر انجام دے گا اس کو محمد ﷺ کی شفاعت نصیب ہو گی۔

تحقیق= ابن طاہر کا "التذکرہ" میں قول ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ امام شوکانی کی تالیف "الاحادیث الموضوعہ" ص ۳۹۶ میں اسی طرح ہے (کہ یہ صحیح نہیں ہے) الخ

(احادیث ضعیفہ کا مجموعہ، ص ۴۷، طبع پاکستان۔ تالیف ناصر الدین البانی)

اور صحیح ہونے سے حسن اور ضعیف کی نفی نہیں ہوتی۔

☆--- علامہ شامی علیہ الرحمۃ رد المحتار میں علامہ اسمٰعیل جراحی سے نقل فرماتے ہیں :-

"لم یصح فی المرفوع من کل ھذا شیٔ" (رد المحتار- باب الاذان، ص ۲۹۳ جلد اول طبع مصر)
بیان کردہ مرفوع احادیث میں کوئی بھی درجہ صحت پر فائز نہیں۔

☆--- علامہ محدث محمد طاہر فتنی رحمۃ اللہ علیہ

"تکملہ مجمع بحار الانوار" میں حدیث کو صرف لا یصح فرما کر لکھتے ہیں: و روی تجربة ذلک عن کثیرین "یعنی اس کے تجربہ کی روایات بکثرت موجود ہیں۔

(خاتمہ مجمع بحار الانوار، ص ۵۱۱، جلد ۳ طبع نور کشور، لکھنؤ)

حدیثِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

حدیثِ صدیق اکبر جس کی بنیاد پر علمائے اہلسنت احناف اذان میں انگوٹھے چومنے کو مستحب کہتے ہیں۔ اس کے متعلق ملا علی قاری حنفی کا ایمان افروز بیان سنیئے!

قلت: واذا ثبت رفعه علی الصدیق فیکفی العمل به لقوله علیه الصلوٰة والسلام: علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین (الموضوعات الکبریٰ، ص ۲۱۰، طبع کراچی)

ترجمہ :- یعنی صدیق اکبر سے ہی اس فعل کا ثبوت عمل کو بس ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں: تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور خلفائے راشدین کی سنت۔ ھ (ترمذی، ص ۲۰۷، جلد دوم، طبع پاکستان)

(مشکوٰۃ، ص ۵۲۰، ابواب المناقب، طبع ملتان) (تاریخ الثقات لابن حبان اول ابواب)

لا یصح کا مفہوم :- حدیث کی تین مشہور قسمیں ہیں

1= صحیح 2= حسن 3= ضعیف

اور محدثین کرام کا کسی حدیث کے متعلق "لا یصح" کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث میں "صحیح حدیث" کے اوصاف نہیں پائے جاتے۔ اس سے اُس حدیث کے حسن یا ضعیف ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔

O-- امام ابنِ حجر مکی (م ۹۷۳ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

اور کسی محدث کا یہ کہنا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ صحیح لذاتہ نہیں۔ اس سے اس کے حسن لغیرہ کی نفی نہیں ہوتی اور حسن لغیرہ سے حجت پکڑی جا سکتی ہے۔

(صواعق المحرقہ (اردو) ص ۶۱۷ طبع لاہور)

O--حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:-

"نفی الصحة لا ینتفی الحسن" (تخریج کتاب الاذکار "علامہ نووی")

نیز لکھتے ہیں:-

حسن لذاتہ گو رتبہ میں کم ہے۔ صحیح لذاتہ سے۔ تاہم قابل احتجاج ہونے میں اسکی شریک ہے۔

(شرح نخبۃ الفکر، ص ۱۹، طبع کراچی (اردو))

O--ملا علی قاری حنفی مکی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:-

"لایلزم من عدم صحته نفی وجوده حسنه و ضعیفه" (موضوعات الکبریٰ، ص ۶۶ طبع کراچی)

"لا یصح" = لا ینافی الضعف والحسن" (موضوعات الکبریٰ، ص ۲۳۶ طبع کراچی)

یعنی کسی حدیث کو لایصح کہنے سے اس حدیث کے حسن یا ضعیف ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔

O--علامہ عبدالباقی زرقانی (م ۱۱۲۲ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:-

"نفی الصحة لا ینافی انه حسن کما علم" (رفیق العلم (ماہنامہ) کراچی، ۳۰/ جون ۱۹۹۷ء)

O--علامہ نورالدین سمہودی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:-

"قد یکون غیر صحیح وهو الصالح الاحتجاج به اذا الحسن رتبة بین الصحیح والضعیف" یعنی کبھی حدیث صحیح نہیں ہوتی اور باوجود اس کے وہ قابلِ حجت ہے۔ اس لئے کہ حسن کا رتبہ صحیح اور ضعیف کے درمیان ہے۔ (جواہر العقدین فی فضل الشرفین)

O--عبدالفتاح ابوغدہ حنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:-

"نفی الصحة الاصطلاحیة عنه ولا یلزم منه نفی الحسن اوالضعیف"

(مقدمہ المنار المنیف از ابن قیم، ص ۱۷ طبع بیروت)

O--شارح ابوداؤد لکھتے ہیں:-

"عدم صحت الحدیث لا یستلزم ضعفه بل ان یکون حسنا۔"

امام ابوداؤد کا یہ کہنا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ضعیف ہے۔ بلکہ لازم آئے گا کہ حسن ہے۔ (بذل المجہود از خلیل احمد انبیٹھوی، ص ۲۱ طبع ملتان)

O--امام محمد محمد ابن امیر الحاج حلبی (م ۸۷۹ھ) لکھتے ہیں:-

اصطلاح حدیث کی رو سے صحت کی نفی حسن ہو کر ثبوت کی نافی نہیں۔ (حلیہ شرح منیہ)

لہٰذا:- حدیثِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ "لایصح" کہنے سے موضوع قرار نہیں پائے گی۔ بلکہ یہ حدیث حسن یا ضعیف ہوگی۔

ضعیف حدیث کا حکم

عندالمحدثین اعمال وفضائل میں حدیث ضعیف قابل قبول ہے۔ حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱)--الموضوعات الکبریٰ، ملا علی قاری حنفی مکی (م ۱۰۱۴ھ)، ص ۶۳، طبع کراچی

(۲)--مرقات شرح مشکوٰۃ، ملا علی قاری حنفی مکی (م ۱۰۱۴ھ)، ص ۸۳ جلد دوم طبع ملتان

(۳)--مقدمہ مشکوٰۃ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ)، ص ۹ طبع لاہور

(۴)--قوت القلوب، امام ابوطالب محمد بن علی المکی (م ۳۸۳ھ)، ص ۳۶۳، جلد اول

(۵)--مقدمہ ابن صلاح، امام ابی عمرو عثمان بن عبدالرحمان (م ۶۴۲ھ) ص ۴۹ طبع ملتان

(۶)--تدریب الراوی، امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) ص ۲۹۸، جلد اول طبع لاہور

(۷)--کتاب الاذکار، محدث زکریا بن محمد بن احمد شافعی (م ۹۲۶ھ)، ص ۳۸، جلد اول طبع کراچی

(۸)--القول البدیع، امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی (م ۹۰۲ھ) ص ۲۵۸ طبع سیالکوٹ

(۹)--"احادیث ضعیفہ در فضائل اعمال معمول بہاست"

(مسک الختام شرح بلوغ المرام، نواب صدیق حسن خاں (م ۱۳۰۷ھ) ص ۵۷۲، جلد اول)

موضوع حدیث کی تعریف

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی مصری علیہ الرحمۃ حدیثِ موضوع کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

"کان یکون مناقض لنص القرآن او السنة المتواتره اوالاجماع القطعی اوصریح العقل حیث لا یقبل شئ من ذلك التاویل" (نخبۃ الفکر، ص ۷۱)

حدیث موضوع درج ذیل باتوں کے خلاف ہوگی۔

(۱)...نص قرآن (۲)..حدیث متواترہ (۳)..اجماع قطعی (۴)..صریح العقل

جو قابلِ تاویل نہ ہو خلاف ہو تو وہ موضوع قرار دی جائے گی۔

(۱)...نصِ قرآن:- اگر حدیث صدیق اکبر نصِ قرآن کے خلاف ہے تو وہ قرآنی نص پیش کریں۔

(۲)..حدیثِ متواترہ:- اگر یہ حدیث، حدیثِ متواترہ کے خلاف ہے تو وہ حدیث متواترہ پیش کریں۔

(۳).. اجماعِ قطعی :- یہ حدیث اجماعِ قطعی کے بھی خلاف نہیں۔ اگر کوئی دلیل ہو تو پیش کرو۔

(۴).. صریح عقل :- یہ حدیث صرح عقل کے بھی خلاف نہیں بلکہ اہل اللہ کا تجربہ اس کی تائید کرتا ہے۔

علامہ محدث طاہر فتنی رحمۃ اللہ علیہ "تکملہ مجمع بحار الانوار" میں حدیث کو صرف "لایصح" فرماکر لکھتے ہیں :- و روی تجربة ذلك عن كثيرين۔ یعنی اس کے تجربہ کی روایات بکثرت ہیں۔

(مجمع بحار الانوار، جلد ۵، ص ۲۳۴ طبع مدینہ منورہ ۱۴۱۵ھ)

ابنِ لعل دین کی صریح کذب بیانی :-

اعتراض :- امام سیوطیؒ لکھتے ہیں :-

"وہ تمام روایات جن میں انگوٹھوں کو چومنے کا ذکر ہے، وہ موضوع اور من گھڑت ہیں۔"

(تیسیر المقال از سیوطی) (میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ص ۱۱۷)

الجواب :- جناب ابنِ لعل دین نے "تیسیر المقال از سیوطی" تو لکھ دیا۔ مگر اس کا صفحہ نمبر اور مقامِ اشاعت کا ذکر نہیں کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دال میں کالا ہے۔

اگر ابنِ لعل دین کتاب "تیسیر المقال" کا تمام دنیا میں وجود ثابت کر دیں اور نشاندہی کریں کہ یہ کتاب فلاں ملک، فلاں شہر فلاں قصبہ میں موجود ہے اور وہاں سے یہ کتاب مل جائے تو مبلغ Rs=/1000 روپیہ نقد انعام حاصل کریں۔ **توبہ کرو!** کل بروزِ محشر اگر امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے مواخذہ کر لیا کہ یہ میری تالیف ہی نہیں تھی تو نے فقط ناموری اور مخلوقِ خدا کو دھوکہ دینے کے لیے یہ حربہ کیا تھا تو کیا جواب دو گے۔ **دیکھئے** اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ **تحریری گناہ کے مرتکب ہو، تحریری توبہ نامہ شائع کرو۔**

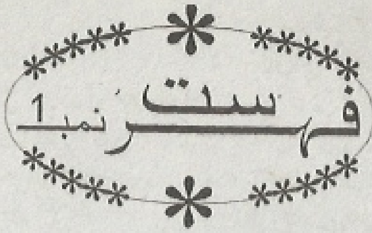
*****☆*****

ہم دو سکالرز کی مرتب کردہ امام جلال الدین سیوطی کی تالیفات کی فہرست پیش کرتے ہیں۔ جس میں "تیسیر المقال" نامی کوئی کتاب درج نہیں ہے۔ جس سے قارئین کرام پر "ابنِ لعل دین نجدی وہابی غیر مقلد" کی کذب بیانی اور بہتان تراشی واضح ہو جائے گی۔

کتب کی فہرست اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں

اور موصوف کی علمی قابلیت کی داد دیں۔

☆☆***☆***



تصانیف

امام جلال الدین سیوطی شافعی مصری رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۱۱ھ)



ترتیب :- مولانا عبد الحلیم چشتی دیوبندی (کراچی)

تفسیر اور متعلقات قرآن :

۱- الدر المنثور فی التفسیر بالماثور (م)

۲- التفسیر المسند (جس کا نام ترجمان القرآن ہے۔) یہ کتاب پانچ جلدوں میں ہے۔ (م)

۳- الاتقان فی علوم القرآن (م)

۴- الاکلیل فی استنباط التنزیل (م)

۵- لباب النقول فی اسباب النزول (م)

۶- الناسخ والمنسوخ فی القرآن

۷- مفحمات الاقران فی مبہمات القرآن (م)

۸- اسرار التنزیل۔ جس کا نام قطف الازہار فی کشف الاسرار ہے۔ یہ صرف آخر اسراء تک ہے۔

* ۹- تناسخ الدرر فی تناسب السور۔

* ۱۰- نواہد الابکار و شوارد الافکار۔ یہ تفسیر بیضاوی پر پانچ جلدوں میں مبسوط حاشیہ ہے۔

* ۱۱- التحبیر فی علوم التفسیر

* ۱۲- معترک الاقران فی مشترک القرآن

* ۱۳- المہذب فیما وقع عن القرآن من المعرب

* ۱۴- خمائل الزہر فی فضائل السور

* ۱۵- مراصد المطالع فی تناسب المطالع والمقاطع

* ۱۶- میزان المعدلۃ فی شان البسملۃ

* ۱۷- شرح الاستعاذۃ والبسملۃ

۱۸-الازہار الفائحہ علی الفاتحہ

۱۸-(ب) متشابہ القرآن (م)

۱۹-فتح الجلیل للعبد الذلیل فی قولہ تعالیٰ "اللہ ولی الذین آمنوایخرجہم من الظلمات الی النور" الآیۃ
اس میں فن بدیع کی ایک سوبیس انواع کا بیان ہے۔

۲۰-الید البسطیٰ فی تعیین الصلوٰۃ الوسطیٰ

۲۱-المعانی الدقیقۃ فی ادراک الحقیقۃ، یہ آیہ شریفہ "وعلم آدم الاسماء" کی تشریح و تفسیر ہے۔

۲۲-دفع التعسف عن اخوۃ یوسف (م)

۲۳-اتمام النعمۃ فی اختصاص الاسلام بہذہ الامۃ (م)

۲۴-الحبل الوثیق فی نصرۃ الصدیق، یہ آیہ پاک "واسبغ علیکم نعمہ ظاہرۃ وباطنۃ" کی تفسیر ہے۔ (م)

۲۵-الحرر فی قولہ تعالیٰ "لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر"

۲۶-مفاتیح الغیب، یہ "سبّح" سے آخر قرآن تک تفسیر ہے۔

۲۷-میدان الفرسان فی شواہد القرآن۔
یہ بھی مکمل نہیں ہو سکی۔

۲۸-مجاز الفرسان الی مجاز القرآن، یہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام کی کتاب "الایجاز" کی تلخیص ہے۔ لیکن مکمل نہ ہو سکی۔

۲۹-شرح الشاطبیہ

۳۰-الدر النثیر فی قرأۃ ابن کثیر

۳۱-منتقی من تفسیر الفریابی

۳۲-منتقی من تفسیر ابن ابی حاتم

۳۳-القول الفصیح فی تعیین الذبیح (م)

۳۴-الکلام علی اول سورۃ الفتح، یہ ایک مقدمہ ہے۔

۳۵-التوکل (م)

فنِ حدیث اور متعلقاتِ علم حدیث:

۳۶-التوشیح علی الجامع الصحیح

۳۷-الدیباج علی صحیح مسلم ابن الحجاج (م)

۳۸-مرقاۃ الصعود الی سنن ابی داؤد

۴۰-زہر الربی علی المجتبیٰ (م)

۴۱-مصباح الزجاجۃ علی سنن ابن ماجۃ (م)

۴۲-اسعاف المبطأ برجال الموطأ (م)

۴۳-تنویر الحوالک علی موطأ امام مالک (م)

* ۴۴-التعلیقۃ المنیفۃ علی مسند ابی حنیفۃ

* ۴۵-شافی العی علی مسند الشافعی

* ۴۶-زہر الخمائل علی الشمائل

* ۴۷-منتہی الآمال فی شرح حدیث انما الاعمال۔ الخ

* ۴۸-المعجزات والخصائص

* ۴۹-شرح الصدور بشرح حال الموتٰی والقبور (م)

* ۵۰-الفوز العظیم فی لقاء الکریم

* ۵۱-بشری الکئیب بلقاء الحبیب (م)

* ۵۲-البدور السافرۃ عن امور الآخرۃ (م)

* ۵۳-درر البحار فی الاحادیث القصار

* ۵۴-الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر۔

* یہ حروف معجم پر دس ہزار حدیثوں کا مجموعہ ہے۔ (م)

* ۵۵-المرقاۃ العلیۃ فی شرح الاسماء النبویۃ

* ۵۶-بدیع الصنع

* ۵۷-الریاض الانیقۃ فی شرح اسماء خیر الخلیقۃ

* ۵۸-لم الاطراف وضم الاتراف۔ اس میں ہر حدیث کے پہلے ٹکڑے کو حروفِ معجم پر مرتب کیا ہے۔

* ۵۹-النجبۃ السویۃ فی الاسماء النبویۃ

* ۶۰-اللآلی المصنوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ۔ ابنِ جوزی کی موضوعات کی تلخیص اور اس پر اضافہ اور تنقید ہے۔

* ۶۱-النکت البدیعات علی الموضوعات

* ۶۲-القول الحسن فی الذب عن السنن

* ۶۳-منہاج السنۃ ومفتاح الجنۃ۔ یہ مکمل نہیں ہو سکی۔

* ۶۴-الروض الانیق فی مسند الصدیق

* ۶۵-مناہل الصفافی تخریج احادیث الشفاء (م)

* ۶۶-الازہار المتناثرۃ فی اخبار المتواترۃ (م)

* ۶۷-عقود الزبرجد۔ یہ حدیث کے اعراب پر ہے۔

* ۶۸-مفتاح الجنۃ فی الاعتصام بالسنۃ

* ۶۹-تمہید الفرش فی الخصال الموجبۃ لظل العرش

* ۷۰-بزوغ الہلال فی الخصال الموجبۃ للظلال
یہ مذکورہ بالا رسالے کا اختصار ہے۔

* ۷۱-ماروا الواعون فی اخبار الطاعون

* ۷۲-خصائص یوم الجمعۃ

* ۷۳-انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب

* ۷۴-الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ (م)

* ۷۵-الآیۃ الکبری فی قصۃ الاسراء

۷۶-الکلم الطیب والقول المختار فی المأثور من الدعوات والاذکار

۷۷-الطب النبوی (م)

۷۸-المنہج السوی والمنہل الروی فی الطب النبوی

۷۹-الہیئۃ السنیۃ فی الہیئۃ السنیۃ

۸۰-وظائف الیوم واللیلۃ (عمل الیوم واللیلۃ) (م)

۸۱-داعی الفلاح فی اذکار المساء والصباح

۸۲-تخریج احادیث شرح العقائد

۸۳-الاسفار عن قلم الاظفار

۸۴-الظفر بقلم الظفر

۸۵-المسلسلات الکبریٰ

۸۶-جیاد المسلسلات

۸۷-المصابیح فی صلوٰۃ التراویح (م)

۸۸-جزء فی صلوٰۃ الضحیٰ (م)

۸۹-وصول الامانی باصول التہانی (م)

۹۰-اعمال الفکر فی فضل الذکر (م)

۹۱-نتیجۃ الفکر فی الجہر بالذکر (م)

۹۲-الخبر الدال علی وجود القطب والاوتاد والنجباء والابدال (م)

۹۳-المنحۃ فی السبحۃ

۹۴-جزء فی رفع الیدین فی الدعاء

۹۵-القول الجلی فی حدیث الولی (م)

۹۶-رفع الصوت فی ذبح الموت (م)

۹۷-القول الاشبہ فی حدیث من عرف نفسہ فقد عرف ربہ (م)

۹۸-الجواب الحاتم عن سوال الخاتم (م)

۹۹-الجواب الحزم عن حدیث التکبیر جزم

۱۰۰-شد الاثواب فی سد الابواب (م)

۱۰۱-انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء (م)

۱۰۲-الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام (م)

۱۰۳-لبس الیلب فی الجواب عن ایراد حلب

۱۰۴-تزیین الارائک فی ارسال النبی الی الملائک (م)

۱۰۵-التعظیم والمنۃ فی ان والدی المصطفیٰ فی الجنۃ (م)

۱۰۶-مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ (م)

۱۰۷-الدرج المنیفۃ فی الآباء الشریفۃ (م)

۱۰۸-سبل النجاۃ

* ۱۰۹-نشر العلمین المنیفین فی احیاء الابوین الشریفین (م)

* ۱۱۰-افادۃ الخبر بنصہ فی زیارۃ العمر ونقصہ

* ۱۱۱-آداب الفتیا

* ۱۱۲-ذم القضاء

* ۱۱۳-ذم زیارۃ الامراء۔

* ۱۱۴-العشاریات

* ۱۱۵-التنفیس فی الاعتذار عن ترک الافتاء والتدریس

* ۱۱۶-مطلع البدرین فیمن یؤتی اجرین

* ۱۱۷-الکلام علی حدیث احفظ اللہ یحفظک
یہ ایک تعارف اور مقدمہ ہے۔

* ۱۱۸-الاخبار المأثورۃ فی الاطلاء بالنورۃ (م)

* ۱۱۹-جزء فی موت الاولاد

* ۱۲۰-اسباب السعادات فی اسباب الشہادۃ

* ۱۲۱-کشف الغمی فی فضل الحمیٰ

* ۱۲۲-الاحادیث الحسان فی فضل الطیلسان

* ۱۲۳-طی اللسان عن ذم الطیلسان

* ۱۲۴-التقلع فی معنی التقنع

* ۱۲۵-سہام الاصابۃ فی الدعوات المستجابۃ

* ۱۲۶-الثغور الباسمۃ فی مناقب السیدۃ فاطمۃ (م)

* ۱۲۷-انشاب الکتب فی انساب الکتب۔ اس کو فہرستہ المرویات کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں۔

* ۱۲۸-زاد المیسر فی الفہرس الصغیر

* ۱۲۹-اذکار الاذکار

* ۱۳۰-اربعون حدیثاً فی ورقۃ

* ۱۳۱-اربعون حدیثاً من روایۃ مالک عن نافع۔ ...

* ۱۳۲-اربعون حدیثاً فی الجہاد

* ۱۳۳-الاساس فی فضل بنی العباس

* ۱۳۴-الانافۃ فی رتبۃ الخلافۃ

* ۱۳۵-کشف الصلصلۃ عن وصف الزلزلۃ

* ۱۳۶-جزء فی ذم المکس

* ۱۳۷-جزء فی الشتاء

* ۱۳۸-الحجج المنیفۃ فی التفضیل بین المکۃ والمدینۃ

* ۱۳۹-بغیۃ الرائد فی الذیل علی مجمع الزوائد۔
یہ کتاب پایہ تکمیل کو نہیں پہنچی۔

* ۱۴۰-تطریز العزیز فی تخریج مافیہ من الاحادیث المستغربۃ

۱۴۱-تخریج احادیث شرح المواقف

١٤٢-العنایۃ بتخریج احادیث الکفایہ ـ یہ کتاب مکمل نہیں ہو سکی۔

١٤٣-توضیح المدرک فی تصحیح المستدرک ـ یہ ایک تہائی کے قریب لکھی گئی ہے۔

١٤٤-زوائد شعب الایمان للبیہقی علی الکتب الستہ اس کا بھی کچھ حصہ مرتب ہوا ہے۔

١٤٥-تجرید احادیث الموطأ

١٤٦-انجاز الوعد بالمنتقی من طبقات ابن سعد

١٤٧-الباحۃ فی السباحۃ

١٤٨-المسارعۃ الی المصارعۃ

١٤٩-النضر فی احادیث الماء والریاض والخضر

١٥٠-عین الاصابۃ فیما استدرکتہ علی الصحابۃ (م)

١٥١-المنتقی من الادب المفرد للبخاری

١٥٢-المنتقی من مستدرک الحاکم

١٥٣-المنتقی من شعب الایمان للبیہقی

١٥٤-آداب الملوک

١٥٥-الزجر بالہجر

١٥٦-المنتقی من مصنف عبد الرزاق

١٥٧-جامع المسانید۔ اس کتاب کا صرف ایک جزء لکھا ہے۔

١٥٨-الحبائک فی اخبار الملائک (م)

١٥٩-الدر المنظم فی الاسم الاعظم (م)

١٦٠-حصول الرفق باصول الرزق (م)

١٦١-الامالی المطلقۃ

١٦٢-الامالی علی القرآن الکریم

١٦٣-الامالی علی الدرۃ الفاخرۃ

١٦٤-جزء فی حدیث ارحموا ثلاثۃ عزیز......

١٦٥-بلوغ المآرب فی اخبار العقارب

١٦٦-التنبئۃ بمن یبعثہ اللہ علی رأس کل مائۃ

١٦٧-فضل الجلد عند فقد الولد

١٦٨-الاحتفال بالاطفال (م)

١٦٩-طلوع الثریا باظہار ما کان خفیا (م)

١٧٠-ضوء الثریا۔ یہ مذکورہ بالا رسالہ کا اختصار ہے۔

١٧١-التثبیت عند التبییت۔ یہ ایک منظوم رسالہ ہے جس میں قبر کے فتنوں کا بیان ہے۔

١٧٢-تشنیف السمع بتعدید السبع

١٧٣-الاحادیث المنیفۃ فی فضل السلطنۃ الشریفۃ

١٧٤-تحذیر الخواص من اکاذیب القصاص

١٧٥-قطف الثمر فی موافقات عمر۔ یہ ایک منظوم رسالہ ہے۔

١٧٦-المنتخب فی طرق حدیث من کذب

١٧٧-جزء الذیل فی علم الخیل

١٧٨-غرس الانشاب فی الرمی بالنشاب

١٧٩-السماح فی اخبار الرماح

١٨٠-الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف (م)

١٨١-ثلج الفؤاد فی احادیث لبس السواد (م)

١٨٢-طرح السقط ونظم اللقط

١٨٣-جزء یسمی شعلۃ نار

١٨٤-التسمیط

١٨٥-الفانید فی حلاوۃ الاسانید

١٨٦-الدرۃ التاجیۃ علی الاسئلۃ الناجیۃ (م)

١٨٧-ما رواہ الاساطین فی عدم المجیء الی السلاطین

١٨٨-الرسالۃ السلطانیۃ

١٨٩-الاوج فی اخبار عوج (م)

١٩٠-شرف الاضافۃ فی منصب الخلافۃ

١٩١-اعذب المناہل فی حدیث من قال انا عالم فہو جاہل

١٩٢-حسن التسلیک فی حسن التشبیک

١٩٣-سامرۃ السموع فی ضوء الشموع

١٩٤-جزء فی الخصیان

١٩٥-احکام العقیان فی احکام الخصیان۔

١٩٦-الارج فی الفرج

١٩٧-ضوء البدر فی احیاء لیلۃ عرفۃ والعیدین ونصف شعبان ولیلۃ القدر

١٩٨-حسن السمت فی الصمت

١٩٩-الودیک فی الدیک

٢٠٠-الطرثوث فی فوائد البرغوث

٢٠١-طوق الحمامۃ الشریفۃ

٢٠٢-التصریف فی التصحیف

٢٠٣-نور الشقیق فی العقیق

٢٠٤-جزء فی حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابہا

٢٠٥-جزء فی طرق حدیث طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم

٢٠٦-الازدہار فیما عقدہ الشعراء من الآثار

٢٠٧-خادم النعل الشریف

٢٠٨-جزء فی الغالیۃ

٢٠٩-جزء فی طریق من حفظ علی امتی اربعین حدیثا

٢١٠-طرق حدیث اطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ

٢١١-اربعون حدیثا فی الطیلسان

٢١٢-احیاء المیت بفضل اہل البیت

٢١٣-اتحاف الفرقۃ بلبس الخرقۃ (م)

٢١٤-بلوغ المآرب فی قص الشارب

٢١٥-رفع الخذر عن قطع السدر (م)

٢١٦-کشف الریب عن الجیب

٢١٧-العرف الوردی فی اخبار المہدی (م)

٢١٨-لقط المرجان فی اخبار الجان

٢١٩-الثابۃ فی آثار الصحابۃ

٢٢٠-الاغضاء عن دعاء الاعضاء

٢٢١-مسند الصحابۃ الذین ماتوا فی حیاۃ النبی ﷺ

اصولِ حدیث اور اس کے متعلقات

٢٢٢-تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی (م)

٢٢٣-شرح الالفیۃ العراقی ممزوج

٢٢٤-نظم الدرر فی علم الاثر وہی الالفیۃ شرحہا یسمی البحر الذی زخر۔ یہ شرح مکمل نہیں ہوئی۔

٢٢٥-التذنیب فی الزوائد علی التقریب

٢٢٦-لب اللباب فی تحریر الانساب (م)

٢٢٧-المدرج الی المدرج

٢٢٨-تذکرۃ المؤتسی من حدث ونسی

٢٢٩-کشف التلبیس عن قلب اہل التدلیس

٢٣٠-حسن التلخیص لتالی التلخیص

٢٣١-جزء فی اسماء المدلسین

٢٣٢-جزء فیمن وافقت کنیتہ کنیۃ زوجہ من الصحابۃ

٢٣٣-ربیع النسرین فیمن عاش من الصحابۃ مائۃ وعشرین

٢٣٤-عین الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ـ یہ کتاب بھی پایہ تکمیل کو نہیں پہنچی۔

٢٣٥-در السحابۃ فیمن دخل مصر من الصحابۃ

٢٣٦-اللمع فی اسماء من وضع (الحدیث)

٢٣٧-جزء فیمن غیر النبی ﷺ اسماءہم

٢٣٨-الدر النثیر۔ یہ نہایہ ابن الاثیر کا مختصر ہے (م)

٢٣٩-التعریف بآداب التالیف

٢٤٠-التذییل والتذنیب علی نہایۃ الغریب

٢٤١-زوائد اللسان علی المیزان

علم الفقہ

۲۴۲-شرح التنبیہ

* ۲۴۳-الوافی۔ یہ التنبیہ کا مختصر ہے۔

۲۴۴-معانی الدقیقۃ فی ادراک الحقیقۃ

* ۲۴۵-الاشباہ والنظائر (م)

۲۴۶-الازہار الغضۃ فی حواشی الروضۃ۔ یہ صرف کتاب الاذان تک مکمل ہو سکی ہے۔

* ۲۴۷-الحواشی الصغریٰ

۲۴۸-الینبوع فیما زاد علی الروضۃ من.....

* ۲۴۹-الغنیۃ۔ یہ الروضہ کا مختصر اضافہ کے ساتھ ہے۔ کتاب الحیض تک بھی پورا نہیں ہے۔ جراح سے سرقۃ تک ہے۔

۲۵۰-رفع الخصائص۔ یہ منظومہ کی شرح ہے۔

* ۲۵۱-شرح القدر الذی نظم فی مجلدین.....

۲۵۲-مختصر الخادم۔ جس کا نام "تحصین الخادم" ہے یہ کتاب الزکوٰۃ سے آخر حج تک ہے۔

* ۲۵۳-العذب السلسل فی تصحیح الخلاف المرسل فی الروضہ

۲۵۴-شوارد الفرائد فی الضوابط والقواعد

* ۲۵۵-المقدمۃ

۲۵۶-الابتہاج فی نظم المنہاج۔ یہ کتاب مکمل نہیں ہو سکی۔

* ۲۵۷-مختصر الاحکام السلطانیۃ

۲۵۸-شرح الروض لابن المقری۔ اس کا بھی کچھ حصہ مکمل نہیں ہو سکا۔

* ۲۵۹-اللوامع والبوارق فی الجوامع والفوارق

۲۶۰-الحاوی للفتاویٰ (م)

* ۲۶۱-اللمعۃ فی نکت القطعۃ

۲۶۲-تحفۃ الناسک بہت المناسک

* ۲۶۳-مناسک الشیخ محی الدین النواوی الکبری

۲۶۴-تحفۃ الانجاب بمسئلۃ السنجاب

* ۲۶۵-المستظرفۃ فی دخول الحشفۃ

۲۶۶-الروض الاریض فی طہر المحیض۔

* ۲۶۷-نیل المسجد لسؤال المسجد

۲۶۸-بسط الکف فی اتمام الصف (م)

* ۲۶۹-الحظ الوافر من المغنم فی استدراک الکافر اذا اسلم۔ (م)

۲۷۰-القذاذۃ فی تحقیق محل الاستعاذۃ (م)

* ۲۷۱-دفع التشنیع فی مسئلۃ التسمیع (م)

۲۷۲-دفع التعسف فی اخوۃ یوسف

* ۲۷۳-ضوء الشمعۃ فی عدد الجمعۃ۔ (م)

۲۷۴-اللمعۃ فی تحقیق الرکعۃ لادراک الجمعۃ (م)

* ۲۷۵-الفوائد الممتازۃ فی صلوٰۃ الجنازۃ (م)

۲۷۶-بلغۃ المحتاج فی مناسک الحاج

* ۲۷۷-قطع المجادلۃ عند تغییر المعاملۃ (م)

۲۷۸-قدح الزند فی السلم فی القند

* ۲۷۹-ازالۃ الوہن فی مسئلۃ الرہن

۲۸۰-البارع فی قطع الشارع (م)

* ۲۸۱-الانصاف فی تمییز الاوقاف (م)

۲۸۲-المباحثۃ الزکیۃ فی مسئلۃ الدوریۃ (م)

۲۸۳-کشف الضبابۃ فی مسئلۃ الاستنابۃ (م)

۲۸۴-القول المشید فی وقف المؤید (م)

* ۲۸۵-البدر الذی انجلی فی مسئلۃ الولاء (م)

۲۸۶-الجہر بمنع البروز علی شاطئ النہر (م)

* ۲۸۷-النہر لمن رام البروز علی شاطئ النہر۔ یہ قصیدہ رائیہ ہے۔ (م) (النہر لمن برز علی شاطئ النہر)
* اس رسالہ کا موضوع بھی مسئلہ بروز ہے اور اس میں حدیث، فقہ اور انشاء سب ہی کچھ ہے۔

۲۸۸-اعلام النصر فی اعلام سلطان العصر

* ۲۸۹-الزہر الباسم فیما یزوج الحاکم

۲۹۰-القول المغنی فی الحنث فی المعنی

* ۲۹۱-فتح المغالق من انت طالق (م)

۲۹۲-حسن المقصد فی عمل المولد (م)

* ۲۹۳-حسن التصریف فی عدم التحلیف (م)

۲۹۴-تنزیہ الانبیاء عن تسفیہ الاغبیاء (م)

* ۲۹۵-الطلعۃ الشمسیۃ فی تبیین الجنسیۃ من شرط البیبرسیۃ

۲۹۶-جزیل المواہب فی اختلاف المذاہب

* ۲۹۷-ارشاد المہتدین الی نصرۃ المجتہدین

۲۹۸-تقریر الاسناد فی تیسیر الاجتہاد۔

* ۲۹۹-الرد علی من اخلد الی الارض وجہل ان الاجتہاد فی کل عصر فرض۔

۳۰۰-جزء فی رد شہادۃ الرافضۃ

* ۳۰۱-القول المشرق فی تحریم الاشتغال بالمنطق (م)

۳۰۲-صون المنطق والکلام عن فن المنطق والکلام

* ۳۰۳-رفع منار الدین وہدم بناء المفسدین

۳۰۴-ہدم الجانی علی البانی (م)

* ۳۰۵-سیف النظار فی الفرق بین الثبوت والتکرار

۳۰۶-القول المشرق فی مسئلۃ النفقۃ (م)

* ۳۰۷-شرح الرحبیۃ فی الفرائض

۳۰۸-السلالۃ فی تحقیق المقر والاستحالۃ

* ۳۰۹-الحجاجۃ الزرنبیۃ فی السلالۃ....

۳۱۰-مرا التنعیم الی ابن عبد الکریم

* ۳۱۱-فتح المطلب المبرور وبرد القلوب فی الجواب عن اسئلۃ التکرور۔

۳۱۲-رفع الباس وکشف الالتباس فی ضرب المثل من القرآن والاقتباس (م)

* ۳۱۳-المعتصر فی تقریر عبارۃ المختصر
* ۳۱۴-بذل المجہود فی خزانۃ المحمود

فن اصول فقہ، اصول دین اور تصوف

۳۱۵-الکوکب الساطع فی نظم جمع الجوامع

* ۳۱۶-شرح الکوکب الوقاد فی الاعتقاد۔ یہ رسالہ مذکورہ بالا کی شرح ہے۔

۳۱۷-الصحیحۃ فیما ورد من الادعیۃ الصحیحۃ

* ۳۱۸-تشیید الارکان من لیس فی الامکان مماکان

۳۱۹-تأیید الحقیقۃ العلیۃ وتشیید الطریقۃ الشاذلیۃ

* ۳۲۰-تنزیہ الاعتقاد عن الحلول والاتحاد (م)

۳۲۱-اللوامع المشرقۃ فی ذم الوحدۃ

* ۳۲۲-المعتلی فی تعدید صور الولی

۳۲۳-المنجلی فی تطور الولی (م)

* ۳۲۴-تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبی والملک (م)

۳۲۵- جمد القریحۃ فی تجرید النصیحۃ۔ یہ کتاب نصیحۃ اہل الایمان فی الرد علی منطق الیونان کی مختصر ہے۔

۳۲۶- تنبیہ الغبی فی تنزیہ ابن عربی۔

۳۲۷- البرق الوامض فی شرح یائیہ ابن الفارض۔ جس کا مطلع حسب ذیل ہے۔

سائق الاظعان یطوی البید طی
منعما عرج علی کثبان طی

۳۲۸- جزء فی رؤیۃ النساء (تحفۃ الجلساء برؤیۃ اللہ للنساء) (م)

۳۲۹- رفع الاساعن النساء یہ رسالہ مذکورہ بالا کا مختصر ہے۔

۳۳۰- اللفظ الجوہری وی رد خبط الجوہری

۳۳۱- النکت اللوامع علی المختصر والمنہاج وجمع الجوامع

فنِ لغت اور نحو و صرف

۳۳۲- المزہر فی علوم اللغۃ۔ (م) اس کے متعلق موصوف کا یہ دعویٰ ہے کہ اس نوع پر اس کو انہی نے سب سے پہلے مدون کیا ہے اور علومِ حدیث کی طرح اس کو بھی پچاس نوعوں پر تقسیم کیا ہے۔

۳۳۳- غایۃ الاحسان فی خلق الانسان

۳۳۴- الافصاح فی اسماء النکاح

۳۳۵- ضوء الصباح فی لغات النکاح

۳۳۶- الالماع فی الاتباع

۳۳۷- الافصاح فی زوائد القاموس علی الصحاح

۳۳۸- جمع الجوامع فی النحو والتصریف والخط یہ اپنے موضوع پر واحد کتاب ہے۔

۳۳۹- ہمع الہوامع۔ یہ مذکورہ بالا کتاب کی شرح ہے۔

۳۴۰- شرح الفیہ ابن مالک (البہجۃ المرضیۃ) (م)

۳۴۱- الفریدہ۔ یہ علم نحو میں الفیہ ہے۔

۳۴۲- المطالع السعیدہ۔ یہ مذکورہ بالا کتاب کی شرح ہے۔

۳۴۳- النکت علی الالفیۃ والکافیۃ والشافیۃ و شذور الذہب والنزہۃ

۳۴۴- الاشباہ والنظائر۔ یہ علم نحو میں ہے اور سات حسب ذیل رسالوں کا مجموعہ ہے۔

۳۴۵- (الف) المساعد العلیۃ فی القواعد النحویہ

۳۴۶- (ب) تدریب اولی الطلب فی ضوابط کلام العرب

۳۴۷- (ت) سلسلۃ الذہب فی البناء من کلام العرب

۳۴۸- (ث) اللمع والبرق فی الجمع والفرق

۳۴۹- (ج) الطراز فی الالغاز

۳۵۰- (ح) المناظرات والمجالسات والمطارحات

۳۵۱- (خ) التبر الذائب فی الافراد والغرائب

۳۵۲- الفتح القریب فی حواشی مغنی اللبیب

۳۵۳- شرح شواہد المغنی (م)

۳۵۴- تحفۃ الحبیب بنحاۃ مغنی اللبیب

۳۵۵- الاقتراح۔ یہ بھی اصولِ نحو میں ہے۔ (م)

۳۵۶- التوشیح علی التوضیح۔ یہ کتاب بھی پایہ تکمیل کو نہیں پہنچی۔

۳۵۷- حاشیۃ فی شرح نثر الزہور

۳۵۸- سر الزبور علی شرح الشذور

۳۵۹- درر التاج فی اعراب مشکل المنہاج

۳۶۰- الوفیہ باختصار الالفیہ

۳۶۱- دقائق الوفیہ باختصار الالفیہ

۳۶۲- شرح ملحۃ الاعراب

۳۶۳- شرح القصیدۃ الکافیہ۔ یہ علم تصریف میں ہے۔

۳۶۴- تعریف الاعجم بحروف المعجم

۳۶۵- الشمعۃ المضیۃ فی علم العربیۃ

۳۶۶- موشحۃ۔ یہ علم نحو میں ہے۔

۳۶۷- قطر الندا فی ورود الہمزۃ للندا

۳۶۸- مختصر الملحۃ

۳۶۹- الویۃ النصر فی خصیصی بالقصر (م)

۳۷۰- القول المجمل فی الرد علی المہمل

۳۷۱- الاخبار المرویۃ فی سبب وضع .....

۳۷۲- المنی فی الکنی

۳۷۳- رفع السنۃ فی نصب الزنۃ (م)

۳۷۴- تحفۃ النجباء فی قولہم ہذا بسرا اطیب منہ رطبا

۳۷۵- الزند الوری فی الجواب عن السوال الاسکندری (م)

۳۷۶- فجر الثمد فی اعراب اکمل الحمد (م)

۳۷۷- الکر علی ابن عبد البر۔

۳۷۸- الاعراض والتولی عمن لا یحسن یصلی

۳۷۹- حسن السیر فی مافی الفرس من اسماء الطیر

۳۸۰- حاشیۃ علی شرح التصریف

۳۸۱- توجیہ العزم الی اختصاص الاسم بالجر والفعل بالجزم

۳۸۲- دیوان الحیوان

۳۸۳- عنوان الدیوان فی اسماء الحیوان

۳۸۴- نظام اللسد فی اسامی الاسد

۳۸۵- التہذیب فی اسماء الذیب

۳۸۶- الیواقیت فی الحروف والاذان الی توجیہ قولہم لاالٰہ الااللہ اذان

۳۸۷- التبری من معرفۃ المعری۔ یہ کتاب کتے کے ناموں پر ہے۔

۳۸۸- الطراز اللازوردی فی حواشی الجاربردی

فنِ معانی وبیان و بدیع

۳۸۹- عقود الجمان فی المعانی والبیان۔ (م) یہ ایک الفیہ ہے۔

۳۹۰- حل العقود۔ یہ مذکورہ بالا کتاب کی شرح ہے۔

۳۹۱- مفتاح التلخیص۔ یہ کتاب النکت علی تلخیص المفتاح کے نام سے بھی مشہور ہے۔

۳۹۲- نظم البدیع فی مدح الشفیع مرویا فیہا باسم النوع یہ "البدیعۃ" کے نام سے بھی مشہور ہے۔

۳۹۳- الجمع والتفریق بین الانواع البدیعیہ۔ یہ مذکورہ بالا کتاب کی شرح ہے۔

۳۹۴- التخصیص فی شواہد التلخیص۔

متعدد علوم و فنون کی جامع کتابیں

۳۹۵- الفلک المشحون۔ یہ کتاب پچاس علوم کی جامع ہے اور "تذکرہ" کے نام سے بھی مشہور ہے۔

۳۹۶- النقایہ - اس میں چودہ علوم ہیں

۳۹۷- اتمام الدرایۃ - یہ مذکورہ بالا کتاب کی شرح ہے۔ (م)

۳۹۸- قلائد الفوائد

۳۹۹- اللمعۃ فی اجوبۃ الاسئلۃ السبعۃ (م)

۴۰۰- الاجوبۃ الزکیۃ عن الالغاز السبکیۃ (م)

۴۰۱- تعریف الفئۃ باجوبۃ الاسئلۃ المائۃ (م)

۴۰۲- نفح الطیب من اسئلۃ الخطیب

فن ادب و نوادر و انشاء و شعر

۴۰۳- الوشاح فی فوائد النکاح

۴۰۴- الیواقیت الثمینۃ فی صفات السمینۃ

۴۰۵- شقائق الاترنج فی رقائق الغنج

۴۰۶- رفع شان الحبشان

۴۰۷- ازہار العروش فی اخبار الحبوش

۴۰۸- الوسائل الی مسامرۃ الاوائل (م)

۴۰۹- المحاضرات والمحاورات

۴۱۰- النفحۃ المسکیۃ علی نمط عنوان الشرف

۴۱۱- درر الکلم و غرر الحکم

۴۱۲- المقامات المجموعۃ۔ یہ سات مقامات ہیں۔

۴۱۳- المقامات المفردہ۔ یہ تیس مقامات ہیں۔

۴۱۴- ساجعۃ الحرم۔ یہ ایک مقامہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے اوصاف میں ہے۔

۴۱۵- المقامۃ السندسیۃ فی والدی النبی ﷺ

۴۱۶- المقامۃ اللازوردیۃ فی موت الاولاد

۴۱۷- الارج فی الاجابۃ الی الصلح۔

۴۱۸- المقامۃ المستنصریہ

۴۱۹- الکاوی فی تاریخ السخاوی

۴۲۰- المقامۃ الذہبیۃ فی الحمّی

۴۲۱- بلبل الروضۃ۔ یہ مقامہ روضہ مصر کے وصف میں ہے۔

۴۲۲- مقامۃ الریاحین۔ اس کا نام المقامۃ الوردیۃ فی الورود والنرجس والیاسمین والبان والنسرین والبنفسج والنیلوفر والآس والریحان والفاغیہ۔

۴۲۳- مقامۃ الطیب۔ یہ المقامۃ المسکیۃ فی المسک والعنبر والزعفران والزباد کے نام سے بھی مشہور ہے

۴۲۴- رشف الماء الزلال من السحر الحلال۔ یہ مقامۃ الطیب کے نام سے بھی مشہور ہے۔

۴۲۵- المقامۃ التفاحیۃ

۴۲۶- المقامۃ الزمردیۃ

۴۲۷- المقامۃ الفستقیۃ

۴۲۸- المقامۃ الیاقوتیۃ

۴۲۹- المقامۃ اللؤلؤیۃ

۴۳۰- المقامۃ البحریۃ

۴۳۱- المقامۃ الدریۃ

۴۳۲- الفتاش علی القشاش

۴۳۳- الاستنصار بالواحد القہار

۴۳۴- قمع المعارض فی نصرۃ ابن......

۴۳۵- الدوران الفلکی علی ابن الکرکی

۴۳۶- الندکی فی عنق ابن الکرکی

۴۳۷- مقامۃ نفیسہ

۴۳۸- منہل اللطائف فی الکنافۃ......

۴۳۹- مختصر شفاء الغلیل فی ذم الصاحب والخلیل۔ یہ "الشہاب الثاقب" کے نام سے بھی مشہور ہے۔

۴۴۰- تحفۃ الظرفاء باسماء الخلفاء۔ قصیدہ رائیہ ہے۔

۴۴۱- کوکب الروضۃ

۴۴۲- المزدہی فی روضۃ المشتہی

۴۴۳- احاسن الاقتباس من محاسن الاقتباس

۴۴۴- نور الحدیقۃ

۴۴۵- شعری ونثری دیوان

۴۴۶- خطب مقاطع الحجاز

۴۴۷- فجر الدیاجی فی الاحاجی

۴۴۸- وصف الدال فی وصف الہلال

۴۴۹- وقع الاسل فی ضرب المثل

۴۵۰- مختصر معجم البلدان لیاقوت۔ یہ کتاب بھی مکمل نہیں ہو سکی۔

۴۵۱- قطف الورید من امالی ابن درید۔

۴۵۲- طرز العمامۃ فی التفرقۃ بین...... والقمامہ

۴۵۳- الجواب الزکی عن قمامۃ ابن الکرکی

۴۵۴- الاقتراض فی رد الاعتراض

۴۵۵- نزول الرحمۃ فی التحدث بالنعمۃ

۴۵۶- منع الثوران عن السعران

۴۵۷- الصواعق علی النواعق

۴۵۸- الفارق بین المصنف والسارق

۴۵۹- المقامۃ الکلاجیۃ فی الاسئلۃ الناجیۃ

۴۶۰- صاحب سیف علی صاحب حیف

۴۶۱- الفتح القریب

۴۶۲- اتحاف النبلاء فی اخبار الثقلاء

۴۶۳- نزہۃ العمر فی التفضیل بین البیض والسمر

۴۶۴- نزہۃ الجلساء فی اشعار النساء (م)

۴۶۵- المستطرف فی اخبار الجواری

۴۶۶- ذوالوشاحین

۴۶۷- شل الکتان فی الحبشان

۴۶۸- زبدۃ اللبن

۴۶۹- البارق فی قطع ید السارق

۴۷۰- نزہۃ الندیم

فن تاریخ

۴۷۱- طبقات الحفاظ (م)

۴۷۲- بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ (م)

۴۷۳- الوجیز فی طبقات الفقہاء الشافعیہ

۴۷۴- طبقات المفسرین۔ یہ مکمل نہیں ہو سکی (م)

۴۷۵- تاریخ الخلفاء (م)

۴۷۶- حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرہ (م)

۴۷۷- الزبرجدہ۔ یہ مذکورہ بالا کتاب کا مختصر ہے۔

۴۷۸- رفع الباس عن بنی العباس

۴۷۹- الشماریخ فی علم التاریخ (م)

۴۸۰- المنہج السوی فی ترجمۃ النووی

۴۸۱- ترجمۃ شیخنا البلقینی

۴۸۲- المنجم فی المعجم۔ یہ موصوف کے شیوخ کی معجم ہے۔

۴۸۳- نظم العقیان فی اعیان الاعیان (م)

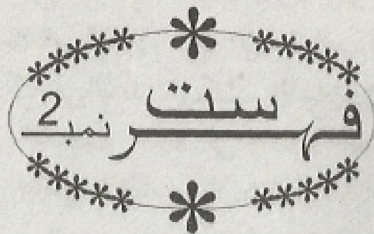
۴۸۴- التحدث بنعمۃ اللہ

۴۸۵- الملتقط من الدرر الکامنہ

۴۸۶- الملتقط من الحفاظ

(فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ ص ۱۲۵ تا ۱۸۰ طبع کراچی ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۴ء)





تصانیف

﴿ امام جلال الدین سیوطی شافعی مصریؒ (م ۹۱۱ھ) ﴾



......: ترتیب :......

اسمٰعیل پاشا بغـــــدادی

السیوطی جلال الدین — عبد الرحمن بن کمال الدین ابی بکر ابن محمد بن سابق الدین بن۔ فخر الدین عثمان بن ناظر الدین محمد بن۔ سیف الدین خضر الخضیری الامام جلال الدین الاسیوطی المصری الشافعی ولد سنۃ ۸۰۹ وتوفی فی التاسع من جادی الاولی لسنۃ ۹۱۱ احدی عشرۃ وتسعمائۃ۔ صنف من

[۱] رسالتان صغری وکبری۔

الكتب ابواب السعادة فى اسباب الشهادة . الابتهاج فى مشكل
المنهاج. اتحاف الفرقة برفو الخرقة. اتحاف النبلاء باخبار الثقلاء.
الاتقان فى علوم القرآن . اتمام الدراية لقراء النقاية . اتمام
النعمة فى اختصاص الاسلام بهذه الأمة . اجر الجزل فى الغزل
الاجوبة الزكية عن الالغاز السبكية . الاحاديث الحسان فى فضل
الطيلسان . الاحاديث المنيفة فى السلطنة الشريفة . احاسن
الاقتباس فى محاسن الاقتباس . الاحتفال بالاطفال . احياء الميت
بفضائل اهل البيت . اخبار المأثورة فى الاطلاء بالنورة .
الاخبار المروية فى سبب وضع العربية . اخبار الملائكة .
آداب الفتوى . آداب الملوك . ادب القاضى على مذهب الشافعى.
ادب المفرد فى الحديث . اذكار الاذكار مختصر حلية الابرار .
اربعين فى رفع اليدين فى الدعاء . اربعين فى فضل الجهاد .
ارشاد المهتدين الى نصرة المجتهدين . ازالة الوهن عن مسئلة
الرهن . الازدهار فيما عقد الشعراء من الآثار . ازهار
الآكام فى اخبار الاحكام . ازهار العروش فى اخبار
الحبوش . ازهار الفائحة على الفاتحة . ازهار الفضة فى
شرح الروضة . ازهار المتناثرة فى الاخبار المتواترة .
الاساس فى فضل بنى العباس . اسباب الاختلاف فى الفروع .
اسباب الحديث . اسبال الكساء على النساء . استجال الاهتداء
بابطال الاعتداء . اسعاف الطلاب من مختصر جامع الصغير
بترتيب الشهاب . اسعاف المبطا برجال الموطا . الاسئلة
الوزيرية . الاشباه والنظائر فى الفقه . اطراف الاشراف .
الاعتماد والتوكل على ذى التكفل . اعذب المناهل فى حد من
قال أنه عالم فهو جاهل . الاعراض والتولى عمن لايحسن
يصلى . اعلام الاريب بحدوث بدعة المحاريب . الاعلام بحكم
عيسى عليه السلام . اعلام الحسنى بمعانى الاسماء الحسنى .
اعلام النصر فى اعلام سلطان العصر . الاعتصاء فى دعاء
الاعضاء . اعيان الاعيان . اعلام النصر فى مسئلة البروز
على النهر . اغاثة المستغيث فى حل بعض اشكالات الحديث .

الاسفار عن قلم الاظفار . الأس فى من رأس فى الكس
من المطايبات . افادة الخبر بنصه فى زيادة العمر ونقصه .
الافتراض فى رد الاعتراض . الافصاح فى اسماء النكاح .
الافصاح بزوائد القاموس على الصحاح . الاقتراح فى اصول
النحو . الافصاح على تلخيص المفتاح . الاقتناص فى مسئلة
التماس . آكام العقيان فى احكام الخصيان . الاكليل فى
استنباط التنزيل . القام الحجر لمن زكى سباب ابى بكر وعمر .
الالماع فى الاتباع . الوية النصر فى خصيص بالقصر
امالى على الدرة الفاخرة . امالى على القرآن . امالى المطلقة .
الانافة فى رتبة الخلافة . انباء الاذكياء لحياة الانبياء .
الانتصار بالواحد القهار . انجاز الوعد المنتقى من طبقات ابن
سعد . انشاب الكتب فى انساب الكتب . الانصاف فى
تمييز الاوقاف . انموذج اللبيب فى خصائص الحبيب . انوار
الحلك فى امكان رؤية النبى والملك . الاوج فى خبر عوج .
الآية الكبرى فى شرح قصة الاسرا . الانوار السنية فى تاريخ
الخلفاء والملوك بمصر السنية . الباحة فى السباحة . البارع
فى اقطاع الشارع . البارق فى قطع يد السارق . الباهر فى
حكم النبى صلعم فى الباطن والظاهر . بدائع الزهور فى وقائع
الدهور . البدر الذى انجلى فى مسئلة الولا . البدور السافرة
فى امور الآخرة . البحر الذى زخر فى شرح نظم الدرر .
بذل المسجد فى سؤال المسجد . بذل المجهود لخزانة محمود .
بذل الهمة فى طلب براءة الذمة . برد الظلال فى تكرار
السؤال . البرق الوامض فى يائية ابن الفارض . بزوغ الهلال
فى الخصال الموجبة للظلال . بسط الكف فى اتمام الصف .
بشرى الكئيب بلقاء الحبيب . بغية الرائد فى الذيل على مجمع
الزوائد . بغية الوعاة فى طبقات اللغويين والنحاة . بلبل
الروضة مقامة . البرهان فى علامة مهدى آخر الزمان .

بشرى العابس فى حكم البيع والديور والكنائس . بلغة
المحتاج فى مناسك الحاج . بلوغ الامنية فى الخانقاه الركنية .
بلوغ المآرب فى قص الشارب . بلوغ المآرب فى اخبار
العقارب . بلوغ المأمول فى خدمة الرسول . بما رواه الواعون
فى اخبار الطاعون . البهجة المضية فى شرح الالفية لابن مالك .
بهجة الناظر ونزهة الخاطر . تأخير الظلامة الى يوم القيامة .
تاريخ الخلفاء . تأييد الحقيقة العلية وتشييد الطريقة الشاذلية .
التبر الذائب فى الافراد والغرائب . التبرى من معرة المعرى .
تبييض الصحيفة بمناقب الامام ابى حنيفة . التثبيت عند التبييت .
التحبير فى علوم التفسير . تجريد العناية فى تخريج احاديث
الكفاية . التحدث بنعم الله تعالى . تحذير الخواص من
اكاذيب القصاص . التحرير شرح الاعمى والبصير على الالفية .
تحرير المنقول وتهذيب الاصول . تحفة الآثار فى الادعية
والاذكار . تحفة الابرار بنكت الاذكار . تحفة الانجاب
بمسئلة السنجاب . تحفة الآثار فى الادعية والاذكار . تحفة
الجلساء برؤية الله تعالى للنساء . تحفة الحبيب بنحاة
مغنى اللبيب . تحفة الشابه فى تلخيص المتشابه . تحفة
الظرفاء باسماء الخلفاء . تحفة القريب فى الكلام على
مغنى اللبيب . تحفة الكرام باخبار الاهرام . تحفة المذاكر
المنتخب من تاريخ ابن عساكر . تحفة المهتدين باسماء المجددين .
تحفة الناسك بنكت المناسك التحفة الظريفة فى السيرة
الشريفة . تحفة النجبا فى قولهم هذا بسرا اطيب منه رطبا .
التحبير فى علوم التفسير . تخريج احاديث المواقف فى الكلام .
تدريب الراوى فى شرح تقريب النواوى . تذكرة فى
العربية . تذكرة المؤتسى بمن حدث ونسى . التذنيب فى الزوائد
على التقريب . التذييل والتذنيب على نهاية الغريب . ترجمان
القرآن . ترجمة النووى والبلقينى . تزيين الارائك فى ارسال
النبى الى الملائك . تزيين الممالك بمناقب الامام مالك . الترصيف

على شرح التصريف . تسمية الاشياء . تسميط . تشنيف
الاسماع باحكام السماع . تشنيف السمع بتعديد السبع .
تشييد الاركان من ليس فى الامكان ابدع مما كان . التصحيح
لصلاة التسابيح . التضلع بمعنى التقنع . التطريف فى التصحيف .
تعريف الاعجم بحروف المعجم . التعريف بآداب التأليف .
تعريف الفئة باجوبة الاسئلة المئة . التعظيم والمنة فى ان ابوى
النبى صلعم فى الجنة . التعلل والاطفاء لنار لا تطفى . تعليقة على
سنن الكبيرة . التعليقة المنيفة على مسند ابى حنيفة . تعليق
الشمس فى حلق الاص . تفسير الجلالين فى النصف الاخير .
تفسير الفاتحة . تقريب القريب فى الحديث . تقرير الاسناد
فى تفسير الاجتهاد . تلخيص الاربعين لابن حجر فى المتباين .
تمهيد الفرش فى الخصال الموجبة لظل العرش . تناسق الدرر
فى تناسب السور . التنبيه بمن يبعثه الله على رأس كل مائة .
تنبيه الغبى فى تنزيه ابن عربى . تنزيه الاعتقاد عن الحلول
والاتحاد . تنزيه الانبياء عن تسفيه الاغبياء . التنفيس
فى الاعتذار عن ترك الافتاء والتدريس . التنقيح
فى مسئلة التصحيح . تنوير الحوالك على موطأ
الامام مالك . توجيه العزم الى اختصاص الاسم بالجر
والفعل بالجزم . التوشيح على التوضيح شرح الالفية .
التوشيح على الجامع الصحيح البخارى . توضيح المدرك فى
تصحيح المستدرك . تهذيب الاسماء . التهذيب فى اسماء الذيب .
الثبوت فى ضبط الفاظ القنوت . الثغور الباسمة فى مناقب السيدة
فاطمة . ثلج الفؤاد فى احاديث لبس السواد . الجامع الصغير
فى حديث البشير النذير . جامع المسانيد . جامع الفرائض .
جر الذيل فى علم الخيل . جزء السلام على سيد الانام . جزء
السلام من سيد الانام . جزء الوزير . جزء الهاشمى . جزء
هلال الحفار . جزيل المواهب فى اختلاف المذاهب . جمع
الجوامع فى الحديث . جمع الجوامع فى النحو . الجمع والتفريق
فى انواع البديع . جنى الجناس . الجواب الارشد فى تنكير الاحد

وتعريف الصمد . الجواب الحاتم عن سؤال الخاتم . الجواب
الحزم فى حديث التكبير جزم . الجواب الزكى عن قمامة ابن
الكركى . الجواب المصيب عن اعتراض الخطيب . جهد القريحة
فى تجريد النصيحة . الجهر بمنع البروز على شاطئ النهر .
جياد المسلسلات . حاطب ليل وجارف سيل فى معجم الشيوخ .
الحاوى للفتاوى . الجبائك فى اخبار الملائك . الحبل الوثيق
فى نصرة الصديق . الحجج المبينة فى التفضيل بين مكة والمدينة .
حديقة الاديب وطريقة الاريب . حسن التسبيك فى حكم
التشبيك . حسن التخليص لتالى التلخيص . حسن السير فيما
للفرس من اسماء الطير . حسن التمهد فى احاديث التسمية
والتشهد . حسن السمت فى الصمت . حسن التعريف فى عدم
التحليف . حسن المحاضرة فى اخبار مصر والقاهرة مطبوع
بمصر . حسن المقصد فى عمل المولد . حسن النية فى خانقاه
البيبرسية . الحصر والاشاعة لاشراط الساعة . حصول الرفق
باصول الرزق . حصول النوال فى احاديث السؤال . الحظ
الوافر من المغنم فى استدراك الكافر . الحكم المشهورة من
عدد الحديث من الواحد الى العشرة . الحكم الواردة على
الاعداد الزائدة . حل عقود الجمان فى علمى المعانى والبيان .
حلية الاولياء فى طبقاتهم . الحماسة . خادم النعل الشريف .
الخبر الدال على وجود القطب والاوتاد والنجباء والابدال .
خصائص النبوية . مطبوع . الخلاصة فى نظم الروضة . خمائل
الزهر فى فضائل السور . داعى الفلاح فى اذكار المساء والصباح .
الدرارى فى اولاد السرارى . در السحابة فيمن دخل مصر
من الصحابة . الدر المنتظم فى الاسم الاعظم . الدر المنثور
فى التفسير بالمأثور اربع مجلدات . مطبوع بمصر . الدر النثير
فى تلخيص نهاية ابن الاثير . الدر النثير فى قراءة ابن كثير .
درة التاج فى اعراب مشكل المنهاج . الدرة التاجية فى الاسئلة
الناجية . الدرة الفاخرة . درج المعالى فى نصرة الغزالى .

الدرج المنيفة فى الآباء الشريفة . درر البحار فى احاديث
القصار . درر الحسان فى البعث ونعيم الجنان . الدرر فى فضائل
عمر الغرر . درر الكلم وغرر الحكم . الدرر المنتثرة فى الاحاديث
المشتهرة . دفع الاسا فى تلخيص اسبال الكسا . دفع التشنيع
فى مسئلة التسميع . دفع التعسف فى اخوة يوسف . ديوان
الحيوان وذيله . ديوان الخطب . ديوان الشعر . دوران الفلك
على ابن الكركى . ذم القضاء . ذو الوشاحين . ذيل الانباء
عن قبائل الرواة لابن حجر . رحلة الفيومية والمكية والدمياطية .
الرد على من اخلد الى الارض وجهل ان الاجتهاد فى كل
عصر فرض . الرسائل الى معرفة الاوائل . رسالة فى اسماء
المدلسين . رسالة فى الخمر واوصافها . رسالة فى الصلاة على
النبى صلعم . رشف الزلال من السحر الحلال فى وصف اللآلى
فى وصف الهلالى . رفع الباس عن بنى العباس فى التاريخ .
رفع الحذر عن قطع السدر . رفع الخصاصة فى شرح الخلاصة .
رفع السنة عن نصب الزنة . رفع شان الحبشان . رفع الصوت
بذبح الموت . رفع الباس وكشف الالتباس فى ضرب المثل .
من القرآن والاقتباس . رفع منار الدين وهدم بناء المفسدين .
روض الاريض فى طهر المحيض . الروض الانيق فى مسند
الصديق . الروض المكلل والورد المعلل . الرياض الانيقة .
فى شرح اسماء خير الخليقة . رياض الطالبين . ريح النسرين
فيمن عاش من الصحابة مائة وعشرين . زاد المسير فى الفهرسة
الصغير . الزبرجد . زبدة اللبن فى النوادر . الزجر فى الهجر .
الزنجبيل القاطع فى وطئ ذات البراقع . زند الورى فى الجواب
عن السؤال الاسكندرى . زوائد الرجال على تهذيب الكمال .
الزوائد على المال فى معرفة الرجال . الزهر الباسم فيما يزوج
به الحاكم . زهر الخمائل على الشمائل . زهر الربى على المجتبى .
ساجعة الحرم . سائق الاظعان . سبل النجاة فى والدى النبى
صلعم . سبل الهدى . سدرة العرف فى اثبات المعنى فى الحرف .
سر الزبور على شرح الشذور . السلاف فى التفصيل بين الصلاة

والطواف . السلالة فى تحقيق مقر الاستحالة . السلسلة
الموشحة فى علم العربية . سلوة الفؤاد فى موت الاولاد . السماح
فى اخبار الرماح . سهام الاصابة فى الدعوات المستجابة . السهم
المصيب فى نحر الخطيب . السيف الصقيل فى حواشى ابن عقيل .
السيف النظار فى الفرق بين الثبوت والانكار . شافى اهى[1] على

[1] لعله (شافى العى)

مسند الشافعى . شد الاثواب فى سد الابواب . شد الرحال
فى ضبط الرجال . شد المطية للفضل بن غياث وعطية .
شرح ابيات تلخيص المفتاح . شرح الاستعاذة
والبسملة . شرح الاضافة فى منصب الخلافة . شرح
الفية العراقى فى الحديث . شرح حديث الاربعين . شرح
الحوقلة . شرح الروضة للنووى فى الفروع . شرح
الشاطبية . شرح شواهد مغنى اللبيب . شرح الصدور
بشرح احوال الموتى والقبور . شرح ضرورى التصريف .
شرح فرائض الرحبية . شرح قصيدة بانت سعاد . شرح
قصيدة الكافية . شرح لامة الاشراق فى الاشتقاق . شرح
ملحة الاعراب . شقائق الاترج فى دقائق الغنج . الشماريخ
فى علم التاريخ . الشمعة المضية فى علم العربية . شوارد
الفوائد فى الضوابط والقواعد . شواهد الابكار فى حاشية
الانوار اعنى انوار التنزيل . الشهد فى النحو . الصارم
الهندى فى عنق ابن الكركى . الصواعق على النواعق .
ضرب الاسل فى جواز ان فى المواعظ والخطب من الكتاب
والسنة المثل . ضوء البدر فى احياء ليلة عرفة والعيدين ونصف
شعبان وليلة القدر . ضوء الثريا فى مختصر طلوع الثريا .
ضوء الشمعة فى عدد الجمعة . ضوء الصباح فى لغات النكاح .
الطب النبوى . طبقات الاصوليين . طبقات البيانيين . طبقات
التابعين طبقات الحفاظ . طبقات الخطاطين . طبقات الشعراء .
طبقات الفرضيين . طبقات المفسرين . طبقات النحويين .

طراز اللازوردى فى حواشى الجاربردى . طرح السقط فى
نظم اللقط . الطرثوث فى فوائد البرغوث . طرز العمامة فى
التفرقة بين المقامة والقمامة . الطلعة الشمسية فى تبيين
الجنسية . طلوع الثريا باظهار ما كان خفيا . طوق الحمامة .
طى اللسان عن ذم الطيلسان . الظفر بقلم الظفر . العجالة
الزرنبية فى السلالة الزينبية . العجائب فى تفضيل المشارق على
المغارب . العذب المسلسل وتصحيح الخلاف والمرسل .
عرف الوردى فى اخبار المهدى . عقود الجمان فى المعانى
والبيان . عقود الزبرجد على مسند الامام احمد . العناية
فى مختصر الكفاية . عين الاصابة فيما استدركت عائشة على
الصحابة . عين الاصابة فى مختصر اسد الغابة . غاية الاحسان
فى خلق الانسان . غرر الانساب فى الرمى بالنشاب . الغنية
فى مختصر الروضة . الفارق بين المصنف والسارق . الفايد
فى حلاوة الاسانيد . فائدة سورة الانعام . فتات الاكباد
فى فقد الاولاد . الفتاش على اش ؟ . فتاوى النحوية .
فتح الجليل للعبد الذليل . فتح الحى القيوم بشرح
روضة الفهوم . فتح القريب فى حواشى مغنى اللبيب .
فتح المطلب المبرور وبرد الكبد المحرور . فتح المغالق من
انت طالق . فجر الثمد فى اعراب اكمل الحمد . الفرج القريب .
الفريدة . فصل الخطاب فى قتل الكلاب . فصل الكلام فى
احكام السلام . فضائل يوم الجمعة . فضل الجلد عند فقد الولد .
الفضل العميم فى اقطاع تميم . فضل القيام بالسلطنة . الفلك
الدوار فى فضل الليل على النهار . الفوائد البارزة والكامنة
فى النعم الظاهرة والباطنة . الفوائد الكامنة فى ايمان
السيدة آمنة . الفوائد المتكاثرة فى الاخبار المتواترة .
الفوائد الممتازة فى صلاة الجنازة . الفوز العظيم بلقاء الكريم .
الفيض الجارى فى طرق الحديث العشارى . القذاذة فى تحقيق
محل الاستعاذة . قطام الاسد فى اسماء الاسد . قطر الندا فى

ورود الهمزة للابتدا . قطع الدابر من الفلك الدائر . قطع
الزند فى السلم والفند . قطع المجادلة عن تغيير المعاملة . قطف
الثمر فى موافقات عمر . لطف الزهر فى الرحلة الجامعة بين البر
والبحر والنهر . قطف الوريد من امالى ابن دريد . قلائد
الفوائد . قمع المعارض فى نصرة ابن الفارض . قوت المغتذى
على جامع الترمذى . القول الاشبه فى حديث من عرف نفسه
فقد عرف ربه . القول الجلى فى احاديث الولى . القول
الحسن فى الذب عن السنن . القول الصحيح فى تعيين
الذبيح . القول المجمل فى الرد على المهمل . القول المختار
فى الدعوات والاذكار . القول المشرق فى تحريم الاشتغال
بالمنطق . القول المشيد فى وقف المؤبد . القول المفق
فى الحنث فى المعق . الكافى فى زوائد المهذب على الوافى .
الكاوى فى تاريخ السخاوى . الكر على عبد البر فى النحو .
كشف التلبيس عن قلب اهل التدليس . كشف الريب عن
الجيب . كشف الصلصلة عن وصف الزلزلة . كشف الضبابة
فى مسئلة الاستنابة . كشف الطامة عن الدعاء بالمغفرة العامة .
كشف العمى فى فضل الحمى . كشف الغمة عن الضمة .
كشف اللبس فى حديث رد الشمس . كشف المغطا فى شرح
الموطا . كشف النقاب عن الالقاب . الكشف عن مجاوزة
هذه الامة الالف . كفاية المحتاج فى معرفة الاختلاج . الكلم
الطيب والقول المختار فى المأثور من الدعوات والاذكار .
الكنز المدفون والفلك المشحون . كنز المقال فى سنن الاقوال
والافعال . الكواكب الساريات فى الاحاديث المشاريات .
الكوكب الساطع فى شرح جمع الجوامع . الكوكب
المنير فى شرح الجامع الصغير . اللآلى المصنوعة فى الاحاديث
الموضوعة مطبوع . اللآلى المكللة فى تفضيل الغلاة
على المنضلة . اللآلى المنثورة فى الاحاديث المشهورة .
لباب النقول فى اسباب النزول مطبوع . لباب النقول فيما وقع
فى القرآن من المعرب والمنقول . لب الالباب فى تحرير

الانساب . لبس اليلب فى الجواب عن ايراد اهل حلب .
اللفظ المكرم بخصائص النبى المحترم . اللقط الجوهرى فى رد خبط
الجوهرى . لقط المرجان فى اخبار الجان . لم الاطراف وضم
الاتراف . اللمع فى اسماء من وضع . لمعة الاشراق فى الاشتقاق .
اللمعة فى اجوبة الاسئلة السبعة . لمعة فى تحقيق الركعة لادراك
الجمعة . اللمعة فى خصائص يوم الجمعة . اللوامع المشرقة فى ذم
الوحدة المطلقة . اللوامع والبوارق فى الجوامع والفوارق .
ما رواه الاساطين فى عدم الدخول على السلاطين . ما رواه
السادة فى الاتكاء على الوسادة . ما رواه الواعون فى اخبار
الطاعون . المآخذ للسائل الزاهد . المباحث الزكية فى المسئلة
الدوركية . مباسم الملاح ومناسم الصباح فى مواسم النكاح .
مجاز الفرسان الى مجاز القرآن . مجمع البحرين ومطلع البدرين
فى التفسير . المحاضرات والمحاورات . مختصر الاحكام السلطانية
للماوردى . مختصر احياء العلوم للغزالى . المدرج الى المدرج .
مراصد المطالع وتناسب المطالع والمقاطع . المرد فى كراهية
السؤال والرد . مرقاة الصعود فى شرح سنن ابى داود .
مرقاة العلية فى شرح الاسماء النبوية . مركز النسيم الى ابن
عبد الكريم . المزدهى فى روضة المشتهى . المزهر فى اللغة
مطبوع بمصر . المسارعة فى المصارعة . مسالك الحنفا فى والدى
المصطفى صلعم . مسامرة السموع فى ضوء الشموع . المستظرفة
فى احكام دخول الحشفة . المستظرف فى اخبار الجوارى .
مسلسلات الكبرى فى الحديث . مسند الصحابة الذين ماتوا
فى زمن النبى صلعم . مشتهى العقول فى منتهى النقول . المشنف
على ابن المصنف . تعليقة على شرح الالفية . المصابيح فى صلاة
التراويح . مصباح الزجاجة على سنن ابن ماجه . مصاعد
العلية فى القواعد النحوية . المضبوط فى اخبار اسيوط .
المطالع السعيدة فى شرح الفريدة . مطلع البدرين فيمن يؤتى

اجره مرتين. معانى الدقيقة فى ادراك الحقيقة. معترك الاقران
فى مشترك القرآن . المعتصر فى تقرير عبارة المختصر. المعتلى
فى تعدد صور الولا . مفاتيح الغيب فى التفسير من
سورة سبح الى آخر القرآن . مفتاح التلخيص . مفتاح الجنة
فى الاعتصام بالسنة . مفحمات الاقران فى مبهمات القرآن .
مقاطع الحجاز . مقامات تسعة وعشرون مقامة . المكنون
فى ترجمة ذى النون . الملاحن فى معنى المشاحن .
الملتقط من الدرر الكامنة . المنابة فى آثار الصحابة . مناهج
الصفا فى تخريج احاديث الشفا . منبع الفوائد فى ترتيب
الضوابط والقواعد . منتهى الاعمال فى شرح حديث انما
الاعمال . المنجلى فى تطور الولى . المنجم فى المعجم . المنحة
فى السبحة . منع الثوران عن الدوران . المنقح الظريف فى
الموشح الشريف . منهاج السنة ومفتاح الجنة . المنهج السوى
فى ترجمة النووى . المنهج السوى والمنهل الروى فى الطب
النبوى . منهل اللطائف فى الكنافة والقطائف . المنى والكنى .
موائد الفوائد . موشحة فى النحو . المهذب فيما وقع فى
القرآن من المعرب . ميدان الفرسان فى شواهد القرآن .
ميزان المعدلة فى شان البسملة . ناسخ القرآن ومنسوخه .
نتيجة الفكر فى الجهر بالذكر . نثر الذائب فى الافراد
والغرائب . نثر الكتان فى الخشكنان . نثر الهميان فى وفيات
الاعيان . النجح فى الاجابة الى الصلح . نزول الرحمة فى
التحدث بالنعمة . نزهة الاخوان وتحفة الخلان . نزهة الجلساء
فى اشعار النساء نزهة العمر فى التفضيل بين البيض والسود
والسمر . نزهة المتأمل ومرشد المتأهل . نزهة النديم .
نشر العبير فى تخريج احاديث الشرح الكبير . نشر العلمين
المنيفين فى احياء الابوين الشريفين . النصيحة فيما ورد من
الادعية الصحيحة . النضرة فى احاديث الماء والرياض والخضرة .
نظام اللبوز فى اسماء السنور . نظام اللسد فى اسماء الاسد .

نظم البديع فى مدح الشفيع . نظم الدرر فى علم الاثر .
نظم العقيان فى اعيان الاعيان . نفح الطيب فى مسئلة الخطيب .
النفحة المسكية والتحفة المكية . النقاية فى موضوعات العلوم .
النقول المشرقة فى مسئلة النفقة . نكت البديعيات على الموضوعات .
نكت على الالفية . نكت على الشافية . نكت على شذور الذهب .
نكت على الكافية . نكت الوامع على المختصرات والمنهاج
وجمع الجوامع . نكت على الزهرة . نواشر الايك . نواهد
الابكار وشواهد الافكار على البيضاوى . نور الحديقة
مختصر حديقة الادب . نور الشقيق فى العقيق . النهجة
السوية فى الاسماء النبوية . الوافى فى شرح التنبيه . وجه النضر
فى نبوة الخضر عليه السلام . الوجه الناضر فيما يقبضه الناظر
فى الوقف . الوجيز فى طبقات الفقهاء الشافعية . الوديك فى
فضل الديك . ورقات فى الوفيات . الوشاح فى معرفة النكاح .
وصول الامانى باصول التهانى . الوفية فى مختصر الالفية .
وقع الاسل فى ضروب المثل . هدم الجانى على البانى . همع
الهوامع فى شرح جمع الجوامع . الهيئة السنية فى الهيئة السنية
فى الاخبار . اليد البسطى فى تعيين الصلاة الوسطى . الينبوع
فيما زاد على الروضة من الفروع . اليواقيت الثمينة فى
صفات السمينة . يواقيت فى حروف الادن فى توجيه قولهم
لاها الله اذن ؟ .

قارئین کرام ! حیرت کی کوئی بات نہیں۔ اس سے پیشتر بھی فرقہ وہابیہ نجدیہ کے علماء نے جعلی کتابیں بنا کر امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کی طرف منسوب کر کے اپنے عقائد باطلہ پر پردہ ڈالنے کی ناپاک کوشش کی تھی۔ اور کتبِ دینیہ میں تحریف کرنا تو ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ اپنے اس دعویٰ پر ہم چند شواہد پیش کرتے ہیں۔

O- قاری عبدالرحمٰن پانی پتی (م ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۶ء) لکھتے ہیں :-

"اور ایسا ہی ایک اور جعل (غیر مقلد وہابی) کرتے ہیں کہ سوال کسی مسئلہ کا بنا کر اور اس کا جواب موافق اپنے مطلب کے لکھ کر علمائے سابقین کے نام سے چھپواتے ہیں۔ چنانچہ بعض مسئلے مولانا شاہ عبدالعزیز کے نام سے اور بعض مسئلے مولوی حیدر علی کے نام سے علیٰ ہذا القیاس چھپوائے ہیں۔"

(کشف الحجاب از قاری عبدالرحمٰن پانی پتی، ص ۹ مطبع بہار کشمیر ۱۲۹۸ھ)

O- شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ کے خاندان کے ایک فرد اور ان کی تصنیفات کے مشہور ناشر سید احمد ولی اللّٰہی نبیسہ شاہ رفیع الدین دہلوی جنہوں نے شاہ صاحب کی تصانیف کی بڑی تعداد طبع کر کے وقفِ عام کی ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے اس طرح توجہ دلائی۔ چنانچہ وہ شاہ صاحب کی ایک کتاب " تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء" کے آخر میں لکھتے ہیں :-

"بعد حمد و صلوٰۃ بندہ محمد ظہیر الدین عرف سید احمد اوّل عرض کرتا ہے، بیچ خدمت شائقین تصانیف حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب و مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی وغیرہ کہ آج کل بعض لوگوں نے بعض تصانیف کو اس خاندان کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اور در حقیقت وہ تصانیف اس خاندان میں سے کسی کی نہیں۔ اور بعض لوگوں نے جو ان کی تصانیف میں اپنے عقیدہ کے خلاف بات پائی تو اس پر حاشیہ جڑا اور موقع پایا تو عبارت کو تغیر و تبدل کر دیا۔ تو میرے اس کہنے سے یہ عرض ہے کہ جواب تک تصانیف چھپیں، اچھی طرح اطمینان کر لیا جائے، جب خریدنی چاہیئے۔"

موصوف "انفاس العارفین" کے آخر میں التماس ضروری کے عنوان سے لکھ کر اس میں جعلی کتابوں کے نام اور ناشرین کی بھی نشان دہی کرتے ہیں...... اور وہ جعلی و مصنوعی رسائل یہ ہیں :

تحفۃ الموحدین = مطبوعہ اکمل المطابع دہلی منسوب بطرف حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ

بلاغ المبین = مطبوعہ لاہور // // // // //

تفسیر موضح القرآن = مطبوعہ مطبع خادم الاسلام دہلی منسوب بہ شاہ عبدالقادر مرحوم

ملفوظات عزیزی = مطبوعہ میرٹھ منسوب بہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

المشتہر :- سید ظہیر الدین احمد مالک مطبع احمدی دکان اسلامیہ دہلی

O- نامور عالم دین مولانا وکیل احمد سکندرپوری "البلاغ المبین" کے متعلق رقمطراز ہیں :-

یہ کتاب "البلاغ المبین" کسی وہابی کی تصنیف ہے۔ جسے کافی لیاقت نہ تھی مگر اعتبار و اسناد کے لیے مولانا شاہ ولی اللہ کی طرف منسوب کی گئی۔ الخ (وسیلہ جلیلہ = از مولانا وکیل احمد سکندرپوری ص ۲۳ طبع لکھنؤ)

وہابیوں کے گھر کی شہادت :- امام خان نوشہروی غیر مقلد لکھتا ہے :

البلاغ المبین ابن تیمیہ کی تصنیف ہے۔ (تراجم علمائے حدیث، ترجمہ شاہ ولی اللہ)

☆--- **"الادب المفرد از امام بخاری (م ۲۵۶ھ)" کی حدیث میں تحریف**

المکتبۃ الاثریہ جامع مسجد اہلحدیث باغوالی سانگلہ ہل (ضلع شیخوپورہ) نے امام بخاری کی مشہور کتاب "الادب المفرد" شائع کی ہے۔ جس میں سے "لفظ یا" محو کر کے یہودیانہ فعل کا ارتکاب کیا ہے۔ (دیکھئے الادب المفرد ص ۲۵۰ طبع مکتبہ اسلامیہ سانگلہ ہل) جبکہ مصر، بیروت وغیرہ سے شائع ہونے والے تمام نسخوں میں لفظ یا موجود ہے۔ حتیٰ کہ مشہور غیر مقلد عالم دین علامہ شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) نے بھی اسے لفظ یا ہی سے نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو :

" كنا عند عبدالله بن عمر رضی الله عنهما فخدرت رجله ، فقال رجل اذكر احب الناس اليك، فقال يا محمد ﷺ ، فكانما نشط من عقال "

(تحفۃ الذاکرین، از علامہ شوکانی، ص ۲۰۷ طبع بیروت)

☆--- **تفسیر روح المعانی میں تحریف**

شیخ نعمان آلوسی نے نواب صدیق حسن خاں (غیر مقلد وہابی) کی ایما پر جن کی طرف سے شیخ (نعمان) کو مالی امداد حاصل تھی۔ جلاء العینین میں ابن حجر مکی کے رد کا ارادہ کیا اور انہوں نے ابنِ تیمیہ کے دامن کو اکثر شواذ سے پاک کرنے میں بڑا زور لگایا۔ مگر انہیں ندامت ہوئی۔ کیونکہ ابنِ تیمیہ کی کتابوں کی اشاعت نے ان کی اس درجہ جماعت کو اس طرح رسوا کر دیا کہ جن باتوں کی انہوں نے تردید کی تھی ان کی کتابوں میں تصریح مل گئی...... نعمان آلوسی نے اپنے والد ماجد کی تفسیر کی طباعت میں بھی دیانت

داری سے کام نہیں لیا۔ اگر کوئی اس نسخے سے جس کو خود مؤلف نے سلطان عبدالمجید خاں کی خدمت میں پیش کیا۔ جو آج بھی استنبول (ترکیہ) میں راغب پاشا کے کتب خانہ میں موجود ہے مقابلہ کرے گا تو اس کو اس امر کا اطمینان ہو جائے گا۔

(فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ، مولانا عبدالحلیم چشتی۔ ص ۲۵۳، ۲۵۴ طبع کراچی ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۴ء)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

حدیث ابو بکر صدیق کو محدث دیلمی نے روایت کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے ان کی تالیف "فردوس" کو کتب طبقہ رابعہ میں شمار کیا ہے اور اس طبقہ کی کتب احادیث کی روایات کو اکثر موضوع اور ضعیف قرار دیا ہے۔

الجواب 1 :- شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) سے پہلے کسی عالم نے کتب احادیث کو طبقات میں تقسیم نہیں کیا۔ کہ فلاں طبقہ کی حدیث قابل قبول ہے اور فلاں طبقہ کی نہیں۔ حدیث کی صحت کا دارومدار راویان حدیث پر ہے۔ نہ کہ طبقات کتب حدیث پر۔

نمبر 2 :- حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ طبقہ رابعہ کی کتب احادیث پر ایک طویل بحث کے بعد فرماتے ہیں۔ "اس طبقہ کی احادیث سے احکام استنباط کرنا مفید کام نہیں۔"

(فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ، ص ۳۸ طبع کراچی ۱۹۶۴ء)

نمبر 3 :- حضرت شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں :- ۵۰۹ھ میں دیلمی کی وفات ہوئی۔ ان کے بیٹے شہردار بن شیرویہ دیلمی جن کی کنیت ابو منصور ہے علم حدیث کی معرفت اور اس کے سمجھنے میں اپنے والد سے بہتر تھے۔ چنانچہ سمعانی بھی ان کی فہم اور معرفت کی شہادت دیتے ہیں۔ نیز علم ادب اچھا جانتے تھے۔ پاک باز اور عابد تھے۔ زیادہ تر اپنی مسجد میں رہتے۔ اکثر اوقات اسماء حدیث اور اس کے لکھنے میں مشغول رہتے۔ طلبِ علم میں اپنے والد کے شریک رہے۔ ۵۰۵ھ میں جب انہوں نے سفر کیا تو یہ بھی اصفہان کے سفر میں ان کے ہمراہ تھے۔ اور ۵۲۷ھ میں خود تنہا بغداد گئے اور اپنے والد کی وفات کے بعد بہت سے استادوں سے علم حاصل کیا۔ اور محدثین سے اجازت حاصل کی۔ کتاب فردوس کی ترتیب اس وضع پر کی اور سندوں کو بڑی محنت سے فراہم کیا۔ جب یہ منقح اور مہذب ہو چکی تو ان کے بیٹے ابو اسلم احمد بن شہردار دیلمی اور ان کے بہت سے شاگردوں نے ان سے روایت کی ہے۔ ۵۵۸ھ میں شہردار کا انتقال ہوا۔

(بستان المحدثین۔ ص ۱۰۱ طبع کراچی)

معلوم ہوا کہ موجود نسخہ فردوس دیلمی قابل اعتماد ہے کیونکہ یہ تنقیح اور پاک کیا ہوا ہے۔ اور فضائل و اعمال میں اس کی احادیث قابلِ قبول ہیں۔

خود حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے طبقہ رابعہ کی احادیث سے تفسیر عزیزی اور تحفہ اثنا عشریہ میں استدلال کیا ہے۔

O-- تفسیر عزیزی آخر تفسیر فاتحہ میں ہے۔ ابو نعیم و دیلمی از ابو درداء روایت کردند کہ آنحضرت ﷺ فرمودہ کہ فاتحہ الکتاب و کفایت میکند از آنچہ ہیچ چیز از قرآن کفایت نمیکند الحدیث (ابو نعیم [1] اور دیلمی نے حضرت ابو درداء سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جہاں قرآن کی دوسری سورۃ کافی نہ ہو وہاں فاتحہ کافی ہے۔) (تفسیر عزیزی (سورۃ فاتحہ) ص ۵۹، طبع دہلی)

O-- ابن جریر [2] نے مجاہد سے روایت کیا کہ حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے ان نصاریٰ کے بارے میں سوال کیا۔ الحدیث (تفسیر عزیزی (سورۃ بقرہ) ص ۱۷۱ طبع دہلی)

O-- حافظ خطیب [3] بغدادی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا ابھی ایک شخص آئے گا میرے بعد اس سے بہتر شخص اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں فرمایا۔ اس کی شفاعت روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی شفاعت کی طرح ہو گی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ابھی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ (تفسیر عزیزی، پارہ عم، ص ۳۰۶ طبع دہلی)

O-- طبرانی نے معجم صغیر میں اور حاکم اور نعیم اور بیہقی نے حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے یہ لغزش سرزد ہوئی اور ان پر عتاب الٰہی نازل ہوا۔ توبہ قبول ہونے سے حیران تھے کہ اتنے میں ان کو یاد آیا کہ مجھ کو جس وقت خدا تعالیٰ نے پیدا کیا تھا اور روح خاص میرے اندر پھونکی تھی اس وقت میں نے اپنے سر کو عرش کی طرف اٹھایا تھا۔ اس جگہ لکھا دیکھا: " لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ قدر کسی شخص کی اللہ کے نزدیک برابر قدر اس شخص کے نہیں کہ نام اس کا اپنے نام کے ساتھ برابر رکھا ہے۔ تدبیر یہ ہے کہ میں بحق اس شخص کے سوال مغفرت کروں۔ پس دعا میں کہا :- اسئلک بحق محمد ان تغفرلی... حق تعالیٰ نے ان کی بخشش کی۔ اور وحی بھیجی کہ محمد ﷺ کو کہاں سے جانا تو نے؟ انہوں نے تمام ماجرا عرض کیا۔

---

[1] متوفی ۶۳۰ھ
[2] متوفی ۶۶۳ھ
[3] متوفی ۳۱۰ھ

حکم پہنچا کہ اے آدم! محمد ﷺ سب پیغمبروں سے پچھلا پیغمبر ہے اور تیری اولاد میں سے ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میں تجھ کو پیدا نہ کرتا۔ (تفسیر عزیزی (اردو) جلد اول، ص ۳۳۹ / مطبوعہ کراچی ۱۳۹۷ھ)

ان تمام شواہد میں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ابو نعیم، دیلمی، ابن جریر، خطیب بغدادی اور حاکم سے روایات نقل کی ہیں۔ جو کہ تمام طبقہ رابعہ کی کتب احادیث ہیں۔ معلوم ہوا کہ قبلہ شاہ صاحب کے نزدیک فضائل واعمال میں طبقہ رابعہ کی احادیث قابل قبول ہیں۔ مگر احکام میں نہیں۔ جیسا کہ انہوں نے خود بستان المحدثین میں تشریح کی ہے۔

نواب صدیق حسن خان بھوپالی اور طبقاتِ رابعہ کی احادیث

نواب صاحب نے اپنی تصنیف "تکریم المؤمنین بتقویم مناقب الخلفاء الراشدین" (طبع ۱۳۰۰ھ) میں جا بجا طبقہ رابعہ کی احادیث کو درج کیا ہے۔ مضمون کی طوالت کے باعث ہم فقط کتاب کا نام اور اس کا صفحہ نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:

☆---دیلمی

⊙-(نبی کریم ﷺ نے فرمایا:) میں تم میں مبعوث نہ ہوتا تو عمر مبعوث ہوتا۔ (مناقب الخلفاء الراشدین، ص ۵۶)

⊙-ابوبکر وعمر دو سراج اہل جنت ہیں۔ (مناقب الخلفاء الراشدین، ص ۵۷)

☆---حاکم

(مناقب الخلفاء الراشدین) صفحہ نمبر ۴۵، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۱۴

☆---ابو نعیم

(مناقب الخلفاء الراشدین) صفحہ نمبر ۲۲، ۸۵

☆---ابن عساکر

(مناقب الخلفاء الراشدین) صفحہ نمبر ۲۵، ۸۰، ۸۳، ۸۵، ۸۹، ۹۰

حضراتِ گرامی!

امید ہے کہ "حدیث صدیق اکبر" پر طعن و تشنیع کرنے والے اب راہ راست پر آجائیں گے۔ اگر آپ بضد ہیں تو پہلے اپنے گھر کی خیر منائیں۔ اور نواب صاحب کو بھی اسی صف میں کھڑا کریں جس میں علمائے اہلسنت کو کھڑا کر کے مشرک اور بدعتی کا فتویٰ دیتے ہو۔

کیونکہ!

اسلام کے قوانین سب کے لیے ایک ہیں۔ اور خود حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ کسی گورے کو کالے پر، اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔

حضور پر نور سید عالم ﷺ کے دور اقدس میں فاطمہ نامی ایک عورت نے چوری کی۔ اور جرم ثابت ہونے پر آپ نے ہاتھ کاٹنے کی سزا مقرر فرمائی۔ کسی صحابی نے سفارش کی اور سزا میں تخفیف چاہی تو محبوبِ کبریا ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اگر میری بیٹی فاطمہ بھی ایسا فعل کرتی تو اس کے لیے بھی یہی سزا تھی۔

قولِ فیصل:- (۱) اذان میں نبی اکرم ﷺ کا اسم گرامی سن کر انگوٹھے چومنا ہمارے نزدیک مستحب ہے۔

(۲) اس بارہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جو روایت بیان کی جاتی ہے۔ وہ ضعیف ہے۔

مولوی نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کا فتویٰ

حدیث ضعیف برائے اثبات استحباب کافی است۔ الخ

ترجمہ:- استحباب کے ثبوت کے لیے ضعیف حدیث بھی کافی ہے۔

(فتاویٰ نذیریہ، جلد اول۔ ص ۵۶۹ طبع لاہور ۱۳۹۰ھ)

اعتراض:- ابن لعل دین نجدی لکھتا ہے، بریلوی اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

"اولیاء کے تبرکات شعائر اللہ میں سے ہیں ان کی تعظیم ضروری ہے۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ص ۲۲۱)

الجواب:- ہمارے سامنے رسالہ "بدر الانوار" کا سب سے قدیم نسخہ لاہور کا طبع شدہ ہے۔ جو کہ 20/16×30 سائز کے 36 صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں مندرجہ بالا عبارت کا نام و نشان تک موجود نہیں۔ بلکہ فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مذہبِ حقہ اہلسنت کے عقیدہ کی یوں ترجمانی کی ہے۔

"جب برکت آثارِ شریفہ حضور پر نور سید عالم ﷺ سے ثابت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اولیاء وعلماء حضور ﷺ کے ورثاء ہیں تو ان کے آثار میں برکت کیوں نہ ہوگی۔ کہ آخر وارث برکات و وارث ایراث برکات ہیں۔"

(بدر الانوار فی آداب الآثار، ص ۱۱ طبع لاہور نوری کتب خانہ)

اعتراض:- بریلوی اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

" جو شخص تبرکات شریفہ کا منکر ہو وہ قرآن وحدیث کا منکر اور سخت جاہل، خاسر اور گمراہ

وفاجر ہے۔" (میٹھی میٹھی سنتیں.................ص ۲۲۱)

الجواب :- ابن لعل دین نے رسالہ "بدرالانوار" سے سیاق و سباق چھوڑ کر مندرجہ بالا عبارت نقل کی ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ 28/ جمادی الآخر ۱۳۲۳ھ کو درگاہ معلیٰ خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ اجمیر شریف سے حضرت سید حبیب اللہ قادری دمشقی طرابلسی شامی نے ایک مراسلہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے پاس روانہ کیا جس میں تحریر تھا:

"ایک شخص اپنے وعظ میں صاف انکار کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی تبرک اور حضور کے آثار شریفہ سے کوئی چیز اصلاً باقی نہیں۔ نہ صحابہ کے پاس تبرکات شریفہ سے کچھ تھا نہ کبھی کسی نبی کے آثار سے کچھ تھا۔"

اس استفتاء کے جواب میں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"ایسا شخص آیات واحادیث کا منکر اور سخت جاہل خاسر اور گمراہ و فاجر ہے۔"

(بدرالانوار، ص ۳، طبع نوری کتب خانہ لاہور)

اس کے بعد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے دعویٰ پر کتاب و سنت کی روشنی میں مندرجہ ذیل جواب ارشاد فرمایا ہے:-

اللہ عزوجل فرماتا ہے ان اول بیتٍ وُّضعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبَارَکاً وَّ ھُدًی لِّلعٰلَمِینَ فِیْہِ آیٰات بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ بے شک سب میں پہلا گھر کہ لوگوں کے لئے مقرر فرمایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کو راہ دکھاتا اس میں کھلی نشانیاں ہیں۔ ابراہیم کے کھڑے ہونے کا پتھر۔ جس پر کھڑے ہو کر انہوں نے کعبہ معظمہ بنایا۔ ان کے قدم پاک کا نشان اس میں بن گیا۔ اجلّۂ محدثین عبد[1] بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم وارزاقی نے امام اجل مجاہد

[1] شیخ عبد بن حمید علیہ الرحمۃ متوفی ۲۴۹ھ

O— امام ابن جریر طبری علیہ الرحمۃ متوفی ۳۱۰ھ

O— ابن منذر = امام ابو بکر محمد بن ابراہیم نیشاپوری علیہ الرحمۃ متوفی ۳۱۸ھ

O— شیخ ابن ابی حاتم عبدالرحمن بن رازی علیہ الرحمۃ متوفی ۳۲۷ھ

O— حضرت ابوالحجاج مجاہد بن جبیر علیہ الرحمۃ متوفی ۱۲۳ھ ان کی تفسیر مجاہد، کتب خانہ خدیویہ مصر میں موجود ہے۔

O— حضرت عبداللہ بن عباس صحابی رضی اللہ عنہ متوفی ۷۴ھ

تلمیذ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے آیۂ کریمہ کی تفسیر میں روایت کی قال اثر قدمیہ فی المقام آیۃ بینۃ فرمایا۔ کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں قدم پاک کا اس پتھر میں نشان ہو جانا یہ کھلی نشانی ہے جسے اللہ عزوجل آیت بیّنات فرمارہا ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے۔ الفضیلۃ الثانیۃ لھذا البیت مقام ابراہیم و ھو الحجر الذی وضع ابراہیم قدمہ علیہ فجعل اللہ ما تحت قدم ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام من ذلک الحجر دون سائر اجزائہ کا تطین حتی غاص فیہ قدم ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام و ھذا فما لا یقدر علیہ الا اللہ تعالیٰ ولا یظھرہ الا علی انبیاء ثم لما رفع ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام قدمہ عنہ خلق فیہ الصلابۃ الحجریۃ مرۃ اخری ثم انہ تعالیٰ ابقی ذلک الحجر علی سبیل الاستمرار والدوام فھذہ انواع من الایات العجیبۃ والمعجزات الباھرۃ اظھرھا اللہ تعالیٰ فی ذلک الحجر۔ یعنی کعبہ معظمہ کی فضیلت مقام ابراہیم ہے۔ یہ وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا قدم مبارک رکھا تو جتنا ٹکڑا ان کے زیرِ قدم آیا۔ تر مٹی کی طرح نرم ہو گیا۔ یہاں تک کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدم مبارک اس میں پیر گیا۔ اور یہ خاصی قدرت الہیہ و معجزہ انبیاء ہے۔ پھر جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قدم اٹھایا اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس ٹکڑے میں پتھر کی سختی پیدا کر دی۔ وہ نشان قدم محفوظ رہ گیا۔ پھر اسے حق سبحانہٗ نے مدت ہا مدت باقی رکھا۔ تو یہ اقسام اقسام کے عجیب و غریب معجزے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس پتھر میں ظاہر فرمائے۔ ارشاد العقل السلیم میں ہے: ان کلواحد من اثر قدمیہ فی صخرۃ صماء غوصہ فیھا الی الکعبین والانۃ بعض دون بعض و ابقائہ سائر آیات الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام و حفظہ مع کثرۃ الاعداء الوف سنۃ آیۃ مستقلۃ — یعنی اسی ایک پتھر کو مولیٰ تعالیٰ نے متعدد آیات فرمایا۔ اس لئے کہ اس میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشان قدم ہو جانا، ایک۔ اور ان کے قدموں کا گٹوں تک اس میں پیر جانا، دو۔ اور پتھر کا ایک ٹکڑا نرم ہو جانا باقی کا اپنے حال پر رہنا، تین۔ اور معجزات انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں اس معجزے کا باقی رکھنا، چار۔ اور باوصف کثرت اعدا ہزاروں برس اس کا محفوظ رہنا، پانچ۔ یہ ہر ایک جائے خود ایک آیت و معجزہ ہے مولےٰ سبحانہٗ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قال لھم نبیھم اَن یّاتیکم التابوتُ فِیہِ سَکِینۃٌ مِّن ربکم وبَقِیَّۃٌ مِّمَّا تَرَکَ آلُ موسیٰ وَ آلُ ھارون تحملہ المَلٰئِکۃُ اِنَّ فِی ذلک لَآیَۃً لَّکم ان کنتم مؤمنین ۵ بنی اسرائیل کے نبی شمویل علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے ان سے فرمایا کہ سلطنت طالوت کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے سکینہ ہے اور موسیٰ وہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں۔ فرشتے اسے اٹھا کر لائیں۔ بے شک اس میں تمہارے لئے عظیم نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ وہ تبرکات کیا تھے۔ موسے علیہ الصلوۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ السلام کا عمامہ مقدسہ وغیرہ۔ ان کی برکات تھیں کہ بنی اسرائیل اس تابوت کو جس لڑائی میں آگے کرتے فتح پاتے اور جس مراد میں اس سے توسل کرتے اجابت دیکھتے۔ ابنِ جریر و ابن ابی حاتم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی قال و بقية مما ترك الُ موسى عصاه و رصاص الالواح تابوت سکینہ میں تبرکات موسیہ سے ان کا عصا تھا اور تختیوں کی کرچیں۔ وکیع بن الجراح و سعید بن منصور و عبد بن حمید و ابنِ ابی حاتم و ابو صالح تلمیذ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی قال كان في التابوت عصا موسى و عصا ہارون و ثياب موسى و ثياب ہارون و لوحان من التورة و المن وكلمة الفرج لا اله الا الله الحليم الكريم و سبحن الله رب السموت السبع و رب العرش العظيم والحمد لله رب العالمين ۔ تابوت میں موسیٰ وہارون علیہما السلام کے عصا اور دونوں حضرات کے ملبوس اور توریت کی دو تختیاں اور قدرے من کہ بنی اسرائیل پر اترا اور یہ دعائے کشائش لا اله الا الله الحليم الكريم . الخ معالم التنزیل میں ہے۔ كان فيه عصا موسى ونعلاه و عمامة هارون و عصاه تابوت میں موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ان کی نعلین اور ہارون علیہ السلام کا عمامہ و عصا۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے ان النبی ﷺ دعا بالحلاق و ناول الحالق شقه الايمن فحلقه ثم دعا ابا طلحة الانصارى فاعطاه اياه ثم ناول الشق الايسر فقال احلق فحلقه فاعطاه ابا طلحة فقال اقسمه بين الناس یعنی نبی ﷺ نے حجام کو بلا کر سر مبارک کے داہنی جانب کے بال مونڈنے کا حکم فرمایا۔ پھر ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلا کر وہ سب بال انہیں عطا فرمادیئے۔ پھر بائیں جانب کے بالوں کو حکم فرمایا اور وہ ابو طلحہ کو دیئے کہ انہیں لوگوں میں تقسیم کردو۔

صحیح بخاری شریف کتاب اللباس میں عیسیٰ بن طہمان سے ہے قال اخرج الينا انس بن مالك رضي الله تعالى عنه نعلين لهما قبالان فقال ثابت لبناني هذا نعل النبي ﷺ انس بن مالک رضی اللہ عنہ دو نعل مبارک ہمارے پاس لائے کہ ہر ایک میں بندش کے دو تسمے تھے۔ ان کے شاگرد رشید ثابت بنانی نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کی نعل مقدس ہے۔

صحیحین میں ابو بردہ سے ہے قال اخرجت الينا عائشة رضي الله تعالى عنها كساء ملبدا وازارا غليظا فقالت قبض روح رسول الله ﷺ في هذين ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک رضائی یا کمبل اور ایک موٹا تہبند نکال کر ہمیں دکھایا اور فرمایا کہ وقتِ وصال اقدس حضور پرنور ﷺ کے یہ دو کپڑے تھے۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے ہے۔ انها اخرجت جبة طيالسية كسروانية لها لبنة ديباج و فرجيها مكفوفين بالديباج وقالت هذه جبة رسول الله ﷺ كانت عند عائشة فلما قبضت قبضتها وكان النبي ﷺ يلبسها فنحن نغسلها للمرضى نستشفى بها یعنی انہوں نے ایک اونی جبہ کسروانی ساخت نکالا۔ اس کی پلیٹ ریشمین تھی۔ اور دونوں چاکوں پر ریشم کا کام تھا اور کہا یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ ہے۔ ام المؤمنین صدیقہ کے پاس تھا۔ ان کے انتقال کے بعد میں نے لے لیا۔ نبی ﷺ اسے پہنا کرتے تھے۔ تو ہم اسے دھو دھو کر مریضوں کو پلاتے اور اس سے شفا چاہتے ہیں۔

صحیح بخاری میں عثمان بن عبداللہ بن مواہب سے ہے۔ قال وخلت على ام سلمة فاخرجت الينا شعرا من شعر النبي ﷺ فحضوبا ۔ میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے حضور اقدس ﷺ کے موئے مبارک کی ہمیں زیارت کرائی۔ اس پر خضاب کا اثر تھا۔ یہ چند احادیث خاص صحیحین سے لکھ دیں اور یہاں احادیث میں کثرت اور اقوال ائمہ کا تواتر بشدت اور مسئلہ خود واضح اور اس کا انکار جہل فاضح ہے لہٰذا صرف ایک عبارت شفا شریف پر اقتصار فرماتے ہیں۔ ومن اعظامه واكباره ﷺ اعظام جميع اسبابه و اكرام مشاهده وامكنته من مكة والمدينة و معاهده و مالمسه او عرف بن وكانت في قلنسوة خالد بن الوليد رضي الله تعالى عنه شعرات من شعره ﷺ فسقطت قلنسوة في بعض حروبه مشد عليها شدة انكر عليه اصحاب النبي ﷺ كثرة من قتل فيها فقال لم افعلها بسبب القلنسوة بل لما تضمنه من شعره ﷺ لئلا بسبب بركتها وتقع في ايدي المشركين و رأى ابن عمر رضي الله تعالى عنهما واضعا يده على مقعد رسول الله ﷺ من المنبر ثم وضعها على وجهه . یعنی رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کا ایک جزیہ بھی ہے کہ جس چیز کو حضور سے کچھ علاقہ ہو۔ حضور کی طرف منسوب ہو۔ حضور نے اسے چھوا ہو یا حضور کے نام پاک سے پہچانی جاتی ہو۔

اس سب کی تعظیم کی جائے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں چند موئے مبارک تھا۔ کسی لڑائی میں وہ ٹوپی گر گئی۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے ایسا شدید حملہ فرمایا جس پر اور صحابہ نے انکار کیا۔ اس لئے کہ اس شدید و سخت حملہ مین بہت سے مسلمان کام آئے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ حملہ ٹوپی کے لیے نہ تھا بلکہ موئے مبارک کے لیے تھا۔ کہ مبادا اس کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ لگیں۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا گیا کہ منبر اطہر سید عالم ﷺ میں جو جگہ جلوس اقدس کی تھی۔ اسے ہاتھ سے مس کر کے وہ ہاتھ اپنے منہ پر پھیر لیا۔ اللھم ارزقنا حبّ حبیبك و حسن الادب معه و مع اولیائك امین صلی اللہ تعالی علیه و بارك وسلم و علیهم اجمعین ۔ خالد بن ولید کی حدیث ابو یعلےٰ اور عبداللہ بن عمر کی حدیث ابن سعد نے طبقات میں روایت کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بدر الانوار فی آداب الآثار، ص ۳ تا ص ۱۰ طبع نوری کتب خانہ لاہور)

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی لکھتا ہے۔ بریلوی اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں :-

"رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کا ایک جزیہ بھی ہے کہ جو چیز حضور ﷺ کے نام سے پہچانی جاتی ہے اس کی تعظیم کی جائے۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا........ ص ۲۲۱)

الجواب :- یہ قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) کی ایک طویل عبارت کا ایک ٹکڑا ہے۔ جس کو مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے "آثار نبوی کی تعظیم و تکریم" کے ضمن میں تائیداً تحریر کیا ہے۔

O-- قاضی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

"حضور ﷺ کی عظمت و احترام میں سے یہ بھی ہے کہ جو چیز بھی آپ کی طرف منسوب ہو اس کی عزت و عظمت کی جائے۔ آپکی محافل مقدسہ، مقامات معظمہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور دیگر مقامات منسوبہ اور ہر وہ چیز جس کو آپ نے کبھی چھوا ہو یا جو آپ کے ساتھ مشہور ہو گئی ہو ان سب کی تعظیم و توقیر کرنا اسی طرح لازم ہے جس طرح آپ کی واجب ہے۔"

(الشفا جلد دوم، ص ۳۷ طبع لاہور (اردو))

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی لکھتا ہے۔ جناب اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں :

"اس کے لیے کسی سند کی حاجت نہیں بلکہ جو چیز حضور اقدس ﷺ کے نام پاک سے مشہور ہو اس کی تعظیم شعائر دین میں سے ہے۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا........ ص ۲۲۲)

الجواب :- مندرجہ بالا عبارت بھی ابن لعل دین نے سیاق و سباق چھوڑ کر نقل کی ہے۔ ہم فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے رسالہ "بدر الانوار" سے مکمل عبارت نقل کرتے ہیں۔ جس سے ابن لعل دین کی بد دیانتی قارئین کرام پر واضح ہو جائے گی۔

"نبی ﷺ کے آثار و تبرکات شریفہ کی تعظیم دین مسلمانوں کا فرض عظیم ہے۔ تابوت سکینہ جس کا ذکر قرآن عظیم میں ہے جس کی برکت سے بنی اسرائیل ہمیشہ کافروں پر فتح پاتے۔ اس میں کیا تھا۔ بقیة مم ترك ال موسىٰ و ال ہارون۔ موسیٰ وہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات سے کچھ بقیہ تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ السلام کا عمامہ وغیرہا۔ ولہذا تواتر سے ثابت ہے کہ جس چیز کو کسی طرح حضور اقدس ﷺ سے کوئی علاقہ بدن اقدس سے چھونے کا ہونا، صحابہ و تابعین وائمہ دین ہمیشہ اس کی تعظیم و حرمت اور اس سے طلب برکت فرماتے آئے ہیں۔ (تفصیل کے لیے جلد اوّل ملاحظہ ہو) اور دین حق کے معظم اماموں نے تصریح فرمائی کہ اس کے لیے کسی سند کی بھی حاجت نہیں بلکہ جو چیز حضور اقدس کے نام پاک سے مشہور ہو اس کی تعظیم شعائر دین میں سے ہے۔ شفاء شریف ۔ مواہب لدنیہ و مدارج شریف[1] وغیرہا میں ہے۔ من اعظامه ﷺ اعظام جميع اسبابه ومالمسه اوعرف به ﷺ یعنی رسول ﷺ کی تعظیم میں سے ان تمام اشیاء کی تعظیم جس کو نبی ﷺ سے کچھ علاقہ ہو اور جسے نبی ﷺ نے چھوا ہو یا حضور کے نام پاک سے مشہور ہو۔" (بدر الانوار، ص ۲۲ طبع نوری کتب خانہ لاہور)

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی لکھتا ہے۔ بریلوی اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں :

"اس نقشے کے لکھنے میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے اصل روضہ عالیہ کی زیارت نہ ملی وہ اس کی زیارت کر لے۔ اور شوق دل سے اسے بوسہ دے۔ کہ یہ مثال اس اصل کے مقام ہے۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا........ ص ۲۲۲)

الجواب :- یہ علامہ تاج فاکہانی کی عربی عبارت کا اردو ترجمہ ہے جس کو مولانا احمد رضا بریلوی نے تائیداً نقل فرمایا ہے۔ عربی عبارت ملاحظہ ہو۔

من فوائد ذلك ان من لم يمكنه زيارة الروضة فليذر مثالها فليستلمه مشتاقاً لانه مناب الاصل كما قد ناب مثال نعله الشريفة منا عينها فى المنافع والخواص بشهادة

[1] شفاء ۔ جلد دوم ص ۳۷ طبع لاہور / مدارج النبوۃ جلد اوّل ص طبع کراچی ۱۹۷۶ء

التجربة الصحیحة ولذا جعلوا له من الاکرام والاحترام ما یجعلون للمنوب عنه.

یعنی روضہ مبارک سید عالم کی نقل میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے اصل روضہ اقدس کی زیارت نہ ملے۔ وہ اسکی زیارت کرے اور شوق دل کے ساتھ اسے بوسہ دے۔ کہ یہ نقل اسی اصل کے قائم مقام ہے جس پر صحیح تجربہ گواہ ہے۔ وللذا علمائے دین نے اس نقل کا اعزاز و اکرام وہی رکھا ہے جو اصل کا رکھتے ہیں۔ (فجر منیر از علامہ فاکہانی، حوالہ بدر الانوار، ص ۳۱ طبع لاہور)

اعتراض :۔ بریلوی اعلیحضرت (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں :

روضہ منورہ (نبی کی قبر) پرنور سید عالم ﷺ کی نقل صحیح بلاشبہ معظمات دینیہ سے ہے۔ اس کی تعظیم و تکریم بروجہ شرعی ہر مسلمان صحیح الایمان کا مقتضاء ایمان ہے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۲۲۳)

الجواب :۔ علامہ فاکہانی فرماتے ہیں :

"کہ یہ (نبی ﷺ کی قبر مکرم کی) نقل اسی اصل کے قائم مقام ہے۔ جس پر صحیح تجربہ گواہ ہے۔ وللذا علمائے دین نے اس کی نقل کا اعزاز و اکرام وہی رکھا ہے جو اصل کا رکھتے ہیں۔"

(فجر منیر از علامہ تاج فاکہانی ، حوالہ بدر الانوار، ص ۳۱)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ روضہ انور سید عالم ﷺ کی زیارت کے فضائل میں لکھتے ہیں :

"سید المرسلین ﷺ کے دربار کی زیارت علمائے دین کے نزدیک بالاتفاق قولاً و فعلاً بہترین سنن اور مؤکد ترین مستحبات میں سے ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قبر کی زیارت ایک متفق علیہ سنت اور مرغوب فضیلت ہے۔" (جذب القلوب، ص ۲۲۴ طبع کراچی)

اعتراض :۔ (نبی کی قبر) کی تصویر کی زیارت آداب بیان کرتے ہوئے (اعلیٰ حضرت بریلویؒ) لکھتے ہیں :۔ " ان چیزوں کی زیارت کے وقت حضور ﷺ کا تصور ذہن میں لائیں اور درود شریف کی کثرت کریں۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا.............. ص ۲۲۳)

الجواب :۔ یہ مفتی اعظم مکہ مکرمہ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ہے جس کو امام احمد رضا بریلویؒ نے تائیداً پیش کیا ہے۔

علامہ طاہر پٹنی مجمع البحار میں اپنے استاذ عارف باللہ سیدی علی متقی مکی وہ اپنے استاد امام ابن

حجر مکی رحمہم اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں۔ من استیقظ عند اخذ الطیّب او شمه الی ما کان علیه ﷺ من محبته للطیب وصلی الله تعالیٰ علیه وسلم لما وقرفی قلبه من جلالته و استحقاقه علی کل امته ان یلحظوا بعین نهایة الاجلال عند رویة شئ من اثاره اوما یدل علیها فهذا اتٍ بما له فیه اکمل الثواب الجزیل وقد استحبه العلماء لمن رأی شیئا من اثاره ﷺ ولا شك ان من استحضر ما ذکرته عند شمه الطیب یکون کالرائی شئ من اثاره الشریفة فی المعنی فلیس له الا اکثار من الصلاة والسلام علیه ﷺ حینئذٍ اه مختصرا۔ اسی ارشاد جمیل میں صاف تصریح جلیل ہے۔ کہ تمام امت پر رسول اللہ ﷺ کا حق ہے۔ کہ جب حضور پر نور ﷺ کے آثار شریفہ سے کوئی چیز دیکھیں یا وہ شئ دیکھیں جو حضور کے آثار شریفہ سے کسی چیز پر دلالت کرتی ہو۔ تو اس وقت کمال ادب و تعظیم کے ساتھ حضور پر نور سید عالم ﷺ کا تصور لائیں اور درود شریف کی کثر کریں۔ وللذا جو خوشبو لیتے یا سونگھتے وقت یاد کرے۔ کہ مصطفےٰ ﷺ اسے دوست رکھتے تھے۔ وہ بھی گویا معنی آثار شریفہ کی زیارت کر رہا ہے اسے اس وقت درود پڑھنے کی کثرت مسنون ہونی چاہیے۔

(مجمع البحار، ص ۷ ۲۳ جلد ۵ از علامہ طاہر پٹنی طبع مدینہ منورہ ۱۹۹۴ء)

نقل روضہ مبارکہ " ما یدل علیہا " میں داخل ہے۔ اس کی زیارت کے وقت حضور اقدس ﷺ کی تعظیم و توقیر اور حضور پر درود و سلام کیوں نہ مستحب ہوگا۔ ایسی تعظیم کرنے والے کو معاذ اللہ کفار و مشرکین کے مثل بتانا سخت ناپاک کلمہ بے باک ہے۔ ایسے فرد جاہل پر توبہ فرض ہے۔ رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا: من دعا رجلاً بالکفر وقال عدو الله ولیس کذالك الاحار علیه (رواہ الشیخان = امام بخاری + امام مسلم ان ابی ذر رضی الله عنه)

اعتراض :۔ ابن لعل دین نجدی لکھتا ہے :

ایک طرف تو تصویر اور مجسمے کی اس قدر تعظیم کرتے اور دوسری طرف اللہ رب العزت کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرتے ہیں۔ (بریلوی اعلیحضرت لکھتے ہیں)

"نعل شریف (جوتے کا مجسمہ) پر بسم اللہ لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ص ۲۲۴)

الجواب :۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی نے " نعل شریف " پر نہیں بلکہ تمثال نعل

شریف پر بسم اللہ لکھنے کو فرمایا ہے کہ کوئی حرج نہیں۔ (بدرالانوار، ص ۲۰ طبع نوری کتب خانہ لاہور)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں۔ اگر یہ خیال کیجئے کہ نعل مقدس قطعاً تاج فرق اہل ایمان ہے مگر اللہ عزوجل کا نام و کلام ہر شے سے اجل و اعظم و ارفع و اعلیٰ ہے یونہی تمثال میں بھی احتراز چاہئے۔ تو یہ قیاس مع الفارق ہے۔ اگر حضور سید عالم ﷺ سے عرض کی جاتی کہ نام الٰہی یا بسم اللہ شریف حضور کی نعل اقدس پر لکھی جائے تو پسند نہ فرماتے۔ مگر اس قدر ضروری ہے کہ نعل حالت استعمال و تمثال محفوظ عن الابتذال میں تفاوت بدیہی ہے۔ اور اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ (بخاری شریف) امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جانوران صدقہ کی رانوں پر "جیش فی سبیل اللہ" داغ فرمایا تھا۔ حالانکہ ان کی رانیں بہت محل بے احتیاطی ہیں۔ بلکہ سنن دارمی شریف میں ہے۔

"اخبرنا مالک بن اسماعیل ثنا مندل بن علی الغزمی حدثنی جعفر بن ابی المغیرة عن سعید بن جبیر قال کنت اجلس الی ابن عباس فاکتب فی الصحیفة حتّٰی تمتلی ثم اقلب نعلی فاکتب فی ظهورهما۔"

(سنن دارمی از ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی (م ۲۵۵ھ، ص ۱۱۹-۱۲۰)
(طبع محمد سعید اینڈ سنز اردو بازار کراچی، حدیث نمبر ۵۰۰-۵۰۱)

سعید بن جبیر[1] سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں حضرت ابن عباس[2] رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھتا اور صحیفہ میں لکھتا۔ یہاں تک کہ وہ بھر جاتا۔ پھر میں اپنے جوتے نکالتا اور ان کے بالائی حصوں پر لکھتا۔

اعتراض: - ابن لعل دین نجدی لکھتا ہے:

"تبرکات کی زیارت کا اصل مقصد"

جناب احمد رضا صاحب ان مشرکانہ رسموں کی اصل غرض و غایت کی طرف آتے ہوئے فرماتے ہیں: "زائر کو چاہیے کہ وہ کچھ نذر کرے تاکہ اس سے مسلمانوں کی اعانت ہو۔ اس طرح سے

[1] سعید بن جبیر مشہور تابعی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس کے شاگرد ہیں۔ ان کی تفسیر کا نام "تفسیر سعید بن جبیر" ہے۔ یہ تفسیر حسب فرمائش خلیفہ عبدالملک بن مروان تصنیف کی تھی۔ اس خلیفہ نے ۸۶ھ میں وفات پائی۔ اس لیے یہ تفسیر ۸۶ھ سے قبل کی تصنیف ہے۔ خلیفہ نے اس کو شاہی خزانہ میں محفوظ کرا دیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد یہ تفسیر حضرت عطاء بن دینار تابعی متوفی ۱۲۶ھ کے ہاتھ آگئی اور انہیں کے نام سے مشہور ہوئی۔ (میزان الاعتدال بحوالہ تاریخ التفسیر، ص ۱۵۱ از صارم طبع لاہور ۱۹۶۶ء)

[2] حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ متوفی ۶۸ھ

زیارت کرنے والے اور کرانے والے دونوں کو ثواب ہوگا۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا .... ص ۲۲۴)

الجواب: - ابن لعل دین نے مندرجہ بالا عبارت سیاق و سباق چھوڑ کر نقل کی ہے۔ ہم مکمل عبارت نقل کرتے ہیں جس سے قارئین کے تمام شکوک و شبہات کا ازالہ ہو جائے گا۔

☆ --- اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: -

تبرکات شریفہ جس کے پاس ہوں ان کی زیارت کرنے پر لوگوں سے اس کا کچھ مانگنا سخت شنیع ہے۔ جو تندرست ہو اعضاء صحیح رکھتا ہو۔ نوکری خواہ مزدوری ہی اگرچہ ڈلیا ڈھونے کے ذریعہ سے روٹی کما سکتا ہو۔ اسے سوال کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ لا تحل الصدقة لغنی ولا لذی مرة سوی۔ غنی یا سکت والے تندرست کے لئے صدقہ حلال نہیں۔ علماء فرماتے ہیں ما جمع السائل بالتکدی فهو خبیث۔ سائل جو کچھ مانگ کر جمع کرتا ہے وہ خبیث ہے۔ اس پر ایک تو شناعت یہ ہوئی۔ دوسری شناعت سخت تر یہ ہے کہ دین کے نام سے دنیا کماتا ہے۔ اور یشترون بایتی ثمناً قلیلاً کے قبیل میں داخل ہوتا ہے۔ تبرکات شریفہ بھی اللہ عزوجل کی نشانیوں سے عمدہ نشانیاں ہیں۔ ان کے ذریعہ سے دنیا کی ذلیل قلیل پونجی حاصل کرنے والا دنیا کے بدلے دین بیچنے والا ہے۔ شناعت سخت تر یہ ہے کہ اپنے اس مقصد فاسد کے لئے تبرکات شریفہ کو شہر بشہر دربدر لئے پھرتے ہیں۔ اور ہر کس و ناکس کے پاس لے جاتے ہیں۔ یہ آثار شریفہ کی سخت توہین ہے۔ خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ نے عالم دار الہجرۃ سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ سے درخواست کی تھی۔ کہ ان کے یہاں جا کر خلیفہ زادوں کو پڑھا دیا کریں۔ ارشاد فرمایا میں علم کو ذلیل نہ کرونگا۔ انہیں پڑھنا منظور ہے تو خود حاضر ہوا کریں۔ عرض کی وہیں حاضر ہونگے مگر اور طلباء پر ان کو تقدیم دی جائے۔ فرمایا یہ بھی نہ ہوگا۔ سب یکساں رکھے جائیں گے۔ آخر خلیفہ کو یہی منظور کرنا پڑا۔ یونہی امام شریک نخعی سے خلیفہ وقت نے چاہا تھا کہ ان کے گھر جا کر شہزادوں کو پڑھا دیا کریں۔ آپ نے انکار کیا۔ خلیفہ نے کہا آپ امیر المؤمنین کا حکم ماننا نہیں چاہتے۔ فرمایا یہ نہیں بلکہ علم کو ذلیل نہیں کرنا چاہتا۔ رہا یہ کہ بے اس کے مانگے زائرین کچھ اسے دیں۔ اور یہ لے اس میں تفصیل ہے شرع مطہرہ کا قاعدہ کلیہ ہے کہ المعهود عرفاً کالمشروط لفظاً جو لوگ تبرکات شریفہ شہر بشہر لئے پھرتے ہیں۔ ان کی نیت و عادت قطعاً معلوم کہ اس کے عوض تحصیل زر و جمع مال چاہتے ہیں۔ یہ قصد نہ ہو۔ تو کیوں دور دراز سفر کی مشقت اٹھائیں۔ ریلوں کے کرائے دیں۔ اگر کوئی ان میں زبانی کہے بھی کہ ہماری نیت فقط مسلمانوں کو

زیارت سے بہرہ مند کرنا ہے۔ تو ان کا حال ان کے قال کی صریح تکذیب کر رہا ہے۔ ان میں علی العموم
وہ لوگ ہیں۔ جو ضروری ضروری طہارت وصلوٰۃ سے بھی آگاہ نہیں۔ اس فرض قطعی کے حاصل کرنے
کو کبھی دس پانچ کوس یا شہر ہی کے کسی عالم کے پاس گھر سے آدھ میل جانا پسند نہ کیا۔ مسلمانوں کو
زیارت کرانے کے لئے ہزاروں کوس سفر کرتے ہیں۔ پھر جہاں زیارتیں ہوں اور لوگ کچھ نہ دیں۔
وہاں ان صاحبوں کے غصے دیکھئے۔ پہلا حکم یہ لگایا جاتا ہے۔ کہ تم لوگوں کو حضور ﷺ سے کچھ محبت
نہیں۔ گویا ان کے نزدیک محبت نبوی ﷺ اور ایمان اسی میں منحصر ہے۔ کہ حرام طور پر کچھ ان کی نذر
کر دیا جائے۔ پھر جہاں کہیں ملے بھی مگر ان خیال سے تھوڑا ہو۔ ان کی سخت شکایتیں اور مذمتیں ان
سے سن لیجئے۔ اگرچہ وہ دینے والے صلحاء وعلماء ہوں اور مال حلال سے دیا ہو۔ اور جہاں پیٹ بھر کے
مل گیا۔ وہاں کی لمبی چوڑی تعریفیں لے لیجئے۔ اگرچہ وہ دینے والے فساق فجار بلکہ بد مذہب ہوں اور
مال حرام سے دیا ہو۔ تو قطعاً معلوم ہے کہ وہ زیارت نہیں کراتے مگر لینے کے لیے۔ اور زیارت کرنے
والے بھی جانتے ہیں کہ ضرور کچھ دینا پڑے گا تو اب یہ صرف سوال ہی نہ ہو بلکہ حسب عرف زیارت
شریفہ پر اجارہ ہو گیا۔ اور وہ چند وجہ حرام ہے۔ اولاً زیارت آثار شریفہ کوئی ایسی چیز نہیں جو زیر اجارہ
داخل ہو سکے۔ کما صرح بہ فی در المختار وغیرہ ان ما یوخذ من النصاری علیٰ
زیارۃ بیت المقدس حرام وھذا اذاکان حراماً اخذہ من کفار دور الحرب کالروس
وغیرہ ھم فکیف من المسلمین ان ھو الا ضلال مبین ۔ ثانیاً اجرت مقرر نہیں ہوتی۔ کیا
دیا جائے گا۔ اور جو اجارے شرعاً جائز ہیں۔ ان میں بھی اجرت مجہول رکھی جانا اسے حرام کر دیتا ہے۔ نہ
کہ جو سرے سے حرام ہے کہ حرام در حرام ہوا اور یہ حکم جس طرح گشتی صاحبوں کو شامل ہے مقامی
حضرات بھی اس سے محفوظ نہیں جبکہ اسی نیت سے زیارت کراتے ہوں۔ اور ان کا یہ طریقہ معلوم و
معروف ہو ہاں اگر کسی بندۂ خدا کے پاس کچھ آثار شریفہ ہوں۔ اور وہ انہیں بہ تعظیم اپنے مکان میں
رکھے اور جو مسلمان اس کی درخواست کرے محض لوجہ اللہ اسے زیارت کرا دیا کرے کبھی کسی معاوضہ
نذرانہ کی تمنا نہ رکھے پھر اگر وہ آسودہ حال نہیں اور مسلمان بطور خود قلیل یا کثیر بنظر اعانت اسے کچھ
دے تو اس کے لے لینے میں اس کو کچھ حرج نہیں باقی گشتی صاحبو کو عموماً اور مقامی صاحبوں میں خاص
ان کو جو اس امر پر اخذ نذور کے ساتھ معروف ومشہور ہیں۔ شرعاً جواز کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔
مگر ایک وہ یہ کہ خدائے تعالےٰ ان کو توفیق دے نیت اپنی درست کریں اور اس شرط عرفی کے رد کے

لئے صراحۃً اعلان کے ساتھ ہر جلسے میں کہہ دیا کریں کہ مسلمانوں یہ آثار شریفہ تمہارے نبی ﷺ یا
فلاں ولی معزز ومکرم کے ہیں۔ کہ محض خالصاً لوجہ اللہ تمہیں ان کی زیارت کرائی جاتی ہے۔ ہرگز ہرگز
کوئی بدلہ یا معاوضہ مطلوب نہیں اس کے بعد اگر مسلمان کچھ نذر کریں تو اسے قبول کرنے میں کچھ
حرج نہ ہوگا۔ فتاویٰ قاضی خاں وغیرہا میں ہے۔ ان الصریح یفوق الدلالتا۔ اور اس کی صحت نیت
پر دلیل یہ ہوگی کہ کم پر ناراض نہ ہو بلکہ اگر جلسے گزر جائیں لوگ فوج فوج زیارتیں کر کے یونہی چلے
جائیں اور کوئی پیسہ نہ دے جب بھی اصلاً دل تنگ نہ ہو اور اسی خوشی وشادمانی کے ساتھ مسلمانوں کو
زیارت کرا دیا کرے۔ اس صورت میں یہ لینا دینا دونوں جائز وحلال ہوں گے۔ اور زائرین ومزدور
دونوں اعانت مسلمین کا ثواب پائیں گے۔ اس نے سعادت وبرکت دے کر ان کی مدد کی۔ انہوں نے
دنیا کی متاع قلیل سے فائدہ پہنچایا۔ اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ من استطاع منکم ان ینفع
اخاہ فلینفعہ ۔ تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچائے۔ رواہ مسلم فی
صحیحہ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ
اللہ فی عون العبد مادام العبد فی عون اخیہ ۔ اللہ اپنے بندہ کی مدد میں ہے جب تک بندہ
اپنے بھائی کی مدد میں ہے۔ رواہ الشیخان۔ علی الخصوص جب یہ تبرکات والے حضرات سادات کرام
ہوں۔ تو اب ان کی خدمت اعلےٰ درجہ کی برکت وسعادت ہے۔ حدیث میں ہے۔ حضور اقدس ﷺ
فرماتے ہیں۔ جو شخص اولاد عبد المطلب میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اس کا صلہ دنیا میں
نہ پائے۔ میں بہ نفس نفیس روز قیامت اس کا صلہ عطا فرماؤں گا اور اگر زیارت کرانے والے کو اس کی
توفیق نہ ہو۔ تو زیارت کرنے والے کو چاہیئے۔ خود ان سے صاف صراحۃً کہہ دے۔ کہ نذر کچھ نہیں
دی جائے گی۔ خالصاً لوجہ اللہ اگر آپ زیارت کراتے ہیں کرایئے۔ اس پر اگر وہ صاحب نہ مانیں۔ ہرگز
زیارت نہ کرے۔ کہ زیارت ایک مستحب ہے اور یہ لین دین حرام۔ کسی مستحب شے کے حاصل
کرنے کے واسطے حرام کو اختیار نہیں کر سکتے۔ اشباہ ونظائر وغیرہا میں ہے۔ ما حرم اخذہ حرم
اعطاؤہ ۔ در مختار میں ہے۔ الاخذ والمعطی آثمان ۔ اسی در مختار میں تصریح ہے کہ جو تندرست
ہو اور کسب پر قادر ہو اسے دینا حرام ہے کہ دینے والے اس سوال حرام پر اس کی اعانت کرتے ہیں۔
اگر نہ دیں خواہی نخواہی عاجز ہو اور کسب کرے اور اگر اس کی غرض زیارت کرانے والے صاحب نے
قبول کر لی۔ تو اب سوال واجرت کا قدم درمیان سے اٹھ گیا۔ بے تکلف زیارت کرے۔ دونوں کے

لئے اجر ہے۔ اس کے بعد حسب استطاعت ان کی نذر کردے۔ یہ لینا دینا دونوں کے لئے حلال اور دونوں کے لیے اجر ہے۔ حمد اللہ تعالے فقیر کا یہی معمول ہے اور توفیق خیر اللہ تعالے سے مسئول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (بدر الانوار فی آداب الآثار، ص ۲۴ تا ۲۹، طبع لاہور)

اعتراض :- ابنِ لعل دین نجدی لکھتا ہے۔ بریلوی صاحب ارشاد فرماتے ہیں :-

"علمائے دین نعل مطہرہ (نبی کی فرضی جوتی) روضہ حضور سید البشر علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بناتے اور انہیں بوسہ دیتے، آنکھوں سے لگانے اور سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۲۲۲)

الجواب :- ابنِ لعل دین نے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ بالا عبارت سیاق و سباق چھوڑ کر نقل کی ہے۔ اور موصوف نے جن ائمہ ہدیٰ کے حوالے دیئے ہیں ان کو شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر گئے ہیں۔ مکمل عبارت ملاحظہ ہو :-

"اس سے بھی ارفع واعلیٰ واضح وجلی یہ ہے کہ طبقۃً لطبقۃٍ، شرقاً غرباً، عجماً عرباً علمائے دین وآئمہ معتمدین نعل مطہرہ وروضہ معطر حضور سید البشر علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بناتے۔ کتابوں میں تحریر فرماتے آئے۔ اور انہیں بوسہ دینے اور آنکھوں سے لگانے سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے۔ علامہ ابوالیمن ابن عساکر، شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن خلف سلمی وغیرہما علماء نے اس بارے میں مستقل تالیفیں کیں۔ اور علامہ مقری کی "فتح المتعال فی مدح خیر النعال" اس مسئلہ میں اجمع وانفع تصانیف ہے۔............

<u>محدث علامہ ابوالربیع بن سالم کلاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-</u>

یا ناظر تمثال نبیه + قبل مثال لنعل لا متکبراً

اے اپنے نبی ﷺ کے نقشہ کو دیکھنے والے اس نقشہ کو بوسہ دے بے تکبر کے۔

(ابر المقال فی استحسان قبلۃ الاجلال، ص ۷ طبع لاہور)

اعتراض :- ابنِ لعل دین نجدی لکھتا ہے۔ خان صاحب نقل کرتے ہیں۔

"اگر ہو سکے تو اس خاک کو بوسہ دے جسے نعل مبارک کے اثر سے نم حاصل ہوئی۔ ورنہ اس نقشہ ہی کو بوسہ دے۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۲۲۲)

الجواب :- یہ علامہ محدث محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی المتوفی ۱۱۲۲ھ کی مندرجہ ذیل عربی

عبارت کا اردو ترجمہ جس کو فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے تائیداً نقل کیا ہے۔

"الثم التراب الذی حصل له النداوة من اثر النعلَ الکریمة ان امکن ذلك والا تقبل مثالها."

اگر ہو سکے تو اس خاک کو بوسہ دے جسے نعل مبارک کے اثر سے نم حاصل ہوئی۔ ورنہ اس کے نقشہ ہی کو بوسہ دے۔ (شرح مواہب الدنیہ۔ حوالہ ابر المقال، ص ۱۱ طبع لاہور)

اعتراض :- (مولانا احمد رضا بریلوی) ایک جگہ لکھتے ہیں :-

"حضور ﷺ کے نعل مبارک کے نقشہ کو مس کرنے والے کو قیامت کے دن خیر کثیر ملے گی اور دنیا میں یقیناً نہایت اچھے عیش و عشرت اور عزت و سرور میں رہے گا۔ اسے قیامت کے روز کامیابی کی غرض سے بوسہ دینا چاہیے۔ جو اس نقشہ پر اپنے رخسار رگڑے گا اس کے لیے بہت عجیب برکتیں ہیں۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۲۲۳)

الجواب :- یہ قاضی شمس الدین عبداللہ رشیدی رحمۃ اللہ علیہ کے تین اشعار اور شیخ فتح اللہ بیلونی حلبی (معاصر علامہ مقری م ۱۰۴۱ھ) کے دو اشعار کا اردو ترجمہ ہے۔ جس کو ابن لعل دین نے ایک عبارت کی صورت میں پیش کر کے بد دیانتی سے کام لیا ہے۔ اہل اللہ کے اشعار اور ان کا اردو ترجمہ ملاحظہ ہو۔

لمن قد مس شکل نعل طٰـه + جزیل الخیر فی یوم المآب

و فی الدنیا یکون بخیر عیش + و عزتی الهناء بلا ارتیاب

فبادر و الثم الآثار منها + بقصد الفوز فی یوم الحساب

ترجمہ :- نقشہ نعل طٰہٰ ﷺ کے مس کرنے والے کو قیامت میں خیر کثیر ملے گی اور دنیا میں یقیناً نہایت اچھے عیش و عزت و سرور میں رہے گا۔ تو روزِ قیامت مراد ملنے کی نیت سے جس اس اثر کریم کو بوسہ دے۔ (قاضی شمس الدین عبداللہ رشیدی)

فی مثلك یا نعال اعلیٰ النجبا + اسرار بیمنها شهدنا العجبا

من مرغ خده به مبتهلا + قد قام له ببعض ما قد وجبا

ترجمہ :- اے سید الانبیاء ﷺ کے نعل مبارک تیرے نقشہ میں وہ اسرار ہیں جن کی عجیب برکتیں ہم نے مشاہدہ کیں۔ جو اظہار و عجز و نیاز کے ساتھ اپنا رخسار اس پر رگڑے وہ بعض حق اس نقشہ

مقدسہ کے جواس پر واجب ہیں ادا کرے۔ (ابرالقال فی استحسان قبلۃ الاجلال، ص ۷، ۸ طبع لاہور) (شیخ فتح اللہ بیلونی[1] حلبی) (فتح المعال فی مدح النعال[2] ،از امام احمد مقری (م ۱۰۴۱ھ) ص ۲۳۴ طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

اعتراض :۔ ابن لعل دین نجدی لکھتا ہے۔ جناب اعلیٰ حضرت بریلوی لکھتے ہیں :

حتیٰ کہ بزرگوں کی قبر پر جاتے وقت دروازے کی چوکھٹ کو چومنا بھی جائز ہے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۲۲۲)

الجواب :۔ قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں :۔

اور وہ سرزمین مقدس جہاں حضور سید البشر نے اوقات عزیزہ گزارے اور وہاں سے دین اسلام اور سنت رسول امام کی تبلیغ واشاعت ہوئی اور وہ نشانیاں اور مسجدیں جہاں درس دیا جاتا رہا اور نمازیں، اور فضائل وبرکات اور معاہدۂ براہین ومعجزات اور دینی احکام ومسائل، مسلمانوں کے شعائر اسلام، سید المرسلین کے قیام پذیر ہونے کے مقامات، خاتم النبین ﷺ کے وہ منازل وجائے سکونت جہاں سے نبوت کے چشمے جاری ہوئے۔ اور بکثرت فیضان رسالت جہاں میں پھیلے۔ اور وہ مکانات جہاں رسالت کے فیوض وبرکات مشتمل ہیں اور وہ زمین مقدس جو سید عالم ﷺ کے جسم مقدس سے چھو کر سرفراز ہوئی ان تمام میدانوں کی تعظیم وتوقیر کی جائے۔ وہاں کی خوشبوؤں کی ہوا لی جائے ان کے مکانوں دیواروں کو چوما جائے۔ (الشفا۔ ص ۷۶، ۷۷ جلد ۲ (اردو) طبع لاہور)

یاد رہے تعظیم منسوب بلحاظ نسبت تعظیم منسوب الیہ ہے۔

---

[1] امام احمد تلمسانی، شیخ فتح اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں :۔

"شیخ علامہ فہامہ صدر العلماء عظام، امام نظم ونثر سیدنا ومولانا الشیخ فتح اللہ بن سیدنا ومولانا الولی العارف، الزاہد الورع العابد الشیخ محمود البیلونی۔ الخ" (فتح المعال، ص ۲۲۹ طبع لاہور ۱۹۹۷ء / ۱۴۱۷ھ)

[2] امام احمد بن محمد مقری تلمسانیؒ کی تصنیف "فتح المتعال" کے متعلق علماء کرام کے تاثرات :

O--- علامہ احمد شیخ شہاب الدین الخفاجی شرح شفا میں حضور ﷺ کے اسم گرامی صاحب نعلین کے تحت لکھتے ہیں :۔ آپ کے نعل مقدس کے اوصاف پر تفصیلی کلام کے لیے بعض معاصرین (امام مقری) نے مفصل کتاب لکھی ہے۔ (نسیم الریاض، ص ۴۰۴، جلد دوم)

O--- مولانا عبدالحیٔ لکھنوی حنفی لکھتے ہیں :۔ اگر کوئی شخص نعلین مقدس کے طول وعرض اور اس کے اوصاف وامثلہ پر آگاہی چاہتا ہے تو فتح المتعال کا مطالعہ کرے۔ (غایۃ المقال فی ما یتعلق بالنعال، ص ۱۵۸)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے... وكل ماكان ادخل من الادب والاجلال كان حسنا۔

(عالمگیری، ص ۲۴۵، جلد اوّل)

یعنی ہر وہ کام جو نبی اکرم ﷺ کے ادب اور تعظیم میں کیا جائے وہ مستحسن ومستحب ہے۔

صحابہ کرام اور ان کا عمل :۔ تعظیم آثارِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

☆--- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضور ﷺ کے ممبر شریف کے اس مقام پر جہاں حضور ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے۔ وہاں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ رکھتے تھے پھر اس کو اپنے چہرہ پر ملتے۔ (رواہ ابن سعد فی طبقاتہ) (الشفا۔ ص ۴۷ جلد دوم طبع لاہور)

☆--- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ ان کو وہ جگہ دکھائیں جس پر نبی کریم ﷺ نے بوسہ دیا تھا۔ انہوں نے ناف کے بارے میں بتایا تو اس جگہ کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آثار وذریت مصطفوی سے برکت حاصل کرنے کے لیے بوسہ دیا

☆--- مشہور تابعی حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں کو اس وقت تک نہیں چھوڑتے تھے جب تک ان کو چوم نہ لیتے اور کہتے تھے کہ یہ وہ ہاتھ ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں کو چھوا ہے۔

(فتح المتعال فی مدح النعال، ص ۲۵۹ از علامہ مقری (م ۱۰۴۱ھ) طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

جب برکت آثار شریفہ حضور پرنور سید عالم ﷺ مسلم اور ظاہر ہے تو اولیاء وعلماء حضور ﷺ کے ورثا اور نائبین ہیں تو ان کے آثار میں برکت کیوں نہ ہوگی۔

اس لیے اولیاء اللہ کے مزارات کی چوکھٹ کو بوسہ دینا امر مستحسن ہے اور مانعین کے پاس اس کی حرمت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

O--- امام عراقی (م ۸۰۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

بطور تبرک اماکن مقدسہ، اولیاء کے ہاتھ پاؤں چومنا ارادہ اور نیت کے اعتبار سے پسندیدہ اور اچھا فعل ہے۔ (فتح المتعال فی مدح النعال، ص ۲۵۸)

O--- امام محبّ طبری[1] علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :۔ کہ حجر اسود کو چومنے اور رکن یمانی کو ہاتھ لگانے سے مستنبط ہوتا ہے کہ کسی چیز کو اللہ کی تعظیم کی خاطر چومنا (بوسہ دینا) جائز ہے۔ اگرچہ

---

[1] محدث محب الدین ابو جعفر احمد بن عبداللہ بن محمد طبری مکی شافعی م ۶۹۴ھ

اس کے مندوب ہونے پر کوئی خاص خبر وارد نہ بھی ہوئی ہو۔ کیونکہ اس کی کراہت پر کوئی بھی حدیث وارد نہیں ہے۔ (فتح المتعال فی مدح النعال، ص ٢٦٠)

O---امام تقی الدین سبکی (م ٧٥٦ھ) جب امام ابوزکریا محی الدین شرف نووی (م ٦٧٦ھ) کی وفات کے بعد شام میں جامعہ اشرفیہ کے دارالحدیث میں بطور مدرس آئے تو انہوں نے اپنے متعلق یہ ابیات کہے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔

(١) کہ اس دارالحدیث میں ایک لطیف معنی موجود ہے میں اس کی ہر جگہ پر نماز پڑھوں گا۔

(٢) تاکہ میرا چہرہ اس جگہ کو مس کرے جس جگہ امام نووی کے قدم لگے ہوئے ہیں۔

(فتح المتعال فی مدح النعال، ص ٢٦٢)

اعتراض :۔ ابن لعل دین نجدی لکھتا ہے۔

........بریلوی حضرات کا عقیدہ ہے کہ اگر کسی نے ساری زندگی نہ نماز پڑھی ہو نہ روزے رکھے ہوں، مرنے کے بعد دینوی مال و متاع خرچ کر کے اسے بخشوایا جاسکتا ہے۔ جسے یہ لوگ "حیلہ اسقاط" کا نام دیتے ہیں۔ اس کا طریقہ ملاحظہ فرمائیں اور بریلوی ذہنیت کو داد دیں۔

"میت کی عمر کا اندازہ لگا کر مرد کی عمر سے بارہ سال اور عورت کی عمر سے نو سال (نابالغ رہنے کی کم از کم مدت) کم کر دیجئے۔ بقیہ عمر میں اندازہ لگایا جائے کہ ایسے کتنے فرائض ہیں جنہیں وہ ادا نہ کر سکا۔ اور نہ قضا۔ اس کے بعد ہر نماز کے لیے صدقہ فطر کی مقدار بطور فدیہ خیرات کر دی جائے۔، صدقہ فطر کی مقدار نصف صاع گندم یا ایک صاع "جو" ہے۔ اس حساب سے ایک دن کی وتر سمیت 6 نمازوں کا فدیہ تقریباً بارہ سیر، ایک ماہ کا نو من اور شمسی سال کا ایک سو آٹھ من ہوگا۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا........ ص ٢٢٥)

الجواب :۔ اسقاط کا مفہوم :۔ زندگی میں مسلمان سے بہت سے شرعی احکام عمداً سہواً خطاءً رہ جاتے ہیں جس کو وہ اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکا۔ اور اب بعد موت ان کی سزا میں گرفتار ہے۔ اب نہ تو ادا کرنے کی طاقت ہے نہ اس سے چھوٹنے کی کوئی سبیل۔ شریعت مطہرہ نے اس بیکسی کی حالت میں اس میت کی دستگیری کرنے کے لیے کچھ طریقے تجویز فرمائے ہیں۔ اگر ولی میت وہ طریقہ میت کی طرف سے کر دے تو بے چارہ مردہ چھوٹ جاوے۔ اس طریقہ کا نام اسقاط ہے۔

اسقاط کا طریقہ :۔ میت کی عمر معلوم کی جاوے اس میں سے نو سال عورت کے لیے اور بارہ

سال مرد کے لیے نابالغی کے نکال دو اب جتنے سال بچیں اس میں سے حساب لگاؤ کتنی مدت تک وہ بے نمازی یا بے روزہ رہا۔ یا نمازی ہونے کے زمانہ میں کس قدر نمازیں اس کی باقی رہ گئی کہ نہ وہ پڑھی اور نہ قضا کیں۔ اس لیے زیادہ سے زیادہ اندازہ لگاؤ۔ جتنی نمازیں حاصل ہوں فی نماز ١١٢٥ ٹھنی پر گیہوں خیرات کر دو۔ یعنی جو فطرہ کی مقدار ہے۔ وہ ہی ایک نماز کے فدیہ کی۔ وہ ہی ایک روزہ کی۔ تو ایک دن کی چھ نمازیں، پانچ فرض اور ایک وتر واجب ان کا فدیہ تقریباً بارہ سیر گندم ہوئے۔ اور ایک ماہ کی نمازوں کا فدیہ 9 من گندم تقریباً اور سال کی نمازوں کا 108 من گندم ہوتا ہے۔

یہ مسئلہ فقہ حنفی کی مشہور کتب میں موجود ہے۔ مولانا احمد رضا بریلوی کو اس مسئلہ کا موجد قرار دینا سراسر کذب بیانی، دروغ گوئی اور عوام الناس کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔

علامہ شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :۔

یعنی اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ حساب کرے کہ میت پر کتنی نمازیں اور روزے وغیرہ ہیں۔ اور اس اندازے سے قرض لے۔ اس طرح کے ایک ایک مہینہ یا ایک ایک سال کے اندازے سے لے یا میت کی کل عمر کا اندازہ کرے اور پوری عمر میں بلوغ کی کم از کم مدت جو مرد کے لیے بارہ سال ہے اور عورت کے لیے نو سال وضع کرے۔ پھر حساب کرے تو مہینہ کی نمازوں کا فدیہ نصف غرارہ ہوگا۔ (فتح القدیر دمشقی مد سے) اور ہر شمسی سال کا کفارہ چھ غرارہ ہوا۔ الخ

(ردالمحتار علی الدرالمختار، ص ٤٩٢، ٤٩٣ جلد اول طبع مصر)

اعتراض :۔ ابن لعل دین نجدی نے مولوی اسماعیل دہلوی اور ابن تیمیہ کی عبارات "آثار نبوی" کی تعظیم و توقیر کے رد میں نقل کی ہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا........ ص ٢٢٦، ٢٢٨)

الجواب :۔ آثار نبوی کی تعظیم و توقیر کے سلسلہ میں ہمارے لیے صحابہ کرام اور تابعین کا عمل کافی ہے۔ جس کو ہم نے جلد اول میں تفصیلاً بیان کر دیا ہے۔ مولوی اسماعیل اور ابن تیمیہ کا مسلک تمہیں مبارک ہو۔

ابن تیمیہ کے عقائد و نظریات

ابن تیمیہ سے اصول و فروع میں بہت سی غلطیاں ہوئی ہیں۔ مگر علماء امت کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے ہر زمانے میں بڑے بڑے عالم کی لغزش سے امت کو آگاہ کر دیا۔ تاکہ آنے والے لوگ ان کی ان غلطیوں سے آگاہ رہیں۔ اور امت گمراہی سے محفوظ رہے۔ چنانچہ موصوف کے معاصرین

میں سے حافظ صلاح الدین خلیل علائی دمشقی المتوفی ۷۶۱ھ نے اپنے ایک مکتوب میں ان تفردات کو یکجا جمع کر دیا ہے۔ ان کا وہ معلومات افزا مکتوب محدث ناقد شیخ محمد زاہد کوثری نے ذخائر القصر کے حوالہ سے "السیف الصیقل" میں نقل کیا ہے۔ جو پڑھنے کے لائق ہیں۔ ہم فقط ان کا اردو ترجمہ لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ موصوف لکھتے ہیں۔

حافظ ابن طولون نے ذخائر القصر فی تراجم نبلاء العصر میں شیخ عبدالنافع بن عراق کے تبدیل مسلک کا سبب بیان کرتے ہوئے کہ ان کے والد نے تو ان کو حنبلی بتایا تھا مگر انہوں نے حنبلی مذہب چھوڑ کر شافعی مسلک اختیار کیا۔ لکھا ہے کہ حافظ صلاح الدین علائی نے ان اصولی و فروعی مسائل کا ذکر کیا ہے۔ جن میں ابن تیمیہ نے خلاف کیا ہے۔ چنانچہ بعض ان میں سے وہ ہیں جن کے اندر موصوف نے اجماع[1] کے خلاف کیا ہے اور بعض وہ ہیں جن میں مذہب راجح کے خلاف کیا۔

ان ہی میں سے طلاقِ یمین یعنی وہ طلاق جو قسم کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے، اس کے متعلق انہوں نے کہا ہے کہ جس چیز پر قسم کھائی ہے اس کے واقع ہونے کے بعد وہ واقع نہیں ہوتی ہے بلکہ قسم کھانے والے پر قسم کا کفارہ واجب ہو جاتا ہے حالانکہ ان سے پہلے اس مسئلہ میں فقہاءِ امت میں سے کبھی کوئی فقیہ کفارہ کا قائل نہیں ہوا اور ایک زمانہ دراز تک ان کا ہمیشہ یہی فتویٰ رہا ہے اور مصائب بڑھتے رہے، عوام کی ایک بڑی بھاری اکثریت نے ان کی تقلید کر لی اور یہ بلا عام ہو گئی اور یہ بھی کہ طلاق حالتِ حیض میں واقع نہیں ہوتی اور اسی طرح طلاق اس طہر میں واقع نہیں ہوتی جس میں ہمبستری ہو چکی ہو اور یہ بھی کہ تین طلاقوں سے ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ اس مسئلہ میں مسلمانوں کا اجماع اس کے خلاف نقل کر چکے ہیں نیز یہ بھی کہ جس نے اس کی مخالفت کی اس نے کفر کا کام کیا۔ پھر انہی نے اس کے خلاف فتویٰ دیا اور بڑی خلقت کو اس مسئلہ میں پھنسا دیا۔ اور یہ بھی کہ اگر نماز کو قصداً چھوڑا جائے تو اس کی قضا جائز نہیں۔ اور یہ بھی کہ حائضہ طوافِ کعبہ

[1] شیخ الاسلام بزدوی الحنفی المتوفی ۴۸۲ھ فرماتے ہیں :- اجماع کی مثال ایسی ہے جیسے قرآن مجید کی آیت یا حدیث متواترہ۔ جیسے یہ موجب عمل ہیں اسی طرح سے اجماع بھی۔ (اصول بزدوی، ص ۲۶۱، جلد ۳ طبع ۱۳۲۳ھ)

علامہ ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی حنفی (م ۷۱۰ھ) زیر آیت " ویتبع غیر سبیل المؤمنین۔ الخ" کے تحت لکھتے ہیں :- جیسے قرآن و سنت کی مخالفت جائز نہیں، اسی طرح اجماع کی مخالفت بھی جائز نہیں، کیونکہ اجماع حجت ہے۔ (تفسیر مدارک التنزیل، ص ۳۴۹ جلد اول، طبع کراچی)

کرے اس پر کفارہ واجب نہیں، طواف اس کے لیے مباح اور درست ہے اور یہ کہ ٹیکس لینا اس کے لئے حلال ہیں جس نے زمین کو جاگیر میں دیا ہے اور اگر تاجروں سے ٹیکس لیے جائیں تو زکوۃ کے دستور کے مطابق لے لئے جائیں تو زکواۃ کے عوض میں ان کی طرف سے کافی ہیں اگرچہ وہ زکوۃ کے نام سے نہ لئے ہوں۔ اور نہ زکوۃ کے دستور کے مطابق لئے ہوں۔ اور یہ بھی کہ بہنے والی چیزیں چوہیا جیسے جانوروں کے مرنے سے ناپاک نہیں ہوتیں اور یہ کہ جنبی کو نوافل رات میں تیمم سے پڑھنا چاہئیں اور ان نوافل کو فجر کے غسل تک مؤخر نہیں کرنا چاہئے اگرچہ وہ شہر میں ہو۔ میں نے ان لوگوں کو دیکھا جنھوں نے اس مسئلہ میں ان کی اقتدا کی، تو میں نے ان کو اس سے روکا اور میں نے ابن تیمیہؒ سے سنا جس وقت ان سے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال ہوا کہ جس نے امیر کے لئے بچھونا بچھایا اور سفر کے اندر رات میں جنبی ہو گیا اور اس کو یہ ڈر ہے کہ اگر وہ فجر کو غسل کرے گا تو اس کا استاد (افسر) اسے متہم کرے گا۔ تو انہوں نے اس کو فتویٰ دیا کہ فجر کی نماز تیمم سے پڑھ لے۔ حالانکہ وہ غسل پر قادر تھا اور ان سے واقف کی شرط کے متعلق سوال ہوا تو فرمایا کہ شرط کا بالکلیہ اعتبار نہیں ہے بلکہ شافعیہ پر جو وقف ہو وہ حنفیہ پر صرف کیا جا سکتا ہے۔ اور فقہاء پر ہو وہ صوفیہ پر اور اس سے برعکس بھی کیا جا سکتا ہے۔ اور اسی طرح وہ اپنے مدرسہ میں بھی کرتے تھے چنانچہ وہ مدرسہ کے وقف میں سے عوام اور لشکریوں کو دے دیتے تھے۔ اور واقف کی شرط اور فقہاء کی اصطلاح کے مطابق وہ درس میں حاضر نہیں ہوتے تھے بلکہ اس مدرسہ میں مقررہ دن منگل کو حاضر ہوتے اور عوام بھی آتے تھے۔ اور اس وجہ سے وہ درس سے مستغنی ہو جاتے تھے۔ اور ان سے امہات اولاد (ام ولد لونڈیوں) کی بیع و شراء کے جواز کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے اس کو ترجیح دی اور اس کے جواز کا فتویٰ دیا۔

وہ اصولی مسائل جن میں وہ منفرد ہیں، حسن و قبح کا مسئلہ ہے جس کے معتزلہ قائل ہیں تو یہ بھی اس کے قائل ہو گئے۔ اس کی حمایت کی اور اس موضوع پر کتاب لکھی اور اس کو اللہ کا دین قرار دیا اور ہر اس بات کو جو اس پر مبنی ہو اس کو لازم قرار دیا، جیسا کہ اعمال میں موازنہ کرنا ہے (پس کیا اچھا ہوتا کہ جس وقت اس نے عقل کو حکم مانا عقل سلیم کو حکم مان لیتا۔ اپنی عقل کو جس کی خرابی ظاہر ہے، حکم نہ بناتا جس سے اس نے ذاتِ خداوندی کی صفاتِ الٰہیہ میں کلام کیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بالاتر ہے جو جاہل اس کے متعلق کہتے ہیں۔)

اور لیکن اصول دین میں ان تفردات میں سے یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ تعالےٰ حوادث کے لئے محل ہے

اللہ تعالیٰ کی ذات جو وہ کہتا ہے اس سے بہت بالاتر ہے۔

اور یہ کہ اللہ تعالیٰ مرکب ہے اس کو (ہاتھ، آنکھ، چہرہ، پنڈلی وغیرہ) کی احتیاج ہے۔ جیسے کل کو جزو کی طرف احتیاج ہوتی ہے۔

اور یہ کہ قرآن فی ذاتہٖ حادث ہے اور عالم قدیم بالنوع ہے مخلوق ہو کر خدا کے ساتھ اس کا تعلق دائمی ہے چنانچہ اس نے اس کو موجب بالذات مانا ہے فاعل بالاختیار نہیں جو کچھ اس نے خواب دیکھا ہے اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

اور ان ہی میں سے اس کا ذاتِ خداوندی کے لئے جسمیت، جہت اور انتقال مکانی کا قائل ہونا ہے اور باری تعالیٰ کی ذات اس سے پاک ہے۔

اور اس نے اپنی بعض تصانیف میں بصراحت لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش کے بقدر ہے وہ نہ اس سے بڑا ہے اور نہ اس سے چھوٹا ہے، حالانکہ ذاتِ باری تعالیٰ اس سے بالاتر ہے۔

اور ابنِ تیمیہ نے ایک رسالہ اس مسئلہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی امور سے تعلق نہیں رکھتا ہے جیسے کہ جنتیوں کی نعمتیں ہیں اور یہ کہ وہ غیر متناہی کو محیط نہیں ہے۔ یہ وہ بات ہے جس میں امام (ابن جوینی) کے قدم (کتاب برہان) میں ڈگمگا گئے ہیں۔

اور ان ہی باتوں میں سے یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم نہیں ہیں اور ہمارے نبی ﷺ کے لئے جاہ نہیں ہے۔ جو کوئی آپ کی ذات سے وسیلہ پکڑے گا وہ خطاکار ہے اور اس موضوع پر کئی ورق کا رسالہ بھی لکھا ہے۔

اور یہ کہ ہمارے نبی ﷺ کی زیارت کے لئے سفر کرنا معصیت ہے اس میں نماز قصر نہیں کی جاسکتی اور اس میں بڑا ہی غلو کیا ہے، حالانکہ مسلمانوں میں ان سے پہلے اس کا کوئی قائل نہیں ہوا۔

اور یہ کہ دوزخیوں کا عذاب منقطع ہو جائے گا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نہیں ہوگا، (تقی الدین سبکی نے ایک رسالہ میں اس کی تردید لکھی ہے جو چھپ چکی ہے۔)

اور نیز ان کے تفردات میں سے یہ ہے کہ تورات اور انجیل کے الفاظ میں تبدیل اور تحریف نہیں ہوئی ہے بلکہ یہ اسی صورت میں موجود ہیں جن پر وہ نازل ہوئی تھیں اور تحریف ان کی تاویل میں ہوئی ہے۔ اور اس موضوع پر ان کی ایک اور تصنیف بھی ہے جو میں نے نہیں دیکھی ہے اور میں تو اس قسم کی باتوں کے لکھنے پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں، چہ جائیکہ ان کا اعتقاد رکھنا۔

یہاں وہ مسائل جن کو ابن طولون نے صلاح الدین علائی سے نقل کیا ہے ختم ہوگئے۔

ومما ذكره ابن رجب فى مفرداته ارتفاع الحدث بالمياه المعتصرة كماء الورد و نحوه

اور وہ باتیں جن کا ذکر ابن رجب نے ان کے تفردات میں کیا ہے، نچوڑے ہوئے پانیوں سے جیسے گلاب وغیرہ کا پانی ہے حدث کا اٹھ جانا ہے۔ (یعنی پاک ہو جانا)

وجواز المسح على كل مايحتاج فى نزعه من الرجل الى معالجة باليد او بالرجل الاخرى، وعدم توقيت المسح على الخفين مع الحاجة.

اور ہاتھ یا پاؤں کے معالجہ کے سلسلے میں کوئی چیز پاؤں پر ایسی ہو کہ اس کے اتارنے کی احتیاج ہوتی ہے تو اس پر مسح کرنا درست ہے اور حاجت کی صورت میں موزوں پر مسح کرنے کی کوئی مدت نہیں ہے

وجواز التيمم خشية فوت الوقت لغير المعذور و فوت الجمعة والعيدين.

اور غیر معذور کو وقت کے فوت ہونے، نماز جمعہ کے نکل جانے اور عیدین کے فوت ہونے کا ڈر ہو تو تیمم کرنا درست ہے۔

وانه لا حد لاقلّ الحيض ولا اكثره ولا لسن الاياس

اور یہ کہ کم سے کم حیض کی کوئی مدت نہیں ہے اور نہ اکثر حیض کی کوئی مدت ہے اور نہ سنِ ایاس کی کوئی مدت ہے۔

وان قصر الصلاة يجوز فى قصير السفر وطويله.

اور نماز قصر چھوٹے اور بڑے سفر میں جائز ہے۔

وان البكر لاتستبرئ ولو كانت كبيرة.

اور باکرہ کے لیے استبراء نہیں ہے اگرچہ بوڑھی ہوگئی ہو۔

وانه لا يشترط الوضوء لسجود التلاوة وانه يجوز المسابقة بلا محلل.

اور وضو سجدۂ تلاوت کے لیے شرط نہیں ہے اور مسابقت (گھوڑ دوڑ میں شرط) بلا محلل کے جائز ہوتی ہے۔

و استبراء المختلعة بحيضة و كذا الموطؤة بشبهة والمطلقة آخر ثلاث تطليقات و غيرہا.

اور خلع حاصل کی ہوئی عورت کا ایک حیض کے آنے سے استبراء ہو جاتا ہے اور اسی طرح شبہ میں جس عورت سے ہمبستری ہوئی ہو اور اسی طرح تین طلاق والی عورت وغیرہ کا استبراء ہو جاتا ہے۔

فکم له من شواذ ابن تیمیة وقد ذکر ابن حجر الهیثمی فی الفتاوی الحدیثیة کثیراً من شواذ ابن تیمیة[1]

وقد حاول الشیخ نعمان الآلوسی باشارة صدیق (حسن) خان الذی کان له به صلة مادیة متینة الرد علیه فی جلاء العینین متوخیا تبرئة ساحة ابن تیمیه من غالب تلك الشواذ لکن سقط فی یده حیث فضحت هذه المرحلة من الدعایة لابن تیمیة بطبع کتب له فیما بعد تصرح بما نفی هو عنهٗ الخ.

تو اب دیکھو کہ ابن تیمیہ کے کتنے شواذ اور تفردات ہیں اور ان کے بہت سے تفردات کو حافظ ابن حجر ہیثمی نے فتاویٰ حدیثیہ[1] میں بھی ذکر کیا ہے۔

شیخ نعمان آلوسی نے نواب صدیق حسن خان کے ایما پر جن کی طرف سے شیخ موصوف کو مالی امداد حاصل تھی، جلاء العینین میں ابن حجر مکی پر رد کا ارادہ کیا اور انہوں نے ابن تیمیہؒ کے دامن کو اکثر شواذ سے پاک کرنے میں بڑا زور لگایا ہے مگر انہیں ندامت ہوئی کیونکہ ابن تیمیہ کی کتابوں کی اشاعت نے ان کو اس درجہ حمایت کو اس طرح رسوا کر دیا کہ جن باتوں کی انہوں نے تردید کی تھی، ان کی ان کتابوں میں تصریح بھی مل گئی۔ الخ

(فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ از مولانا عبد الحلیم چشتی، ص ۲۴۶ تا ۲۵۳ / طبع کراچی ۱۹۶۴ء / ۱۳۸۳ھ)

شیخ عبد الوہاب شعرانی المتوفی ۹۷۳ھ فرماتے ہیں

ولی کی صفات کو اولیاء اللہ ہی پہچانتے ہیں تو غیر ولی کو کہاں سے یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ کسی انسان کی ولایت کا انکار کر دے۔ یہ نرا تعصب ہے۔ جیسا کہ ہم اپنے زمانے میں دیکھتے ہیں کہ ابن تیمیہ ہمارا اور ہمارے بھائی اولیاء اللہ کا انکار کرتا ہے۔ میرے بھائی! جس کے یہ رنگ ڈھنگ ہوں اس سے بچو اور ایسے شخص کی ہم نشینی سے بھی بھاگو، جیسے موذی درندے سے بھاگتے ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم کو اور تم کو اپنے اولیاء مومنین کی کرامات کی تصدیق کرنے والا بنا دے۔ آمین

(لواقح الانوار فی طبقات الاخیار، جلد اول طبع قاہرہ ۱۳۱۵ھ)

علامہ کوثری علیہ الرحمۃ

ابن تیمیہ کے عقائد و نظریات بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: کہ موصوف اپنے (زعم باطل میں) جن عقائد کو اسلام سمجھتا ہے اور اس کے معتقدین اس کو شیخ الاسلام کہتے ہیں، اگر یہی اسلام ہے تو ایسے اسلام کو ہمارا سلام ہو۔ "ومع هذا كله ان كان هو لا يزال يعد شيخ الاسلام فعلى الاسلام السلام." (الاشفاق، ص ۸۹ مطبوعہ سعید-ایچ-ایم کمپنی کراچی از محدث کوثری شامی علیہ الرحمۃ)

[1] دیکھئے فتاویٰ حدیثیہ، ص ۱۵۶ تا ۱۵۹ طبع کراچی

مولوی محمد اسماعیل دہلوی کے عقائد و نظریات

مولوی اسماعیل کے نزدیک نماز میں رسول اللہ ﷺ کا خیال مبارک دل میں لانا بیل اور گدھے کے تصور میں غرق ہو جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ موصوف لکھتے ہیں:

"از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند چندیں مرتبہ از استغراق در صورت گاؤ خر خود است۔"[1]

(صراط مستقیم، ص ۸۶ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

مولوی اسماعیل صاحب اپنی دوسری تالیف میں لکھتے ہیں:-

(۱) رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان، ص ۲۲)

(۲) اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی، جن اور فرشتے جبرائیل اور محمد ﷺ کی برابر پیدا کر ڈالے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۱۶)

مولوی محمد اسماعیل دہلوی کے متعلق علماء اہل سنت کی آراء

☆---حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

پس جو آیات اصنام (بتوں) کے حق میں وارد ہیں ان کو انبیاء اولیاء صلوٰت اللہ وسلامہ علیہم پر حمل کرنا، یہ قرآن مجید کی تحریف ہے جو قبیح تحریف ہے اور یہ دین کی بہت بڑی تحریف ہے، جیسا کہ صاحب تقویۃ الایمان (مولوی اسماعیل دہلوی) اس کا مرتکب ہوا۔

(اعلاء کلمۃ اللہ، ص ۷۱ از افادات حضرت گولڑوی، طبع راولپنڈی ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء)

[1] شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی (م ۶۳۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-
التحیات کے الفاظ پروردگار عالم پر سلام ہیں۔ لہٰذا نمازی کو یہ ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ وہ جس سے گفتگو کر رہا ہے اس کے ساتھ ادب اختیار کرے، اور گفتگو کرنے کا طریقہ معلوم کرے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجے اور آپ کو اپنے قلب کے پیش نظر رکھے۔ اور اس کے بعد خدا کے تمام بندوں کو سلام بھیجے۔
(عوارف المعارف، ص ۳۰۷ طبع لاہور ۱۹۶۲ء از شیخ شہاب الدین سہروردیؒ)

مولوی عبد اللہ غزنوی غیر مقلد (م ۱۲۹۸ھ) فرماتے ہیں:-
اور قعدہ میں یہ خیال کرے کہ بیٹھنے کی اجازت پائی میں نے اور معنوں کا خیال کر کے "التحیات" پڑھے۔ اور چونکہ اس کچہری میں حضرت ﷺ کے طفیل حاضر ہوا ہے اس لئے آپ پر درود پڑھنا ضروری ہے۔
(سوانح عمری مولوی عبد اللہ غزنوی از مولوی غلام رسول ساکن قلعہ، ص ۳۶، طبع امرتسر)

☆---حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ :-

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن میں رائے زنی سے کام لیا اسنے بھی اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالیا۔ ابو عیسیٰ ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن کے درجہ کی ہے۔

(ترمذی جلد ۲، تاریخ تفسیر و مفسرون، ص ۲۳۶، طبع فیصل آباد ۱۹۷۸ء)

☆---حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی علیہ الرحمۃ

اپنے والد ماجد قدس سرہ کی سوانح حیات میں لکھتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت شیخ شاہ ابو الخیر عبداللہ محی الدین فاروقی نقشبندی مجددی دہلوی علیہ الرحمۃ (م ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۳ء) سجادہ نشین حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں، خانقاہ میں تشریف فرما تھے۔ مولانا سیف الرحمٰن مدرس مدرسہ عالیہ فتح پوری، مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی اور چند دوسرے علماء اور اہلِ حلقہ بیٹھے تھے کہ شاہجہان پور کے مولانا ریاست علی[1] خان تشریف لائے۔ یہ مولانا ارشاد حسین رام پوری (م ۱۳۱۱ھ) کے شاگرد اور مرید تھے۔ انہوں نے التحیات میں آنحضرت ﷺ کے تصور مبارک کے متعلق "صراط مستقیم" (از مولوی اسماعیل دہلوی) کی گندی عبارت کا ترجمہ آپکو روتے ہوئے سنایا۔ اور کہا! حضرت یہ لوگ ایسی عبارتیں لکھ رہے ہیں۔ آپ کو نہایت ملال ہوا۔ اور آیت (ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ) پڑھ کر فرمایا۔ ایسے افراد پر لعنت ہے۔ اور نہایت رنج و آلم کی وجہ سے آپ اٹھ کر حرم سرا (یعنی گھر) میں چلے گئے۔ (مقامات خیر، از شاہ ابوالحسن زید فاروقی، مطبوعہ دہلی، ۱۹۷۳ء / ص ۶۰۵)

☆---خانوادۂ شاہ ولی اللہ کے چشم و چراغ حضرت مولانا مخصوص اللہ دہلوی

مولانا فضلِ رسول بدایونی کے مکتوب کے جواب میں لکھتے ہیں :- پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ تقویۃ الایمان کہ میں نے اس کا نام "تفویۃ الایمان" ساتھ فا کے رکھا ہے۔ اس کے رد میں رسالہ جو میں نے لکھا ہے اس کا نام "معید الایمان" ہے۔ اسماعیل کا رسالہ موافق ہمارے خاندان کے کیا تمام انبیاء اور رسولوں کی توحید کے خلاف ہے۔

(مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان، ص ۱۰۱ از زید فاروقی طبع لاہور ۱۴۰۴ھ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

[1] صاحب نزہۃ الخواطر لکھتے ہیں :- الشیخ العالم الفقیہ ریاست علی الحنفی الشاہجہانبوری احد المشائخ النقشبندیہ۔" (عبدالحی لکھنوی، نزہۃ الخواطر، جلد ۸ ص ۱۵۴، طبع کراچی ۱۹۷۶ء)

O---اہلسنت کے مسلک میں رسول اللہ ﷺ کا خیال مبارک تکمیل نماز کا موقوف علیہ ہے۔ اور حضور ﷺ کی صورت کریمہ کو دل میں حاضر کرنا مقصدِ عبادت کے حصول کا ذریعہ اور وسیلہ عظمیٰ ہے۔ اور حضور ﷺ کا خیال مبارک دل میں لانے کو گائے بیل کے تصور میں غرق ہو جانے سے بدتر کہنا حضور اکرم ﷺ کی وہ توہین شدید ہے جس کے تصور سے مومن کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ الخ

O---اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ مقربین بارگاہِ ایزدی عبودیت کے اس بلند مقام پر فائز ہوتے ہیں کہ ان کی ذواتِ قدسیہ مظہر صفاتِ ربانی ہو جاتی ہیں اور بمقتضائے حدیثِ قدسی "بی یسمع و بی یبصر" ان کا دیکھنا، سننا، چلنا، پھرنا ارادہ و مشیت سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ وہ میدان تسلیم و رضا کے مرد ہوتے ہیں۔ ان کا چاہنا اللہ کا چاہنا اور ان کا ارادہ اللہ کا ارادہ ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں حضور سید المقربین نبی کریم ﷺ کے حق میں یہ کہنا کہ "رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا" عظمتِ شان کے منافی ہے۔ بلکہ مقام نبوت کی توہین و تنقیص ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ صفاتِ الٰہیہ کا مظہر اتم ہیں اور ان کی مشیت، مشیت ایزدی کا ظہور ہے۔ تو اس کا پورا نہ ہونا، معاذ اللہ، مشیت خداوندی کی ناکامی ہوگی۔ یہی توہین نبوۃ اور کفر خالص ہے۔ اور کمالاتِ انبیاء علیہم السلام کی تنقیص اسی لیے کفر ہے کہ کمالات نبوۃ قطعاً صفاتِ الٰہیہ کا ظہور ہے۔

O---اہل سنت کے نزدیک حضرت محمد ﷺ کی مثل و نظیر کے پیدا کرنے سے قدرت و مشیت ایزدی کا متعلق ہونا محال عقلی ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ پیدائش میں تمام انبیاء سے حقیقتاً اوّل ہیں۔ اور موجودہ حیثیت میں تمام انبیاء میں آخر، اور خاتم النبیین ہیں۔ ظاہر ہے کہ جس طرح اوّل حقیقی میں تعدد محال بالذات ہے۔ اسی طرح خاتم النبیین میں بھی تعدد ممتنع لذاتہٖ ہے۔ اور اس بناء پر قدرت و مشیت خداوندی کا ناقص ہونا لازم نہیں آتا۔ بلکہ اسی امر محال کا قبیح و مذموم ہونا ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس بات کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و مشیت اس سے متعلق ہو سکے۔

(مقالات کاظمی، ص ۲۸۹، ۲۹۹، طبع سادس ۱۴۱۸ھ ملتان)

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

مشکل کشا کا دیدار، جب اعلیٰ حضرت سیدنا علی بن گئے :

الیاس قادری لکھتے ہیں :- "کراچی کے ایک معمر کاتب عبدالماجد بن عبدالمالک پیلی بھیتی نے یہ

ایمان افروز واقعہ سنایا "میری عمر اس وقت تیرہ برس تھی۔ میری سوتیلی والدہ کا ذہنی توازن خراب ہو گیا تھا۔ ان کو زنجیروں سے جکڑ کر چھت پر رکھا جاتا تھا۔ بہت علاج کروایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ پھر کسی کے مشورہ پر میں اور میرے والد صاحب والدہ کو زنجیروں میں جکڑ کر جوں توں پیلی بھیت سے بریلی شریف لائے۔ والدہ محترمہ مسلسل گالیاں بے جا رہی تھیں۔ اعلیٰ حضرت کو دیکھتے ہی گرج کر کہا: تم کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو؟ آپ نے انتہائی نرمی سے فرمایا: "محترمہ آپ کی بہتری کے لیے حاضر ہوا ہوں" والدہ نے بدستور گرج کر کہا: "بڑے آئے بہتری کرنے والے! جو چاہتی ہوں وہ بہتری کردو گے؟" فرمایا: انشاء اللہ۔ والدہ نے کہا: "مولا علی مشکل کشا کا دیدار کروادو" یہ سنتے ہی اعلیٰ حضرت نے اپنے شانہ مبارک سے چادر شریف اتار کر اپنے چہرہ مبارک پر ڈالی اور معاً ہٹالی۔ اب ہماری نظروں کے سامنے اعلیٰ حضرت نہیں بلکہ مولا علی مشکل کشا اپنا نورانی چہرہ چمکاتے ہوئے کھڑے تھے۔ ہماری بوڑھی والدہ نہایت ہی سنجیدگی کے ساتھ جلوؤں میں گم تھیں۔ میں نے اور والد محترم نے خوب جی بھر کر جاگتی آنکھوں سے مولا علی مشکل کشا کی زیارت کی۔ پھر مولا مشکل کشا نے اپنی چادر مبارک اپنے چہرے پر ڈال کر ہٹائی تو اب اعلیٰ حضرت ہمارے سامنے متبسم کھڑے تھے۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.............. ص ۲۵۷)

الجواب: — اس واقعہ کا تعلق کرامات اولیاء اللہ سے ہے جس کا انکار خداوندی سے دوری اور بدبختی کے سوا کچھ نہیں۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات کبریٰ میں بیان کیا ہے کہ کرامتوں کی بہت سی قسمیں ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اولیاء اللہ کا مختلف صورتوں میں ہو جانا۔ اور یہی وہ ہے جس کا نام صوفیہ حضرات عالم مثال رکھتے ہیں۔ اور یہ حضرات عالم اجسام و علام ارواح کے درمیان ایک اور درمیانی عالم ثابت کرتے ہیں جس کا نام انہوں نے عالم مثال رکھا ہوا ہے۔ اور یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ عالم، عالم اجسام سے زیادہ لطیف اور عالم ارواح سے زیادہ واضح ہے اور اسی پر روح کے جسمانی شکل اختیار کرنے اور اس کے مختلف صورتوں میں ظاہر ہونے کی بنا قائم کی ہے۔ اور اس کو حق تعالیٰ کے اس ارشاد سے استنباط کیا ہے۔ فتمثل لھا بشرا سویا۔ (القرآن الکریم) (تو جبرائیل ان کے واسطے ایک معتدل انسان بن گئے۔) وہ واقعہ بھی اسی قبیل سے ہے جو قضیب البان موصلی سے منقول ہے۔ یہ حضرت ابدال میں سے تھے، کسی شخص نے جب ان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ تو نماز نہ پڑھنے کی

تہمت لگائی تھی اور سختی سے اعتراض کیا تھا۔ آپ فوراً اس کے سامنے مختلف صورتوں میں منتقل ہوئے اور پوچھا تم نے کونسی صورت میں مجھے نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔

(تلخیص جامع کرامات اولیاء از علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی، ص ۲۵ طبع لاہور)

O---حضرت خواجہ محمد باقی باللہ (م ۱۰۱۲ھ) کا دہلی میں قیام تھا۔ شب کا کافی عرصہ گزر چکا تھا۔ مہمان آگئے۔ خادم کو نانبائی کے پاس طعام کے لیے بھیجا۔ اس نے مہمانوں کے لیے کھانا تیار کیا۔ اور لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ مہمانوں نے کھانا کھایا۔ اور آرام کیا۔ اگلے دن نانبائی حاضر ہوا۔ حضرت موصوف نے فرمایا کیا مانگتے ہو؟ (آپ کا اشارہ کھانے کی قیمت کی طرف تھا۔) اس نے کہا! اپنے جیسا بنادو۔ آپ اس کو اپنے حجرہ مبارکہ میں لے گئے۔ اور اس پر توجہ ڈالی۔ تو وہ آپکی ہم شکل ہو گیا۔ اور کچھ دیر کے بعد جب باہر آئے تو متوسلین پہچان نہ سکے کہ ان دونوں میں سے حضرت خواجہ باقی باللہ کون سے ہیں۔ چونکہ اس میں روحانی قوت کو اٹھانے کی ہمت نہ تھی اس لئے چند دن کے بعد وہ (نانبائی) مر گیا۔ (تلخیص) (سیارہ ڈائجسٹ اولیاء کرام نمبر، حالات خواجہ محمد باقی باللہ)

ابن لعل دین کے چچازاد بھائی مولوی اشرف علی تھانوی کے دادا پیر کا واقعہ:

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں، "آنحضرت ﷺ قبر مقدس سے خود بصورت حضرت میاں جیو صاحب قدس سرہ نکلے اور عمامہ لپٹا ہوا اور تر اپنے دست مبارک میں لیے ہوئے تھے۔ میرے سر پر رکھ دیا اور کچھ نہ فرمایا اور واپس تشریف لے گئے۔"

(امداد المشتاق، از اشرف علی تھانوی، ص ۱۴ طبع لاہور)

اعتراض: — ابن لعل دین نجدی لکھتا ہے:

ایک بڑھیا جس کا خاوند جیل میں بند تھا اور وہ اس کی رہائی چاہتی تھی۔ جب اعلیٰ حضرت سے اپنی مرضی کا جواب نہ پایا۔ تو کچھ خفا ہو کر چل دی۔ (مفہوم) اس کے بعد قادری صاحب سے سنیئے!

جب آپ نے (اعلیٰ حضرت بریلوی) یہ کیفیت دیکھی تو فوراً آواز دے کر بڑی بی کو بلایا۔ اور فرمایا! "پان کھا لیجئے" بڑی بی نے کہا، میرے منہ میں پان موجود ہے۔ آپ نے اصرار کیا لیکن وہ کچھ ناراض سی تھی۔ پھر آپ نے اپنے دستِ مبارک سے پان بڑھاتے ہوئے فرمایا۔ آپ کے خاوند تو چھوٹ گئے اب تو پان کھا لیجئے۔ اب بڑی بی خوش ہو کر پان کھالیا۔ اور گھر کی طرف چل دی۔ جب گھر کے قریب پہنچیں۔ تو بچے دوڑتے ہوئے آئے۔ اور کہنے لگے آپ کہاں تھیں؟ تار والا ڈھونڈتا پھرتا

رہا۔ خوشی میں گھر گئیں۔ تار لیا۔ اور پڑھوایا تو معلوم ہوا۔ شوہر صاحب بری ہو گئے ہیں۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۲۷۲)

الجواب :۔ جو "خوارق عادات عامہ" اتباع رسول ﷺ اور خدائے واحد کی عبادت و پرستش کا نتیجہ ہوں وہ کرامات اولیاء کہلاتی ہیں۔ جن کے مبارک و محمود ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ اور ایسی کرامات کا انکار کرنا بدبختی ہے۔ مندرجہ بالا واقعہ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی ایسی ہی کرامت کا ذکر ہے۔

O---حضرت خواجہ عثمان ہارونی (م ۶۰۳ھ) علیہ الرحمۃ پیر و مرشد خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کی کرامت

ایک دن ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جو نہایت ہی پریشان حال تھا۔ جب حضرت اقدس نے اس سے وجہ دریافت کی تو اس نے عرض کیا کہ چالیس سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ کہ میرا بیٹا غائب ہو گیا ہے۔ اس کی زندگی اور موت کے متعلق مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ حضرت اقدس کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ دعا فرمائی جاوے کہ میرا بیٹا واپس آجائے۔ یہ سن کر حضرت اقدس نے دیر تک مراقبہ کیا۔ اور آنکھیں کھول کر حاضرین سے فرمایا کہ فاتحہ پڑھو۔ اس نیت سے کہ اس کا بیٹا واپس آجائے۔ حاضرین نے حکم کی تعمیل کی۔ آپ نے دوبارہ مراقب ہو کر فرمایا کہ جاؤ! تمھارا بیٹا گھر آگیا ہے۔ جب وہ اپنے گھر کے نزدیک پہنچا تو کسی نے آواز دے کر کہا کہ مبارک ہو تمھارا بیٹا واپس آگیا ہے۔ باپ نے گھر جا کر بیٹے سے ملاقات کی اور اسے گلے لگایا بوسہ دیا اور پھر دونوں حضرت شیخ کی خدمت میں بھاگے ہوئے آئے حضرت اقدس نے لڑکے سے پوچھا کہ تم کہاں تھے اور کیسے آئے اپنا حال بیان کرو۔ اس نے عرض کیا کہ بندہ کو دریائے دیوان کے جزائر میں سے ایک جزیرہ میں لے گئے تھے اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں۔ آج بھی وہاں تھا کہ آپ کی شکل کے ایک بزرگ نے میرے سامنے آکر فرمایا کہ اٹھو میں اٹھ کھڑا ہوا انہوں نے میری بیڑیوں کو ہاتھ لگایا تو بیڑیاں ادھر جا پڑیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ اپنے پاؤں میرے پاؤں پر رکھو اور آنکھیں بند کرو میں نے حکم کی تعمیل کی۔ ایک لحہ نہیں گزرا تھا کہ آپ نے فرمایا آنکھیں کھولو میں نے آنکھیں کھولیں تو وہ بزرگ غائب ہو گئے اور میں نے اپنے آپ کو گھر کے دروازہ پر کھڑا پایا۔ ماں باپ سے ملا اور حضر اقدس کی زیارت سے مشرف ہوا۔ (اقتباس الانوار، زمانہ تالیف ۱۰۳۰ھ از شیخ اکرم قدوسیؒ، ص ۳۳۷، طبع لاہور ۱۴۱۴ھ)

مولوی غلام رسول قلعوی غیر مقلد کی کرامت

ایک بار قلعہ میہان سنگھ میں ایک حجام آپ کی حجامت بنا رہا تھا۔ کہ اس نے یہ شکایت کی، حضور میرا بیٹا کئی سال سے باہر گیا ہوا ہے۔ جس کا ہمیں کچھ پتہ نہیں کہ کہاں ہے زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ بس ایک ہی بیٹا تھا۔ اس کی فکر میں ہم تو مرے جا رہے ہیں۔ آپ تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر فرمایا! میاں وہ تو گھر بیٹھا ہے۔ اور روٹی کھا رہا ہے۔ جاؤ بے شک جا کر دیکھ لو۔ حجام گھر گیا، تو سچ مچ بیٹھا ہوا تھا اور کھانا کھا رہا تھا۔ الخ (کرامات اہل حدیث، ص ۱۲ طبع سیالکوٹ)

"ما ھو جوابکم فھو جوابنا"

الحمد للہ رب العالمین

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

مولانا محمد علی لکھوی غیر مقلّد

کے مسئلہ

حیاتِ مسیح علیہ السلام

میں

خطرناک لغزش

مولانا کی وفات کے افسوس کے ساتھ یہ افسوس بھی ہے کہ زندگی کے آخری دور میں بعض اہم اعتقادی مسائل حیات مسیح علیہ السلام وغیرہ کی بابت آپ نے نہایت خطرناک لغزش کھائی، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کے صاجزادگان مولانا معین الدین لکھوی، مولانا محی الدین لکھوی اور دیگر پسماندگان کو صبرِ جمیل اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث ۱۴ تا ۲۱ دسمبر ۱۹۷۳ء لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۳۶۹

فون نمبر ۶۱۲۸۹

ید اللہ علی الجماعۃ

لا جماعۃ الا بامارۃ

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور (پاکستان)

بانی حضرت العلام حافظ عبداللہ صاحب محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر حافظ محمد جاوید روپڑی

بدل اشتراک: بیرون ممالک ۵۰ روپے، سالانہ ۱۰ روپے، ششماہی ۶ روپے، فی پرچہ ۳۰ پیسے

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: حافظ عبدالقادر روپڑی، جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور

جلد ۲۶ | ۱۸/۲۵ ذی قعدہ ۱۳۹۳ھ | جمعۃ المبارک | ۱۴/۲۱ دسمبر ۱۹۷۳ء | شمارہ ۲۱

مولانا محمدؒ علی لکھوی وفات پاگئے

یہ خبر نہایت رنج و افسوس کے ساتھ حوالۂ قلم کی جارہی ہے کہ مولانا محمد علی لکھوی ۲۳ ذی قعدہ ۱۳۹۳ھ ۱۹ دسمبر ۱۹۷۳ء بروز بدھ قریباً ۸۸ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا محمد علی لکھوی خاندان کے بزرگ تھے، مشہور مفسر قرآن مولانا حافظ محمد لکھویؒ کے پوتے اور مولانا محی الدین عبدالرحمٰن مدفون جنت البقیع مدینہ منورہ کے صاحبزادے تھے، موضع لکھو کے ضلع فیروز پور میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے چچا مولانا عبدالقادر محدث لکھوی (والد مولانا عطاء اللہ لکھویؒ) اور مولانا امام عبدالجبار غزنوی سے حاصل کی اور تکمیل کے لیے بعض دیگر مشائخ کی خدمت سے شرف ہوئے تعلیم سے فراغت کے ساتھ ہی آپ درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ تدریس و خطابت اور اصلاح و تبلیغ کے میدان میں آپ نے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

اس کے علاوہ ہندوستان میں احیاء اسلام اور آزادیٔ وطن کے لیے اٹھنے والی ہر تحریک میں آپ نے بھرپور حصہ لیا، آپ عرصہ ۲۷ سال سے ترک وطن کرکے مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔ مسجد نبوی میں کافی عرصہ درس دیتے رہے، آخر مدینہ منورہ میں ہی وفات پائی۔

مولانا کی وفات کے افسوس کے ساتھ یہ افسوس بھی ہے کہ زندگی کے آخری دور میں بعض اہم اعتقادی مسائل حیات مسیح علیہ السلام وغیرہ کی بابت آپ نے ۳

بہرحال اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں کو معاف فرمائے اور ان پر رحم فرمائے
ان کے صاحبزادگان مولانا معین الدین لکھوی مولانا
محی الدین لکھوی اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے
مستفیض ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین
(ادارہ)

قادیان
میں
دارالعلوم دیوبند کا فیضان

مدرسۂ دیوبند نے جو مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار ہے، بہت ہی تھوڑے لوگ ایسے پیدا کئے ہیں، جنہیں اس زمانہ کے امام کو پہچاننے کی سعادت نصیب ہوئی۔ بدقسمتی سے یہ مدرسہ ابتداء ہی سے جماعت احمدیہ کا ایک مخالف کیمپ بنا رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس مدرسہ کے مقدس بانی کی پاکیزہ روح نے یہاں کے چند نیک مخلصین کی طبائع پر ایسا روحانی اثر ڈالا کہ وہ حضرت امام الزمان کے دست و بازو ثابت ہوئے، تا یہ چند نفوس اس مدرسہ سے نکلنے والے دوسرے علماء کی مخالفتوں کا کفارہ ثابت ہوں، ان چند نفوس میں سے حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کا نام سرفہرست آتا ہے۔ آپ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت جس بے نفسی اور خلوص سے سرانجام دی ہے وہ یقیناً مدرسہ دیوبند کے بانی علیہ الرحمۃ کی روح کے لیے آرام اور راحت کا موجب ہوگی۔

ریویو آف ریلیجنز (قادیان)
شعبان ۱۳۶۶ھ / جولائی ۱۹۴۷ء

2

ماہنامہ اردو

ریویو آف ریلیجنز (قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مرتبہ

علی محمد اجمیری

بابت ماہ شعبان ۱۳۶۶ھ مطابق ماہ جولائی ۱۹۴۷ء

جلد ۴۶ ماہ وفا ۱۳۲۶ ہش

نے توفیق عطا فرمائی جو سونے پر سہاگہ ثابت ہوئی اور یہ تمام علوم ان کیلئے ایک روشن مشعل بن گئے۔ تفسیر القرآن میں حضرت مولوی صاحب کی تصنیف تفسیر سروری سے (جو شروع سے آٹھویں پارے تک کی ہے) آپکے قرآنی علوم پر عبور کا پتہ چلتا ہے۔ پرانی تفسیروں کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تفسیر القرآن کے جو اصول بیان فرمائے ہیں ان سب کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپنے قرآن مجید کے مشکل مقامات کو بڑی قابلیت سے حل کیا اور پرانے اور نئے علوم کو بہت عمدگی سے سمویا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوحِي إِلَيْهِم مِنَ السَّمَاءِ کے الہام میں جن جوانمردوں کی امداد کا وعدہ فرمایا تھا ان میں سے حضرت مولوی صاحب موصوف کا مقام بہت بلند ہے۔ آپ جوانی کے عالم ہی میں ملازمت چھوڑ کر امام الزمان علیہ السلام کے قدموں میں آرہے اور پھر محبوب کے در پر ایسی دھونی رمائی کہ خدائی بلاوا کے سوا اور کوئی چیز آپکو یہاں سے جدا نہ کر سکی۔ آپ کا یہ انجام قابل صد رشک ہے۔

مدرسہ دیوبند نے جو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار ہے، بہت ہی تھوڑے لوگ ایسے پیدا کئے ہیں، جنہیں اس زمانہ کے امام کو پہچاننے کی سعادت نصیب ہوئی۔ بد قسمتی سے یہ مدرسہ ابتدا ہی سے جماعت احمدیہ کا ایک مخالف کیمپ بنا رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس مدرسہ کے مقدس بانی کی پاکیزہ روح نے یہاں کے چند نیک متعلمین کی طبائع پر ایسا روحانی اثر ڈالا، کہ وہ حضرت امام الزمانؑ کے دست و بازو ثابت ہوئے، تا یہ چند نفوس اس مدرسہ سے نکلنے والے دوسرے علماء کی مخالفتوں کا کفارہ ثابت ہوں۔ ان چند نفوس میں سے حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحبؓ کا نام سرِفہرست آتا ہے۔ آپؓ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت جس بے نفسی اور خلوص سے سرانجام دی ہے، وہ یقیناً مدرسہ دیوبند کے بانی علیہ الرحمۃ کی روح کے لئے آرام اور راحت کا موجب ہوگی۔

میٹھی میٹھی سُنّتیں یا.....؟

ابن لعل دین

ادارہ مطبوعات مجلۃ الدعوہ

الحجاز پلازہ گراؤنڈ فلور ایونگ روڈ نیلا گنبد لاہور فون 7312203

☆ نام کتاب : میٹھی میٹھی سنتیں......

☆ مؤلف : ابن لعل دین

☆ طبع اوّل : ستمبر 1998ء

☆ تعداد : ہزار

☆ کمپوزنگ : قادری کمپوزنگ سنٹر لاہور

☆ اشاعت فنڈ : (۵۷ روپے فی پرچہ) . روپے

☆ ناشر : ادارہ مطبوعات مجلۃ الدعوۃ

الحجاز پلازہ گراؤنڈ فلور ایونگ

روڈ نیلا گنبد لاہور فون: 7312203

اطیب البیان

ردِ تقویت الایمان

مسائل اسلام (توحید، شرک، رسالت، علم غیب، عبادت، وسیلہ، شفاعت، مدد و استعانت، فاتحہ، نذر و نیاز، تصرف و اختیارات استخارہ و کشف، نِدا و پکار) پر علمی و تحقیقی کتاب

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ تعالیٰ

مُسلم کتابوی ○ لاہور

حالات و واقعات و ملفوظات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

القولُ الجلی

فی

ذکرِ آثارِ الولی (اردو)

مؤلف

حضرت مولانا محمد عاشق پھلتی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

مولانا محمد تقی انور علوی

مُسلم کتابوی لاہور